إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

اضافہ و تخریج شدہ ایڈیشن

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب و تخریج
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

إنما شفاء العِيّ السؤال (الحديث)

لاعلمی کی شفا سوال کرنے میں ہے

۳

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن

حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب وتخریج

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی، دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

0321-2115502, 0321-2115595, 02134130020

www.ahlehaq.org

نام کتاب	:	آپ کے مسائل اور ان کا حل
مصنف	:	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
ترتیب وتخریج	:	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید
قانونی مشیر	:	منظور احمد میو راجپوت (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
طبع اوّل	:	۱۹۸۹ء
اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن	:	مئی ۲۰۱۱ء
کمپوزنگ	:	محمد عامر صدیقی
پرنٹنگ	:	شمس پرنٹنگ پریس

مکتبہ لدھیانوی

18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

0321-2115502, 0321-2115595, 02134130020

www.ahlehaq.org

فہرست

وضو کے مسائل

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

پانی کے اَحکام

غسل کے مسائل

کن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور کن سے نہیں؟

تیمّم

موزوں پر مسح

حیض و نفاس

پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل

ناخن پالش کی بلا

پاکی اور ناپاکی میں تلاوت، دُعا و اذکار

نجاست اور پاکی کے مسائل

نماز کی فرضیت واہمیت

اوقاتِ نماز

مسجد کے مسائل

اَذان اور اِقامت

شرائطِ نماز

نماز ادا کرنے کا طریقہ

نماز میں کیا پڑھتے ہیں؟

لاؤڈاسپیکر کا استعمال

جماعت کی صف بندی

نماز باجماعت

گھر پر نماز پڑھنا

اِمام کے مسائل

مقتدی

نماز کے دوران یا بعد میں دُعا وذِکر

مسبوق و لاحق کے مسائل

نمازی کے سامنے سے گزرنا

عورتوں کی نماز کے چند مسائل

کن چیزوں سے نماز فاسد یا مکروہ ہوجاتی ہے؟

نماز توڑنے کے عذرات

نماز میں وضو کا ٹوٹ جانا

معذور کے اَحکام

نمازِ وتر

سنت نمازوں کی ادائیگی

قضا نمازیں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وضو کے مسائل

غسل سے پہلے وضو کرنے کی تفصیل

سوال:... ایک قاری کے ایک سوال کے جواب میں آپ نے غسل اور وضو کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے، اس لئے غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں، نماز پڑھی جاسکتی ہے، بلکہ جب تک اس غسل سے کم از کم دو رکعت نہ پڑھ لی جائیں، دوبارہ وضو کرنا گناہ ہے۔

میں نے خود بارہا یہ مسئلہ کتابوں میں پڑھا ہے، لیکن آپ جیسے اہلِ علم حضرات سے کبھی استفادہ نہیں کیا اور اب تک شکوک و شبہات میں مبتلا رہا، برائے کرم میری تسلی و تشفی کے لئے اور دیگر مجھ جیسے قارئین کی بھلائی کی خاطر ذرا تفصیلاً اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ وضو میں ایک مرتبہ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے، اب اگر ایک شخص پر غسل کرنا فرض ہے تب تو وہ وضو بھی کرے گا، لیکن ایک شخص پاکی کی حالت میں غسل کرتا ہے تو ظاہر ہے وہ وضو نہیں کرے گا۔ پھر چوتھائی سر کا مسح چہ معنی؟ اور وہ کس طرح صرف غسل سے نماز پڑھ سکتا ہے، ایک حدیث پیشِ خدمت ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے اور غسل سے پہلے جو وضو کرتے تھے، اسی پر اکتفا فرماتے تھے (ترمذی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ)۔ مندرجہ بالا حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے پہلے کے وضو پر اکتفا فرماتے تھے، یعنی وضو ضرور فرماتے تھے، لہٰذا مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ بغیر وضو کے غسل سے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں، جبکہ سر کا مسح وضو میں فرض ہے؟

جواب:... وضو نام ہے تین اعضاء (منہ، ہاتھ اور پاؤں) کے دھونے اور سر کے مسح کرنے کا۔[1] اور جب آدمی نے غسل کرلیا تو اس کے ضمن میں وضو بھی ہوگیا۔[2] غسل سے پہلے وضو کرلینا سنت ہے،[3] جیسا کہ آپ نے حدیث شریف نقل کی ہے، لیکن اگر کسی نے

---

(۱) ففرض الطهارة غسل الأعضاء الثلاثة يعني الوجه واليدين والقدمين ...... ومسح الرأس ... الخ. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۳، كتاب الطهارة، طبع مجتبائی دهلی، ایضاً هدایه ج:۱ ص:۱۶، ۱۷ طبع مکتبه شرکت علمیه ملتان).

(۲) ويقول القاضي في العارضة: لم يختلف أحد من العلماء في أن الوضوء داخل في الغسل ... الخ. (معارف السُّنن ج:۱ ص:۳۶۸، طبع مكتبه بنورية كراچي).

(۳) وسُنّة الغسل أن يبدأ المغتسل فيغسل يديه وفرجه .... ثم يتوضأ وضوءه للصلاة إلّا رجليه فيه إشارة إلى أنه يمسح رأسه وهو ظاهر الرواية وروى الحسن عن أبي حنيفة أنه لا يمسح لأنه لا فائدة فيه لأن الإسالة تقدم المسح والصحيح أنه يمسحه ... الخ. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۰، طبع مجتبائی دهلی).

غسل سے پہلے وضو نہیں کیا، تب بھی غسل ہوجائے گا،[1] اور غسل کے ضمن میں وضو بھی ہوجائے گا، مسح کے معنی تر ہاتھ سر پر پھیرنے کے ہیں،[2] جب سر پر پانی ڈال کر مل لیا تو مسح سے بڑھ کر غسل ہوگیا۔ بہرحال عوام کا یہ طرزِ عمل کہ وہ غسل کے بعد پھر وضو کرتے ہیں، بالکل غلط ہے، وضو غسل سے پہلے کرنا چاہئے، تاکہ غسل کی سنت ادا ہوجائے، غسل کے بعد وضو کرنے کا کوئی جواز نہیں۔[3]

نہانے کے بعد وضو غیرضروری ہے

سوال:... نہانے کے بعد بعض آدمیوں سے سنا ہے کہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں رہتی، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ آیا نہانے کے بعد وضو کے نہ کرنے کا طریقہ درست ہے یا نہیں؟

جواب:... نہانے سے وضو بھی ہوجاتا ہے، بعد میں وضو کی ضرورت نہیں۔[4]

غسل کرنے سے وضو ہوجائے گا

سوال:... غسل کرلیا، لیکن باقاعدہ وضو نہیں کیا تو کیا باقاعدہ وضو کرنا ضروری ہے؟ کیا اچھی طرح غسل کرنے کے بعد وضو نہ کیا جائے تو نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب:... جائز ہے، واللہ اعلم![5]

غسل کے دوران وضو کرلیا تو دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں

سوال:... غسل کے وقت جو وضو کیا جاتا ہے، کیا اس وضو سے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نماز کے لئے علیحدہ وضو کرنا پڑے گا؟

---

(۱) وفرض الغسل المضمضة والإستنشاق وغسل سائر البدن. (هداية ج:۱ ص:۲۹، كتاب الطهارة).

(۲) والمسح إصابة اليد المبتلة العضو ...إلخ. (شرح الوقاية ج:۱ ص:۵۵، فرائض الوضوء، طبع ایچ ایم سعید).

(۳) عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لَا يتوضأ بعد الغسل. قال أبوعيسى: هذا قول غير واحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين أن لَا يتوضأ بعد الغسل. (ترمذى ج:۱ ص:۱۶ باب الوضوء بعد الغسل، طبع دهلى). أيضًا: قال العلامة نوح أفندى: بل ورد ما يدل على كراهته، أخرج الطبرانى فى الأوسط عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من توضأ بعد الغسل فليس منّا اهـ تأمل. (ردالمحتار ج:۱ ص:۱۵۸ طبع ایچ ایم سعید).

(۴) ويكره لمن توضأ قبل غسله اعادة الوضوء بعد الغسل لحديث عائشة قالت: كان صلى الله عليه وسلم لَا يتوضأ بعد الغسل إلّا ان ينتقض وضوئهٗ ...الخ. (الفقه الإسلامى وأدلّته، المطلب الخامس، مكروهات الغسل ج:۱ ص:۳۸۲ طبع دارالفكر بيروت).

(۵) ويقول القاضى فى العارضة: لم يختلف أحد من العلماء فى أن الوضوء داخل فى الغسل ...إلخ." (معارف السُّنن ج:۱ ص:۳٦۸). عن عائشة أنّ النبى صلى الله عليه وسلم كان لَا يتوضأ بعد الغسل. (ترمذى، باب الوضوء بعد الغسل ج:۱ ص:۱٦، أيضًا: مشكوٰة ص:۴۸، باب الغسل، طبع قديمى).

جواب:... اس وضو سے نماز پڑھ سکتے ہیں، غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔ [1]

صرف غسل کرلیا تو کیا نماز پڑھ سکتا ہے؟

سوال:... غسل کرنے کے بعد نماز اَدا کرنے کے لئے وضو نہ کرے تو کیا نماز اَدا ہوجائے گی؟

جواب:... غسل کے اندر وضو بھی داخل ہوجاتا ہے، غسل کرنے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرنا چاہئے۔ [2]

جمعہ کی نماز کے لئے غسل کے بعد وضو کرنا

سوال:... جمعہ کی نماز کے لئے غسل کرنے کے بعد وضو کرنا ضروری ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:... نہیں! غسل کے بعد جب تک وضو نہ ٹوٹے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ [3]

وضو میں نیت شرط نہیں

سوال:... وضو کرنے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے، ہم نے کتاب میں پڑھا ہے کہ منہ ہاتھ دھونے میں وہی کام کیا جاتا ہے جو وضو کرنے میں کرتے ہیں۔ اگر وضو کی نیت نہیں کی گئی تو وضو نہیں ہوگا، بلکہ صرف منہ ہاتھ دھونا ہوا، اس کے علاوہ وضو میں جو فرائض ہیں وہی اگر چھوٹ گئے تو پھر وضو کیسے ہوا؟

جواب:... نیت کرنا وضو میں فرض نہیں، [4] اگر منہ، ہاتھ، پاؤں دھولئے جائیں اور سر کا مسح کرلیا جائے (کہ یہی چار چیزیں وضو میں فرض ہیں) تو وضو ہوجاتا ہے، [5] البتہ وضو کا ثواب تب ملے گا جب وضو کی نیت بھی کی ہو۔ [6]

---

(۱) بل ورد ما یدل علٰی کراهته، أخرج الطبرانی فی الأوسط عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من توضأ بعد الغسل فلیس منّا ..... أنّ عدم استحبابه لو بقی متوضأً إلی فراغ الغسل ...الخ. (حاشیه ردالمحتار ج:۱ ص:۱۵۸، طبع ایچ ایم سعید).

(۲) عن عائشة رضی الله عنها أنّ النبی صلی الله علیه وسلم کان لا یتوضّأ بعد الغسل. (ترمذی، باب الوضوء بعد الغسل ج:۱ ص:۱۶). وأیضًا: فلو أحدث قبله ینبغی إعادته. (حاشیة رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۸ قبیل مطلب فی تحریر الصاع والمد والرطل، طبع ایچ ایم سعید).

(۳) ایضاً حوالہ بالا۔

(۴) وأما النیّة فلیست من الشرائط ...... فیجوز الوضوء بدون النیّة. (بدائع ج:۱ ص:۱۷، طبع ایچ ایم سعید).

(۵) قال تعالٰی: "فاغسلوا وجوهکم أیدیکم إلی المرافق وامسحوا برءوسکم وأرجلکم إلی الکعبین" (المائدة:۶). ففرض الطهارة: غسل الأعضاء الثلاثة یعنی الوجه والیدین والقدمین ...... ومسح الرأس ...الخ. (الجوهرة النیرة ج:۱ ص:۳).

(۶) قال الحنفیة: یسن للمتوضئ البدایة بالنیّة لتحصیل الثواب. (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۱ ص:۲۲۵). أیضًا: والنیة سُنّة لتحصیل الثواب لأن المأمور به لیس إلّا غسلًا ومسحًا فی الآیة ولم یعلمه النبی صلی الله علیه وسلم للأعرابی مع جهله وفرضت فی التیمم لأنه بالتراب ولیس مزیلًا للحدث بالأصالة. (حاشیة الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح ص:۳۱).

بغیر وضو کئے محض نیت سے وضو نہیں ہوتا

سوال:... اکثر مقامات پر مساجد میں پانی کا انتظام نہیں ہوتا، اور پھر وضو کے لئے کافی تکلیف ہوجاتی ہے، میں نے سنا ہے کہ اگر کہیں پانی دستیاب نہ ہو تو وضو کی نیت کرنے سے وضو ہوجاتا ہے۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ اگر وضو ہوسکتا ہے تو اس کی نیت بھی ایسے ہی کرنی ہوتی ہے جیسے ہم پانی کے ساتھ وضو کرتے وقت کرتے ہیں؟

جواب:... محض وضو کی نیت کرنے سے وضو نہیں ہوتا، آپ نے غلط سنا ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی جگہ وضو کے لئے پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمم کیا جائے،[1] اور پانی دستیاب نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کم سے کم ایک میل دُور ہو، اس لئے شہر میں پانی کی دستیاب نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں، جنگل میں ایسی صورت پیش آسکتی ہے۔[2]

اعضائے وضو کا تین بار دھونا کامل سنت ہے

سوال:... ہمارے اسلامیات کے اُستاد نے بتایا ہے کہ وضو کرتے وقت ہاتھ دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، منہ دھونا وغیرہ جو کہ تین دفعہ دھویا جاتا ہے، دو دفعہ بھی دھویا جاسکتا ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... کامل سنت تین تین بار دھونا ہے، وضو دو بار دھونے بلکہ ایک ہی بار دھونے سے بھی ہوجائے گا، بشرطیکہ ایک بال کی جگہ بھی خشک نہ رہے۔[3]

وضو میں ہر عضو کو تین بار سے زیادہ دھونا

سوال:... وضو کرتے وقت ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا سنت ہے، اگر کوئی عضو دھوتے وقت تین سے زیادہ مرتبہ دھولیا جائے تو کیا وضو میں فرق آجائے گا؟

---

(۱) قال أبوحنيفة رحمه الله: لا طهارة للصحيح إلّا بالماء أو بالصعيد في غير الأمصار وغير القرىٰ إذا عدم الماء. قال أبوبكر: الأصل فيه قوله تعالىٰ: إذا قمتم إلى الصلوٰة ...... فلم تجدوا ماءً فتيمموا صعيدًا طيبًا. (شرح مختصر الطحاوى لأبى بكر الجصاص ج:۱ ص:۱۹۷ كتاب الطهارة، طبع دار البشائر الإسلامية، بيروت).

(۲) أما العدم من حيث الصورة والمعنى فهو أن يكون الماء بعيدًا عنه ولم يذكر حد البُعد فى ظاهر الرواية، وروى عن محمد انه قدره بالميل وهو أن يكون ميلًا فصاعدًا فإن كان أقل من ميل لم يجز التيمم. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۴۶).

(۳) عن علي أن النبى صلى الله عليه وسلم توضأ ثلاثًا ثلاثًا .... قال أبو عيسىٰ: حديث علي احسن شيء في هذا الباب وأصح والعمل على هٰذا عند عامة أهل العلم ان الوضوء يجزئ مرة مرة ومرتين أفضل وأفضله ثلاث وليس بعده شيء. (ترمذى ج:۱ ص:۸، باب ما جاء فى الوضوء ثلاثًا ثلاثًا). أيضًا: ومنها (أى من سنن الوضوء) تكرار الغسل ثلاثًا فيما يفرض غسله نحو اليدين والوجه والرجلين كذا فى المحيط، المرة الواحدة السابقة فى الغسل فرض. (عالمگيرى ج:۱ ص:۷، طبع رشيديه كوئٹه).

جواب:...ایک عضو کو تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ اور پانی کا اِسراف ہے۔[۱]

کیا وضو میں اعضاء دھونے کی ترتیب ضروری ہے؟

سوال:...وضو کے دوران اگر کوئی چیز مثلاً ناک میں پانی ڈالنا بھول جائیں اور پھر آخر میں یا پیر دھونے سے پہلے تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال لیں تو وضو ہوجائے گا؟

جواب:...ہوجائے گا۔[۲]

گھنی داڑھی کو اندر سے دھونا ضروری نہیں، صرف خلال کافی ہے

سوال:...کیا وضو کرتے وقت تین دفعہ منہ دھونے کے بعد داڑھی کو اندر سے، باہر سے تر کرنے کے لئے بار بار ہاتھوں میں پانی لے کر دھونا ضروری ہے؟

جواب:...داڑھی اگر گھنی ہو، کہ اندر کی جلد نظر نہ آئے تو اس کو اُوپر سے دھونا فرض ہے اور اس کا خلال کرنا سنت ہے، اور اگر ہلکی ہو تو پوری داڑھی کو پانی سے تر کرنا ضروری ہے۔[۳]

---

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: جاء أعرابي إلى النبي صلى الله عليه وسلم يسأله عن الوضوء، فأراه ثلاثًا ثلاثًا ثم قال: هٰكذا الوضوء، فمن زاد على هذا فقد أساء وتعدىٰ وظلم. (مشكوٰة ج:۱ ص:۴۷، باب سُنن الوضوء). وفي المرقاة (ج:۱ ص:۳۱۷) (فمن زاد على هذا فقد أساء) أى بترك السُّنَّة (وتعدى) أى حدها بالزيادة، (وظلم) أى على نفسه بمخالفة النبي صلى الله عليه وسلم .... أو لأنه أتلف الماء بلا فائدة. أيضًا: وفي الدر المختار: ومكروهه ...... ومنه الزيادة على الثلاث فيه تحريمًا لو بماء النهر والمملوك له. وفي الشامية: قوله والإسراف أى بأن يستعمل منه فوق الحاجة الشرعية، لما أخرج ابن ماجة وغيره عن عبدالله بن عمرو ابن العاص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ بسعد وهو يتوضأ فقال: ما هٰذا السرف؟ فقال: أفي الوضوء إسراف؟ فقال: نعم! وإن كنت على نهر جار. حليه، قوله ومنه أى من الإسراف الزيادة على الثلاث أى في الغسلات مع إعتقاد أن ذالك هو السُّنَّة لما قدمناه أن الصحيح أن النهي محمول على ذالك. (درمختار مع الشامي ج:۱ ص:۱۳۲). وفي حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص:۴۵ (طبع مير محمد كتب خانه): الإسراف في صبّ الماء، الإسراف العمل فوق الحاجة الشرعية في فتاوى الحجة يكره صب الماء في الوضوء زيادة على العدد المسنون والقدر المعهود لما ورد في الخبر شرار أُمّتي الذين يسرفون في صب الماء اهـ.

(۲) شك في بعض وضوئه أعاد ما شك فيه لو في خلاله ولم يكن الشك عادة له وإلّا لَا ...الخ. (درمختار مع الشامي ج:۱ ص:۱۵۰، قبيل مطلب في ابحاث الغسل). والترتيب في الوضوء سنة عندنا. (هداية ج:۱ ص:۲۲).

(۳) ويغسل ..... ما كان من شعر اللحية على اصل الذقن ولَا يجب ايصال الماء إلى منابت الشعر إلّا أن يكون الشعر قليلًا تبدو منه المنابت كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (عالمگيري ج:۱ ص:۴، كتاب الطهارة). ويعطي أيضًا وجوب الإسالة على شعر اللحية لأنه أوجب غسل الوجه وحده بذالك واختلف فيه الروايات عند أبي حنيفة فعنه يجب مسح ربعها وعنه مسح ما يلاقي البشرة وعنه لَا يتعلق بشيء وهو رواية عن أبي يوسف وعن أبي يوسف إستيعابها وأشار محمد رحمه الله في الأصل إلى أنه يجب غسل كله قيل وهو الأصح وفي الفتاوى الظهيرية وعليه الفتوىٰ لأنه قام مقام البشرة فتحوّل الفرض إليه كالحاجب وقال في البدائع عن ابن شجاع انهم رجعوا عما سوىٰ هذا كل هذا في الكثة أما الخفيفة التي ترى بشرتها فيجب إيصال الماء إلى تحتها. (فتح القدير ج:۱ ص:۹ طبع دار صادر بيروت).

آبِ زمزم سے وضو اور غسل کرنا

سوال:... مولانا صاحب! میں مکہ مکرّمہ میں رہتا ہوں، کئی دنوں سے اس مسئلے پر دِل میں اُلجھن رہتی ہے، برائے مہربانی اس کا شرعی حال بتائیں، آپ کا شکرگزار رہوں گا۔ مولانا صاحب! ہم پاکستان میں تھے تو آبِ زمزم کے لئے اتنی محبت تھی کہ کچھ بتا نہیں سکتے، اب بھی وہی ہے، ایک قطرے کے لئے ترستے تھے، یہاں لوگ وضو کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ نماز کے لئے وضو کرلینا جائز ہے یا ادب کے خلاف ہے؟ تفصیل سے جواب لکھیں۔

جواب:... جو شخص باوضو اور پاک ہو، وہ اگر محض برکت کے لئے آبِ زمزم سے وضو یا غسل کرے تو جائز ہے۔ اسی طرح کسی پاک کپڑے کو برکت کے لئے زمزم سے بھگونا بھی دُرست ہے، لیکن بے وضو آدمی کا زمزم شریف سے وضو کرنا یا کسی جنبی کا اس سے غسل کرنا مکروہ ہے، ضرورت کے وقت (جبکہ دُوسرا پانی نہ ملے) زمزم شریف سے وضو کرنا تو جائز ہے، مگر غسلِ جنابت بہرحال مکروہ ہے۔ اسی طرح اگر بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو اس کو زمزم شریف سے دھونا بھی مکروہ ہے، بلکہ بقول بعض حرام ہے۔ یہی حکم زمزم سے استنجا کرنے کا ہے۔ نقل کیا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے آبِ زمزم سے استنجا کیا تو ان کو بواسیر ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ زمزم نہایت متبرک پانی ہے، اس کا ادب ضروری ہے، اس کا پینا موجبِ خیر و برکات ہے، اور چہرے پر، سر پر اور بدن پر ڈالنا بھی موجبِ برکت ہے، لیکن نجاست زائل کرنے کے لئے اس کو اِستعمال کرنا، ناروا ہے۔[1]

پہلے وضو سے نماز پڑھے بغیر دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے

سوال:... اگر کسی شخص کو غسلِ جنابت کی حاجت نہیں ہے، یعنی وہ پاک ہے، وہ صرف نہاتا ہے، ظاہر ہے نہانے میں اس کا جسم سر سے لے کر پیر تک بھیگے گا، اس صورت میں وہ شخص بغیر وضو کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ یاد رہے کہ وہ شخص صرف نہایا ہے، اس نے نہ نہانے سے پہلے اور نہ نہانے کے بعد وضو بنایا ہے، لیکن سر سے پیر تک پانی ضرور بہایا ہے۔

جواب:... غسل کرنے سے وضو ہوجاتا ہے، اس لئے غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں، نماز پڑھ سکتا ہے،[2] بلکہ جب تک اس غسل سے کم سے کم دو رکعت نہ پڑھ لی جائیں یا کوئی دُوسری عبادت جس میں وضو شرط ہے، ادا نہ کرلی جائے، دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے۔[3]

---

(۱) ویجوز الإغتسال والتوضؤ بماء زمزم ولَا یکرہ عند الثلاثة خلافًا لأحمد علٰی وجہ التبرک أی لَا بأس بما ذکر إلّا أنہ ینبغی أن یستعملہ علٰی قصد التبرک بالمسح أو الغسل أو التجدید فی الوضوء ولَا یستعمل إلّا علٰی شیء طاھر فلا ینبغی أن یغسل بہ ثوب نجسٍ ولَا أن یغتسل بہ جنب ولَا محدث ولَا فی مکان نجس ویکرہ الإستنجاء بہ وکذا إزالة النجاسة الحقیقة من ثوبہ أو بدنہ حتّٰی ذکر بعض العلماء تحریم ذالک ویقال إنہ استنجٰی بہ بعض الناس فحدث بہ الباسور۔ (ارشاد الساری ص:۳۳۰، طبع دار الفکر بیروت، شامی ج:۱ ص:۱۸۰، ج:۲ ص:۶۲۵، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۲) عن عائشة قالت: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَا یتوضأ بعد الغسل۔ (ترمذی، باب الوضوء ج:۱ ص:۳۰)۔

(۳) ومقتضی ھٰذا کراھته وان تبدل المجلس ما لم یؤد بہ صلاة أو نحوھا ...الخ۔ (شامی ج:۱ ص:۱۱۹ مطلب فی الوضوء علی الوضوء)۔

سوال:...اخبار جنگ میں آپ کے کالم میں ایک سوال کے جواب میں کہ نہانے سے قبل یا بعد وضو نہ کرنے کے باوجود نہا لینے سے وضو ہوجاتا ہے اور اس سے نماز پڑھی جاسکتی ہے، بلکہ غسل کے بعد اگر دو رکعت نہ پڑھی جائے اور وضو کیا جائے تو گناہگار ہوگا، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، مہربانی فرما کر ذرا وضاحت سے سمجھادیں۔

جواب:...دو باتیں سمجھ لیجئے! اوّل یہ کہ غسل میں جب پورے بدن پر پانی بہالیا تو وضو ہوگیا، دُوسرے لفظوں میں غسل کے اندر وضو خود بخود داخل ہوجاتا ہے۔ دُوسری بات یہ کہ وضو کے بعد جب تک اس وضو کو استعمال نہ کرلیا جائے، دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے۔ اور وضو کو استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس وضو سے کم از کم دو رکعت نماز پڑھ لی جائے، یا کوئی ایسی عبادت کرلی جائے جس کے لئے وضو شرط ہے، مثلاً: نمازِ جنازہ، سجدۂ تلاوت۔[1]

سوال:...جب ہم غسل کرتے ہیں تو ہم صرف انڈرویئر استعمال کرتے ہیں، میں نے کافی حضرات سے دریافت کیا کہ ہم جو پہلے وضو کرتے ہیں وہ ہوجاتا ہے یا نہیں؟ تو ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ کپڑے پہننے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے، ورنہ نماز نہیں ہوتی۔

جواب:...خدا جانے آپ نے کس سے پوچھا ہوگا! کسی عالم سے دریافت فرمایئے۔ غسل کرلینے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کا جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی عالمِ دین قائل نہیں،[2] اور یہ جو مشہور ہے کہ برہنہ ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا کہ برہنہ ہونے کی حالت میں وضو نہیں ہوتا، یہ محض غلط ہے۔[3]

ایک وضو سے کئی عبادات

سوال:...اگر وضو قرآنِ پاک پڑھنے کی نیت سے کیا، تو اس وضو سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...وضو خواہ کسی مقصد کے لئے کیا ہو، اس سے نماز جائز ہے، اور نہ صرف نماز، بلکہ اس وضو سے وہ تمام عبادات جائز ہیں جن کے لئے طہارت شرط ہے۔[4]

---

(۱) ان الوضوء عبادة غير مقصودة لذاتها فإذا لم يؤدّ به عمل مما هو المقصود من شرعيته كالصلاة وسجدة التلاوة ومس المصحف ينبغي أن لَا يشرع تكراره قربة لكونه غير مقصود لذاته فيكون إسرافًا محضًا، وقد قالوا في السجدة لما لم تكن مقصودة لم يشرع التقرب بها مستقلة وكانت مكروهة وهذا أولى. (رد المحتار ج:۱ ص:۱۱۹).

(۲) ويقول القاضي في العارضة لم يختلف أحد من العلماء في ان الوضوء داخل في الغسل ...إلخ. (معارف السُّنن ج:۱ ص:۳۶۸).

(۳) برہنہ ہونا نواقضِ وضو میں سے نہیں، اس لئے کسی نے اس جزئیہ کا تذکرہ نہیں کیا۔ ایضاً دیکھئے: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج:۱ ص:۱۳۵، خیر الفتاویٰ ج:۲ ص:۵۳۔

(۴) والطهارة .... شرعًا النظافة عن حدث أو خبث .... وحكمها إستباحة ما لَا يحل بدونها وسببها أي سبب وجوبها ما لَا يحل فعله فرضا كان أو غيره كالصلاة ومس المصحف إلّا بها أي بالطهارة. (الدر المختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۸۳، ۸۴، كتاب الطهارة).

ایک وضو سے کئی نمازیں

سوال:... میں عصر کے وقت وضو کر لیتی ہوں اور اسی وضو سے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ لیتی ہوں، ہماری پڑوسن کہتی ہے کہ ہر نماز کے لئے الگ الگ وضو کرنا چاہئے، دونوں میں سے کیا صحیح ہے؟

جواب:... اگر وضو نہ ٹوٹے تو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں، ہر نماز کے لئے وضو ضروری نہیں، کرلے تو اچھا ہے۔[۱]

پاکی کے لئے کئے گئے وضو سے نماز پڑھنا

سوال:... پاکی کے لئے جو وضو کیا جاتا ہے، کیا اس وضو سے نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب:... وضو خواہ کسی مقصد کے لئے کیا ہو، اس سے نماز جائز ہے۔[۲]

قرآن مجید کی تلاوت کے لئے کئے ہوئے وضو سے نماز پڑھنا

سوال:... اگر وضو قرآن پاک پڑھنے کی نیت سے کیا ہو تو اس وضو سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... نہ صرف نماز بلکہ اس وضو سے دینِ اسلام کی تمام عبادات ادا کی جاسکتی ہیں۔[۳]

وضو پر وضو کرتے ہوئے ادھورا چھوڑنے والے کی نماز

سوال:... پہلے سے وضو تھا، لیکن ثواب کے لئے دوبارہ نماز سے پہلے وضو کرنے لگا تھا کہ اتنے میں نماز کھڑی ہوگئی، جس کی وجہ سے وضو درمیان میں چھوڑ کر نماز میں شامل ہوگیا، آیا اس پرانے وضو سے نماز دُرست ہوگئی؟

جواب:... اگر پرانا وضو صحیح ہے تو نماز صحیح ہے۔[۴]

کیا نمازِ جنازہ والے وضو سے دُوسری نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:... جو وضو نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے کیا گیا تھا، اس وضو سے نمازِ پنج گانہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

---

(۱) عن سلیمان بن بریدة عن أبیه قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم یتوضأ لکل صلاة فلما کان عام الفتح صلی الصلوات کلها بوضوء واحد ومسح علی خفیه فقال عمر إنک فعلت شیئًا لم تکن فعلته؟ قال: عمدًا فعلته۔ قال أبو عیسٰی ..... والعمل علی هذا عند أهل العلم أنه یصلی الصلوات بوضوء واحد ما لم یحدث، وکان بعضهم یتوضأ لکل صلاة إستحبابًا وإرادة الفضل۔ (ترمذی ج:۱ ص:۱۰، باب ما جاء أنه یصلی الصلوات بوضوء واحد)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

(۳) ایضاً۔

(۴) ایضاً صفحہ ہذا کا حاشیہ نمبر ۱۔

جواب:... پڑھ سکتے ہیں! مگر نمازِ جنازہ کے لئے جو تیمم کیا جائے، اس سے دُوسری نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔[۱]

غسل کے دوران وضو ٹوٹ جانا

سوال:... غسل کرنے سے پہلے وضو کیا، لیکن غسل کے دوران اگر وضو ٹوٹ جائے اور غسل کے بعد کوئی نماز بھی نہ پڑھنی ہو (کسی نماز کا وقت قریب نہ ہو) تو کیا غسل کے بعد وضو دوبارہ کرنا چاہئے؟

جواب:... اگر وضو ٹوٹنے کے بعد غسل کیا اور اس سے وضو کے اعضاء دوبارہ دُھل گئے، اس کے بعد وضو توڑنے والی کوئی چیز پیش نہیں آئی تو اس کا وضو ہوگیا، نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔[۲]

جس غسل خانے میں پیشاب کیا ہو، اس میں وضو

سوال:... ہمارے گھر میں ایک غسل خانہ ہے، جہاں ہم سب نہاتے ہیں، اور رات کو اُٹھ کر پیشاب بھی کرتے ہیں، اور مجھے نماز پڑھنی ہوتی ہے، کیا اس غسل خانے میں وضو کرنا جائز ہے؟

جواب:... غسل خانے میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے، اس سے وسوسے کا مرض ہوجاتا ہے،[۳] اور اگر اس میں کسی نے پیشاب کردیا ہو تو وضو سے پہلے اس کو دھوکر پاک کرلینا چاہئے۔

جس غسل خانے میں پیشاب کیا جاتا ہو، اُس میں وضو

سوال:... غسل خانے میں ہم نہاتے ہیں اور نہاتے وقت پیشاب بھی کردیتے ہیں، کیا وہاں وضو کرنا جائز ہے یا کہ ناجائز؟

جواب:... غسل خانے میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے،[۴] پختہ فرش کو اگر پاک کرلیا جائے تو وہاں وضو جائز ہے۔

غسل خانے میں وضو

سوال:... ہمارے گھر میں دو غسل خانے ہیں، جن میں سے ایک انیچ باتھ ہے۔ میں اور گھر والے اکثر اس میں غسل بھی کرلیتے ہیں اور وضو بھی۔ جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے، کیونکہ غسل اور وضو تو طہارت حاصل کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں، جبکہ

---

(۱) قوله بخلاف صلٰوة جنازة أى فإن تيممها تجوز به سائر الصلوات لكن عند فقد الماء، وأما عند وجوده إذا خاف فوتها فإنما تجوز به الصلٰوة على جنازة أخرىٰ إذا لم يكن بينهما فاصل كما مرّ، ولَا يجوز به غيرها من الصلوات ...الخ. (فتاوىٰ شامى ج:۱ ص:۲۴۵، قبيل مطلب فى تقدير الغلوة).

(۲) ایضاً ص:۶۴ کے حاشیہ نمبر ۳، ۴ اور ص:۶۹ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہوں۔

(۳) عن عبدالله بن مغفل رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم نهىٰ أن يبول الرجل فى مستحمه وقال: ان عامة الوسواس منه. وقال الترمذى: وقد كره قوم من أهل العلم البول فى المغتسل وقالوا: عامة الوسواس منه. (ترمذى ج:۱ ص:۵).

(۴) عن عبدالله بن مغفل رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم نهىٰ أن يبول الرجل فى مستحمه ...الحديث. (ترمذى ج:۱ ص:۵).

بیت الخلا میں تو کچھ پڑھنا بھی جائز نہیں۔

جواب:...اس غسل خانے میں وضو جائز ہے، دُعائیں اس میں داخل ہونے سے پہلے پڑھ لی جائیں۔[۱]

گرم پانی سے وضو کرنا

سوال:...گرم پانی سے وضو کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب:...کوئی حرج نہیں۔[۲]

گرم پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں

سوال:...سردی کے دنوں میں عموماً مساجد میں گرم پانی کا اِہتمام کیا جاتا ہے، جس سے نمازی وضو کرتے ہیں، کیا اس طرح گرم پانی سے وضو کرنا دُرست ہے؟

جواب:...کوئی حرج نہیں۔[۳]

پلکوں یا ناک کا میل پڑنے والے پانی سے وضو

سوال:...وضو کے پانی میں اگر پلکوں کا ایک بال، آنکھوں کا چیپڑ اور ناک کا میل کم یا زیادہ پڑ جائے، تو کیا اس پانی سے وضو جائز اور دُرست ہے؟ یا یہ پانی ناپاک ہوجائے گا؟

جواب:...وضو جائز ہے، پانی ناپاک نہیں ہوگا۔[۴]

دورانِ وضو کسی حصے کا خشک رہ جانا

سوال:...اگر وضو کے دوران کوئی حصہ خشک رہ جائے تو دوبارہ وضو کرنا چاہئے یا اس حصے پر پانی ڈالنا چاہئے؟

---

(۱) فی الدر المختار: والبداءة بالتسمية قولًا وتحصل بكل ذكر .... قبل الإستنجاء وبعده إلّا حال إنكشاف وفی محل نجاسة فيسمی بقلبه۔ وفی رد المحتار: الظاهر أن المراد أنه يسمی قبل رفع ثيابه إن كان فی غير المكان المعدّ لقضاء الحاجة، وإلّا فقبل دخوله فلو نسی فيهما سمّی بقلبه ولَا يحرک لسانه تعظيمًا لإسم الله تعالٰی۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۰۹)۔

(۲) (وان تغير) أی الماء (بالطبخ بعدما خلط به غيره) قيد به لأنه إذا طبخ به وحده وتغير يجوز الوضوء به ...الخ۔ (البناية فی شرح الهداية ج:۱ ص:۲۱۸ باب الماء الذی يجوز به الوضوء وما لَا يجوز، طبع حقانيه)۔ أيضًا: وتوضأ عمر رضی الله عنه بالحميم۔ (بخاری ج:۱ ص:۳۲ كتاب الوضوء)۔

(۳) حوالہ بالا۔

(۴) قوله عليه السلام: الماء طهور لَا ينجسه شیء إلّا ما غيّر لونه أو طعمه أو ريحه۔ (هداية ج:۱ ص:۱۶، كتاب الطهارة)۔

جواب:... صرف اتنے حصے کا دھولینا کافی ہے، لیکن اس خشک حصے پر پانی کا بہانا ضروری ہے، صرف گیلا ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں۔ [۱]

وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے

سوال:... اگر ایک نمازی وضو کرتا ہے، اور جس برتن میں پانی لے کر وضو کیا اس برتن میں کچھ پانی بچ جاتا ہے، اس بچے ہوئے پانی کو دُوسرا آدمی وضو کے لئے استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... وضو کا بچا ہوا پانی پاک ہے، دُوسرا آدمی اس کو اِستعمال کرسکتا ہے۔ [۲]

مستعمل پانی سے وضو

سوال:... مستعمل پانی اور غیر مستعمل پانی جبکہ یکجا جمع ہوں، کوئی اور پانی برائے وضو نہ ملے اور مستعمل اور غیر مستعمل برابر ہوں، مثلاً: ایک لوٹا مستعمل اور ایک لوٹا غیر مستعمل ہو، اب فرمائیں کہ اس صورت میں کیا کریں، وضو یا تیمم؟

جواب:... مستعمل اور غیر مستعمل پانی اگر مل جائیں تو غالب کا اعتبار ہے، اور اگر دونوں برابر ہوں تو احتیاطاً غیر مستعمل کو مغلوب قرار دیا جائے گا، اور اس سے وضو صحیح نہیں۔ [۳]

نوٹ:... مستعمل پانی وہ کہلاتا ہے جو وضو اور غسل کرتے وقت اعضاء سے گرے۔ [۴] اور جس برتن سے وضو یا غسل کر رہے ہوں، وضو اور غسل کے بعد جو پانی، بچ جاتا ہے، وہ مستعمل پانی نہیں کہلاتا۔

بوجہ عذر کھڑے ہوکر وضو کرنا

سوال:... کیا کھڑے ہوکر وضو کیا جاسکتا ہے، جبکہ بیٹھ کر وضو کرنے میں تکلیف ہو؟

---

(۱) ولو بقيت على العضو لمعة، لم يصبها الماء، فصرف البلل الذى على ذٰلک العضو إلى اللمعة جاز كذا فى الخلاصة. (عالمگیری ج:۱ ص:۵، كتاب الطهارة، فرائض الوضوء).

(۲) عن أبى حية قال: رأيت عليًا توضأ فغسل كفيه حتى انقاهما ثم مضمض ثلاثًا واستنشق ثلاثًا وغسل وجهه ثلاثًا وزراعيه ثلاثًا ومسح برأسه مرة ثم غسل قدميه إلى الكعبين ثم قام فأخذ فضل طهوره فشربه وهو قائم ثم قال: أحببت أن أريكم كيف كان طهور رسول الله صلى الله عليه وسلم. رواه الترمذى والنسائى. (مشكوٰة ص:۴۶). أيضًا: عن نافع عن ابن عمر أنه قال: كان الرجال والنساء يتوضؤن فى زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم جميعًا. (بخارى ج:۱ ص:۳۲، كتاب الوضوء). تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۲۳۰، ۲۳۱، كتاب الطهارة، طبع بيروت.

(۳) كمستعمل فبالأجزاء فإن المطلق أكثر من النصف جاز التطهير بالكل وإلّا لا. (درمختار) وفى الشامية: قوله: (وإلّا لا) أى وإن لم يكن المطلق أكثر بأن كان أقل أو مساويًا لا يجوز. (شامى، كتاب الطهارة، باب المياه ج:۱ ص:۱۸۲).

(۴) الماء المستعمل ما أزيل به حدث أو استعمل فى البدن على وجه القربة، ومتى يصير الماء مستعملًا؟ الصحيح أنه كما زال عن العضو صار مستعملًا. (هداية ج:۱ ص:۳۹ الماء المستعمل).

جواب:... کھڑے ہوکر وضو کرنے میں چھینٹے پڑنے کا اِحتمال ہے، اس لئے حتی الوسع وضو بیٹھ کر کرنا چاہئے،[1] لیکن اگر مجبوری ہو تو کھڑے ہوکر وضو کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔[2]

کھڑے ہوکر بیسن میں وضو کرنا

سوال:... آج کل گھروں میں بیسن لگے ہوئے ہیں، اور لوگ زیادہ تر بیسن سے ہی کھڑے ہوکر وضو کرلیتے ہیں، وضو کھڑے ہوکر کرنے سے نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... وضو تو اس طرح بھی ہوجاتا ہے (اور وضو صحیح ہو تو اس سے نماز پڑھنا بھی صحیح ہے) لیکن افضل یہ ہے کہ قبلہ رُخ بیٹھ کر وضو کرے۔[3]

کپڑے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو کھڑے ہوکر وضو کرنا

سوال:... کھڑے ہوتے ہوئے آدمی وضو کرلے، بیٹھنے سے کپڑے خراب ہونے کا اندیشہ ہو، اور اکثر اوقات آدمی کھڑے ہوکر وضو کرتے ہیں تو کیا نماز ہوجاتی ہے یا کہ نہیں؟ کیونکہ اس جگہ میں صرف شینک سسٹم ہے اور بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔

جواب:... اگر بیٹھنے کا موقع نہ ہو تو کھڑے ہوکر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں، چھینٹوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔[4]

قرآن مجید کی جلدسازی کے لئے وضو

سوال:... میں بنیادی طور پر جلدساز ہوں، میری دُکان پر ہر قسم کی اسٹیشنری وغیرہ کی جلدسازی ہوتی ہے، جس میں سرِفہرست قرآنِ کریم کی جلدسازی ہے۔ میرا طریقۂ کار یہ ہے کہ جلدسازی سے قبل صرف ہاتھوں کو دھوکر جلدسازی کرتا ہوں، تاہم بحیثیت مسلمان میرے دِل و دماغ میں یہ بات ہمیشہ کھٹکتی رہتی ہے کہ قرآنِ کریم جیسی عظیم المرتبت کتاب کی جلدسازی اگر باوضو کی جائے تو زیادہ بہتر رہے گا، مگر کام کی زیادتی کی وجہ سے میرے لئے یہ مشکل ہے۔ اس موقع پر یہ سوچتا ہوں کہ جہاں قرآنِ کریم کی کتابت، طباعت و دیگر مراحل طے پاتے ہیں، تو کیا سارے افراد باوضو ہوکر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں؟ اس سلسلے میں کئی لوگوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا: میاں! آپ صرف نماز پڑھا کریں، یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں اور نہ ہی فرض! براہِ کرم میری اُلجھن دُور فرمائیں۔

---

(۱) فآداب الوضوء الجلوس فی مکان مرتفع تحرزًا عن الغسالة واستقبال القبلة. (مراقی الفلاح ص:۴۲ طبع میر محمد، أیضًا: درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۲۷، مطلب فی مباحث الإستعانة فی الوضوء بالغیر).

(۲) وفی البخاری فی روایة ابن عباس رضی الله عنه: ثم قام إلٰی شن معلقة فتوضأ منها فأحسن وضوءه ثم قام یصلی ...الخ. (ج:۱ ص:۳۰، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغیره).

(۳) ایضاً حوالہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۴) ایضاً حوالہ نمبر۱، ۲ ملاحظہ ہو۔

جواب:... قرآنِ کریم کے اوراق کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں،[1] آپ "کئی لوگوں سے مشورہ" نہ کریں، قرآنِ کریم کی جلد سازی کے لئے وضو کا اہتمام کریں، اگر معذور ہے تو مجبوری ہے، تاہم اس کو ہلکی اور معمولی بات نہ سمجھا جائے۔

وضو کرنے کے بعد ہاتھ منہ پونچھنا

سوال:... وضو کرنے کے بعد ہاتھ، منہ پونچھنے سے ثواب میں کوئی کمی بیشی تو نہیں ہوجاتی؟

جواب:... نہیں![2]

وضو کے بعد اعضا پر لگا پانی پاک ہے

سوال:... ایک صاحب نے یہ مسئلہ بیان کیا کہ وضو کے بعد جس رومال سے ہاتھ صاف کیا ہے، وہ ناپاک ہوجاتا ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب:... وضو کے بعد جو پانی اعضاء کو لگا رہ جاتا ہے، وہ پاک ہے۔ اگر اس کو تولیہ سے صاف کردیا جائے تو تولیہ کے ناپاک ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔[3]

وضو سے پہلے اور کھانے کے بعد مسواک کرنا

سوال:... مسواک کرکے عصر کا وضو کیا، پھر مغرب کی نماز کے لئے وضو کرنے سے پہلے دوبارہ مسواک کرنا ضروری ہے؟ حالانکہ عصر اور مغرب کے درمیان کچھ نہ کھایا اور نہ پیا ہو؟

جواب:... وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے، خواہ وضو پر وضو کیا جائے، اور کھانے کے بعد مسواک کرنا الگ سنت ہے۔[4]

---

(۱) وکذا المحدث لَا یمس المصحف إلّا بغلافه، لقوله علیه السلام: لَا یمس القرآن إلّا طاهر ...الخ. (هدایة ج:۱ ص:۴۸). أیضًا: ولَا یمس المصحف لقول الله تعالٰی: "لَا یمسه إلّا المطهرون" وفی کتاب النبی صلی الله علیه وسلم لعمرو بن حزم: وأن لَا یمس القرآن إلّا طاهر. (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۳۴۵، أیضًا: التلخیص الحبیر ج:۱ ص:۱۳۱، ج:۴ ص:۱۷ حدیث نمبر:۱۶۸۸).

(۲) عن عائشة قالت: کانت لرسول الله صلی الله علیه وسلم خرقة ینشف بها بعد الوضوء. (ترمذی ج:۱ ص۹، باب المندیل بعد الوضوء). أیضًا: قوله والتمسح بمندیل ..... ففی الخانیة ولَا بأس به للمتوضئ والمغتسل روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یفعله ...الخ. (شامی ج:۱ ص:۱۳۱، مطلب فی التمسح بالمندیل).

(۳) ورد بأن ما یصیب مندیل المتوضئ وثیابه عفو اتفاقًا، وان کثر (وهو طاهر) در مختار. وفی الشامی (قوله عفو اتفاقا) أی لَا مؤاخذة فیه ...الخ. (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۲۰۰، باب المیاه).

(۴) والسواک سُنّة مؤکدة. (در مختار) وفی التاتارخانیة عن التتمة: ویستحب السواک عندنا عند کل صلٰوة ووضوء وکل ما یغیر الفم وعند الیقظة ...الخ. (شامی ج:۱ ص:۱۱۴، کتاب الطهارة، قبیل مطلب فی منافع السواک). أیضًا: (والسواک سُنّة) .... وذالک لما روی عنه صلی الله علیه وسلم أنه قال: لو لَا أن أشقّ علٰی أُمّتی لأمرتهم بالسواک عند کل طهور. (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۳۰۱، باب السواک).

مسواک کرنا خواتین کے لئے بھی سنت ہے

سوال:... کیا نماز سے پہلے وضو میں مسواک کرنا عورتوں کے لئے بھی اسی طرح سنت ہے جیسے مردوں کے لئے؟

جواب:... مسواک خواتین کے لئے بھی سنت ہے، لیکن اگر ان کے مسوڑھے مسواک کے متحمل نہ ہوں تو ان کے لئے دنداسہ کا استعمال بھی مسواک کے قائم مقام ہے، جبکہ مسواک کی نیت سے استعمال کریں۔[1]

وضو کے بعد عین نماز سے پہلے مسواک کرنا کیسا ہے؟

سوال:... میں اپنی پھوپھی کے ہاں ریاض گیا تھا، وہاں میں نے مسجد میں دیکھا، لوگ صفوں میں بیٹھے مسواک کر رہے ہیں، جب مکبّر نے تکبیر کہنی شروع کی تو انہوں نے پہلے مسواک کی اور کھڑے ہوکر نماز پڑھنی شروع کردی، جب نماز ختم ہوئی تو میں نے دریافت کیا کہ کیا اس طرح مسواک کرنا جائز ہے؟ تو اِمام صاحب نے فرمایا: یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اور وضو کرنے سے پہلے مسواک کرلیا کرو۔ میرے خیال میں نماز سے پہلے مسواک کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ عصر سے مغرب تک باوضو رہتے ہیں اور درمیان میں کچھ کھاتے پیتے رہتے ہیں تو ان کے لئے حکم یہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک کرکے کلی وغیرہ کرلیں۔

جواب:... ان اِمام صاحب نے جس حدیثِ پاک کا حوالہ دیا ہے، وہ یہ ہے:

"لو لَا ان اشق علٰی اُمتی لأمرتھم بالسواک عند کل صلٰوۃ۔"

(مشکوٰۃ ص:۴۵، باب السواک)

ترجمہ:... "اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی اُمت کو مشقت میں ڈال دوں گا، تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم کرتا۔"

اس حدیث کے راویوں کا الفاظ کے نقل کرنے میں اختلاف ہے، بعض حضرات "عند کل صلٰوۃ" کے الفاظ نقل کرتے ہیں، اور بعض اس کے بجائے "عند کل وضوء" نقل کرتے ہیں، (صحیح بخاری ص:۲۵۹،۱) یعنی ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم کرتا۔[2]

ان دونوں الفاظ کے پیشِ نظر حضرت اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہر نماز سے پہلے وضو کرنے اور ہر وضو کی ابتدا مسواک سے کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دینے سے مقصود یہ ہے کہ ہر نماز

---

(۱) وعند فقده (أی السواک) ..... تقوم ..... الإصبع مقامه كما يقوم العلک مقامه للمرأة مع القدرة عليه (در مختار) أی فی الثواب إذا وجدت النية، وذالک أن المواظبة عليه تضعف أسنانها فيستحب لها فعله بحر۔ ...الخ۔ (شامی ج:۱ ص:۱۱۵، مطلب فی منافع السواک)۔ أيضًا: وعنها (أی عائشة) قالت: كان النبی صلی الله عليه وسلم يستاک فيعطينی السواک لأغسله فأبدأ به فأستاک ثم أغسله وأدفعه إليه۔ (مشكوٰة ج:۱ ص:۴۵ باب السواک)۔

(۲) قال أبوهريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم: لو لَا أن أشق علٰی أمتی لأمرتهم بالسواک عند كل وضوء۔ (بخاری ج:۱ ص:۲۵۹، كتاب الصوم)۔

کے وضو سے پہلے مسواک کی جائے۔ عین نماز کے لئے کھڑے ہونے کے وقت مسواک کی ترغیب مقصود نہیں۔ اگر آدمی نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت مسواک کرے تو اندیشہ ہے کہ دانتوں سے خون نکل آئے جس سے وضو ساقط ہوجائے گا، اور جب وضو نہ رہا تو نماز بھی نہ ہوگی، اس لئے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے وضو سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے، عین نماز کے وقت مسواک نہیں کی جاتی۔

علاوہ ازیں مسواک، منہ کی نظافت اور صفائی کے لئے کی جاتی ہے اور یہ مقصود اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جبکہ وضو کرتے ہوئے مسواک کی جائے اور پانی سے کلی کرکے منہ کو اچھی طرح صاف کرلیا جائے، نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت بغیر پانی اور کلی کے مسواک کرنے سے منہ کی نظافت اور صفائی حاصل نہیں ہوتی، جو مسواک سے مقصود ہے۔

سعودی حضرات چونکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلد ہیں، اور ان کے نزدیک خون نکل آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت مسواک کرتے ہیں، اور حدیث شریف کا یہی منشا سمجھتے ہیں۔[1]

سنت کا ثواب مسواک ہی سے ملے گا

سوال:... ہم عالموں اور مولوی صاحبان سے یہ سنتے آئے ہیں کہ مسواک کرنا سنتِ نبوی ہے، اور اس کا بہت اجر ملتا ہے۔ سوال یہ ہے کیا یہ لازمی ہے کہ لکڑی کے بنے ہوئے مخصوص قسم کے مسواک سے منہ صاف کیا جائے، کیا یہ کافی نہیں کہ صرف منہ صاف کیا جائے، چاہے کوئی بھی شے اس مقصد کے لئے اِستعمال کی جائے۔ جیسا کہ آج کل لوگ برش اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ اِستعمال کرتے ہیں، کیا ٹوتھ پیسٹ اِستعمال کرنے سے مسواک کا ثواب نہیں ملتا؟ جبکہ مقصد صرف منہ کو بدبودار ہونے سے روکنا اور صاف رکھنا ہے۔

جواب:... اصل چیز تو مسواک ہی کا اِستعمال ہے، وہ اگر نہ ہو تو برش وغیرہ بھی اس کے قائم مقام ہوسکتے ہیں، لیکن سنت کا ثواب مسواک ہی سے ملے گا۔[2]

کیا ٹوتھ برش مسواک کی سنت کا بدل ہے؟

سوال:... کیا برش اور ٹوتھ پیسٹ کے استعمال سے مسواک کا ثواب مل جاتا ہے جبکہ برش سے دانت اچھی طرح صاف

---

(۱) فی الدر المختار: والسواک سُنّة مؤكدة كما فی الجوهرة عندنا لمضمضة وقيل قبلها للوضوء عندنا إلّا إذا نسيه فيندب للصلاة، وفی رد المحتار: قوله عند المضمضة قال فی البحر: وعليه الأكثر، وهو الأولىٰ لأنه أكمل فی الإنقاء قوله وهو للوضوء عندنا أی سُنّة للوضوء وعند الشافعی للصلاة قال فی البحر وقالوا: فائدة الخلاف تظهر فيمن صلّى بوضوء واحد صلوات يكفيه عندنا لَا عنده، وعلله السراج الهندی فی شرح الهداية بأنه إذا استاک للصلاة وبما خرج دم وهو نجس بالإجماع وان لم يكن ناقضًا عند الشافعی. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۱۱۳ وأيضًا فی البناية فی شرح الهداية ج:۱ ص:۹۵، ۹۶ أيضًا: إعلاء السُّنن ج:۱ ص:۲۹، باب السواک).

(۲) وفی النهر: ويستاک بكل عود إلّا الرمان والقصب، وأفضله الأراک ثم الزيتون روى الطبرانی: نعم السواک الزيتون من شجرة مباركة وهو سواكی وسواک الأنبياء من قبلی. (رد المحتار علی الدر المختار، مطلب فی منافع السواک ج:۱ ص:۱۱۵، خير الفتاویٰ ج:۲ ص:۵۳، امداد المفتين ج:۱ ص:۲۰).

ہوجاتے ہیں؟ یا پھر مخصوص مسواک ہی سنتِ نبوی کی برکات سے فیض حاصل کرنے کے لئے استعمال کی جائے؟

جواب:... بہتر تو یہی ہے کہ ادائے سنت کے لئے مسواک کا استعمال کیا جائے، برش استعمال کرنے سے بعض اہلِ علم کے نزدیک مسواک کی سنت ادا ہوجاتی ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہوتی۔ (۱)

وِگ کا استعمال اور وضو

سوال:... اگر ایک شخص بوجہ مجبوری سر پر "وِگ" کا استعمال کرتا ہے تو وہ شخص وضو کے دوران سر کا مسح وگ پر ہی کرسکتا ہے یا کہ اس کو مسح وگ اُتار کرنا چاہئے؟

جواب:... مصنوعی بالوں کا استعمال جائز نہیں، (۲) نہ اس کے استعمال میں کوئی مجبوری ہے۔ مسح ان کو اُتار کر کرنا چاہئے، اگر ان پر مسح کیا تو وضو نہیں ہوگا۔ (۳)

مصنوعی بالوں پر مسح کرنا

سوال:... بعض لوگ سر پر مصنوعی بال لگائے ہوئے ہوتے ہیں، پھر اسی حالت میں وضو میں ان ہی بالوں پر مسح کرتے ہیں اور ان بالوں سمیت نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ کیا اس صورت میں مسح ہوجاتا ہے؟ اور کیا اس صورت میں نماز جائز ہے؟

جواب:... سر پر ایسے مصنوعی بال لگے ہوئے ہوں جو اُتارنے سے اُتر سکیں تو ان پر مسح نہیں ہوتا، بلکہ ان کو اُتار کر سر پر مسح کرنا چاہئے۔ (۴)

---

(۱) امداد المفتین ج:۱ ص:۲۰ (طبع دار العلوم کراچی).

(۲) عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة. متفق علیه. (مشکٰوة ص:۳۸۱)۔ وفی المرقاة: قوله لعن الله الواصلة أی التی توصل شعرها بشعر آخر زورًا قوله والمستوصلة أی التی تطلب هٰذا الفعل من غیرها وتأمر من یفعل بها ذالک وهی تعمّ الرجل والمرأة فانث بإعتبار النفس أولَان الأکثر ان المرأة هی الآمرة والراضیة قال النووی: الأحادیث صریح فی تحریم الوصول مطلقًا وهو الظاهر المختار وقد فصله أصحابنا فقالوا إن وصلت بشعر آدمی فهو حرام بلا خلاف لأنه یحرم الإنتفاع بشعره وسائر أجزائه لکرامته وأما الشعر الطاهر من غیر آدمی فإن لم یکن لها زوج ولَا سید فهو حرام أیضًا وان کان فثلاثة أوجه أصحها إن فعلته بإذن الزوج والسید جاز وقال مالک والطبری والأکثرون الوصل ممنوع بکل شیء شعرًا أو صوف أو خرق أو غیرها واحتجوا بالأحادیث وقال اللیثی النهی مختص بالشعر فلا بأس بوصله بصوف أو غیره وقال بعضهم یجوز بجمیع ذالک وهو مروی عن عائشة لٰکن الصحیح عنها کقول الجمهور۔ (مرقاة شرح مشکٰوة ج:۴ ص:۴۲۰، أیضًا: شامی ج:۶ ص:۳۷۳، نظام الفتاویٰ ج:۱ ص:۳۸)۔

(۳) لو مسحت علٰی شعر مستعار لَا یصح، لأن المسح علیه کالمسح فوق غطاء الرأس، وهٰذا لَا یجزی فی الوضوء. (الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید، أحکام الطهارة ج:۱ ص:۲۹)، وأیضًا فی الشامیة: فلو مسح علٰی طرف ذؤابة شدت علٰی رأسه لم یجز۔ (ج:۱ ص:۹۹، أرکان الوضوء أربعة، کتاب الطهارة)۔

(۴) فلو مسح علٰی طرف ذؤابة شدت علٰی رأسه لم یجز۔ (شامی ج:۱ ص:۹۹، کتاب الطهارة)، أیضًا: ولَا یجوز المسح علی القلنسوة والعمامة وکذا لو مسحت المرأة علی الخمار۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶)۔ نیز حوالہ بالا۔

رات کو سوتے وقت وضو کرنا افضل ہے

سوال:... کیا رات کو سوتے وقت وضو کرنا افضل ہے؟

جواب:... جی ہاں! افضل ہے۔[۱]

مسح کرتے وقت شہادت کی اُنگلی، انگوٹھے کا بالوں سے چھو جانا

سوال:... وضو میں مسح کرتے وقت اگر شہادت کی اُنگلی یا انگوٹھا، اسی طرح دُوسرے ہاتھ کی اُنگلی یا انگوٹھا بالوں سے چھو جائے تو کیا مسح دُرست ہوجاتا ہے؟

جواب:... کوئی حرج نہیں۔[۲]

ہاتھ پر چوٹ لگی ہو تو کیا وضو کریں یا تیمّم؟

سوال:... اگر ایک ہاتھ پر چوٹ لگ جائے، میرا مطلب ہے کہ چھری سے زخم ہو اور پٹی بندھی ہو اور پانی لگانے کی ممانعت ہو، تو کیا وضو ایک ہاتھ سے کریں گے یا تیمم کریں؟ پتھر پر تیمم جائز ہے، خواہ اس پر غبار نہ ہو۔ اس سے کیا مراد ہے؟ تیمم کا طریقہ بتادیں۔ ہمارے محلے کا پانی اکثر بند ہوجاتا ہے اور پانی نہ ہونے کی بنا پر ہم وضو نہیں کرسکتے، اس لئے نماز بھی نہیں پڑھتے، حالانکہ یہ گناہ کی بات ہے، ہمیں اب اس کا اِحساس ہوگیا ہے، لہٰذا برائے مہربانی تیمم کرنے کا طریقہ اور کس پتھر پر کریں؟ اس کی وضاحت کردیجئے۔

جواب:... اگر کوئی وضو کرانے والا ہو یا ایک ہاتھ سے وضو کرسکے تو وضو کرنا لازم ہے، زخم کی جگہ مسح کرلیا جائے۔ اور اگر وضو پر قدرت نہ ہو، تب تیمم جائز ہے۔[۳] پاک پتھر پر تیمم دُرست ہے، خواہ اس پر غبار نہ ہو، لیکن کچی مٹی کا ڈھیلا ہو تو اچھا ہے۔[۴] تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر جھاڑ لیں اور منہ پر مل لیں، پھر دوبارہ دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر جھاڑ لیں اور دونوں ہاتھوں پر

---

(۱) الثالث مندوب ..... للنوم علٰی طهارة ..... لقوله صلى الله عليه وسلم: إذ أتيت مضجعك فتوضأ وضوئك للصلاة ...الخ رواه أحمد والبخاري والترمذي عن البراء بن عازب. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۱ ص:۲۱۰). أيضًا: عن البراء بن عازب قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا أتيت مضجعك فتوضأ وضوءك للصلاة ثم اضطجع علٰى شقك الأيمن ثم قل .... فإن مت من ليلتك فأنت علٰى الفطرة ...إلخ. (بخاري ج:۱ ص:۳۸، باب فضل من بات على الوضوء، كتاب الوضوء).

(۲) ولو مسح بالسبابة والإبهام مفتوحين فيضعهما مع ما بينهما من الكف علٰى رأسه فحينئذ يجوز. (عالمگیری ج:۱ ص:۵).

(۳) والأصل انه متٰى أمكنه إستعمال الماء من غير لحوق ضرر في نفسه أو ماله وجب إستعماله. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۸). أيضًا: إن وجد خادمًا أي من تلزمه طاعته كعبده وولده وأجيره لَا يتيمم إتفاقًا وإن وجد غيره ممن لو استعان به أعانه، ولو زوجته فظاهر المذهب أنه لَا يتيمم أيضًا بلا خلاف. (شامي ج:۱ ص:۲۳۳ باب التيمم).

(۴) وبالحجر عليه غبار أو لم يكن بأن كان مغسولًا أو أملس مدقوقًا أو غير مدقوق كذا في فتاوىٰ قاضيخان. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۷). ويجوز التيمم عند أبي حنيفة ومحمد بكل ما كان من جنس الأرض وهو ما إذا طبع لَا ينطبع ولَا يلين، وإذا احرق لَا يصير رمادًا .... كالتراب والرمل إلٰى آخره قدم الترب لأنه مجمع عليه. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۲۲).

کہنیوں سمیت مَل لیں۔[1] تیمم صرف اس صورت میں جائز ہے کہ پانی کے اِستعمال پر قدرت نہ ہو، یا پانی ایک میل دُور ہو۔ شہر میں تیمم جائز نہیں۔[2]

ناخنوں میں مٹی، آٹا یا اور چیز ہو تو وضو کا حکم

سوال:... کیا ناخنوں کے اندر مٹی کے ذرّات یا مٹی یا کھانا کھاتے وقت کھانے کے ذرّات وغیرہ چلے جائیں اور وضو کے بعد بھی وہ وہیں موجود ہوں تو کیا وضو ہوجائے گا؟ اور اگر کھانے کے ذرّات یا گوشت کے ریشے منہ کے اندر دانتوں کے درمیان رہ جائیں تو کیا وضو ہوجائے گا؟ اور کچھ علاقوں میں پیروں کے ناخنوں میں اکثر لوگوں کے مٹی جمی ہوتی ہے، تو کیا ان کا وضو اور غسل ہوجائے گا؟ اور دانتوں کے اندر کھانے یا گوشت کے ذرّات اور ناخنوں کے اندر مٹی یا کھانے کے ذرّات ہوں تو کیا غسل ہوجائے گا؟

جواب:... ناخنوں پر مٹی ہو تو وضو اور غسل ہوجاتا ہے،[3] لیکن اگر آٹا یا کوئی اور چیز ہو جو جلد تک پانی کے پہنچنے کو روکتی ہے تو وضو اور غسل نہیں ہوتا،[4] دانتوں میں اگر کوئی ایسی چیز پھنسی ہوئی ہو تو وضو ہوجائے گا، مگر غسل نہیں ہوگا۔[5]

مصنوعی ہاتھ کے ساتھ وضو کس طرح کریں؟

سوال:... عرض یہ ہے کہ مزدوری کے دوران میرا بایاں (اُلٹا) ہاتھ کلائی سے تھوڑا سا اُوپر تک کٹ گیا تھا، ابھی پلاسٹک کا

---

(۱) والتيمم ضربتان يمسح بإحداهما وجهه وبالأخرىٰ يديه إلى المرفقين لقوله عليه السلام: التيمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين وينفض يديه بقدر ما يتناثر التراب كيلا يصير مثلة. (هداية ج:۱ ص:۵۰). أيضًا: عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم فى التيمم: ضربة للوجه وضربة للذراعين إلى المرفقين. (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۴۱۷).

(۲) ومن لم يجد الماء وهو مسافر أو كان خارج المصر وبينه وبين المصر الذى فيه الماء نحو الميل هو المختار فى المقدار. (هداية) (واختيار) ومثله لو كان فى المصر وبينه وبين الماء هٰذا المقدار، لأن الشرط هو العدم، فأينما تحقّق جاز التيمم (بحر). عن (الأسرار) أكثر، وفى شرحه: وانما قال خارج المصر لأن المصر لَا يخلو عن الماء. (اللباب فى شرح الكتاب ج:۱ ص:۵۱، ۵۲، طبع قديمى كتب خانه). أيضًا: ويتيمم فى غير الأمصار والقرىٰ إذا أعوز الماء. قال أبوبكر: وذالك لقول الله تعالىٰ: فلم تجدوا ماءً فتيمموا صعيدًا طيبًا. (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۴۱۴ باب التيمم).

(۳) وفى الجامع الصغير: سئل أبو القاسم عن وافر الظفر الذى يبقى فى أظفاره الدرن أو الذى يعمل عمل الطين أو المرأة التى صبغت اصبعها بالحناء أو الصرام أو الصباغ، قال: كل ذٰلك سواء يجزيهم وضوءهم ...الخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۴، كتاب الطهارة، فرائض الوضوء).

(۴) إن بقى من موضع الوضوء مقدار رأس إبرة أو لزق بأصل ظفره طين يابس أو رطب لم يجز. (عالمگيرى ج:۱ ص:۴، كتاب الطهارة، الفصل الأوّل، فرائض الوضوء).

(۵) ولو كان سنه مجوفًا فبقى فيه أو بين أسنانه طعام أو درن رطب فى أنفه تم غسله على الأصح كذا فى الزاهدى والإحتياط أن يخرج الطعام عن تجويفه ويجرى الماء عليه. هٰكذا فى فتح القدير والدرن اليابس فى الأنف يمنع تمام الغسل. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۳). أيضًا: فى الدر المختار: ولَا يمنع ما علىٰ ظفر صباغ ولَا طعام بين أسنانه أو فى سنه المجوف به يفتى وقيل إن صلبًا منع وهو الأصح. وفى رد المحتار: أى إن كان ممضوغًا مضغًا متأكدًا بحيث تداخلت أجزاؤه وصار له لزوجة وعلاكة كالعجين شرح المنية، قوله وهو الأصح صرح به فى شرح المنية وقال لإمتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج. (رد المحتار على الدر المختار ج:۱ ص:۱۵۴، مطلب فى ابحاث الغسل).

مصنوعی ہاتھ لگا ہوا ہے، جسے سوتے وقت اُتار کر سوتا ہوں، ڈیوٹی پر آتے وقت پلاسٹک کا ہاتھ لگا کر آتا ہوں، لیکن اس ہاتھ کو لگا کر باندھنے کے لئے ایک آدمی کی ضرورت ہوتی ہے، میں خود سے نہیں باندھ سکتا ہوں۔ پوچھنا یہ ہے کہ میں وضو کس طرح کروں؟ پلاسٹک کے ہاتھ اُتارے بغیر وضو ہوگیا یا نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی صحیح طریقہ بتائیں، نوازش ہوگی۔

یاد رہے کہ پنجہ سمیت کلائی سے تھوڑا سا اُوپر تک کٹا ہوا ہے، ڈیوٹی کے دوران ظہر یا جمعہ کے وقت کے لئے وضو کیسے کروں؟ پلاسٹک کا ہاتھ اُتارے بغیر وضو ہوگا یا نہیں؟

جواب:... اگر پلاسٹک کا ہاتھ اُتارا نہ جائے تو کیا اس کے نیچے ہاتھ کا وہ حصہ جو اس کے نیچے ہے، کیا خشک رہ جائے گا؟ یعنی پانی اس تک نہیں پہنچے گا؟ اگر پانی پہنچ سکتا ہے تو اس کو اُتارنے کی ضرورت نہیں، ورنہ اُتارنا ضروری ہے۔ [1]

ہاتھوں کی اُنگلیوں میں خلال کب کریں؟

سوال:... ہم نے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ وضو کرتے ہوئے ہاتھ کی اُنگلیوں کا خلال سر اور گردن کا مسح کرنے کے بعد کرتے ہیں، آپ ہماری اِصلاح فرمائیں۔

جواب:... ہاتھ دھونے کے وقت کرنا چاہئے۔ [2]

---

(۱) إن بقي من موضع الوضوء مقدار رأس إبرة أو لزق بأصل ظفره طين يابس أو رطب لم يجز. (عالمگیری ج:۱ ص:۴، كتاب الطهارة، الفصل الأوّل، فرائض الوضوء).

(۲) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا توضأت فخلل أصابع يديك ورجليك أي إذا شرعت في الوضوء أو إذا غسلت أعضاء الوضوء فخلل أصابع يديك بعد غسلهما وأصابع رجليك بعد غسلهما وهذا هو الأفضل وإلّا فلو أخر تخليل أصابع اليدين إلى آخر الوضوء جاز كما دلّ عليه الواو التي لمطلق الجمع. (مرقاة شرح مشكوٰة ج:۱ ص:۳۱۴، باب سنن الوضوء، طبع أصح المطابع بمبئی).

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

زخم سے خون نکلنے پر وضو کی تفصیل

سوال:... میرے ہاتھ پر زخم ہوگیا ہے، اور اکثر خون کا قطرہ ٹپکتا رہتا ہے، اور بسااوقات حالتِ صلوٰۃ میں بھی خون گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے، کیا اس کو تر کئے بغیر مسح کی صورت میں نماز پڑھ لیا کروں یا جب قطرہ ٹپکے تو وضو تازہ کرلیا کروں؟ محقق جواب دے کر ممنون فرماویں۔

جواب:... یہاں دو مسئلے ہیں، ایک یہ کہ اگر زخم کو پانی نقصان دیتا ہے تو آپ زخم کی جگہ کو دھونے کے بجائے اس پر مسح کرسکتے ہیں۔[۱] دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس میں سے خون ہر وقت رستا رہتا ہے اور کسی وقت بھی موقوف نہیں ہوتا تو آپ کو ہر نماز کے پورے وقت کے اندر ایک بار وضو کرلینا کافی ہے،[۲] اور اگر کبھی رستا ہے اور کبھی نہیں تو جب بھی خون نکل کر بہہ جائے آپ کو دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔[۳]

دانت سے خون نکلنے پر کب وضو ٹوٹے گا

سوال:... اگر دانت میں سے خون نکلتا ہو اور وضو بھی ہو تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

---

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: خرجنا في سفر فأصاب رجلًا منا حجرٌ، فشجه في رأسه، فاحتلم، فقال لأصحابه: هل تجدون لي رخصة في التيمم؟ فقالوا: ما نجد لک رخصة في التيمم وأنت تقدر على الماء، فاغتسل، فمات، فلما قدمنا على النبي صلى الله عليه وسلم أخبر بذالک، فقال: قتلوه! قتلهم الله، ألَا سألوا إذا لم يعلموا؟ فإنما شفاء العيّ السؤال، إنما كان يكفيه أن يتيمم، أو يعصب على جرحه خرقة ثم يمسح عليها .... قال أبوبكر: هذا الحديث قد دل على معان من الفقه .... ويدل أيضًا على جواز المسح على الجبائر ...إلخ. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۴۴۳، ۴۴۴، طبع بيروت). أيضًا: وإنما يمسح إذا لم يقدر على غسل ما تحتها ومسحه بأن تضرر بإصابة الماء أو حلها ....إلخ. (فتاوىٰ عالمگيري ج:۱ ص:۳۵، الباب الخامس ومما يتصل بذٰلک المسح على الجبائر، طبع بلوچستان بک ڈپو).

(۲) المستحاضة من به سلس البول ..... أو رعاف دائم، أو جرح لَا يرقاء يتوضؤن لوقت كل صلاة ويصلون بذٰلک الوضوء في الوقت ما شآؤا من الفرائض والنوافل ...إلخ. (فتاوىٰ عالمگيري ص:۴۱ ومما يتصل بذٰلک أحكام المعذور، الفصل الرابع، وأيضًا فتاوىٰ شامي ج:۱ ص:۳۰۵، مطلب في أحكام المعذور).

(۳) شرط ثبوت العذر إبتداء أن يستوعب استمراره وقت الصلاة كاملًا ..... وشرط بقائه ان لَا يمضي عليه وقت فرض إلَّا والحدث الذي ابتلي به يوجد فيه. (فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۴۱ أحكام المعذور فصل الرابع).

جواب:... اگر اس سے خون کا ذائقہ آنے لگے یا تھوک کا رنگ سرخی مائل ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔[1]

دانت سے خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

سوال:... کلی کرتے وقت منہ سے خون نکل جاتا ہے، خون حلق میں نہیں جاتا، بس دانت میں سے نکل جاتا ہے اور میں فوراً تھوک دیتا ہوں، تو آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ منہ میں خون آنے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ کیا دوبارہ وضو کرنا چاہئے؟

جواب:... خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ اتنا خون نکلا ہو کہ تھوک کا رنگ سرخی مائل ہو جائے یا منہ میں خون کا ذائقہ آنے لگے۔[2]

اگر پاؤں میں کانٹا چبھ جانے سے خون نکل آئے تو وضو کا کیا حکم ہے؟

سوال:... اگر وضو کرنے کے بعد پاؤں میں کانٹا چبھ جائے مگر خون نکل کر نہ بہے، مگر جب چلنے کی وجہ سے اس پر ہاتھ پھیرا جائے تو خون کی ایک ہلکی سی لکیر کھنچ جائے، تو وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب:... اگر خون اتنا ہو کہ اگر اس کو ملا نہ جاتا تو بہہ نکلتا تب تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر اتنا نہیں تھا تو نہیں ٹوٹتا۔[3]

ہوا خارج ہونے پر صرف وضو کرے استنجا نہیں

سوال:... میرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک آدمی نہا کر نماز پڑھنے کے لئے جائے اور بے خیالی میں اس کی صرف ہوا خارج ہو جائے تو کیا ایسے آدمی کے لئے استنجا کرنا لازمی ہے یا صرف وضو کرے؟

جواب:... صرف وضو کر لینا کافی ہے، پیشاب پاخانہ کے بغیر استنجا کرنا بدعت ہے۔[4]

---

(۱) وينقضه دم مائع من جوف أو فم غلب على بزاق حكمًا للغالب أو ساواه احتياطًا، لَا ينقضه المغلوب بالبزاق .... (قوله غلب على بزاق) ..... وعلامة كون الدم غالبًا أو مساويًا أن يكون البزاق أحمر، وعلامة كونه مغلوبًا أن يكون أصفر. (رد المحتار على الدر المختار ج: ۱ ص: ۱۳۹، مطلب نواقض الوضوء، طبع ايج ايم سعيد).

(۲) وان خرج من نفس الفم تعتبر الغلبة بينه وبين الريق فإن تساويا انتقض الوضوء ويعتبر ذالک من حيث اللون فإن كان أحمر انتقض وان كان أصفر لَا ينتقض كذا في التبيين. (عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۱، كتاب الطهارة، نواقض الوضوء).

(۳) لو مسح الدم كلما خرج ولو تركه لسال نقض، وإلّا لَا، كما لو سال في باطن عين أو جرح أو ذكر ولم يخرج. وفي الشامية (قوله: لو مسح الدم كلما خرج ...الخ) وكذا إذا وضع عليه قطنًا أو شيئًا آخر حتى ينشف ثم وضعه ثانيًا وثالثًا فإنه يجمع جميع ما نشف، فإن كان بحيث لو تركه سال نقض، وانما يعرف هذا بالإجتهاد وغالب الظن. (رد المحتار مع الدر المختار ج: ۱ ص: ۱۳۴، ۱۳۵، مطلب نواقض الوضوء). أيضًا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الوضوء من كل دم سائل. (شرح مختصر الطحاوى ج: ۱ ص: ۳۶۵، طبع دار البشائر الإسلامية).

(۴) أن الإستنجاء على خمسة أوجه ..... الخامس: بدعة: وهو الإستنجاء من الريح. (الفتاوى الشامية ج: ۱ ص: ۳۳۶، فصل في الإستنجاء، طبع ايج ايم سعيد). وأيضًا: الإستنجاء سنة من كل ما يخرج من السبيلين إلّا الريح، (وفي شرحه) اعلم أن الإستنجاء على خمسة أوجه ...... والخامس بدعة: وهو الإستنجاء من الريح إذا لم يظهر الحدث من السبيلين. (الإختيار لتعليل المختار ص: ۳۶، باب الأنجاس وتطهيرها، طبع دار المعرفة بيروت).

وضو کرنے کے بعد رِیاح خارج ہوجائے تو وضو کرے یا تیمّم؟

سوال:... وضو کرنے کے بعد اگر ریاح کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو کیا دوبارہ پانی سے وضو کرنا ضروری ہے یا تیمم بھی کرسکتے ہیں؟

جواب:... وضو کرنا ضروری ہے، تیمم کی اجازت اس صورت میں ہے کہ وضو کرنے پر قادر نہ ہو۔ [1]

وضو کے درمیان ریح خارج ہو یا خون نکلے تو دوبارہ وضو کرے

سوال:... وضو کرتے ہوئے درمیان میں اگر ریح خارج ہوجائے یا خون نکل جائے تو وضو کو نئے سرے سے شروع کریں یا نہیں؟

جواب:... نئے سرے سے شروع کریں۔ [2]

گیس (ریح) خارج ہو تو وضو ٹوٹ گیا

سوال:... اگر نماز پڑھتے پڑھتے یا پھر قرآن پاک پڑھتے پڑھتے گیس خارج ہوجائے تو وضو ہی رہے گا یا دُوسرا کرنا پڑے گا؟

جواب:... یہ وضو ختم ہوجائے گا، قرآن مجید کی تلاوت تو بغیر وضو کے بھی جائز ہے، لیکن بغیر وضو کے قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ [3]

کبھی کبھی پیشاب کے قطرے نکلنے والے کے وضو کا حکم

سوال:... کسی شخص کو یہ بیماری ہو کہ اس کے پیشاب کے قطرے نکلتے رہتے ہوں، روز نہیں، کبھی کبھی، تو کیا ایسے شخص کی نماز

---

(۱) من عجز (مبتدأ خبره، تيمم) عن استعمال الماء المطلق الكافي لطهارته لصلاة تفوت إلى خلف لبعده ...... أو لمرض يشتد أو يمتد بغلبة ظن ...... تيمم لهٰذه الأعذار كلها. (در مختار ج: ۱ ص: ۲۳۲، ۲۳۶، باب التيمم). أيضًا: ومن لم يجد الماء .... المراد من الوجود القدرة على الإستعمال حتّٰى لو كان مريضًا أو علٰى رأس بئر بغير دلو أو كان قريبًا من عين وعليها عدو أو سبع أو حية لَا يستطيع الوصول إليه لَا يكون واجدًا ... إلخ. (الجوهرة النيرة ج: ۱ ص: ۲۰ باب التيمم، باب ما يوجب الوضوء، الفصل الثالث).

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا وضوء إلّا من صوت أو ريح. رواه أحمد والترمذي. (مشكوٰة ص: ۴۰، باب ما يوجب الوضوء، الفصل الثاني). وعن عمر بن عبدالعزيز عن تميم الداري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الوضوء من كل دم سائل. رواهما الدارقطني. (مشكوٰة ص: ۴۲).

(۳) يحرم بالحدث الأصغر ثلاثة أمور ...... ۳-مس المصحف كله أو بعضه ولو آية، والمحرم هو لمس الآية ولو بغير اعضاء الطهارة لقوله تعالٰى: "لَا يَمَسُّهٗ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" أي المتطهرون وهو خبر بمعنى النهي، ولقوله صلى الله عليه وسلم: لا يمس القرآن إلّا طاهر، ولأن تعظيم القرآن واجب، وليس من التعظيم مس المصحف بيد حلها الحدث، واتفق الفقهاء علٰى أن غير المتوضئ يجوز له تلاوة القرآن أو النظر إليه دون لمسه، كما أجازوا للصبي لمس القرآن للتعلّم، لأنه غير مكلّف. (الفقه الإسلامي وأدلّته ص: ۲۹۴، ۲۹۵، المطلب التاسع، طبع دار الفكر دمشق، أيضًا: شرح مختصر الطحاوي ج: ۱ ص: ۳۴۵، طبع بيروت).

ہوجائے گی؟

جواب:... قطرہ نکلنے کے بعد طہارت اور وضو کرلیا کرے۔[1]

پیشاب کا قطرہ نکلتا محسوس ہو تو وضو کا حکم

سوال:... نماز پڑھتے ہوئے یہ محسوس ہو کہ پیشاب کا قطرہ نکل گیا ہے تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب:... اگر غالب خیال ہو کہ قطرہ نکل گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔[2]

نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

سوال:... نماز پڑھتے ہوئے نکسیر اگر نکل آئے تو نماز چھوڑنے کی اجازت ہوتی ہے؟

جواب:... نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے،[3] اس لئے وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھے۔

دُکھتی آنکھ سے نجس پانی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

سوال:... وہ پانی جو آنکھ میں درد سے نکلے، اس کا کیا حکم ہے، پاک یا پلید؟

جواب:... دُکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی نکلتا ہے اُس سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر آنکھ میں کوئی پھنسی وغیرہ ہو اور اس سے پانی نکلتا ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے،[4] اس لئے کہ یہ نجس ہے۔

---

(۱) ولو نزل البول ..... وخرج إلى القلفة نقض الوضوء. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰، الفصل الخامس فی نواقض الوضوء).

(۲) وقال فی شرح السُّنّة معناه (الحدیث) حتّٰی یتیقن الحدث ...إلخ. (مرقاة شرح مشکٰوة ج:۱ ص:۲۷۵، باب ما یوجب الوضوء، طبع بمبئی). أیضًا: نواقض الوضوء ما یخرج من السبیلین من البول والغائط والریح. (عالمگیری ج:۱ ص:۹، کتاب الطهارة، الفصل الخامس، نواقض الوضوء أیضًا: شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۳۰۳ طبع دار البشائر).

(۳) وقد صرح فی معراج الدرایة وغیره بأن إذا نزل الدم إلٰی قصبة الأنف نقض. (البحر الرائق ج:۱ ص:۶۲، کتاب الطهارة، وکذا فی الشامیة ج:۱ ص:۱۳۸، مطلب نواقض الوضوء، وفی الهندیة ج:۱ ص:۱۱ الفصل الخامس فی نواقض الوضوء). أیضًا: والأصل فی وجوب الطهارة بخروج النجاسة ما رویٰ إسماعیل بن عباس .... عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إذا رعف الرجل فی صلاته فلینصرف ولیتوضأ، ولَا یتکلم ثم لِیبنِ علٰی ما مضٰی من صلاته ...إلخ. (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۳۶۴).

(۴) وإن خرج به أی بوجع لأنه دلیل الجرح، فدمع من بعینه رمد أو عمش ناقض فإن استمر صار ذا عذر مجتبٰی. (قوله ناقض ...الخ) قال فی المنیة: وعن محمد إذا کان فی عینیه رمد وتسیل الدموع منها آمره بالوضوء لوقت کل صلاة، لأنی أخاف أن یکون ما یسیل منها صدیدًا فیکون صاحب العذر ...الخ. (قوله مجتبٰی) عبارته: الدم والقیح والصدید وماء الجرح والنفطة وماء البثرة والثدی والعین والأذن لعلة سواء علی الأصح، وقولهم: والعین والأذن لعلة، دلیل علٰی أن من رمدت عینه فسال منها ماء بسبب الرمد ینقض وضوءه، وهٰذه مسئلة والناس عنها غافلون اهـ. (در مختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۴۷، ۱۴۸، مطلب فی ندب مراعاة الخلاف، فتح القدیر ج:۱ ص:۱۸۷، طبع دار صادر، بیروت).

جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

لیٹنے یا ٹیک لگانے سے وضو کا حکم

سوال:... سونے سے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا لیٹنے سے یا ٹیک لگا کر بیٹھنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:... اگر لیٹنے اور ٹیک لگا کر بیٹھنے سے نیند نہیں آئی تو وضو قائم ہے۔[۱]

بوسہ لینے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

سوال:... مؤطا امام مالکؒ میں پڑھا ہے کہ بیوی کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا یہ حنفی مسلک میں بھی ہے کہ بیوی کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جائے گا؟ یا بیوی خاوند کا بوسہ لے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:... حنفیہ کے نزدیک بیوی کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا،[۲] اِلَّا یہ کہ مذی خارج ہوجائے،[۳] حدیث کو اِستحباب پر محمول کرسکتے ہیں۔[۴]

کپڑے بدلنے اور اپنا سراپا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... اکثر بزرگ خواتین یہ کہتی ہیں کہ اگر گھر کے کپڑے پہنے وضو کرلیا اور پھر قرآن خوانی میں جانا ہے یا نماز پڑھنی ہے تو ہم وضو کرنے کے بعد دُوسرے کپڑے بدلتے وقت اپنے سراپا کو نہ دیکھیں، اپنا سراپا دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں۔

---

(۱) والمعانی الناقضة (الٰی أن قال) والنوم مضطجعًا أو متکئًا أو مستندًا إلٰی شیء لو أزیل لسقط۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۵ فصل فی نواقض الوضوء)۔ ینقض الوضوء اثنا عشر شیئًا ..... أو نوم متکئًا أو مستندًا إلٰی شیء لو أزیل لسقط ...الخ۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۱ ص:۲۸۳، ۲۸۴، خلاصة نواقض الوضوء فی المذاهب)۔

(۲) عن عطاء عن عائشة رضی الله عنها أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یقبل بعض نسائه ثم یصلی ولَا یتوضأ۔ رواه البزار واسناده صحیح۔ (اعلاء السنن ج:۱ ص:۱۵۰، باب ترک الوضوء من مس المرأة، طبع إدارة القرآن)۔

(۳) المذی ینقض الوضوء۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰، الفصل الخامس فی نواقض الوضوء)۔ أیضًا: ولیس فی المذی والودی غسل وفیهما الوضوء۔ (هدایة ج:۱ ص:۳۳، کتاب الطهارة، طبع شرکت علمیة، ملتان)۔

(۴) وما ورد عنهم من الوضوء فی القبلة ونحوها فمحمول علی الندب۔ (اعلاء السُّنن ج:۱ ص:۱۱۷، طبع إدارة القرآن)۔

جواب:... خواتین کا یہ مسئلہ صحیح نہیں، کپڑے بدلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ اپنا سراپا (ستر) دیکھنے سے وضو ٹوٹتا ہے۔[1]

برہنہ بچے کو دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... کسی بچے کو برہنہ دیکھنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب:... نہیں![2]

برہنہ تصویر دیکھنے کا وضو پر اثر

سوال:... کیا کسی کی برہنہ تصویر دیکھنے سے وضو باطل ہوجاتا ہے؟

جواب:... برہنہ تصویر دیکھنا گناہ ہے، اس سے وضو ٹوٹتا تو نہیں لیکن دوبارہ کرلینا بہتر ہے۔[3]

پاجامہ گھٹنے سے اُوپر کرنا گناہ ہے، لیکن وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... ہم نے عام طور پر لوگوں سے سنا ہے کہ جب پاجامہ گھٹنے سے اُوپر ہوجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... کسی کے سامنے پاجامہ گھٹنوں سے اُوپر کرنا گناہ ہے،[4] مگر اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

کسی حصہ بدن کے برہنہ ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... میں نے سنا ہے کہ جب پاؤں پنڈلی تک برہنہ ہوجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، جبکہ ہم بعض دفعہ غسل کے بعد یا ویسے کپڑے بدلتے ہیں تو ظاہر ہے کہ پنڈلی برہنہ ہوجاتی ہے، کیا اس حالت میں بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:... کسی حصہ بدن کے برہنہ ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ننگا ہونے یا مخصوص جگہ ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... غسل خانے میں ننگا ہوگیا، مکمل وضو کیا، اس کے بعد غسل کیا، صابن وغیرہ تمام جسم پر لگایا، ہاتھ بھی جگہ جگہ

---

(۱) چونکہ ان چیزوں کا نواقضِ وضوء میں سے نہ ہونا اظہر من الشمس ہے، اس لئے کتبِ فقہ میں ان کے متعلق کوئی جزئیہ نظر سے نہیں گزرا۔ دیکھئے: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج:۱ ص:۱۳۵، کذا فی اغلاط العوام ص:۵۳، طبع زمزم۔

(۲) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج:۱ ص:۱۵۰، طبع انڈیا۔

(۳) ومندوب فی نیف وثلاثین موضعًا (إلٰی أن قال) وبعد کل خطیئة. قوله وبعد کل خطیئة .... وذالک لما ورد فی الأحادیث من تکفیر الوضوء للذنوب. (در مختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۸۹، ۹۰ مطلب فی إعتبارات المرکب التام)۔

(۴) کیونکہ مردوں کے ستر کا آغاز اسی حصے سے ہوتا ہے۔ وینظر الرجل من الرجل سوی ما بین سرته إلٰی ما تحت رکبته. (تنویر الأبصار مع رد المحتار ج:۶ ص:۳۶۴، فصل فی النظر والمس)۔ أیضًا: عن عاصم بن حمزة عن علی قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا تکشف فخذک ولَا تنظر إلٰی فخذ حی ومیّت. (نصب الرایة ج:۴ ص:۲۴۴ حدیث نمبر: ۷۳۱۹)۔ أیضًا: عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: کل شیء أسفل من سرته إلٰی رکبته عورة. (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۶۹۶، ۶۹۷، کتاب الصلاة)۔

(مخصوص جگہ) لگایا، اس کے بعد کپڑے تبدیل کر کے باہر آگیا، کیا نماز ادا کر سکتا ہوں یا کپڑے بدل کر وضو کروں پھر نماز ادا کروں؟

جواب:... وضو ہوگیا، دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ برہنہ ہونے یا اپنے اعضا کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔[1]

جوتے پہننے سے دوبارہ وضو لازم نہیں

سوال:... اکثر نمازی جب نماز پڑھنے کے بعد فارغ ہوتے ہیں تو جوتے پہن کر گھر چلے جاتے ہیں، ابھی ان کا وضو برقرار ہوتا ہے کہ دُوسری نماز کے لئے آجاتے ہیں، بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب وہ اپنے پاؤں جوتے میں ڈالتے ہیں تو جوتے پلید اور غلیظ جگہوں پر پڑتے ہیں، کیا یہ ضروری نہیں ہوتا کہ پھر نماز کے لئے وضو کیا کریں؟

جواب:... جوتوں کے اندر نجاست نہیں ہوتی، اس لئے وضو کے بعد جوتے پہننے سے دوبارہ وضو لازم نہیں ہوتا۔

شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... حدیث پاک نظروں سے گزری کہ ذکر کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (مؤطا امام مالکؒ)۔ یعنی نماز میں یا ویسے، قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت چھولے، اس بارے میں ضرور آگاہ کریں؟

جواب:... شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا،[2] حدیث میں وضو کا حکم یا تو اِستحباب کے طور پر ہے یا لغوی وضو یعنی ہاتھ دھونے پر محمول ہے۔[3]

کھانا کھانے یا برہنہ ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... اگر کوئی شخص وضو کر کے کھانا کھالے تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟ وضو کے دوران اگر کوئی شخص برہنہ ہوکر کپڑے تبدیل کرے تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

---

(۱) عشرة أشياء لَا تنقض الوضوء، منها (الٰى أن قال) ومنها مس ذكر ودبر وفرج مطلقًا. (حاشية الطحطاوي على المراقي ص:۹۳، فصل عشرة أشياء لَا تنقض الوضوء). أيضًا: لَا ينقضه مس ذكر لٰكن يغسل يده ندبا وامرأة وأمرد، لٰكن يندب للخروج من الخلاف لَا سيما للإمام. وفي رد المحتار: قوله لٰكن يغسل يده ندبا لحديث من مس ذكر فليتوضأ أي ليغسل يده جمعا بينه وبين قوله صلى الله عليه وسلم هل هو إلّا بضعة منك، حين سئل عن الرجل يمس ذكره بعد ما توضأ. (الدر المختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۴۷، مطلب نوم الأنبياء غير ناقض).

(۲) أيضًا عن قيس بن طلق بن علي الحنفي عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: وهل هو إلّا مضغة منه أو بضعة منه. (جامع الترمذي، باب ترك الوضوء من مس الذكر ج:۱ ص:۱۳ طبع كتب خانه رشيديه دهلي).

(۳) قال ابن أمير حاج: يمكن حمل حديث بسرة على غسل اليدين، وقد تقدم انه يستحب الوضوء للخروج من خلاف العلماء. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص:۹۳، فصل عشرة أشياء لَا تنقض الوضوء). أيضًا: ثم حمل الطحاوي الوضوء على غسل اليد إستحبابًا. (مرقاة المفاتيح شرح مشكٰوة المصابيح ج:۱ ص:۲۷۸، باب ما يوجب الوضوء، الفصل الثاني طبع بمبئي). أيضًا: فإنه يمكن التطبيق بينهما بأن الأمر للإستحباب تنظيفًا والنفي لنفي الوجوب فلا حاجة إلى النسخ الصحيح عندي أن الأمر للإستحباب كما قال في الدر المختار: لٰكن يندب للخروج من الخلاف لَا سيما للإمام. (اعلاء السُّنن ج:۱ ص:۱۱۸، طبع إدارة القرآن كراچي).

جواب:...دونوں صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹتا۔[1]

مرد و عورت کے ستر کا معائنہ کرنے والے ڈاکٹر کے وضو کا حکم

سوال:...میں پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر ہوں، مرض کی تشخیص کے لئے مجھے مریض کے ستر کا معائنہ بھی کرنا پڑتا ہے، مریضوں میں دونوں جنس کے مریض شامل ہوتے ہیں، دورانِ کام نماز کا وقت بھی آتا ہے، اور ہم گھر سے وضو کر کے آتے ہیں، کیا ایسی صورت میں ہمارا وضو بحال رہے گا؟

جواب:...اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔[2] ضرورت سے زیادہ ستر نہ کھولا جائے۔[3]

دورانِ غسل ستر پر نظر پڑنے سے غسل اور وضو کا حکم

سوال:...دورانِ غسل وضو کیا جاتا ہے، مگر جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہ گیا ہو، یہ دیکھنے کے لئے پورے جسم کو دیکھا جاتا ہے، جس میں ''ستر'' بھی شامل ہے، عموماً اس پر بھی نظر پڑتی ہے، ایسی صورت میں وضو قائم رہے گا یا نہیں رہے گا؟

جواب:...ستر پر نظر پڑنے سے وضو اور غسل میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔[4]

کپڑے تبدیل کرنے کا وضو پر اثر

سوال:...ننگا ہوکر کپڑے تبدیل کرنے سے وضو پر کوئی اثر تو نہیں پڑتا؟

جواب:...کوئی حرج نہیں۔[5]

غیرمحرَم کو دیکھنے کا وضو پر اَثر

سوال:...سنا ہے وضو کرنے کے بعد غیرمحرَم کو دیکھنا منع ہے، اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، چاہے غیرمحرَم کو دُور سے دیکھو، قریب سے دیکھو، تصویر میں دیکھو، یا ٹی وی وغیرہ میں دیکھو، وضو برقرار نہیں رہتا، پلیز قرآن کی روشنی میں تفصیل سے جواب دیں، کیونکہ وضو کے بعد ٹی وی اخبار وغیرہ پر نظر پڑ جاتی ہے، کہاں تک یہ بات دُرست ہے؟

---

(۱) حدثنا شعیب عن محمد بن المنکدر قال: سمعت جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال: کان آخر الأمرین من رسول الله صلی الله علیه وسلم ترک الوضوء مما مست النار۔ (إعلاء السنن ج:۱ ص:۱۴۵، باب ترک الوضوء مما مست النار)۔

(۲) کذا فی أغلاط العوام ص:۵۳، طبع زمزم پبلشرز کراچی۔

(۳) ینظر) الطبیب (إلٰی موضع مرضها بقدر الضرورة)۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۳۷۰ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر واللمس طبع ایچ ایم سعید)۔

(۴) کذا فی أغلاط العوام ص:۵۳، طبع زمزم پبلشرز کراچی۔

(۵) دیکھئے: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج:۱ ص:۱۳۵، طبع انڈیا۔ ایضاً: خیرالفتاویٰ ج:۲ ص:۵۳، طبع ملتان۔

جواب:... نامحرَم کو دیکھنا گناہ ہے،[۱] وضو اس سے نہیں ٹوٹتا۔

وضو کر کے کسی ایسی چیز کو دیکھ لے جو حرام ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا

سوال:... اگر کوئی آدمی یا عورت وضو کر کے ایسی چیز کو دیکھ لے جو اسلام میں حرام ہو، یا کوئی عورت بغیر پردہ کسی شخص کو دیکھ لے، کیا ان کا وضو قائم رہتا ہے یا نہیں؟

جواب:... وضو کر کے گناہ کا کام کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن وضو کی نورانیت ضائع ہوجاتی ہے۔[۲]

کیا دوپٹہ یا چادر اُتارنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال:... دوپٹہ یا چادر اُتارنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:... جی نہیں!

آگ پر پکی ہوئی یا گرم چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... میں نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی ہوں، اور میرا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ میں چائے کثرت سے استعمال کرتی ہوں، لوگ کہتے ہیں کہ گرم چیز کھانے سے، مثلاً: چائے، کھانا یا ایسی چیزیں جو آگ پر پکی ہوں، سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور دوبارہ وضو کیا جائے۔

جواب:... آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔[۳]

باوضو حقہ، بیڑی، سگریٹ، پان استعمال کر کے نماز پڑھنا

سوال:... ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بہت سے بزرگ ایسا کرتے ہیں کہ نماز کے لئے وضو کیا، نماز ادا کی، اس کے بعد سگریٹ، بیڑی، حقہ نوشی کرتے ہیں، جب دُوسری نماز کا وقت آجاتا ہے تو صرف دوتین بار کلی کی اور نماز پڑھ لیتے ہیں اور تسبیح و وظائف بھی کرتے رہتے ہیں۔ اب جبکہ رمضان شریف خدا کے فضل و کرم سے شروع ہوچکا ہے، اس میں بھی اکثر دیکھتے ہیں کہ ایک شخص تمام دن روزہ رکھتا ہے، روزہ اِفطار کرنے سے قبل وضو کرتا ہے، روزہ اِفطار کرتا ہے اور اس کے بعد بیڑی، سگریٹ یا حقہ نوشی کرتا ہے، پھر کلی کرنے کے بعد نمازِ مغرب میں جماعت میں شامل ہوجاتا ہے، اس سے وضو تو خراب نہیں ہوتا؟ وظائف میں تو خلل نہیں آتا؟ برائے مہربانی اس اہم مسئلے سے آگاہ فرمائیں۔

---

(۱) عن بریدة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلیّ: یا علیُّ! لَا تتبع النظرة النظرة، فإن لک الأولٰی، ولیست لک الاٰخرة۔ (مشکوٰة، باب النظر إلی المخطوبة ص:۲۶۹)۔

(۲) کذا فی إمداد الأحکام ج:۱ ص:۲۶۴، طبع دارالعلوم کراچی۔

(۳) حدثنا شعیب عن محمد بن المنکدر قال: سمعت جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال: کان آخر الأمرین من رسول الله صلی الله علیه وسلم ترک الوضوء مما مست النار۔ (إعلاء السنن ج:۱ ص:۱۳۵، باب ترک الوضوء مما مست النار)۔

جواب:... حقہ، بیڑی، سگریٹ، پان سے وضو تو نہیں ٹوٹتا،[۱] لیکن نماز سے پہلے منہ کی بدبو کا دُور کرنا ضروری ہے، اگر منہ سے حقہ، سگریٹ کی بو آتی ہو تو نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔[۲]

سگریٹ نوشی اور ٹیلی ویژن، ریڈیو دیکھنے سننے کا وضو پر اثر

سوال:... سگریٹ نوشی، ٹیلی ویژن دیکھنے اور ریڈیو پر موسیقی سننے سے کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:... سگریٹ نوشی سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن منہ کی بدبو کا پوری طرح دُور کرنا ضروری ہے، اور گناہوں کے کاموں سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن مکروہ ضرور ہوتا ہے، اس لئے دوبارہ وضو کرلینا مستحب ہے۔[۳]

آئینہ یا ٹی وی دیکھنے کا وضو پر اثر

سوال:... کیا آئینہ دیکھنے یا ٹی وی دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:... آئینہ دیکھنے سے تو وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ ٹی وی دیکھنا گناہ ہے، اور گناہ کے بعد دوبارہ وضو کرلینا مستحب ہے۔[۴]

آئینہ دیکھنے، کنگھی کرنے کا وضو پر اَثر

سوال:... وضو کے بعد آئینہ دیکھنا، کنگھی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... جائز ہے۔

ٹی وی، ڈِش، ننگی تصاویر دیکھنے کا وضو پر اَثر

سوال:... کیا ٹی وی، ڈِش، ننگی تصاویر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

---

(۱) كفاية المفتى ج:۲ ص:۳۲۲، طبع دارالاشاعت کراچی۔

(۲) (قوله وأكل نحو ثوم) أى كبصل ونحوه مما له رائحة كريهة للحديث الصحيح فى النهى عن قربان آكل الثوم والبصل المسجد ..... ويلحق بما نص عليه فى الحديث كل ما له رائحة كريهة مأكولًا أو غيره ..... وكذٰلك ألحق بعضهم بذٰلك من بفيه بخر أو به جرح له رائحة. (شامى ج:۱ ص:۶۶۱ مطلب فى الغرس فى المسجد).

(۳) ومندوب فى نيف وثلاثين موضعا (الٰى أن قال) وبعد كل خطيئة. (درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۸۹، مطلب فى إعتبارات المركب التام).

(۴) الثالث مندوب: فى أحوال كثيرة منها ما يأتى .... ح ـ بعد إرتكاب خطيئة، من غيبة وكذب ونميمة ونحوها، لأن الحسنات تمحو السيئات، قال النبى صلى الله عليه وسلم: ألا أدلكم علٰى ما يمحو الله به الخطايا، ويرفع به الدرجات؟ قالوا: بلٰى يا رسول الله! قال: إسباغ الوضوء على المكاره. (الفقه الإسلامى وأدلته ج:۱ ص:۲۱۰، ۲۱۱، الفصل الرابع، الوضوء وما يتبعه طبع دار الفكر).

جواب:... وضو تو نہیں ٹوٹتا، لیکن ایمان ٹوٹ جانے کا خطرہ ہے۔[۱] اللہ تعالیٰ اس لعنت سے آپ کو بھی اور تمام مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔

باوضو آدمی سگریٹ، نسوار استعمال کرلے تو کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال:... نماز کے لئے وضو کیا، لیکن جماعت کو دیر ہے، اگر آدمی سگریٹ یا نسوار کھالے تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا برقرار رہتا ہے؟

جواب:... وضو تو نہیں ٹوٹتا،[۲] لیکن نماز سے پہلے منہ صاف کرلینا ضروری ہے کہ سگریٹ اور نسوار کی بدبو نہ رہے۔[۳]

گڑیا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... کیا گڑیا دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ میں نے سنا ہے کہ وضو سے گڑیا پر نظر پڑ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... گڑیا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ناخنوں میں میل ہونے پر بھی وضو ہو جاتا ہے

سوال:... کام کرنے کے دوران ناخنوں میں میل چلا جاتا ہے، اگر ہم میل صاف کئے بغیر وضو کریں تو وہ ہوگا یا نہیں؟

جواب:... وضو ہوجائے گا،[۴] مگر ناخن بڑھانا خلافِ فطرت ہے۔[۵]

---

(۱) وقال حذيفة: إذا أذنب العبد نكت في قلبه نكتة سوداء، فإذا أذنب نكت في قلبه نكتة سوداء حتّى يصير قلبه كله أسود، ويؤيده قول السلف: المعاصي بريد الكفر أي رسوله باعتبار أنها إذا أورثت القلب هذا السواد وعمته لم يبق يقبل خيرًا قط، فحينئذ يقسو ويخرج منه كل رحمة ورأفة وخوف فيرتكب ما أراد ويفعل ما أحب، ويتخذ الشيطان وليا من دون الله يضلله ويغويه ويعده ويمنيه، ولَا يرضى منه بدون الكفر ما وجد له إليه سبيلًا. (الزواجر عن إقتراف الكبائر ج:۱ ص:۱۳ طبع دار المعرفة بيروت).

(۲) كذا في كفاية المفتي ج:۲ ص:۳۲۲، طبع دارالاشاعت کراچی۔

(۳) (قوله وأكل نحو ثوم) أي كبصل ونحوه مما له رائحة كريهة للحديث الصحيح في النهي عن قربان آكل الثوم والبصل المسجد .... ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة ماكولًا أو غيره .... وكذالك ألحق بعضهم بذالك من بفيه بخر أو به جرح له رائحة. (شامي ج:۱ ص:۶۶۱ مطلب في الغرس في المسجد).

(۴) (ولَا يمنع) الطهارة .... (ونيم) ودرن ووسخ .... (وتراب) وطين ولو (في ظفر مطلقًا) أي في الأصح. (در مختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۴ مطلب في ابحاث الغسل).

(۵) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الفطرة خمس: الختان والإستحداد وقص الشارب وتقليم الأظفار ونتف الإبط. متفق عليه. (مشكوة المصابيح، باب الترجل، الفصل الأوّل ص:۳۸۰ طبع قديمي كتب خانه).

کان کا میل نکالنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... باوضو آدمی کان کی کھجلی کی وجہ سے اُنگلی سے کھجلی کرے اور کان کا موم اُنگلی پر لگے اور اُنگلی کو اپنی قمیص سے صاف کرے تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ نیز قمیص پر موم لگنے سے وہ قمیص پاک رہے گی یا نہیں؟

جواب:... کان کے میل سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ کان بہتے ہوں اور کان میں اُنگلی ڈالنے سے اُنگلی کو پانی لگ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا،[1] اور وہ پانی بھی نجس ہے۔

بال بنوانے، ناخن کٹوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... باوضو شخص اگر بال بنوائے یا داڑھی کا خط بنوائے یا ناخن ترشوائے، تو کیا اسے دوبارہ وضو کرنا پڑے گا؟ میرا مطلب ہے بال بنوانے، خط بنوانے یا ناخن ترشوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:... بال بنوانے یا ناخن اُتارنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔[2]

سر یا داڑھی پر مہندی ہو تو وضو کا حکم

سوال:... کوئی شخص سر یا داڑھی پر مہندی کا استعمال کرتا ہے، مہندی خشک ہوجانے کے بعد اس کو دھوکر اُتارنے سے پہلے کیا صرف وضو کر کے نماز ادا کرسکتا ہے یا پہلے مہندی کو بھی دھوکر صاف کرلے؟

جواب:... وضو صحیح ہونے کے لئے مہندی کا اُتارنا ضروری ہے۔[3]

بچے کو دُودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:... اگر وضو ہو اور بچے کو دُودھ پلایا جائے تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب:... نہیں![4]

---

(۱) (كما لَا ينقض لو خرج من اذنه) ونحوها كعينه وثديه (قيح) ونحوه كصديد وماء سرة وعين (لَا بوجع وإن) خرج (به) أی بوجع نقض لأنه دليل الجرح ...إلخ۔ وفي الشامية: قال في البحر: وفيه نظر بل الظاهر إذا كان الخارج قيحًا أو صديدًا انقض سواء كان مع وجع أو بدونه لأنهما لَا يخرجان إلّا عن علة۔ (درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۴۷، مطلب في ندب مراعات الخلاف ...إلخ)۔

(۲) (ولَا يعاد الوضوء) .... (بحلق رأسه ولحيته كما لَا يعاد) الغسل للمحل ولَا الوضوء (بحلق شاربه وحاجبه وقلم ظفره)۔ (درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۰۱، مطلب في معنى الإستنشاق وتقسيمه إلٰى ثلاثة أقسام)۔

(۳) والمعتبر في جميع ذٰلك نفوذ الماء ووصوله إلى البدن۔ (كذا في رد المحتار عن المنية ج:۱ ص:۱۵۴، مطلب في ابحاث الغسل)۔ أيضًا: والخضاب إذا تجسد وييس يمنع تمام الوضوء والغسل۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۴)۔

(۴) كذا في فتاوىٰ دار العلوم ديوبند ج:۱ ص:۱۳۶، طبع انڈیا، إمداد الأحكام ج:۱ ص:۲۶۵، طبع دار العلوم كراچی، إمداد الفتاوىٰ ج:۱ ص:۱۴، طبع مكتبة دار العلوم كراچی۔

دانت میں چاندی بھری ہونے پر غسل اور وضو

سوال:... زید نے اپنی داڑھ چاندی سے بھروائی ہے، کیا اس طرح اس کا غسل اور وضو ہو جاتا ہے جبکہ پانی اندر تک نہیں جاتا؟

جواب:... غسل اور وضو ہو جاتا ہے۔ [۱]

مصنوعی دانت کے ساتھ وضو

سوال:... مصنوعی دانت لگا کر وضو ہو جاتا ہے یا ان کا اُتارنا ضروری ہے؟

جواب:... نکالنے کی ضرورت نہیں، ان کے ساتھ وضو دُرست ہے۔ [۲]

وضو کے وقت عورت کے سر کا ننگا رہنا

سوال:... کیا وضو کرتے وقت عورت کا سر پر دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے؟

جواب:... عورت کو حتی الوسع سر ننگا نہیں کرنا چاہئے، [۳] مگر وضو ہو جائے گا۔

سرخی، پاؤڈر، کریم لگا کر وضو کرنا

سوال:... عورت کے لئے ناخن پر پالش لگانا گناہ ہے کہ یہ لگانے سے وضو نہیں ہوتا، اور وضو نہیں تو نماز بھی نہیں، مگر مرّوجہ کریم، پاؤڈر یا سرخی لگانا کیسا ہے؟ کیونکہ اس سے ناخن پالش کی طرح کوئی قباحت نہیں کہ وضو کا پانی اندر نہ جائے۔

جواب:... ان میں اگر کوئی ناپاک چیز ملی ہوئی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، مگر ناخن پالش کی طرح سرخی کی تہ جم جاتی ہے، اس لئے وضو اور غسل کے لئے اس کا اُتارنا ضروری ہے۔ [۴]

---

(۱) والصرام والصباغ ما فی ظفرهما یمنع تمام الإغتسال وقیل کل ذٰلک یجزیهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع کذا فی الظهیریة. (عالگمیری ج:۱ ص:۱۳، الباب الثانی فی الغسل). أیضًا: الأصول وجوب الغسل إلّا انه سقط لحرج. (ردالمحتار ج:۱ ص:۱۵۳، مطلب فی ابحاث الغسل). أیضًا: ولَا یمنع ما علٰی ظفر صباغ ولَا طعام بین أسنانه أو فی سنه المجوف به یفتی. (الدر المختار ج:۱ ص:۱۵۴، مطلب فی ابحاث الغسل).

(۲) کیونکہ وضو میں کلی کرنا سنت ہے، اور ان دانتوں کے نکالے بغیر اس پر عمل ہو جاتا ہے۔ الفصل الثانی فی سُنن الوضوء .... ومنها المضمضة والإستنشاق والسُّنّة أن یتمضمض ثلاثًا ویاخذ لکل واحد منهما ماء جدیدًا فی کل مرة وکذا فی محیط السرخسی وحد المضمضة استیعاب الماء جمیع الفم. (عالمگیری ج:۱ ص:۶، کتاب الطهارة).

(۳) یرخص للمرأة کشف الرأس فی منزلها وحدها، فأولٰی لها لبس خمار رقیق یصف ما تحته عند محارمها. (ردالمحتار ج:۱ ص:۴۰۴، مطلب فی ستر العورة).

(۴) نعم ذکر الخلاف فی شرح المنیة فی العجین واستظهر المنع لأن فیه لزوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء. (رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۴، مطلب فی ابحاث الغسل، طبع ایچ ایم سعید).

جسم پر تیل، کریم یا ویسلین لگی ہو تو وضو کا حکم

سوال:... اگر جسم پر تیل، کریم یا ویسلین وغیرہ لگی ہوں تو اس پر سے وضو کرنے سے وضو ہو جائے گا یا نہیں؟ یا پہلے صابن سے دھونا ضروری ہے؟ اور اگر صابن سے بھی پوری طرح صاف نہ ہو تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... تیل لگا کر وضو کرنا صحیح ہے۔ اگر بدن پر ایسی چیز لگی ہو جو پانی کے بدن تک پہنچنے سے مانع ہو تو اس کا دُور کرنا ضروری ہے۔[1]

ہاتھوں اور پاؤں کے بالوں کو بلیچ کرنے والی کا وضو اور نماز

سوال:... آج کل خواتین اپنے چہرے، ہاتھوں اور پیروں کے رُوؤں کو بلیچ کر لیتی ہیں، جس سے یہ رُوئیں (زائد بال) جلد سے مشابہ رنگ کے ہو جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... یہ چیز نماز اور وضو سے مانع نہیں۔

نماز کے بعد ہاتھ پر آٹا وغیرہ کے ذرّات دیکھے تو کیا دوبارہ وضو کرے؟

سوال:... اگر کوئی شخص نماز ختم کرنے کے بعد ہاتھ یا پیر وغیرہ پر آٹے کا باریک ذرّہ یا سینٹ یا کوئی بھی نامعلوم چیز لگی محسوس کرتا ہے تو کیا نماز کی ادائیگی دوبارہ کی جائے گی؟ خاص کر خواتین کے ساتھ اکثر ایسا ہوتا ہے، ہر نماز سے پہلے اعضا کا بغور ناخنوں کے اندر تک موازنہ کرنے سے نماز کو دیر ہو جاتی ہے، خصوصاً مغرب۔

جواب:... اگر کوئی چیز ایسی لگی ہوئی ہو جو بدن تک پانی کے پہنچنے سے مانع ہو تو وضو نہیں ہوگا، اس لئے نماز بھی نہیں ہوگی، دوبارہ ادا کرنی ہوگی۔[2]

پرفیوم کے بعد وضو جائز ہے

سوال:... پرفیوم بھی لگا ہو تو سنا ہے وضو نہیں ہوتا؟

جواب:... پرفیوم کے بعد وضو صحیح ہے۔

ہاتھ پر ایلفی سلوشن لگا ہو تو وضو کا شرعی حکم

سوال:... ہمارے کام میں ایلفی سلوشن کا استعمال ہوتا ہے، بعض اوقات یہ ہاتھ پر لگی ہوتی ہے اور ہم وضو کر کے نماز پڑھ

---

(۱) قال المقدسي: وفي الفتاوىٰ دهن رجليه ثم توضأ وأمرّ الماء على رجليه، ولم يقبل الماء للدسومة جاز لوجود غسل الرجلين. (شامي ج:۱ ص:۱۵۴ مطلب في ابحاث الغسل). نیز دیکھئے: گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴۔

(۲) لو كان عليه جلد سمك أو خبز ممضوغ قد جف فتوضأ ولم يصل الماء إلى ما تحته، لم يجز لأنّ التحرز عنه ممكن، كذا في المحيط. (عالمگيری ج:۱ ص:۵، الفصل الأوّل في فرائض الوضوء).

لیتے ہیں، بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ سلوشن لگی ہے اور اُنگلی پر اس کا اثر ہے، اس سے وضو اور غسل ہو جاتا ہے یا دوبارہ کرنا لازم ہے؟

جواب:... اگر یہ سلوشن ہاتھ پر لگی رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا، اس لئے وضو سے پہلے اس کو اُتارنا ضروری ہے، واللہ اعلم![1]

کنٹیکٹ لینسز لگوانے کی صورت میں وضو کا حکم

سوال:... آج کل نظر کی عینک کے بجائے ''کنٹیکٹ لینسز'' کا اِستعمال بہت عام ہو رہا ہے۔ کنٹیکٹ لینسز آنکھ کے اندر (گول کالے والے حصے کے اُوپر) لگایا جاتا ہے۔ یہ پلاسٹک کی گول شکل میں ہے اور آنکھ کے اس حصے کو ڈھانپ لیتا ہے اور پھر اس کو لگانے کے بعد نظر کی عینک کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ ٹرانسپیرنٹ یعنی شفاف بھی ہوتا ہے، اور مختلف رنگوں میں بھی دستیاب ہیں۔ پوچھنا یہ ہے مولانا صاحب! کہ کیا لینسز کی آنکھ میں موجودگی کے دوران اگر نماز کے لئے وضو کیا جائے تو کیا وہ دُرست ہوگا؟ (لینسز پہننے کے بعد منہ دھویا جاسکتا ہے، اگر آنکھ کے اندر پانی بھی چلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہوتا، یہ بات ڈاکٹرز کہتے ہیں)۔ براہِ مہربانی آپ اسلامی نقطۂ نظر اور وضو کے قواعد وضوابط کے مطابق بتائیں کہ آیا وضو دُرست ہوجاتا ہے یا نہیں؟ دُوسری بات یہ ہے کہ روزے میں اس کے لگانے سے کوئی قباحت تو نہیں؟ روزے کے ٹوٹنے یا مکروہ ہونے کا کوئی ہلکا سا بھی احتمال تو نہیں؟

جواب:... اس سے وضو اور غسل پر کوئی فرق نہیں پڑتا، اور روزے پر بھی کوئی کراہت لازم نہیں آتی۔

سینٹ اور وضو

سوال:... غسل کرنے کے بعد یا وضو کرنے کے بعد ناخن کاٹنے، شیو بنانے اور سینٹ لگانے سے وضو تو نہیں ٹوٹتا اور نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ سنا ہے کہ سینٹ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں اسپرٹ ہوتی ہے، اور اگر سینٹ لگا بھی لیا جائے تو کیا وضو کرلینا ہی کافی ہے یا کپڑے بھی دُوسرے پہنے جائیں اور غسل کیا جائے، کیونکہ سینٹ کی خوشبو سارے بدن اور کپڑوں میں بس جاتی ہے؟

جواب:... وضو کرنے کے بعد بال کاٹنے یا ناخن تراشنے سے وضو نہیں ٹوٹتا،[2] اسی طرح سینٹ لگانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ سینٹ میں کوئی ناپاک چیز ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کی مجھے تحقیق نہیں۔ میں نے بعض معتبر لوگوں سے سنا ہے کہ اس میں کوئی ناپاک چیز نہیں ہوتی، اگر یہ صحیح ہے تو سینٹ لگانا جائز ہے۔

وضو کے درمیان سلام کا جواب دینا

سوال:... وضو کرتے ہوئے اور کھانے کے دوران سلام کا جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ سلام کرنے والے کو مسئلہ

---

(۱) کیونکہ اس صورت میں جلد تک پانی پہنچنا یقینی نہیں، والمعتبر فی جمیع ذالک نفوذ الماء ووصوله إلى البدن۔ (كذا فی رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۴ مطلب فی ابحاث الغسل)۔

(۲) ولا يعاد الوضوء .... بحلق رأسه ولحيته كما لا يعاد الغسل للمحل ولا الوضوء بحلق شاربه وحاجبه وقلم ظفره۔ (درمختار مع ردالمحتار ج:۱ ص:۱۰۱)۔

معلوم نہ ہو تو وضو میں مصروف ہونے کی وجہ سے ناراضی اور غلط فہمی ہوسکتی ہے۔

جواب:... وضو کے دوران سلام اور جواب میں کوئی حرج نہیں،[1] کھانے کے دوران سلام نہیں کہنا چاہئے، اور کھانے والے کے ذمہ سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔[2]

وضو کے دوران بات چیت کرنا، اَذان کا جواب دینا

سوال:... وضو کے دوران اَذان کا جواب دینا چاہئے یا وضو کی دُعائیں پڑھنا چاہئے؟ نیز سلام کرنا یا اس کا جواب دینا، دُنیا کی باتیں، ہنسی مذاق یا تبلیغ و مسائل کی بات کرنا کیسا ہے؟

جواب:... وضو کے دوران ضروری بات چیت کرنا اور اَذان کا جواب دینا جائز ہے، ہنسی مذاق کرنا بُری بات ہے۔[3]

وضو کرنے کے بعد منہ ہاتھ صاف کرنا

سوال:... کیا وضو کرنے کے بعد منہ ہاتھ وغیرہ پونچھ لینے سے وضو باقی رہتا ہے یا نہیں؟

جواب:... وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا جائز ہے،[4] اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

---

(۱) کذا فی إمداد الأحکام ج:۱ ص:۲۵۴، طبع دار العلوم کراچی۔

(۲) یکرہ علی عاجز عن الرد حقیقة کآکل أو شرعًا کمصل وقارئ ولو سلم لَا یستحق الجواب۔ اھ (الدر المختار علٰی ھامش رد المحتار ج:۶ ص:۴۱۵ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، أیضًا رد المحتار ج:۱ ص:۶۱۷)۔

(۳) ومن آدابه ...... وعدم التکلم بکلام الناس إلّا لحاجة تفوته۔ (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۱۲۶، طبع ایچ ایم سعید)۔ أیضًا: آداب الوضوء .... عدم التکلم بکلام الناس، بلا ضرورة لأنه یشغله عن الدعاء المأثور۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۱ ص:۲۵۱، طبع دار الفکر، بیروت)۔

(۴) عن عائشة قالت: کانت لرسول الله صلی الله علیه وسلم خرقة ینشف بها بعد الوضوء۔ (ترمذی ج:۱ ص:۹ باب المندیل بعد الوضوء)۔ أیضًا: ولَا بأس بالتمسح بالمندیل بعد الوضوء کذا فی التبیین۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۹، الفصل الرابع فی المکروھات، ردالمحتار علی الدر المختار ج:۱ ص:۱۳۱، مطلب فی التمسح بمندیل)۔

پانی کے اَحکام

سمندر کا پانی ناپاک نہیں ہوتا

سوال:… کیا سمندر کے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ چونکہ سمندر میں ہر جانور پانی پیتا ہے تو وہ پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔

جواب:… سمندر کا پانی پاک ہے،[1] جانوروں کے پینے یا کسی اور چیز سے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔[2]

کنویں کے جراثیم آلودہ پانی کا حکم

سوال:… ہمارے محلے کی مسجد میں کنواں کھودا گیا، یہ کنواں چالیس فٹ نیچے کھودا گیا ہے، اس کنویں کا پانی ہم نے لیبارٹری والوں کو بھیجا تھا تاکہ معلوم ہوجائے کہ آیا پانی ہم استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ پانی میں جراثیم وغیرہ ہیں، جبکہ پانی کا نہ تو رنگ بدلا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی بو وغیرہ ہے۔ آیا ہم اس پانی سے وضو کرسکتے ہیں اور پی بھی سکتے ہیں؟

جواب:… اس پانی کے ساتھ وضو یا غسل کرنا، کپڑے دھونا وغیرہ بالکل دُرست ہے،[3] شرعاً اس کے پینے میں بھی کوئی حرج نہیں، البتہ اگر صحت کے لئے مضر ہو تو نہ پیا جائے۔

چشمے کا بہتا پانی پاک ہے جبکہ اس سے سوَر وغیرہ جانور پیتے ہوں

سوال:… یہاں سے کوئی تیس میل دُور ایک شکارگاہ ہے، جہاں چشمے کا پانی بہتا ہے، یعنی جنگل ہے، جس کی لمبائی ہمیں معلوم نہیں ہے، اندازہ یہی ہے کہ چار پانچ میل ہے، اسی جنگل شکارگاہ میں خنزیر یعنی سوَر کافی تعداد میں ملتے ہیں، یعنی اسی پانی کے اندر چلتے پھرتے، سوتے ہیں، لوگ شکار کھیلتے ہیں اور اس کا پانی بہت کڑوا ہے۔ بے اندازہ یعنی ہاتھوں اور منہ کو کوئی دھوئے تو جلن محسوس

---

(۱) (و) كذا (ماء البحر) الملح لقوله صلى الله عليه وسلم هو الطهور ماؤه الحل ميتته (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي ص:۲۰، كتاب الطهارة، أيضًا: هداية ج:۱ ص:۳۳، طبع شركت علميه، ملتان)۔

(۲) والماء الجاري إذا وقعت فيه نجاسة جاز الوضوء به إذا لم ير لها أثر لأنها لَا تستقرّ مع جريان الماء والأثر هو الطعم أو الرائحة أو اللون۔ (هداية ج:۱ ص:۳۶، طبع شركت علميه، ملتان)۔

(۳) کیونکہ اوصافِ ثلاثہ میں سے کوئی وصف نہیں بدلا ہے، النوع الأوّل: الماء الطهور أو المطلق: هو الطاهر في نفسه المطهر لغيره، وهو كل ماء نزل من السماء، أو نبع من الأرض، ما دام باقيًا على أصل الخلقة، فلم يتغير أحد أوصافه الثلاثة وهي (اللون والطعم والرائحة) ...الخ۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۱ ص:۱۱۳، المبحث الرابع، أنواع المياه، طبع دار الفكر دمشق)۔

ہوتی ہے، پوچھنا یہ ہے کہ آدمی اس پانی سے وضو کرسکتا ہے یا نہیں؟ آیا اس پانی سے کپڑے پلید ہوں گے یا نہیں؟ اس پانی کا برائے طہارت استعمال کیسا ہے؟

جواب:... جب تک پانی کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو، پانی پاک سمجھا جائے گا۔ [۱]

کنویں میں پیشاب گرنے سے کنواں ناپاک ہوجاتا ہے

سوال:... اگر لڑکی یا لڑکے کا پیشاب کنویں میں گر جائے تو فقہِ اسلامی کی رُو سے کیا حکم ہے؟

جواب:... کنواں ناپاک ہوجائے گا، اور اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا پورا پانی نکال دیا جائے، پانی نکال دینے سے ڈول، رسّی، کنویں کا گارہ اور کنویں کی دیواریں سب پاک ہوجائیں گی۔ [۲]

گٹر لائن کی آمیزش اور بدبو والے پانی کا استعمال

سوال:... بعض مرتبہ ہم کسی مسجد میں جاتے ہیں اور وضو کے لئے نلکا کھولتے ہیں تو شروع میں بدبودار پانی آتا ہے، پانی بظاہر صاف نظر آتا ہے اور کوئی رنگ کی آمیزش نہیں ہوتی، لیکن پانی میں بدبو محسوس ہوتی ہے، ایسی صورت میں کیا اس پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے یا یہ پانی ناپاک تصوّر ہوگا اور اس پانی سے وضو نہیں ہوگا؟

جواب:... نلوں کے ذریعہ جو بدبودار پانی آتا ہے اور پھر صاف پانی آنے لگتا ہے اس بارے میں جب تک بدبودار پانی کی حقیقت معلوم نہ ہو یا رنگ اور بو سے ناپاکی کا پتہ نہ چلتا ہو، اس وقت تک اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا، [۳] کیونکہ پانی کا بدبودار ہونا اور چیز ہے اور ناپاک ہونا دُوسری چیز ہے، اور اگر تحقیق ہوجائے یہ پانی گٹر کا ہے تو نل کھول دینے کے بعد وہ "جاری پانی" کے حکم میں ہوجائے گا اور پاک ہوجائے گا، بس بدبودار پانی نکال دیا جائے، بعد میں آنے والے صاف پانی سے وضو اور غسل صحیح ہے۔ [۴]

---

(۱) ماء حوض الحمام طاهر عندهم ما لم يعلم بوقوع النجاسة فيه. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸). قال أبو جعفر: وإذا وقعت نجاسة في ماء فظهر فيه لونها أو طعمها أو ريحها أو لم يظهر ذالك فيه، فقد نجسته، قليلًا كان الماء أو كثيرًا، إلّا أن يكون بحرًا أو ماءً حكمه حكم البحر، وهو ما لَا يتحرك أحد أطرافه بتحريك ما سواه من أطرافه، قال أبوبكر: تحصيل المذهب فيه أن كل ما تيقنا فيه جزأً من النجاسة أو غلب ذالك في رأينا فهو نجس لَا يجوز إستعماله. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۲۳۹، كتاب الطهارة).

(۲) (إذا وقعت نجاسة) ليس بحيوان، ولو مخففة أو قطرة بول أو دم ..... (في بئر دون القدر الكثير) ..... (ينزح كل مائها) الذي كان فيها وقت الوقوع ذكره ابن الكمال (بعد إخراجه) إلّا إذا تعذر كخشبة أو خرقة متنجسة فينزح الماء إلٰى حد لَا يملأ نصف الدلو يطهر الكل تبعًا. وفي الشامية (قوله ينزح كل مائها) أي دون الطين لورود الآثار بنزح الماء. (درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۲۱۱، ۲۱۲، فصل في البئر. وأيضًا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص:۲۲).

(۳) ایضاً حوالہ نمبر ۱۔

(۴) وفي النصاب والفتوىٰ في الماء الجاري أنه لَا يتنجس ما لم يتغير طعمه أو لونه أو ريحه من النجاسة، كذا في المضمرات، وإذا ألقي في الماء الجاري شيء نجس كالجيفة والخمر لَا يتنجس .... (باقی اگلے صفحے پر)

ناپاک گندا پانی صاف شفاف بنادینے سے پاک نہیں ہوتا

سوال:... آج کل سائنس دانوں نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ گندی نالیوں کے پانی کو صاف و شفاف بنادیتے ہیں، بظاہر اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی، اب کیا یہ پانی پلید ہوگا یا نہیں؟

جواب:... صاف ہوجائے گا، پاک نہیں ہوگا، صاف اور پاک میں بڑا فرق ہے۔[1]

ناپاک چھینٹے والے لوٹے کو پاک کرنا

سوال:... اگر لوٹے میں پانی رکھا ہوا ہو اور اس پر کسی نے چھینٹے ماردیئے ہوں تو پاک کرنے کے لئے اگر تین مرتبہ لوٹے کی ٹونٹی سے پانی گرادیا جائے تو پانی پاک ہوجائے گا یا پانی پھینک دیا جائے گا؟

جواب:... محض چھینٹے پڑنے سے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا، البتہ اگر چھینٹے ناپاک ہوں تو پانی ناپاک ہوجائے گا، اور اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے اُوپر سے اور پانی ڈال دیا جائے یہاں تک کہ ٹونٹی اور کناروں سے پانی بہ نکلے، بس پاک ہوجائے گا۔[2]

سڑکوں پر کھڑے بارش کے پانی کے چھینٹے پڑجائیں تو کیا حکم ہے؟

سوال:... بارش کے بعد عموماً سڑکوں پر پانی جمع ہوجاتا ہے، اگر اس پانی کے چھینٹے کپڑوں پر لگ جائیں تو کیا نہانا اور کپڑے تبدیل کرنا ضروری ہے؟

جواب:... بارش کے چھینٹے ضرورت کی بنا پر معاف ہیں، اور اگر ان کو دھولیا جائے تو بہت اچھا ہے۔[3]

بارش کے پانی کے چھینٹے

سوال:... بارش کا وہ پانی جو سڑکوں پر جمع ہوجاتا ہے، کیا یہ نجاستِ غلیظہ ہے یا خفیفہ؟ اگر نمازی کے کپڑوں پر لگ جائے تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)............ ما لم يتغير لونه أو طعمه أو ريحه. (فتاوىٰ عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷، الباب الثانى فى المياه). الماء الجارى بعد ما تغير أحد أوصافه وحكم بنجاسته لَا يحكم بطهارته ما لم يزل ذٰلك التغير بأن يرد عليه ماء طاهر حتى يزيل ذٰلك التغير كذا فى المحيط. (فتاوىٰ عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸ الباب الثالث، طبع بلوچستان).

(۱) والدليل على تحريم إستعمال الماء الذى فيه جزء من النجاسة وان لم يتغير طعمه أو لونه أو رائحته، قول الله تعالىٰ: ويحرم عليهم الخبٰئث، والنجاسات من الخبائث، لأنها محرمة. (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۲۳۹، أيضًا: نظام الفتاوىٰ ج:۱ ص:۲۶، طبع مكتبه رحمانيه).

(۲) قال الشامى: ان دلوا تنجس فافرغ فيه رجل ماء حتى امتلاء وسال من جوانبه هل يطهر بمجرد ذٰلك أم لا؟ والذى يظهر لى الطهارة. (رد المحتار ج:۱ ص:۱۹۲، مطلب فى الحاق نحو القصعة بالحوض).

(۳) وقد قال فى شرح المنية: المعلوم من قواعد أئمتنا التسهيل فى مواضع الضرورة والبلوى العامة كما فى مسئلة آبار الفلوات ونحوها اهـ أى كالعفو عن نجاسة المعذور وعن طين الشارع الغالب عليه النجاسة وغير ذٰلك. (رد المحتار ج:۱ ص:۱۸۹، تنبيه مهم فى طرح الزبل فى القساطل).

کتنی مقدار کے موجود ہوتے ہوئے نمازی نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب:... بارش کا پانی جو سڑکوں پر ہوتا ہے، اس کے چھینٹے پڑجائیں تو ان کو دھولینا چاہئے، تاہم بہ ضرورت ان کپڑوں میں نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔[۱]

ٹینکی میں پرندہ گرکر پھول جائے تو کتنے دن کی نمازیں لوٹائی جائیں؟

سوال:... پانی کی ٹینکی میں اگر پرندہ گرکر مرجائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے اور اس کے گرنے کا وقت بھی معلوم نہ ہو تو کتنے روز کی نمازیں لوٹائی جائیں گی؟

جواب:...اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ اگر جانور پھولا پھٹا ہوا پایا جائے تو اس کو تین دن کا سمجھا جائے گا، اور تین دن کی نمازیں لوٹائی جائیں گی۔ دُوسرا قول یہ ہے کہ جس وقت علم ہوا، اسی وقت سے نجاست کا حکم کیا جائے گا، پہلے قول میں احتیاط ہے، اور دُوسرے میں آسانی ہے۔[۲]

ناپاک کنویں کا پانی استعمال کرنا

سوال:...ایک کنویں میں کافی وقت پہلے خنزیر گرکر مرگیا، کسی نے بھی پانی اور خنزیر نہیں نکالا، لیکن اب کچھ مزدور کچی اینٹیں بناتے ہیں اور قریب ہونے کی وجہ سے اس کنویں کا پانی استعمال کرتے ہیں۔ اب کیا یہ مٹی پاک ہوگی یا نہیں؟ اور اس پانی کی وجہ سے جو جسم اور کپڑوں پر چھینٹے لگ جاتے ہیں، کیا بغیر دھوئے اور نہائے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... یہ کنواں جب تک پاک نہیں کیا جاتا، اس کا پانی ناپاک ہے! اس سے جو کچی اینٹیں بنائی جاتی ہیں وہ بھی ناپاک ہیں، اس کے چھینٹے دھوئے بغیر نماز دُرست نہیں۔ اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کنویں سے خنزیر کی ہڈیاں وغیرہ نکال دی جائیں، اس کے بعد کنویں کا سارا پانی نکال دیا جائے، اگر سارا پانی نکالنا مشکل ہے تو دوسو ڈول سے تین سو ڈول تک پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہوجائے گا۔[۳]

---

(۱) وقد قال فی شرح المنیة: المعلوم من قواعد أئمتنا التسهیل فی مواضع الضرورة والبلوی العامة کما فی مسئلة آبار الفلوات ونحوها اهـ. أی کالعفو عن نجاسة المعذور وعن طین الشارع الغالب علیه النجاسة وغیر ذٰلک۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۱۸۹، تنبیه مهم فی طرح الزبل فی القساطل)۔

(۲) ویحکم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم ...... (ومذ ثلاثة أیام) بلیالیها (ان انتفخ أو تفسخ) إستحسانًا وقالا من وقت العلم فلا یلزمهم شیء قبله قال الشامی: وصرح فی البدائع بأن قولهما قیاس وقوله إستحسان وهو الأحوط فی العبادات اهـ. (رد المحتار علی الدر المختار ج:۱ ص:۲۱۹، مطلب مهم فی تعریف الإستحسان)۔

(۳) إذا وقعت نجاسة فی بئر دون القدر الکثیر أو مات فیها ...إلخ، ینزح کل مائها ...إلخ، وان تعذر ...إلخ، قیل یفتی بمأتین إلٰی ثلاثمائة وهٰذا أیسر وذاک أحوط۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۲۱۱، فصل فی بئر)۔

کنویں میں گر کر آدمی مرجائے تو کیسے پاک ہوگا؟

سوال:... فقیر کا ایک بھائی جو آج سے کچھ عرصہ پہلے کنویں کے اندر چھلانگ لگا کر ہلاک ہوگیا تھا، وہ ذہنی مریض تھا، کبھی کبھی زمین پر دورہ پڑ جاتا تھا، اب اس کنویں کا پانی کیسے پاک کیا جائے؟

جواب:... کنویں کا سارا پانی نکال دیا جائے، کنواں پاک ہوجائے گا۔ اور اگر کنویں کا پانی اتنا زیادہ ہے کہ سارے پانی کا نکالنا ممکن نہیں تو دو سو سے تین سو ڈول نکال دیئے جائیں۔ (۱)

جوتا پانی کی ٹینکی میں گر جائے تو پانی کا حکم

سوال:... میرا ایک چھوٹا بھائی ہے، ایک دن وہ کھیلتے ہوئے پانی کی ٹینکی کی طرف چلا گیا، اس کا پاؤں پھسلا، ٹینکی جو ڈھکی ہوئی تھی اس کا ڈھکن ایک طرف ہوا، میرا بھائی تو اللہ کے فضل سے بچ گیا، لیکن اس کا جوتا پانی میں گر گیا، اور وہ پانی پینے کے لئے بھی اِستعمال ہوتا ہے اور وضو کے لئے، اور آپ کو معلوم ہے کہ جوتا بھی نیچے سے گندا ہی ہوتا ہے، بیت الخلاء بھی جاتا ہے اور باہر گلی کوچوں میں بھی۔ ہم لوگوں نے ٹینکی کا سارا پانی نکالا اور پھر دوبارہ تھوڑا تھوڑا پانی اور ڈالا تاکہ پاک ہوجائے۔ کیا ہمیں پانی تین بار اور نہیں ڈالنا تھا؟ کیا کوئی چیز اس وقت پاک ہوتی ہے جب اس میں تین بار پانی ڈال کر صاف کیا جائے؟ کیا دو بار پانی ڈالنے سے پانی کی ٹینکی صاف ہوگئی؟

جواب:... اگر جوتے کا ناپاک ہونا یقینی تھا، تب تو ٹینکی ناپاک ہوگئی، اور اگر اس پر یقینی طور پر نجاست لگی ہوئی نہیں تھی تو جوتے کے گرنے سے ٹینکی ناپاک نہیں ہوئی۔ (۲)

ناپاک ٹینکی کو پاک کرنے کا ایک طریقہ تو وہ ہے جو آپ نے اِختیار کیا، یعنی ٹینکی کو تین بار دھوکر ہر بار کپڑے سے خشک کرلیا جائے۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ جب ٹینکی میں پانی آرہا ہو تو اس کے اُوپر کا ڈھکن کھول دیا جائے تاکہ پانی ٹینکی کے اُوپر سے بہنے لگے، بس پاک ہوجائے گی۔ (۳)

---

(۱) وان مات فی البئر آدمی نزح جمیع ما فیہا وان کانت البیر بحیث لَا یمکن نزحہا أخرجوا مقدار ما کان فیہا ...... وھی نزح مائتا دلوٍ إلٰی ثلاث مائة۔ (ھدایة ج:۱ ص:۲۷، طبع شرکت علمیہ، ملتان)۔

(۲) ماء حوض الحمام طاھر عندھم ما لم یعلم بوقوع النجاسة فیہ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸، طبع بلوچستان)۔

(۳) قال الشامی: ان دلوا تنجس فافرغ فیہ رجل ماء حتّٰی امتلأ وسال من جوانبہ ھل یطھر بمجرد ذٰلک أم لَا؟ والذی یظھر لی الطھارة۔ (شامی ج:۱ ص:۱۹۶، مطلب فی الحاق نحو القصعة بالحوض)۔

غسل کے مسائل

غسل کا طریقہ

سوال:... مولانا صاحب! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہمارے مذہب میں غسل کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے ہر مسلمان عورت کا واقف ہونا ضروری ہے، لیکن افسوس کہ بہت ہی کم مسلمان ایسے ہیں جو اس کی اہمیت اور صحیح طریقے سے واقف ہیں۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنے کالم میں اس مسئلے پر روشنی ڈالیں۔ جواب دیتے وقت ان باتوں کی بھی وضاحت کردیں کہ کیا غسل کرتے وقت پہلے وضو کرنا ضروری ہے؟ دوم یہ کہ غسل کرتے وقت کیا زیر ناف کپڑا باندھنا بھی ضروری ہے؟ اور سوم یہ کہ غسل کرتے وقت کون سی دُعائیں پڑھتے ہیں؟ کیا پانچوں کلمے پڑھنا ضروری ہیں یا صرف دُرود شریف پڑھ کر مقصد پورا ہوجاتا ہے؟ اور غسل لینے کا صحیح طریقہ اسلام میں کیا ہے؟

جواب:... غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ دھوئے اور اِستنجا کرے، پھر بدن پر کسی جگہ نجاست لگی ہو، اُسے دھوڈالے، پھر وضو کرے، پھر تمام بدن کو تھوڑا سا پانی ڈال کر ملے، پھر سارے بدن پر تین مرتبہ پانی بہالے۔[1]

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ ۱: کلی کرنا۔ ۲:- ناک میں پانی ڈالنا۔ ۳: پورے بدن پر پانی بہانا۔[2] بدن کا اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے تو غسل نہیں ہوگا اور آدمی بدستور ناپاک رہے گا۔ ناک، کان کے سوراخوں میں پانی پہنچانا بھی فرض ہے،[3] انگوٹھی

---

(۱) وسنته أن يبدأ المغتسل فيغسل يديه وفرجه ويزيل النجاسة إن كانت على بدنه ثم يتوضأ وضوءه للصلاة إلّا رجليه ثم يفيض الماء على رأسه وسائر جسده ثلاثًا. (هداية ج:۱ ص:۳۰). أيضًا: والغسل من الجنابة والحيض والنفاس أن يبدأ فيغسل ما به من الأذى، ثم يتوضأ وضوءه للصلاة، ثم يفيض الماء على رأسه وسائر جسده إفاضةً تصل بها الماء إلى شعره وبشره، ولَا بد في ذالك من المضمضة والإستنشاق، قال أبوبكر أحمد: روى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه توضأ وضوءه للصلاة في غسل الجنابة، ثم أفاض الماء على رأسه وسائر جسده ثلاثًا غير رجليه، ثم تنحى فغسل رجليه. (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۲۰۸، طبع بيروت).

(۲) وفرض الغسل: المضمضة، والإستنشاق وغسل سائر البدن .... ولنا قوله تعالىٰ: وإن كنتم جنبًا فاطهروا، أمر بالإطهار وهو تطهير جميع البدن۔ (هداية ج:۱ ص:۲۹ كتاب الطهارة، طبع شركت علميه، ملتان).

(۳) (وفرض الغسل غسل فمه وأنفه وبدنه لَا دلكه ويجب غسل) كل ما يمكن من البدن بلا حرج مرة كاذن۔ (در مختار على هامش رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۱، مطلب في ابحاث الغسل). وفي شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۲۱۰ وقال علی بن أبي طالب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم من ترك شعرة من جسد في الجنابة لم يغسلها فُعِلَ بها كذا وكذا من النار، فهٰذه الأخبار توجب غسل جميع البدن. أيضًا: ولو بقي شيء من بدنه لم يصبه الماء لم يخرج من الجنابة وإن قلّ أي ولو كان ذالك الشيء قليلًا بقدر رأس إبرة لوجوب إستيعاب جميع البدن۔ (حلبی كبير ص:۵۰).

چھلّا اگر تنگ ہوں تو اس کو ہلا کر اس کے نیچے پانی پہنچانا بھی لازم ہے، ورنہ غسل نہ ہوگا۔[۱] بعض بہنیں ناخن پالش وغیرہ ایسی چیزیں استعمال کرتی ہیں جو بدن تک پانی پہنچنے نہیں دیتیں، غسل میں ان چیزوں کو اُتار کر پانی پہنچانا ضروری ہے۔ بعض اوقات بے خیالی میں ناخنوں کے اندر آٹا لگا رہ جاتا ہے، اس کو نکالنا بھی ضروری ہے۔[۲] الغرض! پورے جسم پر پانی بہانا اور جو چیزیں پانی کے بدن تک پہنچنے میں رُکاوٹ ہیں ان کو ہٹانا ضروری ہے، ورنہ غسل نہیں ہوگا۔ عورتوں کے سر کے بال اگر گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کو کھول کر ان کو تر کرنا ضروری نہیں، بلکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچالینا کافی ہے۔[۳] لیکن اگر بال گندھے ہوئے نہ ہوں (آج کل عموماً یہی ہوتا ہے) تو سارے بالوں کو اچھی طرح تر کرنا بھی ضروری ہے۔[۴]

اب آپ کے سوالات کا جواب لکھتا ہوں:

* غسل سے پہلے وضو کرنا سنت ہے،[۵] اگر نہ کیا تب بھی غسل ہوجائے گا۔
* کپڑا باندھنا ضروری نہیں، مستحب ہے۔[۶]
* غسل کے وقت کوئی دُعا، کوئی کلمہ پڑھنا ضروری نہیں، نہ دُرود شریف ضروری ہے، بلکہ اگر جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو اس حالت میں دُعا، کلمہ اور دُرود شریف جائز ہی نہیں، برہنگی کی حالت میں خاموش رہنے کا حکم ہے، اس وقت کلمہ پڑھنا ناواقف عورتوں کی ایجاد ہے۔[۷]

مسنون وضو کے بعد غسل

سوال:... جیسا کہ معلوم ہے کہ غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ ۱: کلی کرنا، ۲: ناک میں پانی ڈالنا، ۳: سارے بدن پر پانی ڈالنا۔ اور غسل سے پہلے وضو سنت ہے۔ مولانا صاحب! میرا سوال آپ سے یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے غسل سے پہلے وضو کرلیا اور اس میں کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا، لیکن وضو کے بعد غسل سے پہلے نہ دوبارہ کلی کی اور نہ ناک میں پانی ڈالا، جو کہ فرض ہے، اور اس

---

(۱) (ولو) كان (خاتمه ضيقا نزعه أو حركه) وجوبًا. (در مختار على هامش رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۵، مطلب في ابحاث الغسل).

(۲) نعم ذكر الخلاف في شرح المنية في العجين واستظهر المنع لأن فيه لذوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء. (رد المحتار على الدر المختار ج:۱ ص:۱۵۴ مطلب في ابحاث الغسل).

(۳) وكفى بل اصل ضفيرتها أي شعر المرأة المضفور للحرج. (در مختار على هامش رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۳ مطلب في ابحاث الغسل).

(۴) اما المنقوض فيفرض غسل كله اتفاقًا. (در مختار على هامش رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۳ مطلب في ابحاث الغسل).

(۵) يسن في الإغتسال اثنا عشر شيئًا (إلى أن قال) ثم يتوضأ كوضوئه للصلٰوة. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ج:۱ ص:۵۶، فصل يسن في الإغتسال اثنا عشر شيئًا).

(۶) ويستحب أن يغتسل أي والحال أنه مستور العورة. (مراقي الفلاح ج:۱ ص:۵۷، طبع مير محمد كراچي).

(۷) ويدخل الخلاء برجله اليسرىٰ ويستعيذ بالله من الشيطان الرجيم قبل دخوله وقبل كشف عورته. (مراقي الفلاح مع الطحطاوي ج:۱ ص:۵۱، فصل فيما يجوز به الإستنجاء). وفي حلبي كبير: وكذا لا يقرأ إذا كانت عورته مكشوفة. (ص:۶۱ مطلب في أصح القولين).

نے سوچا کہ یہ تو میں نے وضو میں کیا ہے، اور سارے بدن پر پانی ڈالا، تو کیا اس کا غسل صحیح ہے؟

جواب:... جب غسل سے پہلے وضو کیا اور وضو میں کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا تو وضو کے بعد دوبارہ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں، غسل صحیح ہوگیا۔

غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا پاک ہونے کے لئے شرط ہے

سوال:... جس شخص پر غسل فرض ہو وہ غسل نہیں کرتا، صرف نہانے پر اکتفا کرتا ہے، کیا وہ نہانے سے پاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

جواب:... غسل، نہانے ہی کو تو کہتے ہیں، البتہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور پورے بدن پر پانی بہانا پاک ہونے کے لئے شرط ہے۔[1]

غسل، وضو میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو غسل و وضو کا حکم

سوال:... غسل اور وضو میں اگر کوئی جگہ خشک رہ جائے، کلی یا ناک میں پانی ڈالنا بھول جائے اور بعد میں یاد آئے، تو کیا اسی بقیہ کو دھولیا جائے اور کلی وغیرہ کرلے، یا مکمل وضو اور غسل کیا جائے گا؟ اگر اسی بقیہ کو دھولیا تو کتنی دیر تک کرسکتے ہیں؟

جواب:... غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے،[2] اور وضو میں سنت ہے،[3] اور غسل کے بعد یاد آیا کہ کلی نہیں کی، یا ناک میں پانی نہیں ڈلا، تو صرف کلی کرلینا اور ناک میں پانی ڈال لینا کافی ہے، دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر وضو یا غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو اتنی جگہ دھولینا کافی ہے، دوبارہ وضو اور غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔[4]

کیا غسل میں غرغرہ کرنا، ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے؟

سوال:... غسل میں تین چیزیں فرض ہیں، غرارہ کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، پورے بدن پر اس طرح پانی بہانا کہ بال کے برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ غسل میں غرارہ کرتے ہوئے مجھے اُلٹی آتی ہے، میں پانی حلق تک نہیں پہنچا سکتا۔ دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ سردی کی وجہ سے ناک بند ہوجائے تو ناک کے نرم حصے تک پانی پہنچانا بہت مشکل ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب:... غرغرہ کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اتنی شدّت کے ساتھ نہ کیا جائے کہ تکلیف ہو، مثلاً اُنگلی گیلی کرکے ناک میں

---

(۱) تقدم تخریجه تحت عنوان: غسل کا طریقہ ص:۱۰۳۔

(۲) (الباب الثانی فی الغسل) (الفصل الأوّل فی فرائضه) وهی ثلاثة: المضمضة والإستنشاق وغسل جمیع البدن. (عالگمیری ج:۱ ص:۱۳، الباب الثانی فی الغسل)۔

(۳) (الفصل الثانی فی سنن الوضوء) (ومنها المضمضة والإستنشاق) والسُّنّة أن یتمضمض ثلاثًا أوّلًا ثم یستنشق ثلاثًا ...الخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶ الفصل الثانی فی سنن الوضوء)۔

(۴) ولو ترکها أی ترک المضمضة أو الإستنشاق أو لمعة من أی موضع کان من البدن ناسیًا .... ثم تذکر ذالک یتضمن أو یستنشق أو یغسل اللمعة. (حلبی کبیر ص:۵۰، طبع سهیل اکیڈمی لاهور)۔

پھیر لینا کافی ہے،[1] اسی طرح حلق میں پانی پھیر لینا کافی ہے۔[2]

غسل کے آخر میں کلی اور غرارے کرنا یاد آئے

سوال:... کوئی شخص حالتِ جنابت میں ہے اور وہ غسل کرتا ہے، جب وہ تمام بدن پر پانی ڈالتا ہے تو بعد میں اسے کلی اور غرارے یاد آتے ہیں، اور اسی وقت وہ کلی اور غرارے کرتا ہے، اس وقت اس شخص کا غسل مکمل ہوجاتا ہے یا دوبارہ پانی ڈالنا پڑے گا؟

جواب:... غسل ہوگیا، دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔[3]

خلافِ سنت غسل سے پاکی

سوال:... غسل اگر سنت کے مطابق ادا نہ کیا جائے تو کیا اس سے ناپاکی دُور نہیں ہوتی؟

جواب:... اگر کلی کرلی، ناک میں پانی ڈالا اور پورے بدن پر پانی بہالیا تو طہارت حاصل ہوگئی، کیونکہ غسل میں یہی تین چیزیں فرض ہیں۔[4]

رمضان میں غرارہ اور ناک میں پانی ڈالے بغیر غسل کرنا

سوال:... رمضان المبارک کے مہینے میں دن کو کسی کو اِحتلام ہوا، روزے کی وجہ سے ناک میں اُوپر تک پانی نہیں ڈال سکتا اور نہ غرارہ کرسکتا ہے، بعد افطاری کے غرارہ کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے، واجب ہے یا مستحب ہے؟ اگر کسی نے افطاری کے بعد غرارہ اور ناک میں پانی نہیں ڈالا تو کیا اس کا غسل جو دن میں کیا ہوا تھا کافی ہے؟

جواب:... غسل صحیح ہوگیا، افطاری کے بعد غرارہ کرنے یا ناک میں پانی چڑھانے کی ضرورت نہیں۔[5]

---

(۱) وحد المضمضة استيعاب الماء جميع الفم وحد الإستنشاق أن يصل الماء إلى المارن، كذا في الخلاصة. (عالمگيرى ج:۱ ص:۶ الفصل الثاني في سنن الوضوء).

(۲) الجنب إذا شرب الماء ولم يمجّه لم يضره ويجزيه عن المضمضة إذا أصاب جميع فمه. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۳ الفصل الأوّل في فرائضه).

(۳) ايضاً.

(۴) وفرض الغسل: غسل فمه وأنفه وبدنه. (تنوير الأبصار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۱، مطلب في ابحاث الفصل).
أيضًا: الفصل الأوّل في فرائضه، وهي ثلاثة: المضمضة والإستنشاق وغسل جميع البدن. (فتاوىٰ عالمگيرى ج:۱ ص:۱۳).

(۵) وليس المبالغة في المضمضة وهي إيصال الماء لرأس الحلق والمبالغة في الإستنشاق وهي إيصاله ما فوق المارن لغير الصائم والصائم لا يبالغ فيهما خشية إفساد الصوم لقوله عليه الصلاة والسلام: بالغ في المضمضة والإستنشاق إلّا أن تكون صائمًا. (حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح ص:۳۹، الدر المختار ج:۱ ص:۱۵۱). أيضًا: قوله: غسل الفم والأنف أي بدون مبالغة فيها فإنها سنة فيه على المعتمد. (حاشية الطحطاوى على المراقي ص:۱۰۲، فصل لبيان فرائض الغسل).

غسل کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر، کھلے میدان میں غسل

سوال:... مردوں کو غسل کھڑے ہوکر کرنا چاہئے یا بیٹھ کر؟ دُوسری بات یہ کہ برہنہ یا کچھ پہن کر کرنا چاہئے؟ مثلاً: دھوتی، پاجامہ۔ کیا مردوں کا کھلے میدانوں میں، صحن میں، سڑکوں پر نہانا صحیح یا جائز ہے جبکہ وہاں سے نامحرم عورتیں اور چھوٹے بڑے بچے اور دُوسرے لوگ گزرتے ہوں؟

جواب:... پردہ کی جگہ کپڑے اُتار کر غسل کرنا جائز ہے،[۱] اور اس صورت میں بیٹھ کر غسل کرنا زیادہ بہتر ہے، مرد اگر کھلے میدان میں ناف سے گھٹنوں تک کپڑا باندھ کر غسل کرے تو جائز ہے،[۲] اور ناف سے گھٹنوں تک ستر کھولنا حرام ہے۔[۳]

جانگیہ پہن کر غسل اور وضو کرنا

سوال:... یہاں پھانسی وارڈ میں بلکہ پورے جیل کے اندر ہم قیدی لوگ غسل کرنے کے لئے انڈرویئر یا چڈی پہنتے ہیں، کیا غسل ہوجائے گا، اگرچہ جنبی بھی ہو؟ اگر غسل ہوتا ہے تو وضو بھی ہوگیا؟

جواب:... اگر نیکر، جانگیہ پہن کر کپڑے کے نیچے پانی پہنچ جائے اور بدن کا پوشیدہ حصہ دُھل جائے تو غسل صحیح ہوگا۔[۴] غسل میں وضو خود ہی ہوجاتا ہے، غسل کے بعد جب تک کم از کم دو رکعت نماز نہ پڑھ لی جائے یا کوئی دُوسری ایسی عبادت ادا نہ کرلی جائے جس میں وضو شرط ہے، دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے۔[۵]

گہرے اور جاری پانی میں غوطہ لگانے سے پاکی

سوال:... میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ اگر پانی گہرا ہو اور جاری ہو، یعنی بہتا ہوا ہو، اس میں ایک مرتبہ ڈُبکی لگانے سے جسم پاک ہوجاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

---

(۱) وقیل یجوز أن یتجرد للغسل وحده۔ (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی ص:۱۰۲، فصل وآداب الإغتسال هی)۔

(۲) وینظر الرجل من الرجل سوىٰ ما بین سرّته إلٰی ما تحت رکبته۔ (تنویر الأبصار مع رد المحتار ج:۶ ص:۳۶۴، فصل فی النظر والمس)۔

(۳) وروی عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: کل شیء أسفل من سرته إلٰی رکبته عورة ...إلخ۔ (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۶۹۷ کتاب الصلاة)۔ أیضًا: قال نوح آفندی: لأن کشف العورة حرام۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۳۳۸، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۴) ویجب أی یفرض غسل کل ما یمکن من البدن بلا حرج مرة۔ (درالمختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۱۵۲)۔

(۵) فإن کان فی مجلس واحد کره قوله فإن کان فی مجلس واحد أی ولم یؤد بالأوّل عبادة شرع التطهیر لها وإلّا فلا یکره۔ (حاشیة الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح ص:۴۳، کتاب الطهارة)۔

جواب:... صحیح ہے! مگر کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی فرض ہے، اگر یہ دونوں فرض ادا کرلے تو پانی میں ڈُبکی لگانے سے غسل ہوجائے گا۔ [۱]

حیض کے بعد پاک ہونے کے لئے کیا کرے؟

سوال:... حیض کے بعد پاک ہونے کے لئے کیا کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... بس نجاست سے صفائی حاصل کرنا اور غسل کرلینا۔ [۲]

عورت کو تمام بالوں کا دھونا ضروری ہے

سوال:... کیا میاں بیوی والے حقوق ادا کرنے کے بعد پاک ہونے کے لئے غسل میں سر کے بال دھونا بھی شامل ہے یا بال گیلے کئے بغیر بھی غسل کرنے سے عورت پاک ہوجاتی ہے؟

جواب:... سر کے بال دھونا فرض ہے، اس کے بغیر غسل نہیں ہوگا، بلکہ اگر ایک بال بھی سوکھا رہ گیا تو غسل ادا نہیں ہوا۔ پرانے زمانے میں عورتیں سر گوندھ لیا کرتی تھیں، ایسی عورت جس کے بال گندھے ہوئے ہوں، اس کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر وہ اپنی مینڈھیاں نہ کھولے اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچالے تو غسل ہوجائے گا، [۳] لیکن اگر سر کے بال کھلے ہوئے ہوں جیسا کہ آج کل عام طور پر عورتیں رکھتی ہیں تو پورے بالوں کا تر کرنا غسل کا فرض ہے، [۴] اس کے بغیر عورت پاک نہیں ہوگی۔

پیتل کے دانت کے ساتھ غسل اور وضو صحیح ہے

سوال:... مؤدبانہ گزارش ہے کہ چونکہ میرے سامنے ایک مسئلہ پیچیدہ زیرِ غور ہے، وہ یہ ہے کہ میرے سامنے والے دو جوڑے دانتوں میں سے ایک دانت آدھا ٹوٹا ہوا تھا اور آدھا باقی تھا، اس آدھے دانت کے اُوپر میں نے پیتل کا کور چڑھایا ہوا ہے، جو دُوسرے دانتوں کی طرح مضبوط ہے اور علیحدہ کرنے سے جدا نہیں ہوتا، لیکن بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ تمہارے دانت تک پانی نہیں پہنچتا ہے، لہٰذا تمہارا وضو صحیح نہیں ہوتا ہے اور اسی لئے نماز بھی صحیح نہیں ہوتی۔

---

(۱) وفرض الغسل غسل فمه وأنفه وبدنه۔ (تنوير الأبصار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۱، مطلب في ابحاث الغسل، عالمگیری ج:۱ ص:۱۳، الباب الثاني في الغسل)۔ أيضًا: والغسل من الجنابة والحيض والنفاس أن يبدأ فيغسل ما به من الأذى، ثم يتوضأ وضوءه للصلاة ثم يفيض الماء على رأسه وسائر جسده .... ولا بد من المضمضة والإستنشاق قال أبوبكر: روى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه توضأ وضوءه للصلاة في غسل الجنابة ثم أفاض الماء على رأسه وسائر جسده ثلاثًا غير رجليه ثم تنحى فغسل رجليه۔ (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۳۰۸)۔

(۲) المعاني الموجبة للغسل (الٰى أن قال) والحيض لقوله تعالٰى: حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ بالتشديد۔ (هداية ج:۱ ص:۳۱ فصل في الغسل)۔ أيضًا حوالہ بالا۔

(۳) وكفى بل أصل ضفيرتها أي شعر المرأة المضفور للحرج۔ (در مختار على هامش رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۳ مطلب في ابحاث الغسل)۔

(۴) اما المنقوض فيفرض غسل كله اتفاقًا۔ (در مختار على هامش رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۳ مطلب في ابحاث الغسل)۔

جواب:... آپ کا غسل اور وضو صحیح ہے۔[۱]

چاندی سے داڑھ کی بھروائی کروانے والے کا غسل

سوال:... زید نے اپنی داڑھ کی چاندی سے بھروائی کروائی ہے، کیا اس طرح اس کا غسل اور وضو ہو جاتا ہے جبکہ پانی اندر تک نہیں جاتا؟

جواب:... غسل اور وضو ہو جاتا ہے۔[۲]

دانت بھروانے سے صحیح غسل میں رُکاوٹ نہیں

سوال:... میرے ایک دانت میں سوراخ ہے جس کی وجہ سے دانت درد کرتا ہے اور منہ سے بدبو بھی آتی ہے، میں اس کو ڈاکٹر سے بھروانا چاہتا ہوں، لیکن بعض لوگوں کی رائے ہے کہ ایسا کرنے سے غسل نہیں ہوتا؟

جواب:... ''بعض لوگوں'' کی یہ رائے صحیح نہیں، دانت بھروا لینے کے بعد جب مسالہ دانت کے ساتھ پیوست ہو جاتا ہے تو اس کا حکم اجنبی چیز کا نہیں رہتا، اس لئے وہ غسل کے صحیح ہونے سے مانع نہیں۔[۳]

دانتوں پر کسی دھات کا خول ہو تو غسل کا جواز

سوال:... ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں مجھے آپ کے دیئے ہوئے ایک سوال کے جواب پر اعتراض ہے، سوال مندرجہ ذیل ہے:

> ''سوال:... دانتوں کے اُوپر سونا یا اس کے ہم شکل دھات سے بنائے ہوئے کور چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی حالت میں اس کا وضو اور غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟
>
> جواب:... جائز ہے اور غسل ہو جاتا ہے۔''

جہاں تک میرا تعلق ہے، تو آپ کا جواب غسلِ جنابت کے لئے غلط ہے، ہاں! عام غسل ہو سکتا ہے، جبکہ غسلِ جنابت کے لئے حکم یہ ہے کہ ہونٹوں سے حلق تک ہر ذرّے ذرّے پر پانی کا پہنچانا فرض ہے، اتنی حد تک کہ دانتوں میں کوئی ایسی سخت چیز پھنسی ہوئی ہے جس کی وجہ سے اس جگہ پانی نہ پہنچ سکا ہو تو غسلِ جنابت میں ایسی چیز کو دانتوں سے چھڑا کر پانی بہایا جائے، ورنہ دیگر صورت میں غسل نہیں ہوگا۔ مگر آپ نے دانتوں کے اُوپر تو پورا کور چڑھانے کی اجازت دے دی اور سونے کا کور چڑھنے کی صورت میں پانی اس

---

(۱) (و) لَا یمنع (ما علٰی ظفر صباغ (و) لَا (طعام بین أسنانه) أو فی سنه المجوف به یفتی وقیل إن صلبا منع وهو الأصح۔ (در مختار علٰی هامش رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۴، مطلب فی ابحاث الغسل)۔ أیضًا: الأصل وجوب الغسل إلّا أنه سقط لحرج۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۱۵۴، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۲) أیضًا۔

(۳) أیضًا۔

دانت تک نہیں پہنچ سکتا، اور پانی نہ پہنچنے کی صورت میں غسلِ جنابت ادا نہ ہوگا، اور اگر غسل ادا نہ ہوا تو نماز اکارت ہوجاتی ہے۔

جواب:... آپ نے صحیح لکھا ہے کہ اگر دانتوں کے اندر کوئی چیز ایسی پھنسی ہوئی ہو جو پانی کے پہنچنے میں رُکاوٹ ہو تو غسلِ جنابت کے لئے اس کا نکالنا ضروری ہے، ورنہ غسل نہیں ہوگا۔ مگر یہ حکم اسی وقت ہے جبکہ اس کا نکالنا بغیر مشقت کے ممکن بھی ہو، لیکن جو چیز اس طرح پیوست ہوجائے کہ اس کا نکالنا ممکن نہ رہے، مثلاً: دانتوں پر سونے چاندی کا خول اس طرح جمادیا جائے کہ وہ اُتر نہ سکے تو اس کے ظاہری حصے کو دانت کا حکم دیا جائے گا اور اس کو اُتارے بغیر غسل جائز ہوگا۔[1]

فکس لگے ہوئے دانت، مصالحہ بھروائی والے دانت ہوں تو غسل

سوال:... میرے دو دانت مصنوعی ہیں، اگر میں ان دانتوں کو مصالحہ لگواؤں یا ان کو فکس کروالوں کہ پھر یہ دانت ہل نہ سکیں اور باہر نہ نکلیں تو مسوڑھوں تک پانی نہ پہنچنے کے باوجود کیا غسل ہوجائے گا؟

جواب:... اس صورت میں غسل ہوجائے گا۔[2]

دانت پر خول چڑھا ہوا ہو تو غسل و وضو کا حکم

سوال:... میرا ایک دانت اندر سے خالی تھا، صرف خول باقی تھا، اور اس وجہ سے اکثر خون آتا تھا، اور نماز میں بھی یہی شکایت رہتی تھی، میں نے اس کے اُوپر اسٹیل کا خول مصالحہ وغیرہ کے ذریعے مضبوط لگوالیا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں جبکہ پانی دانت تک نہیں پہنچتا، کیا غسل اور وضو صحیح ہوجائے گا؟

جواب:... اگر وہ اُوپر اسٹیل والا دانت جما ہوا ہے تو غسل اور وضو جائز ہے۔[3]

مصنوعی بال اور غسل

سوال:... آج کل گنجے پن کے علاج کے سلسلے میں ایک نیا طریقِ علاج متعارف ہوا ہے، جو ہمارے ملک میں کچھ عرصے سے رائج ہے، اور بہت سارے مسلمان اس طریقِ علاج سے اِستفادہ کر رہے ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ طریقِ علاج شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں۔ اس طریقِ علاج کا نام ''بالوں سے گنجے پن کا علاج'' ہے، اس کی تفصیل یوں ہے کہ بالوں کو ایک پتلی مصنوعی جھلی پر لگایا جاتا ہے، جس میں جابجا بے شمار چھوٹے چھوٹے سوراخ ہیں تاکہ ان میں پسینہ باہر نکل سکے اور نہانے کے دوران پانی ان سوراخوں میں سے اندر داخل ہوکر سر کی جلد کو دھودے۔ مذکورہ جھلی جس پر بال لگے ہوئے ہیں ان کو کیمیائی

---

(۱) (و) لا یمنع (ما علٰی ظفر صباغ (و) لا (طعام بین أسنانه) أو فی سنه المجوف به یفتی وقیل إن صلبا منع وهو الأصح. (درمختار علٰی هامش رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۴ مطلب فی ابحاث الغسل). أیضًا: الأصل وجوب الغسل إلّا أنه سقط لحرج. (ردالمحتار ج:۱ ص:۱۵۳، طبع ایچ ایم سعید).

(۲) أیضًا.

(۳) أیضًا.

مادّے سے مریض کے باقی ماندہ اصل بالوں کے ساتھ چپکا دیا جاتا ہے اور براہِ راست یہ جھلی مریض کی جلد پر نہیں چپکائی جاتی۔ جہاں پر بالوں کے ساتھ یہ بالوں والی جھلی چپکائی جاتی ہے وہاں سے بالوں کو پہلے کاٹ کر تقریباً آدھا انچ تک چھوٹا کر دیا جاتا ہے، پھر انہی چھوٹے کئے ہوئے بالوں کے ساتھ کیمیائی مادّے کے ذریعے چپکا دیا جاتا ہے۔ براہِ راست جلد کے ساتھ نہیں چپکایا جاتا۔ صورت یوں ہوتی ہے کہ اگر سر پر پانی ڈالا جائے تو جو سوراخ جھلی پر بنے ہوئے ہیں ان سے پانی گزر کر سر کی جلد کو دھوتا ہوا کناروں سے نکل جاتا ہے، جہاں پر جھلی صرف چھوٹے کئے ہوئے بالوں کے ساتھ چپکی ہوتی ہے، جلد کے ساتھ نہیں۔

اس طریقِ علاج کی افادیت یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ جھلی ایک دفعہ سر پر لگائی جائے تو تقریباً ایک سے ڈیڑھ ماہ تک سر پر لگی رہتی ہے، کھیل کود کے دوران، غسل اور تیرنے کے دوران نہیں اُترتی۔ مزید براں اس کو خود اُتارنا چاہیں تو بھی اس مذکورہ مدت سے قبل نہیں اُتار سکتے، کیونکہ جن بالوں کے ساتھ چپکائی جاتی ہے وہ تقریباً ڈیڑھ ماہ میں بڑھ کر اتنے ہو جاتے ہیں کہ ان بالوں کو کاٹ کر اس کو اُتارا جاسکتا ہے، اور پھر دوبارہ انہیں بالوں کو چھوٹا کر کے تقریباً ڈیڑھ انچ تک دوبارہ لگا دیا جاتا ہے۔

۱:... اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس طرح کے بال لگوانا ایسے آدمی کے لئے جس کے اُوپر کے حصے کے بال نہ ہوں، مگر گردن اور کنپٹی کی طرف اپنے بال ہوں، جن پر وہ نماز کے وضو کے لئے اپنے اصل بالوں کے اُوپر مسح کر سکتا ہو، کیونکہ سر کے اصل بال یا جلد چوتھائی حصے سے زیادہ ہوں کیسا ہے؟

۲:... کیا مذکورہ طریقِ علاج سے لگائے ہوئے بالوں کے ساتھ جبکہ وہ جلد کے ساتھ نہیں چپکائے گئے ہیں، اور صرف بالوں کے ساتھ چپکائے گئے ہوں اور سر پر پانی ڈالا جائے تو وہ ان سوراخوں میں سے گزر کر کناروں سے بآسانی گزر سکتا ہو، اور یہ غسل کے دوران اُتاری نہ جاسکتی ہو، کیونکہ یہ ایک ماہ یا ڈیڑھ ماہ سے قبل نہیں اُتار سکتے۔ ایسی صورت میں فرض غسل پورا ہوا یا نہیں؟

۳:... کیا ایسی صورت میں اس طریق کو ایسی چیزوں سے مطابقت کی جاسکتی ہے مثلاً دانتوں پر خول کا چڑھانا اور مصنوعی ٹانگ وغیرہ کا لگانا۔ تفصیلی جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں، کیونکہ بہت سارے مسلمان اس طریقِ علاج کو اختیار کر رہے ہیں، اللہ آپ کو جزا دیں۔

جواب:... آپ نے جس جھلی کا ذکر کیا ہے، ظاہر ہے کہ اس میں پانی چھن چھن کر کے سر کو تو ضرور پہنچتا ہوگا، لیکن اس میں اِشکال یہ ہے کہ جو بال اس جھلی سے چپکے ہوئے ہیں، وہ ایسے ہوں گے کہ نہ ان کو چھڑایا جاسکتا ہے اور نہ غسل میں پانی ان کو پہنچ سکتا ہے، اس صورت میں آدمی کا غسل نہیں ہوگا،[1] اور غسل نہیں ہوگا، تو نماز اور تلاوت وغیرہ بھی صحیح نہیں ہوگی۔[2] جہاں تک وضو میں مسح کا تعلق

---

(۱) وليس على المرأة أن تنقض ضفائرها في الغسل إذا بلغ الماء أصول الشعر .... ولو ألزقت المرأة رأسها بطيب بحيث لَا يصل الماء إلى أصول الشعر وجب عليها إزالته ليصل الماء إلى أصوله كذا في السراج. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۳ الباب الثاني في الغسل، طبع بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ).

(۲) عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لَا تقبل صلاة بغير طهور ولَا صدقة من غلول. (ترمذی ج:۱ ص:۲ أبواب الطهارة، طبع دهلي).

ہے وہ تو آسان ہے کہ اس جھلی سے پانی چھن چھن کر سر کو پہنچے گا تو سر کا مسح ہوجائے گا۔[۱]

مہندی کے رنگ کے باوجود غسل ہوجاتا ہے

سوال:...ہماری بزرگ خواتین کا یہ فرمانا ہے کہ اگر ایام کے دوران مہندی لگائی جائے تو جب حنا کا رنگ مکمل طور پر اُتر نہ جائے، پاکی کا غسل نہیں ہوگا۔

جواب:...عورتوں کا یہ مسئلہ بالکل غلط ہے، غسل ہوجائے گا، غسل کے صحیح ہونے کے لئے مہندی کے رنگ کا اُتارنا کوئی شرط نہیں۔[۲]

کیا خضاب لگانے والے کا غسل ہوجاتا ہے؟

سوال:...ایک علم والے نے بتایا کہ بالوں کو خضاب (رنگ) لگانے والے کا کبھی غسلِ جنابت نہیں ہوتا، یعنی وہ پاک نہیں ہوتا، ایسے آدمی کو مسجد سے بھی دُور رہنا چاہئے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اس نے یہ بتایا کہ ابوداؤد کی ایک حدیث مبارک ہے کہ خضاب لگانے والا جنت کی خوشبو سے بھی دُور ہوگا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:...آپ نے جو مسئلہ لکھا ہے کہ خضاب لگانے والے کا غسلِ جنابت نہیں ہوتا، یہ تو صحیح نہیں۔[۳] البتہ سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں،[۴] آپ نے جو حدیث لکھی ہے وہ صحیح ہے۔[۵]

غسلِ جنابت کرتے وقت چھینٹے پانی میں گر گئے تو وہ ناپاک نہیں ہوا

سوال:...غسلِ جنابت کر رہا تھا، غسل کا پانی بالٹی میں ہے، جسم پر پانی ڈالتے وقت چھینٹے بالٹی میں چلے گئے تو کیا بالٹی کا پانی ناپاک ہوجائے گا یا کہ نہیں؟

---

(۱) (قوله وامسحوا برؤسكم) المسح هو الإصابة .... وان كان بعض رأسه محلوقًا فمسح على غير المحلوق جاز وان أصاب رأسه ماء المطر أجزأه عن المسح سواء مسحه أو لا۔ (الجوهرة النيرة شرح مختصر القدوري، كتاب الصلاة ص:۳، طبع مجتبائی دهلی)۔ أيضًا: ولا يجوز المسح على القلنسوة والعمامة وكذا لو مسحت المرأة على الخمار إلّا أنه إذا كان الماء متقاطرًا بحيث يصل إلى الشعر فحينئذ يجوز ذالك عن الشعر كذا في الخلاصة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲)۔

(۲) وفي الجامع الصغير سئل أبو القاسم عن .... والمرأة التي صبغت اصبعها بالحناء أو الصرام أو الصباغ، قال: كل ذالك سواء يجزيهم وضوءهم ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۴، طبع بلوچستان)۔

(۳) أما أصبغة الوجه والشفتين فلا تمنع وصول الماء لعدم لزوجتها وصلابتها، كأثر الحناء على الكفين والقدمين، والعبرة في هذه المسائل لنفوذ الماء ووصوله إلى البدن۔ (الفقه الحنفي في ثوبه الجديد ج:۱ ص:۶۹، طبع دار القلم، دمشق)۔

(۴) عن جابر قال: أتي بأبي قحافة يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالثغامة بياضًا فقال النبي صلى الله عليه وسلم: غيّروا هذا بشيء واجتنبوا السواد۔ (مشكوة ص:۳۸۰)۔ وفي المرقاة: قال النووي: في الخضاب أقوال وأصحها ان خضاب الشيب للرجل والمرأة يستحب وبالسواد حرام۔ (مرقاة ج:۴ ص:۴۰۸، كذا في رد المحتار ج:۶ ص:۷۵۶)۔

(۵) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يكون قوم يخضبون في اخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام لَا يريحون رائحة الجنّة۔ (سنن أبي داوٗد ج:۲ ص:۲۲۲ باب ما جاء في خضاب السواد، طبع ايچ ايم سعيد)۔

جواب:... نہیں ہوتا،[1] ایسے توہمات پر عمل کرنے سے آدمی وسواسی بن جاتا ہے۔[2]

پانی کی بالٹی میں غسل کے وقت چھینٹے پڑ جائیں تو پانی کا حکم

سوال:... ناپاکی سے غسل کے وقت اگر دو بالٹیوں میں پانی ہو، یا ایک میں ہی ہو، نہاتے وقت اِحتیاط کے باوجود کچھ چھینٹے بالٹی کے پانی میں گر جاتے ہیں، کیا ایسی صورت میں پانی ناپاک ہوجاتا ہے؟

جواب:... یہ اِحتیاط کی جائے کہ بالٹی میں چھینٹے نہ پڑیں، لیکن ایسے چھینٹوں سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، اس لئے زیادہ وہم بھی نہیں کرنا چاہئے۔[3]

اٹیچ باتھ رُوم میں غسل سے پاکی

سوال:... آج کل ایک فیشن ہوگیا ہے کہ مکانوں میں ''اٹیچ باتھ رُوم'' بنائے جاتے ہیں، یعنی یہ کہ بیت الخلاء اور غسل خانہ ایک ساتھ ہوتا ہے، تو کیا ایسی جگہ غسل کرنے سے انسان پاک ہوجاتا ہے؟

جواب:... جس جگہ غسل کر رہا ہے، اگر وہ پاک ہے اور ناپاک جگہ سے چھینٹے بھی نہیں آتے، تو پاک نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اگر وہ جگہ مشکوک ہو تو پانی بہا کر پہلے اس کو پاک کرلیا جائے، پھر غسل کیا جائے۔

ٹرین میں غسل کیسے کریں؟

سوال:... گزارش ہے کہ کراچی سے لاہور بذریعہ ٹرین آتے ہوئے رات غسل کی حاجت پیش آگئی، جس سے کپڑے بھی خراب ہوگئے، براہِ کرم تحریر فرمائیں کہ بقیہ سفر میں فرض نماز کی ادائیگی کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ ٹرین میں پانی وضو کی حد تک تو موجود ہوتا ہے، غسل کے لئے نہ تو پانی میسر ہوتا ہے اور نہ ہی غسل کرنا ممکن ہوتا ہے۔

جواب:... عموماً ٹرین میں اتنا پانی موجود ہوتا ہے، لیکن بالفرض وضو کے لئے پانی ہو، مگر غسل کے لئے بقدرِ کفایت پانی نہ ہو تو غسل کے لئے تیمم کیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱:... ٹرین کے کسی ڈبے میں بھی اتنا پانی نہ ہو جس سے غسل کے فرائض ادا ہوسکیں۔

۲:... راستے میں ایک میل شرعی کے اندر اسٹیشن نہ ہو جہاں پانی کا موجود ہونا معلوم ہو۔

---

(۱) وقد صرحوا بأن الماء المستعمل على القول بطهارته إذا اختلط بالماء الطهور، لَا يخرجه عن الطهورية، إلّا إذا غلبه أو ساواه، أما إذا كان مغلوبا فلا يخرجه عن الطهورية، فيجوز الوضوء بالكل. (البحر الرائق ج:۱ ص:۷۴، طبع بيروت، وكذا في ردالمحتار ج:۱ ص:۱۹۸، طبع ايچ ايم سعيد).

(۲) عن أبيّ بن كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن للوضوء شيطانًا يقال له الولهان، فاتقوا وسواس الماء. (جامع الترمذي ج:۱ ص:۹، باب كراهية الإسراف في الوضوء، طبع كتب خانه رشيديه دهلي).

(۳) حوالہ بالا حاشیہ نمبر۱۔

۳:... ٹرین کے تختوں پر اتنی مٹی جمی ہوئی ہو جس سے تیمم ہوسکے۔[۱]

اگر مندرجہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو جس طرح بن پڑے اس وقت تو نماز پڑھ لے، مگر بعد میں غسل کر کے نماز کا اعادہ ضروری ہے۔[۲]

ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے

سوال:... پانی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا غلط ہے، چاہے وہ وضو میں کیوں نہ ہو، تو جناب آپ یہ بتائیں کہ کیا بڑے سائز کی چار بالٹی پانی سے غسل کرنا قرآن وحدیث کی روشنی میں دُرست ہے یا نہیں؟ جبکہ وہی شخص ایک بالٹی پانی سے اچھی طرح غسل کرسکتا ہے۔

جواب:... پاک ہونے کے لئے تو تقریباً چار سیر پانی کافی ہے،[۳] جسم کی صفائی یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے زیادہ پانی کے استعمال کا مضائقہ نہیں، بلاضرورت زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے۔[۴]

پانی میں سونا ڈال کر نہانا

سوال:... میرے بڑے بھائی گھر میں آکر سونے کی انگوٹھی پانی میں ڈال کر نہالئے، وجہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کے اُوپر چھپکلی گرگئی تھی، ان کو مشورہ دیا گیا کہ آپ جاکر سونے کی کوئی چیز پانی میں ڈال کر نہالیں، ورنہ آپ پاک نہیں ہوں گے۔ تو میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے تو آپ یہ وضاحت کردیں کہ سونے کے پانی سے نہانا دُرست ہے یا نہیں؟

---

(۱) ومن لم يجد الماء وهو مسافر أو خارج المصر بينه وبين المصر ميل أو أكثر يتيمم بالصعيد. (هداية ص:۴۹، باب التيمم). أيضًا: قال أبو جعفر: ويتمم في غير الأمصار والقرىٰ إذا أعوز الماء. قال أبوبكر: وذالك لقول الله تعالىٰ: فلم تجدوا ماءً فتيمموا صعيدًا طيبًا. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۴۱۴ باب التيمم). أيضًا: وكل شيء يتيمم به من تراب أو طين أو جص .... أو ما يكون من الأرض سواء ذالك من حجارة أو غبار ثوب فإنه يجريه في قول أبي حنيفة قال أبوبكر: وجه قول أبي حنيفة قول الله تعالىٰ: فتيمموا صعيدًا طيبًا .... الصعيد، الأرض، والصعيد: التراب ...إلخ. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۴۲۰، طبع بيروت).

(۲) (والمحصور فاقد الطهورين يؤخرها عنده وقالا يتشبّه) بالمصلين وجوبًا فيركع إن وجد مكانًا يابسًا وإلّا يؤمي قائمًا ثم يعيد كالصوم. (به يفتى وإليه صح رجوعه). (درمختار على التنوير مع رد المحتار ج:۱ ص:۲۵۲، مطلب فاقد الطهورين).

(۳) وعن أنس قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ بالمد ويغتسل بالصاع إلىٰ خمسة امداد. متفق عليه. (مشكوة ص:۴۸، باب الغسل).

(۴) ويكره للمتوضي ستة أشياء: الإسراف في الماء. (نور الإيضاح ص:۳۴، فصل في المكروهات "وكره فيه ما كره في الوضوء أيضًا" ص:۳۹ فصل في آداب الإغتسال). مما ورد في الخبر شرار أُمّتي الذين يسرفون في صب الماء وفي الدرر ويكره الإسراف فيه تحريمًا لو بماء النهر أو المملوك له. (مراقي الفلاح ص:۴۵، مير محمد كراچي).

جواب:... پانی میں سونے کی چیز ڈال کر نہانے میں تو گناہ نہیں، مگر ان کو کسی نے مسئلہ غلط بتایا کہ جب تک سونے کی چیز پانی میں ڈال کر نہ نہائیں، پاک نہ ہوں گے۔

قضائے حاجت اور غسل کے وقت کس طرف منہ کرے؟

سوال:... غسل کرتے وقت کون سی سمت ہونی چاہئے؟ آج کل غسل خانہ اور بیت الخلاء ایک ساتھ ہی ہوتے ہیں، ایسے میں غسل کے لئے کس طرح سمت کا انداز لگایا جائے؟ نیز بیت الخلاء کے لئے کون سی سمت مقرّر ہے؟

جواب:... قضائے حاجت کے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ ہونا چاہئے اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ ہونی چاہئے، قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔[1] غسل کی حالت میں اگر غسل بالکل برہنہ ہوکر کیا جارہا ہو تو اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہِ تنزیہی ہے، بلکہ رُخ شمالاً جنوباً ہونا چاہئے، اور اگر ستر ڈھانک کر غسل کیا جارہا ہو تو اس صورت میں کسی بھی طرف رُخ کرکے غسل کیا جاسکتا ہے۔[2]

جنابت کی حالت میں وضو کرکے کھانا بہتر ہے

سوال:... جنابت کی حالت میں کھانا پینا، حلال جانور ذبح کرنا دُرست ہے؟

جواب:... جنابت کی حالت میں کھانا پینا اور دُوسرے ایسے تصرفات جن میں طہارت شرط نہیں، جائز ہیں، مگر کھانے پینے سے پہلے استنجا اور وضو کرلینا اچھا ہے، صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا كان جنبًا فأراد أن يأكل أو ينام توضأ وضوئه للصلوٰة۔" (مشکوٰۃ ص:۴۹)

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں جب کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرمایا کرتے تھے۔"

حالتِ جنابت میں کھانے پینے کی اجازت

سوال:... کافی دنوں سے سنتے آئے ہیں کہ احتلام کے بعد یعنی جنابت کی حالت میں غسل کرنے سے پہلے کھانا پینا حرام ہے، باقی جب کوئی مجبوری ہو، یعنی پانی وغیرہ غسل کے لئے نہ ہو تو اس حالت میں، یا زیادہ بھوک یا پیاس لگنے کی حالت میں آدمی وضو

---

(۱) عن أبي أيوب الأنصاري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولكن شرقوا أو غربوا. متفق عليه. (مشكوة ج:۱ ص:۴۲، باب آداب الخلاء). أيضًا: ويكره تحريمًا استقبال القبلة واستدبارها. (نور الإيضاح ص:۳۰، فصل في الإستنجاء).

(۲) (انه لا يستقبل القبلة) حال اغتساله (لأنه يكون غالبًا مع كشف العورة) فإن كان مستورًا فلا بأس به. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص:۵۷، فصل وآداب الإغتسال هي).

کرے، جس میں غرارے کرے اور ناک میں پانی پہنچائے پھر کچھ کھا پی سکتا ہے؟

جواب:... جنابت کی حالت میں کھانے پینے کی اجازت ہے، البتہ بغیر کلی کئے پانی پینا مکروہِ تنزیہی ہے اور اس میں صرف پہلا گھونٹ مکروہ ہے، کیونکہ یہ پانی منہ کی جنابت زائل کرنے میں استعمال ہوا ہے، اسی طرح ہاتھ دھونے سے قبل کچھ کھانا پینا مکروہِ تنزیہی ہے۔[1]

غسل کی حاجت ہو تو روزہ رکھنا اور کھانا پینا

سوال:... اگر آدمی کو غسل کی حاجت ہو اور اسے روزہ بھی رکھنا ہو تو کیا غسل سے پہلے روزہ رکھنا جائز ہے؟ اور ایسی حالت میں کھانا پینا مکروہ تو نہیں؟

جواب:... ہاتھ منہ دھوکر کھا پی لے اور روزہ رکھ لے، غسل بعد میں کرلے، جنابت کی حالت میں کھانا پینا مکروہ نہیں۔[2]

غسلِ جنابت میں تأخیر کرنا

سوال:... میں نے آپ کے کالم میں پڑھا تھا کہ حالتِ جنابت میں کھانے پینے کی اجازت ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ حالتِ جنابت میں کتنی دیر تک کھانے پینے کی اجازت ہے؟ اور حالتِ جنابت میں کتنی دیر تک رہ سکتے ہیں؟

جواب:... جنابت کی حالت میں ہاتھ منہ دھوکر کھانا پینا جائز ہے،[3] لیکن غسل میں اتنی تأخیر کرنا کہ نماز فوت ہوجائے سخت گناہ ہے۔[4]

کیا غسلِ جنابت کئے بغیر سونا جائز ہے؟

سوال:... اہلیہ سے صحبت کرنے کے بعد تیمم کرکے سوجانا دُرست ہے یا کہ غسل اور وضو بھی کرنا پڑے گا؟

---

(۱) ویکرہ لہ قراءۃ توراۃ وانجیل وزبور لَا قنوت ۱۲ تنویر۔ وقال فی الدر: ولَا أکلہ وشربہ بعد غسل ید وفم وفی الشامیۃ: قولہ: (بعد غسل ید وفم) أما قبلہ فلا ینبغی لأنہ یصیر شاربًا للماء المستعمل وھو مکروہ تنزیھًا، ویدہ لَا تخلو عن النجاسۃ فینبغی غسلھا ثم یأکل۔ "بدائع" (رد المحتار ج:۱ ص:۱۷۵، مطلب یطلق الدعاء علٰی ما یشمل الثناء، کتاب الطھارۃ، وکذا فی حلبی کبیر ص:۶۰، مطلب فی أصح القولین)۔

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ عنہ قالت: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا کان جنبًا فأراد أن یأکل أو ینام توضأ وضوءہ للصلاۃ۔ (مشکوٰۃ ص:۴۹، باب مخالطۃ الجنب وما یباح لہ، الفصل الأوّل)۔

(۳) ویکرہ لہ قراءۃ توراۃ وانجیل وزبور ولَا قنوت ۱۲ تنویر الأبصار ولَا أکلہ وشربہ بعد غسل ید وفم۔ (درمختار ج:۱ ص:۱۷۵، مطلب یطلق الدعاء علٰی ما یشمل الثناء)۔

(۴) قال تعالٰی: فخلف من بعدھم خلف أضاعوا الصلٰوۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیًّا، إلّا من تاب۔ قال ابن مسعود: لیس معنی أضاعوھا ترکوھا بالکلیۃ، ولٰکن أخروھا عن أوقاتھا .... وقال تعالٰی: فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم: ھم الذین یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا۔ (الزواجر عن إقتراف الکبائر ج:۱ ص:۱۳۳)۔

جواب:... غسل یا وضو کرلینا افضل ہے، اس کے بغیر سونا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ فجر کی نماز قضا نہ ہو، ورنہ گناہگار ہوگا۔[1]

واجب غسل میں تاخیر کرنا

سوال:... ہم بستری کرنے کے بعد فوراً غسل نہ کیا جائے تو کیسا ہے؟ عورت کی جب صبح آنکھ کھلی تو نماز کا وقت جاچکا تھا، لہٰذا گھر کے کام کاج میں مصروف ہوگئی، اور ظہر سے قبل غسل کرلیا، کیا اس دوران کھانا پینا یا کھانا پکانا وغیرہ صحیح ہے؟

جواب:... غسل میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز قضا ہوجائے، حرام ہے،[2] غسل کے بغیر کلی کرکے کھانا پینا اور پکانا جائز ہے۔[3]

غسل نہ کرنے میں دفتری مشغولیت کا عذر قابلِ قبول نہیں

سوال:... ایک شخص پر غسل فرض ہے، لیکن دفتر کو بھی دیر ہورہی ہے، ایسی صورت میں اوقاتِ کار کے دوران تیمم کرکے نمازیں پڑھنا جائز ہے یا اس وقت تک نماز ترک کرتا رہے جب تک غسل نہ کرلیتا؟

جواب:... شہر میں پانی کے موجود ہوتے ہوئے تیمم کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اور یہ عذر کہ دفتر جانے میں دیر ہورہی ہے، لائقِ سماعت نہیں۔[4] جب اس شخص پر غسل فرض ہے تو اس کو نمازِ فجر سے پہلے اُٹھ کر غسل کا اہتمام کرنا چاہئے، غسل میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز قضا ہوجائے حرام اور سخت گناہ ہے۔[5]

غسل اور وضو میں شک کی کثرت

سوال:... غسل اور وضو کرتے ہوئے پانی کافی بہاتا ہوں اور غسل اور وضو سے فراغت کے بعد بے انتہا شک کرتا ہوں کہ کہیں بال برابر جگہ خشک نہ رہ گئی ہو، آپ کچھ اس شک کے بارے میں حل بتلادیں۔

جواب:... غسل اور وضو سنت کے مطابق کریں، یعنی تین تین بار اعضاء پر پانی بہالیں،[6] اس کے بعد شک کرنا غلط ہے، خواہ کتنے ہی وسوسے آئیں کہ کوئی بال خشک رہ گیا ہوگا، مگر اس کو شیطانی خیال سمجھیں اور اس کی کوئی پروا نہ کریں۔[7]

---

(۱) ولا بأس للجنب أن ينام ويعاود أهله قبل أن يتوضأ وإن توضأ فحسن. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۶).

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴۔

(۳) وإن أراد أن يأكل أو يشرب فينبغي أن يتمضمض ويغسل يديه. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۶).

(۴) قال أبو جعفر: ويتيمم في غير الأمصار والقرىٰ إذا أعوز الماء قال أبوبكر: وذالك لقول الله تعالىٰ: فلم تجدوا ماءً فتيمموا صعيدًا طيبًا. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۴۱۴ باب التيمم).

(۵) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴۔

(۶) وأما سُننه فهي أن يبدأ .... ثم يتوضأ وضوءه للصلاة ثلاثًا ثلاثًا إلّا أنه لا يغسل رجليه حتّٰى يفيض الماء على رأسه وسائر جسده ثلاثًا ثم يتنحى فيغسل قدميه ...إلخ. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۳۴، طبع ایچ ایم سعید).

(۷) عن أُبيّ بن كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن للوضوء شيطانًا يقال له: الولهان، فاتقوا وسواس الماء. (ترمذي ج:۱ ص:۹ باب كراهية الإسراف في الوضوء).

غسلِ جنابت کے بعد پہلے والے کپڑے پہننا

سوال:... یہ بتائیں کہ اگر ایک شخص کو غسل کی حاجت ہوجائے یا اس پر غسلِ جنابت فرض ہوجائے تو کیا وہ غسل کرکے دوبارہ وہی کپڑے پہن سکتا ہے جبکہ وہ کپڑے مثلاً: سوئٹر یا قمیص وغیرہ ہوں، جن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو۔

جواب:... بلاشبہ پہن سکتا ہے۔

غسل کے بعد پانی خشک کئے بغیر نماز پڑھنا

سوال:... غسل کے بعد عورتوں یا مردوں کو ایسی حالت میں نماز پڑھنا کہ بالوں سے پانی ٹپک رہا ہو اور جسم بھی گیلا ہو صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:... جائز ہے۔

ناپاکی میں ناخن اور بال کاٹنا مکروہ ہے

سوال:... یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ ناخن اور بال، ناپاکی کی حالت میں کاٹ سکتے ہیں یا نہیں؟ یا اس میں وقت، جگہ کی کوئی قید ہے؟

جواب:... ناپاکی کی حالت میں ناخن اور بال کاٹنا مکروہ ہے،[1] لیکن اگر ناخن یا بال دھونے کے بعد کاٹے تو مکروہ بھی نہیں۔

ناپاکی میں استعمال کئے گئے کپڑوں، برتنوں وغیرہ کا حکم

سوال:... اگر ایک ناپاک آدمی کسی شے کا استعمال کرے، مثلاً: بستروں، کپڑوں، برتنوں کا تو یہ اشیاء ناپاک ہوجاتی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ رات کو مجھے احتلام ہوگیا، میں نے دُوسری دوپہر کو غسل کیا مگر رات اسی وقت غلاظت صاف کرلی تھی۔

جواب:... ناپاکی کی حالت میں کھانا پینا اور دیگر اُمور جائز ہیں،[2] اور جنبی آدمی کے استعمال کرنے سے یہ چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں، لیکن غسل میں اتنی تأخیر کرنا کہ نماز کا وقت قضا ہوجائے، حرام اور سخت گناہ ہے۔[3]

جنابت کی حالت میں ملنا جلنا اور سلام کا جواب

سوال:... آدمی حالتِ جنابت میں کسی سے مل سکتا ہے؟ اور سلام کا جواب دے سکتا ہے یا سلام کرسکتا ہے؟

---

(۱) حلق الشعر حالة الجنابة مكروه وكذا قص الأظافير كذا في الغرائب. (عالمگيري ج:۵ ص:۳۵۸، الباب التاسع عشر في الختان ...الخ كتاب الكراهية).

(۲) قال في تنوير الأبصار: ويكره له قراءة التوراة والانجيل وزبور ولا قنوت وقال في الدر: ولا أكله وشربه بعد غسل يد وفم. (درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۷۵، مطلب يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء، كتاب الطهارة).

(۳) ص:۱۱۶ کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

جواب:... جنابت کی حالت میں کسی سے ملنا، سلام کہنا، سلام کا جواب دینا[1] اور کھانا پینا جائز ہے۔[2]

حالتِ جنابت میں حدیث، اسلامی واقعہ سنانا، اللہ کا نام لینا

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو بہت چاہتا ہے اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرتا ہے کہ اس نے ایسی نیک سیرت اور پاک دامن بیوی سے نوازا ہے، عموماً رات کے وقت وہ بے اِختیار بھی اور بااِختیار بھی اللہ کا شکر دِل میں بھی اور زبان سے بھی ادا کرتا ہے، لیکن ایسا کرتے وقت اگر وہ حالتِ جنابت میں ہو، یعنی غسل فرض ہو چکا ہے، لیکن اس کے منہ سے بے اِختیار اللہ کی تعریف وشکریہ کے الفاظ نکل جائیں تو کیا یہ دُرست ہے کہ غسل کئے بغیر وہ دونوں اللہ کا نام لیتے ہیں؟ کیا ایسی حالت میں وہ ایک دُوسرے کو کوئی اسلامی واقعہ سنا سکتے ہیں؟ یا کسی حدیث شریف کا یا آیاتِ کریمہ کا ترجمہ سنا سکتے ہیں؟

جواب:... جنابت کی حالت میں تلاوت جائز نہیں، دُوسرے اَذکار جائز ہیں۔[3]

ننگے بدن غسل کرنے والا بات کرلے تو غسل جائز ہے

سوال:... اگر ننگے بدن غسل کرتے وقت کسی سے بات چیت کرلی جائے تو غسل دوبارہ کرنا ہوگا؟

جواب:... برہنگی کی حالت میں بات چیت نہیں کرنی چاہئے،[4] لیکن غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

کیا مرد برہنہ غسل کرسکتا ہے؟

سوال:... آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ ایک مسلم مرد کو برہنہ غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو وہ کس صورت میں؟ اور کیا اس کا اِطلاق مرد اور عورت دونوں پر ہوتا ہے؟

جواب:... جائز ہے، بشرطیکہ کسی دُوسرے کی نظر نہ پڑے،[5] واللہ اعلم!

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: لقيني رسول الله صلى الله عليه وسلم: وأنا جنب فأخذ بيدي فمشيت معه حتى قعد فانسللت فأتيت الرجل فاغتسلت ثم جئت وهو قاعد، فقال: أين كنت يا أبا هريرة؟ فقلت له، فقال: سبحان الله! إن المؤمن لا ينجس. هذا لفظ البخاري. (مشكوة ص:۴۹، باب مخالطة الجنب وما يباح له، الفصل الأوّل).

(۲) وإذا أراد الجنب الأكل والشرب ينبغي له أن يغسل يده وفمه ثم يأكل ويشرب. (منية المصلي مع غنية المستملي ص:۶۰، مطلب في أصح القولين).

(۳) لا تقرأ الحائض والنفساء والجنب شيئًا من القرآن ...... ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸، طبع بلوچستان).

(۴) ويستحب أن لا يتكلم بكلام معه ولو دعاء أي هذا إذا كان غير دعاء بل ولو دعاء أما الكلام غير الدعاء فلكراهته حال الكشف كما في الشرح. (مراقي الفلاح ص:۵۷، أيضًا: عالمگیری ج:۱ ص:۱۴).

(۵) يغتسل ويختار ما هو أستر هذا ما في الوهبانية والقنية .... وسواء في ذالك الرجل والمرأة ...إلخ. وفي الحاشية: ويستحب أن يغتسل بمكان لا يراه فيه أحد لا يحل له النظر لعورته لإحتمال ظهورها في حال الغسل أو لبس الثياب. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي ص:۵۷). أيضًا: لا يستقبل القبلة حال إغتساله لأنه يكون غالبًا مع كشف العورة فإن كان مستورًا فلا بأس به. (حاشية الطحطاوي على مراق الفلاح ص:۵۷، طبع مير محمد كراچي).

نہانے کے دوران کلمہ پڑھنا

سوال:... کیا نہانے کے دوران کلمہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب:... کپڑے اُتارے ہوں تو کلمہ پڑھنا دُرست نہیں۔[1]

زیرِ ناف بال کہاں تک مونڈنا چاہئیں؟

سوال:... بال زیرِ ناف کہاں تک مونڈنے چاہئیں؟ ان کی حد کہاں سے کہاں تک ہے؟

جواب:... ناف سے لے کر رانوں کی جڑوں تک، اور پیشاب پاخانہ کی جگہ کے اردگرد جہاں تک ممکن ہو۔[2]

غیرضروری بال کتنی دیر بعد صاف کریں؟

سوال:... آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ غیرضروری بال کتنے دنوں کے بعد صاف کرنے چاہئیں؟

جواب:... غیرضروری بالوں کا ہر ہفتے صاف کرنا مستحب ہے، چالیس دن تک صفائی موٴخر کرنے کی اجازت ہے، اس کے بعد گناہ ہے، نماز اس حالت میں بھی ہوجاتی ہے۔[3]

ہر ہفتہ صفائی افضل ہے

سوال:... زیرِ ناف بالوں کا حدود اربعہ کہاں سے کہاں تک ہے؟

جواب:... ناف سے لے کر رانوں کی جڑ تک اور شرم گاہ (آگے، پیچھے) کے اردگرد جہاں تک ممکن ہو صفائی کرنا ضروری ہے، ہر ہفتہ صفائی افضل ہے، چالیس دن تک چھوڑنے کی اجازت ہے، اس سے زیادہ وقفہ ممنوع ہے۔[4]

---

(۱) ان یسمی قبل الْاستنجاء سمٰی قبل کشف العورة فإن کشف قبل التسمیة سمٰی بقلبه ولَا یحرّک بها لسانه لأنّ ذکر الله حال الْانکشاف غیر مستحب تعظیمًا لِاسم الله تعالٰی۔ (الجوهرة النیرة ص:۵ طبع دهلی)۔

(۲) والعانة: الشعر القریب من فرج الرجل والمرأة ومثلها شعر الدبر بل هو أولٰی بالْإزالة لئلّا یتعلق به شیء من الخارج عند الْاستنجاء بالحجر۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۴۸۱، کتاب الحج، فصل فی الْإحرام)۔

(۳) (و) یستحب (حلق عانته وتنظیف بدنه بالْإغتسال فی کل اسبوع مرّة) والأفضل یوم الجمعة وجاز فی کل خمسة عشر وکره ترکه وراء الأربعین۔ وقال الشامی: قوله وکره ترکه أی تحریمًا۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۴۰۶، فصل فی البیع، کتاب الحظر والْإباحة)۔

(۴) ویحلق عانته وینظف بدنه بالْإغتسال فی کل اسبوع مرّة فإن لم یفعل ففی کل خمسة عشر یومًا ولَا یعذر فی ترکه وراء الأربعین، فالأسبوع هو الأفضل والخمسة عشر الأوسط والأربعون الأبعد۔ (فتاویٰ هندیة ج:۵ ص:۳۵۷، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر)۔ والعانة: الشعر القریب من فرج الرجل والمرأة ومثلها شعر الدبر بل هو أولٰی بالْإزالة لئلّا یتعلق به شیء من الخارج عند الْاستنجاء بالحجر۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۴۸۱، کتاب الحج، فصل فی الْإحرام)۔

سینے کے بال بلیڈ سے صاف کرنا

سوال:... سینے کے بال بلیڈ یا اُسترے سے صاف کئے جاسکتے ہیں؟

جواب:... جی ہاں! جائز ہے۔[۱]

پنڈلیوں اور رانوں کے بال خود صاف کرنا یا نائی سے صاف کروانا

سوال:... ٹانگوں یعنی رانوں اور پنڈلیوں کے بال بلیڈ یا اُسترے سے بنائے یا نائی سے بنوائے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... صاف کرنے کا تو مضائقہ نہیں، مگر رانیں ستر ہیں، نائی سے صاف کرانا جائز نہیں۔[۲]

کٹے ہوئے بال پاک ہوتے ہیں

سوال:... سنا ہے جسم کے بال جب جسم کے اُوپر ہوتے ہیں تو پاک ہوتے ہیں، لیکن ترشوا یعنی کٹوا دیئے جاتے ہیں تو یہ ناپاک ہوجاتے ہیں، اگر یہ صحیح ہے تو پھر بال کٹوا کر بغیر نہائے نماز پڑھ لے کہ جماعت کی نماز جارہی ہے، تو کیا ایسی صورت میں نماز ہوجائے گی؟

جواب:... بال کٹوانے سے نہ غسل واجب ہوتا ہے، نہ وضو ٹوٹتا ہے۔[۳] کٹے ہوئے بال بھی پاک ہوتے ہیں،[۴] آپ نے غلط سنا ہے۔

---

(۱) لیکن خلافِ ادب ہے، وفی حلق شعر الصدر والظهر ترک الأدب کذا فی القنية۔ (فتاویٰ هندية ج:۵ ص:۳۵۸، کتاب الکراهية، الباب التاسع عشر)۔

(۲) ویجوز أن ینظر الرجل إلى الرجل إلّا إلٰی عورته کذا فی المحیط۔ (فتاویٰ هندية ج:۵ ص:۳۲۷، کتاب الکراهية، الباب الثامن)۔ وینظر الرجل من الرجل سوی ما بین سرته إلٰی ما تحت رکبته ...الخ۔ (الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۳۶۶، فصل فی النظر والمس)۔ عن محمد بن جحش قال: مرّ رسول الله صلی الله علیه وسلم علٰی معمر وفخذاه مکشوفتان فقال: یا معمر! غطّ فخذیک فإن الفخذ عورة۔ رواه فی شرح السُّنّة۔ (مشکوٰة ص:۲۶۹، باب النظر إلی المخطوبة ...إلخ)۔

(۳) ولَا یعاد الوضوء .... بحلق رأسه ولحیته کما لَا یعاد الغسل للمحل۔ (درمختار مع ردالمحتار ج:۱ ص:۱۰۱)۔

(۴) وشعر الإنسان وعظمه طاهر۔ (هداية ج:۱ ص:۴۱، طبع مکتبه شرکت علمیه، ملتان)۔

کن چیزوں سے غسل واجب ہوجاتا ہے اور کن سے نہیں؟

سونے میں ناپاک ہوجانے کے بعد غسل

سوال:... اگر کوئی شخص سوتے میں ناپاک ہوجائے تو کیا اس پر غسل ضروری ہے؟ اور کیا وہ اس حالت میں کھاپی سکتا ہے؟ اگر کسی چیز کو ہاتھ لگادے تو کیا وہ ناپاک ہوجائے گی؟

جواب:... سوتے میں آدمی ناپاک ہوجائے تو اس سے غسل فرض ہوجاتا ہے،(۱) مگر اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔(۲) جب غسل فرض ہو تو اس حالت میں کھانا پینا جائز ہے،(۳) اور ہاتھ صاف کرکے کسی چیز کو ہاتھ لگایا جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتی۔(۴)

ہم بستری کے بعد غسلِ جنابت مرد، عورت دونوں پر واجب ہے

سوال:... ہم بستری کے بعد کیا عورت پر بھی غسلِ جنابت واجب ہوجاتا ہے؟

جواب:... مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہے۔(۵)

خواب میں خود کو ناپاک دیکھنا

سوال:... خواب میں اگر کوئی اپنے آپ کو ناپاک حالت میں دیکھے، مثلاً: حیض وغیرہ تو کیا غسل فرض ہوجاتا ہے یا صرف وضو سے نماز ہوجائے گی؟

---

(۱) وان استيقظ فوجد في احليله بللًا ولم يتذكر حلما ...... إذا نام مضطجعًا أو تيقن أنه مني فعليه الغسل. (رد المحتار ج:۱ ص:۲۷۰، مطلب في تحرير الصاع والمد).

(۲) فإن نام فاحتلم لم يفطر لقوله صلى الله عليه وسلم: ثلاث لا يفطرن الصيام: القيء والحجامة والإحتلام. (هداية ج:۱ ص:۲۱۷، طبع شركت علميه، ملتان).

(۳) وان أراد أن يأكل أو يشرب فينبغي أن يتمضمض ويغسل يديه. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۶، طبع بلوچستان).

(۴) عن القاسم بن محمد قال: قالت عائشة: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: ناوليني الخمرة من المسجد، قالت: قلت: إني حائض! قال: إن حيضتك ليست في يدك. (جامع ترمذي ج:۱ ص:۱۹، طبع دهلي).

(۵) المعاني الموجبة للغسل: إنزال المني على وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة والتقاء الختانين من غير إنزال. (هداية ج:۱ ص:۳۱، فصل في الغسل).

جواب:... محض خواب میں اپنے آپ کو ناپاک دیکھنے سے غسل واجب نہیں ہوتا، جب تک جسم پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو۔[1]

انیما کے عمل سے غسل واجب نہیں

سوال:... پیٹ کے ایکسرے کے لئے مریض کا ایکسرے سے قبل انیما کیا جاتا ہے، یعنی اجابت کی جانب سے ایک خاص نلکی کے ذریعہ مریض کی آنتوں میں پانی پہنچایا جاتا ہے، پانی اتنا پہنچایا جاتا ہے کہ آنتیں خوب بھر جاتی ہیں اور پانی اسی دوران واپس آنے لگتا ہے، جس سے مریض کی ٹانگیں، کپڑے وغیرہ بھیگ جاتے ہیں، اس حالت میں مریض کو طہارت خانہ پہنچادیا جاتا ہے جہاں مریض کو پہنچایا ہوا پانی اجابت کے ذریعہ خارج ہوجاتا ہے، شاید اس طریقے کا مقصد آنتوں کی صفائی ہو۔

الف:... کیا اس صورت میں غسل واجب ہے؟

ب:... اگر غسل واجب نہیں ہوتا تو ٹانگیں وغیرہ دھونا اور کپڑے تبدیل کرنا ضروری ہے؟

ج:... اگر غسل واجب نہیں ہے تو کیا اس حالت میں نماز ہوجائے گی؟

جواب:... انیما کے عمل سے غسل واجب نہیں ہوتا،[2] مگر خارج شدہ پانی چونکہ نجس ہے، اس لئے بدن اور کپڑوں پر جو نجاست لگ جاتی ہے اس کا دھونا ضروری ہے،[3] نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے بعد بغیر غسل کئے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

لاش کی ڈاکٹری چیر پھاڑ کرنے سے غسل لازم نہیں

سوال:... میں میڈیکل کالج کا طالبِ علم ہوں، چونکہ ہمیں تعلیم کے دوران ڈائی سیکشن بھی کرنا ہوتا ہے، اس لئے یہ بتائیں کہ انسانی لاش کے گوشت کو ہاتھ لگانے کے بعد کیا غسل لازمی ہوجاتا ہے؟

جواب:... نہیں! بلکہ ہاتھ دھولینا کافی ہے۔[4]

عورت کو بچہ پیدا ہونے پر غسل فرض نہیں

سوال:... عورت کے جب بچہ پیدا ہوتا ہے، کیا اسی وقت غسل کرنا واجب ہے؟ چونکہ ہم نے سنا ہے کہ اگر عورت غسل نہ کرے گی تو اس کا کھانا پینا حرام اور گناہ ہے، جبکہ کراچی کے ہسپتالوں میں کوئی نہیں نہاتا؟

---

(۱) (لَا) يفترض (ان تذكر ولو مع اللذة) والإنزال (ولم ير) على رأس الذكر (بللًا) اجماعًا (وكذا المرأة) مثل الرجل على المذهب. (درمختار ج:۱ ص:۱۶۳، مطلب في تحرير الصاع والمد، كتاب الطهارة).

(۲) کیونکہ یہ موجباتِ غسل میں سے نہیں ہے۔ لیکن اس عمل سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ والخارج من السبيلين متفق فيه على أنه ينقض الوضوء. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۷، طبع بمبئی).

(۳) يجب على المصلي أن يقدم الطهارة من الأحداث والأنجاس. (هداية ج:۱ ص:۹۲، باب شروط الصلٰوة ...الخ).

(۴) کیونکہ میت کو چھونے سے وضو یا غسل واجب نہیں ہوتا۔

جواب:... حیض ونفاس والی عورت کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے،[1] جب تک وہ پاک نہ ہوجائے اس پر غسل فرض نہیں، اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اسی وقت غسل کرنا واجب ہے، بلکہ جب خون بند ہوجائے تو اس کے بعد غسل واجب ہوگا۔[2]

سیلان الرحم والی پر غسل واجب نہیں

سوال:... ویسے تو میں خدا کے فضل سے صحت مند ہوں، مگر کبھی کبھی اور خاص طور پر ماہواری کے ایام شروع ہونے سے کچھ دنوں پہلے خواتین کی مخصوص بیماری یعنی سیلان الرحم میں مبتلا ہوجاتی ہوں، تو کیا ایسی حالت میں نماز پڑھ سکتی ہوں یا پھر نہانا ضروری ہے؟ یا صرف کپڑے تبدیل کرکے نماز پڑھی جاسکتی ہے اور اس وقت کی نماز قضا کرنی ہوگی؟

جواب:... خون شروع ہونے سے پہلے تک عورت پاک ہے۔ سیلان الرحم سے غسل واجب نہیں ہوتا، البتہ اس سے کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے، کپڑے تبدیل کرکے نماز پڑھنی چاہئے۔[3]

مذی کے اِخراج والا شخص کیا کرے؟

سوال:... بندے کو مذی کا اِخراج بہت زیادہ ہے، ذرا سا ذہن منتشر ہوجائے تو قطرہ نکل جاتا ہے، جس کی وجہ سے کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں، بندے کو ہر جگہ کپڑے بدلنے کا موقع نہیں ملتا، اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کوئی چیز باندھ لیا کریں، مثلاً لنگوٹ وغیرہ، اور اس پر رُوئی رکھ لیں، کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے، اس رُوئی کو بدل لیا کریں۔

پیشاب کے ساتھ قطرے خارج ہونے پر غسل واجب نہیں

سوال:... پیشاب کے دوران اگر چند قطرے بھی خارج ہوجائیں تو کیا ایسی صورت میں غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب:... پیشاب کے دوران قطرے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا، بعض لوگوں کو یہ بیماری ہوتی ہے کہ پیشاب سے پہلے یا بعد، دُودھ کی شکل کا مادّہ خارج ہوتا ہے، اس کو "ودی" کہتے ہیں اور اس کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔[4]

---

(۱) ولَا یکرہ طبخھا ولَا إستعمال ما مستہ من عجین أو ماء أو نحوھما۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۲۹۲، مطلب لو افتی مفت بشیء من ھذہ الأقوال ...الخ، کتاب الطھارۃ)۔

(۲) (وفرض) الغسل (عند) خروج (منی) ..... (و) عند انقطاع حیض ونفاس۔ (درمختار علٰی ھامش رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۹، مطلب فی تحریر الصاع والمد والرطل)۔

(۳) والمستحاضۃ ومن بہ سلس البول والرعاف .... یتوضؤن لوقت کل صلٰوۃ فیصلون بذٰلک الوضوء۔ (ھدایۃ ج:۱ ص:۵۰)۔ أیضًا: ومن وراء باطن الفرج فإنہ نجس قطعًا ککل خارج من الباطن کالماء الخارج مع الولد أو قبلہ۔ (شامی ج:۱ ص:۳۱۳، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۴) ولیس فی المذی والودی غسل۔ (ھدایۃ ج:۱ ص:۳۳، فصل فی الغسل، وکذا فی رد المحتار ج:۱ ص:۱۶۵، مطلب فی تحریر الصاع والمد والرطل)۔

وضو یا غسل کے بعد پیشاب کا قطرہ آنے پر وضو دوبارہ کریں، غسل نہیں

سوال:... وضو کے بعد اگر پیشاب کا قطرہ آجائے تو کیا دوبارہ وضو کرنا چاہئے؟ غسل کے بعد اگر کبھی پیشاب کا قطرہ آجائے تو کیا دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے؟

جواب:... پیشاب کا قطرہ آنے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے، دوبارہ استنجا اور وضو کرنا چاہئے،[1] غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر غسل کے بعد منی خارج ہوجائے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر غسل سے پہلے سولیا ہو، یا پیشاب کرلیا ہو یا چل پھر لیا ہو تو دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں، اور اگر صحبت سے فارغ ہوکر فوراً غسل کرلیا، نہ پیشاب کیا، نہ سویا، نہ چلا پھرا، بعد میں منی خارج ہوئی تو دوبارہ غسل لازم ہے۔[2]

اگر غسل کے بعد منی یا پیشاب کا قطرہ آجائے تو کیا غسل واجب ہے؟

سوال:... اگر غسل کے بعد یا نماز پڑھنے کے بعد منی یا پیشاب وغیرہ کا قطرہ آجائے تو غسل ہوگا یا نہیں؟

جواب:... اگر غسل کرنے سے قبل سوگیا تھا یا پیشاب کرلیا تھا، یا چل پھر لیا تھا، تو دوبارہ غسل واجب نہیں، اور اگر ان اُمور سے پہلے غسل کیا تھا اور منی کا قطرہ نکل آیا تو غسل دوبارہ کرے،[3] لیکن قطرہ نکلنے سے پہلے جو نماز پڑھی وہ ہوگئی،[4] اور اگر پیشاب کا قطرہ آیا تو غسل واجب نہیں، صرف وضو کرلینا کافی ہے، اور کپڑے میں جہاں نجاست لگی ہو اس کا دھونا کافی ہے۔[5]

---

(۱) المعانی الناقضة للوضوء کل ما یخرج من السبیلین۔ (ھدایة ج:۱ ص:۲۲، فصل فی نواقض الوضوء وکذا فی رد المحتار ج:۱ ص:۱۳۴، مطلب نواقض الوضوء)۔

(۲) ان الجامع إذا اغتسل قبل أن یبول أو ینام لم سال منه بقیة المنی من غیر شھوة یعید الإغتسال عندھما خلافًا له فلو خرج بقیة المنی بعد البول أو النوم أو المشی لَا یجب الغسل إجماعًا۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۱۰۳، کتاب الطھارة)۔

(۳) ایضًا۔

(۴) وفی فتح القدیر: وکذا لَا یعید الصلٰوة التی صلاھا بعد الغسل الأوّل قبل خروج ما تأخر من المنی اتفاقًا۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۱۰۳، کتاب الطھارة)۔

(۵) والخارج من السبیلین متفق فیه علٰی أنه ینقض الوضوء۔ (الجوھرة النیرة ج:۱ ص:۷، طبع بمبئی)۔ أیضًا: یجب علی المصلی أن یقدم الطھارة من الأحداث والأنجاس۔ (ھدایة ج:۱ ص:۹۲، طبع مکتبه شرکت علمیه، ملتان)۔

تیمّم

پانی نہ ملنے پر تیمّم کیوں؟

سوال:... پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرایا جاتا ہے، اس میں کیا مصلحت ہے؟

جواب:... میرے بھائی! ہمارے لئے سب سے بڑی مصلحت یہی ہے کہ اللہ پاک کا حکم ہے اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ویسے قرآنِ کریم نے اس کی مصلحتوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

''اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے، بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے، تاکہ تم شکر کرو۔'' (سورۂ مائدہ)[1]

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ نے پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی کو پاک کرنے والی بنایا ہے، جس طرح پانی انسانی بدن کو پاک کرنے والا ہے، اسی طرح پانی پر قدرت نہ ہونے کی حالت میں مٹی سے تیمم کرنا بھی پاک کرنے والا ہے، حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ اپنے ترجمے کے فوائد میں لکھتے ہیں:

''مٹی طاہر ہے اور بعض چیزوں کے لئے مثل پانی کے مطہر بھی ہے، مثلاً خف (چمڑے کا موزہ)، تلوار، آئینہ وغیرہ۔ اور جو نجاست زمین پر گر کر خاک ہوجاتی ہے وہ بھی پاک ہوجاتی ہے۔ اور نیز ہاتھ اور چہرہ پر مٹی ملنے میں عجز بھی پورا ہے، جو گناہوں سے معافی مانگنے کی اعلیٰ صورت ہے۔ سو جب مٹی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاست کو زائل کرتی ہے، تو اس لئے بوقتِ معذوری پانی کے قائم مقام کی گئی، اس کے سو اقتضائے آسانی وسہولت جس پر حکم تیمم مبنی ہے، یہ ہے کہ پانی کی قائم مقام ایسی چیز کی جائے جو پانی سے زیادہ سہل الوصول ہو۔ سو زمین کا ایسا ہونا ظاہر ہے، کیونکہ وہ سب جگہ موجود ہے، مع ہذا خاک انسان کی اصل ہے اور اپنی اصل کی طرف رُجوع کرنے میں گناہوں اور خرابیوں سے بچاؤ ہے، کافر بھی آرزو کریں گے کہ کسی طرح خاک میں مل جائیں، جیسا کہ پہلی آیت میں مذکور ہوا۔'' (ترجمہ شیخ الہندؒ، سورۂ نساء آیت:۴۳)

تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

سوال:... ہمارے خاندان کی اکثر خواتین تیمم کرکے نماز پڑھتی ہیں، جبکہ گھر میں پانی بھی موجود ہوتا ہے، اور خواتین کو

---

(۱) "مَا يُرِيْدُ اللهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ" (المائدة:۶).

کوئی ایسی بیماری بھی نہیں ہے، جس میں پانی سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، کیا ایسی نمازیں قبول ہوں گی؟ ایسی نمازوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... تیمّم کی اجازت صرف ایسی صورت میں ہے کہ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو، جو شخص پانی استعمال کرسکتا ہے، اس کا تیمّم جائز نہیں، نہ اس کی نماز صحیح ہوگی۔ اور پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ پانی میسر ہی نہ آئے، یہ صورت عموماً سفر میں پیش آسکتی ہے، پس اگر پانی ایک میل دُور ہو، یا کنواں تو ہے مگر کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی صورت نہیں، یا پانی پر کوئی درندہ بیٹھا ہے، یا پانی پر دُشمن کا قبضہ ہے اور اس کے خوف کی وجہ سے پانی تک پہنچنا ممکن نہیں، تو ان تمام صورتوں میں اس شخص کو گویا پانی میسر نہیں اور وہ تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے۔[1]

دُوسری صورت یہ ہے کہ پانی تو موجود ہے مگر وہ بیمار ہے اور وضو یا غسل سے جان کی ہلاکت کا یا کسی عضو کے تلف ہوجانے کا یا بیماری کے طول پکڑ جانے کا اندیشہ ہے، یا خود وضو یا غسل کرنے سے معذور ہے اور کوئی دُوسرا آدمی وضو اور غسل کرانے والا موجود نہیں، تو ایسا شخص تیمّم کرسکتا ہے۔[2]

جو خواتین ان معذوریوں کے بغیر تیمّم کرلیتی ہیں ان کا تیمّم کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ اور طہارت کے بغیر نماز کیسے صحیح ہوسکتی ہے...؟[3]

تیمّم کرنے کا طریقہ

سوال:... تیمّم کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:... پاک ہونے کی نیت کرکے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر پھیر کر ان کو جھاڑ لیجئے اور اچھی طرح منہ پر مل لیجئے کہ ایک بال کی جگہ بھی خالی نہ رہے، پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک مل لیجئے۔[4]

---

(۱) ومن لم یجد الماء وهو مسافر المراد من الوجود القدرة على الإستعمال حتّٰی أنه لو کان مریضًا أو علٰی رأس بئر بغیر دلو أو کان قریبًا من عین وعلیها عدوّ أو سبع أو حیة لَا یستطیع الوصول إلیه لَا یکون واجدًا۔ (الجوهرة النیرة ج:۱ ص:۲۰، طبع بمبئی)۔

(۲) أو کان یجد الماء إلَّا أنه مریض إلٰی آخره المریض له ثلاث حالَات إحداها إذا کان یستضر بإستعمال الماء کمن به جدری أو حمی أو جراحة یضره الإستعمال فهٰذا یجوز له التیمم إجماعًا والثانیة إن کان لَا یضره إلَّا الحرکة إلیه ولَا یضره الماء کالمبطون وصاحب العرق المدینی فإن کان لَا یجد من یستعین به جاز له التیمم أیضًا إجماعًا ... إلخ۔ (الجوهرة النیرة ج:۱ ص:۲۱)۔

(۳) دیکھئے: رد المحتار علی الدر المختار ج:۱ ص:۲۲۹، باب التیمم)۔

(۴) والتیمم ضربتان یمسح بإحداهما وجهه وبالأخرٰی یدیه إلی المرفقین لقوله علیه السلام: التیمم ضربتان، ضربة للوجه وضربة للیدین، وینفض یدیه بقدر ما یتناثر التراب کیلا یصیر مثلة ولَا بد من الإستیعاب فی ظاهر الروایة لقیامه مقام الوضوء ولهٰذا قالوا یخلل الأصابع وینزع الخاتم لیتم المسح۔ (هدایة ج:۱ ص:۵۰)۔ أیضًا: وفی شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۴۱۷ عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم فی التیمم: ضربة للوجه وضربة للذراعین إلی المرفقین۔ أیضًا: (تیمم ..... مستوعبا وجهه) حتّٰی لو ترک شعرة أو وترة منخره لم یجز (ویدیه) فینزع الخاتم والسوار أو یحرک به یفتی (مع مرفقیه) فیمسحه الأقطع (بضربتین)۔ (درمختار علٰی هامش رد المحتار ج:۱ ص:۲۳۷، باب التیمم)۔

پانی ہوتے ہوئے تیمّم کرنا جائز نہیں

سوال:... میرے ایک دوست ہیں، نماز روزے کے بڑے پابند ہیں، ان کا کہنا ہے کہ بعض لوگ نماز روزے کی پابندی اس لئے نہیں کرسکتے کہ اس معاملے میں انتہا پسند ہوجاتے ہیں، اور پھر پوری طرح اس پر عمل پیرا نہیں ہوسکنے کی وجہ سے اسے چھوڑ دیتے ہیں، اس لئے ہمیں اعتدال سے کام لینا چاہئے۔ اسی لئے وہ اکثر رات کے وقت پانی ہوتے ہوئے بھی تیمّم کرکے نماز ادا کرتے ہیں۔ ٹی وی ڈراموں سے فارغ ہوجاتے ہیں، تب عشاء کی نماز ادا کرتے ہیں، وغیرہ، وغیرہ۔ جبکہ میرا اپنا ذاتی خیال یہ ہے کہ اگر ہم کوئی فرض ادا کریں تو اسے پورے لوازمات کے ساتھ ادا کریں، اس کی تمام شرائط پوری کریں۔ بتایئے آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب:... آپ کی بات صحیح ہے، پانی ہوتے ہوئے تیمّم نہیں ہوسکتا، آپ کے دوست کا یہ کہنا تو بجا ہے کہ ''ہمیں اعتدال سے کام لینا چاہئے'' لیکن ہمیں ''اِعتدال کا پیمانہ'' اپنے پاس سے ایجاد کرنے کی اجازت نہیں کہ جس چیز کو ہماری طبیعت ''اِعتدال'' کہے، بس اس کو ''اِعتدال'' سمجھا جائے۔ اِعتدال کا پیمانہ خود شریعتِ مطہرہ ہے، چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے: ''پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو پاک مٹی کا''[1]، آپ دیکھ رہے ہیں کہ قرآنِ کریم نے پانی نہ مل سکنے کو تیمّم کی شرط ٹھہرایا، پس یہ تو اِعتدال ہوا، اور جو شخص پانی کے ہوتے ہوئے بغیر کسی عذر کے تیمّم سے نماز ٹرخا لیتا ہے وہ بے اِعتدالی کا مرتکب ہے۔

وضو اور غسل کے تیمّم کا ایک ہی طریقہ ہے

سوال:... کیا وضو اور غسل کے تیمّم میں کچھ فرق ہے؟ جنابت کے غسل کے لئے میں نے پڑھا ہے کہ زمین پر لیٹ کر ایک کروٹ دائیں طرف مکمل کرو، دُوسری کروٹ بائیں طرف مکمل کرو، یہ جنابت کا تیمّم ہوگیا۔ یہ کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:... وضو اور غسل کے تیمّم میں کوئی فرق نہیں،[2] دونوں کا ایک طریقہ ہے، جنابت کے غسل کے لئے آپ نے زمین پر لیٹنے اور مٹی سے لت پت ہونے کی جو بات سنی ہے، وہ غلط ہے۔

تیمّم کن چیزوں سے جائز ہے؟

سوال:... تیمّم کن چیزوں سے ہوسکتا ہے؟ مثلاً: سیمنٹ والا فرش، صاف کپڑا، مٹی وغیرہ۔

جواب:... تیمّم پاک مٹی سے ہوسکتا ہے، یا جو چیز مٹی کی جنس سے ہو،[3] لکڑی، کپڑا، لوہا جیسی چیزوں سے تیمّم نہیں ہوگا، البتہ اگر کپڑے، لکڑی وغیرہ پر غبار پڑا ہو تو اس سے تیمّم جائز ہے۔[4]

---

(۱) قال تعالٰی: "فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا" (المائدة:۶).

(۲) والتيمم في الجنابة والحدث سواء يعني فعلًا ونيةً .... والصحيح أنه لَا يحتاج إلى نية التميز بل إذا نوى الطهارة أو إستباحة الصلاة أجزاءه وكذا يتمم للحيض والنفاس. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۲۵ باب التيمم).

(۳) ويجوز التيمم عند أبي حنيفة ومحمد بكل ما كان من جنس الأرض كالتراب والرمل ... الخ. (هداية أولين ص:۵۱، باب التيمم).

(۴) وكذا يجوز بالغبار مع القدرة على الصعيد عند أبي حنيفة ومحمد لأنه تراب رقيق. (هداية أولين ص:۵۱، باب التيمم).

آئل پینٹ والی دیوار پر تیمّم کرنا

سوال:... آئل پینٹ لگی ہوئی خشک دیوار پر تیمم ہو جاتا ہے؟

جواب:... جائز نہیں۔ (۱)

لکڑی پر تیمّم کرنا

سوال:... تیمم کے متعلق سوال ہے کہ یہ مٹی سے جائز ہے، پوچھنا ہے کہ اگر مٹی کسی پاک لکڑی کے اُوپر لگی ہو یعنی (دُھول) یا کسی پاک پلاسٹک کے اُوپر یا چونے کی دیوار پر ہو، یا پلاسٹک پینٹ یا ڈسٹمپر کی ہوئی پاک دیوار پر دُھول موجود ہو تو کیا اس سب پر ہاتھ پھیر کر تیمم کرنا جائز ہے یا پھر کوئی اور طریقہ کار بتائیں، میں جوڑوں کی تکلیف میں مبتلا ہوں۔

جواب:... اگر کسی لکڑی وغیرہ پر اِتنا غبار جما ہو کہ اس پر اُنگلی کھینچنے سے لکیر بن جائے تو اس پر تیمم جائز ہے۔ (۲)

سردیوں میں وضو کے بجائے تیمّم کرنا

سوال:... میں سردیوں میں اکثر وضو کے بجائے تیمم کرتی ہوں، کیونکہ مجھے جوڑوں کے درد کی شکایت ہے، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

جواب:... اگر گرم پانی سے وضو کرنا ممکن ہو تو تیمم جائز نہیں، اور اگر گرم پانی سے بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے تو تیمم جائز ہے۔ (۳)

وقت کی تنگی کی وجہ سے بجائے غسل کے تیمّم جائز نہیں

سوال:... زید جماعت سے نماز پڑھتا ہے، زید کو فجر کی نماز سے پہلے غسل کی حاجت ہے، زید کی آنکھ اُس وقت کھلی جب سورج کے طلوع ہونے میں صرف ۱۵، ۲۰ منٹ باقی ہیں، زید اتنی دیر میں غسل کرے گا تو نماز کا وقت جاتا رہے گا، ایسی صورت میں کیا زید تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب:... محض وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کرنا جائز نہیں، غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر وقت نکل جائے تو قضا پڑھے، البتہ بہتر یہ ہے کہ اس وقت تیمم کر کے نماز پڑھ لے، بعد میں غسل کر کے قضا کرے۔ (۴)

---

(۱) يتيمم بطاهر من جنس الأرض كذا في التبيين. كل ما يحترق فيصير رمادًا كالحطب والحشيش ونحوهما أو ما ينطبع ويلين كالحديد والصفر والنحاس والزجاج ..... فليس من جنس الأرض. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۶) فيجوز التيمم بالتراب والرمل ..... دون الماء والجص والنوره والكحل والزرنيخ ... الخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۶).

(۲) ولو وضع يديه على حنطة أو شعير فلصق بيديه غبار .... جائز به التيمم. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۷).

(۳) إذا خاف إن توضأ أن يقتله البرد أو ليمرضه يتيمم. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۸).

(۴) (لَا) يتيمم (لفوت جمعة ووقت) ولو وترًا لفواتها إلى بدل وقيل يتيمم لفوات الوقت قال الحلبي: فالأحوط أن يتيمم ويصلي ثم يعيد. (درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۲۴۶، باب التيمم).

تیمّم مرض میں صحیح ہے، کم ہمتی سے نہیں

سوال:... میں ٹی بی کی دائمی مریض ہوں، اگست سے لے کر اپریل مئی تک مجھے مسلسل بخار، نزلہ، زکام اور جسم میں کہیں نہ کہیں درد رہتا ہے، اس تکلیف کی وجہ سے میں عصر سے عشاء تک تیمم کرتی ہوں، اسلامی رُو سے یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط؟ تحریر فرمائیں؟

جواب:... اگر پانی نقصان دیتا ہو اور اس سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو آپ وضو کی جگہ تیمم کرسکتی ہیں،[1] لیکن محض کم ہمتی کی وجہ سے وضو ترک کرکے تیمم کرلینا صحیح نہیں۔

غسل کے بجائے تیمّم کب جائز ہے؟

سوال:... اگر غسل واجب ہوجائے اور مرض بڑھنے یا بیمار ہوجانے کا خدشہ ہو تو کیا اس صورت میں تیمم ہوجائے گا اور غسل کے لئے تیمم کا طریقۂ کار کیا ہوگا؟

جواب:... محض وہم کا اعتبار نہیں، اگر کسی شخص کی واقعی حالت ایسی ہو کہ وہ گرم پانی سے بھی غسل کرلے تو بیماری بڑھ جانے یا بیمار پڑ جانے کا غالب گمان ہو تو اس کو غسل کی جگہ تیمم کی اجازت ہے،[2] اور غسل کا تیمم وہی ہے جو وضو کا ہوتا ہے۔[3]

طبیب بیماری کی تصدیق کردے تو تیمّم کرے

سوال:... اگر کوئی شخص بیمار ہو اور غسل کرنے سے بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو وہ کیا کرے؟

جواب:... اگر واقعی اندیشہ ہو اور طبیب اس کی تصدیق کردے تو تیمم کرے، بشرطیکہ طبیب ماہر اور دین دار ہو۔[4]

غسل کے لئے ایک ہی تیمّم کافی ہے

سوال:... آدمی جتنے دن بیمار رہے ہر نماز سے پہلے وضو کرنے سے پہلے غسل کے طور پر تیمم ضروری ہے یا ایک بار تیمم کرنا ہی کافی ہوتا ہے؟

جواب:... غسل کے لئے تیمم صرف ایک بار کرلینا کافی ہے، جب تک دوبارہ غسل کی حاجت پیش نہ آجائے۔

---

(۱) (ومن عجز عن استعمال الماء لبعده ميلًا أو لمرض) يشتد أو يمتد بغلبة ظن ...الخ. (در مختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۲۳۲، باب التيمم).

(۲) أو كان يجد الماء إلّا أنه مريض يضره إستعمال الماء فخاف بغلبة الظن أو قول حاذق مسلم إن إستعمل الماء اشتدّ أو امتدّ مرضه .... فإنه يتيمم بالصعيد. (اللباب في شرح الكتاب ج:۱ ص:۵۲).

(۳) والتيمم في الجنابة والحدث سواء يعني فعلًا ونيةً. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۲۵ باب التيمم).

(۴) (ومن عجز عن استعمال الماء لبعده ميلًا أو لمرض) يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم ولو بتحرك. (درمختار علىٰ هامش رد المحتار ج:۱ ص:۲۳۲، باب التيمم).

پانی لگنے سے مہاسوں سے خون نکلنے پر تیمّم جائز ہے

سوال:... میری عمر ۱۸ سال ہے اور میرے تمام چہرے پر مہاسے ہیں جن میں خون اور پیپ ہے، جب میں وضو کرتا ہوں تو چہرے پر پانی لگنے سے مہاسوں میں سے خون نکلنے لگتا ہے، کیا میں ایسی حالت میں تمام اوقات میں تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہوں؟

جواب:... اگر تکلیف واقعی اتنی سخت ہے جتنی آپ نے لکھی ہے، اور مسح بھی نہیں کر سکتے تو تیمم جائز ہے۔ [۱]

مستعمل پانی کے ہوتے ہوئے تیمّم

سوال:... مستعمل پانی اور غیر مستعمل پانی جبکہ یکجا جمع ہوں کوئی اور پانی برائے وضو نہ ملے اور مستعمل اور غیر مستعمل برابر ہوں، مثلاً ایک لوٹا مستعمل اور ایک لوٹا غیر مستعمل ہو، اب فرمائیں کہ اس صورت میں کیا کریں وضو یا تیمم؟

جواب:... مستعمل اور غیر مستعمل پانی اگر مل جائیں تو غالب کا اعتبار ہے، اگر دونوں برابر ہوں تو احتیاطاً غیر مستعمل کو مغلوب قرار دیا جائے گا، اور اس سے وضو صحیح نہیں بلکہ تیمم کرنا ہوگا۔ [۲]

ریل گاڑی میں پانی نہ ہونے پر تیمّم

سوال:... ریل گاڑی کے سفر میں اگر وضو کے لئے پانی دستیاب نہ ہوسکے اور وقت قضا ہو رہا ہو تو کیا عمل کریں؟

جواب:... ریل گاڑی میں پانی دستیاب نہ ہو تو تیمم کر سکتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ ریل کے کسی ڈبے میں بھی پانی نہ ہو، اور ایک میل شرعی کے اندر پانی کے موجود ہونے کا علم نہ ہو جہاں ریل رُکتی ہو۔ [۳]

---

(۱) ولو كان يجد الماء إلّا أنه مريض فخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه يتمم. (هداية ج:۱ ص:۴۹).

(۲) (فإن اختلط رطلان) مثلًا (من الماء المستعمل برطل من المطلق لَا يجوز به الوضوء وبعكسه) وهو لو كان الأكثر المطلق (جاز) به الوضوء وان استويا لم يذكر حكمه في ظاهر الرواية، وقال المشائخ: حكمه حكم المغلوب إحتياطًا. (مراقي على نور الإيضاح مع حاشية الطحطاوي ص:۲۷، كتاب الطهارة).

(۳) ومن عجز عن استعمال الماء لبعده ميلًا. (تنوير الأبصار مع رد المحتار ج:۱ ص:۲۳۲، باب التيمم).

موزوں پر مسح

کن موزوں پر مسح جائز ہے؟

سوال:... سردیوں کے موسم میں اکثر افراد نائیلون کے موزوں پر مسح کرتے ہیں، میں نے بھی فقہ کی بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر ایسے موزے پر مسح جائز ہے، جس سے پیر نہ جھلکتے ہوں۔ مگر بعض لوگ پھر بھی مخالفت کرتے ہیں۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کس قسم کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے؟

جواب:... ایسی جرابوں پر مسح جائز ہے جو خوب موٹی ہوں اور کسی چیز سے باندھے بغیر تین چار میل ان کو پہن کر چل سکتا ہو۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسی جرابوں پر مردانہ جوتے کی مقدار کا چمڑا چڑھا ہوا ہو، پس اگر جرابیں پتلی ہوں تو ان پر ہمارے فقہاء میں سے کسی کے نزدیک مسح جائز نہیں، اور اگر موٹی ہوں لیکن ان پر چمڑا نہ چڑھا ہوا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسح جائز نہیں، صاحبین (امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ) کے نزدیک جائز ہے۔[1]

مسح کرنے والے موزے میں پاک چمڑا

سوال:... موزوں کے بارے میں احادیث سے ثابت ہے کہ ان پر مسح کرلیا جائے، مسئلہ یہ ہے کہ ان موزوں کا جو کہ پہن رکھے ہیں ان کا پتہ کیسے لگایا جائے کہ یہ حلال جانور کے ہیں یا حرام جانور کے؟ کیا حلال وحرام دونوں جانوروں کے چمڑے سے بنے ہوئے موزوں پر مسح کرنے سے وضو ہوجاتا ہے یا نہیں؟

جواب:... کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے،[2] اور موزے پاک چمڑے ہی کے بنائے جاتے ہیں، اس لئے اس وسوسے کی ضرورت نہیں۔

---

(۱) ولَا يجوز المسح على الجوربين عند أبي حنيفة إلّا أن يكونا مجلدين أو منعلين وقالَا: يجوز إذا كان ثخينين لا يشفان. (هداية أولين ص:۶۱، باب المسح على الخفين). أيضًا: وأما المسح على الجوربين فإن كانا مجلدين أو منعلين يجزيه بلا خلاف عند أصحابنا وإن لم يكونا مجلدين ولَا منعلين فإن كانا رقيقين يشفان الماء لَا يجوز المسح عليهما بالإجماع وإذا كانا ثخين لَا يجوز عند أبي حنيفة وعند أبي يوسف ومحمد يجوز. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۰). أيضًا: يمكن المشي فيه إذا كان ثخينا كجوارب الصوف اليوم وبه تبين أن المفتى به عند الحنفية: جواز المسح على الجوربين الثخينين بحيث يمشي عليها فرسخًا أو فأكثر، ويثبت علىِ الساق بنفسه ولَا يرى ما تحته ولَا يشف، واشترط المالكية كأبي حنيفة: أن يكون الجوربان مجلدين ظاهرهما وباطنهما حتى يمكن المشي فيهما عادة، فيصيرا مثل الخف وهو محمل أحاديث المسح على الجوربين. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۱ ص:۳۴۴، طبع دار الفكر، دمشق).

(۲) وكل اهاب دبغ فقد طهر. (هداية أولين ص:۴۰، باب الماء الذى يجوز به الوضوء ...الخ).

حیض و نفاس

پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل

دس دن کے اندر آنے والا خون حیض ہی میں شمار ہوگا

سوال:... ایک عورت کو ہر مہینے چھ یا سات دن حیض رہتا ہے، لیکن کبھی کبھار پانچ دن گزرنے کے بعد جب صبح اُٹھتی ہے تو کوئی خون وغیرہ نہیں ہوتا، اس طرح وہ غسل کرلیتی ہے، لیکن غسل کرنے کے بعد پھر خون جاری ہوجاتا ہے، اسی طرح دُوسرے دن بھی ہوتا ہے، ۴، ۵ گھنٹے کچھ نہیں ہوتا ہے، لیکن اس کے بعد پھر خون جاری ہوجاتا ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ جن دنوں میں وقفے وقفے سے جو خون آتا رہا، یہ حیض میں شمار ہوگا یا استحاضہ میں؟ یعنی اگر کسی عورت کو ۵، ۶ گھنٹے یا کم و بیش وقت کے بعد پھر خون جاری ہوجائے تو وہ حیض شمار ہوگا یا نہیں؟ دوسرا ہر مہینے جو دن مقرّر ہیں اور ان مقررہ دنوں کے بعد ایسا ہوجائے تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب:... حیض کی کم سے کم مدّت تین دن ہے، اور زیادہ سے زیادہ مدّت دس دن ہے، حیض کی مدّت کے دوران جو خون آئے، وہ حیض ہی شمار ہوگا، خواہ ۳، ۴ گھنٹے کے وقفے ہی سے آئے۔[1]

ماہواری سے پہلے اور بعد میں آنے والے سفید پانی سے غسل واجب نہیں

سوال:... سفید قطرے جو انڈے کی سفیدی کی طرح ہوں، جو ماہانہ ایام سے پہلے اور بعد میں ایک ہفتے تک یا اس سے کم یا زیادہ دِنوں تک آتے ہوں، تو اس دوران صرف وضو کرکے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

---

(۱) باب الحیض .... (وأقله ثلاثة أيام بلياليها) الثلاث، فالإضافة لبيان العدد المقدر بالساعات الفلكية لَا للإختصاص ..... (وأكثره عشرة) بعشر ليال، كذا رواه الدارقطني وغيره، (قوله بالساعات) ..... ثم اعلم أنه لا يشترط استمرار الدم فيها بحيث لَا ينقطع ساعة، لأن ذلك لَا يكون إلّا نادرًا بل انقطاعه ساعة أو ساعتين فصاعدًا غير مبطل، كذا في المستصفى بحر، أي لأن العبرة لأوله وآخره ...الخ. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۲۸۴، باب الحيض). أيضًا: أقل الحيض ثلاثة أيام وأكثره عشرة أيام. والأصل فيه ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لفاطمة بنت أبي حبيش رضي الله عنها: دعي الصلاة أيام محيضتك .... وأقل ما يتناوله اسم الأيام إذا أطلقت مع ذكر العدد: ثلاثة أيام وأكثره عشرة. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۴۸۰، طبع بيروت).

جواب:... ماہواری کا غسل کرنے کے بعد جو سفید پانی آتا ہے وہ نجس ہے،[۱] لیکن اس سے غسل واجب نہیں ہوتا، وضو کرکے نماز پڑھا کریں۔[۲]

غسل کے بعد اگر خون آجائے تو کیا کیا جائے؟

سوال:... عورتوں کے خاص ایام کے بعد غسل کیا جائے اور غسل کے ایک آدھ دن گزرنے کے بعد کچھ حیض آئے تو اس صورت میں بدن پر پانی بہانا کافی ہوگا یا سر کے بالوں سے پانی بہانا بھی لازمی ہوگا۔ ایام کے گزرنے کے یقین کے بعد غسل یہ حالت اکثر و بیشتر پیش آئے تو کیا غسل لازم ہوگا اور اس کے بعد ہی نماز وغیرہ ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب:... حیض کی مدّت دس دن ہے، اس دوران اگر دوبارہ خون آجائے تو عورت ناپاک ہوجائے گی،[۳] اور خون بند ہونے کے بعد دوبارہ غسل واجب ہوگا۔[۴]

حیض کی چند صورتیں اور اُن کا حکم

سوال:... ہفتے سے مخصوص دن شروع ہوا، اور منگل تک ختم ہوا، میں نے جمعہ کو نہا کر نماز اَدا کی، اب یہ بتایئے کہ بدھ اور جمعرات کی قضا نمازیں کی جائیں یا نہیں؟ یہ بتایئے کہ مخصوص ایام کے ساتھ دن پورے ہونے کے بعد (چاہے تین دن بعد ہی مخصوص دن ختم ہوجائیں) نماز اَدا کی جائے یا مخصوص ایام ختم ہونے کے ساتھ ہی نہا کر نماز اَدا کی جائے؟ اس بارے میں بہت سی ساتھیوں کو علم نہیں ہے، ضرور جواب دیجئے۔

جواب:... ماہواری کی مدّت کم سے کم تین دن ہے، اور زیادہ سے زیادہ دس دن۔[۵] عام طور پر مستورات کی عادت کے دن مقرّر ہوتے ہیں، مثلاً: سات دن۔ اب خون بند ہونے کی چند صورتیں ہوسکتی ہیں:

۱:... خون تین دن سے کم میں بند ہوجائے، اس صورت میں عورت کو اِنتظار کرنا چاہئے کہ کچھ دن وقفے کے بعد دوبارہ نہ

---

(۱) ومن وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعًا ككل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولد أو قبيله۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۳۱۳، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۲) وينقضه خروج كل خارج نجس منه من المتوضى الحى معتادًا أو لَا من السبيلين أو لَا إلى ما يطهر ثم المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۱۳۴)۔

(۳) ومنها النصاب أقل الحيض ثلاثة أيام وثلاث ليال في ظاهر الرواية هكذا في التبيين وأكثره عشرة أيام ولياليها كذا في الخلاصة .... الطهر المتخلل بين الدمين والدماء في مدة الحيض يكون حيضًا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۳۶)۔ أيضًا: عن عثمان بن أبي العاص وأنس بن مالك رضي الله عنهما في الحيض أن أقله ثلاثة أيام وأكثره عشرة أيام وما بعد ذالك فهو إستحاضة۔ (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۴۸۳، طبع بیروت)۔

(۴) ومنها وجوب الإغتسال عند الإنقطاع هكذا في الكفاية۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۳۹، طبع بلوچستان)۔

(۵) أقل الحيض ثلاثة أيام ولياليها وما نقص من ذلك فهو إستحاضة لقوله عليه السلام: أقل الحيض للجارية البكر والثيب ثلاثة أيام ولياليها ..... وأكثره عشرة أيام والزائد إستحاضة۔ (هداية ج:۱ ص:۶۲، باب الحيض والإستحاضة)۔

شروع ہوجائے، اگر دوبارہ آئے تو مدّتِ حیض میں یہ وقفہ بھی حیض ہی شمار ہوگا۔[۱] اور اگر تین دن سے کم میں بند ہوکر پھر نہ آئے تو یہ حیض نہیں،[۲] اس کی نمازیں لوٹائی جائیں۔[۳]

۲:...خون تین دن یا زیادہ آئے، لیکن عادت سے پہلے بند ہوجائے، اس صورت میں عورت کو عادت تک انتظار کرنا چاہئے، اگر دوبارہ پھر نہیں آیا تو جب سے بند ہوا اس وقت سے پاک سمجھی جائے گی۔ اس کو اتنی نمازیں قضا کرنی ہوں گی۔[۴]

۳:...عادت پر بند ہو، اس کا حکم واضح ہے کہ غسل کرکے نماز پڑھے۔

۴:...عادت سے بڑھ جائے، اس صورت میں اگر دس دن کے اندر اندر بند ہوجائے تو یہ حیض ہی شمار ہوگا۔ اور سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی۔ اگر خدانخواستہ دس دن سے بڑھ جائے تو عادت سے زیادہ جتنے دن گزرے ہیں وہ پاکی کے شمار ہوں گے، اور ان کی نمازیں لوٹانی ہوں گی۔[۵]

رحم سے خارج ہونے والی رطوبت کا کیا حکم ہے؟

سوال:...خواتین کے پیشاب اور پاخانے کے علاوہ باقی فضلات (علاوہ حیض) ناپاک ہیں یا نہیں؟ یعنی ان کے کپڑے میں یا جسم پر لگے رہنے سے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ وضو باقی رہتا ہے یا نہیں؟ (خروجِ فضلات سے)۔

جواب:...رحم سے خارج ہونے والی رطوبت ناپاک ہے اور اس سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور کپڑا بھی ناپاک ہوجاتا ہے۔[۶] جس عورت کو سیلان الرحم (لیکوریا) کی بیماری ہو وہ معذور کے حکم میں ہے، یعنی وقت کے اندر ایک بار وضو کرلینا اس کے لئے کافی ہے، نماز کے لئے پاک کپڑا استعمال کیا کرے۔[۷]

---

(۱) الطهر المتخلل بين الدمين والدماء في مدة الحيض يكون حيضًا. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۶).

(۲) أقل الحيض ثلاثة أيام ولياليها .... فما نقص عن ذالک فليس بحيض وهو إستحاضة لقوله عليه السلام: أقل الحيض ثلاثة أيام وأكثره عشرة أيام. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۲۹، طبع بمبئی).

(۳) ودم الإستحاضة الرعاف الدائم لَا يمنع الصلاة ولَا الصوم ولَا الوطء كذا في الهداية. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۹).

(۴) لو إنقطع دمها دون عادتها يكره قربانها وان اغتسلت حتّى تمضي عادتها وعليها أن تصلي وتصوم للإحتياط هكذا في التبيين .... إنتقال العادة يكون بمرّة عند أبي يوسف وعليه الفتوىٰ هكذا في الكافي فإن رأت بين طهرين تامين دما لَا على عادتها بالزيادة والنقصان أو بالتقدم أو التأخر أو بهما معا إنتقلت العادة إلى أيام دمها حقيقيا كان الدم أو حكميا هذا إذا لم يجاوز العشرة. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۹، طبع بلوچستان).

(۵) ولو زاد الدم علىٰ عشرة أيام ولها عادة معروفة دونها ردت إلى عادتها والذي زاد إستحاضة. (هداية ج:۱ ص:۶۷، باب الحيض والإستحاضة).

(۶) ومن وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعًا ككل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولد أو قبيله. (شامی ج:۱ ص:۳۱۳، باب الأنجاس).

(۷) والمستحاضة ومن به سلس البول يتوضئون لوقت كل صلاة ويصلون في الوقت. (عالمگیری ج:۱ ص:۴۱).

عورت ناپاکی کے ایام میں نہا سکتی ہے

سوال:... میں نے سنا ہے کہ ناپاکی کے دنوں میں نہانا نہیں چاہئے، کیونکہ نہانے سے جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا، اگر گرمی کی وجہ سے صرف سر بھی دھولیا جائے تو سر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ مسئلہ یہ ہے کہ کم سے کم سات دن میں ناپاکی دُور ہوتی ہے، اور گرمیوں میں سات دن بغیر نہائے رہنا بہت مشکل ہے، برائے مہربانی آپ یہ بتائیں کہ واقعی مجبوری کے دنوں میں بالکل نہیں نہانا چاہئے؟

جواب:... عورت کو ناپاکی کے ایام میں نہانے کی اجازت ہے، اور یہ نہانا ٹھنڈک کے لئے ہے، طہارت کے لئے نہیں۔ یہ کسی نے بالکل جھوٹ کہا ہے کہ اس حالت میں نہانے سے جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حیض سے پاک ہونے کی کوئی آیت نہیں

سوال:... حیض کے بعد پاک ہونے کی کیا کوئی مخصوص آیت ہوتی ہے؟

جواب:... نہیں! عورتوں میں یہ جو مشہور ہے کہ فلاں فلاں آیتیں یا کلمے پڑھنے سے عورت پاک ہوتی ہے، یہ قطعاً غلط ہے، ناپاک آدمی پانی سے پاک ہوتا ہے،[1] آیتوں یا کلموں سے نہیں۔

خاص ایام میں مقاربت کا گناہ کرنے پر توبہ، اِستغفار اور صدقہ

سوال:... ہم نے سنا ہے کہ جب عورت کو ایام آئیں تو مرد کو اس کے پاس جانے کی ممانعت ہے، مگر پھر بھی اگر مرد اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے اور اس سے یہ کام سرزد ہوجائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اس کے نکاح میں کوئی فرق آیا یا نہیں؟ اور یہ گناہِ کبیرہ ہے یا صغیرہ ہے؟

جواب:... ایسی حالت میں بیوی سے ملنا جبکہ وہ ایامِ ماہواری میں ہو، ناجائز اور حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ توبہ، اِستغفار کرے اور اگر گنجائش ہو تو تقریباً چھ گرام چاندی یا اس کی قیمت صدقہ کرے، ورنہ توبہ، اِستغفار ہی کرتا رہے، مگر اس ناجائز فعل سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا۔[2]

---

(۱) ثبت بالدليل القطعي المجمع عليه أن الطهارة واجبة شرعًا، وان المفروض منها هو الوضوء والغسل من الجنابة والحيض والنفاس بالماء ...... واتفق الفقهاء على جواز التطهير بالماء الطهور أو المطلق وهو ما يسمى "ماءً" ...... قال تعالى: "وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُورًا"، "وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ"۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۱ ص:۹۲، المبحث الثالث أنواع المطهرات).

(۲) (و) يحرم بالحيض والنفاس (الجماع والإستمتاع بما تحت السرة إلى تحت الركبة) لقوله تعالى: "وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ" وقوله صلى الله عليه وسلم: لك ما فوق الإزار، فإن وطئها غير مستحل له يستحب أن يتصدق بدينار أو نصفه ويتوب. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص:۷۸، باب الحيض والنفاس والإستحاضة). أيضًا: ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم: ما يحل للرجل من إمرأته وهي حائض فقال: ما فوق الإزار. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۴۶۱، طبع بيروت).

خاص ایام کے دوران شوہر کا مس کرنا

سوال:...کیا ماہواری میں شوہر اپنی بیوی سے مقاربت یا گھٹنوں سے لے کر زیرِ ناف کے حصے کو مس کرسکتا ہے؟

جواب:...ایام کی حالت میں وظیفۂ زوجیت سخت حرام ہے،[1] بلکہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ بدن کو شوہر کا ہاتھ لگانا اور مس کرنا بھی بغیر پردہ کے جائز نہیں۔[2]

حالتِ حیض و نفاس میں عورت سے کتنا مس کرسکتا ہے؟

سوال:...زید شادی شدہ آدمی ہے، اس کی بیوی حالتِ حیض میں ہے، یا حالتِ نفاس میں ہے، کیا ایسی صورت میں زید اس کے ہاتھ میں اپنا عضوِ تناسل پکڑا سکتا ہے یا نہیں؟ یا اسی طرح سے اس کے ہاتھ میں اِنزال کرسکتا ہے یا نہیں؟ یہ اس وقت ہوا جبکہ اس پر شہوت کا غلبہ تھا، اسی طرح سے بیوی کو لمس کرنے یا اعضاء تناسل کو رگڑنے کے لئے کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ اِنزال بھی رگڑنے سے ہوجائے۔

جواب:...شوہر کا اس حالت میں بیوی کی ناف سے لے کر گھٹنے تک کے حصے کو بلا پردہ مس کرنا جائز نہیں،[3] عورت کو اس کے تمام بدن کو ہاتھ لگانا جائز ہے، اور غلبۂ شہوت میں اس کے ہاتھ یا بدن کے دُوسرے حصوں سے مس کرنا جائز ہے۔[4]

اسلام میں عورت کے لئے خصوصی ایام میں مراعات

سوال:...مجبوری کے دنوں میں عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...زمانۂ جاہلیت اور خاص کر یہودیوں کے معاشرے میں عورت، ایامِ مخصوصہ میں بہت نجس چیز سمجھی جاتی تھی، اور

---

(۱) "وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ" (البقرة:۲۲۲).

(۲) يمنع ..... (قربان ما تحت إزار) يعني ما بين سرة وركبة ولو بلا شهوة وحل ماعداه مطلقًا ..... وفي الشامية (قوله يعني ما بين سرة وركبة) فيجوز الإستمتاع بالسرة وما فوقها والركبة ما تحتها ولو بلا حائل، وكذا بما بينهما بحائل بغير الوطء ولو تلطخ دمًا. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۲۹۲، باب الحيض، مبحث في مسائل المتحيرة). أيضًا: عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا حضتُ يأمرني فأتزر لم يباشرني. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۳۶۲، طبع بيروت).

(۳) للزوج في حالة الحيض أن يقبّلها ويضاجعها ويستمتع بجميع بدنها ما خلا ما بين السُّرّة والرُّكبة. (عالمگيری ج:۱ ص:۳۹). أيضًا: وأما الحائض فإنه يحرم عليه قربان ما تحت الإزار. (شامي ج:۲ ص:۳۶۶).

(۴) وعبارة الفتح فإن غلبته الشهوة ففعل إرادة تسكينها به فالرجاء أن لا يعاقب اهـ زاد في معراج الدراية وعن أحمد والشافعي في القديم الترخيص فيه وفي الجديد يحرم ويجوز أن يستمني بيد زوجته وخادمته اهـ. (ردالمحتار ج:۲ ص:۳۹۹). أيضًا: شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۳۶۲).

اس کو ایک کمرے میں بند کردیتے تھے، نہ وہ کسی چیز کو ہاتھ لگاسکتی تھی، نہ کھانا پکاسکتی تھی اور نہ کسی سے مل سکتی تھی۔[1] لیکن اسلام کے معتدل نظام نے ایسی کوئی چیز باقی نہیں رکھی سوائے روزہ نماز اور تلاوتِ کلامِ پاک کے۔ باقی تمام چیزیں اس کے لئے جائز قرار دیں حتیٰ کہ وہ ذکراللہ اور دُرود شریف اور دیگر دُعائیں پڑھ سکتی ہے، اور وظائف سوائے قرآن کے کرسکتی ہے۔[2] خاص ایام میں وظیفۂ زوجیت کی اجازت نہیں، نماز روزہ بھی نہیں کرسکتی، اس کے ذمہ روزہ کی قضا ہے، نماز کی قضا نہیں۔[3] الغرض! ان ایام میں عورت کا کھانا پکانا، کپڑے دھونا اور دیگر گھریلو خدمات بجالانا جائز ہے۔[4]

نفاس کے اَحکام

سوال:... نفاس کسے کہتے ہیں؟ کیا حیض کی طرح نفاس میں بھی نماز معاف ہوجاتی ہے یا بعد میں قضا پڑھنی پڑتی ہے؟ نفاس سے پاک ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ نفاس کے دوران اگر رمضان آجائے تو روزہ رکھے گی یا بعد میں قضا روزہ رکھے گی؟

جواب:... بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔[5] جس طرح حیض میں نماز معاف ہوجاتی ہے، اسی طرح نفاس میں بھی نماز معاف ہے، اور جس طرح حیض میں روزہ معاف نہیں اسی طرح نفاس میں بھی معاف نہیں، بلکہ بعد میں قضا رکھنا ہوگا۔[6] نفاس کا خون بند ہوجانے کے بعد نہانے سے عورت پاک ہوجاتی ہے۔

اگر کسی کا حمل ضائع ہوگیا تو نماز روزہ کب کرے؟

سوال:... ۱۲؍فروری کو میرا تقریباً ڈیڑھ ماہ کا حمل ضائع ہوگیا ہے، اس کی کل مدّت تو چالیس روز ہے، لیکن آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ پندرہ بیس دن کے بعد اگر ماہواری نہ آئے تو کیا نماز روزہ کیا جاسکتا ہے؟

---

(۱) (ويسئلونك عن المحيض) أخرج الإمام أحمد ومسلم وأبو داؤد والترمذي والنسائي وابن ماجة وغيرهم عن أنس رضي الله تعالى عنه أن اليهود كانوا إذا حاضت المرأة منهم أخرجوها من البيوت ولم يؤاكلوها ولم يشاربوها ولم يجامعوها في البيوت ...الخ. (رُوح المعاني ج:۲ ص:۱۲۱). أيضًا: شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۴۶۴ طبع دار البشائر الإسلامية، بيروت).

(۲) (يمنع صلاة) مطلقًا ولو سجدة شكر (وصوما) .... وقراءة قرآن ... ولَا بأس لحائض وجنب بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالٰى وتسبيح ...الخ. (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۲۹۳).

(۳) (يمنع صلاة) مطلقًا ولو سجدة شكر (وصومًا) وجماعًا (وتقضيه) لزومًا دونها للحرج. (الدر المختار ج:۱ ص:۲۹۰، ۲۹۱، باب الحيض، مطلب لو افتى مفت ...الخ).

(۴) ولَا يكره طبخها ولَا استعمال ما مسته من عجين أو ماء أو نحوهما. (رد المحتار ج:۱ ص:۲۹۲، باب الحيض، مطلب لو افتىٰ مفت ...الخ).

(۵) النفاس هو دم يعقب الولَادة ...الخ. (عالمگيري ج:۱ ص:۳۶). والنفاس هو الدم الخارج عقيب الولَادة واشتقاقه من تنفس الرحم بالدم أو خروج النفس وهو الولد. (الجوهرة النيرة ص:۳۹، باب الحيض).

(۶) (يمنع صلاة) مطلقًا ولو سجدة شكر (وصومًا) وجماعًا (وتقضيه) لزوما دونها للحرج. (الدر المختار ج:۱ ص:۲۹۰، باب الحيض، مطلب لو أفتىٰ مفت ...الخ).

جواب:...آپ کے سوال کے سلسلے میں چند مسائل قابلِ ذکر ہیں:

۱:...بچے کی ولادت کے بعد جو خون آتا ہے اس کو حیض نہیں بلکہ "نفاس" کہا جاتا ہے۔ [1]

۲:...نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدّت چالیس دن ہے، اور کم سے کم کی کوئی حد نہیں، پس اگر ایک آدھ دن خون آکر بند ہوجائے تو عورت غسل کرکے نماز روزہ کرے۔ [2]

۳:...جو حمل ضائع ہوجائے تو دیکھیں گے کہ بچے کا کوئی عضو کیا بن گیا ہے یا نہیں؟ اگر ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو حمل گرنے کے بعد جو خون آئے وہ نفاس ہے۔ اور اگر کوئی عضو نہیں بنا تھا، بس گوشت کا لوتھڑا تھا، تو یہ نفاس نہیں۔ پس اس خون کو اگر حیض شمار کرنا ممکن ہو تو حیض ہے، ورنہ اِستحاضہ (بیماری کا خون) شمار ہوگا۔ [3]

۴:...آپ کے سلسلے میں اگر بچے کا کوئی عضو بنا ہوا تھا تو یہ پندرہ بیس دن کا خون نفاس ہے، اور جب بند ہوگیا تو آپ کو غسل کرکے نماز روزہ کرنا چاہئے تھا۔ اور اگر کوئی عضو بنا ہوا نہیں تھا، تو آپ کی جتنے دن کی عادت اَیام کی تھی، اتنے دن حیض شمار ہوں گے، باقی زائد دِنوں کا خون اِستحاضہ تھا، ان میں آپ کو غسل کرکے نماز روزہ کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال اب اتنے دنوں کی نمازیں قضا کرنا ہوں گی۔

نفاس والی عورت کے ہاتھ سے کھانا پینا

سوال:...نفاس والی عورت کی جب تک نفاس کی مدّت پوری نہ ہو، اس کے ہاتھ سے کھانا پینا شریعت کی رُو سے جائز ہے کہ نہیں؟

جواب:...جائز ہے۔ [4]

ناپاکی کی حالت میں دُودھ پلانا

سوال:...کیا عورت ناپاکی کی حالت میں اپنے بچے کو دُودھ پلاسکتی ہے؟ یا اس کے لئے غسل کرنا ضروری ہے؟

---

(۱) النفاس هو دم يعقب الولادة. (عالمگيری ج:۱ ص:۳۶، طبع بلوچستان).

(۲) أقل النفاس ما يوجد ولو ساعة وأكثره أربعون. (عالمگيری ج:۱ ص:۳۷، ۳۸). أيضًا: وأكثر النفاس أربعون يومًا ولا مقدار لأقله إنما هو كان الدم .... عن عثمان بن أبي العاص رضي الله عنه قال: وقّت النبي صلى الله عليه وسلم للنفساء أربعين يومًا فإذا مضت، إغتسلت وصلت. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۴۸۷، كتاب الطهارة).

(۳) سقط أي مسقوط ظهر بعض خلقه كيد أو رجل ولد فتصير به نفساء ..... فإن لم يظهر له شيء فليس بشيء. والمرئي حيض إن دام ثلاثًا ..... والإستحاضة ولو لم يدر حاله ولا عدد أيام حملها ودام الدم تدع الصلاة أيام حيضها بيقين ثم تغتسل ثم تصلي كالمعذور. (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۳۰۲).

(۴) ولا يكره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين أو ماء أو نحوهما. (رد المحتار ج:۱ ص:۲۹۲، باب الحيض، مطلب لو أفتى مفت ...الخ).

جواب:... اس حالت میں بچے کو دُودھ پلانا جائز ہے،[۱] لیکن بہتر یہ ہے کہ غسل کرکے دُودھ پلائیں۔

ایام والی عورت کا بستر پر بیٹھنا یا ایک ساتھ کھانا کھانا

سوال:... اگر گھر میں کوئی دُوسری خاتون کے خاص ایام ہوں تو کیا اس سے چھونے، اس کے ساتھ کھانا کھانے یا پھر اس کے کپڑے اور بستر پر بیٹھنے کے باوجود ہماری طہارت باقی رہے گی اور نماز ہوسکتی ہے؟

جواب:... اس کے ساتھ ملنے بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں، اور اس سے طہارت میں کوئی فرق نہیں آتا۔[۲]

ناپاک عورت کا بستر پر بیٹھنا، کپڑوں کو ہاتھ لگانا

سوال:... اگر گھر میں کسی کے خاص ایام ہوں تو کیا ہمیں اس سے دُور رہنا چاہئے؟ میرا مطلب ہے کہ اگر وہ ہمارے بستر پر بیٹھ جائے یا چلتے چلتے ہماری اس سے ٹکر ہوجائے تو کیا ہمارا بستر، یا ہمارے کپڑے ناپاک ہوجائیں گے؟ ہمیں بستر وغیرہ دھونا پڑے گا، اور کیا ہمیں کپڑے بدل کر نماز یا قرآن پڑھنا ہوگا یا نہانا ہوگا؟

جواب:... خاص ایام میں عورت نماز نہیں پڑھ سکتی، روزہ نہیں رکھ سکتی،[۳] تلاوت نہیں کرسکتی،[۴] اور شوہر سے قربت نہیں کرسکتی۔ لیکن کھانا پکاسکتی ہے، کپڑے دھوسکتی ہے، بستر پر بیٹھ سکتی ہے، اس کے بستر پر بیٹھنے سے بستر ناپاک نہیں ہوتا اور اس کے بدن کو ہاتھ یا کپڑا لگنے سے ہاتھ اور کپڑا ناپاک نہیں ہوتے۔[۵]

کیا بچے کی پیدائش سے کمرہ ناپاک ہوجاتا ہے؟

سوال:... بچہ کی پیدائش کے بعد ماں اور بچے کو جس کمرہ یا گھر میں رکھا جاتا ہے، چالیس دن بعد اس کو اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے اور اس میں رنگ و روغن کیا جاتا ہے، اور جب تک ایسا نہیں کیا جاتا وہ گھر یا کمرہ ناپاک رہتا ہے، جبکہ براہِ راست عورت کی

---

(۱) وان أراد أن يأكل أو يشرب فينبغي أن يتمضمض ويغسل يديه. (عالمگیری ج:۱ ص:۱٦). أيضًا: وعن عائشة قالت: كنت أرجل رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا حائض. فيه جواز المخالطة مع الحائض .... وفي الحديث دلالة على طهارة بدن الحائض وعرقها. (المرقاة شرح المشكوٰة ج:۴ ص:۴۵۵ باب الترجل، أيضًا: خير الفتاوىٰ ج:۲ ص:۸۷).

(۲) أن المرأة من اليهود كانت إذا حاضت لم يواكلوها، ولم يشاربوها، ولم يجامعوها في البيت، فأنزل الله تعالىٰ: ويسئلونك عن المحيض قل هو أذًى. إلى آخر القصة فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يواكلوهن، وأن يشاربوهن، وأن يجامعوهن في البيوت، ويفعلوا ما يشاؤا إلّا الجماع، فقالت اليهود: وما يريد هذا الرجل أن يدع من أمرنا شيئًا إلّا خالفنا فيه. (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۴٦۴).

(۳) يسقط من الحائض الصلاة ..... يحرم عليها الصوم ..... وحرمة الجماع ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۹، ۴۰).

(۴) عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئًا من القرآن. (جامع الترمذی ج:۱ ص:۱۹، باب ما جاء في الجنب والحائض أنهما لا يقرءان القرآن).

(۵) صفحۂ ہٰذا کا حوالہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔ نیز: عن القاسم بن محمد قال: قالت عائشة: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: ناوليني الخمرة من المسجد، قالت: قلت: إني حائض! قال: إن حيضتك ليست في يدك. (جامع الترمذی ج:۱ ص:۱۹، باب ما جاء في الحائض تتناول الشيء من المسجد).

ناپاکی سے اس گھر یا کمرہ کا تعلق بھی نہیں ہوتا، آپ اس غیر اسلامی رسم کا قرآن وحدیث کی رُو سے جواب عنایت فرمائیں۔

جواب:... صفائی تو اچھی چیز ہے، مگر گھر یا کمرے کے ناپاک ہونے کا تصور غلط اور توہم پرستی ہے۔

مخصوص ایام میں مہندی لگانا جائز ہے

سوال:... اکثر بزرگ خواتین کا کہنا ہے کہ مہندی ایام شروع ہونے کے بعد یعنی ایام کے دوران مہندی نہ لگائی جائے، کیونکہ اس وقت تک ہاتھ پاک نہیں ہوتے، جب تک مہندی بالکل نہ اُتر جائے، اور ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ اگر ایام شروع ہونے سے پہلے لگائی تو کوئی حرج نہیں، پھر چاہے لگی ہو یا نہ لگی ہو پاک ہو سکتے ہیں۔

جواب:... عورتوں کے خاص ایام میں مہندی لگانا شرعاً جائز ہے، اور یہ خیال غلط ہے کہ ایام میں مہندی ناپاک ہو جاتی ہے۔[1]

حیض کے دوران پہنے ہوئے کپڑوں کا حکم

سوال:... مخصوص دنوں میں جو لباس پہنے جاتے ہیں کیا انہیں بغیر دھوئے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یا صرف ان حصوں کو جہاں غلاظت لگی ہو دھو لیا جائے، تمام چیزیں یعنی قمیص، شلوار، دوپٹہ، چادر، سوئٹر، شال وغیرہ سب کو دھونا چاہئے؟

جواب:... کپڑے کا جو حصہ ناپاک ہوا ہے اسے پاک کر کے پہن سکتے ہیں،[2] اور جو پاک ہوں ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

عورت کو غیر ضروری بال لوہے کی چیز سے دُور کرنا پسندیدہ نہیں

سوال:... کیا عورتوں کو کسی لوہے کی چیز سے غیر ضروری بالوں کا دُور کرنا گناہ ہے؟

جواب:... غیر ضروری بالوں کے لئے عورتوں کو چونا، پاؤڈر، صابن وغیرہ استعمال کرنے کا حکم ہے، لوہے کا استعمال ان کے لئے پسندیدہ نہیں، مگر گناہ بھی نہیں۔[3]

دورانِ حیض استعمال کئے ہوئے فرنیچر وغیرہ کا حکم

سوال:... ان چیزوں کے پاک کرنے کے بارے میں ضرور بتایئے جن کو دورانِ حیض استعمال کر چکے ہیں، مثلاً: صوفہ

---

(۱) جنب إختضب واختضبت امرأته بذالک الخضاب قال أبو یوسف رحمه الله تعالٰی: لَا باس به ولَا تصلی فیه وان کان الجنب قد غسل موضع الخضاب فلا باس بأن تصلی فیه، کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۹)۔

(۲) (یجوز رفع نجاسة حقیقیة من محلها) ولو إناء أو مأکولًا علم محلها أو لَا (بماء ولو مستعملًا) به یفتی وبکل مائع طاهر۔ (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۳۰۹)۔

(۳) قال فی الهندیة: ویبتدئ من تحت السرة ولو عالج بالنورة یجوز کذا فی الغرائب وفی الأشباه والسنة فی عانة المرأة النتف۔ (شامی ج:۶ ص:۴۰۶، فصل فی البیع)۔

سیٹ، نئے کپڑے، چارپائی یا ایسی چیز جن کو پانی سے پاک نہیں کرسکتے ہیں؟

جواب:... یہ چیزیں استعمال سے ناپاک تو نہیں ہوجاتیں جب تک نجاست نہ لگے۔ [۱]

پاکی حاصل کرنے میں وہم اور اُس کا علاج

سوال:... میں بی اے کی طالبہ ہوں، ہمارا گھر تھوڑا بہت مذہبی ہے، نماز تقریباً سب ہی لوگ پڑھتے ہیں، لیکن جب سے میں نے نماز شروع کی ہے، آہستہ آہستہ آج ایسی ہوگئی ہوں کہ اگر کسی کا پاؤں لگ جائے تو دھونے بیٹھ جاتی ہوں، اگر جھاڑو کسی کپڑے کو لگ جائے تو فوراً دھوتی ہوں، اگر گیلا پونچھا کمرے میں لگتا ہے تو میں اس سے بچتی ہوں، چھینٹوں سے تو اس طرح بچتی ہوں جیسے انسان آگ سے بچتا ہے، اگر پانی زمین پر گرا اور میرے کپڑوں پر چھینٹیں آگئیں تو پائینچے دھوتی ہوں کہ ہر وقت میرے پائینچے گیلے رہتے ہیں، کیونکہ ہمارا چھوٹا سا گھر ہے، آخر کب تک کمرے میں رہا جاسکتا ہے؟ بس میری یہ ہی کیفیت ہے جس کی وجہ سے اب گھر والے مجھے نفسیاتی مریضہ، ذہنی مریضہ اور دُشمن کے نام سے پکارتے ہیں، جس پر مجھے دِلی دُکھ ہوتا ہے اور پھر میں یہ سوچتی ہوں کہ اب ایسا نہ کروں گی، لیکن پھر ایسا نہیں کرپاتی۔ خیال آتا ہے کہ اگر کپڑے ناپاک ہوگئے تو نماز نہ ہوگی۔ گھر والے مجھے ہر وقت پانی میں گھسے رہنے سے منع کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مجھے اب اگزیما بھی ہوگیا ہے، لیکن میں کہتی ہوں کہ میرے اُوپر کسی قسم کی چھینٹ نہ آئے۔ گھر والے کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں کوئی بچہ نہیں ہے کہ جس کے پیشاب وغیرہ کی چھینٹ سے تیرے کپڑے ناپاک ہوجائیں گے۔ کبھی کبھی جب مجھے اس بات پر ڈانٹ پڑتی ہے تو میرا دِل چاہتا ہے کہ نماز ہی چھوڑ دُوں، تاکہ میں ان چیزوں سے نجات پاسکوں، لیکن دِل نہیں مانتا اور نماز کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتی۔ آپ میرے سوال کا جلد از جلد جواب دے کر ذہنی اذیت سے نجات دِلا سکتے ہیں۔

جواب:... بیٹی! ایک بات سمجھ لو، اگر پاکی ناپاکی کا مسئلہ اتنا ہی مشکل ہوتا، جتنی مشکل کہ آپ نے اپنے اُوپر ڈال رکھی ہے، تو دُنیا کا کارخانہ ہی بند ہوجاتا۔ آپ کی طرح ہر شخص بس پائینچے دھونے ہی میں لگا رہتا۔ یہ تمہیں وہم کا مرض ہے اور اس کا علاج بہت آسان ہے۔ وہ یہ کہ جن چیزوں کی وجہ سے آپ کو ناپاکی کی فکر لگی رہتی ہے ان کی ذرا بھی پروا نہ کرو، اور جب تمہارا شیطان یوں کہے کہ یہ چھینٹے ناپاک تھے، فلاں چیز ناپاک تھی تو شیطان سے کہو کہ: تو غلط کہتا ہے، میں تیری بات نہیں مانوں گی۔ اگر ایک مہینے تک آپ نے میرے کہنے پر عمل کرلیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس وہم کے مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی۔

سفید قطرے، سفید پانی بار بار آئے تو کیا کریں؟

سوال:... سفید قطرے یا سفید پانی آتا ہو تو اس کو دھونے کے لئے بار بار اِستنجاخانے جانا ضروری ہے، نیز اگر کوئی وہم کی وجہ سے آدھ، پون یا ایک گھنٹہ لگاتا ہو تو اس معاملے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ بار بار اِستنجاخانے میں جانا تکلیف کا باعث ہے۔

---

(۱) ولَا یکره طبخها ولَا إستعمال ما مسته من عجین أو ماء أو نحوهما. (رد المحتار ج:۱ ص:۲۹۲، مطلب لو أفتٰی مفت ...الخ).

جواب:... اس پانی کو روکنے کے لئے گدی اِستعمال کریں، اور اِستنجا کے لئے جانا اس صورت میں ضروری ہے جبکہ وہ پانی اردگرد لگ جائے، ورنہ کوئی ضروری نہیں، اور اِستنجا خانے میں جاکر صرف نجاست کی جگہ دھولینا کافی ہے، اس کے لئے آدھ گھنٹہ لگانے کی ضرورت نہیں۔ (۱)

خاص ایام میں عورت کا زبان سے قرآنِ کریم پڑھنا جائز نہیں

سوال:... ہم نے بچپن میں قرآنِ پاک نہیں پڑھا تھا، اس لئے اب پڑھ رہے ہیں، ہماری اُستانی کہتی ہیں کہ تم قرآن شریف مخصوص دنوں میں بھی پڑھا کرو، سپارہ کے صفحے میں پلٹ دیا کروں گی، کیونکہ پڑھتے تو زبان سے ہیں اور زبان پاک ہوتی ہے۔ اب آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا ہم ان دنوں میں قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... ایام کی حالت میں عورت کا زبان سے قرآنِ کریم پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح جس مرد یا عورت پر غسل فرض ہو، اس کے لئے بھی قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں۔ (۲) آپ کی اُستانی کا بتایا ہوا مسئلہ صحیح نہیں، اس حالت میں زبان کھانے پینے کے لئے تو پاک ہوتی ہے، مگر تلاوت کے حق میں پاک نہیں۔ جس طرح بے وضو آدمی کے اعضاء تو پاک ہوتے ہیں لیکن جب تک وضو نہ کرلے نماز کے لئے پاک نہیں ہوتے، اس کو نجاستِ حکمی کہتے ہیں۔ جنابت اور حیض ونفاس کی حالت میں بھی زبان حکماً ناپاک ہوتی ہے، ہاں ذکر وتسبیح اور دُعا کی اس حالت میں بھی اجازت ہے۔ (۳)

مخصوص ایام میں عورت نماز کے وقت کیا کرے؟

سوال:... کتاب ''رُکنِ دین'' مصنف مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری میں صفحہ نمبر ۳۵ کی آخری لائنوں میں لکھا ہے کہ: ''بلکہ مستحب یہ ہے (مخصوص دنوں میں) کہ جب نماز کا وقت ہو تو وضو کرے اور گھر میں نماز کی جگہ پر آبیٹھے اور جتنی دیر میں نماز اَدا کرتی تھی، اتنی دیر تک سبحان اللہ اور لا الٰہ الّا اللہ پڑھتی رہے۔'' آپ بتایئے کہ کیا یہ طریقہ دُرست ہے؟ میں نماز پابندی سے پڑھتی ہوں، مخصوص دِنوں میں والد یا بھائی کی وجہ سے شرم آتی ہے، تو اس صورت میں، میں مندرجہ بالا طریقے کے ساتھ نماز کی حرکات مثلاً: ہاتھ اُٹھانا، ہاتھ باندھنا، رُکوع اور سجود وغیرہ میں یہی تسبیح پڑھ سکتی ہوں؟ کیونکہ اس طرح میں شرمندگی سے بچ سکتی ہوں اور کسی کو مخصوص دنوں کا پتا بھی نہ چلے گا۔ اس طرح بہت سی مسلمان لڑکیوں کو فائدہ ہوگا۔

---

(۱) یجب علی المصلی أن یقدم الطهارة من الأحداث والأنجاس۔ (هدایة ج:۱ ص:۹۲، طبع شرکت علمیه، ملتان)۔

(۲) ولیس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن۔ (هدایة أوّلین ص:۶۳، باب الحیض والإستحاضة، أیضًا درمختار ج:۱ ص:۲۹۳)۔ أیضًا: عن ابن عمر رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لَا یقرأ الجنب ولَا الحائض شیئًا من القرآن۔ (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۳۴۵)۔ أیضًا: عن علی رضی الله عنه قال: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن یحجبه عن قرآن القرآن شیء لیس الجنابة۔ أیضًا۔

(۳) یجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸، طبع بلوچستان)۔

جواب:... نہیں ایسا نہ کیجئے، وضو کر کے مصلے پر بیٹھ کر تسبیح پڑھتی رہے۔ (۱)

ایامِ مخصوصہ میں قرآن کیسے پڑھائے؟

سوال:... مستورات جو کہ مدرسوں میں قرآن پڑھاتی ہیں، وہ اپنے مخصوص ایام میں معلمہ کے فرائض کس طرح انجام دیں گی؟

جواب:... وہ بچوں کو سبق دیتے وقت ایک ایک لفظ کر کے سکھائیں، مسلسل آیت وغیرہ نہ پڑھیں۔ (۲)

کیا عورت ایامِ مخصوصہ میں زبانی الفاظِ قرآن پڑھ سکتی ہے؟

سوال:... "مخصوص ایام" میں عورت کو اگر کچھ قرآنی آیات یاد ہوں تو کیا وہ پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... عورتوں کے مخصوص ایام میں قرآنِ کریم کی آیات پڑھنا جائز نہیں، البتہ بطورِ دُعا کے الفاظِ قرآن پڑھ سکتی ہے، (۳) اس حالت میں حافظہ کو چاہئے کہ زبان ہلائے بغیر ذہن میں پڑھتی رہے اور کوئی لفظ بھولے تو قرآن مجید کسی کپڑے کے ساتھ کھول کر دیکھ لے۔ (۴)

حیض کے دنوں میں حدیث یاد کرنا اور قرآن کا ترجمہ پڑھنا

سوال:... میں ریاض الصالحین عربی جلدِ اوّل کی حدیث پڑھتی اور یاد کرتی ہوں، کیا میں خاص ایام میں بھی ان عربی احادیث کو پڑھ اور یاد کر سکتی ہوں؟ نیز قرآن کا ترجمہ بغیر عربی پڑھے، بغیر ہاتھ لگائے صرف اُردو ترجمہ دیکھ کر پڑھ سکتی ہوں؟ اور ان کو خاص ایام میں یاد کر سکتی ہوں؟

جواب:... دونوں مسئلوں میں اجازت ہے۔ (۵)

---

(۱) يستحب للحائض إذا دخل وقت الصلاة أن تتوضأ وتجلس عند مسجد بيتها تسبّح وتهلّل قدر ما يمكنها أداء الصلاة. (عالمگيرى ج:۱ ص:۳۸، طبع بلوچستان).

(۲) إذا حاضت المعلّمة فينبغي لها أن تعلم الصبيان كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين. (عالمگيرى ج:۱ ص:۳۸). (قوله وقراءة القرآن) ..... لأنه جوز للحائض المعلّمة تعليمه كلمة كلمة كما قدمناه. (فتاوىٰ شامى ج:۱ ص:۲۹۳، باب الحيض).

(۳) وان قرأ ما دون الآية وقراءة الفاتحة على قصد الدعاء ونحوها على نية الدعاء يجوز۔ (حلبى كبير ص:۵۷ مطلب الغسل فى أربعة سنة).

(۴) وليس لهم مس المصحف إلّا بغلافه. (هداية أوّلين ص:۶۴، باب الحيض والإستحاضة). ويمنع ..... قراءة القرآن بقصده ومسه ولو مكتوبًا بالفارسية فى الأصح إلّا بغلافه المنفصل ...الخ. (درمختار ج:۱ ص:۲۹۳). أيضًا: وأما أخذه بالعَلّاقة أو لغلافه فلا بأس به وان كان جنبًا لأنه غير ماس للقرآن كما لو حمل حملًا وفيه مصحف جاز وان كان جنبًا. (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۳۴۶، طبع بيروت).

(۵) دیکھئے: إمداد الفتاوىٰ للتهانوى ج:۱ ص:۵۰، طبع دار العلوم كراچى.

خاص ایام میں امتحان میں قرآنی سورتوں کا جواب کس طرح لکھے؟

سوال:... قرآنی سورتیں نصاب میں شامل ہیں، امتحان میں ان کا متن، تشریح اور دُوسری آیات کے حوالے تحریر کرنے ہوتے ہیں، ان ایام میں یہ تحریر کرنا کیسا ہے؟

جواب:... ترجمہ، تشریح لکھنے کی اجازت ہے، مگر آیاتِ کریمہ کا متن نہ لکھے، آیت کا حوالہ دے کر اس کا ترجمہ لکھ دیں۔ (۱)

خواتین اور معلّمات خاص ایام میں تلاوت کس طرح کریں؟

سوال ۱:... خواتین اپنے خاص ایام میں قرآن شریف کی تلاوت کرسکتی ہیں یا نہیں؟

سوال ۲:... بعض معلّمات جو کہ قاعدہ، ناظرہ یا حفظ کی تعلیم دیتی ہیں، کیا وہ اس وجہ سے کہ بچوں کی تعلیم کا حرج ہوگا، بچوں کو پڑھانے کے لئے قرآن شریف کی تلاوت کرسکتی ہیں؟ اگر نہیں تو پھر تعلیم کا سلسلہ کس طرح جاری رکھا جائے؟

سوال ۳:... خواتین اپنے خاص ایام میں کسی شخص کی، یا کیسٹ، ریڈیو اور ٹیلی وژن سے تلاوتِ قرآن سن سکتی ہیں؟

جواب ۱:... خواتین کے لئے خاص ایام میں قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس کو چھونا جائز نہیں ہے، (۲) چاہے قرآنِ کریم کی ایک آیت کی تلاوت کی جائے یا ایک آیت سے بھی کم، ہر صورت میں تلاوتِ قرآن جائز نہیں۔ (۳) البتہ قرآن کی بعض وہ آیات جو کہ دُعا اور اذکار کے طور پر پڑھی جاتی ہیں ان کو دُعا یا ذکر کے طور پر پڑھنا جائز ہے۔ مثلاً کھانا شروع کرتے وقت ''بسم اللہ'' یا شکرانہ کے لئے ''الحمدللہ'' کہنا، اسی طرح قرآن کے وہ کلمات جو کہ عام بول چال میں استعمال میں آجاتے ہیں ان کا کہنا بھی جائز ہے۔ (۴)

جواب ۲:... قرآنِ کریم کی تعلیم دینے والی معلّمات کے لئے بھی قرآنِ کریم کی تلاوت اور قرآنِ کریم کو چھونا جائز نہیں، باقی یہ کہ تعلیم کا سلسلہ کس طرح جاری رکھا جائے؟ اس کے لئے فقہاء نے یہ طریقہ بتلایا ہے کہ وہ آیتِ قرآنی کلمہ کلمہ الگ الگ کرکے پڑھیں، مثلاً: الحمد..... للہ..... ربّ..... العالمین۔ اس طرح معلّمہ کے لئے قرآنی کلمات کے ہجے کرنا بھی جائز ہے۔ (۵)

---

(۱) إمداد الفتاویٰ ج:۱ ص:۵۰، طبع دار العلوم کراچی۔

(۲) وليس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن وليس لهم مس المصحف إلّا بغلافه۔ (هداية أولين ص:۶۴، باب الحيض والإستحاضة، أيضًا درمختار ج:۱ ص:۲۹۲، ۲۹۳، أيضًا: شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۳۴۵)۔

(۳) ويمنع صلاة ..... وقراءة قرآن بقصده ومسه ..... ولَا بأس لحائض وجنب بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالٰى وتسبيح (وفى الشامية) (قوله وقراءة القرآن) أو ولو دون آية من المركبات لَا المفردات لأنه جوز للحائض المعلّمة تعليمه كلمة كلمة ...الخ۔ (فتاوىٰ شامى ج:۱ ص:۲۹۳، طبع ايچ ايم سعيد)۔

(۴) فلو قصد الدعاء أو الثناء أو افتتاح أمر أو التعليم ولقن كلمة كلمة حل فى الأصح۔ (درمختار ج:۱ ص:۱۷۲، مطلب يوم عرفة أفضل من يوم الجمعة)۔

(۵) ولقن كلمة كلمة حل فى الأصح۔ (قوله: ولقن كلمة كلمة) هو المراد بقول المنية حرفًا حرفًا كما فسره به فى شرحها والمراد مع القطع بين كل كلمتين۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۷۲)۔

جواب ۳:...خواتین کے لئے خاص ایام میں تلاوتِ قرآن کی ممانعت تو حدیث شریف میں آتی ہے،[1] لیکن قرآن سننے کی ممانعت نہیں آتی، لہٰذا ان خاص ایام میں کسی شخص سے یا ریڈیو اور کیسٹ وغیرہ سے تلاوتِ قرآن سننا جائز ہے۔

دورانِ حفظ ناپاکی کے ایام میں قرآنِ کریم کس طرح یاد کیا جائے؟

سوال:...قرآن شریف حفظ کرنے کے دوران ناپاکی کی حالت میں کسی پین وغیرہ کی مدد سے قرآن پاک کے صفحے پلٹ کر یاد کرنا جائز ہے کہ ناجائز؟

جواب:...عورتوں کے خاص ایام میں قرآنِ کریم کا زبان سے پڑھنا جائز نہیں۔[2] حافظ کو بھولنے کا اندیشہ ہو تو بغیر زبان ہلائے دِل میں سوچتی رہے، زبان سے نہ پڑھے، کسی کپڑے وغیرہ سے صفحے اُلٹنا جائز ہے۔[3]

مخصوص ایام میں قرآنی آیات والی کورس کی کتاب پڑھنا اور چھونا

سوال:...ہم سیکنڈ ایئر کی طالبات ہیں اور ہمارے پاس اسلامک اسٹڈیز ہے جس میں قرآن کے شروع کے بارہ رُکوع ہمارے کورس میں شامل ہیں۔ ہماری مشکل یہ ہے کہ خدانخواستہ اگر امتحان کے زمانے میں ہماری طبیعت خراب ہوجائے تو ہم اسلامک اسٹڈیز کی کتاب کو کس طرح پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ مخصوص ایام میں قرآن چھونا حرام ہے اور بغیر کتاب پڑھے ہم امتحان نہیں دے سکتے، کیونکہ کتاب میں پوری تشریح و تفسیر ہوتی ہے، جسے پڑھ کر ہی امتحان دیا جاسکتا ہے، تو آپ سے عرض ہے کہ ان دنوں کس طرح ہم اس کتاب سے مستفید ہوسکتے ہیں؟

جواب:...قرآن مجید کے الفاظ کو ہاتھ نہ لگایا جائے، نہ ان الفاظ کو زبان سے پڑھا جائے،[4] کتاب کو ہاتھ لگانا اور پڑھنا جائز ہے۔[5]

مخصوص ایام میں اسلامی کتب میں درج شدہ آیات کس طرح پڑھیں؟

سوال:...اسلامی کتب میں جگہ جگہ حوالوں کے لئے قرآنی آیات درج ہیں، اگر ان کا اُردو ترجمہ بھی تحریر نہ ہو تو اس حالت میں اس قرآنی آیت کا پڑھنا کیسا ہے؟

---

(۱) عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: لَا تقرأ الحائض ولَا الجنب شيئًا من القرآن۔ (سنن الترمذی ج: ۱ ص: ۱۹، باب ما جاء فی الجنب والحائض أنهما لَا يقرآن القرآن)۔

(۲) وليس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن۔ (هداية أوّلين ص: ۶۳، باب الحيض والإستحاضة)۔

(۳) يجوز للمحدث الذی يقرأ القرآن من المصحف تقليب الأوراق بقلم أو عود أو سكين۔ (البحر الرائق ج: ۱ ص: ۳۵۱، باب الحيض، أيضًا: شرح مختصر الطحاوی ج: ۱ ص: ۳۴۵، ۳۴۶)۔

(۴) وليس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن وليس لهم مس المصحف إلّا بغلافه۔ (هداية أوّلين ص: ۶۴، باب الحيض والإستحاضة)۔

(۵) يفهم جوازه من إمداد الفتاوىٰ ج: ۱ ص: ۵۰۔

جواب:... قرآنِ کریم کی آیات کو دِل میں پڑھ سکتے ہیں۔[1]

حیض کی حالت میں قرآن وحدیث کی دُعائیں پڑھنا

سوال:... مخصوص ایام میں قرآنِ پاک کی وہ سورتیں جو کہ روز پڑھنے کا معمول ہے، زبانی یاد ہوں تو پڑھ سکتے ہیں؟ اور روزانہ کا ۵۰۰ مرتبہ دُرودشریف پڑھنے کا معمول ہے، کیا ان ایام میں ۵۰۰ مرتبہ دُرودشریف اور چند سورتیں زبانی پڑھ سکتے ہیں؟ اور عام طور سے جو وظیفے مثلاً: چہرے کی روشنی کے لئے ''اللہ نور السمٰوٰت والارض'' اوّل آخر دُرود شریف پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... خاص ایام میں عورتوں کو قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں،[2] قرآن وحدیث کی دُعائیں دُعا کی نیت سے پڑھی جاسکتی ہیں، دیگر ذکر اذکار، دُرود شریف پڑھنا جائز ہے۔[3]

عورتوں کا ایامِ مخصوص میں ذکر کرنا

سوال:... عورتیں اپنے مخصوص ایام میں ذکر کرسکتی ہیں، مثلاً: سوم کلمہ، دُرود شریف، اِستغفار، کلمہ طیبہ وغیرہ؟

جواب:... قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ سب ذکر کرسکتی ہیں۔[4]

مخصوص ایام میں عملیات کرنا

سوال:... اگر کوئی عمل اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ سے شروع کیا جائے اور وہ ۲۱ یا ۴۰ دن تک مکمل کرنا ہو، تو کیا حیض کی حالت میں بھی عمل جاری رکھنا چاہئے؟

جواب:... اگر عمل قرآن مجید کی آیت کا ہو تو ماہواری کے دنوں میں جائز نہیں۔[5]

عورت سر سے اُکھڑے بالوں کو کیا کرے؟

سوال:... جب عورت سر میں کنگھا کرتی ہے تو عورتیں کہتی ہیں کہ سر کے بال پھینکنا نہیں چاہئے، ان کو اکٹھا کرکے قبرستان میں دبا دینا چاہئے؟

---

(۱) ولیس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن. (هداية أوّلين ص:۶۳، باب الحيض والإستحاضة). قراءت منع ہے، سوچنا منع نہیں ہے۔ وجهه ان القراءة فعل اللسان. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۵۵، باب صفة الصلوٰة).

(۲) لَا تقرأ الحائض والنفساء والجنب شيئًا من القرآن. (عالمگيرى ج:۱ ص:۳۸، طبع بلوچستان).

(۳) وان قرأ ما دون الآية أو قراءة الفاتحة على قصد الدعاء ونحوها على نية الدعاء يجوز. (منية المصلى مع غنية المستملى ص:۵۷، مطلب الغسل فى أربعة سنة، أيضًا شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۳۴۶).

(۴) ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحو ذالك، كذا فى السراجية. (عالمگيرى ج:۱ ص:۳۸).

(۵) وليس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن. (هداية أوّلين ص:۶۳، باب الحيض والإستحاضة).

جواب:... عورتوں کے سر کے بال بھی ستر میں داخل ہیں، اور جو بال کنگھی میں آجاتے ہیں ان کا دیکھنا بھی نامحرم کو جائز نہیں،[1] اس لئے ان بالوں کو پھینکنا نہیں چاہئے، بلکہ کسی جگہ دبا دینا چاہئے۔

عورتوں کا بیت الخلا میں ننگے سر جانا

سوال:... مشاہدے میں یہ آیا ہے کہ خواتین جب بیت الخلا جاتی ہیں تو دوپٹہ باہر اُتار کر برہنہ سر جاتی ہیں، اس سلسلے میں دُرست طریقے کی طرف رہنمائی فرمائیں۔

جواب:... بیت الخلا میں ننگے سر نہیں جانا چاہئے، مکروہ ہے۔[2]

گولی کھاکر حیض بند کرنا

سوال:... جن عورتوں کو حیض آتا ہے، وہ گولی کھاکر حیض بند کرتی ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:... گولی کھانا تو جائز ہے، لیکن یہ چیز ان کی صحت کے لئے مضر ہے۔

ماہواری کے ایام میں پرفیوم لگانا

سوال:... ماہواری کے ایام میں پرفیوم لگانا جائز ہے؟

جواب:... جائز ہے۔

عورتوں کو مخصوص ایام میں سرمہ لگانا، مسواک کرنا

سوال:... عورتوں کے مخصوص ایام میں مسواک کرنا، سرمہ لگانا اور سوتے وقت کے عملیات وخصوصیت کرنا چاہئے؟

جواب:... جائز ہے۔

عورتوں کے لئے زیرِ ناف کے بال کتنے دن بعد صاف کرنے چاہئیں؟

سوال:... غیرضروری بال جو کہ ناف کے نیچے اور بغل میں ہوتے ہیں، اگر ان کو چالیس دن میں صاف نہیں کیا جائے تو اس سے نماز پر کیا اثر پڑتا ہے؟ اس کے علاوہ اور دُوسری جگہوں کے بال مثلاً: چہرے، ہاتھوں اور پیروں کے بالوں کو اگر کسی لوہے کی چیز یا کریم وغیرہ سے صاف کرے تو اس پر گناہ تو نہیں ہوگا؟

---

(۱) (وکل عضو لَا یجوز النظر إلیه قبل الإنفصال لَا یجوز بعده) ولو بعد الموت کشعر عانة وشعر رأسها. (الدر المختار ج:۶ ص:۳۷۱، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس).

(۲) إذا أراد دخول الخلاء یدخل مستور الرأس. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۰). أیضًا: إذا أراد أن یدخل الخلاء ینبغی .... لَا حاسر الرأس ولَا مع القلنسوة بلا شیء علیها. (رد المحتار ج:۱ ص:۳۴۵، طبع ایچ ایم سعید).

جواب:... غیرضروری بالوں کو چالیس دن سے زیادہ چھوڑنا گناہ ہے۔[۱] عورت کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے بال صاف کرنا جائز ہے۔

کیا غیرضروری بال عورت کو ہر ماہواری کے بعد صاف کرنے ضروری ہیں؟

سوال:... ایک بہت پیچیدہ مسئلہ ہے، جس کی وجہ سے پریشان ہوں، ماں کا کافی دنوں پہلے اِنتقال ہوچکا ہے، آپ کے علاوہ کوئی نہیں جس سے پوچھوں۔ ٹیچر نے بتایا کہ ہر ماہواری کے بعد Hair Removing کریم سے نیچے کے بال صاف کرکے نہایا کرو، ورنہ پاکی نہیں آتی۔ کسی نے بتایا کہ 40 دِن کے بعد ایک دفعہ بال صاف کرنے چاہئیں، ہر ماہواری کے بعد ضروری نہیں ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے ماہواری جلدی ہوتی ہے اور ہر 22 یا 23 دِن کے وقفے سے اکثر نہانا پڑجاتا ہے، اب کیا میں ہر 22 یا 23 دِن بعد Cream کے ذریعے نہاؤں؟ کیا ضروری نہیں ہے؟ یا ہر 40 دن بعد ایک دن Cream کا اِستعمال کرلوں؟ برائے مہربانی جلد جواب سے نوازیں، میں بڑی مشکل محسوس کرتی ہوں کہ 22 یا 23 دِن بعد Cream کا اِستعمال خاصا تکلیف دہ مرحلہ لگتا ہے۔

جواب:... آپ نے انگریزی الفاظ لکھنے کی خوب مشق کی ہے، حالانکہ میں انگریزی جانتا نہیں۔

بہرحال غیرضروری بال ہر ہفتے صاف کرنا سنت ہے، اور چالیس دن تک صفائی نہ کی جائے تو جائز ہے، اور چالیس دن کے بعد بھی صفائی نہ کرنا گناہ ہے۔

ہر ماہواری سے پاک ہونے پر اگر صفائی کی جائے تو بہت اچھی بات ہے، ورنہ چالیس دن تک صفائی نہ کرنے کی اجازت ہے۔ واللہ اعلم![۲]

---

(۱) ویستحب حلق عانته وتنظیف بدنه بالإغتسال فی کل أسبوع مرة والأفضل یوم الجمعة وجاز فی کل خمسة عشرة وکره ترکه وراء الأربعین۔ (الدر المختار مع الرد ج:٦ ص:۴۰٦، فصل فی البیع)۔

(۲) فالأسبوع هو الأفضل والخمسة عشر الأوسط والأربعون الأبعد، ولا عذر فیما وراء الأربعین ویستحق الوعید۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۸)۔

ناخن پالش کی بلا

ناخن پالش لگانا کفار کی تقلید ہے، اس سے نہ وضو ہوتا ہے، نہ غسل، نہ نماز

سوال:... آج کل نوجوان لڑکیاں اس کشمکش میں مبتلا ہیں کہ آیا لڑکیاں جو ناخنوں کو پالش لگاتی ہیں اس کو صاف کرنے کے بعد وضو کریں یا پالش کے اُوپر سے ہی وضو ہو جائے گا؟ کئی سمجھدار اور تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخنوں کی پالش صاف کئے بغیر ہی وضو ہو جائے گا۔

جواب:... ناخنوں سے متعلق دو بیماریاں عورتوں میں، خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں بہت ہی عام ہوتی جارہی ہیں، ایک ناخن بڑھانے کا مرض اور دُوسرا ناخن پالش کا۔ ناخن بڑھانے سے آدمی کے ہاتھ بالکل درندوں جیسے ہوتے ہیں اور پھر ان میں گندگی بھی رہ سکتی ہے، جس سے ناخنوں میں جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور مختلف النوع بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کو "فطرت" میں شمار کیا ہے، ان میں ایک ناخن تراشنا بھی ہے۔[1] پس ناخن بڑھانے کا فیشن انسانی فطرت کے خلاف ہے، جس کو مسلم خواتین کافروں کی تقلید میں اپنا رہی ہیں، مسلم خواتین کو اس خلافِ فطرت تقلید سے پرہیز کرنا چاہئے۔

دُوسرا مرض ناخن پالش کا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے عورت کے اعضاء میں فطری حسن رکھا ہے، ناخن پالش کا مصنوعی لبادہ محض غیرفطری چیز ہے، پھر اس میں ناپاک چیزوں کی آمیزش بھی ہوتی ہے، وہی ناپاک ہاتھ کھانے وغیرہ میں استعمال کرنا طبعی کراہت کی چیز ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ناخن پالش کی تہ جم جاتی ہے اور جب تک اس کو صاف نہ کردیا جائے، پانی نیچے نہیں پہنچ سکتا۔[2] پس نہ وضو ہوتا ہے، نہ غسل، آدمی ناپاک کا ناپاک رہتا ہے۔ جو تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخن پالش کو صاف کئے بغیر ہی وضو ہوجاتا ہے وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں، اس کو صاف کئے بغیر آدمی پاک نہیں ہوتا، نہ نماز ہوگی، نہ تلاوت جائز ہوگی۔

ناخن پالش والی میّت کی پالش صاف کرکے غسل دیں

سوال:... اگر کہیں موت آگئی تو ناخن پالش لگی ہوئی عورت کی میّت کا غسل صحیح ہوجائے گا؟

---

(۱) عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عشر من الفطرة: قص الشارب ..... وقص الأظفار ....الخ. (سنن أبي داوٗد ج:۱ ص:۹، باب السواك من الفطرة).

(۲) ولو انضمت الأصابع أو طال الظفر فغطى الأنملة أو كان فيه ما يمنع الماء كعجين وجب غسل ما تحته. (نور الإيضاح ص:۳۱، فصل في الوضوء).

جواب:... اس کا غسل صحیح نہیں ہوگا، اس لئے ناخن پالش صاف کرکے غسل دیا جائے۔[۱]

نیل پالش اور لپ اسٹک کے ساتھ نماز

سوال:... چند روز قبل ہمارے گھر "آیتِ کریمہ" کا ختم تھا، جن میں چند رشتہ دار عورتیں آئیں، جن میں کچھ فیشن میں ملبوس تھیں، فیشن سے مراد ناخن میں نیل پالش، بدن میں پرفیوم، ہونٹوں میں لپ اسٹک وغیرہ تھا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو نماز کے لئے کھڑی ہوگئیں، جب ان سے کہا گیا کہ ان چیزوں سے وضو نہیں رہتا تو نماز کیسے ہوگی؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نیت دیکھتا ہے۔ تو کیا مولانا صاحب! نیل پالش، پرفیوم، لپ اسٹک وغیرہ سے وضو برقرار رہتا ہے؟ کیا ان سب چیزوں کے استعمال کے بعد نماز ہوجاتی ہے؟ برائے مہربانی تفصیل سے جواب دیں، نوازش ہوگی۔

جواب:... خدا تعالیٰ صرف نیت کو نہیں دیکھتا، بلکہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ جو کام کیا گیا وہ اس کی شریعت کے مطابق بھی ہے یا نہیں؟ مثلاً کوئی شخص بے وضو نماز پڑھے اور یہ کہے کہ خدا نیت کو دیکھتا ہے تو اس کا یہ کہنا خدا اور رسول کا مذاق اُڑانے کے ہم معنی ہوگا، اور ایسے شخص کی عبادت، عبادت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے فیشن ایبل خواتین کا یہ استدلال بالکل مہمل ہے کہ خدا نیت کو دیکھتا ہے، ناخن پالش اور لپ اسٹک اگر بدن تک پانی کو نہ پہنچنے دے تو وضو نہیں ہوگا، اور جب وضو نہ ہوا تو نماز بھی نہیں ہوئی۔[۲]

ناخن پالش کو موزوں پر قیاس کرنا صحیح نہیں

سوال:... جس طرح وضو کرکے موزہ پہن لیا جائے تو دُوسرے وضو کے وقت پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں ہوتی، صرف جراب کے اُوپر مسح کرلیا جاتا ہے، اسی طرح وضو کرکے ناخن پالش لگالیا جائے تو دُوسرا وضو کرتے وقت اسے چھڑانے کی ضرورت تو نہیں ہے؟

جواب:... چمڑے کے موزوں پر تو مسح بالاتفاق جائز ہے،[۳] جرابوں پر مسح امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں،[۴] اور ناخن پالش کو موزوں پر قیاس کرنا صحیح نہیں، اس لئے اگر ناخن پالش لگی ہو تو وضو اور غسل نہیں ہوگا۔[۵]

---

(۱) نعم ذکر الخلاف فی شرح المنیة فی العجین واستظهر المنع لأن فیه لزوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء. (رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۴، مطلب فی ابحاث الغسل، کتاب الطهارة).

(۲) ولا بد من زوال ما یمنع وصول الماء إلی الجسد، کطلاء الأظافر ونحوها. (الفقه الحنفی وأدلّته ج:۱ ص:۶۱، طبع بیروت).

(۳) المسح علی الخفین جائز بالسُّنّة والأخبار فیه مستفیضة حتّٰی قیل إن من لم یره کان مبتدعًا. (هدایة ج:۱ ص:۵۶، باب المسح علی الخفین، طبع مکتبه شرکت علمیه، ملتان).

(۴) ولَا یجوز المسح علی الجوربین عند أبی حنیفة، إلّا أن یکونا مجلدین أو منعلین. (هدایة ج:۱ ص:۶۱، باب المسح علی الخفین).

(۵) لو کان علیه جلد سمک أو خبز ممضوغ قد جف فتوضأ ولم یصل الماء إلٰی ما تحته لم یجز لأن التحرّز عنه ممکن، کذا فی المحیط. (عالمگیری ج:۱ ص:۵، کتاب الطهارة، الباب الأوّل فی الوضوء).

ناخن پالش اور لبوں کی سرخی کا غسل اور وضو پر اثر

سوال:... جیسے کہ ناخن پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا، اگر کبھی ہونٹوں پر ہلکی سی لالی لگی ہو تو کیا وضو ہو جاتا ہے؟ یا اگر وضو کے بعد لگائی جائے تو اس سے نماز دُرست ہے؟

جواب:... ناخن پالش لگانے سے وضو اور غسل اس لئے نہیں ہوتا کہ ناخن پالش پانی کو بدن تک پہنچنے نہیں دیتی،[1] لبوں کی سرخی میں بھی اگر یہی بات پائی جاتی ہے کہ وہ پانی کے جلد تک پہنچنے میں رُکاوٹ ہو تو اس کو اُتارے بغیر غسل اور وضو نہیں ہوگا، اور اگر وہ پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں تو غسل اور وضو ہو جائے گا، ہاں! اگر وضو کے بعد ناخن پالش یا سرخی لگا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی، لیکن اس سے بچنا بہتر ہے۔

خوشی سے یا جبراً ناخن پالش لگانے کے مضمرات

سوال:... میں نے غسل کے فرائض میں پڑھا ہے کہ سارے جسم پر پانی اس طرح بہایا جائے کہ جسم کا کوئی حصہ بال برابر بھی خشک نہ رہے۔ آج کل یہ بات عام فیشن میں آگئی ہے کہ ہمارے گھروں میں عورتیں ناخنوں پر پالش کرتی ہیں جو زیادہ گاڑھی ہوتی ہے اور ناخنوں پر اس کی ایک تہہ جم جاتی ہے، اور ایسے ہی بعض مرد حضرات رنگ کا کام کرتے ہیں جو جسم کے کسی حصے پر لگ جائے تو آسانی سے نہیں اُترتا۔ ایسی صورت میں ہر دو کس غسلِ جنابت سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اسلام نے عورت کو اپنے شوہر کے سامنے زینت، بناؤ سنگھار کی اجازت دی ہے، کیا ناخن پالش لگانا جائز ہے؟ اگر ناجائز ہے تو ایسی حالت والی عورت کے لئے نماز، تلاوت اور کھانے پینے کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... ناخن پالش کی اگر تہہ جم گئی ہو تو اس کو چھڑائے بغیر وضو اور غسل نہیں ہوگا، یہی حکم اور چیزوں کا ہے جو پانی کے بدن تک پہنچنے سے مانع ہوں۔[2]

سوال:... اگر شوہر کی خوشنودی کے لئے ناخن پالش لگائی جائے اور شوہر نہ لگانے پر سختی کرے تو ایسی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ اگر اسلامی تعلیمات کی رُو سے ناخن پالش لگانا گناہ ہے تو یہ گناہ کس کے سر پر ہے، بیوی پر یا شوہر پر؟ اگر یہ بات گناہ ہے تو اس گناہ کو گناہ سمجھانے کے لئے یہ ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے، شوہر پر یا بیوی پر؟ حکومت کے پاس ذرائع ابلاغ ہیں، ان کے ذریعہ اگر اس کی تشہیر کی جائے تو کیسا رہے گا؟

جواب:... اگر ناخن پالش لگانے سے نمازیں غارت ہوتی ہیں اور شوہر باوجود علم کے اس سے منع نہ کرے تو مرد و عورت

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱، ۵ ملاحظہ ہو۔

(۲) ایضاً۔

دونوں گناہگار ہوں گے۔[۱] اگر شوہر کی خوشنودی کے لئے ناخن پالش لگالے تو وضو کرنے سے پہلے اس کو چھڑائے اور پھر وضو کرکے نماز پڑھے، ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

کیا مصنوعی دانت اور ناخن پالش کے ساتھ غسل صحیح ہے؟

سوال:… کسی مسلمان مرد یا عورت کے سونے کے دانت یا ناخن پالش لگانے کی صورت میں غسل ہوجاتا ہے یا نہیں؟

جواب:… مصنوعی دانتوں کے ساتھ غسل ہوجاتا ہے، ان کو اُتارنے کی ضرورت نہیں،[۲] ناخن پالش لگی ہوئی ہو تو غسل نہیں ہوتا، جب تک اسے اُتار نہ دیا جائے۔[۳]

عورتوں کے لئے کس قسم کا میک اَپ جائز ہے؟

سوال:… ہماری خواتین اس بات پر بحث کرتی ہیں کہ انسان اپنی خوبصورتی کے لئے میک اَپ کرسکتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ مذہبِ اسلام کی رُو سے خواتین کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ بحیثیت مسلمان میک اَپ کریں جس میں سرخی، پاؤڈر، نیل پالش شامل ہے؟ کیا اس حالت میں محفلِ وعظ میں شرکت کرنا، قرآن خوانی اور نماز وغیرہ پڑھنا صحیح ہے؟

جواب:… عورت کے لئے ایسا میک اَپ کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی فطری تخلیق میں تغیر کرنے کی کوشش ہو، جائز نہیں۔ مثلاً: اپنے فطری اور خلقی بالوں کے ساتھ دُوسرے انسانوں کے بالوں کو ملانا، ہاں انسانوں کے علاوہ دُوسرے مصنوعی بالوں کو ملانا جائز ہے۔ اس کے علاوہ میک اَپ فطری تخلیق میں تغیر کرنے کے مترادف نہ ہو، وہ اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس میک اَپ کے ساتھ عورت غیرمحرَم مردوں کے سامنے نہ جائے، چنانچہ اس قسم کے میک اَپ میں سرخی، پاؤڈر شامل ہے۔[۴] ہاں! البتہ ناخن پالش سے احتراز کیا

---

(۱) وفيه: قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت زاد في البزازية وإن بإذن الزوج لأنه لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۶ ص:۴۰۷، فصل في البيع).

(۲) ويجب أي يفرض غسل كل ما يكون من البدن بلا حرج مرة …… ولَا يجب غسل ما فيه حرج كعين …… وعلله بالحرج فسقط الإشكال. وفي الشامية (قوله فسقط الإشكال) …… أي أن الأصل وجوب الغسل إلّا أنه سقط للحرج …… (ولَا يمنع الطهارة ونيم) أي خرء ذباب وبرغوث لم يصل الماء تحته (وحنا) ولو جرمه، به يفتٰى (قوله به يفتٰى) صرح به في المنية عن الذخيرة في مسألة الحناء والطين والدرن معللًا بالضرورة …… فلأظهر التعليل بالضرورة. (در مختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۱۵۲ تا ۱۵۴، مطلب في ابحاث الغسل، وكذا في الفتاوى العالمگيرية ج:۱ ص:۳۱ فرائض غسل، طبع رشيديه).

(۳) ولَا يمنع الطهارة مع علٰى ظفر صباغ ولَا طعام بين أسنانه أو في سنه المجوف به يفتٰى، وقيل: إن صلبا منع وهو الأصح. (قوله وهو الأصح) صرح به في شرح المنية، وقال: لِامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج. (در مع الرد ج:۱ ص:۱۵۴، ابحاث الغسل).

(۴) عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة. متفق عليه. وعن عبدالله بن مسعود قال: لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمّصات والمتفلّجات للحسن المغيّرات خلق الله …الخ. (مشكوة ص:۳۸۱، باب الترجل). وقد فصله أصحابه فقالوا: إن وصلت بشعر آدمي فهو حرام بلا خلاف لأنه يحرم الإنتفاع بشعر الآدمي وسائر أجزائه لكرامته، وأما الشعر الطاهر من غير الآدمي ……

(باقی اگلے صفحے پر)

جائے، کیونکہ ناخن پالش دُور کئے بغیر نہ وضو ہوتا ہے اور نہ ہی غسل، ناخن پالش کو ہر وضو کے لئے ہٹانا کارِ مشکل ہے، اور جب ناخن پالش کو ہٹائے بغیر وضو یا غسل صحیح نہ ہوگا تو نماز بھی نہ ہوگی،[1] اس لئے ناخن پالش کی لعنت سے اِحتراز لازم ہے۔

وضو کر کے نیل پالش لگانا کیسا ہے؟

سوال:... یہ تو پکی بات ہے کہ نیل پالش کی حالت میں وضو یا نماز نہیں ہوتی، لیکن میری سہیلی کا کہنا ہے کہ اگر کوئی عورت وضو کے بعد نیل پالش کو اِستعمال کرے تو اس کی نماز ہوجاتی ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس طرح نیل پالش کا اِستعمال کرنا دُرست ہے اور اس سے وضو اور نماز اَدا ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب:... نیل پالش سے پہلے جو وضو کیا وہ تو صحیح ہے، لیکن بعد میں جب تک اس کو اُتارا نہ جائے وضو اور غسل نہیں ہوگا۔[2]

لپ اسٹک اور وضو

سوال:... مولانا صاحب! ایک عورت وضو کر رہی تھی، اس کے ہونٹوں پر لپ اسٹک لگی ہوئی تھی، میں نے پوچھا کہ کیا لپ اسٹک میں وضو ہوجائے گا، تو اس نے کہا: میں نے پلاسٹک پینٹ تو نہیں کیا ہوا، مسام تو گیلے ہو رہے ہیں۔ برائے مہربانی جواب سے نوازیں کہ لپ اسٹک لگی ہو تو وضو ہوگا کہ نہیں؟

جواب:... لپ اسٹک کی تہ لبوں پر جم جاتی ہے، جب تک اس کو اُتارا نہ جائے پانی جلد تک نہیں پہنچتا، اس لئے لپ اسٹک کو اُتارے بغیر وضو نہ ہوگا، نہ غسل، آدمی ناپاک رہے گا۔[3]

میک اَپ کی حالت میں نماز

سوال:... آج کل خواتین ملازمت یا دُوسری مصروفیات کی بنا پر وضو کر کے میک اَپ کر لیتی ہیں، اور اس وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیتی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اندر وضو محفوظ ہے، کیا اس طرح نماز ہوجاتی ہے؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) .... فإن لم یکن لھا زوج ولا سیّد فھو حرام أیضًا، وإن کان فثلاثة أوجه، أصحھا إن فعلته بإذن الزوج والسیّد جاز۔ (مرقاة شرح المشکٰوة ج:۴ ص:۴۲۰، باب الترجل، وأیضًا در مختار مع رد المحتار ج:۶ ص:۳۷۲، ۳۷۳، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس)۔

(۱) والمعتبر فی جمیع ذالک نفوذ الماء ووصوله إلی البدن۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۱۵۴)۔ لو کان علیه جلد سمک أو خبز ممضوغ قد جف فتوضأ ولم یصل الماء إلی ما تحته لم یجز لأن التحرز عنه ممکن، کذا فی المحیط۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵)۔

(۲) ولَا بدّ من زوال ما یمنع وصول الماء إلی الجسد، کطلاء الأظافر ونحوھا۔ (الفقه الحنفی وأدلّته ج:۱ ص:۶۱ طبع بیروت)۔

(۳) ایضًا۔

جواب:... ہاں دو مسئلے قابلِ غور ہیں۔ ایک یہ کہ میک اَپ کے لئے جو چیزیں اِستعمال کی جاتی ہیں، کیا وہ پاک بھی ہوتی ہیں کہ نہیں؟ اس کی تحقیق کرلینی چاہئے۔ دُوسرے یہ کہ وضو کرنے کے بعد اگر وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ میک اَپ کرنا ضروری ہوگا، ان چیزوں کو محض تکلف ہی سمجھا جاتا ہے۔

بار بار وضو سے میک اَپ خراب ہو تو کیا کریں؟

سوال:... اپنے آپ کو فریش اور خوب صورت رکھنا ایک جائز اور فطری خواہش ہے، اس کے لئے میک اَپ جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ دستیاب ہے، اگر خواتین وضو بھی کرنا چاہیں اور میک اَپ بھی تو اس کے لئے کیا کریں؟ کیا بار بار وضو اور بار بار میک اَپ کریں، جبکہ میک اَپ کا سامان کافی مہنگا ہوتا ہے؟ اور جسے عام خواتین خرید نہیں سکتیں، جبکہ وقت بھی ضائع ہوگا؟

جواب:... تو میک اَپ کرنا ہی کیا ضروری ہے؟ اگر ایک خاتون اللہ کا حکم سمجھتے ہوئے نماز کی پابندی کرتی ہے، تو وضو سے تو چہرہ ویسے ہی روشن ہوجاتا ہے، میک اَپ کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے...؟

پاکی اور ناپاکی میں تلاوت، دُعا و اذکار

ناپاکی اور بے وضو کی حالت میں قرآن شریف پڑھنا

سوال:... ناپاکی کی حالت میں یا بغیر وضو کے قرآن شریف کی تلاوت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر غسل کی ضرورت ہو تو نہ قرآن شریف کو ہاتھ لگانا جائز ہے اور نہ پڑھنا ہی جائز ہے، اور بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں، البتہ پڑھنا جائز ہے۔[1]

ناپاکی کی حالت میں قرآنی آیات کا تعویذ استعمال کرنا

سوال:... ہم نے سنا ہے کہ آدمی اگر ناپاک ہو تو اس کو قرآنی آیات تعویذ بناکر نہیں پہننی چاہئیں، یہ بات دُرست ہے یا غلط؟

جواب:... جس کاغذ پر آیت لکھی ہو، ناپاکی کی حالت میں اس کو چھونا جائز نہیں، لیکن کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہو تو چھونا جائز ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ناپاکی کی حالت میں تعویذ پہننا جائز ہے، جبکہ وہ کاغذ میں لپٹا ہوا ہو۔[2]

غسل لازم ہونے پر کن چیزوں کا پڑھنا جائز ہے

سوال:... اگر غسل لازم ہو تو کیا تسبیح مثلاً: دُرود شریف، کلمہ طیبہ، اِستغفار وغیرہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... اس حالت میں قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں، ذکر و دُعا، دُرود شریف وغیرہ سب جائز ہے۔[3]

جنابت کی حالت میں دُرود شریف پڑھنا

سوال:... رات کو کبھی اِحتلام ہوجانے کی صورت میں اسی وقت اپنی شلوار کا وہ حصہ اور نیچے کا حصہ دھولیتا ہوں، اور واپس اپنے بستر پر لیٹ کر جب تک نیند نہیں آتی دوبارہ دُرود شریف پڑھنے لگتا ہوں، کیا صحیح ہے یا ایسا کرنے سے گناہگار ہوتا ہوں؟

---

(۱) وفی الجامع الصغیر جنب أخذ ..... المصحف بغلافہ لَا باس بہ ولَا تأخذھا بغیر صرۃ ولَا المصحف بغیر غلاف ولَا یقرأ القرآن ...الخ۔ ولَا یکرہ للمحدث قراءۃ القرآن عن ظھر القلب ..الخ۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج:۱ ص:۱۰۴)۔

(۲) (وقراءۃ القرآن) بقصدہ (ومسہ) ..... اِلَّا بغلافہ المنفصل کما مر وکذا یمنع (حملہ) کلوح وورق فیہ آیۃ۔ (قولہ ومسہ) أی القرآن ولو فی لوح أو درھم أو حائط لٰکن لَا یمنع اِلَّا من مس المکتوب۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۲۹۳)۔

(۳) ولَا بأس لحائض وجنب بقراءۃ أدعیۃ ومسھا وحملھا وذکر اللہ تعالٰی وتسبیح۔ (درمختار ج:۱ ص:۲۹۳)۔

جواب:... دُرود شریف پڑھنا جنابت کی حالت میں جائز ہے۔[1]

ناپاکی کی حالت میں ذِکر و اَذکار کرنا

سوال:... کیا ہم ناپاکی کی حالت میں دُرود شریف یا کوئی دُعا دِل ہی دِل میں اَدا کرسکتے ہیں؟

جواب:... ناپاکی کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت ممنوع ہے، اس کے علاوہ تمام ذِکر و اَذکار، اَوراد و وظائف اور دُعا و استغفار جائز ہے، اگرچہ پاک ہونے کی حالت میں پڑھنا افضل ہے۔[2]

ناپاکی کی حالت میں قرآنی دُعائیں پڑھنا اور تلاوت کرنا

سوال:... میری شادی کو دو سال ہوئے ہیں، مجھے شادی سے پہلے سے کچھ سورتیں، کچھ دُعائیں اور آیات وغیرہ پڑھنے کی عادت تھی۔ اب وہ ایسی عادت ہوگئی ہے کہ پاکی ناپاکی کا کچھ خیال نہیں رہتا، اور وہ زبان پر ہوتی ہیں۔ خیال آنے پر رُک جاتی ہوں، مگر پھر وہی۔ اس لئے آپ سے یہ بات پوچھ رہی ہوں کہ کسی گناہ کی مرتکب ہو رہی ہوں تو آگاہی ہوجائے۔

جواب:... ناپاکی کی حالت میں قرآنی دُعائیں تو جائز ہیں، مگر تلاوت جائز نہیں۔ اگر بھول کر پڑھ لیں تو کوئی گناہ نہیں، یاد آنے پر فوراً بند کردیں۔[3]

کیا ناپاک آدمی صرف اِستنجا کرنے سے پاک ہوجاتا ہے؟

سوال:... کیا صرف اِستنجا کرنے سے اِنسان پاک ہوجاتا ہے اور قرآن پڑھ سکتا ہے؟ یا کوئی ختم وغیرہ پڑھ سکتا ہے؟ (میرا مطلب ہے کہ وضو کئے بغیر)۔

جواب:... جس شخص کو غسل کی ضرورت ہو، وہ قرآنِ کریم کی تلاوت نہیں کرسکتا، دُوسرے اَوراد و وظائف پڑھ سکتا ہے۔ اور بغیر وضو کے قرآنِ کریم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں، بغیر ہاتھ لگائے قرآن کی تلاوت جائز ہے، اور دُوسرے اَذکار بھی جائز ہیں۔[4]

---

(۱) یجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸، طبع بلوچستان).

(۲) لَا تقرأ الحائض والجنب شیئًا من القرآن ...... ویجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ولَا یکرہ قراءة القنوت. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸، الفصل الرابع فی أحکام الحیض والنفاس والإستحاضة، کتاب الطھارة).

(۳) لَا تقرأ الحائض والجنب شیئًا من القرآن ویجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸). أیضًا: عن ابن عمر رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لَا یقرأ الجنب ولَا الحائض شیئًا من القرآن. (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۳۴۵، طبع بیروت).

(۴) لَا تقرأ الحائض والجنب شیئًا من القرآن ویجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸). أیضًا: المحدث إذا کان یقرأ القرآن بتقلیب الأوراق بقلم أو سکین لَا بأس به کذا فی الغرائب. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۱۷، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر والدعاء).

قرآنی آیات اور احادیث والے مضمون کو بے وضو چھونا

سوال:... دینِ اسلام کی کتابوں میں اور رسائل میں جہاں جہاں (کہیں کہیں) قرآن مجید کی آیات اور احادیث اکثر لکھی ہوتی ہیں، ایسی کتب اور ایسے رسائل کو بے وضو چھونا اور پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:... جائز ہے، مگر آیاتِ کریمہ پر ہاتھ نہ لگے۔[1]

پتی والا پان کھا کر قرآن شریف پڑھ سکتا ہے

سوال:... پتی والا پان کھا کر قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... پڑھ سکتا ہے، البتہ بدبودار چیز کھا کر تلاوت کرنا مکروہ ہے۔[2]

غسل فرض ہونے پر اِسمِ اعظم کا ورد

سوال:... کیا غسل فرض ہونے کی صورت میں اسمِ اعظم یا کسی سورت کا ورد کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور تلاوت بھی کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... جب غسل فرض ہو تو قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں، دُوسرے اذکار جائز ہیں۔[3]

بے وضو قرآن چھونا اور کھاتے ہوئے تلاوت کرنا

سوال:... کیا قرآن بے وضو پڑھنا جائز ہے؟ اگر تلاوت کے دوران وضو ہو، لیکن منہ سے کچھ کھا بھی رہے ہوں تو کیا تلاوت ہوجاتی ہے؟

جواب:... بے وضو تلاوت جائز ہے،[4] قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگایا جائے،[5] کھاتے ہوئے تلاوت کرنا خلافِ ادب ہے۔[6]

---

(۱) ويحرم به أى بالأكبر (وبالأصغر) مس مصحف، أى ما فيه آية كدرهم وجدار (درمختار) قوله أى ما فيه آية ... الخ، أى المراد مطلق ما كتب فيه قرآن مجازًا من إطلاق إسم الكل على الجزء أو من باب الإطلاق والتقييد قال: ح لٰكن لَا يحرم فى غير المصحف إلّا المكتوب أى موضع الكتابة كذا فى الحيض من البحر ... الخ. (رد المحتار ج:۱ ص:۱۷۳).

(۲) رجل أراد أن يقرأ القرآن فينبغى أن يكون على أحسن أحواله يلبس صالح ثيابه ويتعمم ويستقبل القبلة لأن تعظيم القرآن والفقه واجب. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۱۶). أيضًا: قال فى إمداد الفتاح: وليس السواک من خصائص الوضوء، فإنه يستحب فى حالَات، منها .... قراءة القرآن. (شامی ج:۱ ص:۱۱۴، مطلب فى دلَالة المفهوم).

(۳) لَا تقرأ الحائض والجنب شيئًا من القرآن ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸).

(۴) ذهب الجمهور إلى أنه يجوز لغير متوضئ أن يقرأ القرآن ويذكر الله. (بداية المجتهد ج:۱ ص:۳۱).

(۵) هل هذه الطهارة شرط فى مس المصحف أم لَا؟ فذهب مالک وأبو حنيفة والشافعى إلى أنها شرط فى مس المصحف. (بداية المجتهد ج:۱ ص:۳۰). أيضًا: وفى كتاب النبى صلى الله عليه وسلم لعمرو بن حزم: وأن لَا يمس القرآن إلّا طاهر. (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۳۴۵، طبع دار البشائر، بيروت).

(۶) رجل أراد أن يقرأ القرآن فينبغى أن يكون على أحسن أحواله يلبس صالح ثيابه ويتعمم ويستقبل القبلة لأن تعظيم القرآن والفقه واجب، كذا فى فتاوىٰ قاضيخان. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۱۶، طبع بلوچستان).

بغیر وضو تلاوتِ قرآن کا ثواب

سوال:... آپ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآنِ حکیم کو بغیر وضو چھوتے نہیں اور قرآنِ کریم میں دیکھ کر پڑھنا بلا وضو بھی منع ہے، البتہ بغیر دیکھے بلا وضو پڑھ سکتے ہیں، اس طرح تلاوت کا ثواب ہے؟

جواب:... بغیر وضو کے قرآن کو ہاتھ لگانا منع ہے، تلاوت کرنا منع نہیں، اگر ہاتھ پر کوئی کپڑا لپیٹ کر یا کسی چاقو وغیرہ کے ذریعہ قرآنِ کریم کے اوراق اُلٹتا رہے تو دیکھ کر بھی پڑھ سکتا ہے، تلاوت کا ثواب اس صورت میں بھی ملے گا، ثواب میں کمی بیشی اور بات ہے۔[1]

شرعی معذور ہاتھ سے قرآن مجید کے اوراق تبدیل کر سکتا ہے

سوال:... میں ریح کے غلبے کو روکنے سے معذور ہوں، چنانچہ ہر نماز سے قبل تازہ وضو کر لیتا ہوں، اس دوران اگر قرآن شریف کی تلاوت کرنی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر ورق اُلٹنے میں کامیابی نہیں ہوئی، ایسی صورت میں کیا میں ہاتھ پر کپڑا اوڑھے بغیر قرآن شریف کے ورق اُلٹ سکتا ہوں؟

جواب:... اگر وضو نہیں ٹھہرتا تو کوشش کے باوجود وضو کا روکنا واقعی مشکل ہے، اس لئے رُومال وغیرہ سے قرآن مجید کے اوراق اُلٹ سکتے ہیں، اور یہ بھی نہیں تو پھر بغیر رُومال کے صحیح۔ خلاصہ یہ کہ کوشش کریں کہ بغیر وضو کے ہاتھ نہ لگے، ورنہ مجبوری ہے۔[2]

سونے سے پہلے قرآنی آیات بغیر وضو پڑھنا

سوال:... سونے سے پہلے قرآنِ کریم کی آیات مثلاً: آیۃ الکرسی اور معوّذتین بغیر وضو کے پڑھ سکتے ہیں یا ویسے آیات کی تلاوت کر سکتے ہیں؟

جواب:... بے وضو قرآنِ کریم کا پڑھنا جائز ہے، قرآنِ کریم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔[3]

قرآنِ کریم، دُرود شریف بغیر وضو پڑھنا

سوال:... اس کے علاوہ میں باوضو پڑھتی ہوں، اگر خدانخواستہ وضو ٹوٹ جائے تو کیا فوراً دوبارہ وضو کرنا چاہئے؟ میں کسی

---

(۱) المحدث إذا كان يقرأ القرآن بتقليب الأوراق بقلم أو سكين لَا بأس به كذا في الغرائب. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۱۷). وأيضًا: بالعلاقة أو بغلافة فلا بأس به وإن كان جنبًا لأنه غير ماس للقرآن كما لو حمل حملًا وفيه مصحف جاز وإن كان جنبًا. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۳۳۶، كتاب الطهارة).

(۲) لَا يجوز للجنب والمحدث مس المصحف إلَّا بغلاف متجاف عنه. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۹). أيضًا: حوالہ بالا۔

(۳) كذا المحدث لَا يمس المصحف إلَّا بغلاف لقوله عليه السلام: لَا يمس القرآن إلَّا طاهر. (هداية ج:۱ ص:۳۸). أيضًا: وذهب الجمهور إلى أنه يجوز لغير متوضئ أن يقرأ القرآن ويذكر الله. (بداية المجتهد ج:۱ ص:۳۱).

بھی وقت پڑھ لیتی ہوں (سورۂ یٰسین اور دُورد شریف)۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کے پڑھنے کے بھی اوقات ہوتے ہیں، ہر وقت نہیں پڑھنا چاہئے۔

جواب:... بغیر وضو کے دُرود شریف پڑھنا جائز ہے، اور قرآنِ کریم کی تلاوت بھی جائز ہے، مگر قرآن مجید کو چھونا جائز نہیں۔[1]

بغیر وضو کے دُرود شریف پڑھ سکتے ہیں

سوال:... کیا بغیر وضو کے چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے دُرود شریف کا وِرد کرسکتے ہیں؟ جبکہ خدا کا ذکر تو ہر حال میں جائز ہے، تو ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بھی جائز ہونا چاہئے، ذرا وضاحت فرمادیں، کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ بغیر وضو کے دُرود شریف نہ پڑھا جائے، فرض کریں اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک آجائے تو اگر بغیر وضو کے ہوں تو کیا دُرود نہ پڑھیں؟ حالانکہ نامِ مبارک پر تو دُرود پڑھنا واجب ہے۔

جواب:... بغیر وضو کے دُرود شریف کا وِرد جائز ہے، اور وضو کے ساتھ نورٌ علیٰ نور ہے۔[2]

بے وضو ذِکرِ الٰہی

سوال:... ایک آدمی دفتر میں بیٹھا ہے اور بالکل تنہا ہے اور فارغ ہے، بعض اوقات پیشاب وغیرہ کے لئے بھی جاتا ہے اور ہاتھ وغیرہ صحیح طریقے سے دھوتا ہے، مگر مکمل وضو کسی وجوہات کی بنا پر نہیں کرتا، یا غفلت سمجھ لیں، تو اس حالت میں فارغ وقت میں کیا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر یا کوئی اور آیتِ کریمہ وغیرہ کا وِرد کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... ذکرِ الٰہی کے لئے باوضو ہونا شرط نہیں، بغیر وضو کے تسبیحات پڑھ سکتے ہیں،[3] ہاں! باوضو ذکر کرنا افضل ہے۔

بیت الخلاء میں کلمہ زبان سے پڑھنا جائز نہیں

سوال:... بیت الخلاء میں استنجے کے وقت بھی کلمہ طیبہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... بیت الخلاء میں زبان سے پڑھنا جائز نہیں۔[4]

---

(۱) يجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸). نیز گزشتہ صفحے کا حوالہ نمبر ا ملاحظہ ہو۔

(۲) ولا بأس لحائض وجنب بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالىٰ وتسبيح. (در مختار ج:۱ ص:۲۹۳).

(۳) أيضًا.

(۴) وسننه .... والبداءة بالتسمية قولًا .... قبل الإستنجاء وبعده إلّا حال إنكشاف وفي محل نجاسة فيسمي بقلبه (قوله إلّا حال إنكشاف إلخ) الظاهر أن المراد أنه يسمي قبل رفع ثيابه إن كان في غير المكان المعد لقضاء الحاجة، وإلّا فقبل دخوله، فلو نسي فيها سمّى بقلبه ولا يحرك لسانه تعظيمًا لإسم الله تعالىٰ. (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۱۰۹، طبع ایچ ایم سعید کراچی).

بیت الخلاء میں دُعا زبان سے نہیں بلکہ دِل میں پڑھے

سوال:... اگر کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے دُعا اور بائیں پاؤں کو داخل کرنا بھول جائے، اور اندر جاکر یاد آجائے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... زبان سے نہ پڑھے، دِل میں پڑھ لے۔ (۱)

اِستنجا کرتے وقت، ہاتھ دھوتے وقت کلمہ پڑھنا

سوال:... اِستنجا کرتے وقت اور اس کے بعد ہاتھ دھوتے وقت پاکی حاصل کرنے کے لئے کلمہ پڑھنا چاہئے؟ آج کل جو مشترک حمام گھروں میں ہوتے ہیں، اس میں وضو کرتے وقت کلمہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... ان میں ذِکر اَذکار نہیں کرنا چاہئے، البتہ اگر جگہ بالکل پاک ہو تو پڑھ سکتے ہیں۔ (۲)

حمام، واش بیسن والے باتھ رُوم میں اِجابت کے بعد دُعا کہاں پڑھیں؟

سوال:... آج کل تقریباً ہر گھر میں باتھ رُوم ہوتے ہیں، جس میں اِستنجے کی جگہ، حمام اور واش بیسن ایک ساتھ ہوتا ہے، ان جگہوں پر اِجابت کے بعد طہارت کی غرض سے ہاتھ دھونے کے لئے وہیں رہ کر دُعا پڑھیں یا پہلے باہر نکل کر دُعا پڑھ کر پھر دوبارہ دُعا پڑھ کر اندر داخل ہوکر طہارت کی دُعا پڑھیں؟

جواب:... یہ تو ظاہر ہے کہ غلاظت کی جگہ دُعاؤں کا پڑھنا جائز نہیں، لہٰذا غسل خانے میں داخل ہونے سے پہلے دُعا پڑھی جائے اور غسل خانے سے نکل کر دُعائیں پڑھی جائیں۔ (۳)

بیت الخلاء میں دُعائیں پڑھنا

سوال:... جدید طرزِ تعمیر میں بیت الخلاء غسل خانے کے ساتھ ہی بنایا جاتا ہے، کیا اس طرح کے باتھ رُوم میں وضو کرتے ہوئے کلمہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب:... اس جگہ دُعائیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ (۴)

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

(۲) فإن عطس يحمد الله بقلبه ولَا يحرّك بلسانه ويستحب له عند الدخول في الخلاء: اللّٰهم إنّي أعوذ بك من الخُبُث والخبائث. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۰). أيضًا: وفي محل نجاسة فيسمّي بقلبه. وفي الشامية: فلو نسي فيهما سمّي بقلبه، ولَا يحرك لسانه تعظيمًا لِاسم الله تعالىٰ. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۱۰۹).

(۳) ويستحب له عند الدخول في الخلاء يقول: اللّٰهم إنّي أعوذ بك ...الخ. ويقول إذا خرج: الحمد لله الذي أخرج عنّي ما يؤذيني ...الخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۰، كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الإستنجاء)

(۴) فإن عطس يحمد الله بقلبه ولَا يحرّك لسانه. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۰، كتاب الطهارة).

لفظ ''اللہ'' والا لاکٹ پہن کر بیت الخلاء میں جانا

سوال:... ایسے لاکٹ جن پر لفظ ''اللہ'' کندہ ہوتا ہے، انہیں ہر وقت گلے میں پہنے رہنا اور پہن کر باتھ رُوم وغیرہ میں جانا جائز ہے؟ کیا اس طرح خدائے بزرگ و برتر کے نام کی بے ادبی نہیں ہوتی؟

جواب:... بیت الخلاء میں جانے سے پہلے ان کو اُتار دینا چاہئے۔[۱]

میدان میں قضائے حاجت سے پہلے دُعا کہاں پڑھے؟

سوال:... شہروں میں تو بیت الخلاء ہوتے ہیں، مگر دیہات میں نہیں ہوتے، تو دیہات میں کھلی جگہ قضائے حاجت کے لئے جائے تو دُعا پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

جواب:... بیت الخلاء میں قدم رکھنے سے پہلے اور جنگل میں ستر کھولنے سے پہلے دُعا پڑھی جائے۔[۲]

ناپاکی کی حالت میں ناخن کاٹنا

سوال:... ناپاکی کی حالت میں اگر ناخن کاٹ لئے جائیں تو کیا جب تک وہ بڑھا کر دوبارہ نہ کاٹے جائیں پاک نہ ہوسکے گی؟

جواب:... ناپاکی کی حالت میں ناخن نہیں اُتارنے چاہئیں،[۳] مگر یہ غلط ہے کہ جب تک ناخن نہ بڑھ جائیں، آدمی پاک نہیں ہوتا۔

---

(۱) ویکرہ أن یدخل فی الخلاء ومعہ خاتم علیہ إسم اللہ تعالٰی أو شیء من القرآن ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۰)۔

(۲) ویستحب لہ عند الدخول فی الخلاء أن یقول: اللّٰھم إنّی أعوذ بک من الخبث والخبائث ویقدم رجلہ الیسرٰی وعند الخروج یقدم الیمنٰی ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۰)۔ فی الدر المختار: قبل الإستنجاء وبعدہ إلّا حال انکشاف۔ قولہ: إلّا حال إنکشاف الظاھر أن المراد انہ یسمّی قبل رفع ثیابہ إن کان فی غیر المکان المعدّ لقضاء الحاجۃ وإلّا فقبل دخولہ فلو نسی فیھما سمّٰی بقلبہ ولَا یحرک لسانہ تعظیمًا لِاسم اللہ تعالٰی۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۱۰۹)۔

(۳) حلق الشعر حالۃ الجنابۃ مکروہ وکذا قص الأظافیر کذا فی الغرائب۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۸)۔

نجاست اور پاکی کے مسائل

نجاستِ غلیظہ اور نجاستِ خفیفہ کی تعریف

سوال:... میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر تین حصے بدن کے کپڑے ناپاک ہوں اور ایک حصہ پاک ہو، تب بھی نماز قبول ہوجاتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... جی نہیں! مسئلہ سمجھنے سمجھانے میں غلطی ہوئی ہے۔ دراصل یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں، ایک یہ کہ کپڑے کو نجاست لگ جائے تو کس حد تک معاف ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نجاست کی دو قسمیں ہیں: غلیظہ اور خفیفہ۔

نجاستِ غلیظہ:... مثلاً آدمی کا پاخانہ، پیشاب، شراب، خون، جانوروں کا گوبر اور حرام جانوروں کا پیشاب وغیرہ یہ سب سیال ہو تو ایک روپے کے پھیلاؤ کے بقدر معاف ہے، اور اگر گاڑھی ہو تو پانچ ماشے وزن تک معاف ہے، اس سے زیادہ ہو تو نماز نہیں ہوگی۔[1]

نجاستِ خفیفہ:... مثلاً (حلال جانوروں کا پیشاب) کپڑے کے چوتھائی حصے تک معاف ہے۔ چوتھائی کپڑے سے مراد کپڑے کا وہ حصہ ہے جس پر نجاست لگی ہو، مثلاً: آستین الگ شمار ہوگی، دامن الگ شمار ہوگا، اور معاف ہونے کا مطلب ہے کہ اسی حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز ہوجائے گی، دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں،[2] لیکن اس نجاست کا دُور کرنا اور کپڑے کا پاک کرنا بہرحال ضروری ہے۔[3]

---

(۱) ومن أصابه من النجاسة المغلظة كالدم والبول من غير مأكول اللحم ولو من صغير لم يطعم والغائط والخمر ...... مقدار الدرهم فما دونه جازت الصلاة معه، لأن القليل لَا يمكن التحرز عنه فيجعل عفوًا ...... ثم يروىٰ إعتبار الدرهم من حيث المساحة، وهو قدر عرض الكف في الصحيح، ويروىٰ من حيث الوزن، وهو الدرهم الكبير المثقال، وقيل في التوفيق بينهما: ان الأولى في الرقيق، والثانية في الكثيف، وفي الينابيع: وهذا القول أصح. (اللباب في شرح الكتاب ص:۶۸، فصل في النجاسة المغلظة، طبع قديمي، در مختار ج:۱ ص:۳۱۸).

(۲) وان أصابته نجاسة مخففة كبول ما يؤكل لحمه ...... جازت الصلاة معه ما لم يبلغ ربع جميع الثوب ...... وقيل ربع الموضع الذى أصابه كالذيل والكم والدخريص ...... وفي الحقائق: وعليه الفتوىٰ. (اللباب في شرح الكتاب ص:۶۸، ۶۹، أيضًا: درمختار ج:۱ ص:۳۲۱، ۳۲۲).

(۳) المصلي إذا رأى على ثوبه نجاسة هي أقل من قدر الدرهم إن كان في الوقت سعة فالأفضل أن يغسل الثوب ويستقبل الصلاة وإن كان تفوته الصلاة بجماعة ويجد في موضع آخر فكذالك وإن خاف أن لَا يجد الجماعة أو يفوته الوقت مضىٰ علىٰ صلاته، كذا في الذخيرة. (عالمگيرى ج:۱ ص:۶۰، كتاب الصلاة، الفصل الثاني).

اور دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس پاک کپڑا نہ ہو اور ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کی بھی کوئی صورت نہ ہو تو آیا ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے یا کپڑا اُتار کر برہنہ نماز پڑھے؟ اس کی تین صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ کپڑا ایک چوتھائی پاک ہے اور تین چوتھائی ناپاک ہے، ایسی صورت میں اسی کپڑے میں نماز پڑھنا ضروری ہے، برہنہ ہوکر پڑھنے کی اجازت نہیں۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہو، اس صورت میں اختیار ہے کہ خواہ اس ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھے، یا کپڑا اُتار کر بیٹھ کر رُکوع سجدہ کے اشارے سے نماز پڑھے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کپڑا کل کا کل ناپاک ہے، تو اس صورت میں بھی اختیار ہے خواہ اس ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھے، یا کپڑا اُتار کر نماز پڑھے، لیکن برہنہ آدمی کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے، رُکوع سجدہ کی جگہ اشارہ کرے، تاکہ جہاں تک ممکن ہو ستر چھپا سکے۔ اسی لئے ناپاک کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھنا، برہنہ ہوکر نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔[1] الغرض آپ نے جو مسئلہ بزرگوں سے سنا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کے پاس پاک کپڑا نہ ہو، بلکہ صرف ایسا کپڑا ہو جس کے تین حصے ناپاک ہوں اور ایک حصہ پاک ہو تو اسی کپڑے سے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

اِستنجا کے لئے پانی کا اِستعمال بہتر ہے

سوال:... مرد اگر پیشاب کرنے کے بعد ٹشو پیپر سے اچھی طرح خشک کرلے اور اِستنجا اس وقت نہ کرے تو کپڑے ناپاک تو نہیں ہوں گے؟

جواب:... پانی کا اِستعمال کرنا بہتر ہے، صرف ٹشو سے صاف کرلیا جائے تو بھی جائز ہے۔[2]

کیا اِخراجِ ریاح ہو تو اِستنجا کرنا ضروری ہے؟

سوال:... اگر وضو کرنے سے پہلے اِخراجِ ریاح ہوجائے تو کیا اِستنجا کرنا ضروری ہوتا ہے؟

جواب:... نہیں۔[3]

نجاست کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو نماز کا حکم

سوال:... نجاستِ غلیظہ کا قطرہ اگر بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو کیا نماز ہوجائے گی؟

---

(۱) وصلاته في ثوب نجس الكل أحب من صلاته عريانًا۔ (حاشية الطحطاوي على المراقي ص:۱۳۰)۔ ولو كان مملوا من الدم أو الطاهر دون الربع يخير بين أن يصلي فيه وبين أن يصلي عريانًا۔ (خلاصة الفتاوىٰ ص:۷۸، البحر الرائق ج:۱ ص:۲۸۹)۔ وجد ثوبا ربعه طاهر وصلى عاريا لم يجز وان كان أقل من ربعه طاهر أو كله نجسا خير بين أن يصلي عاريًا قاعدًا بايماءٍ وبين أن يصلي فيه قائمًا بركوع وسجود وهو أفضل كذا في الكافي۔ (عالمگيري ج:۱ ص:۶۰، كتاب الصلاة)۔

(۲) يجوز الإستنجاء بنحو حجر منق كالمدر والتراب .... الإستنجاء بالماء أفضل۔ (عالمگيرىٰ ج:۱ ص:۴۸)۔

(۳) قسم من الإستنجاء بدعة وهو الإستنجاء من الريح۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۰)۔ أيضًا: في الدر المختار ج:۱ ص:۳۳۵ فصل الإستنجاء: إزالة نجس عن سبيل، فلا يسن من ريح ...الخ۔ وفي الشامية (قوله فلا يسن من ريح) لأن عينها طاهرة وانما نقضت لِانبعاثها عن موضع النجاسة، ولأن بخروج الريح لَا يكون على سبيل شيء فلا يسن منه بل هو بدعة كما في المجتبىٰ۔ (فتاوىٰ شامى ج:۱ ص:۳۳۵، فصل الإستنجاء، طبع ايچ ايم سعيد)۔

جواب:... نجاست اگر گر جائے اور ایک روپے کی مقدار سے کم ہو تو نماز ہو جائے گی، دھو لینا افضل ہے۔[1]

کپڑے ناپاک ہو جائیں تو کس طرح پاک کریں؟

سوال:... آدمی کے کپڑے ناپاک ہو جائیں اور وہ ایسی جگہ جہاں وہ کپڑے بدل بھی نہیں سکتا اور دھو بھی نہیں سکتا تو ایسی صورت میں نماز کا وقت ہو جائے تو وہ کیا کرے گا؟

جواب:... پاک چادر پاس رکھی جائے، اس کو بدلنا مسجد میں بھی ممکن ہے، بازار میں بھی۔

پیشاب، پاخانے، گندے پانی کے چھینٹے والا جسم یا کپڑا کیسے پاک ہوگا؟

سوال:... نجاستِ غلیظہ یعنی پیشاب پاخانے کی تھوڑی سی مقدار یا گندے پانی کے چھینٹے اگر جسم یا کپڑے پر لگ جائیں تو کیا غسل فرض ہو جاتا ہے؟ یا صرف دھونے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے؟

جواب:... جہاں نجاست لگ جائے اس حصے کو دھو لینا کافی ہے۔[2]

کتنی نجاست لگی رہ گئی تو نماز ہوگئی؟

سوال:... اگر گندے پانی کے چھینٹے لگ جائیں تو دھو لینا چاہئے، مگر ایک صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک روپیہ سکے جتنا گول نشان ہو تو نہیں دھونا چاہئے، اگر اس سے بڑے ہوں تو دھونا چاہئے، جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

جواب:... آپ کو مسئلہ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اگر کپڑے کو گندے پانی کے یا کسی اور نجاست کے چھینٹے لگے ہوئے تھے، اور بے خیالی میں نماز پڑھ لی تو یہ دیکھیں گے کہ اگر روپیہ کے سکے جتنا گول نشان تھا یا اس سے بھی کم تھا تو نماز ہوگئی، اس کو لوٹانے کی ضرورت نہیں، اور اگر اس سے زیادہ تھا تو نماز نہیں ہوئی، دوبارہ لوٹانی پڑے گی، یہ مطلب نہیں کہ اگر نجاست تھوڑی ہو تو اس کو دھونا نہیں چاہئے۔[3]

دیر تک قطرے آنے والے کے لئے طہارت کا طریقہ

سوال:... آج کل کے جدید دور کی وجہ سے لیٹرین میں فراغت کے بعد پانی استعمال کیا جاتا ہے، اور پھر وضو کر لیا جاتا ہے، مگر جب پیشاب کسی کھلی جگہ پر کیا جاتا ہے اور اِستنجا کے لئے مٹی کے ڈھیلے استعمال کئے جاتے ہیں تو کافی دیر تک پیشاب کے قطرے آتے رہتے ہیں، تو پھر کیا پانی سے اِستنجا کر لینا اور وضو بنا لینا دُرست ہوگا، حالانکہ قوی گمان ہے کہ پیشاب کے قطرے بعد میں بھی آئے ہوں گے؟

---

(۱) النجاسة المغلظة عفی منها قدر الدرهم ...... وهو قدر عرض الكف۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۴۵)۔

(۲) وازالتها إن كانت مرئية بإزالة عينها وأثرها إن كانت شيئًا يزول أثره۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۴۱)۔

(۳) النجاسة إن كانت غليظة وهي أكثر من قدر الدرهم فغسلها فريضة والصلاة بها باطلة، وإن كانت مقدار درهم فغسلها واجب والصلوٰة معها جائزة۔ (عالمگیری، الباب الثالث في شروط الصلوٰة ج:۱ ص:۵۸)۔

جواب:... جس شخص کو یہ مرض ہو کہ دیر تک اسے قطرے آتے رہتے ہیں، اسے پانی کے ساتھ اِستنجا کرنے سے پہلے ڈھیلے یا ٹشو کا اِستعمال لازم ہے، جب اطمینان ہوجائے تب پانی سے اِستنجا کرے۔ (۱)

ریح کے ساتھ اگر نجاست نکل جائے تو وضو سے پہلے اِستنجا کرے

سوال:... نماز میں اگر ریح خارج ہو تو بغیر طہارت کئے دُوسرا وضو کرکے نماز پڑھنی جائز ہے، اگر نماز کے بغیر حالت میں ریح خارج ہوتی رہے تو کیا طہارت واجب ہے یا صرف وضو کرکے نماز پڑھ لینی جائز ہے، طہارت نہ کرے؟

جواب:... ریح صادر ہونے سے صرف وضو لازم آتا ہے، اِستنجا کرنا صحیح نہیں، البتہ اگر ریح کے ساتھ نجاست نکل گئی ہو تو اِستنجا کیا جائے۔ (۲)

سوکر اُٹھنے کے بعد ہاتھ دھونا

سوال:... میں نے ''بہشتی زیور'' میں یہ پڑھا تھا کہ آدمی جب صبح سوکر اُٹھتا ہے تو اس کے ہاتھ ناپاک ہوتے ہیں، اور اس کو ہاتھ پاک کئے بغیر کوئی نم چیز نہیں پکڑنی چاہئے، پوچھنا یہ تھا کہ اگر آدمی کے ہاتھ پسینے سے بھیگے ہوئے یا نم ہوں یا اس نے سوتے میں یا غنودگی میں جسم کے ایسے حصے کو ہاتھ لگایا جو پسینے سے بھیگا ہوا یا نم ہو تو کیا ایسی صورت میں بھی وہ اور اس کا جسم ناپاک ہوجائیں گے؟ محترم! مجھے پسینہ کچھ زیادہ ہی آتا ہے، اور خاص طور پر سونے میں کسی ایک کروٹ پڑے رہنے میں وہ حصہ بھیگ جاتا ہے، اب میں اپنے ہاتھ سے جو پسینے سے نم ہوتے ہیں اپنا منہ بھی کھجاتا ہوں، اور چادر بھی ٹھیک کرتا ہوں، غرض جسم کو، کپڑوں کو، بستر کو ہاتھ لگاتا ہوں؟

جواب:... آپ نے ''بہشتی زیور'' کے جس مسئلے کا حوالہ دیا ہے، وہ یہ ہے:

''مسئلہ:... جب سوکر اُٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھولے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے، چاہے ہاتھ پاک ہو اور چاہے ناپاک ہو۔'' (۳)

آپ نے ''بہشتی زیور'' کا حوالہ دینے میں دو غلطیاں کی ہیں، ایک یہ کہ: ''جب آدمی سوکر اُٹھتا ہے تو اس کے ہاتھ ناپاک ہوتے ہیں''، حالانکہ ''بہشتی زیور'' کے مذکورہ بالا مسئلے میں سوکر اُٹھنے والے کے ہاتھوں کو ناپاک نہیں کہا گیا۔ دُوسری غلطی یہ کہ آپ نے لکھا کہ: ''ہاتھ پاک کئے بغیر کوئی چیز نہیں پکڑنی چاہئے'' حالانکہ ''بہشتی زیور'' کے مذکورہ بالا مسئلے میں یہ لکھا ہے کہ ہاتھ خواہ پاک ہوں یا

---

(۱) في الدر المختار: يجب الإستبراء بمشي أو تنحنح أو نوم على شقه الأيسر ويختلف بطباع الناس. قوله يجب الإستبراء إلخ هو طلب البراءة من الخارج بشيء مما ذكره الشارح حتّٰى يستيقن بزوال الأثر .... أما نفس الإستبراء حتّٰى يطمئن قلبه بزوال الرشح فهو فرض وهو المراد بالوجوب ولذا قال الشرنبلالي: يلزم الرجل الإستبراء حتّٰى يزول أثر البول ويطمئن قلبه. (الدر المختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۳۴۴، ۳۴۵).

(۲) فلا يسن (أي الإستنجاء) من ريح ...... ولأن بخروج الريح لا يكون على السبيل شيء ولا يسن منه بل هو بدعة. (شامي ج:۱ ص:۳۳۵، البحر الرائق ج:۱ ص:۲۵۲).

(۳) بہشتی زیور ص:۱۱۱، حصہ دوم، باب دوم استنجے کا بیان ص:۷، طبع مکتبۃ العلم۔

ناپاک، ان کو پانی کے برتن میں نہیں ڈالنا چاہئے، نہ یہ کہ کسی چیز کو پکڑنا نہیں چاہئے۔

سونے سے پہلے اگر بدن پاک تھا اور نیند میں جنابت کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوا، تو پسینہ آنے سے نہ بدن ناپاک ہوتا ہے اور نہ سونے والے کے ہاتھ ناپاک ہوتے ہیں، لیکن نیند سے اُٹھ کر جب تک ہاتھ نہ دھوئے جائیں ان کو پانی کے برتن میں نہیں ڈالنا چاہئے۔ [1]

وضو کے پانی کے قطرے ناپاک نہیں ہوتے

سوال:... وضو کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو فرش پر وضو کے پانی کے قطرے گرتے ہیں، اس سے گناہ ملتا ہے، کیا یہ صحیح ہے کہ نماز کی جگہ پر پانی کے قطرے نہیں گرنے چاہئیں؟

جواب:... جی نہیں! یہ مسئلہ صحیح نہیں، وضو کے قطرے ناپاک نہیں ہوتے۔ [2]

وضو کے چھینٹوں سے حوض ناپاک نہیں ہوتا

سوال:... بعض لوگوں سے سنا ہے کہ وضو کے پانی کے چھینٹوں سے بچنا چاہئے، کیونکہ گرنے والا پانی ناپاک ہوجاتا ہے، جبکہ بعض مساجد میں بڑے حوض ہوتے ہیں، وضو کرتے وقت وضو کا پانی حوض میں گرتا ہے، اس صورت میں پانی ناپاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

جواب:... حوض سے وضو کرتے وقت احتیاط سے کام لینا چاہئے کہ چھینٹے حوض پر نہ گریں، لیکن ان چھینٹوں سے حوض ناپاک نہیں ہوتا۔ [3]

سوکر اُٹھنے کے بعد ہاتھ دھونا

سوال:... صبح سوکر اُٹھے تو کیا ہاتھ پاک کرنے ضروری ہیں یا صرف دھونے چاہئیں؟

جواب:... اِستنجا سے پہلے ہاتھ دھونا سنت ہے۔ [4]

---

(۱) وسنن الطهارة غسل اليدين قبل إدخالهما الإناء، إذا استيقظ المتوضئ من نومه لقوله عليه السلام: إذا استيقظ أحدكم من منامه فلا يغمسن يده في الإناء حتى يغسلها ثلاثًا فإنه لا يدرى أين باتت يده. (هداية ج:۱ ص:۳، كتاب الطهارة). وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا استيقظ أحدكم من منامه فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها ثلاثًا فإنه لا يدرى أينت باتت يده. (مسلم ج:۱ ص:۱۳۶، سنن أبي داوٗد ج:۱ ص:۱۵).

(۲) وروى محمد عن أبي حنيفة أنه طاهر غير مطهر للأحداث كالخل واللبن وهذا هو الصحيح، وبه أخذ مشائخ العراق وسواء في ذٰلك كان المتوضئ طاهرًا أو محدثًا في كونه مستعملًا. (الجوهرة النيرة ص:۱۵، طبع دهلي).

(۳) جنب اغتسل فانتضح من غسله شيء في إنائه لم يفسد عليه الماء ..... وكذا حوض الحمام ... الخ. (خلاصة الفتاوىٰ ج:۱ ص:۸).

(۴) وسنن الطهارة غسل اليدين قبل إدخالهما الإناء إذا استيقظ المتوضئ من نومه لقوله عليه السلام: إذا استيقظ أحدكم من منامه فلا يغمسن يده في الإناء حتى يغسلها ثلاثًا، فإنه لا يدرى أين باتت يده. (هداية ج:۱ ص:۳، كتاب الطهارة، صحيح مسلم ج:۱ ص:۱۳۶، باب كراهة غمس المتوضي وغيره يده المشكوك في الإناء قبل غسلها ثلاثًا، أبو داوٗد ج:۱ ص:۱۵).

کیا چھوٹے بچوں کا پیشاب ناپاک ہے؟

سوال:… اگر چھوٹے بچوں کا پیشاب کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو کیا کپڑے دھونا ضروری ہیں؟

جواب:… چھوٹے بچوں کا پیشاب ناپاک ہے، اگر کسی کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہے،[۱] اور پیشاب لگ جانے کی وجہ سے قبر کا عذاب ہوگا۔[۲]

دُودھ پیتا بچہ کپڑوں پر پیشاب کردے تو کس طرح پاک کریں؟

سوال:… دُودھ پیتا بچہ اگر کپڑوں پر پیشاب کردے تو ان کپڑوں سے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:… اس کو دھولیا جائے، دھونے کے بعد اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔[۳]

نہاتے وقت غسل خانے کی دیواریں، دروازے وغیرہ پاک کرنا

سوال:… میں گزشتہ دس پندرہ سال سے اس تکلیف میں مبتلا ہوں، نفسیاتی علاج جاری ہے، لیکن میں اس سلسلے میں اللہ کا حکم معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ کیا کہیں میں گناہ کی مرتکب تو نہیں ہورہی۔ میں نماز روزے کی بہت زیادہ پابند ہوں، جب میں نماز نہیں پڑھتی تو بہت زیادہ گندگی محسوس کرتی ہوں، اس لئے جب نہاتی ہوں تو غسل خانے اور لیٹرین کے دروازے، دیواریں، بیسن، لوٹے ایک ایک چیز دھوتی ہوں۔ اس دوران میرے بچوں کے اور میرے اِستعمال کی ایک ایک چیز دھوتی ہوں۔ مولانا صاحب! گھر میں چھ سات اور بھی خواتین ہیں، کوئی نہ کوئی اس حالت میں ضرور ہوتی ہے، مجھے نہیں پتا کہ ہر سرخ دھبہ کیوں مجھے ماہواری کی گندگی لگتا ہے، پھر میں دھودھوکر پاگل ہوجاتی ہوں سب چیزیں۔ مجھے اتنا بتادیجئے کہ اگر مجھے کوئی سرخ دھبہ کسی جگہ نظر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا اِرشاد مجھے بتادیجئے۔ ایک دفعہ ایک مفتی صاحب سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ جب تک آپ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں کہ یہ وہی گندگی ہے، تب وہ گندگی ہے، محض شک سے یہ وہ گندگی نہیں ہے۔ مولانا صاحب! گھر میں دُوسری خواتین بھی ہیں، لیکن ان کا رویہ نارمل ہے، جبکہ میری زندگی مجھ پر حرام ہوگئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو چیزوں میں سے آسان چیز اَپناتے تھے، پلیز میری مدد کریں، مجھے تفصیل سے سمجھادیں، میں بہت شکرگزار رہوں گی۔

جواب:… آپ کو بلاوجہ وہم کی بیماری ہے، جس کی اِصلاح ضروری ہے۔ شریعت کا اُصول یہ ہے کہ ہر چیز کو پاک سمجھا

---

(۱) أخبرنا مالک …… عن عائشة رضی الله عنها أنها قالت: اتی النبی صلی الله علیه وسلم بصبی فبال علی ثوبه فدعا بماء فاتبعه اياه، قال محمد: وبهذا نأخذ تتبعه اياه غسلًا حتّٰی تنقیه وهو قول أبی حنيفة. (المؤطا للإمام محمد ص:۴۵، باب الغسل من بول الصبی، طبع میر محمد کتب خانه).

(۲) عن ابن عباس قال: مر النبی صلی الله علیه وسلم علی قبرین، فقال: إنهما ليعذبان، وما يعذبان من كبير، ثم قال: بلٰی اما أحدهما فكان يسعٰی بالنميمة وأما أحدهما فكان لَا يستتر من بوله …إلخ. (صحيح البخاری ج:۱ ص:۱۸۴ باب عذاب القبر من الغيبة والبول).

(۳) ایضاً حوالہ نمبر ۱ ملاحظہ ہو۔

جائے، جب تک کہ اس کے ناپاک ہونے کی کوئی وجہ نہ ہو۔ اور آپ کے وہم نے یہ فتویٰ ایجاد کیا ہے کہ ہر چیز کو ناپاک سمجھا جائے جب تک کہ چار گھنٹے لگا کر اس کو پاک نہ کرلیا جائے۔ اور اگر خدانخواستہ یہ وہم ہوجائے کہ نل سے جو پانی آرہا ہے یہ بھی ناپاک نہ ہو، تو پھر کسی چیز کے پاک کرنے کا بھی اِمکان نہ رہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تشدد دِین کی تعلیم نہیں، اس لئے یہ وہم ترک کردیجئے اور غسل خانے کی ساری چیزوں کو دھونے کی بے ہودہ کوشش ترک کردیجئے۔ (۱)

زکام میں ناک سے نکلنے والا پانی پاک ہے

سوال:... نزلہ اور زکام کی وجہ سے جو پانی ناک سے خارج ہوتا ہے، وہ پاک ہے یا نہیں؟ اگر پاک ہے تو کس دلیل کے تحت؟ اور ناپاک ہے تو کس دلیل کے پیشِ نظر؟

جواب:... نزلہ اور زکام کی وجہ سے جو پانی ناک سے بہتا ہے وہ نجس اور ناپاک نہیں ہے، کیونکہ یہ کسی زخم سے خارج نہیں ہوتا، نہ کسی زخم پر سے گزر کر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۲)

شیرخوار بچے کا پیشاب ناپاک ہے

سوال:... شیرخوار بچہ اگر کپڑوں پر پیشاب کردے تو کپڑوں کو دھونا چاہئے یا کہ ویسے پانی گرادینے سے صاف ہوجائیں گے؟

جواب:... بچے کا پیشاب ناپاک ہے، اس لئے کپڑے کا پاک کرنا ضروری ہے، اور پاک کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ پیشاب کی جگہ پر اتنا پانی بہادیا جائے کہ اتنے پانی سے وہ کپڑا تین مرتبہ بھیگ سکے۔ (۳)

بچے کا پیشاب پڑنے پر کہاں تک چیز پاک ہوسکتی ہے؟

سوال:... اگر مٹی کے برتن پر بچہ پیشاب کردے تو کیا اس برتن کو ضائع کردینا چاہئے یا نہیں؟ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی معمولی غذا پر بچہ پیشاب کردے تو لوگ اسے ضائع کردیتے ہیں، لیکن اگر غذا قیمتی ہو تو دھوکر کھالیتے ہیں، حالانکہ پیشاب لازمی طور پر غذا کی گہرائی تک گیا ہوگا، ایسے موقعوں پر کیا حکم ہے؟

---

(۱) القاعدة الثالثة: اليقين لَا يزول بالشک ..... يندرج في هذه القاعدة قواعد، منها: قولهم: الأصل بقاء ما كان على ما كان، وتتفرع عليها مسائل: منها: من تيقن الطهارة وشک في الحدث فهو متطهر ... الخ. (الأشباه والنظائر ج:۱ ص:۸۴ تا ۸۷، الفن الأوّل، طبع ادارة القرآن كراچي).

(۲) ولو نزل من الرأس فطاهر اتفاقًا، وفي التجنيس: أنه طاهر كيفما كان وعليه الفتوىٰ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۷).

(۳) اما لو غسل في غدير أو صب عليه ماء كثير أو جرىٰ عليه الماء طهر مطلقًا بلا شرط عصر وتجفيف وتكرار غمس هو المختار. (درمختار ج:۱ ص:۳۳۳). وفي الشامية: وان المعتبر غلبة الظن في تطهير غير المرئية بلا عدد على المفتي به ...الخ. (رد المحتار ج:۱ ص:۳۳۳، مطلب في حكم الوشم).

جواب:... مٹی کا برتن تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گا، یعنی اس طرح دھوئے کہ ہر مرتبہ پانی ٹپکنا بند ہوجائے۔[۱] جس غذا پر بچہ پیشاب کردے اس کا کھانا دُرست نہیں، البتہ اسے ایسی جگہ رکھ دیا جائے کہ کوئی جانور خود آکر اسے کھالے۔

ایک ہی مشین پر غیرمسلموں کے کپڑوں کے ساتھ دُھلائی

سوال:... کپڑے دھونے کی مشین مشترکہ طور پر کمپنی کی طرف سے ملی ہے، جس پر اکثر غیرمسلم کپڑے دھوتے ہیں، اگر کسی وقت کوئی مسلمان بھی اس مشین پر کپڑے دھوئے تو کیا مسلمان کے لئے ان کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... غیرمسلموں کے کپڑے دھونے سے تو کچھ نہیں ہوتا، آپ جب کپڑے دھولیں تو ان کو تین بار پانی میں سے نکال کر ہر بار خوب نچوڑ لیا کریں، پاک ہوجائیں گے۔[۲]

ڈرائی کلینرز کے دُھلے کپڑوں کا حکم

سوال:... یہاں گرم کپڑے دھونے کی جو دُکانیں اور فیکٹریاں ہیں، جنھیں ڈرائی کلینرز کہتے ہیں، وہ خاص قسم کی مشین ہوتی ہے، ان میں پیٹرول کی قسم کا خاص سیال مادّہ ڈالا جاتا ہے جو کہ ان کپڑوں کو دھوتا ہے، وہ مادّہ ایک دفعہ نیا ڈال کر بار بار اسی کو صاف کرکے دوبارہ استعمال کیا جاتا ہے، ایک دو ہفتے کے بعد نیا ڈالا جاتا ہے، اسی دوران دسیوں مرتبہ اس مشین میں کپڑے ڈالے جاتے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا اس طرح دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا ناپاک؟ چونکہ اس میں ہر قسم کے کپڑے پاک، ناپاک ڈالے جاتے ہیں اور ان مشینوں کو پانی سے کبھی دھویا نہیں جاتا، اس لئے شبہ ہوتا ہے کہ اس میں دھوئے ہوئے سارے کپڑے ناپاک ہوجاتے ہوں گے، البتہ یقین کے درجے میں معلوم نہیں کہ اس میں ناپاک کپڑے بھی ڈالے گئے؟ جواب مفصل تحریر فرمائیں کہ یہ مسئلہ یہاں موضوعِ بحث بنا ہوا ہے۔

جواب:... یہ تو ظاہر ہے کہ ان مشینوں میں جو کپڑے ڈالے جاتے ہیں ان میں بہت سے ناپاک بھی ہوں گے، پاک و ناپاک مل کر بھی ناپاک ہوجائیں گے، اور جیسا کہ معلوم ہے کہ ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ تین مرتبہ پاک پانی

---

(۱) وقدر بتثليث جفاف أى انقطاع تقاطر فى غيره أى غير منعصر مما يتشرب النجاسة ...الخ. (قوله ومما يتشرب النجاسة) حاصله كما فى البدائع: أن المتنجس إمّا أن لَا يتشرب فيه أجزاء النجاسة أصلًا كالأوانى المتخذة من الحجر والنحاس والخزف العتيق، أو يتشرب .... ففى الأول طهارته بزوال عين النجاسة المرئية أو بالعدد علٰى ما مرّ ...إلخ. (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۳۳۲، كتاب الطهارة، مطلب فى حكم الوشم، أيضًا: عالمگيرى ج:۱ ص:۴۲).

(۲) الثوب إذا تنجس وجب غسله ثلاث مرات ...الخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۴۳). أيضًا: أن المتنجس إمّا أن لَا يتشرب فيه أجزاء النجاسة أصلًا .... أو يتشرب فيه قليلًا كالبدن والخف والنعل أو يتشرب كثيرًا .... وأما الثالث، فإن كان مما يمكن عصر كالثياب فطهارته بالغسل والعصر إلٰى زوال المرئية وفى غيرها بتثليثهما ...إلخ. (فتاوىٰ شامى ج:۱ ص:۳۳۲).

میں ڈالا جائے اور ہر مرتبہ خوب نچوڑا جائے۔[1] ڈرائی کلینرز کی دکانوں میں اس تدبیر پر عمل نہیں ہوتا، اس لئے وہاں کے دُھلے ہوئے کپڑے پاک نہیں، اگر کبھی وہاں دُھلانے کی نوبت آئے تو ان کو اپنے طور پر پاک کرلیا جائے۔

یہ تو اس صورت میں ہے کہ اس امر کا ظن غالب ہو کہ مشین میں پاک اور ناپاک بھی قسم کے کپڑے ڈالے گئے، اور اگر ناپاک کپڑوں کے ڈالے جانے کا ظن غالب نہ ہو تو محض شک یا تردد ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس حالت میں آپ نے کپڑا دیا تھا، اسی حالت میں رہے گا۔ یعنی اگر پاک کپڑا دیا تھا تو پاک رہے گا، اور ناپاک دیا تھا تو ناپاک رہے گا۔[2]

کیا واشنگ مشین سے دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہوتے ہیں؟

سوال:... کیا واشنگ مشین سے دُھلے ہوئے ناپاک کپڑے پاک ہوجاتے ہیں؟ اور کیا ان سے نماز ہوسکتی ہے؟

جواب:... دُھلائی مشین میں صابن کے پانی میں کپڑوں کو دھویا جاتا ہے اور پھر اس پانی کو نکال کر اُوپر سے نیا پانی ڈالا جاتا ہے اور یہ عمل بار بار کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ کپڑوں سے صابن نکل جاتا ہے، اس لئے دُھلائی مشین میں دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں۔[3]

دھوبی کے دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں

سوال:... دھوبی ہمارے کپڑے اور جائے نماز بھی دھوتا ہے، ہمیں نہیں معلوم کہ وہ پاک دھوتا ہے کہ نہیں؟ کیا دُھلے ہوئے کپڑے اور جائے نماز بسم اللہ پڑھ کر تین بار جھاڑنے سے پاک ہوجائیں گے؟ یا ہمیں اس کے دھونے کے بعد خود پاک کرنے کے لئے دھونا ہوگا؟

جواب:... دھوبی کے دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں۔[4]

پیشاب والے کپڑے کتنی دفعہ نچوڑنے سے پاک ہوں گے؟

سوال:... کیا پیشاب والے کپڑوں کو ایک دفعہ نچوڑنے سے ناپاکی ختم ہوجاتی ہے؟ کیا اس کے باوجود بھی انہیں تین مرتبہ نچوڑنا ضروری ہے؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ دیکھئے۔

(۲) القاعدة الثالثة: اليقين لَا يزول بالشک ..... يندرج في هٰذه القاعدة قواعد، منها: قولهم: الأصل بقاء ما كان علٰى ما كان، وتتفرع عليها مسائل، منها: من تيقن الطهارة وشک في الحدث فهو متطهر، ومن تيقن الحدث وشک في الطهارة فهو محدث ...الخ. (الأشباه والنظائر ج:۱ ص:۸۳ تا ۸۷، طبع ادارة القرآن كراچی).

(۳) ثوب نجس غسل في ثلاث جفان أو في واحدة ثلاثًا وعصر في كل مرة طهر لجريان العادة بالغسل هكذا ...الخ. (عالمگيرية ج:۱ ص:۴۲). أيضًا: أما لو غسل في غدير أو صب عليه ماء كثير، أو جرىٰ عليه الماء طهر مطلقًا بلا شرط عصر وتجفيف وتكرار غمس هو المختار ...الخ. (درمختار ج:۱ ص:۳۳۳).

(۴) أيضًا.

جواب:... پیشاب والے کپڑے تین دفعہ دھونے اور نچوڑنے سے پاک ہوں گے، ایک دفعہ نچوڑنے سے پاک نہیں ہوتے۔ [۱]

ناپاک کپڑا کتنا زور لگاکر نچوڑنے سے پاک ہوگا؟

سوال:... ناپاک کپڑا پاک کرتے وقت صرف تین مرتبہ دھوکر نچوڑنا کافی ہے یا زیادہ زور لگاکر نچوڑنا ضروری ہے؟

جواب:... اتنا زیادہ زور لگانا کہ ایک بھی قطرہ باقی نہ رہے، ضروری نہیں، اپنی اور کپڑے کی طاقت کے مطابق نچوڑنا چاہئے۔ [۲]

ناپاک کپڑے ایک دفعہ دھوکر رَسّی پر ڈالنے سے رَسّی بھی ناپاک ہوجائے گی

سوال:... اگر ناپاک کپڑوں کو صرف ایک دفعہ نچوڑنے کے بعد رَسّی پر ڈال دیا جائے تو کیا رَسّی وغیرہ ناپاک ہوجاتی ہے؟

جواب:... اُوپر جواب گزر چکا ہے کہ ناپاک چیز اگر گیلی ہو تو جس پر رکھی جائے، وہ بھی ناپاک ہوجاتی ہے۔ یہ وہم کی بات نہیں، پاکی کا مسئلہ ہے، اس لئے پاک کرنا ضروری ہے۔ [۳]

کیا ناپاک چیز کو نچوڑنا ضروری ہے؟

سوال:... کیا یہ دُرست ہے کہ ناپاک چیز، بلاشرط نچوڑنے کے، پے در پے کثیر پانی سے دھونے سے پاک ہوجاتی ہے؟

جواب:... ٹھیک ہے، واللہ اعلم۔ [۴]

تیل میں چوہا گر جائے تو پاک کرنے کا طریقہ

سوال:... تقریباً ۱۵ کلو تیل میں چوہا رات کو گرگیا، اور وہ مرگیا، صبح دیکھا گیا، یہ تیل کسی صورت میں پاک ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یا کسی جانور کے کھلانے کے اِستعمال میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... یہ تیل پاک ہوسکتا ہے، اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ تیل کے برابر یا اس سے زیادہ مقدار میں پانی ڈال کر اس کو

---

(۱) إذا تشربت النجاسة ...... يطهر بالغسل ثلاثًا. (عالمگیری ج:۱ ص:۴۲). أيضًا: وأما الثالث (أى الذى يتشرب النجاسة كثيرًا) فإن كان مما يمكن عصره كالثياب فطهارته بالغسل والعصر إلى زوال المرئية وفى غيرها بتثليثهما ...إلخ. (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۳۳۲).

(۲) ويشترط العصر فى كل مرة فيما ينعصر ويبالغ فى المرة الثالثة حتّٰى لو عصر بعده لا يسيله منه الماء ويعتبر فى كل شخص قوّته. (عالمگیری ج:۱ ص:۴۲).

(۳) إن وضع رجله جافة على بساط نجس رطب ان ابتلّت تنجّست. (عالمگیری ج:۱ ص:۴۷، كتاب الطهارة).

(۴) أما لو غسل فى غدير أو صب عليه ماء كثير أو جرى عليه الماء طهر مطلقًا بلا شرط عصر وتجفيف وتكرار غمس، هو المختار. (درمختار ج:۱ ص:۳۳۳).

آگ پر چڑھایا جائے، یہاں تک کہ پانی جل جائے اور صرف تیل باقی رہ جائے۔ یہی عمل تین بار دُہرایا جائے تو تیل پاک ہوجائے گا۔[۱]

لوہے کی چیزوں پر نجاست لگ جائے تو کیسے پاک ہوں گی؟

سوال:...لوہے یا لوہے کی قسم کی دُوسری چیزیں دروازے، کھڑکیاں، الغرض لوہے سے بنی ہوئی جتنی بھی چیزیں ہیں، جن پر رنگ کیا ہوا ہو وہ بھی اور جن پر رنگ نہ کیا ہو، وہ اگر ان پر نجاست لگ جائے تو کپڑے یا ہاتھ سے رگڑ دینے سے پاک ہوجائیں گی یا نہیں؟ اسی طرح لکڑی کی چیزوں کو اور پلاسٹک کی؟

جواب:...صرف رگڑنے سے پاک نہیں ہوں گی، البتہ اگر گیلا کپڑا کئی بار اس پر مل دیا جائے اور ہر بار کپڑے کو پاک کرتے رہیں، تو پاک ہوجائے گی۔[۲]

پلاسٹک کے برتن بھی دھونے سے پاک ہوجاتے ہیں

سوال:...آپ جانتے ہی ہیں کہ کراچی میں کثرت سے پلاسٹک کے برتن بنتے اور استعمال ہوتے ہیں، ہم نے یہ سن رکھا ہے کہ پلاسٹک نجس ہوجائے (یعنی ایک نجس چھینٹ بھی پڑ جائے) تو پھر پاک نہیں ہوسکتا، جبکہ تمام گھروں میں پلاسٹک کے برتن اور تمام غسل خانوں میں پلاسٹک کی بالٹیاں، کپ اور لوٹے وغیرہ استعمال ہوتے ہیں، اور غسل خانے میں آپ جانتے ہی ہیں کہ چھینٹ وغیرہ ضرور پڑ ہی جاتی ہے۔

جواب:...یہ کس عقل مند نے کہا ہے کہ پلاسٹک کے برتن پاک نہیں ہوتے؟ جس طرح دُوسرے برتن دھونے سے پاک ہوجاتے ہیں، اسی طرح پلاسٹک کے برتن بھی دھونے سے پاک ہوجاتے ہیں۔

برتن پاک کرنے کا طریقہ

سوال:...اگر کچا برتن (گھڑا) وغیرہ ناپاک ہوجائے یا پکا برتن (دیگچی، بالٹی) وغیرہ ناپاک ہوجائے تو کیسے پاک کریں؟

جواب:...برتن کچا ہو یا پکا، تین بار دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔[۳]

---

(۱) الدهن النجس يغسل ثلاثًا بأن يلقى في الخابية ثم يصب فيه مثله ماء ويحرك ثم يترك حتّٰى يعلو الدهن فيؤخذ أو ينقب أسفل الخابية حتّٰى يخرج الماء هكذا ثلاثًا فيطهر. (عالمگیری ج:۱ ص:۴۲).

(۲) إذا تنجس ما لا ينعصر بأن مَوّه السكين بماء نجس ..... يموه السكين بالماء الطاهر ثلاثًا. (عالمگیری ج:۱ ص:۴۲، الباب السابع في نجاسة الأحكام، كتاب الطهارة).

(۳) الخذف الجديد والآجر الجديد والحصير المتخذ من الخلفاء إذا تنجس يغسل ثلاثًا ويجفف على أثر كل مرة وإن كان الخذف قديمًا مستعملًا يكفيه الغسل ثلاثًا. (فتاوى سراجية ص:۶) وأيضًا: وإن كانت غير مرئية فطهارته بالغسل ثلاثًا والعصر في كل مرة ...الخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۸۸).

گندگی میں گر جانے والی گھڑی کو پاک کرنے کا طریقہ

سوال:... میری دستی گھڑی قیمتی واٹر پروف رات کے نو بجے فلش پاخانہ میں گرگئی، قیمتی ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ فکر اور پریشانی ہوئی، صبح نو بجے جمعدار نے فلش سے گھڑی نکال دی، یعنی بارہ گھنٹے کے بعد گھڑی نکالی گئی، اس وقت بھی وہ بالکل صحیح وقت پر چل رہی تھی۔ سوال یہ ہے کہ اسے دھوکر استعمال کی جاسکتی ہے اور اس کو پاک کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ اسے ہاتھ پر باندھ کر نماز، تلاوت کرسکتے ہیں؟

جواب:... اگر اطمینان ہے کہ پانی اس کے اندر نہیں گیا تو صرف اُوپر سے دھوکر پاک کرلینا کافی ہے، ورنہ کھول کر دھولیا جائے اور پانی کے بجائے پٹرول سے پاک کرلینا بھی صحیح ہے۔ (۱)

رُوئی اور فوم کا گدا پاک کرنے کا طریقہ

سوال:... فوم اور رُوئی کے گدے کو کس طرح پاک کیا جائے؟ اگر بستر کے طور پر استعمال کرنے سے وہ ناپاک ہوجائے، کیونکہ عموماً چھوٹے بچے پیشاب کردیتے ہیں۔

جواب:... ایسی چیز جس کو نچوڑنا ممکن نہ ہو، اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو دھوکر رکھ دیا جائے، یہاں تک کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہوجائیں، اس طرح تین بار دھولیا جائے۔ (۲)

قالین، فوم کا گدا کیسے پاک ہوں گے؟

سوال:... کیا قالین وغیرہ مثلاً: رُوئی، فوم کا گدا وغیرہ صرف تین دفعہ دھولے قطرے نہیں ٹپکائے تو کیا پاک ہوجائے گا؟

جواب:... قالین، فوم یا ایسا گدا جس کو نچوڑنا مشکل ہے، اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بار دھوکر رکھ لیا جائے، جب قطرے ٹپکنے بند ہوجائیں تو دوبارہ دھویا جائے، پھر اسی طرح تیسری بار، اور اگر نل کے نیچے رکھ کر اتنا دھویا کہ اطمینان ہوجائے کہ نجاست نکل گئی ہوگی، تب بھی پاک ہوجاتا ہے۔ (۳)

---

(۱) يجوز تطهير النجاسة بالماء ولكل مائع طاهر يمكن إزالتها به ...الخ. (عالمگيرية ج:۱ ص:۴۱).

(۲) قوله (وإلّا) وإن لم يمكن العصر كالحصير ونحوه فيطهر بالتجفيف كل مرة حتّى ينقطع التقاطر ولَا يشترط اليبس ...الخ. (مجمع الأنهر وملتقى الأبحر ج:۱ ص:۶۰)، عالمگيرية ج:۱ ص:۴۲، وما لَا ينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات ...الخ. أيضًا: وقدر بتثليث جفاف أى انقطاع تقاطر فى غيره أى غير منعصر مما يتشرب النجاسة. (قوله أى فى غير منعصر) أى بأن تعذر عصرُه كالخزف أو تعسر كالبساط. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۳۳۲).

(۳) وما لَا ينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرّات والتجفيف فى كل مرة. (عالمگيرية ج:۱ ص:۴۲). (قوله وإلّا) وإن لم يمكن العصر كالحصير ونحوه فيطهر بالتجفيف كل مرة حتّى ينقطع التقاطر ولَا يشترط اليبس ...الخ. (مجمع الأنهر وملتقى الأبحر ج:۱ ص:۶۰).

ناپاک کپڑے دُھوپ میں سکھانے سے پاک نہیں ہوتے

سوال:... کہا جاتا ہے کہ نئے یا پرانے کپڑے کو حیض کے دنوں میں استعمال کرنے کے بعد دُھوپ میں سکھانے کے بعد وہ پاک ہوجاتے ہیں۔

جواب:... اگر ناپاک ہوگئے تھے تو صرف دُھوپ میں سکھانے سے پاک نہیں ہوں گے، ورنہ ضرورت نہیں، کیونکہ حیض کے ایام میں پہنے ہوئے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، سوائے اس کپڑے کے، جس کو نجاست لگ گئی ہو۔

ہاتھ پر ظاہری نجاست نہ ہونے سے برتن ناپاک نہ ہوگا

سوال:... جس شخص پر غسل واجب ہو، اگر وہ نجاست والی جگہ اور ہاتھ وغیرہ صابن سے اچھی طرح دھولے اور اس کے بعد اگر ہاتھ کسی برتن کو لگائے یا کسی برتن میں کھانا کھائے تو وہ برتن ناپاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

جواب:... جب اس کے ہاتھ پر ظاہری نجاست نہیں تو برتن کیوں ناپاک ہوگا؟ [۱]

ناپاک چھینٹوں سے کپڑے ناپاک ہوں گے

سوال:... اگر پاک کپڑے پہن کر ناپاک کپڑے دھوئے جائیں تو کیا ناپاک کپڑوں کے چھینٹوں سے پاک کپڑے ناپاک ہوجائیں گے؟

جواب:... ناپاک چھینٹوں سے کپڑے ضرور ناپاک ہوں گے۔ [۲]

ناپاک کپڑا دھونے کے چھینٹے ناپاک ہیں

سوال:... کپڑے دھوتے وقت ہم پر چھینٹے پڑتے ہیں تو ہمارے کپڑے پاک رہتے ہیں یا نہیں؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیجئے۔

جواب:... کپڑے اگر ناپاک ہوں تو چھینٹے بھی ناپاک ہوں گے، اس لئے یا تو کپڑا دھوتے وقت ایسے کپڑے پہنے جائیں جو عام استعمال کے نہ ہوں، یا ناپاک کپڑوں کو پہلے احتیاط کے ساتھ پاک کرلیا جائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ جتنی جگہ نجاست لگی ہے اس کو تین بار دھودیا جائے۔ [۳]

---

(۱) ولا أكله ومشربه بعد غسل يد وفم (درمختار) (قوله: بعد غسل يد وفم) اما قبله فلا ينبغي لأنه يصير شاربا للماء المستعمل وهو مكروه تنزيهًا ويده لَا تخلو عن النجاسة فينبغي غسلها ثم يأكل۔ (درمختار مع الشامي ج:۱ ص:۱۷۵)۔

(۲) ولو كان المنتضح مثل رؤس المسلة منع كذا في البحر الرائق۔ (عالمگيرية ج:۱ ص:۴۶، الفصل الثاني في الأعيان النجاسة، كتاب الطهارة، طبع رشيديه)۔

(۳) ایضاً حوالہ بالا۔

گندے لوگوں سے مس ہونے پر کپڑوں کی پاکی

سوال:... میں ایک کمپونڈر ہوں اور ہمارے علاقے میں ہندو قوموں کی اکثریت ہے، اور میں ڈسپنسری میں کام کرتا ہوں، وہاں پر ۹۰ فیصد ہندو مریض آتے ہیں، اور یہ قومیں ہندو ہونے کے ساتھ ساتھ رہن سہن میں کافی گندی ہیں، ڈسپنسری چھوٹی ہونے کی وجہ سے کافی کھچ کھچ ہوجاتی ہے، اور ان کے جسم اور کپڑے میرے کپڑوں سے لگتے ہیں، کیونکہ میں ایک کمپونڈر ہوں، اس لئے کافی گھل مل کر کام کرنا پڑتا ہے، اس لئے آپ یہ بتائیں کہ اس طرح میں ان کپڑوں میں نماز ادا کرسکتا ہوں یا نہیں؟ کوئی حل بتائیں کہ میں اپنے کپڑے پاک رکھ سکوں۔

جواب:... اگر ان کے جسم پر بظاہر کوئی نجاست نہ ہو تو ان کے ساتھ آپ کے خلط ملط ہونے سے آپ کے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، بغیر کسی وسوسے کے ان کپڑوں میں نماز پڑھئے۔ [1]

پیشاب کے بعد ٹشو استعمال کیا ہو تو پسینہ آنے سے کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے

سوال:... اسی طرح اگر ٹشو سے خشک کیا ہوا ہو اور اِستنجا نہیں کیا ہو، اور گرمی وغیرہ کی وجہ سے پسینہ آجائے تو اس سے کپڑے ناپاک تو نہیں ہوں گے؟

جواب:... اگر اچھی طرح خشک کرلیا ہو تو پسینہ آنے سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ [2]

گوشت کے ساتھ لگے ہوئے خون کا شرعی حکم

سوال:... گائے اور بکرے کا خون ناپاک ہوتا ہے یا پاک؟ دراصل گوشت لینے جاتا ہوں تو قصائی کی دُکان پر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے لگ جاتے ہیں، تو یہ کپڑے پاک ہیں یا نہیں؟

جواب:... گوشت کا جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے، اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ [3]

عیسائی ملازمہ کے ہاتھ سے دُھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں

سوال:... ہمارے گھر کی صفائی اور کپڑے وغیرہ دھونے کے لئے ایک عیسائی ملازمہ ہے، اور پھر کپڑے بھی مشین میں دُھلتے ہیں، تو کیا وہ کپڑے پاک ہوں گے اور ان کو پہن کر نماز وغیرہ پڑھ سکتے ہیں؟ حالانکہ وہ ملازمہ ظاہری طور پر صاف ستھری ہے۔

جواب:... پاک ہوجاتے ہیں۔

---

(۱) ثیاب الفسقة وأهل الذمة طاهرة۔ (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۳۵۰)۔

(۲) لم اتفق المتأخرون علٰی سقوط إعتبار ما بقی من النجاسة بعد الإستنجاء بالحجر فی حق العرق حتّٰی إذا أصابه العرق من المقعدة لَا يتنجس۔ (عالمگیریة ج:۱ ص:۴۸، فصل فی الإستنجاء، کتاب الطهارة)۔

(۳) لَا يفسد الثوب الدم الذی يبقٰی فی اللحم لأنّه ليس بمسفوح۔ (عالمگیریة ج:۱ ص:۴۶)۔

ناپاک جگہ خشک ہونے کے بعد پاک ہوجاتی ہے

سوال:... بعض گھرانوں میں بلکہ اکثر گھرانوں میں چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے ہیں، جو جگہ جگہ پیشاب کردیتے ہیں، کیا ایسی صورت میں اس جگہ بیٹھنے یا سونے والا نماز پڑھنے کے قابل رہتا ہے؟ یاد رہے کہ وہ جگہ سائے میں خشک ہوئی ہو، جواب دے کر تسلی فرمائیں۔

جواب:... ناپاک زمین خشک ہونے کے بعد نماز کے لئے پاک ہوجاتی ہے، اور ایسی جگہ کے خشک ہونے کے بعد وہاں بغیر کپڑا بچھائے بھی نماز پڑھنا جائز ہے، تاہم اگر طبعاً کراہت آئے تو وہاں کپڑا بچھا کر نماز پڑھ لی جائے۔ (۱)

سوال:... ناپاک جگہ زمین وغیرہ کو کس طرح پاک کیا جاسکتا ہے؟ کیونکہ پختہ ہونے کی صورت میں دھوکر پاک ہوجائے گی، لیکن کچی جگہ مثلاً کچا صحن یا کچی چھت وغیرہ، تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... زمین خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہے، اس پر نماز پڑھنا دُرست ہے، مگر اس سے تیمم کرنا دُرست نہیں۔ (۲)

جس چیز کا ناپاک ہونا یقینی یا غالب نہ ہو، وہ پاک سمجھی جائے گی

سوال:... سائل اکثر کپڑے یا کوئی ناپاک چیز دھوتے وقت شک میں پڑجاتا ہے، بعد میں یہ خیال آتا ہے کہ یہ شک کی بنا پر دھویا ہے، اسی طرح کوئی چیز واقعتاً ناپاک ہوجائے تب بھی پریشانی ہوتی ہے۔

جواب:... جس چیز کا ناپاک ہونا یقینی یا غالب نہ ہو اس کو پاک ہی سمجھا کیجئے، خواہ کتنے ہی وسوسے آئیں، ان کی پروا نہ کیجئے، اور جس چیز کے بارے میں غالب گمان ہو کہ یہ ناپاک ہوگی، اس کو پاک کرلیا کیجئے، اس کے بعد وسوسہ نہ کیجئے۔ (۳)

پاکی میں شیطان کے وسوسے کو ختم کرنے کی ترکیب

سوال:... اگر سائل یقینی طور پر کسی ناپاک چیز کو دھوتا ہے، مگر ایک شک ختم نہیں ہوتا کہ دُوسرا شروع ہوجاتا ہے، اس وجہ سے سائل تقریباً ہر وقت پریشان رہتا ہے، قرآن و سنت کی روشنی میں واضح فرماویں۔

جواب:... اس شک کا علاج یہ ہے کہ آپ کپڑا یا چیز تین بار دھولیا کیجئے اور (کپڑے کو ہر بار نچوڑا بھی جائے) بس پاک ہوگئی، اس کے بعد اگر شک ہوا کرے تو اس کی کوئی پروا نہ کیجئے، بلکہ شیطان کو یہ کہہ کر دُھتکار دیا کیجئے کہ: او مردود! جب اللہ اور رسول اس کو پاک کہہ رہے ہیں تو میں تیری شک اندازی کی پروا کیوں کروں؟ اگر آپ نے میری اس تدبیر پر عمل کیا تو ان شاء اللہ آپ کو شک

---

(۱) وتطهر أرض ...... بيبسها أى جفافها ولو بريح وذهاب أثرها كلون وريح لأجل صلاة عليها ...الخ۔ (درمختار مع ردالمحتار ج:۱ ص:۳۱۱، باب الأنجاس، طبع ايچ ايم سعيد)۔

(۲) وتطهر أرض ...... بيبسها أى جفافها ولو بريح وذهاب أثرها كلون وريح لأجل صلاة عليها لَا لتيمم بها لأن المشروط لها الطهارة وله الطهورية۔ (درمختار ج:۱ ص:۳۱۱، باب الأنجاس، طبع ايچ ايم سعيد)۔

(۳) والطاهر لَا يزول طهارته بالشك ...الخ۔ (مجمع الأنهر ج:۱ ص:۲۲، كتاب الطهارة)۔

اور وہم کی بیماری سے نجات مل جائے گی۔ (۱)

جن کپڑوں کو کتا چھو جائے ان کا حکم

سوال:... آج کل مسلمان، انگریزوں کی طرح کتے پالتے ہیں، تو اگر یہ کتے کپڑوں یا اعضاء کے ساتھ لگ جائیں تو کیا وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی، اگرچہ کتے کا بدن گیلا نہ ہو؟

جواب:... جو لوگ شوقیہ کتے پالتے ہیں، ان کے لئے پاک، ناپاک کا سوال ہی نہیں، اگر ان کو ناپاک سمجھتے تو ان سے نفرت بھی کرتے، کتے کے بدن سے اگر کپڑا یا کوئی اور چیز مس ہو جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتی، جبکہ اس کے بدن پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو، خواہ اس کا بدن خشک ہو یا گیلا، البتہ کتے کا لعاب جس چیز کو لگ جائے وہ ناپاک ہے، اور کتا عموماً کپڑوں کو منہ لگا دیتا ہے، پس جس کپڑے کو کتے نے منہ لگا دیا ہو اور اس پر لعاب کی تری محسوس ہوتی ہو، وہ ناپاک ہو جائے گا۔ (۲)

کتے کا لعاب ناپاک ہے

سوال:... اگر کتا ہاتھ یا پاؤں پر زبان پھیر دے تو کیا بدن بھی پلید ہو جائے گا؟

جواب:... کتے کا لعاب نجس بھی ہے اور زہر بھی، اس لئے جس جگہ کتے کا لعاب لگے وہ ناپاک ہے اور اس کا صاف کرنا لازم ہے۔ (۳)

کیا چھوٹا کتا بھی پلید ہے؟

سوال:... اگر بڑا کتا پلید ہے تو چھوٹا کتا یعنی کتے کا کم عمر بچہ پلید ہے یا پاک؟

جواب:... چھوٹے اور بڑے کتے کا ایک ہی حکم ہے، (۴) اللہ تعالیٰ آپ کو کتوں کے شوق کے بجائے ان سے نفرت نصیب فرمائے۔

بلی کے جسم سے کپڑے چھو جائیں تو؟

سوال:... میری ایک دوست ہے، جو میرے گھر آئی تھی، بلی سے بھاگ کر کرسی پر پیر اُٹھا کر بیٹھ گئی، میں نے پوچھا کیوں؟ تو

---

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه لا يتنجس ما لم يظهر فيه أثر البلل راضيا كان أو غضبان كذا في منية المصلي ...الخ۔ (عالمگيرية ج:۱ ص:۴۸، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، كتاب الطهارة)۔

(۳) وسؤر الكلب والخنزير وسباع البهائم نجس۔ (فتاوىٰ عالمگيرية ج:۱ ص:۱۵) وسؤر الكلب نجس ويغسل من ولوغه ثلاثًا لقوله عليه السلام: يغسل الإناء من ولوغ الكلب ثلاثًا. ولسانه يلاقي الماء دون الإناء فلما تنجس الإناء فالماء أولى، وهذا يفيد النجاسة۔ (هداية ج:۱ ص:۴۵، فصل في الأسآر، أدلّة الحنفية ص:۴۷، باب سؤر الكلب۔

(۴) أيضًا۔

کہنے لگی کہ: بلی اگر کپڑوں سے لگ جائے تو کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں اور نماز نہیں ہوتی۔ جبکہ میری دادی نے کہا کہ: بلی اگر سوکھی ہو تو نماز ہوسکتی ہے، ہاں! اگر بلی گیلی ہو تو کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں۔ آپ اسلام کی روشنی میں اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب:... بلی کے ساتھ کپڑے لگنے سے ناپاک نہیں ہوتے، خواہ بلی سوکھی ہو یا گیلی ہو، بشرطیکہ اس کے بدن پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو۔[۱]

ناپاک چربی والا صابن

سوال:... مردار اور حرام جانوروں کی چربی کے صابن سے طہارت ہوجاتی ہے اور نمازیں وغیرہ دُرست اور ٹھیک ہیں یا نہیں؟

جواب:... ناپاک چربی کا استعمال جائز نہیں، تاہم ایسے صابن کا استعمال کرنا جس میں یہ چربی ڈالی گئی ہو جائز ہے، کیونکہ صابن بن جانے کے بعد اس کی ماہیت تبدیل ہوجاتی ہے۔[۲]

بلی کا بستر پر بیٹھ جانا یا بلی کو چھولینا

سوال:... بلی اگر بستر پر بیٹھ جائے یا اس کو چھولیں، اکثر لوگ اس کو گود میں بٹھاتے ہیں تو کیا ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... پڑھ سکتے ہیں۔[۳]

پاکی کا خیال نہ رکھنے والوں کے برتن استعمال کرنا

سوال:... اگر کسی کے گھر میں سات آٹھ افراد ہوں، اور ان میں سے سوائے ایک دو کے کوئی بھی ناپاک چیزوں کو شریعت کے مطابق پاک نہ کرتا ہو، مثلاً: کپڑا، برتن کچھ بھی ناپاک ہوجائے تو اسے شریعت کے مطابق پاک نہ کرتے ہوں۔ اسی طرح گندے ناپاک ہاتھوں سے نلکے، فریج، دروازے وغیرہ بھی پکڑ کر کھول لیتے ہوں، تو ایسی صورت میں آنکھوں سے دیکھنے یا نہ دیکھنے کی صورت میں ان کے برتن اور نلکے وغیرہ بغیر دھوئے اور پاک کئے استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ ان لوگوں کا ہر وقت یہی طریقہ اور قرینہ ہے۔

جواب:... ایسے وہم میں زیادہ مبتلا نہیں ہونا چاہئے، جہاں ظاہری نجاست نظر آئے، اس سے پرہیز کیا جائے۔ زیادہ وہم نہ کیا جائے۔

---

(۱) وسؤر الهرة طاهر مكروه، وعن أبي يوسف أنه غير مكروه، لأن النبي عليه السلام كان يصغي لها الإناء فتشرب منه ثم يتوضأ منه. (هداية ج:۱ ص:۴۵، فصل في الأسار، أيضًا: أدلّة الحنفية ص:۷۵، باب سؤر الهرة).

(۲) جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد، ويفتى به للبلوىٰ. (شامي ج:۱ ص:۳۱۶، باب الأنجاس، البحر الرائق ج:۱ ص:۲۳۹).

(۳) أنّ النبي صلى الله عليه وسلم كان يُصغي لها الإناء فتشرب منه ثم يتوضأ منه. (هداية ج:۱ ص:۴۵).

ایک ہی ڈھیلا متعدّد بار پیشاب کے لئے استعمال کرنا

سوال:... ایک ہی ڈھیلے سے متعدّد بار پیشاب خشک کرنا جائز ہے؟ جبکہ اس کے بعد پانی سے بھی اِستنجا کرلیا جائے۔

جواب:... طہارت تو پانی سے ہوگئی، پیشاب کے قطرے بند کرنے کے لئے اِستعمال ہوسکتا ہے۔[۱]

مچھر ماردَوا کپڑوں پر لگ جائے تو کیا کپڑے ناپاک ہوجائیں گے؟

سوال:... بازار میں جو مچھر اور دیگر کیڑے مکوڑے مارنے کی دوا ملتی ہے جسے لوگ عام طور پر گھر میں اِستعمال کرتے ہیں، مثلاً: فنس اور دیگر اِسپرے وغیرہ، اگر یہ چھڑکتے وقت کپڑوں پر پڑ جائے تو اسے دھوئے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... میرا خیال ہے کہ وہ ناپاک نہیں ہوتی، اس لئے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ دُوسرے علماء سے تحقیق کرلیں۔

الکحل ملے آئل پینٹ، جوتے کی پالش کپڑوں یا دیوار کو لگ جائے

سوال:... اگر تحقیق سے پتا چل جائے کہ آئل پینٹ یا جوتے کی پالش میں جو الکحل شامل ہوتا ہے، وہ ناپاک قسم کا ہے، تو ایسی صورت میں ان اشیاء کے اِستعمال کا کیا حکم ہے؟ اگر یہ اشیاء کپڑے یا دِیوار کو لگ جائیں تو کیا ناپاک ہوجائیں گے؟

جواب:... اگر ناپاکی کا یقین ہو تو کپڑے یا دِیوار کے ناپاک ہونے میں کیا شبہ ہے۔[۲]

پرفیوم کا اِستعمال اور نماز کی ادائیگی

سوال:... کیا پرفیوم لگانے سے نماز ہوجاتی ہے؟ جبکہ میں نے سنا ہے کہ پرفیوم لگانے سے نماز نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں الکحل ہوتا ہے۔

جواب:... مجھے اس مسئلے کی تحقیق نہیں کہ پرفیوم میں کوئی ناپاک چیز ہوتی ہے یا نہیں؟ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو اِستعمال نہ کیا جائے، یا دُوسرے علماء سے پوچھ لیں۔

درآمد شدہ لوشن، پیٹرولیم جیلی لگاکر وضو کرنا

سوال:... کیا وضو سے پہلے یا بعد میں چہرے اور جسم پر کوئی لوشن باہر کا بنا ہوا جیسے انگلینڈ وغیرہ کا، اور پیٹرولیم جیلی وغیرہ لگاکر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ واضح رہے کہ پیٹرولیم جیلی خاصی چکنی ہوتی ہے۔

جواب:... مجھے تحقیق نہیں کہ ان لوشنوں میں کوئی ناپاک چیز ہوتی ہے یا نہیں...؟

---

(۱) الإستنجاء سُنّة لأن النبی علیه السلام واظب علیه ویجوز فیه الحجر وما قام مقامه یمسحه حتّٰی ینقیه، لأن المقصود هو الإنقاء فیعتبر ما هو المقصود ولیس فیه عدد مسنون۔ (هدایة ج:۱ ص:۷۹ فصل فی الإستنجاء)۔

(۲) القاعدة الثالثة: الیقین لَا یزول بالشک ...... من تیقن الطهارة وشک فی الحدث فهو متطهر، ومن تیقن الحدث وشک فی الطهارة فهو محدث۔ (الأشباه والنظائر ص:۸۳ تا ۸۷)۔

ناپاک برتن کی پاکی کا طریقہ

سوال:... اگر کوئی برتن یا بالٹی وغیرہ یا ڈرم جس میں عام طور پر پانی بھر کر رکھتے ہیں یا سیمنٹ کی ٹنکی وغیرہ ناپاک ہوجائے تو کس طرح پاک کیا جاتا ہے؟

جواب:... اس کو بھی تین مرتبہ دھودیا جائے۔ (۱)

سب چیزوں کو ناپاک خیال کرنا وہم ہے

سوال:... میری غفلت کی وجہ سے میرے گھر کی تمام چیزیں ناپاک ہوچکی ہیں، وجہ یہ ہے کہ مجھے پیشاب کے قطروں کی بیماری تھی، اور پیشاب کے بعد قطرے نکل جاتے تھے، لیکن میں نماز پابندی سے پڑھتا تھا۔ جب میری امی کپڑے دھوتی تھیں تو گھر کے دُوسرے کپڑے بھی میرے کپڑوں کے ساتھ دھوتی تھیں، اور ایک ہی بالٹی پانی میں کپڑوں کو تین دفعہ کھنگال کر نچوڑتی تھیں، مجھے پتا چلا کہ اس طرح تو کپڑے پاک نہیں ہوتے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ میرے جسم کے اندرونی اعضاء، نل کی ٹونٹی، پائپ، دروازے کی کنڈیاں، فریج کے دروازے کے ہینڈل، سائیکل اور اس کی چابی، گھر کے تالے سب ناپاک ہوچکے ہیں۔ نمازیں عرصہ ہوا چھوٹ گئی ہیں، کوئی صورت بتائیں کہ پھر سے پانچ وقت کی نماز اور قرآن پڑھ سکوں؟ اور اپنے گھر کی تمام چیزوں کو پاک کروں؟

جواب:... تم نے جو صورت کہی ہے، اس میں تمام کپڑے اور تمام چیزیں پاک ہیں، اور تم وضو کرکے نماز پڑھ سکتے ہو، اگر قطرے آتے ہیں تو آتے رہیں، جب تک نماز کا وقت ہے، تمہارا وضو قائم رہے گا۔ شیطان نے تمہیں پریشان کرنے کے لئے یہ وسوسہ ڈال دیا ہے۔ اگر تمہیں مجھ پر اِعتماد ہے تو آج سے اپنی نماز شروع کردو، تمام چیزوں کو پاک سمجھو، کوئی چیز ناپاک نہیں ہے، واللہ اعلم! (۲)

---

(۱) وما لا ینعصر یطهر بالغسل ثلاث مرات. (عالمگیری ج:۱ ص:۴۲، الفصل الأوّل فی تطهیر الأنجاس).

(۲) المستحاضة ومن به سلس البول یتوضؤن وقت کل صلاة ویصلون بذلک الوضوء ما شاؤا من الفرائض والنوافل. (عالمگیریة ج:۱ ص:۴۱، الفصل الرابع فی أحکام الحیض والنفاس والإستحاضة).

نماز کی فرضیت و اہمیت

علامتِ بلوغت نہ ظاہر ہونے پر پندرہ سال کے لڑکے، لڑکی پر نماز فرض ہے

سوال:... یہ بات تفصیل سے بتائیے کہ نماز کب فرض ہوتی ہے؟ بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت نماز فرض ہوتی ہے جب احتلام ہوتا ہے، اس سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی۔

جواب:... نماز بالغ پر فرض ہوتی ہے، اگر بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوجائیں تو نماز اسی وقت سے فرض ہوتی ہے، اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو لڑکا، لڑکی پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بالغ سمجھے جائیں گے، اور جس دن سولہویں سال میں قدم رکھیں گے اس دن سے ان پر نماز روزہ فرض ہوں گے۔[1]

سن بلوغت یاد نہ ہونے پر قضا نماز، روزہ کب سے شروع کرے؟

سوال:... اکثر کتابوں میں پڑھا ہے کہ نماز بالغ ہونے پر فرض ہوجاتی ہے، اور لڑکا، لڑکی کے بالغ ہونے کی عمر مختلف کتابوں میں مختلف لکھی ہے، یعنی کہیں بارہ سال ہے اور کہیں تیرہ، چودہ سال، اور کہیں پندرہ سال ہے۔ میں نے چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں نماز پڑھنی شروع کی، آپ یہ فرمائیں کہ مجھے کتنی عمر کی نمازیں قضا پڑھنی چاہئیں؟ مجھے نہیں یاد کہ میں بالغ کس عمر میں ہوا تھا؟

جواب:... لڑکے اور لڑکی کا بالغ ہونا علامات سے بھی ہوسکتا ہے، (مثلاً: لڑکے کو احتلام ہوجائے، یا لڑکی کو حیض آجائے، وغیرہ)، اگر پندرہ سال سے پہلے بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوجائیں تو ان پر بالغوں کے اَحکام جاری ہوں گے، اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر پورا ہونے پر ان کو بالغ شمار کیا جائے گا اور ان پر نماز، روزہ وغیرہ فرائض لازم ہوجائیں گے۔[2]

اگر کسی نے بالغ ہونے کے بعد بھی نماز، روزہ میں کوتاہی کی، اب وہ توبہ کرکے نماز، روزہ قضا کرنا چاہتا ہے، اور اسے یہ یاد نہیں کہ وہ کب بالغ ہوا تھا؟ تو لڑکے کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ تیرہویں سال کے شروع ہونے سے نماز، روزہ قضا کرے، کیونکہ بارہ سال کا لڑکا بالغ ہوسکتا ہے، اور لڑکی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نو برس پورے ہونے اور دسویں سال کے شروع ہونے سے نماز، روزہ قضا کرے، کیونکہ نو برس کی لڑکی بالغ ہوسکتی ہے۔[3]

---

(۱) (بلوغ الغلام بالإحتلام والإحبال والإنزال) .... فإن لم يوجد فيهما شيء (فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى) لقصر أعمار أهل زماننا. (الدر المختار ج:۶ ص:۱۵۳، فصل بلوغ الإحتلام بالإنزال).

(۲) أيضًا.

(۳) (وأدنى مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين) هو المختار. (در مختار مع الشامي ج:۶ ص:۱۵۴).

بے نمازی کو کامل مسلمان نہیں کہہ سکتے

سوال:... ایک آدمی پورا سال نماز نہ پڑھے تو اسے کامل مسلمان کہا جاسکتا ہے، جو جمعہ اور عید کی نماز بھی نہیں پڑھتا؟

جواب:... اگر وہ شخص اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اور نماز کی فرضیت کا بھی قائل ہے، مگر سستی یا غفلت کی بنا پر نماز نہیں پڑھتا تو ایسا شخص مسلمان تو ہے لیکن کامل مسلمان اسے نہیں کہا جاسکتا، کہ وہ نماز جیسے اہم اور بنیادی رُکن کا تارک ہونے کی وجہ سے سخت گناہگار اور بدترین فاسق ہے،[1] قرآن واحادیث میں نماز کے چھوڑنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔[2]

تارکِ نماز کا حکم

سوال:... مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آرہی ہے کہ بے نمازی کے لئے اسلام کے کیا اَحکامات ہیں؟ کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہوجاتا ہے، اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ اِمام مالکؒ اور اِمام شافعیؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے، کیا یہ سچ ہے؟ اور اسی طرح سنا ہے کہ عبدالقادر جیلانیؒ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اسے (بے نمازی کو) مار ڈالا جائے، اس کی لاش کو گھسیٹ کر شہر سے باہر پھینک دیا جائے، کیا یہ بھی حقیقت ہے؟ ویسے زیادہ لوگوں سے میں نے یہ سنا ہے کہ وہ اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنی زبان سے یہ نہ کہہ دے کہ میں نماز نہیں پڑھتا، یعنی اگر وہ زبان سے کہہ دے کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو کافر ہوجاتا ہے، ورنہ چاہے نماز پڑھے یا نہ پڑھے، وہ کافر نہیں ہوتا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ کافر یا مرتد نہیں ہوتا تو اسے قتل کا حکم کیوں دیا جاتا ہے؟ جبکہ قرآن مجید میں بھی کسی مسلمان کے قتل کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔ برائے مہربانی مجھے اِمام مالکؒ، اِمام شافعیؒ، اِمام احمد بن حنبلؒ، اِمام ابوحنیفہؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بے نمازی کے بارے میں جو صحیح صحیح اَحکامات ہیں، بتادیں، مع حوالہ کے، بہت مہربانی ہوگی۔

جواب:... تارکِ صلوٰۃ اگر نماز کی فرضیت ہی کا منکر ہو تو باجماعِ اہلِ اسلام کافر و مرتد ہے، (اِلَّا یہ کہ نیا مسلمان ہوا ہو اور اسے فرضیت کا علم نہ ہوسکا ہو، یا کسی ایسے کوردہ میں رہتا ہو کہ وہ فرضیت سے جاہل رہا ہو، اس صورت میں اس کو فرضیت سے آگاہ کیا جائے گا، اگر مان لے تو ٹھیک، ورنہ مرتد اور واجب القتل ہوگا)۔ اور جو شخص فرضیت کا تو قائل ہو، مگر سستی کی وجہ سے پڑھتا نہ ہو، تو اِمام ابوحنیفہؒ، اِمام مالکؒ، اِمام شافعیؒ اور ایک روایت میں اِمام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک وہ مسلمان تو ہے، مگر بدترین فاسق ہے۔ اور اِمام احمدؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ مرتد ہے، اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے، اگر نماز پڑھنے لگے تو ٹھیک، ورنہ ارتداد کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے، غرض اس کے اَحکام مرتدین کے ہیں۔

اِمام مالکؒ، اِمام شافعیؒ کے نزدیک اور اِمام احمدؒ کی ایک روایت کے مطابق اگرچہ بے نمازی مسلمان ہے، مگر اس جرم یعنی ترکِ صلوٰۃ کی سزا قتل ہے، اِلَّا یہ کہ وہ شخص توبہ کرلے، لہٰذا اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور ترکِ نماز سے توبہ کرنے کا حکم دیا

---

(۱) (تارکها عمدًا مجانة) أی تکاسلًا فاسق۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۳۵۲، کتاب الطهارة)۔

(۲) مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ. قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ...الآیة. (المدثر:۴۲، ۴۳)۔ وعن بریدة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: العهد الذی بیننا وبینهم الصلوٰة، فمن ترکها فقد کفر۔ (مشکوٰة ج:۱ ص:۵۸، کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی)۔

جائے، اگر توبہ کرلے تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہوجائے گی، ورنہ اس کو قتل کردیا جائے گا، اور قتل کے بعد اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، الغرض اگر بے نمازی توبہ نہ کرے تو ان حضرات کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بے نمازی کو قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کو ہمیشہ قید رکھا جائے گا اور روزانہ اس کے جوتے لگائے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ ترکِ نماز سے توبہ کرلے۔ ان مذاہب کی تفصیل فقہِ شافعی کی کتاب شرح مہذب (ج:۳ ص:۱۶)،[۱] اور فقہِ حنبلی کی کتاب المغنی (ج:۲ ص:۲۹۸ مع الشرح الکبیر)،[۲] اور فقہِ حنفی کی کتاب فتاویٰ شامی (ج:۱ ص:۳۵۲)[۳] میں ہے۔ جو حضرات بے نمازی کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا جرم ہے، اس کے علاوہ ان کے اور بھی دلائل ہیں۔ حضرت پیرانِ پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب دیکھنے کا موقع نہیں ملا، مگر وہ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں، اور میں اُوپر لکھ چکا ہوں کہ امام احمدؒ کی ایک روایت میں یہ مرتد ہے، اور اس کے ساتھ مرتدین جیسا سلوک کیا جائے گا۔ اس لئے اگر حضرت پیرانِ پیرؒ نے یہ لکھا ہو کہ بے نمازی کا کفن دفن نہ کیا جائے، بلکہ مردار کی طرح گھسیٹ کر اس کو کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے تو ان کے مذہب کی روایت کے عین مطابق ہے۔

مصروفیت کی وجہ سے نماز کا وقت گزر جائے یا جماعت کا تو کیا حکم ہے؟

سوال:... نماز غفلت کی بنا پر چھوڑنا مسلمان کی شان کے خلاف اور باعثِ خسارہ ہے، اُخروی لحاظ سے، دُنیاوی لحاظ سے بھی، پوچھنا یہ مقصود ہے کہ مصروفیت کی وجہ سے نماز کا وقت گزر جائے یا کبھی جماعت کی نماز کا، دونوں ایک ہی چیز ہے یا فرق ہے؟

---

(۱) (فرع) فی مذاهب العلماء فیمن ترک الصلاة تکاسلًا مع إعتقاد وجوبها، فمذهبنا المشهور ما سبق انه یقتل حدًا ولَا یکفر وبه قال مالک والأکثرون من السلف والخلف، وقالت طائفة یکفر ویجری علیه أحکام المرتدین فی کل شیء وهو مروی عن علی بن أبی طالب وبه قال ابن المبارک واسحاق بن راهویه وهو أصح الروایتین عن أحمد، وبه قال منصور الفقیه من أصحابنا کما سبق، وقال الثوری وأبوحنیفة وأصحابه وجماعة من أهل الکوفة والمزنی لَا یکفر ولَا یُقتل بل یعزر ویحبس حتی یصلی واحتج لمن قال بکفره بحدیث جابر رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: إن بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلاة. (شرح مهذب ج:۳ ص:۱۶، فرع فی مذاهب العلماء، طبع دار الفکر).

(۲) ومن ترک الصلاة وهو بالغ عاقل جاحدًا لها أو غیر جاحد دعی إلیها فی وقت کل صلاة ثلاثة أیام فإن صلّی وإلّا قُتِل وجملة ذالک أن تارک الصلاة لَا یخلو إما أن یکون جاحدًا لوجوبها أو غیر جاحد فإن کان جاحدًا لوجوبها نظر فیه فإن کان جاهلًا به وهو ممن یجهل ذالک کالحدیث الإسلام والناشیء ببادیة عرّف وجوبها وعلم ذالک ولم یحکم بکفره لأنه معذور فإن لم یکن ممن یجهل ذالک کالناشیء من المسلمین فی الأمصار والقری لم یعذر ولم یقبل منه إدعاء الجهل وحکم بکفره لأن أدلة الوجوب ظاهرة فی الکتاب والسُّنَّة والمسلمون یفعلونها علی الدوام فلا یخفی وجوبها علٰی من هذا حاله ولَا یجحدها إلّا تکذیبًا لله تعالٰی ولرسوله وإجماع الأمّة وهذا یصیر مرتدًا عن الإسلام، حکمه حکم سائر المرتدین فی الإستتابة والقتل ولَا أعلم فی هذا خلافًا. (المغنی ج:۲ ص:۲۹۸، باب الحکم فیمن ترک الصلاة).

(۳) وقال أصحابنا فی جماعة منهم الزهری: لَا یُقتل بل یعزر ویحبس حتی یموت أو یتوب، قوله عند الشافعی یُقتل وکذا عند مالک وأحمد، وفی روایة عن أحمد وهی المختارة عند جمهور أصحابه أنه یُقتل کفرا وبسط فی الحلیة. (ردالمحتار ج:۱ ص:۳۵۲، ۳۵۳، کتاب الصلاة).

جواب:... دونوں میں فرق ہے، جماعت کی نماز سنت مؤکدہ یا واجب ہے، اس کو بغیر عذر کے چھوڑنا گناہ ہے،[1] جبکہ نماز کو جان بوجھ کر قضا کر دینا اس سے بدتر گناہ ہے جس کو حدیث میں ''کفر'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔[2]

کیا تارکِ صلوٰۃ کو تجدیدِ ایمان کی ضرورت ہے؟

سوال:... ایک شخص کافی عرصے سے نماز ترک کئے ہوئے ہے، حتیٰ کہ وہ جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتا۔ کیا اس شخص کو تجدید ایمان کی ضرورت ہے؟ فرض کر لیجئے کہ وہ گزشتہ چھ مہینوں سے نماز مسلسل ترک کر رہا ہے۔

جواب:... نمازِ پنج گانہ فرض ہے اور اس کا ترک گناہِ کبیرہ، اور تمام کبیرہ گناہوں... چوری، زنا وغیرہ... سے بدتر گناہ ہے، پس جو شخص تارکِ صلوٰۃ رہا، اگر وہ نماز کو فرض، اور ترکِ صلوٰۃ کے فعل کو گناہ، اور اپنے آپ کو گناہگار اور مجرم سمجھتا رہا، تو یہ شخص مسلمان ہے، اس کو تجدید ایمان کی ضرورت نہیں، مگر اپنے فعل سے توبہ لازم ہے۔ اور اگر یہ شخص اپنے فعل کو گناہ ہی نہیں سمجھتا رہا، نہ اس نے اپنے آپ کو مجرم اور قصوروار سمجھا، تو یہ شخص ایمان سے خارج ہوگیا،[3] اور اس پر توبہ کے ساتھ تجدید ایمان لازم ہے، اور اسی کے ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔[4]

نماز چھوڑنے کا وبال

سوال:... ہمارے خاندان میں کچھ قریبی رشتہ دار ایسے ہیں جو کہ اخلاقی اِعتبار سے اچھے درجے پر ہیں۔ حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں، خوش اخلاق ہیں، مگر نماز جیسا اہم فریضہ ادا نہیں کرتے، اور ان کے ذہنوں میں اس قسم کا کوئی تصور ہی نہیں ہے کہ نماز بھی پڑھنی چاہئے (سوائے جمعہ اور عیدین کے)۔ دُوسرے مطلب میں نماز ان کے لئے کوئی اہم درجہ نہیں رکھتی، جبکہ مسلمان ہیں اور خدا اور رسول پر اِیمان رکھتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ:

۱:... ایسے لوگوں کی دُنیاوی زندگی پر نماز نہ پڑھنے کا کیا اثر پڑتا ہے؟

۲:... آخرت میں کس درجہ گناہ کے مرتکب قرار دیئے جائیں گے؟

۳:... اور کیا ان کے اعلیٰ اخلاق، ملنساری، خوش اخلاقی اور ظاہری خوش حالی اس بات کی ضامن ہے کہ خدا ایسے لوگوں سے خوش ہے؟

---

(۱) إن صلاة الجماعة واجبة على الراجح في المذهب أو سُنّة مؤكدة في حكم الواجب كما في البحر وصرحوا بفسق تاركها وتعزيره، وأنه يأثم۔ (شامي ج:۱ ص:۴۵۷، مطلب كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها)۔

(۲) وقال محمد بن نصر المروزي قال إسحاق صح عن النبي صلى الله عليه وسلم: "أن تارك الصلاة كافر" وكان رأى أهل العلم من لدنه صلى الله عليه وسلم أن تاركها عمدًا من غير عذر حتى يذهب وقتها كافر۔ (الزواجر عن اقتراف الكبائر ج:۱ ص:۱۳۸، الكبيرة السابعة والسبعون، تعمد تأخير الصلاة عن وقتها ...إلخ)۔

(۳) وان أنكر بعض ما علم من الدّين ضرورة كفر بها۔ (شامي ج:۱ ص:۵۶۱)۔ الصلوٰة فريضة محكمة لَا يسع تركها ويكفر جاحدها كذا في الخلاصة۔ (عالمگيرية ج:۱ ص:۵۰، كتاب الصلاة، طبع رشيديه)۔

(۴) ما يكون كفرًا إتفاقًا يبطل العمل والنكاح۔ (شامي ج:۴ ص:۲۴۷، باب المرتد)۔

جواب:... نمازِ اسلام کا سب سے اہم ترین رُکن ہے، حدیث میں ہے کہ ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہا کہ: ''ہم اسلام لاتے ہیں، مگر نماز نہیں پڑھیں گے، روزہ نہیں رکھیں گے اور جہاد نہیں کریں گے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''یہ تو منظور ہے کہ روزے نہ رکھو، اور جہاد نہ کرو، مگر یہ منظور نہیں کہ تم نماز نہ پڑھو، کیونکہ اس دِین میں کوئی خیر نہیں جس میں نماز نہیں[1]۔'' صحابہؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! آپ نے ان کو روزے نہ رکھنے اور جہاد نہ کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ فرمایا: ''مسلمان ہوجاتے تو روزے بھی رکھتے اور جہاد بھی کرتے۔''

نمازِ دِین کا ستون ہے، جس نے نماز قائم کی، اس نے دِین کو قائم کیا، اور جس نے اس کو گرادیا، اس نے دِین کو ڈھادیا۔[2]

نمازِ پنج گانہ مسلمانوں پر تمام فرائض میں سب سے بڑا فرض ہے۔[3]

نماز چھوڑنا کافر کا فعل ہے

سوال:... احادیث میں آتا ہے کہ جس نے ایک نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اس نے کفر کیا، آپ مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ کفر سے مراد اللہ نہ کرے، آدمی کافر ہوگیا یا یہ کہ کفر کیا ہے یہ چھوڑی جانے والی نماز کے بعد جو نماز پڑھی، تو درمیان میں جو وقت گزرا وہ کفر کی حالت میں رہا، حالانکہ جس نے ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا اسے کافر نہیں کہنا چاہئے۔

جواب:... جو شخص دِینِ اسلام کی تمام باتوں کو سچا مانتا ہو، اور تمام ضروریاتِ دِین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہو، اہلِ سنت کے نزدیک وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیا جائے گا۔ اس حدیث شریف میں جس کفر کا ذکر ہے وہ کفرِ اعتقادی نہیں، بلکہ کفرِ عملی ہے، حدیث شریف کا قریب ترین مفہوم یہ ہے کہ اس شخص نے کفر کا کام کیا، یعنی نماز چھوڑنا مؤمن کا کام نہیں، کافر کا فعل ہے، اس لئے جو مسلمان نماز چھوڑ دے اس نے کافروں کا کام کیا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو بھنگی کہہ دیا جائے، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ واقعتاً بھنگی ہے، بلکہ یہ کہ وہ بھنگیوں کے سے کام کرتا ہے، اسی طرح جو شخص نماز نہ پڑھے، وہ اگرچہ کافر نہیں، لیکن اس کا یہ عمل کافروں جیسا ہے۔[4]

---

(۱) عن عثمان بن أبي العاص: أن وفد ثقيف لما قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم انزلهم المسجد ليكون أرق لقلوبهم فاشترطوا عليه أن لا يحشروا ولا يعشروا ولا يجبوا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن لا تحشروا ولا تعشروا ولا خير في دين ليس فيه ركوع. (سنن أبي داؤد ج:۲ ص:۷۲، باب ما جاء في خبر الطائف).

(۲) الصلاة من جملة ما يستقم به الإيمان لأنها عماد الدين فمن أقامها فقد أقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين. (عمدة القارى ج:۵ ص:۲، باب قول الله تعالى منيبين إليه ...إلخ، كتاب مواقيت الصلاة).

(۳) ثم الصلاة أهم من سائر العبادات لشمول وجوبها وكثرة تكررها وكونها حسنة يعنيها ثم هي مستلزمة للإيمان إذ لا صحة لها بدونه. (حلبي كبير ص:۳).

(۴) (فمن تركها فقد كفر) أي أظهر الكفر وعمل عمل الكفر. (مرقاة ج:۲ ص:۲۷۲). وأيضًا: ان الإيمان إذا كان عبارة عن التصديق والإقرار ينبغي أن لا يصير المؤمن المقر المصدق كافرًا بشيء من أفعال الكفر وألفاظه. (شرح عقائد ص:۱۰۹، مبحث الكبيرة، طبع مكتبه خير كثير، آرام باغ كراچي).

کیا بے نمازی کے دیگر اعمالِ خیر قبول ہوں گے؟

سوال:... بعض حضرات ایسے ہیں کہ غریبوں کی مدد کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، ہر طرح غرباء کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، لیکن جب ان سے کہا جائے کہ بھائی! نماز بھی پڑھ لیا کرو، تو کہتے ہیں: یہ بھی تو فرض عبادت ہے! کیا بے نمازی کے یہ سارے اعمال قبول ہوجاتے ہیں؟

جواب:... کلمۂ شہادت کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن نماز ہے، نمازِ پنج گانہ ادا کرنے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور نماز نہ پڑھنے سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں، زنا، چوری وغیرہ بڑے بڑے گناہ، نماز نہ پڑھنے کے گناہ کے برابر نہیں، پس جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ اگر خیر کے دُوسرے کام کرتا ہے تو ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ قبول نہیں ہوں گے، لیکن ترکِ نماز کا وبال اتنا بڑا ہے کہ یہ اعمال اس کا تدارک نہیں کرسکتے۔

ان حضرات کا یہ کہنا کہ ''یہ بھی تو فرض عبادت ہے'' بجا ہے، لیکن ''بڑا فرض'' تو نماز ہے، اس کو چھوڑنے کا کیا جواز ہے؟[1]

جو فرض نماز کی اجازت نہ دے اس کی ملازمت جائز نہیں

سوال:... میں ایک ایسی جگہ پر دُکانداری کی مزدوری کرتا ہوں جہاں پر مجھے دوپہر بارہ بجے سے رات دس بجے تک ڈیوٹی دینی پڑتی ہے، یہ دُکان ایک چھوٹا سا کریانہ اسٹور ہے، اس ڈیوٹی کے دوران چار نمازوں کا ٹائم آتا ہے، جبکہ مالک مجھے نماز کے لئے وقفہ نہیں دیتا، اس مجبوری کی وجہ سے رات دس بجے چھٹی کے بعد نمازیں قضا پڑھتا ہوں۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا میری یہ نمازیں قبول ہوں گی؟ اگر نہیں تو پھر مجھے کوئی راستہ بتائیں کہ میں کیا کروں؟

جواب:... ایسا شخص جو فرض نماز کی بھی اجازت نہیں دیتا، اس کے یہاں ملازمت ہی جائز نہیں۔[2]

اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم سمجھ کر نماز نہ ادا کرنے والے کی سزا

سوال:... بعض لوگ بغیر کسی عذر کے نماز ترک کردیتے ہیں اور پھر کھیل، لغو باتوں، کام کاج اور دیگر مصروفیات میں مشغول رہتے ہیں۔ جب ان سے کہیں کہ نماز ترک کرنے سے خدا ناراض ہوجاتا ہے اور خدا کا عذاب بھی نازل ہوتا ہے، تو جواب ملتا ہے کہ خدا کی ذات ''غفور رحیم'' بھی ہے اور ہمیں معاف بھی کردے گا، اس لئے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

جواب:... اللہ تعالیٰ بلاشبہ ''غفور رحیم'' ہیں، لیکن ایسے ''غفور رحیم'' کی نافرمانی جب ڈھٹائی سے کی جائے اور نافرمانی

---

(۱) دیکھئے: الزواجر عن اقتراف الكبائر. (ج:۱ ص:۱۳۷ طبع بیروت). أيضًا: عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم: أي الأعمال أحب إلى الله تعالى؟ قال: الصلوة لوقتها (الحديث). (مشكوة ص:۵۸). وفي الحديث دليل على ما قاله العلماء من ان الصلوة أفضل العبادات بعد الشهادتين. (مرقاة ج:۲ ص:۲۷۰).

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشكوة ص:۳۲۱). وعن النبي صلى الله عليه وسلم على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلّا أن يأمر بمعصية، فإن أمره بمعصية فلا سمع ولا طاعة. (مسلم ج:۲ ص:۱۲۵، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية).

کرنے والے کو اپنی حالت پر شرمندگی بھی نہ ہو تو اس کا قہر بھی نازل ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے نمازِ پنج گانہ ادا کی قیامت کے دن اس کے لئے نور بھی ہوگا، اس کے ایمان کا برہان بھی ہوگا اور اس کی نجات بھی ہوگی اور جو ان کی پابندی نہ کرے، نہ اس کے لئے نور ہوگا، نہ اس کے ایمان کی دلیل ہوگی، نہ اس کی نجات ہوگی، اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔[۱] اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے غضب سے پناہ میں رکھے! خلاصہ یہ ہے کہ شیطان کا مکر اور دھوکا ہے کہ تم گناہ کئے جاؤ، اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں، وہ خود ہی بخش دیں گے۔ مؤمن کی شان یہ ہونی چاہئے کہ وہ اَحکامِ الٰہی کی پابندی کرے، گناہوں سے بچتا رہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی اُمید بھی رکھے، جیسا کہ ہم دُعائے قنوت میں کہتے ہیں: "نرجوا رحمتک ونخشٰی عذابک" (یا اللہ! ہم آپ کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں)۔

نماز فرض ہے، داڑھی واجب ہے، دونوں پر عمل لازم ہے

سوال:... ایک شخص نماز نہیں پڑھتا، اس صورت میں داڑھی رکھی، کیا ثواب ملے گا؟ نماز پڑھنے والا ایک فرد جس نے داڑھی رکھی نہیں ہے، کیا اس کو نماز کا ثواب ملے گا؟ ایک شخص جس نے داڑھی رکھی تھی اب مونڈ ڈالی، لیکن اب نماز بھی پڑھتا ہے، کیا اس کو ثواب ملے گا؟

جواب:... نماز پڑھنا فرض ہے، اور اس کا چھوڑنا گناہِ کبیرہ اور کفر کا کام ہے، داڑھی رکھنا واجب اور اس کا کتروانا یا مونڈنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے،[۲] مسلمان کو چاہئے کہ تمام فرائض و واجبات کی پابندی کرے اور اپنی آخرت اور قبر کے لئے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرے، کیونکہ مرنے کے بعد نیکی نہیں کر سکے گا، اور یہ بھی ضروری ہے کہ حرام و ناجائز اور گناہِ کبیرہ کے تمام کاموں سے پرہیز کرے، اور اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اِستغفار سے اس کا تدارک کرے، تاکہ اس کی عاقبت برباد نہ ہو۔ الغرض مسلمان راہِ آخرت کا مسافر ہے، اس کو لازم ہے کہ اس راستے کے لئے توشہ جمع کرنے کا حریص ہو اور راستے کی جھاڑیوں اور کانٹوں سے دامن بچا کے نکلے۔

اب اگر ایک شخص کچھ نیک کام کرتا ہے اور کچھ بُرے، تو قیامت کے دن میزانِ عدالت میں اس کی نیکیوں اور بدیوں کا موازنہ ہوگا، اگر نیکیوں کا پلہ بھاری رہا تو کامیاب ہوگا اور اگر خدانخواستہ بدیوں کا پلہ بھاری نکلا تو ذلت و رُسوائی اور ناکامی و بربادی کا منہ دیکھنا ہوگا، اِلَّا یہ کہ رحمتِ خداوندی کسی کی دستگیری فرمائے۔[۳] اس تقریر سے آپ کے سوال کا اور اس قسم کے تمام سوالات کا جواب معلوم ہوگیا۔

---

(۱) عن النبی صلی الله علیه وسلم انه ذکر الصلوٰة یومًا فقال: من حافظ علیها کانت له نورًا وبرهانًا ونجاة یوم القیامة، ومن لم یحافظ علیها لم تکن له نورًا ولَا برهانًا ولَا نجاة، وکان یوم القیامة مع قارون وفرعون وهامان واُبیّ بن خلف۔ (مشکوٰة ص: ۵۹)۔

(۲) وأخذ أطراف اللحیة والسُّنّة فیها القبضة ..... ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیته۔ (الدر المختار مع ردالمحتار ج: ۲ ص: ۴۰۷، فصل فی البیع)۔ وأما الأخذ منها وهی دون ذٰلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد۔ (الدر المختار مع ردالمحتار ج: ۲ ص: ۴۱۸، مطلب فی الأخذ من اللحیة)۔

(۳) "فأما من ثقلت موازینه، فهو فی عیشة راضیة، وأما من خفّت موازینه، فأمّه هاویة" (القارعة: ۶-۹)۔

بے نمازی کے ساتھ کام کرنا

سوال:... میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ کام کرتا ہوں جو نماز نہیں پڑھتے، بلکہ جمعہ تک نہیں پڑھتے، کیا ایسے آدمی کے ساتھ کام کرنا جائز ہے؟

جواب:... کام تو کافر کے ساتھ بھی کرسکتے ہیں، وہ صاحب اگر مسلمان ہیں تو ان کو نماز کی ترغیب دینا ضروری ہے۔ آپ ان کو کسی بہانے کسی نیک صحبت میں لے جایا کیجئے، اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ نمازی ہوجائیں گے۔

نماز قائم کرنے اور نماز پڑھنے میں کیا فرق ہے؟

سوال:... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نماز قائم کرو، جبکہ ہمارے مولوی صاحبان اور علماء ہمیشہ اس بات کو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز پڑھو، نہ قرآن شریف میں یہ حکم آیا ہے کہ نماز پڑھو، اور نہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے، جس سے یہ بات ثابت ہوجائے۔ آپ مہربانی کرکے اس بات کی وضاحت کردیں کہ نماز پڑھنے اور قائم کرنے میں کیا فرق ہے؟ اور کیا ہم نماز قائم کرنے کے بجائے پڑھیں تو ثواب ملتا ہے؟

جواب:... نماز قائم کرنے سے مراد ہے اس کی تمام شرائط و آداب کے ساتھ خوب اِخلاص و توجہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ اسے ادا کرنا۔[1] اسی کو ہماری زبان میں نماز پڑھنا کہتے ہیں، لہٰذا نماز پڑھنے اور ''نماز ادا کرنے'' کا ایک ہی مفہوم ہے، دو نہیں، کیونکہ جب ''نماز ادا کرنے'' یا ''نماز پڑھنے'' کا لفظ کہا جاتا ہے تو اس سے نماز قائم کرنا ہی مراد ہوتا ہے۔

نماز کے لئے مصروفیت کا بہانہ لغو ہے

سوال:... اسلام چودہ سو سال پرانا مذہب ہے، اس زمانے میں لوگوں کی ضروریات بہت کم ہوتی تھیں، مصروفیات بھی کم ہوتی تھیں، فارغ وقت لوگوں کے پاس بہت ہوتا تھا، پانچ وقت نماز ادا کرنا ان کے لئے معمولی بات تھی، مگر اب حالات بہت مختلف ہیں، زندگی بہت مصروف ہوگئی ہے، اگر نماز صرف صبح و شام پڑھ لی جائے تو اس بارے میں آپ لوگ کیا کہیں گے؟ کیونکہ رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو دفتر جانے سے پہلے یا دیگر کاموں سے پہلے ہی دو اوقات ذرا فرصت کے ہوتے ہیں، جن میں انسان خدا کو دِل سے یاد کرسکتا ہے۔

---

(۱) قال ابن عباس: ویقیمون الصلٰوۃ أی یقیمون الصلاۃ بفروضها۔ وقال الضحاک عن ابن عباس: إقامة الصلاۃ إتمام الرکوع والسجود والتلاوۃ والخشوع والإقبال علیها فیها، وقال قتادۃ: إقامة الصلاۃ المحافظة علٰی مواقیتها ووضوئها ورکوعها وسجودها، وقال مقاتل بن حیّان: إقامتها المحافظة علٰی مواقیتها واسباغ الطهور فیها وتمام رکوعها وسجودها وتلاوۃ القرآن فیها والتشهد والصلٰوۃ علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فهذا إقامتها۔ (تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۱۵۸، طبع مکتبه رشیدیه)۔

جواب:... پانچ وقت کی نماز فرض ہے،[1] اور ان کے جو اوقات متعین ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی،[2] مصروفیت کا بہانہ لغو ہے۔ سوال کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے لوگوں کے لئے تھی، بعد کے لوگوں کے لئے نہیں۔ ایسا خیال کفر کے قریب ہے، آج کے دور میں لوگ تفریح پر، دوستوں کے ساتھ گپ شپ پر اور کھانے وغیرہ پر گھنٹوں خرچ کردیتے ہیں، اس وقت ان کو اپنی مصروفیات یاد نہیں رہتیں، آخر مصروفیت کا سارا نزلہ نماز ہی پر کیوں گرایا جاتا ہے؟ اور وقت میں کفایت شعاری صرف نماز ہی کے لئے کیوں روا رکھی جاتی ہے...؟

کیا پہلے اخلاق کی دُرستی ہو پھر نماز پڑھنی چاہئے؟

سوال:... آج کل لوگوں کا خیال ہے کہ پہلے اخلاق دُرست کئے جائیں، پھر نماز پڑھنی چاہئے۔

جواب:... یہ خیال دُرست نہیں، بلکہ خود اخلاق کی دُرستی کے لئے بھی نماز ضروری ہے، اور یہ شیطان کا چکر ہے کہ وہ عبادت سے روکنے کے لئے ایسی اُلٹی سیدھی باتیں سمجھاتا ہے، مثلاً: یہ کہہ دیا کہ جب تک اخلاق دُرست نہ ہوں، نماز کا کیا فائدہ؟ اور شیطان کو پورا اطمینان ہے کہ یہ شخص مرتے دَم تک اپنے اخلاق دُرست نہیں کرسکے گا، لہٰذا نماز سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے گا، حالانکہ سیدھی بات یہ ہے کہ آدمی نماز کی بھی پابندی کرے اور ساتھ ساتھ اصلاحِ اخلاق کی کوشش کرے، نماز چھوڑ کر اخلاق کی اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے؟

تعلیم کے لئے عصر کی نماز چھوڑنا دُرست نہیں

سوال:... میں پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں، اب کالج میں داخلہ لینے والی ہوں، کالج کا ٹائم ایسا ہے کہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتی، کیا میں ہمیشہ مغرب کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز کے فرض پڑھ لیا کروں؟ کیا مجھے اتنا ہی ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب:... حدیث میں ہے کہ جس کی نمازِ عصر قضا ہوگئی اس کا گویا گھربار لٹ گیا اور گھر کے سارے لوگ ہلاک ہوگئے۔[3] اس لئے نماز قضا کرنا تو جائز نہیں۔ اب یا تو کالج ہی میں نماز ٹھیک وقت پر پڑھنے کا انتظام کیجئے، یا لعنت بھیجئے ایسے کالج اور ایسی تعلیم پر، جس سے نماز غارت ہوجائے۔

مطلب براری کے بعد نماز، روزہ چھوڑ دینا بہت غلط بات ہے

سوال:... جناب بہت سے دوستوں میں یہ بات زیرِ بحث ہوتی ہے کہ ہمارے کچھ دوست جب کسی مصیبت میں گرفتار

---

(۱) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خمس صلوات افترضهن الله تعالىٰ من أحسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن وأتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد أن يغفر له، ومن لم يفعل فليس له على الله عهد إن شاء غفر له وإن شاء عذبه۔ رواه أحمد وأبو داؤد وروى مالك والنسائي نحوه۔ (مشكوٰة ص:۵۸، كتاب الصلاة)۔

(۲) "إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" (البقرة:۱۰۳)۔

(۳) (الذى تفوته صلاة العصر كأنما وتر أهله وماله) زاد ابن خزيمة في صحيحه قال مالك: تفسيره ذهاب الوقت۔ والنسائي: من الصلاة صلاة من فاتته فكأنما وتر أهله وماله يعني العصر۔ (الزواجر عن اقتراف الكبائر ج:۱ ص:۱۳۴)۔

ہوتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور جب ان کا مطلب نکل جاتا ہے تو نماز پھر چھوڑ دیتے ہیں۔

میں اور میرے بہت سے دوست کہتے ہیں کہ آدمی نماز، روزہ رکھے اور پڑھے، لیکن فرض سمجھ کر، یہ نہیں کہ جب کوئی مصیبت آئی یا کوئی کام اٹک گیا تو نمازیں شروع، اور جب کام نکل گیا تو پھر اللہ کو بھول گئے۔ میں اور میرے دوست بھی کچھ ایسے ہیں جو کہ نماز نہیں پڑھتے، لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ تم نماز پڑھو، تمہارا فلاں کام ہوجائے گا، یا مثلاً ایک دو دوستوں کا ویزا نہیں مل رہا ہے سعودی عرب کا اور دُوسرے لوگ ان کو کہتے ہیں کہ نماز پڑھو اور اللہ سے دُعا کرو، تمہارا ویزا آجائے گا، لیکن میں اور میرے دوست کہتے ہیں کہ صرف ویزے کے لئے نماز پڑھنا، یعنی لالچ کے تحت اللہ کے دربار میں حاضر ہونا اور جب کام نکل جائے تو پھر نمازیں چھوڑ دینا صحیح نہیں ہے۔

جواب:... دُنیوی غرض کے لئے نماز، روزہ کرنا اور کام نکل جانے کے بعد چھوڑ دینا بہت ہی غلط بات ہے، اور اس سے زیادہ غلط بات یہ ہے کہ آدمی اپنی حاجت اور ضرورت کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رُجوع نہ ہو۔ نماز، روزہ اور دیگر عبادات محض اللہ تعالیٰ کا حق سمجھ کر کرنی چاہئیں، خواہ تنگی ہو یا فراخی، ہر حال میں کرنی چاہئیں۔ صرف دُنیوی مفادات کو پیشِ نظر نہیں رکھنا چاہئے، بلکہ آخرت کی بھلائی اور اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی مطمحِ نظر ہونی چاہئے۔ الغرض آپ کا اور آپ کے دوستوں کا یہ نظریہ تو صحیح ہے کہ صرف دُنیوی مشکل حل کرانے کے لئے نماز، روزہ کرنا، اور مشکل حل ہونے کے بعد چھوڑ دینا غلط ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کہ مشکل وقت میں بھی اللہ تعالیٰ سے رُجوع نہ کیا جائے۔

کیا کوئی ایسا معیار ہے جس سے نماز مقبول ہونے کا علم ہوجائے؟

سوال:... کیا کوئی ایسا معیار ہے جس سے عوام کو یہ معلوم ہوجائے کہ ہماری نماز مقبول ہے، اور ہمارا ربّ ہم سے راضی ہے؟

جواب:... نماز کو پوری شرائط اور مطلوبہ خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کے بعد حق تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ قبول فرمائیں گے۔

نماز قائم کرنا حکومتِ اسلامی کا پہلا فرض ہے

سوال:... کیا اسلامی نظام کا نفاذ بغیر قیامِ نماز کے ناممکن نہیں؟

جواب:... نماز کے بغیر اسلامی نظام کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا۔

سوال:... کیا جو حکومت اپنے کو اسلامی کہتی ہے، اس کا پہلا فرض نماز کا حکم اور اس پر سزا کے قانون نافذ کرنا نہیں؟

جواب:... پہلا فرض یہی ہے۔

سوال:... اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو کل قیامت میں ان تمام بے نمازیوں کے گناہوں کا بوجھ کس کے سر ہوگا؟

جواب:... بوجھ تو بے نمازیوں کے ذمہ ہوگا، تاہم نظامِ صلوٰۃ قائم نہ کرنے کا گناہ حکومت کو ملے گا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کردے تو اس کا کرم ہے۔

نماز کے وقت کاروبار میں مشغول رہنا حرام ہے

سوال:... ایک آدمی دُکان کرتا ہے یا کوئی بھی کاروبار کرتا ہے، جب اَذان ہوتی ہے تو نماز نہیں پڑھتا یا جماعت سے نہیں پڑھتا، تو اس کا نماز کے وقت کاروبار کرنا کیسا ہے؟ اور جو رقم اس نے نماز کے وقت کمائی حلال ہے یا کہ حرام؟

جواب:... کمائی تو حرام نہیں،[۱] مگر کاروبار میں اس طرح مشغول رہنا کہ نماز فوت ہوجائے یا جماعت کا اہتمام نہ کرنا حرام ہے۔[۲]

کیا داڑھی منڈا نمازی دُوسرے کی نماز صحیح کرسکتا ہے؟

سوال:... کیا نمازی اپنے دُوسرے نمازی بھائی کی نماز میں غلطی کی تصحیح کرسکتا ہے، اگرچہ وہ داڑھی منڈا ہی ہو؟

جواب:... نماز سے باہر اس کو نماز سکھا سکتا ہے، اور اس کی غلطی کی اِصلاح کرسکتا ہے، داڑھی منڈانے کا گناہ اپنی جگہ رہے گا۔

کیا پہلی اُمتوں پر بھی نماز فرض تھی؟

سوال:... اُمتِ محمدیہ پر نماز فرض ہوئی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبرانِ خدا نے اپنی اُمتوں کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور خدا ہی کی عبادت کی تلقین کی اور جنہوں نے ان کے کہنے کو قبول کیا تو وہ عبادتِ الٰہی کس طرح کرتے تھے؟ یعنی جو نماز ہم پڑھتے ہیں، کیا یہی نماز تھی؟ یا وہ کیا پڑھتے تھے؟ کس طرح عبادت کرتے تھے؟

جواب:... تفصیلات تو معلوم نہیں، اتنا معلوم ہے کہ نماز ان پر بھی فرض تھی، اوقات وطریقۂ اَدا میں اختلاف ہوسکتا ہے۔[۳]

ترغیب کی نیت سے دُوسروں کو اپنی نماز کا بتلانا

سوال:... میں الحمدللہ! پانچ وقت کی نمازی ہوں، میں اپنی دوستوں کو اپنی نمازوں کے بارے میں صرف اس نیت سے بتاتی ہوں کہ شاید یہ لوگ بھی میری دیکھا دیکھی نماز پڑھنا شروع کردیں، کہیں اس طرح کی نیت سے گناہ تو نہیں ہوتا؟

---

(۱) وكره تحريمًا مع الصحة البيع عند الأذان الأوّل. قوله وكره تحريمًا مع الصحة أشار إلى وجه تأخير المكروه عن الفاسد مع اشتراكهما في حكم المنع الشرعي والإثم وذلك أنه دونه من حيث صحته وعدم فساد، لأن النهي باعتبار معنى مجاور للبيع لا في صلبه ولا في شرائط صحته ومثل هذا النهي لا يوجب الفساد بل الكراهية كما في الدرر. (شامي ج:۵ ص:۱۰۱، مطلب أحكام نقصان المبيع فاسدًا).

(۲) باب قضاء الفوائت، لم يقل المتروكات ظنا بالمسلم خيرًا إذ التأخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج. (الدر المختار ج:۲ ص:۶۲، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت).

(۳) ولم تخل عنها شريعة مرسل أي عن أصل الصلاة، قيل الصبح صلاة آدم، والظهر لداوٗد، والعصر لسليمان، والمغرب ليعقوب، والعشاء ليونس عليهم السلام، وجمعت في هذه الأمّة وقيل غير ذلك. (شامي ج:۱ ص:۳۵۱، كتاب الصلاة).

جواب:... نہیں، بلکہ کارِثواب ہے۔[1]

تکبیرِ اُولیٰ کے چالیس دن پورے کرنے والا اگر کسی دن گھر میں جماعت کروالے تو کیا دِن پورے ہوجائیں گے؟

سوال:... چالیس دن تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کی جو فضیلت آئی ہے، اب اگر ایک آدمی سے اس دوران میں جماعت کی نماز فوت ہوجائے، اور وہ گھر آکر اپنی مستورات کے ساتھ باجماعت نماز اَدا کرے، یا مسجد میں دو تین ساتھی مل کر مسجد کے ایک کونے میں باجماعت نماز اَدا کریں، یا سری نماز میں پہلی رکعت کے رُکوع سے تھوڑا سا پہلے اِمام کے ساتھ شریک ہوجائے، تو کیا اس کو تکبیرِ اُولیٰ والی چالیس دن کی فضیلت حاصل ہوئی؟

جواب:... ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پورا اَجر عطا فرمادیں، لیکن چالیس دن کی تکبیرِ تحریمہ کے ثواب کی نئے سرے سے نیت کرنی چاہئے۔

نماز میں خشوع نہ ہو تو کیا نماز پڑھنے کا فائدہ ہے؟ نیز خشوع پیدا کرنے کا طریقہ

سوال:... آج کل ایک گروہ ایسا پیدا ہوا ہے جو یہ کہتا ہے کہ اصل مقصد تو دِل میں اللہ تعالیٰ کا نام نقش کرنا ہے، اگر دِل میں اللہ کا نام نقش نہیں تو نماز، روزہ، زکوٰۃ کسی کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر خشوع وخضوع کے نماز پڑھنا ہی بے کار ہے، اور بہت سے لوگ اس کی وجہ سے پریشان ہیں کہ خشوع والی نماز تو ہمیں نصیب نہیں تو نماز ہی کیوں پڑھی جائے؟

جواب:... نماز میں خشوع اور خضوع کا اِہتمام ضرور کرنا چاہئے۔ اکابرؒ فرماتے ہیں کہ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہورہا ہوں، جس طرح کہ قیامت کے دن میری پیشی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگی۔ پھر وہ الفاظ جو نماز میں پڑھ رہا ہے، ان کو سوچ سوچ کر پڑھے، اگر کبھی خیال بھٹک جائے تو پھر متوجہ ہوجائے۔ اس کے مطابق عمل کرے گا تو اِن شاء اللہ کامل نماز کا ثواب ملے گا، اور رفتہ رفتہ خشوع کی حقیقت بھی میسر آجائے گی۔

۲:... دِل میں اللہ تعالیٰ کا نقش قائم کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نماز، روزہ اور دیگر عبادات کے ذریعے ہی میسر آسکتا ہے۔ نماز، روزہ کے بغیر دِل میں کیسے نقش قائم ہوسکتا ہے؟ پس جو چیز کہ دِل کے اندر اللہ تعالیٰ کے نام کو نقش کرنے کا ذریعہ ہے، اس کو بے کار کہنا بڑی غلط بات ہے۔

۳:... نماز کے اندر خشوع وخضوع حاصل کرنے کا طریقہ تو میں نے اُوپر لکھ دیا ہے، نماز باجماعت کی پابندی کی جائے اور ممکن حد تک خشوع وخضوع کا بھی اِہتمام کیا جائے، لیکن نماز ضرور پڑھتے رہنا چاہئے، خواہ خشوع حاصل ہو یا نہ ہو۔ بزرگوں کا اِرشاد

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قلت: يا رسول الله! بينا أن في بيتي في مصلّاي إذ دخل عليّ رجل فاعجبني الحال اللتي رآني عليها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رحمک الله يا أبا هريرة! لک أجران، أجر السّر وأجر العلانية۔ رواه الترمذي۔ (مشكوة ص: ۴۵۴، باب الرياء والسمعة، الفصل الثاني)۔

ہے کہ نماز کی پابندی کروگے تو پہلے عادت بنے گی، پھر عبادت بنے گی۔ پس خشوع حاصل کرنے کا طریقہ بھی نماز پڑھتے رہنا ہے۔

مریض کو نازک حالت میں چھوڑ کر ڈاکٹر کا نماز پڑھنے جانا

سوال:… کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹر یا اسٹاف، ڈیوٹی کے دوران نماز کی ادائیگی ضروری نہیں، کیونکہ بعض دفعہ مریض کی زندگی خطرے میں ہوتی ہے، اور انسانیت کو بچانا نماز سے افضل ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر دورانِ ڈیوٹی کوئی شخص نماز پڑھنے چلا جائے اور اسی دوران مریض فوت ہوجائے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟

جواب:… جس ڈاکٹر یا دُوسرے عملے کی ڈیوٹی نماز کے وقت ہو، ان کی نماز کے لئے متبادل انتظام ہونا چاہئے، مریض کو نازک حالت میں چھوڑ کر نماز پڑھنے جانا تو واقعی دُرست نہیں، لیکن ایسی صورت کے لئے متبادل انتظام کرنا فرض ہے۔[۱]

مریض پر نماز کیوں معاف نہیں، جبکہ سرکاری ڈیوٹی سے ریٹائرڈ ہونے والے کو پنشن ملتی ہے؟

سوال:… ایک شبہ کا جدید ذہن کے مطابق جواب دینا ضروری ہے، مثلاً: ایک صاحب کہتے ہیں کہ گورنمنٹ سرکار کا کوئی ملازم معذور ہوجائے تو اس کا سرکار کی جانب سے معاوضہ ملتا ہے، اور ریٹائر ہوجائے تو پنشن ملتی ہے، یہ عجیب قانونِ خداوندی ہے کہ مریض کی نماز معاف نہیں اور معذور کو فدیہ کا حکم بھی ملتا ہے؟

جواب:… قانونِ خداوندی صحیح ہے، سائل کو معذور کا مطلب سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے، نماز کے بارے میں قانون یہ ہے کہ جو شخص کھڑا نہ ہوسکتا ہو، وہ بیٹھ کر پڑھے، اور جو بیٹھ کر نہ پڑھ سکتا ہو، وہ سر کے اِشارے سے پڑھے، اور جو اِشارہ بھی نہ کرسکتا ہو وہ معذور ہے،[۲] اور اگر اس معذوری میں مرگیا تو اس کو آدھی پنشن نہیں ملے گی، بلکہ پوری تنخواہ ملے گی۔

اور روزے کے بارے میں یہ قانون ہے کہ جو شخص روزے پر قادر ہو، وہ روزہ رکھے، اور جو روزے پر قادر نہ ہو، وہ اس کا بدل (فدیہ) ادا کردے،[۳] اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو، وہ معذور ہے، اس سے مؤاخذہ نہیں ہوگا، بلکہ اس کو پورا ثواب ملے گا۔[۴]

سائل کی غلطی یہ ہے کہ اس نے مطلق مریض کو معذور سمجھ لیا، حالانکہ مطلق مریض کسی گورنمنٹ کے قانون میں بھی معذور نہیں۔ معذور وہ ہے جو تمام تر رعایتوں کے باوجود کام کرنے پر قادر نہ ہو، اور قانونِ خداوندی میں معذور کو آدھی پنشن نہیں دی جاتی، بلکہ

(۱) القابلة لو اشتغلت بالصلاة تخاف موت الولد جاز لها أن تؤخر الصلاة عن وقتها وتؤخر بسبب اللص ونحوه، كذا في الخلاصة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۱، کتاب الصلاة، طبع رشیدیہ)۔

(۲) وإن عجز المريض عن القيام …… يصلّي قاعدًا يركع ويسجد …… فإن لم يستطع الركوع والسجود …… أومئ برأسه …… فإن لم يستطع الايماء برأسه لَا قاعدًا ولَا مستقيمًا ولَا مضطجعًا أخرت الصلاة …الخ. (حلبی کبیر ص:۲۶۱، الثاني القيام، طبع سهيل اكيڈمی لاهور)۔

(۳) والشيخ الفاني الذي لَا يقدر على الصيام يفطر ويطعم لكلّ يوم مسكينًا كما يطعم في الكفارات۔ (هداية ج:۱ ص:۲۲۲، باب ما يوجب القضاء والكفارة)۔

(۴) لو نذر صوم الأبد فضعف عن الصوم لِاشتغاله بالمعيشة له أن يفطر ويطعم لأنه استيقن أن لَا يقدر على قضائه فإن لم يقدر على الإطعام لعسرته يستغفر الله ويستقيله. (فتح القدير ج:۲ ص:۸۳، فصل ومن كان مريضًا في رمضان)۔

معذوری کے اَیام کا پورا اَجر و ثواب دیا جاتا ہے۔[1]

تہجد کی نماز کے لئے الارم لگانا

سوال:... اگر کسی شخص کی نیند گہری ہو تو وہ تہجد کی نماز میں بیدار ہونے کے لئے الارم وغیرہ لگا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... ضرور لگا سکتا ہے، بلکہ لگانا ضروری ہے۔

ایک ماہ کی نمازیں تین دن میں پیشگی ادا کرنا

سوال:... اگر میں ایک ماہ کی نمازیں تین دن میں ہی پوری کرلوں اور باقی دنوں میں دُنیاداری میں کھو جاؤں تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... نماز کا وقت ہوگا تو نماز فرض ہوگی۔[2] وقت سے پہلے نماز کیسے ادا ہوسکتی ہے؟ یا ایک مہینے کی نمازیں تین دن میں کیسے ادا ہوسکتی ہیں...؟[3]

سرکاری ڈیوٹی کے دوران نماز اَدا کرنا کیسا ہے؟

سوال:... ایک سرکاری ملازم ہے، اور وہ ڈیوٹی کے وقت نماز پڑھے تو اس کی نماز میں فرق تو نہیں آئے گا؟ یعنی نماز اس کی ہوگی یا کہ نہیں؟ کیونکہ حکومت کی نگرانی میں ہے اور وہ اس وقت اپنی مزدوری وصول کر رہا ہے؟

جواب:... جس اِدارے میں وہ ملازمت کر رہا ہے، ان لوگوں کو خود چاہئے کہ وہ ملازمین کو نماز پڑھنے کے لئے وقت دیں، ملازمت سے نماز ساقط نہیں ہوتی، اگر اِدارے کی طرف سے نماز کے لئے وقت نہیں ملتا تو ملازمت کے اوقات ہی میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔[4] ہاں! اگر اِدارے کی طرف سے نماز کے لئے وقت ملتا ہے، اس میں ملازم سستی کرے اور نماز نہ پڑھے، اور کام کے وقت میں نماز پڑھے، تو یہ دُرست نہیں، اس صورت میں نماز ہوجائے گی، مگر یہ طرزِ عمل دُرست نہیں ہے۔

نابالغ پر نماز فرض نہ ہونے کے باوجود سختی کا حکم کیوں ہے؟

سوال:... قرآن پاک میں حکم ہے کہ ہر ''بالغ'' مرد و عورت پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے۔ مگر اَحادیث پاک میں بچوں کو سات سال سے نماز کی تاکید اور دس اور بارہ سال کی عمر میں نماز نہ اَدا کرنے کی صورت میں سزا بھی تجویز کی گئی ہے۔ میرا سوال

---

(۱) عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه يحدث عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: ليس من عمل يوم إلّا وهو يختم فإذا مرض المؤمن قالت الملائكة: يا ربّنا! عبدك فلان قد حبسته، فيقول الربّ تعالٰى: اختموا له على مثل عمله حتّى يبدأ أو يموت. (مستدرك حاكم ج:۴ ص:۳۰۹ كتاب الرقاق).

(۲) "إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" (النساء:۱۰۳).

(۳) لأن الوقت كما هو سبب لوجوب الصلاة فهو شرط لأدائها ...... حتّٰى لَا يجوز أداء الفرض قبل وقته ...الخ. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۲۱، فصل في شرائط الأركان، طبع ايچ ايم سعيد).

(۴) عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. رواه في شرح السُّنّة. (مشكوة ص:۳۲۱، كتاب الإمارة والقضاء، طبع قديمي).

یہ ہے جب نماز فرض ہی نہیں ہوئی ہے، پھر سختی اور سزا کا جواز کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

جواب:... آپ کا کہنا صحیح ہے کہ نابالغ پر نماز فرض نہیں، لیکن یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ جو چیز فرض نہ ہو اس پر سختی نہ کی جائے، والدین بچوں کو بہت سی ایسی باتوں پر مارتے ہیں جو فرض و واجب نہیں۔ پھر نابالغ پر تو نماز فرض نہیں، مگر ان کو نماز کا عادی بنانے کے لئے والدین کے ذمہ یہ فرض ہے کہ ان کو نماز پڑھائیں اور بقدرِ تحمل سختی بھی کریں۔ اس لئے والدین کے ذمہ اپنے فرض کی تعمیل لازم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر بالغ ہونے تک ان کو نماز کا اور دیگر فرائض کا عادی نہ بنایا جائے تو وہ بالغ ہونے کے بعد بھی پابندی نہیں کریں گے۔ اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے ان کو نماز کا عادی بناؤ۔[1]

سات سال، دس سال کی عمر میں اگر نماز چھوٹ جائے تو کیا قضا کروائی جائے؟

سوال:... میں نے پڑھا ہے کہ سات سال کی عمر میں نماز فرض ہو جاتی ہے، اور دس سال میں اگر بچہ نماز نہ پڑھے تو اسے مارنا چاہئے، جبکہ میرے شوہر کا کہنا ہے کہ: ''نماز بالغ ہونے پر فرض ہے۔ سات سال کا اس لئے حکم ہے کہ بچہ پانچی نماز پڑھنا سیکھ جائے، اور آہستہ آہستہ اس کی عادت ہو جائے۔ ایسی صورت میں اگر کسی وقت کی نماز چھوٹ جائے تو اس کی قضا نہیں ہوگی، اور اگر کبھی تھکن یا نیند کی وجہ سے نماز رہ جائے تو گناہ نہ ہوگا، نماز کی قضا بالغ ہونے کے بعد فرض ہونے پر ہے۔'' کیا میرے شوہر کا خیال دُرست ہے؟

جواب:... آپ کے شوہر کا خیال صحیح ہے کہ نماز بالغ ہونے پر فرض ہوتی ہے۔ نابالغ پر نماز فرض نہیں، لیکن حدیث شریف میں حکم ہے کہ جب بچے دس سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ (اور یہ مارنا ہاتھ سے ہونا چاہئے، لکڑی سے نہیں، اور تین سے زیادہ نہ مارا جائے) اس لئے اگر ان کو عادی بنانے کے لئے ان سے نماز قضا کرائی جائے تو صحیح ہے۔[2]

اگر کسی کو نماز کی قبولیت میں شک ہو تو وہ کیا کرے؟

سوال:... اگر کوئی شخص پکا نمازی ہو اور اسے یہ گمان ہو کہ میری فلاں فلاں نمازیں قبول نہیں ہوئی ہوں گی، تو وہ کیا کرے؟ اور جن جن نمازوں پر اسے شک ہو تو وہ کیا قضا کرے یا نہ کرے؟

جواب:... اگر نماز کا فرض یا واجب رہ گیا ہو، تو لوٹائے،[3] ورنہ نہیں۔[4]

---

(۱) هی فرض عين علٰی كل مكلف ...... وان وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لَا بخشبة لحديث مروا أولَادكم بالصلاة وهم أبناء سبع واضربوهم عليها وهم أبناء عشر۔ (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۳۵۲، كتاب الصلاة)۔

(۲) هی فرض عين علٰی كل مكلف ...... وان وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لَا بخشبة لحديث مروا أولَادكم بالصلاة وهم أبناء سبع واضربوهم عليها وهم أبناء عشر، (قوله بيد) أی ولَا يجاوز الثلاث. (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۱ ص:۳۵۲)۔

(۳) من فرائضها التی لَا تصح بدونها ... الخ صفة كاشفة إذ لَا شیء من الفروض ما تصح الصلاة بدونه بلا عذر. (شامی ج:۱ ص:۴۴۲) ولها واجبات لَا تفسد بتركها وتعاد وجوبًا فی العمد والسهو إن لم يسجد له وان لم يعدها يكون فاسقًا. (الدر المختار ج:۱ ص:۴۵۶، باب صفة الصلاة)۔

(۴) لأن الفرض لَا يتكرر۔ (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۲ ص:۶۴، مطلب فی تعريف الإعادة)۔

کیا بہن بھائیوں کی روزی کمانے والے کے ذمے نماز نہیں؟

سوال:... ایک صاحب نے کہا کہ اگر بہن بھائیوں کے لئے روزی کے لئے جائے تو نماز فرض نہیں رہتی۔

جواب:... یہ بات بالکل غلط ہے، نماز تو عین جہاد کی حالت میں بھی معاف نہیں ہوئی، اور شریعت نے اس کا طریقہ بتایا ہے کہ پہلے ایک جماعت نماز اَدا کرے، اور پھر دُوسری جماعت، تاکہ جہاد میں بھی نقصان نہ ہو، اور نماز کا فرض ساقط نہ ہو۔ جب جہاد کے لئے نماز معاف نہیں، تو کسی کے لئے روزی کمانے کے لئے کس طرح معاف ہوگی...؟[1]

---

(۱) واذا اشتد الخوف جعل الإمام الناس طائفتين طائفة إلٰی وجه العدوّ وطائفة خلفه كذا فی القدوری۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۵۴، الباب العشرون فی صلاة الخوف، کتاب الصلاة)۔

اوقاتِ نماز

وقت سے پہلے نماز پڑھنا دُرست نہیں

سوال:... جس طرح وقت گزرنے کے بعد قضا نماز پڑھی جاتی ہے، اسی طرح وقت سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... نماز کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ اس نماز کا وقت داخل ہوچکا ہو، پھر جو نماز وقت کے اندر پڑھی گئی وہ تو ادا ہوئی، اور جو وقت نکلنے کے بعد پڑھی گئی وہ قضا ہوئی، اور جو وقت سے پہلے پڑھی گئی وہ نہ ادا ہوئی نہ قضا، بلکہ سرے سے نماز ہوئی ہی نہیں۔[۱]

فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کا وقت کب تک رہتا ہے؟

سوال:... میں آپ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ فجر کی نماز سورج نکلتے ہی قضا ہوجاتی ہے، ظہر کا وقت تین بجے تک ہوتا ہے، عصر کا وقت کتنے بجے تک رہتا ہے؟ میں نے مولانا محمد عاشق اِلٰہی صاحب بلندشہری کی کتاب ''چھ باتیں'' میں پڑھا ہے کہ: ''سورج چھپنے کے بعد تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مغرب کا وقت رہتا ہے۔ یہ جو مشہور ہے کہ سورج چھپنے کے بعد ذرا بھی نماز کو دیر ہوجائے تو قضاء ہوجاتی ہے، صحیح نہیں ہے۔'' اور عشاء کا وقت دس بجے شب تک رہتا ہے۔ مہربانی فرماکر تصحیح فرمادیں کہ نمازیں کتنے بجے تک قضا ہوجاتی ہیں (گھڑی کے ٹائم کے مطابق)؟

جواب:... فجر کا وقت صبحِ صادق سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ہے۔[۲] ظہر کا وقت زوال سے لے کر ہر چیز کا سایہ اس کے

---

(۱) ومنها الوقت لأن الوقت كما هو مسبب لوجوب الصلاة فهو شرط لأدائها ..... حتّٰى لَا يجوز أداء الفرض قبل وقته ...إلخ۔ (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۲۱، فصل فى شرائط الأركان)۔

(۲) وقت الفجر من الصبح الصادق ..... إلٰى طلوع الشمس ...إلخ۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۱، كتاب الصلاة، الباب الأوّل فى المواقيت)۔ أيضًا: روى فى حديث جابر وأبى موسٰى وغيرهما رضى الله عنهم أن النبى صلى الله عليه وسلم صلى الفجر حين طلع الفجر فى اليوم الأوّل، وصلّاها فى اليوم الثانى حين كادت الشمس تطلع، ثم قال للسائل: الوقت فيما بين هٰذين، وفى حديث عبدالله بن عمرو رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: وقت الفجر ما لم تطلع الشمس۔ (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۴۹۱، ۴۹۲، كتاب الصلاة)۔

برابر ہونے تک (اور بعض حضرات کے قول کے مطابق دو مثل ہونے تک ہے)۔[1] یہ وقت اولتا بدلتا رہتا ہے، اس لئے مسجدوں میں جو نماز کے نقشے لگے رہتے ہیں ان میں روزانہ کا وقت دیکھ لینا چاہئے۔ عصر کا وقت، ظہر کا وقت ختم ہونے سے لے کر غروب تک ہے، لیکن عصر کی نماز میں اتنی دیر کرنا کہ دُھوپ کمزور پڑ جائے، مکروہ ہے۔[2] مغرب کا وقت ایک گھنٹہ بیس منٹ تک رہتا ہے، لیکن بلاوجہ مغرب کی نماز میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔[3] اور عشاء کا وقت آدھی رات تک بغیر کراہت کے ہے، اور آدھی رات سے صبحِ صادق ہونے تک مکروہ ہے۔[4] عورتوں کو ہر نماز اوّل وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔[5]

اَذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:... اَذان ہونے کے کتنی دیر بعد تک نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ مہربانی فرماکر تمام نمازوں کا وقت منٹ اور گھنٹوں میں بتادیں تو بہتر ہوگا۔ "مثل" سے کیا مراد ہے؟ اس کی بھی وضاحت کردیں۔

جواب:... اگر مؤذِّن کو غلطی نہ لگی ہو اور اس نے اَذان وقت سے پہلے نہ دی ہو، تو اَذان کے فوراً بعد نماز پڑھنا صحیح ہے۔ نمازوں کے اوقات کا نقشہ مسجدوں میں آویزاں رہتا ہے، اس کو منگوا کر دیکھ لیا جائے، کیونکہ روزانہ وقت بدلتا رہتا ہے۔ "مثل" سے

---

(۱) ووقت الظهر من الزوال إلٰى بلوغ الظل مثليه سوى الفئ. كذا في الكافي وهو الصحيح هٰكذا في محيط السرخسي ...إلخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۱، كتاب الصلاة، الباب الأوّل في المواقيت وما يتصل بها). أيضًا: واذا زالت الشمس فقد دخل وقت الظهر، قال أبوبكر: وذالك لقول الله تعالٰى: أقم الصلٰوة لدلوك الشمس. وروى أن الدلوك الزوال، وروى الغروب وهو عليها جميعًا. (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۴۹۲، كتاب الصلاة).

(۲) ووقت العصر من صيرورة الظل مثله غير فئ الزوال إلٰى غروب الشمس. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۱، كتاب الصلاة، الباب الأوّل في المواقيت). ويستحب تأخير العصر في كل زمان ما لم تتغير الشمس ...إلخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۲). أيضًا: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن للصلاة أوّلًا وآخرًا، وان أوّل وقت الظهر حين تزول الشمس، وان آخر وقتها حين تدخل وقت العصر. (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۴۹۸). وعن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: وآخر وقت العصر حين تصفر الشمس. (أيضًا ج:۱ ص:۴۹۹ كتاب الصلاة).

(۳) ووقت المغرب منه إلٰى غيبوبة الشفق ...إلخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۱، كتاب الصلاة). ويستحب تعجيل المغرب في كل زمان كذا في الكافي. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۲). أيضًا: عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن أوّل وقت المغرب حين تسقط الشمس. (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۵۰۰ كتاب الصلاة). وعن عبدالله بن عمرو رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال .... ووقت المغرب ما لم يسقط نور الشفق. (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۵۰۳، كتاب الصلاة).

(۴) ووقت العشاء والوتر من غروب الشفق إلى الصبح كذا في الكافي. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۱، الباب الأوّل في المواقيت). ويكره أداء العشاء بعد نصف الليل، هٰكذا في البحر الرائق. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۳). أيضًا: قال أبو جعفر: واذا خرج وقتها، تلاه وقت العشاء الآخرة، لما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه صلّاها في اليوم الأوّل بعد ما غاب الشفق، وآخر وقتها طلوع الفجر، وذالك لأنه قد روى أن النبي صلى الله عليه وسلم صلّاها بعد نصف الليل، وروى بعد ثلث الليل، وهما صحيحان جميعًا. (شرح مختصر الطحاوى ج:۱ ص:۵۱۰، كتاب الصلاة).

(۵) كان أولٰى للناس أن يصلين في أوّل الوقت لأنهن لا يخرجن إلى الجماعة. (شامى ج:۱ ص:۳۶۷).

مراد یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوجائے۔

اَذان کے فوراً بعد نماز گھر پر پڑھنا

سوال:... نمازی اگر اکیلا گھر پر نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اَذان ہوتے ہی نماز کا وقت ہوجاتا ہے کہ نہیں؟ اَذان کے کتنے وقفے کے بعد نماز شروع کی جائے؟ اس طرح تو وہ نمازی مساجد میں نماز ادا ہونے سے پہلے ہی نماز پڑھ لے گا، ایسا کوئی ضروری حکم تو نہیں ہے کہ اَذان کے کچھ وقفے کے بعد نماز شروع کی جائے یا کہ جیسے ہی اَذان ختم ہو نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب:... گھر میں اکیلے نماز پڑھنا عورتوں کے علاوہ صرف معذور لوگوں کے لئے جائز ہے،[۱] بغیر عذر کے مسجد کی جماعت کا ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔[۲] اگر اس بات کا اطمینان ہو کہ اَذان وقت سے پہلے نہیں ہوئی تو گھر میں نماز پڑھنے والا اَذان کے فوراً بعد نماز پڑھ سکتا ہے، بلکہ اگر وقت ہوچکا ہو اور اس کو وقت ہوجانے کا پورا اطمینان ہو تو اَذان سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے، جبکہ اَذان، وقت ہونے کے کچھ دیر بعد ہوتی ہو۔[۳]

نمازِ فجر سرخی کے وقت پڑھنا

سوال:... نمازِ فجر اخیر وقت میں جبکہ اچھی طرح روشنی ہونے لگے کہ مشرق کی طرف سرخی نظر آئے، پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:... فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے بلاکراہت جائز ہے، مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نمازِ فجر ایسے وقت پڑھنا افضل ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے ایک جماعت سنت کے مطابق اور کرائی جاسکے۔[۴]

فجر کی جماعت طلوع سے آدھ گھنٹہ قبل مناسب ہے

سوال:... نمازِ فجر کی جماعت سورج نکلنے سے کتنے منٹ پہلے پڑھانی بہتر ہے؟ جو سست نمازیوں کی بھی جماعت میں شمولیت کا باعث بن سکے، اور نماز میں نقص ہوجانے پر دوبارہ لوٹانے کا بھی وقت رہے، تفصیل سے آگاہی فرماکر بندگانِ خدا کو ممنون فرمائیں۔

جواب:... نمازِ فجر طلوع سے اتنا وقت پہلے شروع کی جائے کہ بصورتِ فساد، نماز کو بطریقِ مسنون اطمینان کے ساتھ دوبارہ

---

(۱) فالجماعة إنما تجب على الرجال العاقلين والأحرار القادرين عليها من غير حرج فلا تجب على النساء والصبيان ...إلخ. (بدائع ج:۱ ص:۱۵۵، فصل فى بيان من تجب عليه الجماعة).

(۲) قال فى شرح المنية: والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلا عذر يعزر وترد شهادته، ويأثم الجيران بالسكوت عنه. (رد المحتار ج:۱ ص:۵۵۲، باب الإمامة).

(۳) لأن الأذان للأعلام بدخول وقت الصلاة والمكتوبات هى المختصة بأوقات معينة. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۵۲).

(۴) والمستحب للرجل الإبتداء فى الفجر باسفار، والختم به هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لو فسد. (درمختار) وفى الشامية تحت قوله (باسفار) ..... والحاصل ان هذا الإسفار ان يمكنه إعادة الطهارة ولو من حدث أكبر كما فى النهر والقهستانى وإعادة الصلاة على الحالة الأولى قبل الشمس. (در مختار مع الشامى ج:۱ ص:۳۶۶).

لوٹایا جاسکے، اس کے لئے طلوع سے قریباً آدھا پون گھنٹہ قبل کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔[1]

صبحِ صادق کے بعد وتر اور نوافل پڑھنا

سوال:... بعض لوگ وتر کی نماز تہجد کے ساتھ پڑھتے ہیں، یہ بتائیں کہ فجر کی اَذان ہونے والی ہو یا اَذان ہو رہی ہو تو اس وقت نمازِ تہجد اور وتر پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟ جبکہ فجر کی نماز اَذان کے آدھ گھنٹے یا چالیس منٹ کے بعد ہوتی ہے۔

جواب:... وتر کی نماز تہجد کے وقت پڑھنا دُرست ہے، بلکہ جس شخص کو تہجد کے وقت اُٹھنے کا پورا بھروسا ہو، اس کے لئے تہجد کے وقت وتر پڑھنا افضل ہے۔[2] وتر کی نماز صبحِ صادق سے پہلے پڑھ لینا ضروری ہے، صبح ہونے کے بعد وتر کی نماز قضا ہوجاتی ہے، اور اگر کبھی صبحِ صادق سے پہلے نہ پڑھ سکے تو وتر کی نماز صبحِ صادق کے بعد اور نمازِ فجر سے پہلے پڑھ لینا ضروری ہے، لیکن صبحِ صادق کے بعد تہجد پڑھنا یا کوئی اور نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔[3]

صبحِ صادق سے طلوع تک نفل نماز ممنوع ہے

سوال:... نمازِ فجر کی دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد اگر جماعت میں کچھ یا زیادہ وقت باقی ہو تو کچھ لوگ مسجد میں نوافل وغیرہ جن کی تعداد مقرّر نہیں، صرف وقت پورا ہونے تک ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، تو کیا یہ امر صحیح ہے کہ فجر کی نماز کی سنت و فرض کے درمیان دیگر نفل نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب:... صبحِ صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ اور نفل پڑھنا ممنوع ہے، قضا نماز پڑھ سکتے ہیں، مگر وہ بھی لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں۔[4]

عشاء کی نماز رہ جائے تو فجر کی اَذان کے بعد پڑھ لیں

سوال:... پہلے کبھی عشاء قضا ہوجاتی تو میں فجر کی اَذان کے بعد سے پہلے عشاء کی قضا پڑھتی پھر فجر کی نماز اَدا کرتی۔ اس کی صحیح تعداد یاد نہیں۔ اب جبکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فجر کی اَذان کے بعد عشاء کی قضا پہلے نہیں پڑھنی چاہئے، پہلے فجر کی نماز اَدا کرنی چاہئے، لاعلمی میں پہلے جو نمازیں عشاء کی قضا فجر کی نماز سے پہلے ادا کی ہے، اس کا کیا کروں؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ دیکھئے۔

(۲) ويستحب في الوتر لمن يألف صلاة الليل أن يؤخرها إلى آخر الليل لقوله عليه السلام من طمع أن يقوم آخر الليل فليوتر آخره فإن صلاة الليل محضورة. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۵۰، كتاب الصلاة، طبع حقانيه، ملتان).

(۳) ويكره أن يتنفل بعد طلوع الفجر بأكثر من ركعتي الفجر لأن النبي عليه السلام لم يزد عليهما ..... فقد منع عن تطوع آخر يبقى جميع الوقت كالمشغول بهما لكن صلوٰة فرض آخر فوق ركعتي الفجر فجاز أن يصرف الوقت إليه ...إلخ. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۸۴، كتاب الصلاة، باب الأوقات التي تكره فيها الصلاة، طبع حقانيه).

(۴) أيضًا.

جواب:... خدانخواستہ عشاء کی نماز نہ پڑھی ہو تو فجر کی اَذان کے بعد پہلے عشاء پڑھنی چاہئے، اس کے بعد فجر۔ آپ کا پہلا عمل صحیح تھا۔[1]

صبح کی نماز کے لئے اُٹھنے کا طریقہ

سوال:... میں صبح کے علاوہ تمام نمازیں وقت پر پڑھتا ہوں، اور کسی نماز کو نہیں چھوڑتا، مگر میری صرف ایک کمزوری ہے کہ میں صبح کی نماز کے لئے اُٹھ نہیں سکتا، جب تک کوئی جگائے نہیں، میں نے ہزار کوشش کی مگر میں ٹائم پر اُٹھ نہیں سکتا، بعد میں، میں نماز کی قضا ادا کرلیتا ہوں، مگر مجھے بہت دُکھ ہے اور پریشانی ہے، ایسا طریقہ بتائیں کہ میں وقت پر نماز پڑھ سکوں۔

جواب:... طریقہ یہ ہے کہ: ۱:... عشاء کے فوراً بعد سوجایا کریں۔ ۲:... جاگنے کے لئے الارم لگاکر سوئیں۔ ۳:... کسی کے ذمہ لگادیں کہ وہ اَذان کے وقت آپ کو اُٹھادیا کرے۔ ۴:... جس دن ان تدابیر کے باوجود بھی فجر کی نماز قضا ہوجائے، اس دن جرمانے کے طور پر چار رکعت نفل اِشراق کے وقت پڑھا کریں، اور ناشتے کی چھٹی کیا کریں۔

فجر کی نماز کے دوران سورج کا طلوع ہونا

سوال:... اگر فجر کے وقت نماز کی نیت باندھنے کے بعد طلوعِ آفتاب کا وقت شروع ہوجائے اور ہمیں یہ بات سلام پھیرنے کے بعد معلوم ہو، تو کیا ہماری یہ نماز ہوجائے گی؟ اور اگر سنت نماز پڑھنے کے بعد طلوعِ آفتاب کا وقت شروع ہوجائے اور اس کے بعد فرض نماز پڑھیں تو کیا یہ نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ اور طلوعِ آفتاب کا وقت کتنا ہوتا ہے؟

جواب:... اگر فجر کی نماز کے دوران سورج نکل آئے تو نماز فاسد ہوجائے گی،[2] اِشراق کا وقت ہونے پر دوبارہ پڑھے۔ جب سورج کی زردی ختم ہوجائے اور دُھوپ صاف اور سفید ہوجائے تو اِشراق کا وقت ہوجاتا ہے، اُفق میں سورج کا پہلا کنارا نمودار ہونے سے طلوع کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

فجر کی نماز طلوع سے کتنے منٹ پہلے تک پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:... اخباروں میں طلوع اور غروب کا وقت لکھا جاتا ہے، مثلاً: اگر طلوعِ آفتاب ۶ بج کر ۱۲ منٹ پر ہے، تو کیا ہم فجر کی نماز ۶ بج کر ۱۲ منٹ تک پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... طلوع کے وقت سے پہلے پہلے ختم کرلیں۔

---

(۱) الترتيب بين الفائتة والوقتية وبين الفوائت مستحق كذا في الكافي. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۲۱، كتاب الصلاة).

(۲) وكذا لَا يتصور أداء الفجر مع طلوع الشمس عندنا، حتّى لو طلعت الشمس وهو في خلال الصلاة تفسد صلاته عندنا. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۲۷، كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الأركان). أيضًا: أوّل وقت الفجر إذا طلع الفجر الثاني وهو المعترض في الأفق وآخر وقتها ما لم تطلع الشمس. (هداية ج:۱ ص:۸۰). أيضًا: ثلاث ساعات لَا تجوز فيها المكتوبة ولَا صلاة الجنازة ولَا سجدة التلاوة: إذا طلعت الشمس حتّى ترتفع ...إلخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۲، كتاب الصلاة، الباب الأوّل، الفصل الثالث).

کیا مکروہ اوقات میں نماز اَدا کرنے والے کی نماز قابلِ قبول ہوتی ہے؟

سوال:... مکروہ اوقات (طلوعِ آفتاب، غروبِ آفتاب اور نصف النہار) میں اکثر ناسمجھ حضرات نماز پڑھنا شروع کردیتے ہیں، ان کی نماز قابلِ قبول ہوسکتی ہے؟

جواب:... شریعت کے حکم کے خلاف جو کام کیا جائے، اس کو قابلِ قبول کیسے کہہ سکتے ہیں؟ واللہ اعلم![1]

نماز کے مکروہ اوقات

سوال:... طلوعِ آفتاب، نصف النہار اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے، یہ مکروہ وقت کتنی دیر تک رہتا ہے؟ یعنی چارٹ پر لکھے ہوئے وقت کے بعد کتنی دیر تک نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

جواب:... طلوع کے بعد جب تک دُھوپ زرد رہے، نماز نہ پڑھی جائے، قریباً پندرہ منٹ کا وقفہ ضروری ہے۔ غروب سے پہلے جب دُھوپ زرد ہوجائے، مکروہ وقت شروع ہوجاتا ہے، اور نقشوں میں زوال کا جو وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پانچ سات منٹ آگے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔[2]

طلوعِ آفتاب سے قبل اور بعد کتنا وقت مکروہ ہے؟

سوال:... فجر کی نماز کے بعد جو ۲۰ منٹ مکروہ ہوتے ہیں، وہ کون سے ہیں؟ سورج کی پہلی شعاع نکلنے سے پہلے کے ۲۰ منٹ یا جب پہلی شعاع نکل آئے اس وقت سے پورا سورج نکلنے تک ۲۰ منٹ؟ مثال کے طور پر محکمہ موسمیات بتاتا ہے کہ کل چھ بجے سورج نکلے گا، تو مکروہ ۲۰ منٹ کون سے ہوں گے، ۵ بج کر ۴۰ منٹ سے ۶ بجے تک درمیان کے بیس منٹ یا ۶ بجے سے ۶ بج کر ۲۰ منٹ تک مکروہ ٹائم ہوگا؟ براہِ مہربانی اس سوال کا جواب محکمہ موسمیات کے ٹائم کے حوالے سے ہی دیں کہ صبحِ صادق اور صبحِ کاذب کے حوالے سے جواب واضح طور پر سمجھ میں نہیں آتا، اور پھر یہ تردّد بھی رہتا ہے کہ ہوسکتا ہے ہمارا اندازہ غلط ہو، کیونکہ محکمہ موسمیات روزانہ سورج نکلنے کا ٹائم بتاتا ہے، اس لئے اگر آپ یہ جواب دے دیں کہ اس کے بتائے ہوئے ٹائم کے فوراً پہلے کے ۲۰ منٹ مکروہ ہوتے ہیں یا فوراً بعد کے، تو میرا خیال ہے ہماری ناقص عقل میں بہتر طور پر آجائے گا۔

جواب:... نمازِ فجر کے بعد سورج نکلنے تک نفل پڑھنا دُرست نہیں،[3] قضا نماز، سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ جائز

---

(۱) ثلاث ساعات لَا تجوز فيها المكتوبة ولَا صلاة الجنازة ولَا سجدة التلاوة: إذا طلعت الشمس حتّٰى ترتفع، وعند الإنتصاف إلى أن تزول، وعند إحمرارها إلى أن تغيب. (عالمگیری ج: ۱ ص: ۵۲، کتاب الصلاة، الفصل الثالث).

(۲) ثلاث ساعات لَا تجوز فيها المكتوبة ...... إذا طلعت الشمس حتّٰى ترتفع، وعند الإنتصاف إلى أن تزول، وعند إحمرارها إلى أن تغيب. (عالمگیری ج: ۱ ص: ۵۲، کتاب الصلاة، الباب الأوّل، الفصل الثالث).

(۳) إتفق العلماء على أن ثلاثة من الأوقات منهي عن الصلاة فيها وهي وقت طلوع الشمس ووقت غروبها، ومن لدن تصلّى صلاة الصبح حتّٰى تطلع الشمس. (بداية المجتهد ج: ۱ ص: ۷۳، الفصل الثاني من الباب الأوّل، طبع مكتبه علميه لاهور).

ہے۔[1] پس فجر کی نماز سے لے کر سورج نکلنے تک کا وقت تو مکروہ نہیں، البتہ اس وقت نماز نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ جب سورج کا کنارا طلوع ہوجائے، اس وقت سے لے کر سورج کی زردی ختم ہونے تک کا وقت (قریباً پندرہ، بیس منٹ) مکروہ ہے۔ اس میں فرض، نفل، سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ سب منع ہیں۔ ہاں! قرآنِ کریم کی تلاوت، ذکر و تسبیح، دُرود شریف اس وقت بھی جائز ہے۔ آپ کے سوال کے مطابق اگر محکمہ موسمیات یہ اعلان کرتا ہے کہ آج سورج چھ بجے نکلے گا تو چھ بجے سے لے کر چھ بیس تک کا وقت مکروہ کہلائے گا۔

نمازِ اِشراق کا وقت کب ہوتا ہے؟

سوال:... ہماری مسجد میں اکثر اِشراق کی نماز پر جھگڑا ہوتا ہے، بعض حضرات سورج نکلنے کے پانچ منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں، جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ پورا سورج ۱۵ منٹ میں نکلتا ہے، اس لئے پورے ۱۵ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے، آپ فرمائیں کہ اِشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے؟

جواب:... سورج نکلنے کے بعد جب تک دُھوپ زرد رہے، نماز مکروہ ہے، اور دُھوپ کی زردی کا وقت مختلف موسموں میں کم و بیش ہوسکتا ہے، عام موسموں میں ۱۵، ۲۰ منٹ میں ختم ہوتی ہے، اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے، جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کردیتے ہیں، وہ غلط کرتے ہیں۔ البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد زردی ختم ہوجاتی ہے، پس اصل مدار زردی کے ختم ہونے پر ہے۔[2]

رمضان المبارک میں فجر کی نماز

سوال:... حیدرآباد میں سحری تقریباً ۴ بجے ختم ہوتی ہے، یہاں پر ایک مسجد میں ساڑھے چار بجے جماعت ہوتی ہے، مگر کچھ لوگوں کا اعتراض ہے کہ اس وقت چونکہ اندھیرا ہوتا ہے اس لئے اس وقت نماز جائز نہیں، مگر اس مسجد والے کہتے ہیں کہ نماز چونکہ صحیح حالت میں پڑھنی چاہئے اور نماز تھوڑا اُجالا پھیلنے تک یا تو کچھ لوگ سوچکے ہوتے ہیں یا اُونگھ رہے ہوتے ہیں، اس لئے جلدی نماز صحیح ہے۔

---

(۱) تسعة أوقات يكره فيها النوافل وما في معناهما لَا الفرائض هكذا في النهاية والكفاية فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة كذا في فتاوىٰ قاضيخان .... منها ما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس هكذا في النهاية والكفاية۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۲، ۵۳، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لَا تجوز فيها الصلاة)۔

(۲) وكره تحريمًا مع شروق قوله مع شروق وما دامت العين لَا تحار فيها، فهي في حكم الشروق، كما تقدم في الغروب ان الأصح كما في البحر أقول: ينبغي تصحيح ما نقلوه عن الأصل للإمام محمد من أنه ما لم ترتفع الشمس قدر رمح فهي في حكم الطلوع، لأن أصحاب المتون مشوا عليه في صلٰوة العيد حيث جعلوا أوّل وقتها من الإرتفاع، ولذا جزم به هنا في الفيض ونور الإيضاح۔ (ردالمحتار، كتاب الصلٰوة ج:۱ ص:۳۷۱، طبع ایچ ایم سعید)۔ وذكر في الأصل ما لم ترتفع الشمس قدر رمح فهي في حكم الطلوع واختار الفضلي ان الإنسان ما دام يقدر على النظر إلى قرص الشمس في الطلوع فلا تحل الصلاة فإذا عجز عن النظر حلت وهو مناسب لتفسير التغير المصطلح كما قدمناه۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۶۳)۔

جواب:... صبحِ صادق ہونے پر سحر کا وقت ختم ہوجاتا ہے، اور نمازِ فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔[1] رمضان مبارک میں نمازیوں کی رعایت کے لئے صبح کی نماز عموماً جلدی ہوتی ہے۔[2] بہرحال صبحِ صادق کے بعد فجر کی نماز صحیح ہے، اُجالے کا پھیل جانا نماز صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں۔

نصف النہار کے وقت زوال کا وقت

سوال:... بوقت نصف النہار زوال کا وقت کب تک رہتا ہے؟

جواب:... نصف النہار اس وقت کو کہتے ہیں، جبکہ سورج عین سر پر ہو، اور جب مغرب کی طرف ڈھل جائے تو نصف النہار ختم ہے، اس کو "زوال" کہتے ہیں،[3] اس لئے زوال سے چند منٹ مثلاً سات آٹھ منٹ پہلے نماز نہ پڑھی جائے، واللہ اعلم۔

نصف النہار سے کیا مراد ہے؟

سوال:... نماز کے اوقاتِ مکروہہ میں ایک وقت استوا بھی ہے، اس وقت میں نماز سے منع کیا گیا ہے، علماء اس وقت کے متعلق فرماتے ہیں کہ زوال کا جو وقت نقشوں میں دیا گیا ہے اس سے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد نماز منع ہے، لیکن شرعی دائمی جنتری (مرتبہ قاری شریف احمد صاحب مدظلہ العالی) میں اس حدیث کی تشریح میں جو وقت متعین کیا گیا ہے وہ تقریباً ۴۰ منٹ ہوتا ہے، اس کی وضاحت میں قاری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ طلوعِ صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک جتنا وقت ہے اس کے برابر دو حصے کرلیں، پہلے حصے کے ختم پر ابتدا نصف النہار شرعی ہے، ایسے ہی طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک جتنا وقت ہے، اس کے برابر دو حصے کرلیں، پہلے حصے کے ختم پر ابتدا نصف النہار عرفی یا حقیقی ہے اور اس پر زوالِ آفتاب کا وقت ختم ہوکر ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اپنی اس تحقیق پر دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ (جس کی اصل قاری صاحب کے پاس موجود ہے) بھی تائید میں پیش کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے: "اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ضحوۂ کبریٰ اور زوالِ شمس کے درمیان کچھ درجوں کا فاصلہ ہوتا ہے، دونوں (یعنی ضحوۂ کبریٰ اور

---

(۱) وقت الفجر من الصبح الصادق إلٰى طلوع الشمس لحديث امامة أتاني جبريل عند البيت .... ثم صلى الفجر حين بزق الفجر وحرم الطعام على الصائم ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۵۷، كتاب الصلاة).

(۲) فلو إجتمع الناس اليوم أيضًا في التغليس لقلنا به أيضًا، كما في المبسوط السرخسي في باب التيمم انه يستحب التغليس في الفجر والتعجيل في الظهر إذا إجتمع الناس، قال رحمه الله تعالٰى بعد أسطر .... ولعل هذا التغليس في رمضان خاصة وهٰكذا ينبغي عندنا إذا إجتمع الناس وعليه العمل في دار العلوم ديوبند من عهد الأكابر. (فيض الباري علٰى صحيح البخاري، كتاب الصلوٰة، باب وقت الفجر ج:۲ ص:۱۳۵، ۱۳۶، طبع خضر راه بک ڈپو ديوبند هند).

(۳) في الدر المختار: وكره تحريمه .... صلاة مطلقًا .... مع شروق .... والسواء ...إلخ. وفي رد المحتار: قوله واستواء التعبير به أولٰى من التعبير بوقت الزوال لأن وقت الزوال لَا تكره فيه الصلاة إجماعًا بحر عن الحلية: أي لأنه يدخل به وقت الظهر كما مر وفي شرح النقاية للبرجندي: وقد وقع في عبارات الفقهاء أن الوقت المكروه هو عند إنتصاف النهار إلٰى أن تزول الشمس ولَا يخفٰى أن زوال الشمس إنما هو عقيب إنتصاف النهار بلا فصل. (ردالمحتار ج:۲ ص:۳۷۱، أيضًا عالمگيري ج:۱ ص:۵۲، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة).

زوالِ شمس) ایک نہیں ہیں، نصف النہار شرعی کا قطر اس کی فجر کے حصے کے نصف کے برابر ہے، صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک جتنے گھنٹے ہوتے ہیں، اس کا نصف نہارِ شرعی کا آدھا ہے، وہ زوالِ آفتاب سے قبل کا وقت ہے، اس لئے جب مابین ان دو وقتوں کے نماز پڑھی جائے گی تو اس میں اختلاف ہے، اس لئے کہ زوال کے وقت نماز پڑھنے سے ممانعت آئی ہے، اس وقت سے کون سا وقت مراد ہے؟ عین وقتِ زوال یا ضحوۂ کبریٰ کے بعد سے زوال تک مراد ہے؟ شامی نے اس پر بحث کی ہے، اس کے بعد لکھتے ہیں: نصف النہار تو حدیث میں وارد ہے، اور چونکہ حدیث میں الی الزوال کی قید لگی ہے، اس بنا پر نصف النہار سے ضحوۂ کبریٰ مراد لی گئی ہے، اس کو نصف نہارِ شرعی کہتے ہیں، جو صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے، یہی حدیث اصل ہے، بے بنیاد شے نہیں ہے۔ اسی طرح عمدۃ الفقہ کتاب الصوم کے صفحہ: ۲ پر نیت کے ضمن میں نصف النہار عرفی کو وقتِ استوا بتلایا گیا ہے، اور نصف النہار شرعی کو ضحوۂ کبریٰ، اس طرح تو نصف النہار شرعی اور عرفی میں کافی وقت معلوم ہوتا ہے جو کم و بیش ۴۵ منٹ بنتا ہے، لہٰذا حق و صواب سے آگاہ فرمایا جائے کہ نصف النہار عرفی کے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد نماز منع ہے یا نصف النہار شرعی اور عرفی کے درمیان کا وقت؟ اسی ضمن میں ایک بات یہ بھی بتلائی جائے کہ جمعہ کے دن زوال کا وقت نہیں ہوتا، اس میں حق و صواب کیا ہے؟ نوافل، صلوٰۃ التسبیح وغیرہ کتنے وقت میں نہ پڑھی جائے؟ بعض علماء جمعہ کے دن عین زوال کے وقت نوافل کا اہتمام فرماتے دیکھے گئے ہیں۔

جواب:... نصف النہار شرعی سے یا ضحوۂ کبریٰ سے زوالِ آفتاب تک نماز ممنوع ہونے کا قول علامہ شامیؒ نے قہستانی کے حوالے سے ائمہ خوارزم کی طرف منسوب کیا ہے،[1] مگر اَحادیثِ طیبہ اور اکابرِ اُمت کے ارشاد میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول معتمد نہیں، صحیح اور معتمد قول یہی ہے کہ نصف النہار عرفی کے وقت نماز ممنوع ہے، جبکہ سورج ٹھیک خطِ استوا سے گزرتا ہے، اور یہ بہت مختصر سا وقت ہے، پس نماز کے نقشوں میں زوال کا جو وقت درج ہوتا ہے اس سے پانچ منٹ آگے پیچھے میں توقف کر لینا کافی ہے، یہاں دار العلوم دیوبند کے مفتیٔ اوّل حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ کا فتویٰ نقل کرتا ہوں:

> ''سوال (۴۳)... چاشت وغیرہ کی نوافل ۱۲ بجے پڑھنی دُرست ہے یا نہیں؟ اور جنتری اسلامیہ میں زوال یا قضا نماز کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴ منٹ پر لکھا ہے۔
>
> الجواب... زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے اور نہ ایسے وقت نوافل پڑھنی چاہئے کہ زوال کا وقت درمیان نماز میں ہو جائے، پس جس گھڑی کے مطابق زوال کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴ منٹ پر ہے، اس کے مطابق اگر ۱۲ بجے نفل یا قضا نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کر دے تو یہ جائز ہے، مگر جب زوال کا وقت قریب آ جائے اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ درمیان نماز میں زوال کسی وقت ہو جائے، فقط۔''　　(فتاویٰ دار العلوم مکمل و مدلل ج:۲ ص:۶۹)

---

(۱) وعزا في القهستاني القول بأن المراد إنتصاف النهار العرفي إلى أئمة ما وراء النهر، وبأن المراد إنتصاف النهار الشرعي وهو الضحوة الكبرى إلى الزوال إلى أئمة خوارزم. (ردالمحتار ج:۱ ص:۳۷۱، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت).

حضرتِ اقدس مفتی صاحبؒ کے اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ نماز کے ممنوع ہونے میں ضحوۃ کبریٰ یا نصف النہار شرعی کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ عین وقتِ زوال کا اعتبار ہے، جس کو وقتِ استویٰ یا نصف النہار حقیقی کہتے ہیں۔

جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت نماز پڑھنا اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسی طرح ناجائز ہے جس طرح عام دنوں میں، البتہ اِمام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں اس کی اجازت نقل کی گئی ہے۔[۱] جو حضرات جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت نماز پڑھتے ہیں، غالباً وہ اِمام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت پر عمل کرتے ہوں گے، لیکن فقہِ حنفی میں راجح اور معتمد اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول ہے، اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ جمعہ کے دن بھی استوا کے وقت نماز پڑھنے میں توقف کیا جائے۔[۲] واللہ اعلم بالصواب!

زوال کے وقت کی تعریف

سوال:... نماز پڑھنے کا مکروہ وقت یعنی زوال کے بارے میں مختلف لوگوں کے مختلف خیالات ہیں۔

۱:... زوال صرف ایک یا دو منٹ کے لئے ہوتا ہے۔

۲:... زوال بیس یا پچیس منٹ کے لئے ہوتا ہے۔

۳:... جمعہ کے دن زوال نہیں ہوتا۔

۴:... زوال کے لئے احتیاطاً آٹھ دس منٹ کافی ہیں۔

جواب:... اوقات کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد نماز جائز ہے، زوال میں تو زیادہ منٹ نہیں لگتے، لیکن احتیاطاً نصف النہار سے ۵ منٹ قبل اور ۵ منٹ بعد نماز میں توقف کرنا چاہئے۔ اِمام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ کے دن استوا کے وقت نماز دُرست ہے، اور اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے، حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کا قول دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی اور احتیاط پر مبنی ہے، اس لئے عمل اسی پر ہے۔[۳]

رات کے بارہ بجے زوال کا تصوّر غلط ہے

سوال:... سندھ کے اکثر علاقوں میں لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح دوپہر کو بارہ بجے زوال کا وقت ہوتا ہے، اسی طرح

---

(۱) وأما الكلام على النهي عن الصلاة في نصف النهار فمنعنا إطلاق النهي للحديث المذكور في المتن وأما ما ورد من إستثناء يوم الجمعة فقد رواه الشافعي رحمه الله قال .... عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة نصف النهار حتى تزول الشمس إلّا يوم الجمعة. (مسند الشافعي ص:۳۵) وبه قال الشافعي وأبو يوسف رحمهما الله من أئمتنا. (اعلاء السُّنن ج:۲ ص:۵۱، كراهة الصلاة عند الإستواء).

(۲) وذهب الشافعي إلى أن وقت الزوال مكروه إلّا يوم الجمعة، وذهب الجمهور إلى أنه مكروه مطلقًا. (اعلاء السُّنن ج:۲ ص:۵۱، ردالمحتار ج:۱ ص:۳۷۲، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت).

(۳) أيضًا حواله بالا.

رات کو بارہ بجے بھی زوال کا وقت ہوتا ہے۔ اگر کہیں کوئی میت ہوجائے تو نہ صرف یہ کہ زوال کے وقت نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جاتی بلکہ یوں بھی ہوتا ہے کہ میّت کو دفنانے کے لئے قبرستان پہنچے، وہاں پہنچتے پہنچتے دن کے یا رات کے بارہ بج گئے تو مردے کو دفنایا بھی نہیں جاتا، وہیں بیٹھ کر زوال کا وقت گزرنے کا انتظار کیا جاتا ہے، اور پھر بعد میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے۔ ازراہ کرم یہ بتایئے کہ کیا رات کو بارہ بجے بھی زوال کا وقت ہوتا ہے؟ اور زوال کے وقت کن کن کاموں کے کرنے کی ممانعت ہے؟

جواب:... زوال کا وقت دن کو ہوتا ہے، رات کو نہیں۔[1] رات کے کسی حصے میں نماز اور سجدہ کی ممانعت نہیں، البتہ عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کردینا مکروہ ہے۔[2] رات کے بارہ بجے زوال کا تصور غلط ہے اور دن میں بھی زوال کا وقت بارہ بجے سمجھنا غلط ہے، کیونکہ مختلف شہروں اور مختلف موسموں کے لحاظ سے زوال کا وقت مختلف ہوتا ہے اور بدلتا رہتا ہے۔

مکہ مکرّمہ میں اور جمعہ کے دن بھی زوال کا وقت ہوتا ہے

سوال:... کیا یہ صحیح ہے کہ خانۂ کعبہ میں زوال کا وقت کبھی نہیں آتا اور عبادت کبھی نہیں رُکتی؟ اور عام جگہوں پر جمعہ کو زوال کا وقت نہیں ہوتا ہے؟

جواب:... زوال کے وقت (اور اسی طرح دُوسرے مکروہ اوقات میں) نماز ممنوع ہے، خواہ مکہ مکرّمہ میں ہو یا غیرِ مکہ میں، اور جمعہ کا دن ہو یا کوئی اور۔ امام شافعیؒ اور دیگر بعض ائمہ کے نزدیک تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد ہر وقت جائز ہے، اسی طرح جمعہ کے دن زوال کے وقت دوگانہ جائز ہے۔[3] ان حضرات کی دیکھا دیکھی ہمارے لوگ بھی مکروہ اوقات میں نماز شروع کردیتے ہیں، یہ نتیجہ ہے شرعی مسائل سے ناواقفی کا۔

---

(۱) زوال الشمس: هو ميلها عن كبد السماء أي وسطها بحسب ما يظهر لنا إلى جانب المغرب. (قواعد الفقه ص:۳۱۵، حرف الزاء، طبع صدف پبلشرز کراچی).

(۲) والتأخير إلى نصف الليل مباح .... فيثبت الإباحة إلى النصف وإلى النصف الأخير مكروه لما فيه من تقليل الجماعة. (هداية ج:۱ ص:۸۴، كتاب الصلاة).

(۳) ثلاث ساعات لا تجوز فيها المكتوبة ولا صلاة الجنازة ولا سجدة التلاوة إذا طلعت الشمس حتّٰى ترتفع وعند الإنتصاف إلى أن تزول وعند إحمرارها إلى أن تغيب ... إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۲). أيضًا: فإن حديث النهي صحيح رواه مسلم وغيره فيقدم بصحته، وإتفاق الأئمة على العمل وكونه حاظرًا، ولذا منع علماؤنا عن سُنّة الوضوء وتحية المسجد وركعتي الطواف ونحو ذالك فإن الحاظر مقدم على المبيح. (تنبيه) علم مما قررناه المنع عندنا وإن لم أره مما ذكره الشافعية من إباحة الصلاة في الأوقات المكروهة في حرم مكة إستدلالًا بالحديث الصحيح: يا بني عبد مناف! لا تمنعوا أحدا طاف وإن جوزوا نفس الطواف بهذا البيت وصلى أية ساعة شاء من ليل أو نهار فهو مقيد عندنا بغير أوقات الكراهة، لما علمته من منع علمائنا عن ركعتي الطواف فيها وإن جوزوا نفس الطواف فيها .... وقد قال أصحابنا إن الصلاة في هذه الأوقات ممنوع منها بمكة وغيرها اهـ ورأيت في البدائع أيضًا ما نصه: ما ورد من النهي إلّا بمكة شاذ لا يقبل في معارضة المشهور، وكذا رواية إستثناء يوم الجمعة غريب فلا يجوز تخصيص المشهور به اهـ. (ردالمحتار ج:۱ ص:۳۷۲).

ظہر کا وقت ایک بیس، ہی پر کیوں؟

سوال:...ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے، جس میں ظہر کی نماز گزشتہ دس سال سے ایک بج کر بیس منٹ پر ہوتی ہے، کیا یہ ظہر کا وقت ٹھیک ہے یا اس میں ردّ و بدل کرنا چاہئے؟

جواب:...زوال کے بعد ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔[۱] سردیوں کے موسم میں ظہر جلدی پڑھنا اور گرمیوں میں ذرا تأخیر سے پڑھنا افضل ہے۔[۲] اگر آپ کی مسجد میں نمازیوں کی مصلحت سے نماز ایک بیس پر ہوتی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر گرمیوں کے موسم میں اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو تأخیر سے پڑھنی چاہئے۔

سایۂ اصلی سے کیا مراد ہے؟

سوال:...فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک عبارت ہے: "بلوغ ظل کل شیء مثلیه سوی فیٔ زوال" کا کیا مطلب ہے؟ اور اس اِستثناء سے کیا مراد ہے؟

جواب:...عین نصف النہار کے وقت جو کسی چیز کا سایہ ہوتا ہے، یہ سایۂ اصلی کہلاتا ہے، مثلِ اوّل اور مثلِ دوم کا حساب کرتے ہوئے سایۂ اصلی کو مستثنیٰ کیا جائے گا، مثلاً: عین نصف النہار کے وقت کسی چیز کا سایۂ اصلی ایک قدم تھا، تو مثلِ اوّل ختم ہونے کے لئے کسی چیز کا سایہ ایک مثل مع ایک قدم کے شمار ہوگا۔[۳]

موسمِ گرما میں ظہر کا آخری وقت

سوال:...موسمِ گرما مثلاً: آج کل کی گرمی میں ظہر کی نماز کی ادائیگی کا وقتِ آخر کیا ہے؟

جواب:...ظہر کا وقت صاحبینؒ کے نزدیک ایک مثل کے ختم ہونے تک ہے، اور اِمام صاحبؒ کی ظاہر روایت میں

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الصلاة أولًا وآخرًا، وإن أوّل وقت صلاة الظهر حین تزول الشمس، وآخر وقتها حین یدخل وقت العصر۔ (جامع الترمذی، ابواب الصلاة ج:۱ ص:۳۹ طبع سعید)۔
أیضًا: ووقت الظهر من زواله: أی میل ذکاء عن کبد السماء إلٰی بلوغ الظل مثلیه وعنه مثله .... سوی فیٔ الزوال۔ (الدرالمختار، کتاب الصلاة ج:۱ ص:۳۲۵، طبع رشیدیة)۔

(۲) عن أبی ذر رضی الله عنه قال: أذّن مؤذّن النبی صلی الله علیه وسلم الظهر، فقال: أبردا أبردا! أو قال: إنتظر! إنتظر! وقال شدة الحر من فیح جهنم، فإذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلاة، حتی رأینا فیء التلول۔ (صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاة ج:۱ ص:۷۶ طبع قدیمی)۔

(۳) وطریق معرفة زوال الشمس وفیٔ الزوال أن تغرز خشبة مستویة فی أرض مستویة فما دام الظل فی الإنتقاص فالشمس فی حد الإرتفاع وإذا أخذ الظل فی الإزدیاد علم أن الشمس قد زالت فاجعل علٰی رأس الظل علامة فمن موضع العلامة إلی الخشبة یکون فیء الزوال فإذا ازداد علٰی ذالک وصارت الزیادة مثلی ظل أصل العود سوی فیء الزوال ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۱، کتاب الصلاة، الباب الأوّل فی المواقیت وما یتصل بها)۔

دو مثل کے ختم ہونے تک، یہ وقت چونکہ بدلتا رہتا ہے، اس لئے مساجد میں جو نقشہ اوقات لگا رہتا ہے اس میں ہر دن کا وقت دیکھا جاسکتا ہے۔[۱]

نمازِ ظہر ڈیڑھ بجے پڑھنی چاہئے یا دو، اڑھائی بجے؟

سوال:... جو شخص جماعت کی نماز چھوڑ دے اور کہے کہ یہ اوّلی وقت میں ہے، اور دیر سے نماز پڑھے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ہماری مسجد میں ظہر ڈیڑھ بجے ہوتی ہے، سارے مقتدی اسی وقت نماز اَدا کرتے ہیں، جبکہ ایک صاحب دو یا ڈھائی بجے آکر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اوّلی وقت یہی ہے، اس بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

جواب:... نماز صحیح وقت پر پڑھنی چاہئے، عام طور پر ڈیڑھ بجے ظہر پڑھی جاتی ہے، گرمیوں کے موسم میں کچھ تاخیر کرکے پڑھ لینا چاہئے، واللہ اعلم![۲]

سایہ ایک مثل ہونے پر عصر کی نماز پڑھنا

سوال:... عصر کی نماز حنفیوں کے نزدیک ہر چیز کا سایہ دو مثل ہوجائے تو پڑھنی چاہئے، اگر ایک آدمی اپنے ملک میں یا کسی دُوسرے ملک میں ایسے اِمام کے پیچھے نماز باجماعت پڑھتا ہے جو ایک مثل کے بعد پڑھ رہا ہے، تو کیا اس کے پیچھے نماز باجماعت پڑھ لے یا جماعت چھوڑ دے اور جب دو مثل ہوجائے تو تنہا نماز اَدا کرے؟ اس صورت میں ترکِ جماعت کے گناہ کا مرتکب تو نہیں ہوگا؟

جواب:... حنفیہ کے یہاں بھی دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ مثلِ دوم میں عصر کی نماز صحیح ہے،[۳] لہٰذا اگر کسی جگہ عصر کی نماز دو مثل سے پہلے ہوتی ہو وہاں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے، دُوسری مثل ختم ہونے کے اِنتظار میں جماعت کا ترک کرنا جائز نہیں۔[۴]

غروب کے وقت عصر کی نماز

سوال:... ایک شخص نے عصر کی نماز کسی خاص وجہ سے وقت پر نہ پڑھی اور سورج غروب ہو رہا ہے (حالانکہ غروبِ آفتاب کے وقت سجدہ ناجائز ہے) اسی دن کی عصر کی نماز جائز ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ یہ شخص صاحبِ ترتیب ہے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اسی دن کی سورج غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت پڑھ لی اور سورج غروب ہوگیا تو نماز ہوجاتی ہے، ہمیں اس اُلجھن سے نجات دلائیں۔

---

(۱) وقت الظهر من زواله ...... إلى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما. قوله إلى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الإمام نهاية، وهو الصحيح. بدائع. (شامی ج:۱ ص:۳۵۹، مطلب فی تعبده علیه الصلاة والسلام قبل البعثة).

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰة، فإن شدة الحر من فیح جهنم. (ترمذی ج:۱ ص:۲۳، باب ما جاء فی تأخیر الظهر فی شدة الحر، طبع دهلی).

(۳) وقت الظهر إذا زالت الشمس .... وآخر وقتها عند أبی حنیفة إذا صار ظل کل شیء مثلیه سوی فیء الزوال وقالا إذا صار الظل مثله وهو روایة عن أبی حنیفة رحمه الله .... وأوّل وقت العصر إذا خرج وقت الظهر علی القولین. (هدایة ج:۱ ص:۸۱، کتاب الصلاة).

(۴) الجماعة سُنّة مؤکدة لقوله علیه السلام: الجماعة من سُنن الهدی لا یتخلف عنها إلّا منافق. (هدایة ج:۱ ص:۱۲۱).

جواب:... اسی دن کی عصر کی نماز جائز ہے، نماز ادا ہوجائے گی خواہ اس دوران سورج غروب ہوجائے، مگر تأخیر کرنے کی وجہ سے وہ سخت گناہگار ہوگا۔ حدیث میں ہے:

"تلک صلٰوة المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا أصفرت وکانت بین قرنی الشیطان قام فنقر أربعًا لَا یذکر الله فیها الّا قلیلًا۔" (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص:۶۰)

ترجمہ:... "یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہا، یہاں تک کہ جب سورج زرد ہوجائے اور شیطان کے دوسینگوں کے درمیان آجائے تو یہ اُٹھ کر چار ٹھونگے لگالے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے مگر کم۔"

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر کبھی وقت تنگ ہوجائے تب بھی نماز فوراً پڑھ لینی چاہئے، یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ اب تو وقت بہت کم ہے، اب قضا کرکے اگلی نماز کے ساتھ ہی پڑھ لیں گے، کیونکہ نماز کا قضا کردینا بہت بڑا وبال ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"الذی تفوته صلٰوة العصر فکأنما وتر أهله وماله۔" (مشکوٰۃ ص:۶۰، بروایت بخاری ومسلم)

ترجمہ:... "جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوگئی، گویا اس کا گھربار سب کچھ ہلاک ہوگیا۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"من ترک صلٰوة العصر فقد حبط عمله۔" (مشکوٰۃ ص:۶۰، بروایت بخاری)

ترجمہ:... "جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل اکارت ہوگیا۔"

بہت سے لوگ اس مسئلے میں کوتاہی کرتے ہیں، اگر کسی وجہ سے نماز میں تاخیر ہوجائے تو اس کو قضا کردیتے ہیں، خصوصاً مغرب کی نماز میں ذرا اندھیرا ہوجائے تو اس کو قضا کرکے عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھتے ہیں، یہ بڑی سنگین غلطی اور کوتاہی ہے۔

عشاء کی نماز مغرب کے ایک آدھ گھنٹے بعد نہیں ہوتی

سوال:... عشاء کی نماز بحالتِ مجبوری اگر کوئی کام ہو تو مغرب کے ایک یا آدھ گھنٹے بعد ادا کی جاسکتی ہے؟ کوئی حرج تو نہیں؟

جواب:... مغرب کے ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ بعد عشاء کا وقت نہیں ہوتا، اور وقت سے پہلے نماز جائز نہیں، یعنی نماز ادا نہ ہوگی۔ غروب کے بعد مغرب کی جانب جب تک سرخی باقی ہو تب تک مغرب کا وقت ہے، اس میں عشاء کی نماز صحیح نہیں ہوگی، اور جب سرخی ختم ہوجائے لیکن اُفق مغرب میں سفیدی باقی ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس وقت بھی عشاء کی نماز صحیح نہیں، بلکہ سفیدی کے غائب ہونے کا انتظار ضروری ہے، اور صاحبین (امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک اُفق کی سرخی ختم ہوجانے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اس لئے احتیاط کی بات تو یہ ہے کہ عشاء کی نماز سفیدی ختم ہونے کے بعد پڑھی جائے، تاہم سرخی ختم ہونے کے بعد

بھی صاحبینؒ کے قول پر گنجائش ہے۔[۱]

مغرب کی نماز کب تک ادا کی جاسکتی ہے؟

سوال:... ابھی پچھلے دنوں بس کے ذریعہ کراچی سے حیدرآباد جانا ہوا، اس دوران مغرب کا وقت ہوگیا، یعنی آفتاب غروب ہوگیا، میں کچھ دیر انتظار کرتا رہا کہ ہوسکتا ہے ڈرائیور خود ہی بس روکے کہ نماز پڑھ لوں، مگر جب میں نے دیکھا کہ بس نہیں روک رہا تو میں نے ڈرائیور سے کہا کہ بس روکو، نماز پڑھنا ہے۔ خیر اس نے نہایت نرمی کا مظاہرہ کیا اور بس روک دی۔ مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ اس انتظار میں تقریباً غروبِ آفتاب کو آدھا گھنٹہ گزر گیا، اور ہم نے نماز پڑھ لی، اب سارے مسافر اس بات پر بضد تھے کہ یہ نماز قضا ہوگئی، جہاں تک مجھے معلوم ہے مغرب کا وقت تقریباً ایک گھنٹہ اور پندرہ منٹ رہتا ہے، اور پھر وہ بھی ایسی حالت میں مسئلے کی تحقیق کرنی چاہی تو پتہ چلا کہ جب تک شفق کی سرخی رہے مغرب کا وقت رہتا ہے، اب اس زمانے میں جب ہم لوگ شفق کو ہی نہیں سمجھتے تو اس کی سرخی کو کیا سمجھیں گے؟ آپ برائے مہربانی اس بات کی وضاحت اخبار کے ذریعہ سے فرمادیں کہ غروبِ آفتاب کے کتنی دیر بعد تک مغرب کی نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ میرا مطلب ہے کہ آدھ گھنٹے تک یا پونے گھنٹے تک یا ایک گھنٹے تک؟

جواب:... غروب کے بعد اُفق پر جو سرخی رہتی ہے، اسی کو شفق کہتے ہیں۔ جب تک اُفق پر سرخی موجود ہو (اور یہ وقت تقریباً سوا گھنٹہ تو ہوتا ہی ہے، کم و بیش بھی ہوسکتا ہے) تب تک مغرب کی نماز ہوسکتی ہے۔ عوام میں جو مشہور ہے کہ ذرا سا اندھیرا ہوجائے تو کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت ختم ہوگیا، اب عشاء کے ساتھ پڑھ لینا، یہ بہت ہی غلط ہے، مغرب کی نماز میں قصداً تاخیر کرنا مکروہ ہے،[۲] لیکن اگر کسی مجبوری سے تاخیر ہوجائے تو شفق غروب ہونے سے پہلے ضرور پڑھ لینی چاہئے،[۳] ورنہ نماز قضا ہوجائے گی، اور نماز کا قصداً قضا کردینا گناہِ کبیرہ ہے۔[۴]

نمازِ عشاء سونے کے بعد ادا کرنا

سوال:... میری امی صبح بہت جلدی اُٹھتی ہیں، اس وجہ سے رات جلدی آنکھ لگ جاتی ہے، اور اکثر وہ عشاء کی نماز ایک نیند پوری کرکے دس گیارہ بجے تک پڑھتی ہیں، جبکہ سنا ہے کہ اگر عشاء کی نماز سے پہلے نیند آجائے اور پھر سو کر اُٹھ کر نماز پڑھی جائے تو نماز

---

(۱) ووقت المغرب منه (أی من غروب الشمس) إلٰی غیبوبة الشفق وهو الحمرة عندهما وبه یفتٰی هٰکذا فی شرح الوقایة، وعند أبی حنیفة الشفق هو البیاض الذی یلی الحمرة هٰکذا فی القدوری. وقولهما أوسع للناس، وقول أبی حنیفة رحمه الله أحوط، لأن الأصل فی باب الصلاة أن لَا یثبت فیها رکن ولَا شرط إلّا بما فیه یقین کذا فی النهایة ناقلًا عن الأسرار ومبسوط شیخ الإسلام. (فتاویٰ عالمگیریة ج:۱ ص:۵۱، کتاب الصلاة، الباب الأوّل فی المواقیت وما یتصل بها).

(۲) ویستحب تعجیل المغرب لأن تأخیرها مکروه. (هدایة ج:۱ ص:۸۳، کتاب الصلاة).

(۳) (قوله والمغرب منه إلٰی غروب الشفق) أی وقت المغرب من غروب الشمس إلٰی غروب الشفق ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۵۸، کتاب الصلاة، طبع دار المعرفة، بیروت).

(۴) قال تعالٰی: فخلف من بعدهم خلف أضاعوا الصلٰوة واتبعوا الشهوات فسوف یلقون غیًّا إلّا من تاب، قال ابن مسعود: لیس معنی أضاعوها ترکوها بالکلیة ولٰکن أخروها عن أوقاتها. (الزواجر عن إقتراف الکبائر ج:۱ ص:۱۳۳).

قبول نہیں ہوتی۔

جواب:... عشاء کی نماز پڑھے بغیر سوجانا مکروہ ہے، اور حدیث میں اس پر بددُعا آئی ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

"فمن نام فلا نامت عینه، فمن نام فلا نامت عینه، فمن نام فلا نامت عینه"

(مشکوٰة ص:۶۰)

ترجمہ:... "پس جو عشاء کی نماز پڑھے بغیر سوجائے اللہ کرے اس کی آنکھیں سونہ سکیں (تین بار یہ بدُعا فرمائی)۔"

تاہم اگر آدمی سوجائے اور اُٹھ کر نماز پڑھ لے، تب بھی نماز ہوجائے گی۔

مغرب و عشاء ایک وقت میں پڑھنا

سوال:... سعودی عرب خصوصاً نجد کے علاقے میں جب بھی بارش ہوتی ہے یا کسی روز شدید مسلسل بارش کی وجہ سے اکثر مساجد میں صلوٰة المغرب کے ساتھ صلوٰة العشاء بھی پڑھ لیتے ہیں، ایسی صورت میں ہم لوگ کیا کریں؟ کیا وقتی طور پر جماعت کے ساتھ مل جائیں اور بعد میں اعادہ کرلیں وقتِ عشاء آنے پر؟ ایسی صورت میں یہ نماز جو قبل از وقت ادا کی گئی ہے، نوافل میں شمار ہوسکتی ہے؟

جواب:... ہمارے نزدیک بارش کے عذر کی وجہ سے عشاء کی نماز مغرب کے وقت پڑھنا صحیح نہیں، آپ عشاء اپنے وقت پر پڑھا کریں، یہ جماعت جو قبل از وقت کی جارہی ہے، اس میں شریک ہی نہ ہوں۔[1]

عشاء کے فرض کے بعد سنتوں اور وتر کا افضل وقت

سوال:... عشاء کے فرض کے بعد سنتوں اور واجب ادا کرنے کے لئے افضل وقت کون سا ہوگا؟

جواب:... سنتوں کو عشاء کے فرضوں کے متصل ادا کیا جائے، وتر میں افضل یہ ہے کہ اگر تہجد میں اُٹھنے کا بھروسا ہو تو تہجد کی نماز کے بعد وتر پڑھے، اور اگر بھروسا نہ ہو تو عشاء کی سنتوں کے ساتھ ہی پڑھ لینا ضروری ہے۔[2]

دورانِ سفر دو نمازوں کو اکٹھا ادا کرنا

سوال:... کیا دورانِ سفر وقت سے پہلے ایک نماز کے ساتھ دُوسرے وقت کی نماز ادا کرسکتے ہیں؟

---

(۱) ولَا یجمع بین الصلاتین فی وقت واحد لَا فی السفر ولَا فی الحضر بعذر ما ماعدا عرفة والمزدلفة کذا فی المحیط.
(فتاویٰ ہندیة ج:۱ ص:۵۲، کتاب الصلاة، الباب الأوّل، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات).

(۲) ویستحب ...... تأخیر ...... الوتر إلٰی آخر اللیل لمن یثق بالإنتباه، ومن لم یثق بالإنتباه أوتر قبل النوم، هٰذا فی التبیین.
(فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۵۲، کتاب الصلاة، الباب الأوّل، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات).

جواب:... دو نمازوں کو جمع کرنا ہمارے نزدیک جائز نہیں، بلکہ ہر نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا لازم ہے، البتہ سفر کی ضرورت سے ایسا کیا جاسکتا ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور پچھلی نماز کو اس کے اوّل وقت میں پڑھ لیا جائے، اس طرح دونوں نمازیں ادا تو ہوں گی اپنے اپنے وقت میں، لیکن صورۃً جمع ہوجائیں گی۔ (۱) اور اگر پہلی نماز کو اس قدر موٴخر کردیا کہ اس کا وقت نکل گیا تو نماز قضا ہوگئی اور اگر پچھلی نماز کو اس طرح مقدم کردیا کہ ابھی تک اس کا وقت ہی نہیں داخل ہوا تھا تو وہ نماز ادا ہی نہیں ہوگی اور اس کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

ہوائی سفر میں اوقات کے فرق کا نماز روزہ پر اثر

سوال:... ہمارے رشتہ داروں میں اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ ایک شخص پاکستان میں فجر، ظہر، عصر، مغرب کی نمازیں کراچی میں پڑھ لیتا ہے، اور مغرب کے بعد وہ ہوائی جہاز میں سوار ہوا اور ایک گھنٹہ یا دو یا پانچ یا دس گھنٹے میں ایسے ملک میں پہنچا جہاں ظہر کی نماز کا وقت تھا، اسی طرح روزہ کی کیا صورت ہوگی؟

جواب:... نماز تو جو پڑھ چکا ہے وہ ادا ہوگئی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، اور روزہ وہ اس وقت کھولے گا جب اس ملک میں روزہ کھولنے کا وقت ہوگا۔ (۲)

عصر اور فجر کے طواف کے بعد کی نفلوں کا وقت

سوال:... عصر اور فجر کے طواف کے بعد کی نفلیں واجب ہیں، دو رکعت فوراً ادا کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ یہ وقت مکروہ ہے یا حرام؟ اس میں طواف کی دو رکعت پڑھنی جائز ہے؟

جواب:... عصر اور فجر کے بعد چونکہ نفل پڑھنا جائز نہیں، لہٰذا عصر و فجر کے بعد دوگانہ طواف نہ پڑھے، بلکہ غروبِ شمس اور طلوعِ شمس کے بعد پڑھے، یہ وقت مکروہ ہے اور اس میں طواف کی دو رکعت پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) (قوله وعن الجمع بين الصلاتين في وقت بعذر) أي منع عن الجمع بينهما في وقت واحد بسبب العذر للنصوص القطعية بتعيين الأوقات .... وأما ما روى من الجمع بينهما فمحمول على الجمع فعلًا، بأن صلّى الأولىٰ في آخر وقتها والثانية في أول وقتها ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۶۷، كتاب الصلاة، قبيل باب الأذان).

(۲) فلو غربت ثم عادت هل يعود الوقت بالظاهر نعم (قوله الظاهر نعم) ...... قلت: على أن الشيخ اسماعيل رد ما بحثه في النهر تبعًا للشافعية، بأن صلاة العصر بغيبوبة الشفق تصر قضاء ورجوعها لَا يعيدها أداء، وما في الحديث خصوصية لعلىّ ...... قلت ويلزم على الأوّل بطلان صوم من أفطر قبل ردها وبطلان صلاته المغرب لو سلمنا عود الوقت بعودها للكل، والله تعالىٰ أعلم. (ردالمحتار على الدر المختار ج:۱ ص:۳۶۰، ۳۶۱، مطلب لو ردت الشمس بعد غروبها).

(۳) (قوله ركعتي طواف) ظاهره ولو كان الطواف في ذٰلك الوقت المكروه ولم اره صريحًا ويدل عليه ما أخرجه الطحاوى ...... فقال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلاة بعد الصبح حتّٰى تطلع الشمس وعن صلاة بعد العصر حتّٰى تغرب الشمس ثم رأيته مصرحًا به في الحلية وشرح اللباب. (ردالمحتار ج:۱ ص:۳۷۵).

بے وقت نفل پڑھنے کا کفارہ اِستغفار ہے

سوال:... میں نے ابھی نماز شروع کی ہے، تقریباً ایک سال ہوگیا ہے، آپ کی دُعا سے پابندی سے نماز ادا کرتا ہوں، مجھے ان مکروہ اوقات کا علم نہیں تھا، میں نے بے علمی کے سبب غلطی سے عصر کے بعد نفل ادا کرلی جو کہ نفل کے لئے منع ہے، اب میں نے کتابوں کا مطالعہ کیا اور آپ کے کالم کا بھی مطالعہ کرتا ہوں، بے علمی کے سبب اگر ایسا عمل ہوجائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ میری راہ نمائی فرمائیں۔

جواب:... اس کا کفارہ سوائے اِستغفار کے کچھ نہیں۔

دو وقتوں کی نمازیں اکٹھی ادا کرنا صحیح نہیں

سوال:... کیا بارش یا کسی اور عذر کی بنا پر دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرنے کی متعدّد احادیث مروی ہیں، اور ابنِ عباسؓ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں بغیر سفر کے، بغیر خوف کے اور بغیر بارش کے اکٹھی پڑھیں، اس قسم کی تمام احادیث ہمارے نزدیک اس پر محمول ہیں کہ ظہر کی نماز کو مؤخر کرکے اس کے اخیر وقت میں پڑھا، اور عصر کی نماز کو اس کے اوّل وقت میں ادا کیا۔ اسی طرح مغرب اس کے آخری وقت میں پڑھی اور عشاء اس کے اوّل وقت میں، گویا دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا کی گئیں، بارش کی وجہ سے دو نمازوں کا جمع کرنا کسی حدیث میں میری نظر سے نہیں گزرا، علامہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں اس کی سختی سے تردید کی ہے۔ [1]

ظہر، عصر کو اِکٹھے اور مغرب، عشاء کو اِکٹھے پڑھنا

سوال:... کیا ہم ظہر اور عصر اور مغرب و عشاء ملاکر پڑھ سکتے ہیں؟ کچھ علماء سے سنا ہے کہ مغرب کی نماز کے پندرہ منٹ بعد

---

(۱) وما روی من الحدیث فی خبر الآحاد فلا یقبل فی معارضة الدلیل المقطوع به مع أنه غریب ورد فی حادثة تعم بها البلوىٰ ومثله غیر مقبول عندنا ثم هو مؤوّل وتأویله انه جمع بینهما فعلًا لَا وقتًا بأن أخر الأولیٰ منهما إلىٰ آخر الوقت ثم أدی الأخریٰ فی أوّل الوقت ولَا واسطة بین الوقتین فوقعتا مجتمعتین فعلا کذا فعله ابن عمر رضی الله عنه فی سفر وقال هکذا کان بنا یفعل رسول الله صلی الله علیه وسلم دل علیه ما روی عن ابن عباس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم جمع من غیر مطر ولَا سفر وذالک لَا یجوز إلّا فعلًا ...إلخ۔ (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۲۷)۔ أیضًا: وعن الجمع بین الصلاتین فی وقت بعذر) وأما ما روی عن الجمع بینهما فی وقت واحد فمحمول علی الجمع فعلًا بأن صلّی الأولیٰ فی آخر وقتها والثانیه فی أوّل وقتها ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۶۷، کتاب الصلاة، قبیل باب الأذان)۔
قال الحافظ أیضًا ویقوی ما ذکر من الجمع الصوری ان طرق الحدیث کلها لیس فیها تعرض لوقت الجمع فإما أن یحمل علیٰ مطلقها فیستلزم إخراج الصلاة عن وقتها المحدود بغیر عذر واما أن یحمل علی صفة مخصوصة لَا تستلزم الإخراج ویجمع بها بین مفترق الأحادیث فالجمع الصوری أولیٰ والله أعلم .... فالأولیٰ التعویل علی ما قدمنا من ان ذالک الجمع صوری بل القول بذالک متحتم لما سلف۔ (نیل الأوطار ج:۳ ص:۲۶۵–۲۶۸، باب جمع المقیم لمطرٍ وغیره)۔

ہی عشاء کی نماز، اور ظہر کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے، ان نمازوں کے اوقات کے بارے میں جواب درکار ہے کہ سورج کی حرکت کے تحت ان نمازوں کے کیا اوقات ہیں؟ حج کے دوران بھی ظہر و عصر ایک ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔

جواب:... قرآنِ کریم میں ہے: "اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" (النساء:۱۰۳) یعنی بے شک نماز مؤمنوں کے ذمہ فرض کی گئی ہے مقررہ اوقات پر۔ کوئی شخص عشاء کی نماز صبحِ صادق سے پہلے پڑھ لے یا ظہر کی نماز چاشت کے وقت پڑھ لے، یا مغرب کی نماز عصر کے وقت پڑھ لے تو اس کی نماز نہیں ہوگی، اسی طرح عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں پڑھ لینا یا عشاء کی نماز کو مغرب کے وقت میں پڑھ لینا جبکہ عشاء کا وقت نہ ہوا، صحیح نہیں۔

البتہ احادیث میں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کرکے پڑھنے کی یہ صورت تجویز کی گئی ہے کہ ظہر کی نماز اس کے آخری وقت میں، اور عصر کی نماز اس کے اوّل وقت میں پڑھ لی جائے، دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئیں، لیکن صورۃً جمع ہوگئیں۔ اسی طرح مغرب کی نماز اس کے آخری وقت میں، اور عشاء کی نماز اس کے اوّل وقت میں پڑھ لی جائے، اس صورت میں بھی دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئیں، لیکن صورۃً جمع ہوگئیں۔ جب آدمی کو سفر کی جلدی ہو تو جمع بین الصلوٰتین کی یہ صورت تجویز کی گئی ہے۔[1]

ظہر، عصر کو اِکٹھے اور مغرب، عشاء کو اِکٹھے پڑھنا

سوال:... یہاں سعودی لوگ سفر میں مغرب اور عشاء کی نماز اِکٹھی پڑھتے ہیں، سنت اور وتر نہیں پڑھتے، تو کیا ظہر اور عصر کی نماز، مغرب اور عشاء کی نماز اِکٹھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... ہمارے نزدیک ہر نماز کو اس کے وقت پر اَدا کرنا ضروری ہے، اگر وقت سے پہلے ادا کی گئی تو نماز ہی نہیں ہوگی، اور وقت کے بعد پڑھی تو قضا ہوگی۔[2]

بیک وقت پانچ نمازوں کی ادائیگی

سوال:... میں ایسی جگہ کام کرتا ہوں، جہاں دوپہر کی نماز کسی مجبوری کی بنا پر نہیں پڑھ سکتا، لہٰذا میں پانچ وقت کی نماز بیک وقت ساتھ پڑھتا ہوں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... پانچ وقت کی نماز اِکٹھے پڑھنا دُرست نہیں، صرف ظہر کی نماز اگر نہیں پڑھتے تو کام ختم کرتے ہی پڑھیں، اور کوشش کریں کہ کسی طرح ظہر کی نماز کی ادائیگی بھی وقت پر ہو، ورنہ کوئی اور ملازمت تلاش کریں۔[3]

---

(۱) ولا جمع بين فرضين في وقت بعذر سفر ومطر خلافًا للشافعي، وما رواه محمول على الجمع فعلًا لا وقتًا، فإن جمع فسد لو قدم الفرض على وقته وحرم لو عكس أي أخره عنه ...إلخ۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۳۸۲)۔

(۲) "اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" (النساء:۱۰۳)۔ لا يجوز أداء الفرض قبل وقته ...إلخ۔ (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۲۱، فصل في شرائط الأركان)۔

(۳) "اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" (النساء:۱۰۳)۔

کن اوقات میں نفل نماز ممنوع ہے؟

سوال:... تحیۃ الوضوء کس نماز کے وقت پڑھنا مکروہ ہے؟ ضرور بتائیں۔ میں نے نماز کی کتاب میں پڑھا ہے کہ جس وقت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس وقت نہیں پڑھنا چاہئے۔ مگر میں پھر بھی یہ نہیں جانتا ہوں کہ کس وقت تحیۃ الوضوء پڑھوں اور کس وقت نہ پڑھوں؟ میں پانچوں وقت وضو کرتا ہوں، مگر یہ معلوم نہیں کہ کس نماز کے وضو کے بعد تحیۃ الوضوء پڑھوں؟

جواب:... تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد نفلی نماز ہے، اور نفلی نماز درج ذیل اوقات میں مکروہ ہے:

۱:... صبح صادق کے بعد سے لے کر اشراق تک۔

۲:... عصر کی نماز کے بعد غروب تک۔

۳:... نصف النہار کے وقت۔

۴:... صبح صادق کے بعد سوائے سنتِ فجر کے دیگر نوافل مکروہ ہیں۔ [۱]

تہجد کی نماز رات دو بجے ادا کرنا

سوال:... مجھے تہجد کی نماز پڑھنے کا از حد شوق ہے، اور اکثر میں یہ نماز دو بجے اُٹھ کر پڑھتی بھی ہوں، ماہِ رمضان میں سحری کے وقت یہ نماز ہوسکتی ہے کہ نہیں؟ (صبح صادق کی اذان سے پہلے)۔

جواب:... صبح صادق سے پہلے تہجد کا وقت ہے۔ [۲]

تہجد کا وقت

سوال:... میرا مسئلہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتی ہوں، ٹھیک ۳ بج کر ۴۰ منٹ پر آنکھ کھل جاتی ہے، اُٹھ کر وضو کر کے قرآن شریف پڑھتی ہوں، جب تک اذان نہ ہو، پڑھتی رہتی ہوں۔ جنابِ والا! مجھے یہ بتائیں کہ کیا یہ صحیح ہے؟ میرے شوہر مدینے میں ہیں اور میں اکیلی رہتی ہوں، عرصہ تین ماہ سے میں رات کو بس اسی طرح جاگتی ہوں، وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔ برائے کرم آپ مجھے بتائیں کہ کیا یہ زوال کا وقت تو نہیں؟

جواب:... یہ تو بہت ہی مبارک وقت ہوتا ہے، اس وقت اُٹھنے کی اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق نصیب فرمائیں۔

سوال:... مجھے تہجد پڑھنے کا ٹائم بتائیں، کس وقت سے کس وقت تک ہوتا ہے؟ اور اس میں کیا پڑھتے ہیں؟

---

(۱) وأما الذی یرجع إلی الوقت فیکرہ التطوع فی الأوقات المکروھة ...... فثلاثة أوقات أحدھا: ما بعد طلوع الشمس إلی أن ترفع وتبیض، والثانی عند إستواء الشمس إلی أن تزول، والثالث عند تغیر الشمس وھو إحمرارھا واصفرارھا إلی أن تغرب ...إلخ۔ (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۹۵، فصل فی بیان ما یکرہ من التطوع)۔

(۲) وندب صلٰوة اللیل .... خصوصًا آخرہ وھو السدس الخامس من أسداس اللیل وھو الوقت الذی ورد فیه النزول الإلٰھی۔ (حاشیة طحطاوی علی مراقی الفلاح ص:۲۱۷ فصل فی تحیة المسجد)۔

جواب:...آدھی رات کے بعد سے صبحِ صادق تک تہجد کا وقت ہوتا ہے،[۱] اس وقت جتنے نوافل بھی پڑھے جائیں،[۲] وہ تہجد کہلاتے ہیں، کم از کم چار، اور زیادہ سے زیادہ بارہ نفل سنت ہیں، اس سے زیادہ جتنے پڑھے جائیں، وہ اپنی خوشی ہے۔[۳]

روزہ اِفطار کے دس منٹ بعد جماعت کروانا

سوال:...ایک مولانا صاحب اَذانِ مغرب (روزہ اِفطار) کے دس منٹ بعد جماعت کرواتے ہیں، صرف آدمی آرام سے کھانا کھالے، نمازِ مغرب میں اس قدر تاخیر کرنی چاہئے؟ کیا ان کا یہ عمل دُرست ہے؟

جواب:...اِفطار کے بعد دس منٹ کا وقفہ تو ہو ہی جاتا ہے، اِفطار کے بعد نماز میں اتنی تاخیر کرنی چاہئے کہ روزہ دار نماز میں شریک ہوسکیں۔[۴]

رمضان میں اَذان کے اوقات

سوال:...ہماری مسجد کے اِمام صاحب فرماتے ہیں کہ روزہ اِفطار کے وقت اَذان نہیں دینی چاہئے، بلکہ دس منٹ بعد اَذان دو، کیونکہ اس وقت مغرب کا وقت نہیں ہوتا اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ: سحری بند ہوتے وقت بھی اَذان کی ضرورت نہیں، کیونکہ کراچی میں سحری کا وقت اگر چار بج کر پچیس منٹ ہو تو اَذان کا وقت چار بج کر چالیس منٹ پر داخل ہوتا ہے، اس سے پہلے اگر اَذان ہوئی تو وہ اَذان نہیں ہوگی بلکہ لوٹانی ہوگی۔

جواب:...اِفطار کے وقت اَذان کا وقت ہوجاتا ہے، اَذان فوراً دے دینی چاہئے۔ سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد اَذان کا وقت ہوجاتا ہے، مگر انتہائے سحری کے وقت کے بعد چند منٹ احتیاط کرنی چاہئے۔

جمعہ اور ظہر کی نمازوں کا افضل وقت

سوال:...قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ہر نماز اوّل وقت میں پڑھی جائے اور کلام مجید میں ہر نماز کا وقت بتادیا گیا ہے، ہمارے ہاں اکثر مساجد میں آج کل ظہر کی نماز اور جمعہ شریف اڑھائی بجے پڑھایا جاتا ہے اور چند مساجد میں جمعہ ۲ بج کر ۵۰ منٹ پر

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

(۲) وأقل ما ينبغي أن يتنفل بالليل ثمان ركعات كذا في الجوهرة، وفضلها لا يحصر، قال تعالٰى: فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرّة أعين. (طحطاوي على مراقي الفلاح ص:۲۱۷، فصل في تحية المسجد).

(۳) ان ابن عباس أخبره أن بات عند ميمونة وهي خالته .... قام رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى شنّ معلّقة فتوضأ فأحسن الوضوء .... ثم صلّى ركعتين ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم أوتر، ثم اضطجع حتّى جاءه المؤذّن فقام فصلى ركعتين ثم خرج فصلى الصبح. (صحيح بخاري ج:۱ ص:۱۳۵، باب ما جاء في الوتر). وفي رواية: إن صلٰوته بالليل خمس عشرة ركعة .... وفي أخرىٰ سبع عشرة .... كان يصلي صلى الله عليه وسلم سبع عشرة ركعة من الليل ... إلخ. (معارف السُّنن ج:۴ ص:۱۳۳ بيان أكثر صلاته بالليل وأقل ما ثبت).

(۴) والظاهر أن السنة فعل المغرب فورًا وبعده مباح إلى اشتباك النجوم فيكره بلا عذر. (شامي ج:۱ ص:۳۶۸).

بھی ہوتا ہے، قرآن و حدیث میں دیر سے نماز پڑھنے والوں کے لئے سزا کی وعید ہے، آپ یہ بتائیں کہ دیر سے ظہر کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نیز یہ کہ کیا حدیث پاک میں دیر سے نماز پڑھنے کے متعلق آیا ہے؟

جواب:... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی پڑھنا اور گرمیوں میں ذرا تاخیر سے پڑھنا افضل ہے،[1] لیکن جمعہ ہمیشہ اوّل وقت میں پڑھنا ہی سنت اور اسے تأخیر سے پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ اور اگر مثلِ اوّل ختم ہونے کے بعد جمعہ کی نماز ہوئی تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق جمعہ نہیں ہوا۔ اور آپ نے جو لکھا ہے کہ: ''قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ ہر نماز اوّل وقت میں پڑھی جائے'' یہ ارشاد آپ نے کہاں پڑھا ہے؟ اس طرح اپنے سمجھے ہوئے مفہوم کو قرآنِ کریم کی طرف قطعیت سے منسوب کرنا بڑی جسارت ہے![2]

(۱) ویستحب تأخیر الظهر فی الصیف وتعجیله فی الشتاء، هکذا فی الکافی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۲)۔

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار۔ وفی روایة: من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار۔ رواه الترمذی۔ (مشکوٰة ص:۳۵، کتاب العلم)۔

مسجد کے مسائل

تمام مساجد اللہ کا گھر ہیں

سوال:... کیا مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر نہیں؟ صرف سجدے کی وجہ سے مسجد کا نام رکھا گیا ہے، صرف بیت اللہ ہی اللہ کا گھر ہے؟

جواب:... کعبہ شریف تو ''بیت اللہ'' کہلاتا ہی ہے، عام مسجدوں کو بھی ''اللہ کا گھر'' کہنا صحیح ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

''ان بیوت اللہ تعالٰی فی الأرض المساجد وان حقًا علی اللہ ان یکرم من زارہ فیھا۔'' (طب، عن ابن مسعود)

ترجمہ:... ''بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر مسجدیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ حق ہے کہ جو شخص ان میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کو جائے اس کا اکرام فرمائیں۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

''ان عمار بیوت اللہ ھم أھل اللہ۔'' (عبد بن حمید)

ترجمہ:... ''بے شک اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے والے اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ ہیں۔''

یہ دونوں حدیثیں جامع صغیر جلد:۱ صفحہ:۹۰، ۹۱ میں ہیں، اور ان میں مساجد کو ''اللہ کے گھر'' فرمایا گیا ہے۔

غیر مسلم اپنی عبادت گاہ تعمیر کر کے اس کا نام مسجد نہیں رکھ سکتا

سوال:... کیا غیر مسلم اپنی عبادت گاہ تعمیر کر کے اس کا نام مسجد رکھ سکتے ہیں؟

جواب:... مسجد کے معنی لغت میں سجدہ گاہ کے ہیں، اور اسلام کی اصطلاح میں مسجد اس جگہ کا نام ہے جو مسلمانوں کی نماز کے لئے وقف کر دی جائے، مُلَّا علی قاری رحمہ اللہ ''شرحِ مشکوٰۃ'' میں لکھتے ہیں:

''والمسجد لغۃ محل السجود وشرعًا المحل الموقوف للصلٰوۃ فیہ۔''

(مرقاۃ المفاتیح ج:۱ ص:۴۴۱، مطبوعہ بمبئی)

ترجمہ:... ''مسجد لغت میں سجدہ گاہ کا نام ہے، اور شریعتِ اسلام کی اصطلاح میں وہ مخصوص جگہ جو نماز کے لئے وقف کر دی جائے۔''

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے:

مسجد کا لفظ مسلمانوں کی عبادت گاہ کے ساتھ مخصوص ہے، چنانچہ قرآنِ کریم میں مشہور مذاہب کی عبادت گاہوں کا ذکر کرتے ہوئے "مسجد" کو مسلمانوں کی عبادت گاہ قرار دیا ہے:

"**ولو لَا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدّمت صوامع وبيَع وصلوٰت ومسٰجد يذكر فيها اسم الله كثيرا.**" (الحج:۴۰)

ترجمہ:... "اور اگر اللہ تعالیٰ ایک دُوسرے کے ذریعہ لوگوں کا زور نہ توڑتا تو راہبوں کے خلوت خانے، عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، گرادی جاتیں۔"

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ "صوامع" سے راہبوں کے خلوت خانے، "بِيَع" سے نصاریٰ کے گرجے، "صلوٰت" سے یہودیوں کے عبادت خانے، اور "مسٰجد" سے مسلمانوں کی عبادت گاہیں مراد ہیں۔

اِمام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۱ھ) اپنی مشہور تفسیر "اَحکام القرآن" میں لکھتے ہیں:

"**وذهب خصيف الى ان القصد بهذه الأسماء تقسيم متعبدات الأمم، فالصوامع للرهبان، والبيع للنصارىٰ، والصلوات لليهودى، والمساجد للمسلمين.**"

(ج:۱۲ ص:۷۲، مطبوعہ دار الکاتب العربی، القاهرة)

ترجمہ:... "اِمام خصیفؒ فرماتے ہیں کہ ان ناموں کے ذکر کرنے سے مقصود قوموں کی عبادت گاہوں کی تقسیم ہے، چنانچہ "صوامع" راہبوں کی، "بیع" عیسائیوں کی، "صلوات" یہودیوں کی، اور "مساجد" مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا نام ہے۔"

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۲۵ھ) "تفسیر مظہری" میں ان چاروں ناموں کی مندرجہ بالا تشریح ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"**ومعنى الآية: لو لَا دفع الله الناس لهدمت فى كل شريعة نبى مكان عبادتهم فهدمت فى زمن موسىٰ الكنائس، وفى زمن عيسىٰ البيع والصوامع، وفى زمن محمد صلى الله عليه وسلم المساجد.**" (مظہری ج:۶ ص:۳۳۰، مطبوعہ ندوۃ المصنفین، دہلی)

ترجمہ:... "آیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا زور نہ توڑتا تو ہر نبی کی شریعت میں جو ان کی عبادت گاہ تھی اسے گرادیا جاتا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کنیسے، عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں گرجے اور خلوت خانے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجدیں گرادی جاتیں۔"

یہی مضمون تفسیر ابنِ جریر ج:۹ ص:۱۱۴، تفسیر نیشاپوری برحاشیہ ابنِ جریر ج:۹ ص:۶۳، تفسیر خازن ج:۳

ص:۲۹۱، تفسیر بغوی ج:۵ ص:۵۹۴ برحاشیہ ابنِ کثیر، اور تفسیر رُوح المعانی ج:۱۷ ص:۱۶۴ وغیرہ میں موجود ہے۔ قرآنِ کریم کی اس آیت اور حضراتِ مفسرین کی ان تصریحات سے واضح ہے کہ ''مسجد'' مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے، اور یہ نام دیگر اقوام و مذاہب کی عبادت گاہوں سے ممتاز رکھنے کے لئے تجویز کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہ مقدس نام مسلمانوں کی عبادت گاہ کے علاوہ کسی غیرمسلم فرقے کی عبادت گاہ کے لئے استعمال نہیں کیا گیا، لہٰذا مسلمانوں کا یہ قانونی و اخلاقی فرض ہے کہ وہ کسی ''غیرمسلم فرقے'' کو اپنی عبادت گاہ کا یہ نام نہ رکھنے دیں۔

مسجد اِسلام کا شعار ہے:

جو چیز کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہو وہ اس کا شعار اور اس کے تشخص کی خاص علامت سمجھی جاتی ہے، چنانچہ مسجد بھی اسلام کا خصوصی شعار ہے، یعنی کسی قریہ، شہر یا محلّہ میں مسجد کا ہونا وہاں کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی علامت ہے، امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۱۷۴ھ) لکھتے ہیں:

> **''فضل بناء المسجد وملازمته وانتظار الصلٰوة فيه ترجع الى انه من شعائر الإسلام وهو قوله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم مسجدًا او سمعتم مؤذنًا فلا تقتلوا احدًا، وانه محل الصلٰوة ومعتكف العابدين ومطرح الرحمة ويشبه الكعبة من وجه۔''**
>
> (حجۃ اللہ البالغہ مترجم ج:۱ ص:۴۷۸، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)
>
> ترجمہ:... ''مسجد بنانے، اس میں حاضر ہونے اور وہاں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا سبب یہ ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جب کسی آبادی میں مسجد دیکھو یا وہاں موٴذن کی اَذان سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔'' (یعنی کسی بستی میں مسجد اور اَذان کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان ہیں)، اور مسجد نماز کی جگہ اور عبادت گزاروں کے اعتکاف کا مقام ہے، وہاں رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور وہ ایک طرح سے کعبہ کے مشابہ ہے۔''

اگر فوج کا شعار غیرفوجی کو اپنانا جرم ہے، اور جج کا شعار کسی دُوسرے شخص کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں، تو یقیناً اسلام کا شعار بھی کسی غیرمسلم کو اپنانے کی اجازت نہیں ہوسکتی، کیونکہ اگر غیرمسلموں کو کسی اسلامی شعار مثلاً تعمیرِ مسجد اور اَذان کی اجازت دی جائے تو اسلام کا شعار مٹ جاتا ہے اور مسلم و کافر کا امتیاز اُٹھ جاتا ہے۔ اسلام اور کفر کے نشانات کو ممتاز کرنے کے لئے جس طرح یہ بات ضروری ہے کہ مسلمان کفر کے کسی شعار کو نہ اپنائیں، اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ غیرمسلموں کو کسی اسلامی شعار کے اپنانے کی اجازت نہ دی جائے۔

تعمیرِ مسجد عبادت ہے، کافر اس کا اہل نہیں:

نیز مسجد کی تعمیر ایک اعلیٰ ترین اسلامی عبادت ہے، اور کافر اس کا اہل نہیں، چونکہ کافر میں تعمیرِ مسجد کی اہلیت ہی نہیں، اس لئے

اس کی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہوسکتی، قرآنِ کریم میں صاف صاف ارشاد ہے:

"ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شٰھدین علٰی انفسھم بالکفر، اولٰئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خٰلدون۔" (التوبہ:۱۷)

ترجمہ:... "مشرکین کو حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں درآنحالیکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں، ان لوگوں کے عمل اکارت ہوچکے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اس آیت میں چند چیزیں توجہ طلب ہیں، اوّل یہ کہ یہاں مشرکین کو تعمیرِ مسجد کے حق سے محروم قرار دیا گیا ہے، کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ کافر ہیں، "**شٰھدین علٰی انفسھم بالکفر**" اور کوئی کافر تعمیرِ مسجد کا اہل نہیں، گویا قرآن یہ بتاتا ہے کہ تعمیرِ مسجد کی اہلیت اور کفر کے درمیان منافات ہے، یہ دونوں چیزیں بیک وقت جمع نہیں ہوسکتیں، پس جب وہ اپنے عقائدِ کفر کا اقرار کرتے ہیں تو گویا وہ خود اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ تعمیرِ مسجد کے اہل نہیں، نہ انہیں اس کا حق حاصل ہے۔

اِمام ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازی الحنفی (متوفی ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

"عمارۃ المسجد تکون بمعنیین، احدھما زیارتہ والکون فیہ، والآخر ببنائہ وتجدید ما استرم منہ، فاقتضت الآیۃ منع الکفار من دخول المسجد ومن بنائھا وتولی مصالحھا والقیام بھا لِانتظام اللفظ لأمرین۔" (أحکام القرآن ج:۳ ص:۸۷، سہیل اکیڈمی لاہور)

ترجمہ:... "یعنی مسجد کی آبادی کی دو صورتیں ہیں، ایک مسجد کی زیارت کرنا، اس میں رہنا اور بیٹھنا، دُوسرے اس کو تعمیر کرنا اور شکست وریخت کی اصلاح کرنا، پس یہ آیت اس امر کی متقاضی ہے کہ مسجد میں نہ کوئی کافر داخل ہوسکتا ہے، نہ اس کا بانی ومتولی اور خادم بن سکتا ہے، کیونکہ آیت کے الفاظ تعمیرِ ظاہری وباطنی دونوں کو شامل ہیں۔"

دوم:... اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنا کافر ہونا تسلیم کرتے ہیں اور خود اپنے آپ کو "کافر" کہتے ہیں، کیونکہ دُنیا میں کوئی کافر بھی اپنے آپ کو "کافر" کہنے کے لئے تیار نہیں، بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے عقائد کا برملا اعتراف کرتے ہیں جنھیں اسلام، عقائدِ کفر قرار دیتا ہے، یعنی ان کا کفریہ عقائد کا اظہار اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے کے قائم مقام ہے۔

سوم:... قرآنِ کریم کے اس دعویٰ پر کہ کسی کافر کو اپنے عقائدِ کفریہ پر رہتے ہوئے تعمیرِ مسجد کا حق حاصل نہیں، یہ سوال ہوسکتا تھا کہ کافر تعمیرِ مسجد کی اہلیت سے کیوں محروم ہے؟ اگلے جملے میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے: "**اولٰئک حبطت اعمالھم**" کہ "ان کے عمل اکارت ہیں" چونکہ کفر سے انسان کے تمام نیک اعمال اکارت اور ضائع ہوجاتے ہیں، اس لئے کافر نہ صرف تعمیرِ مسجد بلکہ کسی بھی عبادت کا اہل نہیں۔ یہ کفر کی دُنیوی خاصیت تھی، اور آگے اس کی اُخروی خاصیت بیان کی گئی ہے: "**وفی النار ھم خٰلدون**" کہ: "کافر اپنے کفر کی بنا پر دائمی جہنم کے مستحق ہیں" اس لئے ان کی اطاعت وعبادت کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔ پس یہ آیت اس مسئلے میں نصِ قطعی ہے کہ غیرمسلم کافر تعمیرِ مسجد کے اہل نہیں، اس لئے انہیں تعمیرِ مساجد کا حق حاصل نہیں، اس سلسلے میں حضراتِ

مفسرین کی چند تصریحات حسبِ ذیل ہیں:

اِمام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

"یقول ان المساجد انما تعمر لعبادة الله فیها، لَا للکفر به، فمن کان بالله کافرًا فلیس من شانه أن یعمر مساجد الله." (تفسیر ابن جریر ج:۱۰ ص:۹۳ مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

ترجمہ:... "حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسجدیں تو اس لئے تعمیر کی جاتی ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے، کفر کے لئے تو تعمیر نہیں کی جاتی، پس جو شخص کافر ہو، اس کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر کرے۔"

اِمامِ عربیت جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری (متوفی ۵۲۸ھ) لکھتے ہیں:

"والمعنی ما استقام لهم ان یجمعوا بین أمرین متنافیین عمارة متعبدات الله مع الکفر بالله وبعبادته ومعنی شهادتهم علیٰ انفسهم بالکفر ظهور کفرهم."

(تفسیر کشاف ج:۲ ص:۲۵۳)

ترجمہ:... "مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے کسی طرح دُرست نہیں کہ وہ دو متنافی باتوں کو جمع کریں کہ ایک طرف خدا کی مسجدیں بھی تعمیر کریں اور دُوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کے ساتھ کفر بھی کریں، اور ان کے اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے سے مراد ہے ان کے کفر کا ظاہر ہونا۔"

اِمام فخرالدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

"قال الواحدی: دلت علی ان الکفار ممنوعون من عمارة مسجد من مساجد المسلمین، ولو اوصی بها لم تقبل وصیته." (تفسیر کبیر ج:۱۶ ص:۷، مطبوعہ مصر)

ترجمہ:... "واحدی فرماتے ہیں: یہ آیت اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ کفار کو مسلمانوں کی مسجدوں میں سے کسی مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں، اور اگر کافر اس کی وصیت کرے تو اس کی وصیت قبول نہیں کی جائے گی۔"

اِمام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

"فیجب اذًا علی المسلمین تولی احکام المساجد ومنع المشرکین من دخولها."

(تفسیر قرطبی ج:۸ ص:۸۹، دارالکاتب العربی، القاہرۃ)

ترجمہ:... "مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ انتظام مساجد کے متولی خود ہوں اور کفار و مشرکین کو ان میں داخل ہونے سے روک دیں۔"

اِمام محی السنۃ ابومحمد حسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) لکھتے ہیں:

"اوجب الله علی المسلمین منعهم من ذالک، لأن المساجد انما تعمر لعبادة الله وحده، فمن کان کافرًا بالله فلیس من شانه ان یعمرها. فذهب جماعة الیٰ ان المراد منه

العمارة من بناء المسجد ومرمته عن الخراب، فيمنع الكافر منه حتىٰ لو اوصى به لَا يمتثل، وحمل بعضهم العمارة ههنا علىٰ دخول المسجد والقعود فيه۔"

(تفسیر معالم التنزیل للبغوی ج:۳ ص:۵۵، برحاشیہ خازن، مطبوعہ علمیہ، مصر)

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ وہ کافروں کو تعمیرِ مسجد سے روک دیں، کیونکہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنائی جاتی ہیں، پس جو شخص کافر ہو اس کا یہ کام نہیں کہ وہ مسجدیں تعمیر کرے، ایک جماعت کا قول ہے کہ تعمیر سے مراد یہاں تعمیرِ معروف ہے، یعنی مسجد بنانا، اور اس کی شکست و ریخت کی اصلاح و مرمت کرنا، پس کافر کو اس عمل سے باز رکھا جائے گا، چنانچہ اگر وہ اس کی وصیت کرکے مرے تو پوری نہیں کی جائے گی، اور بعض نے عمارۃ کو یہاں مسجد میں داخل ہونے اور اس میں بیٹھنے پر محمول کیا ہے۔"

شیخ علاء الدین علی بن محمد البغدادی الخازن (متوفی ۷۲۵ھ) نے تفسیرِ خازن میں اس مسئلے کو مزید تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (متوفی ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں:

"فانه يجب على المسلمين منعهم من ذالک، لأن مساجد الله انما تعمر لعبادة الله وحده فمن كان كافرًا بالله فليس من شانه ان يعمرها" (تفسیر مظہری ج:۴ ص:۱۴۶، ندوۃ المصنفین، دہلی)

ترجمہ:... "چنانچہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ کافروں کو تعمیرِ مسجد سے روک دیں، کیونکہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں، پس جو شخص کہ کافر ہو وہ ان کو تعمیر کرنے کا اہل نہیں۔"

اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ (متوفی ۱۲۳۰ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"اور علماء نے لکھا ہے کہ کافر چاہے مسجد بناوے اس کو منع کریئے۔" (موضح القرآن)

ان تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ مسجد کی تعمیر کریں اور یہ کہ اگر وہ ایسی جرأت کریں تو ان کو روک دینا مسلمانوں پر فرض ہے۔

تعمیرِ مسجد صرف مسلمانوں کا حق ہے:

قرآنِ کریم نے جہاں یہ بتایا ہے کہ کافر تعمیرِ مسجد کا اہل نہیں، وہاں یہ تصریح بھی فرمائی ہے کہ تعمیرِ مسجد کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"انما يعمر مساجد الله من اٰمن بالله واليوم الاٰخر، واقام الصلٰوة واٰتى الزكٰوة ولم يخش الّا الله، فعسى اولٰئک ان يكونوا من المهتدين۔" (التوبہ:۱۸)

ترجمہ:... "اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو بس اس شخص کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے، پس ایسے لوگ اُمید ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔"

اس آیت میں جن صفات کا ذکر فرمایا، وہ مسلمانوں کی نمایاں صفات ہیں، مطلب یہ ہے کہ جو شخص پورے دینِ محمدی پر ایمان رکھتا ہو اور کسی حصۂ دین کا منکر نہ ہو، اسی کو تعمیرِ مسجد کا حق حاصل ہے، غیر مسلم فرقے جب تک دینِ اسلام کی تمام باتوں کو تسلیم نہیں کریں گے، تعمیرِ مسجد کے حق سے محروم رہیں گے۔

غیر مسلموں کی تعمیر کردہ مسجد ''مسجدِ ضرار'' ہے:

اسلام کے چودہ سوسالہ دور میں کبھی کسی غیر مسلم نے یہ جرأت نہیں کی کہ اپنا عبادت خانہ ''مسجد'' کے نام سے تعمیر کرے، البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض غیر مسلموں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی جو ''مسجدِ ضرار'' کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحیٔ الٰہی سے ان کے کفر و نفاق کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فی الفور منہدم کرنے کا حکم فرمایا، قرآنِ کریم کی آیاتِ ذیل اسی واقعے سے متعلق ہیں:

''والذین اتخذوا مسجدًا ضرارًا وکفرًا وتفریقًا بین المؤمنین وارصادًا لمن حارب اللہ ورسوله من قبل، ولیحلفن ان اردنا الّا الحسنٰی واللہ یشهد انهم لکٰذبون۔ لَا تقم فیه ابدًا ...الٰی قوله... لَا یزال بنیانهم الذی بنوا ریبة فی قلوبهم الّا ان تقطع قلوبهم، واللہ علیم حکیم۔'' (التوبة:۱۰۷-۱۱۰)

ترجمہ:... ''اور جن لوگوں نے مسجد بنائی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کریں اور اہلِ ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور اللہ و رسول کے دُشمن کے لئے ایک کمین گاہ بنائیں، اور یہ لوگ زور کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں کبھی قیام نہ کیجئے...... ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی، ہمیشہ ان کے دِل کا کانٹا بنی رہے گی، مگر یہ کہ ان کے دِل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں اور اللہ علیم و حکیم ہے۔''

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ:

الف:... کسی غیر مسلم گروہ کی اسلام کے نام پر تعمیر کردہ ''مسجد''، ''مسجدِ ضرار'' کہلائے گی۔

ب:... غیر مسلم منافقوں کی ایسی تعمیر کے مقاصد ہمیشہ حسبِ ذیل ہوں گے:

۱:... اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانا۔

۲:... عقائدِ کفر کی اشاعت کرنا۔

۳:... مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پھیلانا اور تفرقہ پیدا کرنا۔

۴:... خدا اور رسول کے دُشمنوں کے لئے ایک اڈہ بنانا۔

ج:... چونکہ منافقوں کے یہ خفیہ منصوبے ناقابلِ برداشت ہیں، اس لئے حکم دیا گیا کہ ایسی نام نہاد ''مسجد'' کو منہدم کردیا

جائے۔ تمام مفسرین اور اہلِ سیَر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ''مسجدِ ضرار'' منہدم کردی گئی اور اسے نذرِ آتش کردیا گیا۔[1] مرزائی منافقوں کی تعمیر کردہ نام نہاد ''مسجدیں'' بھی ''مسجدِ ضرار'' ہیں، اور وہ بھی اسی سلوک کی مستحق ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''مسجدِ ضرار'' سے روا رکھا تھا۔

کافر ناپاک اور مسجدوں میں ان کا داخلہ ممنوع:

یہ اَمر بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کہ قرآنِ کریم نے کفار و مشرکین کو ان کے ناپاک اور گندے عقائد کی بنا پر نجس قرار دیا ہے، اور اس معنوی نجاست کے ساتھ ان کی آلودگی کا تقاضا یہ ہے کہ مساجد کو ان کے وجود سے پاک رکھا جائے، ارشادِ خداوندی ہے:

''یٰٓـاَیھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھٰذا۔'' (التوبہ:۲۸)

ترجمہ:... ''اے ایمان والو! مشرک تو نرے ناپاک ہیں، پس وہ اس سال کے بعد مسجدِ حرام کے قریب بھی پھٹکنے نہ پائیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر اور مشرک کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔

امام ابوبکر جصاص رازی (متوفی ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

''اطلاق اسم النجس علی المشرک من جھة ان الشرک الذی یعتقدہ یجب اجتنابه کما یجب اجتناب النجاسات والأقذار فلذالک سماھم نجسا، والنجاسة فی الشرع تنصرف علیٰ وجھین، احدھما: نجاسة الأعیان، والآخر: نجاسة الذنوب، وقد افاد قوله: انما المشرکون نجس، منعھم عن دخول المسجد الّا لعذر، اذ کان علینا تطھیر المساجد من الأنجاس۔'' (اَحکام القرآن ج:۳ ص:۱۰۸، مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور)

ترجمہ:... ''مشرک پر'' نجس'' کا اطلاق اس بنا پر کیا گیا کہ جس شرک کا وہ اعتقاد رکھتا ہے، اس سے پرہیز کرنا اسی طرح ضروری ہے جیسا کہ نجاستوں اور گندگیوں سے، اسی لئے ان کو نجس کہا، اور شرع میں نجاست کی دو قسمیں ہیں، ایک نجاستِ جسم، دوم نجاستِ گناہ، اور ارشادِ خداوندی: **''انما المشرکون نجس''** بتاتا ہے کہ کفار کو دُخولِ مسجد سے باز رکھا جائے گا، اِلَّا یہ کہ کوئی عذر ہو، کیونکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجدوں کو نجاستوں سے پاک رکھیں۔''

---

(۱) **فلما رجع اِلی رسولِ اللہ صلی اللہ علیه وسلم من سفرہ .... فقال انطلقا اِلیٰ ھذا المسجد الظالم أھله، فاھدماہ واحرقاہ فخرجا سریعین حتّی أتیا بنی سالم بن عوف وھم رھط مالک فقال: مالک لصاحبه: انظرنی حتّی أخرج لک بنار من أھلی فدخل اِلیٰ أھله فأخذ سعفًا من النخل فأشعل فیه نارًا ثم خرجا یشتدان حتّی دخلاہ وفیه أھله فأحرقاہ وھدماہ وتفرقوا عنه ونزل فیھم من القرآن ما نزل ...الخ۔ (تفسیر رُوح المعانی ج:۱ ص:۱۸، سورۃ التوبة آیت:۱۰۷ طبع إحیاء التراث العربی)۔**

امام محی السنۃ بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"وجملة بلاد الإسلام فی حق الکفار علی ثلاثة اقسام، احدها: الحرم، فلا یجوز للکافر ان یدخله بحال ذمیًا کان او مستأمنًا بظاهر هذه الآیة. وجوز اهل الکوفة للمعاهد دخول الحرم، والقسم الثانی: من بلاد الإسلام الحجاز، فیجوز للکافر دخولها بالإذن، ولٰکن لَا یقیم فیها اکثر من مقام السفر، وهو ثلاثة ایام، والقسم الثالث: سائر بلاد الإسلام یجوز للکافر ان یقیم فیها بذمة او امان، ولٰکن لَا یدخلون المساجد إلّا باذن مسلم۔"

(تفسیر بغوی ج:۳ ص:۶۳ مطبوعہ علمیہ، مصر)

ترجمہ:... "اور کفار کے حق میں تمام اسلامی علاقے تین قسم پر ہیں، ایک حرم مکہ، پس کافر کو اس میں داخل ہونا کسی حال میں بھی جائز نہیں، خواہ کسی اسلامی مملکت کا شہری ہو یا امن لے کر آیا ہو، کیونکہ ظاہر آیت کا یہی تقاضا ہے۔ اور اہلِ کوفہ نے ذمی کے لئے حرم میں داخل ہونے کو جائز رکھا ہے۔ اور دُوسری قسم حجازِ مقدس ہے، پس کافر کے لئے اجازت لے کر حجاز میں داخل ہونا جائز ہے، لیکن تین دن سے زیادہ وہاں ٹھہرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور تیسری قسم دیگر اسلامی ممالک ہیں، ان میں کافر کا مقیم ہونا جائز ہے، بشرطیکہ ذمی ہو یا امن لے کر آئے، لیکن وہ مسلمانوں کی مسجدوں میں مسلمان کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتے۔"

اس سلسلے میں دو چیزیں خاص طور سے قابلِ غور ہیں، اوّل یہ کہ آیت میں صرف مشرکین کا حکم ذکر کیا گیا ہے، مگر مفسرین نے اس آیت کے تحت عام کفار کا حکم بیان فرمایا ہے، کیونکہ کفر کی نجاست سب کافروں کو شامل ہے۔ دوم یہ کہ کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں تو اختلاف ہے، امام مالکؒ کے نزدیک کسی مسجد میں کافر کا داخل ہونا جائز نہیں، امام شافعیؒ کے نزدیک مسجدِ حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں کافر کو مسلمان کی اجازت سے داخل ہونا جائز ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بوقتِ ضرورت ہر مسجد میں داخل ہوسکتا ہے (رُوح المعانی ج:۱۰ ص:۷۷)،[1] لیکن کسی کافر کا مسجد کا بانی، متولی یا خادم ہونا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد ۹ ہجری میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد کے ایک جانب ٹھہرایا اور مسجدِ نبوی ہی میں انہوں نے اپنی نماز بھی ادا کی۔

حافظ ابنِ قیم (متوفی ۷۵۱ھ) اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فصل فی فقه هذه القصة ففیها جواز دخول اهل الکتاب مساجد المسلمین،

---

(۱) والحاصل أن الإمام الأعظم یقول بالمنع عن الحج والعمرة ویحمل النهی علیه ولَا یمنعون من دخول المسجد الحرام وسائر المساجد عنده، ومذهب الشافعی .... أنه لَا یجوز للکافر ذمیا کان أو مستأمنا أن یدخل المسجد الحرام بحال من الأحوال .... ویجوز دخوله سائر المساجد عند الشافعی علیه الرحمة، وعن مالک کل المساجد سواء فی منع الکافر عن دخولها۔ (رُوح المعانی ج:۱۰ ص:۷۷ طبع دار إحیاء التراث العربی)۔

وفیھا تمکین اھل الکتاب من صلوٰتھم بحضرۃ المسلمین وفی مساجدھم ایضًا۔ اذا کان ذالک عارضًا ولَا یمکنوا من اعتیاد ذالک۔"

(زاد المعاد ج:۳ ص:۶۳۸ مطبوعہ مکتبۃ المنار الاسلامیہ، کویت)

ترجمہ:... "فصل اس قصے کے فقہ کے بیان میں، پس اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب کا مسلمانوں کی مسجدوں میں داخل ہونا جائز ہے، اور یہ کہ ان کو مسلمانوں کی موجودگی میں اپنی عبادت کا موقع دیا جائے گا اور مسلمانوں کی مسجدوں میں بھی، جبکہ یہ ایک عارضی صورت ہو لیکن ان کو اس بات کا موقع نہیں دیا جائے گا کہ وہ اس کو اپنی مستقل عادت ہی بنالیں۔"

اور قاضی ابوبکر بن العربی (متوفی ۵۷۳ھ) لکھتے ہیں:

"دخول ثمامۃ فی المسجد فی الحدیث الصحیح، ودخول ابی سفیان فیہ علی الحدیث الآخر، کان قبل ان ینزل: یٰٓاَیُّھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھٰذا۔ فمنع اللہ المشرکین من دخول المسجد الحرام نصًّا، ومنع دخول سائر المساجد تعلیلًا بالنجاسۃ ولوجوب صیانۃ المسجد عن کل نجس، وھٰذا کلہ ظاھر لَا خفاء بہ۔"

(اَحکام القرآن ج:۲ ص:۹۰۲ مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

ترجمہ:... "ثمامہ کا مسجد میں داخل ہونا اور دُوسری حدیث کے مطابق ابوسفیان کا اس میں داخل ہونا، اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ: "اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں، پس اس سال کے بعد وہ مسجدِ حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔" پس اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے صاف صاف منع کردیا اور دیگر مساجد سے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ ناپاک ہیں، اور چونکہ مسجد کو نجاست سے پاک رکھنا ضروری ہے، اس لئے کافروں کے ناپاک وجود سے بھی اسکو پاک رکھا جائے گا، اور یہ سب کچھ ظاہر ہے جس میں ذرا بھی خفا نہیں۔"

منافقوں کو مسجدوں سے نکال دیا جائے:

جو شخص مرزائیوں کی طرح عقیدہ رکھنے کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرتا ہو، وہ اسلام کی اصطلاح میں منافق ہے، اور منافقین کے بارے میں یہ حکم ہے کہ انہیں مسجدوں سے نکال دیا جائے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: "اے فلاں! اُٹھ، یہاں سے نکل جا، کیونکہ تو منافق ہے۔ اوفلاں! تو بھی اُٹھ، نکل جا، تو منافق ہے" اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کا نام لے کر ۳۶ آدمیوں کو مسجد سے نکال دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آنے میں ذرا دیر ہوگئی تھی، چنانچہ وہ اس وقت آئے جب یہ منافق مسجد سے نکل رہے تھے، تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید جمعہ کی نماز

ہوچکی ہے اور لوگ نماز سے فارغ ہوکر واپس جا رہے ہیں، لیکن جب اندر گئے تو معلوم ہوا کہ ابھی نماز نہیں ہوئی، مسلمان ابھی بیٹھے ہیں، ایک شخص نے بڑی مسرّت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمر! مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے آج منافقوں کو ذلیل و رُسوا کردیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر بیک بنی و دوگوش انہیں مسجد سے نکال دیا۔"[1] (تفسیر رُوح المعانی ج:۱۱ ص:۱۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو غیرمسلم فرقہ منافقانہ طور پر اِسلام کا دعویٰ کرتا ہو، اس کو مسجدوں سے نکال دینا سنتِ نبوی ہے۔

منافقوں کی مسجد، مسجد نہیں:

فقہائے کرامؒ نے تصریح کی ہے کہ ایسے لوگوں کا حکم مرتد کا ہے، اس لئے نہ تو انہیں مسجد بنانے کی اجازت دی جاسکتی ہے اور نہ ان کی تعمیر کردہ مسجد کو مسجد کا حکم دیا جاسکتا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں:

"ولو بنوا مسجدًا لم يصر مسجدًا، ففي "تنوير الأبصار" من وصايا الذمي وغيره وصحاب الهوىٰ اذا كان لَا يكفر فهو بمنزلة المسلم في الوصية وان كان فهو بمنزلة المرتد." (اکفار الملحدین طبع جدید ص:۱۲۸)

ترجمہ:... "ایسے لوگ اگر مسجد بنائیں تو وہ مسجد نہیں ہوگی، چنانچہ "تنویر الابصار" کے وصایا ذمی وغیرہ میں ہے کہ: گمراہ فرقوں کی گمراہی اگر حدِ کفر کو پہنچی ہوئی نہ ہو تب تو وصیت میں ان کا حکم مسلمان جیسا ہے، اور اگر حدِ کفر کو پہنچی ہوئی ہو تو بمنزلہ مرتد کے ہیں۔"

منافقوں کے مسلمان ہونے کی شرط:

یہاں یہ تصریح بھی ضروری ہے کہ کسی گمراہ فرقے کا دعویٰ اسلام کرنا یا اسلامی کلمہ پڑھنا، اس اَمر کی ضمانت نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہے، بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے ان تمام عقائد سے توبہ کا اعلان کرے جو مسلمانوں کے خلاف ہیں۔

چنانچہ حافظ بدرالدین عینیؒ "عمدۃ القاری شرح بخاری" میں لکھتے ہیں:

"يجب عليهم ايضًا عند الدخول في الإسلام ان يقروا ببطلان ما يخالفون به المسلمين في الإعتقاد بعد اقرارهم بالشهادتين." (الجزء الرابع ص:۱۲۵، مطبوعہ دار الفکر)

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم جمعة خطيبًا فقال: قم يا فلان! فاخرج فإنك منافق، أخرج يا فلان! فإنك منافق، فأخرجهم بأسمائهم ففضحهم ولم يك عمر بن الخطاب شهد تلك الجمعة لحاجة كانت له فلقيهم وهم يخرجون من المسجد فاختبأ منهم إستحياء أنه لم يشهد الجمعة وظن أن الناس قد انصرفوا واختبأوا هم منه وظنوا أنه قد علم بأمرهم فدخل المسجد فإذا الناس لم ينصرفوا فقال له رجل: أبشر يا عمر! فقد فضح الله تعالى المنافقين اليوم فهذا العذاب الأوّل والعذاب الثاني عذاب القبر. (رُوح المعاني ج:۱۱ ص:۱۱ طبع دار إحياء التراث العربي).

ترجمہ:... ''ان کے ذمہ یہ بھی لازم ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے توحید و رسالت کی شہادت کے بعد ان تمام عقائد و نظریات کے باطل ہونے کا اقرار کریں جو وہ مسلمانوں کے خلاف رکھتے ہیں۔''

اور حافظ شہاب الدین ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں قصہ اہلِ نجران کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''وفی قصة اهل نجران من الفوائد ان اقرار الکافر بالنبوة لَا یدخله فی الْإسلام حتی یلتزم احکام الْإسلام۔'' (ج:۸ ص:۹۳، دار النشر الکتب الاسلامیہ، لاہور)

ترجمہ:... ''قصہ اہلِ نجران سے دیگر مسائل کے علاوہ ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ کسی کافر کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا اقرار اسے اسلام میں داخل نہیں کرتا، جب تک کہ احکامِ اسلام کو قبول نہ کرے۔''

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

''لَا بد مع الشهادتین فی العیسوی من ان یتبرأ من دینه۔''

(رد المحتار ج:۱ ص:۳۵۳، مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ:... ''عیسوی فرقے کے مسلمان ہونے کے لئے اقرارِ شہادتین کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مذہب سے براءت کا اعلان کرے۔''

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی فرقہ اس وقت تک مسلمان تصوّر نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ اہلِ اسلام کے عقائد کے صحیح اور اپنے عقائد کے باطل ہونے کا اعلان نہ کرے، ورنہ اگر وہ اپنے عقائدِ کفر کو صحیح سمجھتا ہے اور مسلمانوں کے عقائد کو غلط تصوّر کرتا ہے تو اس کی حیثیت مرتد کی ہے اور اسے اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی حیثیت سے تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

کسی غیرمسلم کا مسجد کے مشابہ عبادت گاہ بنانا:

اب ایک سوال اور باقی رہ جاتا ہے کہ کیا کوئی غیرمسلم اپنی عبادت گاہ (مسجد کے نام سے نہ سہی لیکن) وضع و شکل میں مسجد کے مشابہ بنا سکتا ہے؟ کیا اسے یہ اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ میں قبلہ رُخ محراب بنائے، مینار بنائے، اس پر منبر رکھے، اور وہاں اسلام کے معروف طریقہ پر اَذان دے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ:

''وہ تمام اُمور جو عرفاً و شرعاً مسلمانوں کی مسجد کے لئے مخصوص ہیں، کسی غیرمسلم کو ان کے اپنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اس لئے کہ اگر کسی غیرمسلم کی عبادت گاہ مسجد کی وضع و شکل پر تعمیر کی گئی ہو، مثلاً اس میں قبلہ رُخ محراب بھی ہو، مینار اور منبر بھی ہو، وہاں اسلامی اَذان اور خطبہ بھی ہوتا ہو، تو اس سے مسلمانوں کو دھوکا اور التباس ہوگا، ہر دیکھنے والا اس کو ''مسجد'' ہی تصوّر کرے گا، جبکہ اسلام کی نظر میں غیرمسلم کی عبادت گاہ مسجد نہیں

بلکہ مجمع شیاطین ہے۔"[1] (شامی ج:۱ ص:۳۸۰، مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الکنیسۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید، کراچی، البحر الرائق ج:۷ ص:۲۱۴، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت)

حافظ ابنِ تیمیہؒ (متوفی ۷۲۸ھ) سے سوال کیا گیا کہ آیا کفار کی عبادت گاہ کو بیت اللہ کہنا صحیح ہے؟ جواب میں فرمایا:

"لیست بیوت الله، وانما بیوت الله المساجد، بل هي بیوت یکفر فیها بالله، وان کان قد یذکر فیها، فالبیوت بمنزلة اهلها واهلها کفار، فهي بیوت عبادة الکفار۔"

(فتاویٰ ابنِ تیمیہؒ ج:۱ ص:۱۱۵، دار القلم بیروت)

ترجمہ:... "یہ بیت اللہ نہیں، بیت اللہ مسجدیں ہیں، یہ تو وہ مقامات ہیں جہاں کفر ہوتا ہے، اگرچہ ان میں بھی ذکر ہوتا ہے، پس مکانات کا وہی حکم ہے جو ان کے بانیوں کا ہے، ان کے بانی کافر ہیں، پس یہ کافروں کی عبادت گاہیں ہیں۔"

اِمام ابوجعفر محمد بن جریر الطبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ) "مسجدِ ضرار" کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

"عمد ناس من اهل النفاق فابتنوا مسجدًا بقبا لیضاهوا به مسجد رسول صلی الله علیه وسلم۔" (تفسیر ابنِ جریر ج:۷ ص:۲۵، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

ترجمہ:... "اہلِ نفاق میں سے چند لوگوں نے یہ حرکت کی کہ قبا میں ایک مسجد بناڈالی، جس سے مقصود یہ تھا کہ وہ اس کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے مشابہت کریں۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے منافقانہ طور پر "مسجدِ ضرار" بنائی تھی، ان کا مقصد یہی تھا کہ اپنی نام نہاد "مسجد" کو اسلامی مساجد کے مشابہ بناکر مسلمانوں کو دھوکا دیں، لہٰذا غیرمسلموں کی جو عبادت گاہ مسجد کی وضع و شکل پر ہوگی وہ "مسجدِ ضرار" ہے، اور اس کا منہدم کردینا لازم ہے۔ علاوہ ازیں فقہائے کرامؒ نے تصریح کی ہے کہ اسلامی مملکت کے غیرمسلم شہریوں کا لباس اور ان کی وضع قطع مسلمانوں سے ممتاز ہونی چاہئے، (یہ مسئلہ فقہِ اسلامی کی ہر کتاب میں بابِ اَحکام اہل الذمہ کے عنوان کے تحت موجود ہے)۔

چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملکِ شام کے عیسائیوں سے جو عہدنامہ لکھوایا تھا، اس کا پورا متن اِمام بیہقی کی سننِ کبریٰ (ج:۹ ص:۲۰۲) اور کنز العمال جلد چہارم (طبع جدید) صفحہ:۵۰۴ میں حدیث نمبر:۱۱۴۹۳ کے تحت درج ہے، اس کا ایک فقرہ یہاں نقل کرتا ہوں:

"ولَا نتشبه بهم في شئ من لباسهم من قلنسوة ولَا عمامة ولَا نعلین ولَا فرق شعر،

---

(۱) (تنبیه) یؤخذ من التعلیل بأنه محل الشیاطین کراهة الصلاة في معابد الکفار لأنها مأوی الشیاطین کما صرح به الشافعیة، ویؤخذ مما ذکروه عندنا، ففي البحر من کتاب الدعوی عند قول الکنز: ولَا یحلفون في بیت عباداتهم، في التاتر خانیة یکره للمسلم الدخول في البیعة والکنیسة، وانما یکره من حیث إنه مجمع الشیاطین لَا من حیث أنه لیس له حق الدخول اهـ. (شامي ج:۱ ص:۳۸۰، مطلب تکره الصلاة في الکنیسة، وأیضًا: البحر الرائق ج:۷ ص:۲۱۴).

ولا نتکلم بکلامهم ولا نکتنی بکناهم۔"

ترجمہ:... "اور ہم مسلمانوں کے لباس اور ان کی وضع قطع میں ان کی مشابہت نہیں کریں گے، نہ ٹوپی میں، نہ دستار میں، نہ جوتے میں، نہ سر کی مانگ نکالنے میں، اور ہم مسلمانوں کے کلام اور اصطلاحات میں بات نہیں کریں گے، اور نہ ان کی کنیت اپنائیں گے۔"

اندازہ فرمائیے! جب لباس، وضع قطع، ٹوپی، دستار، پاؤں کے جوتے اور سر کی مانگ تک میں کافروں کی مسلمانوں سے مشابہت گوارا نہیں کی گئی تو اسلام یہ کس طرح برداشت کرسکتا ہے کہ غیرمسلم کافر، اپنی عبادت گاہیں مسلمانوں کی مسجد کی شکل و وضع پر بنانے لگیں؟

مسجد کا قبلہ رُخ ہونا اسلام کا شعار ہے:

اُوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ مسجد اسلام کا بلندترین شعار ہے، "مسجد" کے اوصاف وخصوصیت پر الگ الگ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں ایک ایک چیز مستقل طور پر بھی شعارِ اسلام ہے، مثلاً: استقبالِ قبلہ کو لیجئے! مذاہبِ عالم میں یہ خصوصیت صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کی اہم ترین عبادت "نماز" میں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقبالِ قبلہ کو اسلام کا خصوصی شعار قرار دے کر اس شخص کے جو ہمارے قبلہ کی جانب رُخ کرکے نماز پڑھتا ہو، مسلمان ہونے کی علامت قرار دیا ہے، جیسا کہ اِرشاد ہے:

"من صلّٰی صلٰوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله، فلا تخفروا الله ذمته۔" (صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۶)

ترجمہ:... "جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھتا ہو، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہو، ہمارا ذبیحہ کھاتا ہو، پس یہ شخص مسلمان ہے، جس کے لئے اللہ کا اور اس کے رسول کا عہد ہے، پس اللہ کے عہد کو مت توڑو۔"

ظاہر ہے کہ اس حدیث کا یہ منشا نہیں کہ ایک شخص خواہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو، قرآنِ کریم کے قطعی ارشادات کو جھٹلاتا اور مسلمانوں سے الگ عقائد رکھتا ہو، تب بھی وہ ان تین کاموں کی وجہ سے مسلمان ہی شمار ہوگا؟ نہیں! بلکہ حدیث کا منشا یہ ہے کہ نماز، استقبالِ قبلہ اور ذبیحہ کا معروف طریقہ صرف مسلمانوں کا شعار ہے، جو اس وقت کے مذاہبِ عالم سے ممتاز رکھا گیا تھا، پس کسی غیرمسلم کو یہ حق نہیں کہ عقائدِ کفر رکھنے کے باوجود ہمارے اس شعار کو اپنائے۔

چنانچہ حافظ بدرالدین عینیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"واستقبال قبلتنا مخصوص بنا۔" (عمدۃ القاری ج:۲ ص:۲۹۶)

ترجمہ:... "اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرنا، ہمارے ساتھ مخصوص ہے۔"

اور حافظ ابنِ حجرؒ لکھتے ہیں:

"وحکمة الإقتصار علی ما ذکر من الأفعال ان من یقر بالتوحید من اهل الکتاب

وان صلوا واستقبلوا وذبحوا لٰکنهم لَا یصلون مثل صلوٰتنا ولَا یستقبلون قبلتنا، ومنهم: من یذبح لغیر الله، ومنهم: من لَا یأکل ذبیحتنا والْاطلاع علی حال المرء فی صلوٰته واکله یمکن بسرعة فی اوّل یوم بخلاف غیر ذالک من امور الدین۔"

(فتح الباری ج:۱ ص:۴۱۷، مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیہ، لاہور)

ترجمہ:... "اور مذکورہ بالا افعال پر اکتفا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اہلِ کتاب میں سے جو لوگ توحید کے قائل ہوں وہ اگرچہ نماز بھی پڑھتے ہوں، قبلہ کا استقبال بھی کرتے ہوں اور ذبح بھی کرتے ہوں، لیکن وہ نہ تو ہمارے جیسی نماز پڑھتے ہیں، نہ ہمارے قبلہ کا استقبال کرتے ہیں، اور ان میں سے بعض غیراللہ کے لئے ذبح کرتے ہیں، بعض ہمارا ذبیحہ نہیں کھاتے، اور آدمی کی حالت نماز پڑھنے اور کھانا کھانے سے فوراً پہلے دن پہچانی جاتی ہے، دین کے دُوسرے کاموں میں اتنی جلدی اطلاع نہیں ہوتی، اس لئے مسلمان کی تین نمایاں علامتیں ذکر فرمائیں۔"

اور شیخ مُلّا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

"انما ذکره مع اندراجه فی الصلوٰة لأن القبلة اعف، اذ کل احد یعرف قبلته وان لم یعرف صلوٰته ولأن فی صلوٰتنا ما یوجد فی صلاة غیرنا واستقبال قبلتنا مخصوص بنا۔"

(مرقاۃ المفاتیح ج:۱ ص:۷۲، طبع بمبئی)

ترجمہ:... "نماز میں استقبالِ قبلہ خود آجاتا ہے، مگر اس کو الگ ذکر فرمایا، کیونکہ قبلہ اسلام کی سب سے معروف علامت ہے، کیونکہ ہر شخص اپنے قبلہ کو جانتا ہے، خواہ نماز کو نہ جانتا ہو، اور اس لئے بھی کہ ہماری نماز کی بعض چیزیں دُوسرے مذاہب کی نماز میں بھی پائی جاتی ہیں، مگر ہمارے قبلہ کی جانب منہ کرنا یہ صرف ہماری خصوصیت ہے۔"

ان تشریحات سے واضح ہوا کہ "استقبالِ قبلہ" اسلام کا اہم ترین شعار اور مسلمانوں کی معروف ترین علامت ہے، اسی بنا پر اہلِ اسلام کا لقب "اہلِ قبلہ" قرار دیا گیا ہے، پس جو شخص اسلام کے قطعی، متواتر اور مُسلَّمہ عقائد کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتا ہو، وہ "اہلِ قبلہ" میں داخل نہیں، نہ اسے استقبالِ قبلہ کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

محراب اسلام کا شعار ہے:

مسجد کے مسجد ہونے کے لئے کوئی مخصوص شکل و وضع لازم نہیں کی گئی، لیکن مسلمانوں کے عرف میں چند چیزیں مسجد کی مخصوص علامت کی حیثیت میں معروف ہیں، ایک ان میں سے مسجد کی محراب ہے، جو قبلہ کا رُخ متعین کرنے کے لئے تجویز کی گئی ہے۔

حافظ بدرالدین عینیؒ "عمدۃ القاری" میں لکھتے ہیں:

"ذکر ابوالبقاء ان جبریل علیه الصلوٰة والسلام وضع محراب رسول الله صلی الله

علیہ وسلم مسامة الکعبة، وقیل کان ذالک بالمعاینة بان کشف الحال وازیلت الحوائل فرأی رسول الله صلی الله علیه وسلم الکعبة فوضع قبلة مسجده علیها۔"

(عمدۃ القاری شرح بخاری الجزء الرابع ص:۱۲۶، طبع دار الفکر، بیروت)

ترجمہ:... "اور ابو البقاء نے ذکر کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کعبہ کی سیدھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محراب بنائی اور کہا گیا ہے کہ یہ معائنہ کے ذریعہ ہوا، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے گئے اور صحیح حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوگیا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو دیکھ کر اپنی مسجد کا قبلہ رُخ متعین کیا۔"

اس سے دو اُمور واضح ہوتے ہیں، اوّل یہ کہ محراب کی ضرورت تعینِ قبلہ کے لئے ہے، تاکہ محراب کو دیکھ کر نمازی اپنا قبلہ رُخ متعین کرسکے۔ دوم یہ کہ جب سے مسجدِ نبوی کی تعمیر ہوئی، اسی وقت سے محراب کا نشان بھی لگادیا گیا، خواہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی نشاندہی کی ہو، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ کشف خود ہی تجویز فرمائی ہو۔

البتہ یہ جوف دار محراب جو آج کل مساجد میں "قبلہ رُخ" ہوا کرتی ہے، اس کی ابتدا خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس وقت کی تھی جب وہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں مدینہ طیبہ کے گورنر تھے، (وفاء الوفاء ص:۵۲۵ ومابعد) یہ صحابہؓ و تابعینؒ کا دور تھا، اور اس وقت سے آج تک مسجد میں محراب بنانا مسلمانوں کا شعار رہا ہے۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

"وجهة الکعبة تعرف بالدلیل، والدلیل فی الأمصار والقری المحاریب التی نصبتها الصحابة والتابعون رضی الله عنهم اجمعین، فعلینا اتباعهم فی استقبال المحارب المنصوبة۔"

(البحر الرائق ج:۱ ص:۲۸۵، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

ترجمہ:... "اور قبلہ کا رُخ کسی علامت سے معلوم ہوسکتا ہے، اور شہروں اور آبادیوں میں قبلہ کی علامت وہ محرابیں ہیں جو صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین نے بنائیں، پس بنی ہوئی محرابوں میں ہم پر ان کی پیروی لازم ہے۔"

یعنی یہ محرابیں، جو مسلمانوں کی مسجدوں میں صحابہؓ و تابعینؒ کے زمانے سے چلی آتی ہیں، دراصل قبلہ کا رُخ متعین کرنے کے لئے ہیں اور اُوپر گزر چکا ہے کہ استقبالِ قبلہ ملتِ اسلامیہ کا شعار ہے، اور محراب جہتِ قبلہ کی علامت کے طور پر مسجد کا شعار ہے، اس لئے کسی غیرمسلم کی عبادت گاہ میں محراب کا ہونا ایک تو اسلامی شعار کی توہین ہے۔ اس کے علاوہ ان محراب والی عبادت گاہوں کو دیکھ کر ہر شخص انہیں "مسجد" تصوّر کرے گا، اور یہ اہلِ اسلام کے ساتھ فریب اور دغا ہے، لہٰذا جب تک کوئی غیرمسلم گروہ مسلمانوں کے تمام اُصول و عقائد کو تسلیم کرکے مسلمانوں کی جماعت میں شامل نہیں ہوتا، تب تک اس کی "مسجد نما" عبادت گاہ عیاری اور مکاری کا بدترین اڈہ ہے، جس کا اُکھاڑنا مسلمانوں پر لازم ہے، فقہائے اُمت نے لکھا ہے کہ اگر کوئی غیرمسلم بے وقت

اَذان دیتا ہے تو یہ اَذان سے مذاق ہے:

"ان الکافر لو اذّن فی غیر الوقت لَا یصیر به مسلمًا لأنه یکون مستهزءًا۔"

(شامی ج:۱ ص:۳۵۳، آغاز کتاب الصلوٰۃ طبع ایچ ایم سعید، کراچی)

ترجمہ:... "کافر اگر بے وقت اَذان کہے تو وہ اس سے مسلمان نہیں ہوگا، کیونکہ وہ دراصل مذاق اُڑاتا ہے۔"

ٹھیک اسی طرح سے کسی غیرمسلم گروہ کا اپنے عقائدِ کفر کے باوجود اسلامی شعائر کی نقالی کرنا اور اپنی عبادت گاہ مسجد کی شکل میں بنانا، دراصل مسلمانوں کے اسلامی شعائر سے مذاق ہے، اور یہ مذاق مسلمان برداشت نہیں کرسکتے!

اَذان:

مسجد میں اَذان نماز کی دعوت کے لئے دی جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مشورہ ہوا کہ نماز کی اطلاع کے لئے کوئی صورت تجویز ہونی چاہئے، بعض حضرات نے گھنٹی بجانے کی تجویز پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر رَدّ فرمادیا کہ یہ نصاریٰ کا شعار ہے۔ دُوسری تجویز پیش کی گئی کہ بوق (باجا) بجادیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی قبول نہیں فرمایا کہ یہ یہود کا وطیرہ ہے۔ تیسری تجویز آگ جلانے کی پیش کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ یہ مجلس اس فیصلے پر برخاست ہوئی کہ ایک شخص نماز کے وقت کا اعلان کردیا کرے کہ نماز تیار ہے۔ بعدازاں بعض حضرات صحابہؓ کو خواب میں اَذان کا طریقہ سکھایا گیا، جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، اور اس وقت سے مسلمانوں میں یہ اَذان رائج ہوئی (فتح الباری ج:۲ ص:۸۰، مطبوعہ لاہور)۔[1]

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس واقعے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذه القصة دليل واضح على ان الأحكام انما شرعت لأجل المصالح، وان للاجتهاد فيها مدخلًا، وان التيسير اصل اصيل، وان مخالفة اقوام تمادوا فى ضلالتهم فيما يكون يطلع بالمنام والنفث فى الروع علىٰ مراد الحق، لٰكن لَا يكلف الناس به ولَا تنقطع الشبهة حتى يقرره النبى صلى الله عليه وسلم واقتضت الحكمة الْإلٰهية ان لَا يكون الأذان صرف اعلام وتنبيه بل يضم مع ذالک ان يكون من شعائر الدين بحيث يكون النداء به على رؤس الخامل والتنبيه تنويها بالدين ويكون قبوله من القوم اٰية انقيادهم لدين الله۔"

(حجۃ اللہ البالغہ ج:۱ ص:۲۷۴ مترجم)

(۱) لما كثر الناس أن يعلموا وقت الصلاة بشىء يعرفونه .... عن عطاء عن خالد عند أبى الشيخ ولفظه فقالوا لو اتخذنا ناقوسا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذاک للنّصارىٰ، فقالوا: لو اتخذنا بوقا، فقال: ذاک لليهود، فقالوا: لو رفعنا نارًا، فقال: ذاک للمجوس۔ (فتح البارى ج:۲ ص:۸۰)۔ وفى حديث ابن عمر .... قال عمر: أوَلَا تبعثون رجلا ينادى بالصلاة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا بلال! قم فناد بالصلاة۔ (أيضًا ج:۲ ص:۷۷)۔

ترجمہ:... ''اس واقعے میں چند مسائل کی واضح دلیل ہے، اوّل یہ کہ اَحکامِ شرعیہ خاص مصلحتوں کی بنا پر مقرر ہوئے ہیں۔ دوم یہ کہ اجتہاد کا بھی اَحکام میں دخل ہے۔ سوم یہ کہ اَحکامِ شرعیہ میں آسانی کو ملحوظ رکھنا بہت بڑا اصل ہے۔ چہارم یہ کہ شعائرِ دین میں ان لوگوں کی مخالفت جو اپنی گمراہی میں بہت آگے نکل گئے ہوں، شارع کو مطلوب ہے۔ پنجم یہ کہ غیر نبی کو بھی بذریعہ خواب یا القاء فی القلب کے مرادِ الٰہی کی اطلاع مل سکتی ہے، مگر وہ لوگوں کو اس کا مکلف نہیں بنا سکتا، اور نہ اس سے شبہ دُور ہوسکتا ہے، جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہ فرمائیں، اور حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہوا کہ اَذان صرف اطلاع اور تنبیہ ہی نہ ہو، بلکہ اس کے ساتھ وہ شعائرِ دین میں سے بھی ہو کہ تمام لوگوں کے سامنے اَذان کہنا تعظیمِ دین کا ذریعہ ہو اور لوگوں کا اس کو قبول کرلینا ان کے دینِ خداوندی کے تابع ہونے کی علامت ٹھہرے۔''

حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اَذان اسلام کا بلند ترین شعار ہے، اور یہ کہ اسلام نے اپنے اس شعار میں گمراہ فرقوں کی مخالفت کو ملحوظ رکھا ہے۔ فتح القدیر جلد:۱ صفحہ:۱۶۷، فتاویٰ قاضی خان اور البحر الرائق جلد:۱ صفحہ:۲۶۹ وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے کہ اَذان دینِ اسلام کا شعار ہے۔[۱] فقہائے کرامؒ نے جہاں مؤذِّن کے شرائط شمار کئے ہیں، وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ مؤذِّن مسلمان ہونا چاہئے:

''واما الإسلام فینبغی ان یکون شرط صحة فلا یصح اَذان کافر علی أی ملة کان۔'' (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۹ مطبوعہ دارالمعرفہ، بیروت)

ترجمہ:... ''مؤذِّن کے مسلمان ہونے کی شرط بھی ضروری ہے، پس کافر کی اَذان صحیح نہیں، خواہ کسی مذہب کا ہو۔''

فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ مؤذِّن اگر اَذان کے دوران مرتد ہوجائے تو دُوسرا شخص اَذان کہے:

''ولو ارتد المؤذّن بعد الأذان لَا یعاد وان اعید فھو افضل۔ کذا فی السراج الوھاج، واذا ارتد فی الأذان فالأولیٰ ان یبتدئ غیرہ وان لم یبتدی غیرہ واتمہ جاز۔ کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔'' (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۵۴ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:... ''اگر مؤذِّن اَذان کے بعد مرتد ہوجائے تو اَذان دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں، اگر لوٹائی جائے تو افضل ہے، اور اگر اَذان کے دوران مرتد ہوگیا تو بہتر یہ ہے کہ دُوسرا شخص نئے سرے سے اَذان شروع کرے، تاہم اگر دُوسرے شخص نے باقی ماندہ اَذان کو پورا کردیا تب بھی جائز ہے۔''

مسجد کے مینار:

مسجد کی ایک خاص علامت، جو سب سے نمایاں ہے، اس کے مینار ہیں۔ میناروں کی ابتدا بھی صحابہؓ و تابعینؒ کے زمانے سے

(۱) لأن الأذان من أعلام الدین۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۶۹، وأیضًا: فی فتح القدیر ج:۱ ص:۱۶۷)۔

ہوئی، مسجدِ نبوی میں سب سے پہلے، خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مینار بنوائے۔ (وفاء الوفاء ص:۵۲۵) حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مصر کے گورنر تھے، انہوں نے مصر کی مساجد میں مینار بنانے کا حکم فرمایا۔ (الاصابہ ج:۳ ص:۴۱۸)[1] اس وقت سے آج تک کسی نہ کسی شکل میں مسجد کے لئے مینار ضروری سمجھے جاتے ہیں، مسجد کے مینار دو فائدوں کے لئے بنائے گئے، اوّل یہ کہ بلند جگہ نماز کی اَذان دی جائے، چنانچہ امام ابوداؤدؒ نے اس پر ایک مستقل باب باندھا ہے: الأذان فوق المنارة۔

حافظ جمال الدین الزیلعی نے نصب الرایہ میں حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

"من السنّة الأذان في المنارة والإقامة في المسجد۔" (ج:۱ ص:۲۹۳ مطبوعہ مجلس علمی بالہند)

ترجمہ:... "سنت یہ ہے کہ اَذان مینارہ میں ہو اور اِقامت مسجد میں۔"

مینارِ مسجد کا دُوسرا فائدہ یہ تھا کہ مینار دیکھ کر ناواقف آدمی کو مسجد کے مسجد ہونے کا علم ہوسکے۔ گویا مسجد کی معروف ترین علامت یہ ہے کہ اس میں قبلہ رُخ محراب ہو، منبر ہو، مینار ہو، وہاں اَذان ہوتی ہو، اس لئے کسی غیرمسلم کی عبادت گاہ میں ان چیزوں کا پایا جانا اسلامی شعار کی توہین ہے، اور جب قادیانیوں کو آئینی طور پر غیرمسلم تسلیم کیا جاچکا ہے، اور ان کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے پر بھی پابندی عائد کردی گئی ہے، تو انہیں مسجد یا مسجد نما عبادت گاہ بنانے اور وہاں اَذان و اِقامت کہنے کی اجازت دینا قطعاً جائز نہیں۔ ہمارے اربابِ اِقتدار اور عدلیہ کا فرض ہے کہ غیرمسلم قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکیں اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پوری قوت اور شدّت سے اس مطالبے کو منوائیں۔ حق تعالیٰ شانہ اس ملک کو منافقوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

بلااجازت غیرمسلم کی جگہ پر مسجد کی تعمیر ناجائز ہے

سوال:... ایک زمین ہے جو غیرمسلم کی ہے، اس غیرمسلم نے اپنی زمین کو ایک مسلم شخص کے حوالے کیا ہے کہ جب تک میں اپنے وطن سے نہ آجاؤں، اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کریں، اس مسلم شخص نے اس کی زمین پر مدرسہ اور مسجد بناڈالی، جبکہ وہ غیرمسلم دوبارہ اپنی جگہ پر آیا ہے اور اس نے اپنی زمین پر مدرسہ اور مسجد بنا ہوا دیکھا ہے، اور اس نے مسلم شخص کو کہا ہے کہ میری زمین میں کیوں خیانت کی ہے؟ اس زمین پر مدرسہ اور مسجد بنایا ہے، میں ان دونوں کو توڑ دوں گا۔ آیا شریعت میں اس غیرمسلم کو اجازت ہے کہ اس مسجد اور مدرسہ کو توڑ دے؟

جواب:... مالک کی اجازت کے بغیر مسجد اور مدرسہ بنانا صحیح نہیں، لہٰذا اس غیرمسلم کو حق ہے کہ اپنی زمین سے مسجد اور مدرسہ کو اُکھاڑ دے، اور مسلمان اگر اس مسجد اور مدرسہ کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو غیرمسلم کو اس کی قیمت دے کر رضامندی سے خرید لیں۔[2]

---

(۱) مسلمة بن مخلد .... الأنصاري الخزرجي ..... وقال محمد بن الربيع، ولي امرة مصر وهو أوّل من جمعت له مصر والمغرب وذٰلك في خلافة معاوية ...... وقال ابن السكن: هو أوّل من جعل على أهل مصر بنيان المنار۔ (الإصابة في تمييز الصحابة ج:۳ ص:۴۱۸، طبع دار صادر مصر، حرف الميم، القسم الأوّل)۔

(۲) فإن شرط الوقف التأبيد والأرض إذا كانت ملكًا لغيره فللمالك استردادها، وأمره بنقض البناء ...إلخ۔ (فتاویٰ شامی ج:۴ ص:۳۹۰، كتاب الوقف مطلب مناظرة ابن الشحنة مع شيخه العلّامة قاسم في وقف البناء)۔

غصب شدہ جگہ پر مسجد کی تعمیر

سوال:... کسی مسجد کی انتظامیہ گورنمنٹ کی اجازت یا بلا اجازت گورنمنٹ کے کسی دفتر یا ادارہ پر قبضہ کرکے اسے مسجد میں شامل کرلے تو کیا وہ جگہ غصب شدہ تصوّر ہوگی؟ اور وہاں نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب:... غصب شدہ جگہ پر مسجد تو نہیں بن سکتی ہے، جب تک مالک سے اس کی اجازت نہ لے لی جائے، گورنمنٹ کے کسی دفتر یا ادارہ پر قبضہ کرکے اسے مسجد میں شامل کرنا بھی غصب ہے، البتہ جو جگہ علاقے کے لوگوں کی ضرورتوں کے لئے خالی پڑی ہو، وہاں مسجد بنانا جائز ہے۔ اور گورنمنٹ کا فرض ہے کہ لوگوں کی ضرورت کے مدِنظر وہاں مسجد بنوائے۔[۱]

پارک، اسکول، کوڑے دان کی جگہ پر مسجد کی تعمیر

سوال:... اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں کہیں خاص طور سے کونے کھدروں میں خالی جگہ موجود ہوتی ہے، چاہے وہ حکومت کی ملکیت ہی کیوں نہ ہو، کسی پارک، اسکول یا کوڑے دان کے لئے مختص ہو، سازشوں کے تحت چپ چپاتے کسی مسجد کی تعمیر شروع ہوجاتی ہے، دیواریں ومنبر وغیرہ تعمیر کردیئے جاتے ہیں، پھر اس کے بعد اعتراض کرنا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے۔

جواب:... ناجائز جگہ اور کسی اور کی ملکیت والی جگہ پر بغیر اجازت کے تعمیرِ مسجد کی اجازت نہیں، اسی طرح مسجد کی تعمیر میں حلال مال صَرف کرنا چاہئے۔[۲]

ناجائز قبضہ کی گئی زمین پر مسجد کی تعمیر اور اس میں نماز کا حکم

سوال:... ایک مسجد جس کی تعمیر ایسی جگہ پر کی گئی ہے جو کہ ایک بیوہ عورت کی ملکیت ہے، اور وہ عورت یہ جگہ مسجد کو دینے کے لئے ہرگز تیار نہیں، اس کی غصب کی جگہ پر زبردستی مسجد تعمیر کردی گئی ہے۔ ایسی صورت میں متعلقہ مسجد جس کی تعمیر ناجائز جگہ پر ہوئی ہے، نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:... کسی بیوہ کی جگہ پر زبردستی مسجد تعمیر کردینا، یہ غصب ہے،[۳] اور جتنے لوگ اس مسجد میں نماز پڑھیں گے، وہ سب کے سب گناہگار ہوں گے۔ مسجد کے نمازیوں کو چاہئے کہ اس بیوہ کو اس کی قیمت دے کر راضی کرلیں، تب یہ نماز صحیح ہوگی۔

---

(۱) (وأرض مغصوبة أو للغير) ...... وتكره في أرض الغير ...... إلّا إذا كانت بينهما صداقة أو رأى صاحبها لا يكرهه فلا بأس۔ (شامي ج:۱ ص:۳۸۱، مطلب في الصلاة في الأرض المغصوبة ...إلخ)۔

(۲) واما شرائطه .... فمنها الملك وقت الوقف ...إلخ۔ (عالمگيرية ج:۲ ص:۳۵۳)، فإن شرط الواقف التأبيد والأرض إذا كانت ملكًا لغيره فللمالك استردادها وأمره بنقض البناء۔ (شامي ج:۴ ص:۳۹۰، طبع ايچ ايم سعيد، مطلب مناظرة ابن الشحنة مع شيخه العلّامة قاسم في وقف البناء)۔

(۳) ایضاً حوالہ نمبر ۱، ۲۔

مسجد کی توسیع کے لئے سرکاری زمین قبضہ کرنا

سوال:... اگر مسجد کے صحن کی توسیع کے لئے آٹھ دس فٹ سرکاری زمین پر بلااجازت قبضہ کرلیا جائے تو اس توسیعی زمین پر نماز ہوجائے گی یا لوٹانی ہوگی؟

جواب:... یہ زمین اگر رفاہِ عامہ کے لئے پڑی تھی، جیسے کھیل کے میدان وغیرہ تو مسجد کی ضرورت رفاہِ عامہ میں سب سے مقدم ہے۔ اس لئے اہلِ محلہ کی رائے سے اس کو بقدرِ ضرورت مسجد میں شامل کیا جانا صحیح ہے۔ سرکاری اجازت ضروری نہیں۔ اور متعلقہ سرکاری ادارے کو اس کی منظوری دینی چاہئے۔[1]

شرعی مسجد کی تفصیل

سوال:... آپ نے ۱۲ر فروری کے روزنامہ ''جنگ'' میں مسجد کی منتقلی سے متعلق اِرشاد فرمایا ہے کہ: ''مسجد کا ایک جگہ سے دُوسری جگہ منتقل کرنا صحیح نہیں، جو ایک بار شرعی مسجد بن گئی، وہ قیامت تک کے لئے مسجد ہے۔'' مگر آپ نے لفظ ''شرعی'' کی وضاحت نہیں فرمائی۔ کراچی میں بہت سی مساجد اور خصوصاً مضافاتی بستیوں میں اہلِ سنت کی بہت سی مساجد سرکاری و نیم سرکاری زمینوں پر قبضہ کرکے بنائی گئی ہیں۔ میں تو ایک ایسی مسجد بھی دیکھ چکا ہوں جو ایک سرکاری ملازم کے ذاتی پلاٹ پر بلااجازت بنائی گئی۔ وہ غریب ملازمت کے سلسلے میں تبدیل ہوکر اِسلام آباد چلا گیا تھا، اور جب ریٹائر ہوکر ایک طویل عرصے کے بعد واپس آیا تو اپنے پلاٹ پر مسجد کھڑی دیکھ کر سر پیٹ لیا۔ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ آپ کے خیال میں کیا یہ بھی شرعی مسجد ہے؟ اگر نہیں تو پھر اس میں نماز کیسے ہوتی ہے؟

ایک مضافاتی بستی میں چند برس ہوئے ایسی ہی ناجائز مسجد کو ہٹایا گیا۔ متعلقہ لوگوں نے ایک عالمِ دِین سے رُجوع کیا، تو فرمایا: مسجد ناجائز بننا تو نہیں چاہئے، لیکن اگر بن گئی ہے تو پھر رہنے دیا جائے۔ کیا اس جواب سے ان عالمِ دِین میں حق بات کہنے کی جرأت کا فقدان نہیں ظاہر ہوتا کہ انہوں نے مصلحت آمیز جواب دیا۔ کسی زمین پر خواہ کسی کی ذاتی ملکیت ہو، یا سرکاری و نیم سرکاری اِدارے کی ملکیت، حق بات تو یہ ہے کہ مسجد بلااِجازت بننا نہیں چاہئے۔ تاریخ میں تو یہ پڑھا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ نبوی بھی زمین کا معاوضہ دے کر بنائی تھی، حالانکہ وہ زمین دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی، اور لوگوں نے بلامعاوضہ زمین مسجد کے لئے پیش کی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِصرار کرکے مسجد کا معاوضہ ادا کیا۔ اب آپ یہ نہ فرمایئے گا کہ وہ زمین چونکہ یتیم بچوں کی ملکیت تھی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاوضے کی ادائیگی پر اِصرار کیا۔ کیا آپ کسی مسجد کی مثال دے سکتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نے کسی کی زمین پر مالک کی اِجازت و منشا کے بغیر قائم کی ہو؟

---

(۱) مسجد بنی علی سور المدينة قالوا لَا يصلي فيه لأن السور حق العامة وينبغي أن يكون الجواب على التفصيل إن كانت البلدة فتحت عنوة وبنى مسجد بإذن الإمام جازت الصلاة فيه لأن للإمام أن يجعل الطريق مسجدًا فهذا أولى۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۱۰، كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني)۔

جواب:... میں نے ''شرعی مسجد'' کی قید اس لئے لگائی تھی تا کہ کسی شخصی ملکیت پر بلا اجازت بنائی گئی ''نام نہاد مسجد'' کو اس سے مستثنیٰ کیا جاسکے۔ اب اس کے حکمِ شرعی کی تفصیل لکھتا ہوں۔

۱:... جو جگہیں گورنمنٹ نے رفاہِ عامہ کے لئے چھوڑی ہوئی ہیں، یعنی وہ اہلِ محلہ کی ضروریات کے لئے ہیں، ایسی جگہوں میں جو مساجد بنائی جائیں، ان کا حکم یہ ہے کہ رسمی طور پر گورنمنٹ سے ان کی اجازت لینی چاہئے، اور اگر وہاں واقعی مسجد کی ضرورت ہو تو گورنمنٹ کے متعلقہ افسران کو اس کی فوری منظوری دینی چاہئے۔ اگر یہ افسران مسجد کی منظوری نہ دیں اور اہلِ محلہ وہاں مسجد بنا کر نماز شروع کردیں تو یہ ''شرعی مسجد'' ہوگی، کیونکہ یہ جگہ اہلِ محلہ ہی کی ضرورتوں کے لئے ہے، اور مسجد کا ہونا اہلِ محلہ کی اہم ترین ضرورت ہے۔

۲:... بعض جگہیں ایسی ہیں جو گورنمنٹ نے اہلِ محلہ کی ضرورتوں کے لئے نہیں، بلکہ گورنمنٹ کی ضرورتوں کے لئے رکھی ہیں، اور وہ جگہ ایسی ہے کہ گورنمنٹ اس کا کوئی متبادل بھی تلاش نہیں کرسکتی، ایسی جگہ پر بلا اجازت مسجد بنانا صحیح نہیں، بلکہ گورنمنٹ سے پیشگی اجازت لینا ضروری ہے۔

۳:... بعض جگہیں خاص محکموں کی ملکیت ہوتی ہیں، ایسی جگہوں پر مسجد بنانے کے لئے اس محکمے سے اِجازت لینا ضروری ہے۔

۴:... بعض جگہیں کسی شخص کی ذاتی ملکیت ہوتی ہیں (خواہ وہ فرد مسلم ہو یا غیرمسلم) ایسی جگہ مسجد بنانا صرف اس صورت میں صحیح ہے کہ وہ شخص اس جگہ کو مسجد کے لئے وقف کردے، یا مسجد کے لئے اس سے خرید لی جائے۔ اگر مالک کی اِجازت کے بغیر وہاں مسجد بنائی گئی (جیسا کہ آپ نے سوال میں لکھا ہے) تو وہ شرعاً مسجد نہیں، اور اس میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں، زمین کے مالک کو حق حاصل ہے کہ اس عمارت کو، جو ''مسجد'' کے نام سے کھڑی کی گئی ہے، منہدم کرڈالے۔ الغرض ''مسجد'' کے مقدس نام سے دُوسروں کی زمین غصب کرلینا قطعاً جائز نہیں۔ (۱)

پرائی زمین پر مسجد بنانا

سوال:... میں ایک ریٹائرڈ سرکاری ملازم ہوں، میری ریٹائرمنٹ پر جو رقم مجھے دی گئی تھی، میں نے اس سے ایک پلاٹ خرید لیا تھا۔ میری تین بچیاں ہیں، جس میں سے ایک بچی کی شادی کا مسئلہ درپیش ہے۔ میرے پلاٹ پر چند لوگوں نے ناجائز قبضہ کرلیا ہے، میں ان کو وہاں سے ہٹانا چاہتا ہوں، کیونکہ ایک کمپنی کو میں نے پلاٹ بیچنے کا اِرادہ کیا ہے۔ پولیس کے کچھ افسران سابقہ سرکاری ملازمت کی وجہ سے میرے واقف کار ہیں، اس لئے ان ناجائز قابضین سے جگہ خالی کرانا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

مسئلہ دراصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے قریب ہی میں مسجد ہونے کے باوجود میرے پلاٹ پر ایک مسجد تعمیر کرلی ہے، اگر میں

---

(۱) واما شرائطه ...... ومنها الملک وقت الوقف، حتّٰی لو غصب أرضًا فوقفها ثم اشتراها من مالكها ودفع الثمن إليه أو صالح علٰی مال دفعه إليه لَا تكون وقفًا۔ (عالمگیری ج:۲ ص:۳۵۳، کتاب الوقف، الباب الأوّل)۔ أيضًا: كل يتصرف فی ملكه كيف شاء، لأن كون الشیء ملكًا لرجل يقتضی أن يكون مطلقًا فی التصرف فيه۔ (شرح المجلة لِأتاسی ج:۳ ص:۱۳۲، المادّة:۱۱۹۲)۔

ان کو وہاں سے ہٹانا چاہتا ہوں تو وہ اس مسئلے کو مذہبی رنگ دے رہے ہیں، اور جگہ خالی کرنے سے اِنکاری ہیں۔

۱:... کیا کسی شخص کی ذاتی ملکیت پر ناجائز مسجد تعمیر کرنا جائز ہے؟

۲:... اگر میں ان لوگوں کو وہاں سے بزور ہٹاؤں تو اس مسجد کا کیا کیا جائے؟ جس کمپنی سے میرا معاہدہ ہوا ہے وہ وہاں پر ایک رہائشی منصوبہ بنانا چاہتی ہے۔ مسجد ان لوگوں نے اس قدر غلط طریقے سے بنائی ہے کہ اس کو منصوبے سے کسی طرح بھی ایڈجسٹ نہیں کیا جاسکتا۔

محترم! میری کل پونجی وہی ایک پلاٹ ہے، بچی کی شادی قریب آتی جارہی ہے، اور یہ مسئلہ اُلجھتا جارہا ہے، برائے مہربانی آپ سے نہایت عاجزانہ التماس ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلے کا حل فوری عنایت فرمائیں۔

جواب:... جو واقعات آپ نے لکھے ہیں، اگر وہ صحیح ہیں تو وہ مسجد جو پرائی زمین پر بنائی جائے، مسجد ہی نہیں، اس لئے آپ بلاتکلف ان لوگوں کو ہٹاسکتے ہیں، اور اس مسجد کو ہٹواسکتے ہیں۔[1] ان لوگوں کو اس مسجد کے بنانے سے ثواب نہیں ملا، بلکہ پرائے مال پر قبضہ کرنے کی وجہ سے یہ لوگ مبتلائے عذاب ہوں گے، جب تک کہ یہ لوگ اپنے اس گناہ سے توبہ نہیں کرلیتے۔[2]

ورثاء کی رضامندی کے بغیر مکان مسجد میں شامل کرنا

سوال:... میرے والد صاحب نے اپنی حیات میں مکان خریدا، جائیداد متروکہ حکومت سے فارم والد صاحب کے نام پر کیا، تمام قیمت میری تنخواہ سے ادا کی، والد صاحب فوت ہوجاتے ہیں۔ بلدیہ جائیداد خطرناک ہونے کی وجہ سے گرانے کا حکم دیتی ہے، والد صاحب کی وفات کے چار سال بعد بلدیہ سے نقشہ پاس کرواکر دوبارہ تعمیر کرتے ہیں، جس میں میرا اور میرے چھوٹے بھائی کا روپیہ خرچ ہوتا ہے، والد صاحب وفات کے وقت دو کمسن لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ جاتے ہیں۔ میں اور میرے بھائی نے پرورش کی اور شادی وغیرہ کے اِخراجات بھی برداشت کرتے ہیں۔ اب وہ سب سے چھوٹا بھائی اور دو بہنیں مطالبہ کرتی ہیں کہ گھر فروخت کرکے ہمارا حصہ دو۔ برابر میں مسجد بھی زیرِ تعمیر ہے، مسجد والے چاہتے ہیں کہ گھر مسجد میں آجائے، مسجد والے میرے بھائی اور بہن کا زبردستی ساتھ دے رہے ہیں، رقم بھی دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ رشوت دے کر بھی مکان مسجد میں شامل کریں گے، جیسا کہ مسجد پر ناجائز زبردستی قبضہ کیا، جبکہ مکان میں میری والدہ، ایک بھائی اور میرے بیوی بچے رہ رہے ہیں، میں تو ۱۹۴۷ء سے اسی مکان میں آباد ہوں۔

جواب:... یہ مکان آپ کے والد ماجد کے نام تھا، اس لئے وہ جگہ تو تمام وارثوں کی ہے۔ اس پر جو نیا مکان بنایا گیا ہے، وہ صرف ان کا ہے جنہوں نے یہ مکان بنایا، اس لئے جگہ کی جو قیمت بنتی ہو اس میں سے وارثوں کو حصہ دے دیا جائے۔ مسجد کو اگر آپ لوگ خوشی کے ساتھ یہ مکان دے دیں تو آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہوگا، زبردستی لے کر مسجد میں شامل کرنا صحیح نہیں۔

---

(۱) واما شرائطه ...... فمنها الملک وقت الوقف. (عالمگیری ج:۲ ص:۳۵۳). أيضًا: والأرض إذا كانت ملكا لغيره فللمالک استردادها وأمره بنقض البناء. (ردالمحتار ج:۴ ص:۳۹۰، كتاب الوقف، مناظرة ابن الشحنه مع شيخه).

(۲) عن سعيد بن زيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ شبرًا من الأرض ظلمًا فإنه يطوّقه يوم القيامة من سبع أرضين. متفق عليه. (مشكوة ص:۲۵۴، باب الغصب والعارية، طبع قديمي كتب خانه).

مسجد کے مصارف کے لئے خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

سوال:... اگر ہر جمعرات کو مسجد میں پیسے دیئے جائیں تو کیا یہ صدقہ ہے؟ صدقہ تو ان کو دیا جاتا ہے جو کہ غریب ہوں، (میں تو لڑکی ہوں، مجھے غریب لوگوں کا معلوم نہیں، اور نہ میں گھر سے نکلتی ہوں، اس لئے مسجد میں دے دیتی ہوں) کیا یہ دُرست ہے اور اس کا ثواب ملے گا؟

جواب:... جو چیز رضائے الٰہی کے لئے دی جائے وہ صدقہ ہے، اس لئے مسجد کے مصارف کے لئے خرچ کرنا بھی صدقہ ہے، صدقہ کرنے کا کوئی خاص دن نہیں، خواہ پیر کے دن دے دیا، جمعرات کو یا کسی اور دن۔[1]

سٹے کی رقم مسجد میں لگانا

سوال:... مسئلہ کچھ یوں ہے کہ ایک شخص عرصہ بیس سال سے سٹہ جیسے منحوس وغیر اسلامی کاروبار کر رہے ہیں، جنہیں علاقہ اور علاقے سے باہر کے تمام ہی لوگ جانتے ہیں، ان صاحب نے مسجد کی تعمیر و مرمت کے لئے بیس ہزار روپیہ بطور عطیہ دیا ہے، جسے مسجد کمیٹی نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ عطیہ دینے والے شخص کا ذریعہ معاش صرف اور صرف سٹے کے کاروبار سے حاصل ہونی والی آمدنی ہے، اس کے علاوہ اس کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں، پھر بھی مسجد انتظامیہ یہ ناجائز پیسہ لے کر مسجد کی تعمیر و مرمت میں لگا رہی ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ ایسے پیسے سے تعمیر کی جانے والی مسجد میں نماز کی ادائیگی کی کیا شرعی حیثیت ہوگی؟ مفصل جواب مرحمت فرمادیں، اللہ تعالیٰ آپ کا ہمیشہ حامی و ناصر رہے، آمین!

جواب:... یہ شرعاً مسجد ہے اور نماز بھی اس میں جائز ہے، مگر جان بوجھ کر غلط رقم مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنے والے لوگ گنہگار ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے۔[2]

مسجد کو بانی کے نام سے منسوب کرنا

سوال:... ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے، یہ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک شخص (جو اَب اس دُنیا میں نہیں) نے مسجد کی تعمیر کے لئے اپنی زمین دی تھی، ویسے تو اس مسجد کا نام "سبحانی مسجد" ہے، لیکن اس کے لواحقین اس مسجد کو اس شخص کے نام سے پکارتے ہیں، اور باقاعدہ طور پر اس مسجد کو اس شخص کے نام سے موسوم کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی ان کے نام پر مسجد کا نام رکھنا چاہتے ہیں، جہاں تک میری عقل کا تعلق ہے میں نے آج تک یہ نہیں سنا کہ کوئی مسجد کسی کے نام سے موسوم کی گئی ہو، کیونکہ مسجد تو اللہ کا گھر ہے، کسی کی ملکیت نہیں، اب رہا اس شخص کا تعلق جس نے مسجد کی تعمیر کے لئے زمین دی تو اس کا اجر تو اللہ دے گا۔ قرآن و سنت کی روشنی میں

---

(۱) الصدقة: هي العطية التي تبغى بها المثوبة من الله تعالىٰ۔ (التعريفات الفقهية في قواعد الفقه لمفتي عميم الإحسان ص:۳۴۸، طبع صدف پبلشرز کراچی)۔

(۲) قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذالك مالًا خبيثًا أو مالًا سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالىٰ لَا يقبل إلَّا الطيب فيكره تلويث بيته بما لَا يقبله۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۶۵۸، مطلب كلمة لَا بأس)۔

ہمیں یہ بتائیں کہ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں ہے تو کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب:... مسجد کی نسبت کسی شخص کی طرف اس کے بانی کی حیثیت سے جائز ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن جب بانی مرحوم نے خود اپنے نام کی نسبت پسند نہیں کی تو ان کے لواحقین کو بھی پسند نہیں کرنی چاہئے۔

مسجد کی حیثیت تبدیل کرنا صحیح نہیں

سوال:... ہمارے یہاں پر مسجد ایسی جگہ پر ہے کہ نمازی بہت کم آتے ہیں، ہماری کمیٹی کا ارادہ ہے کہ اس کو بجائے یہاں کے روڈ پر لے جایا جائے، اور اس جگہ کو مدرسہ میں تبدیل کردیا جائے، قرآن و حدیث و فقہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

جواب:... جو جگہ باقاعدہ مسجد بنادی جائے، وہ ہمیشہ مسجد رہے گی، اس کی اس حیثیت کو تبدیل کرنا صحیح نہیں۔ (۱)

مسجد کو شہید کرنا

سوال:... تحصیل ماتلی سے ۱۰ کلومیٹر دُور گورنمنٹ نے بارن اسٹاپ پر ایک مرادواہ کے نام سے نہر نکالی ہے، اس نہر کے ایک سائیڈ پر ایک چھوٹی مسجد آتی ہے، ٹھیکیدار نے کھدائی کرادی ہے، جس سے مسجد مرادواہ کے ایک کنارے سے چار پانچ فٹ (واہ کے) اندر آگئی ہے، انجینئر اور ٹھیکیدار کہتے ہیں کہ اس مسجد شریف کو گراکر اور اس کی مٹی کو کسی بہتی ہوئی نہر میں ڈال دیں، لیکن وہاں جو ٹریکٹر والے کھدائی کا کام کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم شرعی مسئلہ پوچھ کر پھر مسجد کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ جیسے انجینئر اور ٹھیکیدار کہتے ہیں وہ صحیح ہے؟ یا اس (کچی) مسجد کو وہاں کھڑا کرنا چاہئے تو کیسے؟

جواب:... مسجد خواہ کچی ہو یا پکی، اس کو یا اس کے کسی حصے کو ہٹانا اور اس جگہ کو کسی اور کام میں استعمال کرنا جائز نہیں۔ (۲) ٹھیکیدار اور انجینئر صاحبان کو چاہئے کہ نہر کو خم دے کر مسجد کے ورے ورے سے گزاریں، ورنہ تمام لوگ جو اس کام میں شریک ہیں، خانۂ خدا کی ویرانی کی وجہ سے گناہگار ہوں گے اور جس طرح انہوں نے خدا کا گھر ویران کیا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اُجاڑ دیں گے۔ (۳)

---

(۱) فلا یعود میراثا ولا یجوز نقله ونقل ماله إلی مسجد آخر سواء کانوا یصلون فیه أو لا وهو الفتویٰ حاوی القدسی وأکثر المشائخ علی قول أبی یوسف ورجح فی فتح القدیر قول أبی یوسف بأنه هو الأوجه۔ (ردالمحتار ج:۴ ص:۳۵۸)۔

(۲) ولو خرب ما حوله واستغنی عنه یبقی مسجدًا عند الإمام، والثانی أبدًا إلی قیام الساعة، وبه یفتی۔ درمختار۔ (قوله عند الإمام والثانی) فلا یعود میراثًا، ولا یجوز نقله ونقل ماله إلی مسجد آخر، سواء کانوا یصلون فیه أو لا، وهو الفتویٰ حاوی القدسی وأکثر المشائخ علیه۔ (فتاویٰ شامی، کتاب الوقف، مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیره ج:۴ ص:۳۵۸، طبع ایچ ایم سعید، البحر الرائق ج:۵ ص:۲۷۲، طبع دار المعرفة بیروت)۔

(۳) "ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها أولٰئک ما کان لهم أن یدخلوها إلّا خائفین لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الآخرة عذاب عظیم" (البقرة:۱۱۴)۔

ایک مسجد کو آباد کرنے کے لئے دُوسری مسجد کو منہدم کرنا جائز نہیں

سوال:... ایک قدیم مسجد جو چاروں طرف سے درختوں، باغات سے ڈھکی ہوئی ہے، علاقہ انتہائی گرم، گرمی ناقابلِ برداشت حتیٰ کہ مقتدیوں نے کہا کہ ہم گرمی میں نماز پڑھنے نہیں آئیں گے، مسجد کسی طرف سے بڑھائی بھی نہیں جاسکتی، تو کیا سوقدم کے فاصلے پر مسجدِ ثانی کا بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ظاہر ہے دونوں مسجدوں میں جماعت نہیں ہوسکتی، تو پھر قدیم مسجد کو منہدم کردیں یا بند کریں؟

جواب:... ایک مسجد کا دُوسری مسجد کے لئے انہدام قصداً جائز نہیں ہے، البتہ دُوسری مسجد مذکورہ بالا ضرورت کے تحت بناسکتے ہیں، لیکن اس کو آباد کرنے کے لئے پہلی مسجد کو منہدم نہیں کیا جاسکتا۔ (۱)

مسجد کو دُوسری جگہ منتقل کرنا دُرست نہیں

سوال:... ایک مسجد تھی، محلہ والوں نے وہاں کئی عرصہ نمازیں پڑھیں، پھر اس کو شہید کراکے آگے دُوسری جگہ مسجد بنالی۔ اب وہاں جہاں پہلے مسجد تھی، اسکول بنا ہوا ہے۔ تو ایسا کرنا جائز ہے؟ بعض مرتبہ گورنمنٹ سڑک بناتی ہے، کچی آبادیوں میں تو بیچ میں مسجد آجاتی ہے، تو کیا مسجد کو دُوسری جگہ دے کر وہاں سے سڑک گزارنا جائز ہے؟

جواب:... مسجد کا ایک جگہ سے دُوسری جگہ منتقل کرنا صحیح نہیں، جو ایک بار شرعی مسجد بن گئی، وہ قیامت تک کے لئے مسجد ہے، اس کو کسی دُوسرے مصرف میں لانا گناہ ہے۔ (۲)

نئی مسجد کی وجہ سے پُرانی مسجد کو شہید کرنا

سوال:... گارڈن ویسٹ میں جیلانی مسجد تیس سال سے قائم ہے، نمازِ جمعہ اور عیدین بھی ادا کی جاتی ہیں، حکومت نے آبادی ختم کرکے روڈ کشادہ کی، لیکن مسجد کو اپنے حال پر باقی رکھا۔ اب مسجد سے متصل فلیٹ اور دُکانیں تعمیر ہورہی ہیں، اور ایک طرف نئی مسجد بھی تعمیر ہورہی ہے، کچھ لوگ اس مسجد کو ختم کرکے نئی مسجد میں شفٹ ہونا چاہتے ہیں، کیا پُرانی مسجد کو شہید کرکے نئی مسجد میں شفٹ ہوا جاسکتا ہے؟ اس مسجد کو ختم کردیا جائے؟

جواب:... جب ایک مرتبہ کسی جگہ مسجد بن جائے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہوتی ہے، اب وہ جگہ وقف ہے، اس پر مالکانہ تصرف کا حق باقی نہیں رہتا۔ اس لئے اس جگہ پر مکان بنانا، دُکان بنانا یا کسی اور تصرف میں لانا جائز نہیں۔ اسی طرح اس مسجد کو

---

(۱) ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام، والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتي حاوي القدسي. وفي الشامية قوله عند الإمام والثاني فلا يعود ميراثًا ولَا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجدًا آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لَا وهو الفتوىٰ حاوي القدسي وأكثر المشائخ عليه مجتبى. (فتاویٰ شامی ج:۴ ص:۳۵۸، كتاب الوقف، مطلب في ما لو خرب المسجد أو غيره، البحر الرائق ج:۵ ص:۲۷۲، كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد).

(۲) أيضًا.

شہید کرنا یا اس کی مسجد کی حیثیت ختم کرنا بھی جائز نہیں۔[۱]

مسافروں کی ضرورت کے پیشِ نظر دُوسری مسجد بنانا

سوال:... ایک گاؤں جو کہ چالیس گھروں پر مشتمل ہے، جس میں ایک مسجد ایک صدی سے قائم ہے، اور مستقل نمازی زیادہ سے زیادہ پانچ ہیں۔ اب گاؤں والوں کا خیال ہے کہ پُرانی مسجد چونکہ گاؤں کے بیچ میں ہے، جہاں مسافروں کو نماز پڑھنے میں تکلیف ہوتی ہے، اس لئے گاؤں کے کنارے پر دُوسری مسجد تعمیر کی جائے۔ دُوسری مسجد کی تعمیر کے بعد پُرانی مسجد ویران ہو جائے گی۔ کیا اس صورت میں نئی مسجد تعمیر کرنا جائز ہے؟

اچھا اگر مسجد تعمیر بھی ہو جائے تو اس صورت میں نمازِ جمعہ اور تراویح کس مسجد میں ادا کی جائیں؟

جواب:... اگر نئی مسجد کی ضرورت ہو، تو اس کا بنانا صحیح ہے،[۲] مگر پُرانی مسجد کو معطل کر دینا وبال کا موجب ہے۔[۳] تراویح کی نماز دونوں مسجدوں میں ہو سکتی ہے، اور جمعہ کسی میں نہیں ہو سکتا، کیونکہ چھوٹی بستی میں جمعہ نہیں ہوتا۔[۴]

فیکٹری کی مسجد کی شرعی حیثیت

سوال:... میں جس فیکٹری میں ملازم ہوں، اس کی مسجد تقریباً ۱۹۷۲ء سے بنی ہوئی ہے، اور باقاعدہ پانچ وقت کی نماز اور جمعہ کی جماعت پڑھائی جاتی ہے۔ انتظامیہ نے ایک امام صاحب بھی نماز کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ فیکٹری میں تعمیرات کا کام ہو رہا ہے، جس کی زَد میں مسجد بھی آرہی ہے، فیکٹری انتظامیہ کا ارادہ ہے کہ موجودہ مسجد کی جگہ بھی ایک شعبہ بنا دیا جائے اور مسجد کو دُوسری منزل پر لے جایا جائے، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا انتظامیہ مسجد شہید کر کے اس کی جگہ کوئی شعبہ بنا سکتی ہے؟ کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ مسجد کی جگہ تا قیامت مسجد ہی رہتی ہے، یہ جگہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں ہو سکتی۔

---

(۱) ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام، والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتى حاوى القدسي. (قوله عند الإمام والثاني) فلا يعود ميراثًا ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر سواء كانوا يصلون فيه أو لا وهو الفتوى حاوى القدسي وأكثر المشائخ عليه، مجتبى. (فتاویٰ شامی ج:۴ ص:۳۵۸، كتاب الوقف، مطلب في ما لو خرب المسجد أو غيره، والبحر ج:۵ ص:۲۷۲، كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد).

(۲) في الدر المختار: أراد أهل المحلة نقض المسجد وبناءه أحكم من الأوّل أن الباني من أهله المحلة لهم ذالك وإلّا لا ...إلخ. وفي ردالمحتار: وأما أهلها فلهم أن يهدموه ويجددوا بناءه ويفرشوا الحصير ويعلقوا القناديل لكن من مالهم لا من مال المسجد. (ردالمحتار ج:۴ ص:۳۵۷، كتاب الوقف، مطلب في ما لو خرب المسجد).

(۳) ولو خرب ما حوله واستغنى منه يبقى مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتى. (الدر المختار مع رد المحتار ج:۴ ص:۳۵۸). أيضًا: قال الله تعالى: إنما يعمر مساجد الله من اٰمن بالله واليوم الاٰخر، الآية، العمارة تتناول البناء .... وتتناول ما استرم منها وكنسها وتنظيفها وتنويرها بالمصابيح وتعظيمها واعتيادها للعبادة والذكر ...إلخ. (حلبی كبير ص:۶۱۰، فصل في أحكام المسجد، طبع سهيل اكيدمي).

(۴) لا تصح الجمعة إلّا في مصر جامع أو في مصلى المصر ولا تجوز في القرىٰ لقوله عليه السلام: لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا أضحى إلّا في مصر جامع. (هداية ج:۱ ص:۱۶۸، باب صلاة الجمعة).

جواب:... اگر فیکٹری کے مالکان نے اس مسجد کو بناتے وقت اس کے باقاعدہ مسجد ہونے کی نیت کی تھی اور مسجد کی حیثیت سے لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی، تو اس کو تبدیل کرنا جائز نہیں، کیونکہ جس جگہ کو مسجد کے لئے وقف کردیا جائے، وہ تاقیامت مسجد رہتی ہے، اور اس کی حیثیت کو تبدیل کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔[1] اور اگر یہ جگہ مسجد کے لئے وقف نہیں کی گئی محض نماز پڑھنے کے لئے جگہ مخصوص کردی گئی، جیسا کہ گھروں میں نماز کے لئے ایک جگہ مخصوص کرلی جاتی ہے، تو یہ شرعاً مسجد ہی نہیں اور اس پر مسجد کے اَحکام لاگو نہیں ہوں گے، چنانچہ وہاں اعتکاف کرنا صحیح نہیں، اور جنبی کا (جس کو غسل کی حاجت ہو) وہاں آنا جائز ہے،[2] اور وہاں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد میں نماز پڑھنے کا نہیں ہوگا۔

اب رہی یہ بحث کہ فیکٹری کے مالکان نے اس کو مسجد کے لئے وقف کیا تھا یا نہیں؟ اس کا فیصلہ چند باتوں کی تنقیح سے ہوسکتا ہے۔ اوّل: یہ کہ جب فیکٹری کا نقشہ منظور کرایا گیا تو آیا نقشے میں یہاں ''مسجد'' ظاہر کی گئی تھی یا نہیں؟ اگر نقشے میں یہاں ''مسجد'' کا نشان ظاہر کیا گیا تھا تو یہ اس کی علامت ہے کہ مالکان نے یہاں مسجد بنانے کی نیت کی تھی۔

دوم: یہ کہ جب یہاں مسجد بنائی گئی، کیا اِنتظامیہ کی جانب سے یہ اعلان و اظہار کیا گیا تھا کہ یہ شرعی مسجد نہیں بلکہ محض نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ تجویز کی گئی ہے، اور یہ کہ دُوسرے وقت میں اس کے بجائے دُوسری جگہ بھی تجویز کی جاسکتی ہے۔ اگر ایسا کوئی اِعلان و اِظہار نہیں کیا گیا، بلکہ اس کو باقاعدہ مسجد کی شکل میں بنایا گیا، وہاں اِمام و خطیب کو مقرّر کیا گیا، وہاں باقاعدگی سے پچیس سال تک جمعہ اور جماعت کا اِہتمام ہوتا رہا، تو یہ اسی کی دلیل ہے کہ مالکان نے اس کو مسجد کی نیت سے بنایا تھا اور اَب ان کو مسجد کے تبدیل کرنے اور اس جگہ کو کسی دُوسرے مصرف میں لانے کا کوئی حق نہیں۔

سوم: یہ کہ ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں وہاں اِعتکاف ہوتا تھا یا نہیں؟ اگر وہاں اعتکاف ہوتا رہا یا اتنے عرصے میں کسی سال بھی اِعتکاف ہوا، اور مالکان نے یہاں اِعتکاف کرنے سے منع نہیں کیا، تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ مسجد شرعی ہے، کیونکہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ اہلِ محلّہ کی غفلت کی وجہ سے کسی مسجد میں اِعتکاف نہ ہو، مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ غیرمسجد میں اِعتکاف کیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ مسجد میں اِعتکاف ہونا، اس کے شرعی مسجد ہونے کی دلیل ہے، مگر کسی مسجد میں اِعتکاف کا اِہتمام نہ کیا جانا اس کے مسجد نہ ہونے کی دلیل نہیں، اِلَّا یہ کہ مالکان کی طرف اعلان و اظہار کیا جائے کہ چونکہ یہ شرعی مسجد نہیں، لہٰذا یہاں اِعتکاف نہ کیا جائے۔

ان دلائل کی روشنی میں بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسجد کو شرعی مسجد کی حیثیت سے بنایا گیا تھا، لہٰذا اب اِنتظامیہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس مسجد کی حیثیت کو تبدیل کرکے اسے کسی اور مصرف میں اِستعمال کرے۔[3]

---

(۱) ویزول ملکه عن المسجد والمصلی بالفعل وبقوله جعلته مسجدًا عند الثانی وشرط محمد والإمام الصلاة فیه ...إلخ۔ وفی ردالمحتار: قوله بالفعل أی بالصلاة فیه ففی شرح الملتقی إنه یصیر مسجدًا بلا خلاف .... حتّی إنه إذا بنی مسجدًا وأذن للناس بالصلاة فیه جماعة فإنه یصیر مسجدًا۔ (ردالمحتار ج:۴ ص:۳۵۶، کتاب الوقف)۔

(۲) ولو اتخذ فی بیته موضعًا للصلٰوة فلیس له حکم المسجد أصلًا۔ (حلبی کبیر ص:۶۱۴ طبع سہیل اکیڈمی)۔

(۳) فی الدر المختار: ولو خرب ما حوله واستغنٰی عنه یبقی مسجدًا عند الإمام، والثانی أبدًا إلٰی قیام الساعة وبه یفتٰی، وفی الشامیة فلا یعود میراثًا ولا یجوز نقله ونقل ماله إلٰی مسجد آخر۔ (شامی ج:۴ ص:۳۵۸، کتاب الوقف)۔

نئی مسجد متصل بناکر پہلی کو تالا ڈالنا ناجائز ہے

سوال:... حضرتِ والا کی توجہ ایئرپورٹ کی مرکزی جامع مسجد جو کہ کچھ عرصہ قبل تعمیر ہوئی ہے، کے متعلق اس کی شرعی حیثیت جنابِ والا سے معلوم کرنا ہے، اُمید ہے کہ اس مسجد کے متعلق آپ اپنی صائب رائے شائع فرماکر اہالیانِ ایئرپورٹ کی رہنمائی فرمائیں گے۔ برِّعظیم انڈوپاک کی تقسیم کے بعد ایک کلب کو مسجد میں تبدیل کرکے نماز کے لئے جگہ بنائی گئی، اس کے بعد باقاعدہ چھت ڈال کر مسجد تعمیر کردی گئی، عرصہ چھتیس سال سے مذکورہ مسجد میں نمازِ جمعہ و پنج گانہ نمازیں ادا کی جاتی رہیں، ۱۹۸۳ء میں قطر کے ایک شیخ صاحب نے کئی لاکھ روپے خرچ کرکے ایک مسجد سابقہ مسجد سے تقریباً دو گز چاردیواری کے اندر دُوسری مسجد تعمیر کروادی۔ شیخ صاحب کو مسجد کی انتظامیہ نے جیسا مشورہ دیا ویسا انہوں نے کردیا، اب صورتِ حال یہ ہے کہ پہلی مسجد کو تالا ڈال دیا گیا ہے اور نئی مسجد میں نمازوں کی ادائیگی ہورہی ہے، بہت سے حضرات نے مسجد کی انتظامیہ کو پہلے ہی مشورہ دیا تھا کہ کم از کم سابقہ مسجد کا صحن ہی نئی مسجد میں شامل کرلیا جائے تاکہ کوئی شرعی مسئلہ کھڑا نہ ہوجائے۔ لیکن انتظامیہ کی چشم پوشی کی وجہ سے دو مسجدیں آمنے سامنے ہیں، پہلی مسجد کے متعلق کبھی سنا جاتا ہے کہ اسے دارالعلوم بنادیا جائے گا یا دینی مدرسہ وغیرہ۔ فی الحال پرانی مسجد کو تالا ہی لگا ہوا ہے، یہاں ان دنوں ایئرفورس والوں کا ایئرپورٹ پر کنٹرول ہے، اور مسجد کا سیکریٹری اصل حالات ایئرپورٹ کی انتظامیہ کو نہیں بتلا رہا، اور اتنی بڑی مسجد میں کوئی عالم جان بوجھ کر نہیں رکھا جارہا تاکہ یہاں کے لوگوں کو اصل بات کا پتا نہ چل سکے۔ آپ سے مؤدّبانہ گزارش ہے کہ جنابِ والا نئی مسجد کی شرعی حیثیت واضح فرمادیں، واضح رہے کہ پی آئی اے کی نئی مسجد اس سے بالکل الگ ہے، مذکورہ مسجد لبِ سڑک ہے اور محکمہ شہری ہوابازی سے تعلق رکھتی ہے۔

جواب:... جس جگہ کو چھتیس سال سے مسجد کی حیثیت دی گئی ہو، اور اس میں باقاعدہ جمعہ و جماعت ہوتی رہی ہو، اس کو معطل کردینا اس مسجد کی حیثیت کو ختم کرکے کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں، بلکہ وبال کا موجب ہے، آپ نے جو واقعات لکھے ہیں، اگر صحیح ہیں تو سابقہ مسجد کو نئی مسجد میں شامل کردینا چاہئے، جو جگہ ایک بار مسجد بنادی گئی ہو، وہ قیامت تک کے لئے مسجد رہتی ہے اور اس کی حیثیت کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔[1]

تعمیری نقص سے صف میں ایک طرف نمازی بہت کم ہوں تو بھی نماز مکروہ ہے

سوال:... ہمارے قریب ایک مسجد شریف ہے، جس کی بناوٹ اس طرح ہے کہ امام کے دائیں جانب مقتدی اندازاً چالیس پچاس ہوتے ہیں اور بائیں جانب صرف چار پانچ آدمی ہوتے ہیں، یہ نماز ہوئی کہ نہیں؟

---

(۱) قال أبو یوسف ہو مسجد أبدًا إلی قیام الساعة لَا یعود میراثًا ولَا یجوز نقله، ونقل ماله إلی مسجد آخر سواء کانوا یصلون فیه أو لَا، وہو الفتوی کذا فی الحاوی القدسی۔ وفی المجتبی وأکثر المشائخ علی قول أبی یوسف ورجح فی فتح القدیر قول أبی یوسف بأنه الأوجه۔ (البحر الرائق ج:۵ ص:۲۷۲، کتاب الوقف، فصل فی أحکام المساجد، طبع دار المعرفة بیروت، وأیضًا ردالمحتار ج:۴ ص:۳۵۸، کتاب الوقف، طبع ایچ ایم سعید)۔

جواب:... مکروہ ہے۔[1]

قبروں کے نزدیک مسجد میں نماز ہوجاتی ہے

سوال:... مسجد کے قریب قبریں ہوں، درمیان میں کوئی فاصلہ نہ ہو، صرف تقریباً ایک گز کی دیوار ہو تو مذکورہ مسجد میں نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:... نماز صحیح ہے، قبرستان میں نماز پڑھنا ممنوع ہے،[2] لیکن اگر ایسی مسجد ہو جس کے قریب قبریں ہوں، اس میں نماز ممنوع نہیں۔[3]

دفاتر کی مسجد میں نماز کا ثواب

سوال:... میں نے ایک شخص سے سنا جو کہ نماز وغیرہ کا پابند ہے کہ ایک بلڈنگ (کاروباری دفاتر کی بلڈنگ) کے اندر اگر کوئی کمرہ نماز کے لئے مخصوص کردیا گیا ہو تو اس میں نماز پڑھنے سے اتنا ثواب نہیں ملتا جتنا ایک مسجد میں نماز پڑھنے سے ملتا ہے۔

جواب:... بلڈنگ میں جو کمرہ نماز کے لئے مخصوص کردیا گیا ہو، اس کا حکم مسجد کا نہیں، نہ اس میں مسجد کا ثواب ملے گا۔[4]

دُوسری مسجد میں نماز پڑھنے کی رُخصت

سوال:... میں ایک جامع مسجد کے ساتھ رہتا ہوں، مسجد میں پانچ وقت کی نماز اور جمعہ باقاعدگی سے پڑھائی جاتی ہے، اور میں بھی پابندی سے نماز و جمعہ پڑھتا ہوں۔ چار نمازیں نزدیکی مسجد میں پڑھتا ہوں، البتہ عشاء کی نماز اور جمعہ کی نماز ایک دُوسری مسجد میں جاکر پڑھتا ہوں، محض اس لئے کہ وہاں مولوی صاحب جمعہ کے دن بھی اچھا وعظ کرتے ہیں اور عشاء کی نماز کے بعد قرآن کی تفسیر سمجھاتے ہیں، تو میں ان کے پاس اچھی باتیں سننے جاتا ہوں، جبکہ نزدیک والی مسجد میں ان چیزوں کا فقدان ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اپنی نزدیک والی مسجد آباد رکھو، ورنہ گناہ ہوگا۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کرکے سمجھائیں کہ میں کیا کروں؟ دُوسری مسجد میں جانے کا میرا مطمحِ نظر محض دین کا سیکھنا ہے۔

---

(۱) وينبغي للإمام أن يقف بازاء الوسط فإن وقف في ميمنته الوسط أو ميسرته فقد أساء لمخالفة السُّنّة. (فتاوىٰ عالمگیری ج:۱ ص:۸۹، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم).

(۲) عن ابن عمر قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يصلي في سبعة مواطن في المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطريق وفي الحمام وفي معاطن الإبل وفوق ظهر بيت الله. رواه الترمذي وابن ماجة. (مشكوٰة ص:۷۱، كتاب الصلاة).

(۳) قال محمد رحمه الله: أكره أن تكون قبلة المسجد إلى المخرج والحمام والقبر ...... وهذا كله إذا لم يكن بين المصلي وبين هذه المواضع حائط أو سترة أما إذا كان لا يكره ويصير الحائط فاصلًا. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۱۹).

(۴) ولو اتخذ في بيته موضعًا للصلوٰة فليس له حكم المسجد أصلًا. (حلبی کبیر ص:۶۱۴، فصل في أحكام المساجد، طبع سهيل اكيڈمی لاهور، بحر الرائق ج:۲ ص:۶۴، طبع رشيديه).

جواب:... حق تو قریب والی مسجد ہی کا زیادہ ہے، لیکن اگر دُوسری مسجد میں اچھے عالم ہوں تو وہاں جانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ [1]

مسجد میں خشک جوتے لے جانے سے ناپاکی نہیں ہوتی

سوال:... ہم جوتے لے کر بیت الخلاء میں جاتے ہیں، وہی جوتے لے کر ہم مساجد میں جاتے ہیں، اور اکثر بھائی جوتے مسجد کے فرش پر رکھتے ہیں، کیونکہ بعض جگہ جوتے رکھنے کے لئے لکڑی کا بکس نہیں ہوتا، ایسی صورت میں کیا مسجد ناپاک نہیں ہوتی؟ اگر جوتے نمازی اپنے قریب نہ رکھے تو چوری کا اندیشہ ہوتا ہے۔

جواب:... جوتے خشک ہوں تو مسجد ناپاک نہیں ہوتی۔

متولّی مسجد کا نمازیوں کو اندر جوتا لانے سے منع کرنا

سوال:... گزارش یہ ہے کہ سیشن کورٹ کے اِحاطے میں ایک مسجد ہے، جب سے مذکورہ مسجد تعمیر ہوئی ہے، متولی مسجد کا حکم ہے کہ کوئی نمازی مسجد کے اندرونی حصے میں جوتا لے کر نہ آئے۔ اگر کوئی ناواقف آدمی اندر جوتا لے آتا ہے تو اس کو مجبور کردیا جاتا ہے کہ جوتا باہر رکھیں، نمازی مجبور ہوکر جوتا باہر رکھ دیتا ہے۔ باہر چور انتظار میں ہوتے ہیں، چنانچہ وقتاً فوقتاً باہر جوتے چوری ہوتے رہتے ہیں۔ جب کوئی نمازی متولی صاحب سے کہتا ہے کہ باہر جوتا چوری ہوجائے گا، تو متولی صاحب فرماتے ہیں کہ باہر سامنے جوتا رکھ کر نماز پڑھ لو۔ چنانچہ مجبوراً نمازی باہر نماز پڑھتا ہے، اور صفِ اوّل کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا مسجد کے اندرونی حصے میں جوتا رکھنا ناجائز ہے؟

جواب:... مسجد میں جوتے رکھنے کے لئے ڈبوں کا اِنتظام ہوتا ہے، آپ کے متولی صاحب کو بھی اس کا اِنتظام کرنا چاہئے۔ اور یہ قانون غلط ہے کہ مسجد کے اندر کوئی جوتا لے کر نہ آئے، اور جس کو نماز پڑھنی ہو، باہر کے حصے میں پڑھے، متولی کو ایسا غلط قانون نافذ کرنے کا کوئی حق نہیں۔

کیا مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا چاہئے؟

سوال:... ہمارے محلے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت السلام علیکم کہنا چاہئے، جبکہ ہم نے سنا ہے کہ حدیث میں ہے، دُخولِ مسجد کے وقت مخصوص دُعا جو حدیث سے ثابت ہے، پڑھنی چاہئے، کون سا حق اور افضل ہے؟

جواب:... مسجد میں داخل ہونے کی دُعا پڑھنی چاہئے، پھر اگر لوگ فارغ بیٹھے ہوں تو ان کو آہستہ سے سلام کہا جائے، اور

---

(۱) وذكر قاضيخان وصاحب منية المفتي وغيرهما ان الأقدام أفضل فإن استويا في القدم فالأقرب أفضل........ والأفضل أن يختار الذي إمامه أصلح وأفقه فإن الصلاة مع الأفضل أفضل .... ومسجد استاده لدرسه أو سماع الأخبار أفضل بالإتفاق. (حلبي كبير ص:۶۱۳، فصل في أحكام المساجد، طبع سهيل اكيڈمي).

اگر سب مشغول ہوں تو نہ کہے، اتنی زور سے سلام کرنا کہ نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے، صحیح نہیں۔[۱]

نمازیوں کے ذمہ سلام کا جواب نہیں

سوال:... نمازی نیت باندھے کھڑے ہوں، ایک آدمی نماز ادا کرنے مسجد میں داخل ہوا تو اس آدمی کو السلام علیکم کہنا چاہئے یا چپکے سے نیت باندھنا چاہئے؟ اگر السلام علیکم لازمی ہے تو نمازیوں کو جواب دِل میں دینا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... اگر کوئی شخص فارغ نہ ہو، تو آنے والے کو السلام علیکم نہیں کہنا چاہئے، اور اگر وہ کچھ کہہ دے تو نمازیوں کے ذمہ اس کا جواب نہیں، اس لئے دِل میں بھی جواب دینے کی ضرورت نہیں۔[۲]

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت دُرود شریف

سوال:... مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے باہر نکلتے ہوئے دُعا کے بعد "**السلام علیک ایھا النبیٰ ورحمة الله وبرکاته**" پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دایاں قدم پہلے رکھے اور پھر یہ دُعا پڑھے:

"**بسم الله والصلٰوة والسلام علیٰ رسول الله، اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک**"

(مشکوة ص:۶۸)

اور مسجد سے نکلتے وقت یہ دُعا پڑھے:

"**بسم الله والصلٰوة والسلام علیٰ رسول الله اللّٰھم افتح لی ابواب رزقک،[۳] اللّٰھم اعصمنی من الشیطان الرجیم۔[۴]**"

اس موقع پر سوال میں درج کردہ الفاظ منقول نہیں۔

مسجد کے کس حصے میں داخل ہوتے وقت دُعا پڑھنی چاہئے؟

سوال:... مسجد میں داخل ہونے کی دُعا پڑھنا اور داہنا پاؤں پہلے اندر رکھنا مسنون طریقہ ہے، آپ وضاحت فرمائیں کہ دُعا مسجد کے بیرونی گیٹ کے اندر داخل ہوتے وقت پڑھی جائے یا کہ اس حصے میں داخل ہوتے وقت جہاں نماز پڑھی جاتی ہے؟ سنت طریقہ کیا ہے؟

---

(۱) **(قوله سلامک مکروه) ظاهره التحریم (قوله ذاکر) ...... فیکره السلام علیٰ مشتغل بذکر الله تعالیٰ بأی وجه کان ...الخ۔** (فتاویٰ شامیة ج:۱ ص:۶۱۶، باب ما یفسد الصلٰوة وما یکره فیه، مطلب المواضع التی یکره فیها السلام)۔

(۲) **وقد نظم الجلال الأسیوطی التی لَا یجب فیها رد السلام ونقلها عنه الشارح فی هامش الخزائن: فقال رد السلام واجب إلّا علی من فی الصلٰوة أو باکل شغلا۔** (فتاویٰ شامیة ج:۱ ص:۶۱۸، مطلب المواضع التی لَا یجب فیها رد السلام)۔

(۳) کنز العمال ج:۸ ص:۳۲۲ حدیث نمبر:۲۳۱۱۰، طبع مؤسسة الرسالة، بیروت۔

(۴) ابن ماجة، عن أبی هریرة، ص:۵۶ باب الدعاء عند دخول المسجد، طبع نور محمد کراچی۔

جواب:... جو حصہ نماز کے لئے مخصوص ہے اور جس پر مسجد کے اَحکام جاری ہوتے ہیں (مثلاً جنبی کا مسجد میں داخل نہ ہونا، اور معتکف کا بلاضرورت مسجد سے باہر قدم نہ رکھنا) اس حصے میں داخل ہوتے وقت دُعا پڑھنی چاہئے، مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے رکھے اور یہ پڑھے: "بسم الله والصلوٰة والسلام علیٰ رسول الله اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک"۔[1]

مسجد کو حفاظت کی خاطر تالا لگانا جائز ہے

سوال:... مسجد جو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہوتا ہے، اس کو بند کرنے اور کھلا رکھنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ مسجد تو خدا کا گھر ہوتا ہے، اور اس کو بند کرنے کا حق کسی کو نہیں پہنچتا۔ لیکن بعض لوگ عشاء کی نماز کے بعد مسجد کو تالا لگادیتے ہیں جو کہ میری نگاہ میں غلط ہے۔ کیونکہ کوئی مسافر جو کہ نیا اور بھٹکا ہوا آجائے اور اسے رات ہوجائے تو اسے ہر طرف دروازہ بند نظر آتا ہے تو اس کی نگاہ مسجد پر جاتی ہے تو وہ بھی بند نظر آتی ہے، وہ باہر ہی کسی جگہ سوجاتا ہے اور جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسے چور اُچکا سمجھ کر پولیس والے لے جاکر بند کردیتے ہیں جو کہ سراسر ناانصافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر آج کل کے حالات کو دیکھا جائے تو ہر طرف بے ضمیر لوگ بھی پھرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جو کہ مسجد کی اشیاء کو بھی نہیں بخشتے، جو کہ اللہ کے گھر کی چیزیں ہوتی ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں پر جو کہ اللہ کے گھر کی چیزیں بھی نہ بخشیں، ان پر خدا کی لعنت ہو اور یہی وجہ ہے کہ لوگ مجبوراً مسجد کے دروازوں پر تالے لگادیتے ہیں۔

جواب:... حفاظت کی خاطر مسجد میں رات کو تالا لگادینا جائز ہے۔[2]

مسجد کے جمع شدہ چندے سے اِمام کا کمرہ، اِستنجا خانے وغیرہ بنانا

سوال:... مسجد کے نام پر جو چندہ جمع ہوتا ہے، یا جمع ہے، اس سے مسجد کے واسطے غسل خانے، اِستنجا خانے کی جگہ یا پانی کا تالاب یا اِمام صاحب کے لئے کمرہ بنانا، یا کنواں وغیرہ یعنی مسجد کے ساتھ جس چیز کی ضرورت ہے، کیا اس رقم سے جو مسجد کے لئے جمع ہوں اس چیز پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اہلِ چندہ کی اِجازت سے جائز ہے۔[3]

---

(۱) عن أبی أسید قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذا دخل أحدکم المسجد فلیقل: اللّٰھم افتح لی أبواب رحمتک، وإذا خرج فلیقل: اللّٰھم إنی أسئلک من فضلک. رواہ مسلم. (مشکوٰة ص:۶۸). وعن فاطمة بنت الحسین عن جدتها فاطمة الکبریٰ رضی الله عنها قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم إذا دخل المسجد صلّی علیٰ محمد وقال: ربّ اغفر لی ذنوبی وافتح لی أبواب رحمتک، وإذا خرج صلّی علیٰ محمد وقال: ربّ اغفر لی ذنوبی وافتح لی أبواب فضلک. رواہ الترمذی وأحمد وابن ماجة وفی روایتهما: قالت: إذا دخل المسجد وکذا إذا خرج قال: بسم الله والسلام علیٰ رسول الله بدل صلّی علیٰ محمد. (مشکوٰة ص:۷۰، الفصل الثانی، طبع قدیمی کتب خانه).

(۲) وکما کرہ (غلق باب المسجد) إلّا لخوف علیٰ متاعه، به یفتی (وفی ردالمحتار) (قوله إلّا لخوف علیٰ متاعه) هذا أولیٰ من التقیید بزماننا، لأن المدار علیٰ خوف الضرر، فإن ثبت فی زماننا فی جمیع الأوقات ثبت کذٰلک إلّا فی أوقات الصلوٰة أو لا فلا أوفی بعضها ففی بعضها ...إلخ. (فتاویٰ شامیة ج:۱ ص:۶۵۶، مطلب فی أحکام المسجد، طبع ایچ ایم سعید).

(۳) لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ بلا إذنه أو وکالة أو ولایة وإن فعل کان ضامنًا. (شرح المجلة، لسلیم رستم باز، ج:۱ ص:۶۱، رقم المادة:۹۶، طبع حبیبیه کوئٹه).

مسجد کے اِحاطے میں پیش اِمام کی رہائش گاہ بنانا

سوال:... مسجد کے اِحاطے میں وضوخانے کے اُوپر پیش اِمام کا گھر بنانا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ وہاں رہ رہا ہو۔ مسجد کے دو گیٹ ہیں، اور پچھلے گیٹ سے پیش اِمام کے اہلِ خانہ کا گزر ہو اور نمازیوں کا دونوں گیٹوں سے آنا جانا رہتا ہو؟

جواب:... مسجد کے وضوخانے پر اِمام صاحب کا مکان بنانا صحیح ہے، کیونکہ وضوخانہ مسجد میں شامل نہیں۔

مسجد کے چندہ سے کمیٹی کا دفتر بنانا

سوال:... ہمارے محلے کی مسجد زیرِ تعمیر ہے، مسجد پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے قریب ہے، اب انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وضوخانے کے اُوپر انتظامیہ کے لئے ایک آفس تعمیر کیا جائے گا، جس میں بیٹھ کر مسجد کی انتظامیہ میٹنگ اور فیصلے کیا کرے گی، کیا انتظامیہ کے لئے ایسا کرنا یعنی مسجد کے فنڈز سے ایک آفس تعمیر کرنا شرعاً دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر اہلِ چندہ کی اجازت ہو تو جائز ہے۔[1]

اِستراحت کے لئے مسجد کے پنکھے کا استعمال بغیر اِجازت صحیح نہیں

سوال:... اس دفعہ رمضان شریف گرمیوں میں آرہے ہیں، ہم نے اس سے پہلے والے رمضان میں اکثر دیکھا ہے مقامی آدمیوں کو کہ ظہر سے پہلے مسجد میں آکر سو جاتے ہیں اور بجلی کے پنکھے چلواتے ہیں۔ مسجد میں چٹائی یا دری پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا، ان لوگوں کا پسینہ مسجد کی دری پر لگتا ہے اور بدبو ہوتی ہے، یا کوئی شخص ظہر کی نماز باجماعت پڑھ کر سنت پنکھے کے نیچے آکر پڑھتا ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وہیں پر لیٹ جاتا ہے اور نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے، ایسے میں مسجد کی بجلی استعمال کرتا ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اس کو مسجد سے اُٹھا دیا جائے یا پنکھا بند کردیں؟ اور مسجد کے آداب کے مطابق اس کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب:... مسجد کی بجلی وغیرہ نماز کے اوقات میں استعمال کرنی چاہئے، دیگر اوقات میں اہلِ چندہ منع کرسکتے ہیں۔[2] مسجد میں سونا معتکف اور مسافر کے لئے جائز ہے، دُوسروں کے لئے مکروہ ہے۔[3] جو لوگ مسجد میں نیند کریں ان کو چٹائیوں پر کپڑا بچھالینا چاہئے، تاکہ پسینے سے فرش خراب نہ ہو، اور نیند کی حالت میں ناپاک ہوجانے کا خطرہ نہ رہے۔

---

(۱) لَا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ بلا إذنه أو وکالة أو ولَایة وان فعل کان ضامنًا۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز، ج:۱ ص:۶۱، رقم المادۃ:۹۶، مکتبه حبیبیه کوئٹه)۔

(۲) ولو وقف علٰی دُھن السراج للمسجد لَا یجوز دھنه جمیع اللیل بل بقدر حاجة المصلین ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۲ ص:۴۵۹، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به، الفصل الأوّل)۔

(۳) وا فیه (المسجد) لغیر المعتکف مکروہ وقیل لَا بأس للغریب أن ینام فیه، والأولٰی أن ینوی الإعتکاف لیخرج من الخلاف۔ (حلبی کبیر ص:۶۱۲، فصل فی أحکام المساجد)۔

چوری کی بجلی کا مسجد میں اِستعمال

سوال:...ہمارے محلے کی مسجد میں بجلی کی مین لائن سے بغیر میٹر کے تین مرکری لائٹس مغرب تا فجر جلتی ہیں، اہلِ محلہ نے مسجد کی اِنتظامیہ سے اس سلسلے کو ختم کرنے کو کہا تو ان کا جواب تھا کہ: سابق کونسلر صاحب نے ان کو لگوادیا تھا۔ کیا اس طریقے سے لی گئی بجلی مسجد کے اِستعمال میں لانا ٹھیک ہے یا منقطع کردینا بہتر اور افضل ہے؟

جواب:...اگر گورنمنٹ کی طرف سے اس کی اِجازت دی گئی ہو تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔[1]

مسجد میں سونے کی اجازت کس کو ہے؟

سوال:...ایک محلے کے مقامی مسجد کے لوگ اسی مسجد میں کن کن حالتوں میں رات ٹھہر سکتے ہیں؟ کیا ان حالتوں اور صورتوں میں یہ بھی صورت شامل ہے کہ بہ نیت اِعتکاف (اِعتکاف کی نیت سے) دِینی دعوت کے سلسلے میں بستر بچھا کر رات سو سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:...مسجد میں ٹھہرنا، سونا اور کھانا پینا معتکف کے لئے جائز ہے،[2] اور مسجد کا اِعتکاف اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔ مسلمانوں میں رمضان مبارک کے اِعتکاف کا تو رِواج ہے، جو سنتِ مؤکدہ ہے، لیکن غیر رمضان میں اِعتکاف کا رِواج نہیں، جو سنتِ مستحبہ ہے۔[3] اس اِعتکاف کا رواج ڈالنا چاہئے۔ جس طرح رمضان مبارک والے اِعتکاف میں معتکف کے لئے مسجد میں ٹھہرنا، سونا اور کھانا پینا جائز ہے، یہی حکم نفلی اِعتکاف کا بھی ہے، اور نفلی اِعتکاف کے بھی وہی آداب ہیں جو اِعتکافِ رمضان کے ہیں۔

مسجد میں سونے کے لئے رحل کو تکیہ بنانا

سوال:...مسجد میں سونے کے دوران مسجد کی رحل کو تکیے کے طور پر سر کے نیچے رکھ لے تو گناہ تو نہیں؟

جواب:...رحل اس مقصد کے لئے وقف نہیں۔[4]

معتکف کے علاوہ عام لوگوں کو مسجد میں سونے کی اجازت نہیں

سوال:...میں ایک ادارے میں ملازم ہوں، کھانے اور نماز کے وقفے کے دوران ہمارے کچھ ساتھی کھانا جلدی کھا کر نماز

---

(۱) لَا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنه۔ (قواعد الفقه ص:۱۱۰، أیضًا: شرح المجلة ج:۱ ص:۶۱)۔

(۲) وخص المعتکف بأکل وشرب ونوم عقد احتاج إلیه لنفسه أو عیاله ...إلخ۔ وفی الشامیة: أن المعتکف مقصور علی الأکل ونحوه فی المسجد لَا یحل له فی غیره۔ (رد المحتار علی الدر المختار ج:۲ ص:۴۴۸)۔

(۳) أما تفیسره فهو اللبث فی المسجد مع نیة الْإعتکاف وینقسم إلٰی واجب وهو المنذور تنجیزًا أو تعلیقًا وإلٰی سنة مؤکدة وهو فی العشر الأخیر من رمضان وإلٰی مستحب وهو ما سواهما۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۱، الباب السابع فی الْإعتکاف)۔

(۴) شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل به، وفی المفهوم والدلَالة۔ (قواعد الفقه ص:۵۸، طبع صدف پبلشرز کراچی، الأشباه والنظائر، کتاب الوقف، الفن الثانی، الفوائد ج:۲ ص:۱۰۶، طبع إدارة القرآن کراچی)۔

سے پہلے مسجد میں سو جاتے ہیں، آپ تفصیل سے بتائیں کہ کیا ایسے ہی مسجد میں سونا جائز ہے یا کن حالات میں مسجد میں سونے کی اجازت ہے؟

جواب:... مسجد میں سونے کی صرف معتکف کو اجازت ہے، عام لوگوں کو نہیں، یہ لوگ اگر اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائیں تو وہاں سو بھی سکتے ہیں۔[1]

بے نمازی کو مسجد کمیٹی میں لینا

سوال:... مسجد کی کمیٹی اور زکوٰۃ کمیٹی میں بے نمازی کو چیئرمین یا صدر بنانا یا کوئی ممبر بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... جو شخص نماز ہی کا پابند نہیں، اس کا مسجد اور زکوٰۃ سے کیا تعلق؟

''اگر مجھے کمیٹی میں شامل نہ کیا گیا تو میں مسجد بند کروادُوں گا'' کہنے والے کو کمیٹی میں شامل کرنا

سوال:... اگر ایک مقتدی مسجد میں اِمامِ مسجد کی موجودگی میں یہ بات برملا کہے کہ اگر مجھے اِنتظامیہ کا عہدہ نہ دیا گیا تو میں اس مسجد کو بند کروادُوں گا۔ شریعت کے مطابق ایسے شخص کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے؟ وہ کس قسم کا مسلمان ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب:... ایسا شخص فاسق ہے، اس کو مسجد کے معاملات میں کسی صورت میں شامل نہ کیا جائے۔[2]

مساجد میں حرام رقم کا اِستعمال جائز نہیں

سوال:... سوسائٹی کے علاقے میں بعض ایسی مساجد ہیں جس میں سوسائٹی کے تحت اِنتظامات ہوتے ہیں، مساجد میں دُکانیں وغیرہ ہوتی ہیں، ان سے اِخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ گزشتہ دنوں معلوم ہوا کہ بعض مساجد میں دُکانوں کے کرائے ایڈوانس اور پگڑی کی رُقوم بینک کے اندر ڈپازٹ اسکیم کے تحت رکھوادی جاتی ہیں، اور پھر اس سے جو سود ملتا ہے، اس سے اِخراجات مسجد کے پورے کئے جاتے ہیں، اس سلسلے میں مسجد اِنتظامیہ مختلف اَعذار بیان کرتی ہے، جس میں بینکوں کا غیرسودی ہونا، اور اس منافع کا حلال ہونا، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے، معاف فرمادیں گے، بیت اللہ میں بتوں کی موجودگی میں نماز ہوجاتی تھی، اس مسجد میں بھی ہوجائے گی، وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ان مساجد کی دُکانوں میں وڈیو اور فوٹوگرافی والوں کو بھی دُکانیں کرائے پر دی ہیں، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ ان رُقوم کو مسجد میں اِستعمال کیا جاسکتا ہے اور اگر کرلیں تو ان مساجد میں نمازوں کا کیا حکم ہے؟ ایسی کمیٹی کے سلسلے میں اِمام، خطیب اور نمازیوں کو کیا رویہ رکھنا چاہئے؟

جواب:... اس سوال میں سوسائٹی والوں کا رویہ نہایت لائقِ افسوس ہے۔ ایک صاحب نے بتایا کہ انگلینڈ میں ایک سکھ نے اس سے کہا کہ تم مسلمان حرام گوشت کی ایک دُکان کھولو، اور اس پر لکھو: ''اِسلامی گوشت کی دُکان'' ان صاحب نے اس سکھ کو اس مذاق

---

(۱) ص: ۲۵۳ کا حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

(۲) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللهِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا'' (البقرة: ۱۱۴)۔

کا جواب دیا، تو اس نے کہا کہ: تم مسلمان لوگ سود کھاتے ہو تو اِسلامی بینک کہہ کر کے کھاتے ہو، اور دُوسری خرافات کرتے ہو تو اسلام کے نام سے منسوب کرتے ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان مساجد کی اِنتظامیہ کے لوگوں کو پیسے سے غرض ہے، دِین واِیمان سے غرض نہیں۔ اگر یہ واقعات صحیح ہیں جو خط میں درج کئے گئے، تو ان لوگوں کا مسلمان ہونا بھی مشکوک ہے، اور ایسے لوگوں کو مساجد سپرد کرنا ایسا ہی ہے جیسے بیت اللہ کو مشرکینِ مکہ کے سپرد کردیا جائے۔

موجودہ سودی نظام میں ایک صدی سے اس کو حلال کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، مگر اب تک تو یہ حلال ہوا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خدا اور رسول کے ساتھ جنگ قرار دِیا ہے،[1] اور اس خدا اور رسول کے ساتھ جنگ کا نتیجہ پاکستان کا ہر شخص دیکھ رہا ہے۔

مساجد کی دُکانوں میں ٹی وی اور وِیڈیو کی دُکانیں بنانا، یہ بھی حرام ہے، اور ان مولوی صاحبان کو جو ان مساجد میں کام کرتے ہیں، سوال میں ذکر کی گئی مدات سے جو تنخواہ دی جاتی ہے، وہ حلال نہیں۔[2]

نمازیوں کو چاہئے کہ مسجد کے عملے کا اِنتظام اپنے چندے سے کیا کریں، مسجد کی وہ رقم جو سود سے حاصل کی جاتی ہے، وہ مسجد کے کارکنوں کو نہ دی جائے۔

مسجد کی دُکان غیرمسلم کو دینا، یا سودی کاروبار والے کو دینا

سوال:... مسجد یا مدرسے کی دُکان کسی غیرمسلم کو یا ایسے شخص کو جو کہ سود کا کاروبار کرتا ہو، اس کو کرایہ پر دی جاسکتی ہے؟

جواب:... مسلمان یا غیرمسلم کسی کو بھی کرایہ پر دُکان دینا جائز ہے، لیکن اس میں حرام کام نہ کرے، جو شخص سود لیتا ہے، اس کی سودی کمائی سے کرایہ وصول کرنا جائز نہیں، اور اس کا وبال مسجد والوں پر بھی پڑے گا۔[3]

مسجد کی دُکانیں غیرمسلم کو دینا

سوال:... جامع مسجد مکی کے نیچے ایک شاپنگ سینٹر ہے، جس کا کرایہ بطور چندہ جمع ہوتا ہے، اس چندے سے مسجد کا رنگ و روغن اور ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کی جاتی ہے، مؤذِّن اور پیش اِمام کو تنخواہ بھی اسی چندے سے دی جاتی ہے۔ اس شاپنگ سینٹر میں ہندو مذہب کی بھی دُکانیں ہیں، اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ جو کرایہ ہندو بطور چندہ مسجد میں دیتے ہیں، وہ مسجد کے لئے اِستعمال ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ آیا ہندوؤں اور غیرمذہب کو اس شاپنگ سینٹر میں دُکانیں دینا جائز ہیں یا نہیں؟

جواب:... غیرمذہب والوں کو دُکانیں نہ دی جائیں، تو بہتر ہے، باقی ان سے جو کرایہ حاصل ہو اس کو مسجد کی ضروریات میں اِستعمال کرنا جائز ہے۔

---

(۱) "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ، فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ" (البقرة:۲۷۸، ۲۷۹).

(۲) لَا تصح الإجارة لعسب التيس وهو .... ولَا لأجل المعاصي مثل الغناء والنوح والملاهي. (الدر المختار ج:۶ ص:۵۵، باب الإجارة الفاسدة).

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر۱ صفحہ ہذا۔

کیا مسجد کی دُکان کی مرمت وغیرہ کرایہ دار کے ذمہ ہے؟

سوال:... اگر مسجد کی دُکانوں کی چھت خراب ہوجائے یا دیوار وغیرہ گرجائے تو اس کی تعمیر کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟ میرے ساتھ ایسا ہی مسئلہ پیش آیا، میں درزی ہوں، میری دُکان کی چھت خراب ہوگئی ہے، مسجد اِنتظامیہ کو اس بارے میں آگاہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ آپ خود ہی صحیح کرائیں، یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو اس وقت جو مال اندر رکھا ہوا ہوتا ہے وہ خراب ہوجاتا ہے۔ اِمامِ مسجد جو کہ کمیٹی کے سیکریٹری بھی ہیں، ان کو اس بارے میں بتایا گیا تو وہ بھی تمام تر ذمہ داری کرائے دار پر ڈال دیتے ہیں۔ جبکہ ہم دیگر اُمور میں دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی کسی کا کرائے دار ہے تو اس صورت میں اس مکان یا دُکان کی توڑ پھوڑ اور تعمیر کا ذمہ دار مالکِ مکان یا مالکِ دُکان ہی ہوتا ہے۔

جواب:... یہ دُکان آپ خود تعمیر کرالیں اور اس کی تعمیر کے مصارف کرائے میں کاٹ لیا کریں۔

مسجد کی دُکانوں کی رسید تبدیلی کی رقم مسجد پر خرچ کرنا

سوال:... عام طور پر مسجد کی دُکانیں بغیر ایڈوانس کے کرائے پر دی جاتی ہیں، کرائے دار جب جاتے ہیں تو رقم لے کر دُوسرے کو دے جاتے ہیں، اور نام تبدیل نہیں کراتے، اس طرح باہمی لین دین کرکے چلے جاتے ہیں۔ مسجد کمیٹی نے مسجد کے کرائے داران کو اجازت دے دی ہے کہ آپ اپنی دُکان اس طرح دے سکتے ہیں، رسید کی تبدیلی کے وقت رقم لے کر عطیہ کی رسید کاٹ دی جاتی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو جو رقم اس مد میں وصول ہوئی ہے، اور مسجد کے اُوپر خرچ کی جاچکی ہے، اس کا اِزالہ کیسے کیا جائے؟

جواب:... اگر یہ دُکانیں مسجد کی ہیں اور دُکان دار مسجد کے کرائے دار ہیں، تو ان کے لئے ان دُکانوں کے پیسے لینا اور اپنے طور پر کسی کے حوالے کردینا جائز نہیں،[1] اور اگر آپ حضرات اس کو برداشت کرتے ہیں تو آپ بھی گناہگار ہوں گے، کیونکہ آپ ان دُکانوں کے مالک نہیں۔

مسجد کی دُکان میں ویڈیو کا کاروبار

سوال:... مسجد کی دُکان ویڈیو اور فلموں کا کاروبار کرنے والے شخص کو کرائے پر دینا یا فروخت کرنا کیسا عمل ہے؟ نیز کیا اس دُکان کا کرایہ مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے؟

جواب:... مسجد کی دُکان کو ویڈیو اور فلموں کے کاروبار کرنے والے کو دینا جائز نہیں، نیز اس کا کرایہ بھی جائز نہیں۔[2]

---

(۱) والودیعة لَا تودع ولَا تعار ولَا تواجر ولَا ترهن وان فعل شیئًا منهن ضمن۔ (عالمگیری ج:۴ ص:۳۳۸، کتاب الودیعة، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۲ دیکھیں۔

مسجد میں دُنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے

سوال:... آج کل عام بات یہ ہے کہ اکثر حضرات مسجد میں بیٹھ کر ملکی حالات یا بین الاقوامی حالات یا دُنیاداری کی باتیں کرتے ہیں، حالانکہ اس کی ممانعت ہے، منع کرنے پر یہ کہتے ہیں کہ سیاست دین سے علیحدہ نہیں ہے، آپ دونوں چیزوں کو کیوں علیحدہ سمجھتے ہیں؟ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ مسجدِ نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسائل حل کیا کرتے تھے، آپ کے پاس وفود آتے تھے، اور آپ بھی باتیں بیان کرتے تھے، اور مولوی لوگوں نے دین کو بہت تنگ کردیا ہے، اس لئے ہم غلط نہیں ہیں۔ کیا مسجد میں اس قسم کی باتیں کرنی چاہئیں یا نہیں؟

جواب:... حدیث میں ہے کہ مساجد صرف ذکراللہ، تلاوتِ قرآن اور نماز کے لئے بنائی گئی ہیں، مسجد میں دُنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔[1] یہ صحیح ہے کہ دین اور سیاست جدا نہیں، مگر سیاست سے دینی سیاست مراد ہے، دورِ حاضر کی سیاست مراد نہیں۔ بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کثرتِ ذکر سے بازار کو مسجد بنادیا تھا، اور تم نے مسجد کو بازار بنالیا ہے۔ البتہ ضرورت کی بات مسجد میں کرلینا جائز ہے۔

سوال:... مسجد میں دُنیاوی اور دینی باتوں کی حدود کہاں تک ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ ہم مسجد میں نماز سے فراغت کے بعد ایک دُوسرے کی خیریت معلوم کرتے ہیں، حال چال پوچھتے ہیں، دُوسرا شخص جواب میں اپنی داستان سنانا شروع کرتا ہے جو کہ سراسر دُنیا سے متعلق ہوتی ہے، مثلاً بچوں کے اسکول میں داخلے کے مسائل، کم آمدنی اور تجارت میں خسارہ، رشتہ داروں کے جھگڑے وغیرہ، اب جہاں تک سلام دُعا اور خیریت کی بات تھی اس کا دین سے متعلق ہونا تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن مذکورِ بالا باتوں کو کیا درجہ دیا جائے؟ اور کس طرح اس تمیز کو باقی رکھا جائے کہ جہاں مخاطب کسی ایسے پہلو پر گفتگو چھیڑے تو اس سے یہ کہہ دیا جائے کہ بس اب ہم باہر چل کر گفتگو کئے لیتے ہیں، اب ہم حدود سے متجاوز ہوگئے، کیا آپ ازراہِ کرم ہمیں ایسا پیمانہ بتلائیں گے جو ہماری نیکیوں کے ضائع ہونے کا سبب نہ بنے؟

جواب:... خیر خیریت پوچھ لینا اور کوئی ضروری بات کرلینا اس کی تو ممانعت نہیں، لیکن لایعنی قصے لے کر بیٹھ جانا اس کی اجازت نہیں، مسجد میں دُنیا کی غیرضروری باتیں کرنا، بعض حضرات نے اسے مکروہ فرمایا ہے اور بعض نے حرام کہا ہے۔[2]

مسجد میں سوال کرنا جائز نہیں

سوال:... مسجد میں اگر سائل یعنی مانگنے والا مانگے تو اسے مسجد میں کچھ دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ میں نے ایک عزیز سے سنا

---

(۱) فالحاصل ان المساجد بنيت لأعمال الآخرة مما ليس فيه توهم أهانتها وتلويثها مما ينبغي التنظيف منه ولم تبن لأعمال الدنيا ولو لم يكن فيه توهم تلويث واهانة على ما أشار إليه قوله عليه الصلاة والسلام فإن المساجد لم تبن لهٰذا فما كان فيه نوع عبادة وليس فيه اهانة ولَا تلويث لَا يكره وإلّا كره. (حلبي كبير ص:۶۱۱، فصل في أحكام المساجد).

(۲) الجلوس في المسجد للحديث لَا يباح بالإتفاق، لأن المسجد ما يبنى بأمور الدنيا. (عالمگيری ج:۵ ص:۳۲۱).

تھا کہ اگر مسجد میں کسی سائل کو ایک پیسہ دیا تو اس کے بدلے میں یعنی اس کا کفارہ میں ۷۰ پیسے دینا پڑیں گے، اس کا صحیح حل بتائیں۔

جواب:... مسجد میں مانگنا جائز نہیں، کسی فقیر کو مسجد میں کچھ دینا یوں تو جائز ہے، مگر اس سے مسجد میں مانگنے کی عادت پڑے گی، اس لئے مسجد سے باہر دینا چاہئے، باقی آپ کے عزیز کا مسئلہ صحیح نہیں۔ [۱]

مسجد میں بھیک مانگنا جائز نہیں، کسی ضرورت مند کے لئے دُوسرا آدمی اپیل کرے تو جائز ہے

سوال:... اکثر مساجد میں بعد نماز گداگر اپنی مختلف مجبوریاں بیان کرتے ہیں اور پھر امداد کے طلب گار ہوتے ہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا مساجد میں اپنے لئے سوال کرنا اور نمازیوں کا سائل کی مدد کرنا کہاں تک مناسب ہے یا نامناسب ہے؟

جواب:... مسجد میں بھیک مانگنا ممنوع ہے، ایسے لوگوں کو مسجد سے باہر کھڑے ہونا چاہئے، اور مسجد میں مانگنے والوں کو دینا بھی نہیں چاہئے، لیکن اگر کسی ضرورت مند کی امداد کے لئے دُوسرا آدمی اپیل کرے تو یہ جائز ہے۔ [۲]

مسجد کے اندر بھیک مانگنا

سوال:... اکثر فقیر مسجد کے اندر آکر بھیک مانگتے ہیں، اور لوگ ان کو بھیک دیتے ہیں، آیا ان کو مسجد میں بھیک دینی جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو دینے والے اور بھیک لینے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... اگر کوئی واقعی مستحق ہو تو اس کو دینا جائز ہے، ورنہ بھیک مانگنا اور پیشہ وروں کو دینا دونوں ناجائز ہیں۔ [۳]

مساجد میں ذاتی سوال کرنا اور مدرّس کا چندہ کرنا

سوال:... اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ مساجد میں سائل حضرات نماز ختم ہوتے ہی اپنا سوال اور اپنی مجبوری کا اِظہار شروع کردیتے ہیں، اور اسی وقت نمازی حضرات "خاموش رہو، خاموش رہو، بیٹھ جاؤ، مسجد ہے" کے جملے ادا کر کے سائل کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں، جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔ کیا اس طرح مسجدوں میں سوال کرنا جائز ہے؟ اسی طرح رمضان میں مدارس کے چندے کا اِعلان نمازوں کے بعد ہوتا ہے، اس کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟ کیا ان لوگوں کو مسجد سے باہر آنے کے بعد دینا جائز ہے؟

---

(۱) وعلم مما تقدم حرمة السؤال في المسجد، لأنه كنشدان الضالة والبيع ونحوه وكراهة الإعطاء، لأنه يحمل على السؤال، وقيل لا إذا لم يتخطى الناس ولم يمر بين يدى مصل والأوّل أحوط. (حلبي كبير ص:۶۱۲، فصل في أحكام المساجد، طبع سهيل اكيڈمي لاهور).

(۲) وعلم مما تقدم حرمة السؤال في المسجد لأنه كنشدان الضالة والبيع ونحوه وكراهة الإعطاء لأنه يحمل على السؤال ...إلخ. (حلبي كبير ص:۶۱۲، فصل في أحكام المساجد).

(۳) ولا يحل أن يسأل شيئًا من القوت من له قوت يومه بالفعل أو بالقوة كالصحيح المكتسب ويأثم معطيه إن علم بحاله لإعانته على المحرّم. (الدر المختار ج:۲ ص:۳۵۴، كتاب الزكاة، باب المصرف).

جواب:... پیشہ ور گداگروں کا مسجد میں بھیک مانگنا جائز نہیں، بلکہ ان کو دینا بھی جائز نہیں،[۱] تاہم ہمارے یہاں جو رواج ہوگیا ہے کہ سائل اُٹھ کر سوال کرتا ہے تو لوگ ''بیٹھ جاؤ، بیٹھ جاؤ'' کے نعرے بلند کرنا شروع کردیتے ہیں، جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، اور ان کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے، یہ بھی صحیح نہیں۔[۲]

مسجد کی اِنتظامیہ کو ایسا اِنتظام کرنا چاہئے کہ ان بھکاریوں اور گداگروں کو مسجد میں سوال کرنے کا موقع نہ دیں۔

۲:... کسی شخص کی ضرورت کے لئے امام مسجد کا یا معززین میں سے کسی آدمی کا سوال کرنا، اور اعلان کرنا دُرست ہے،[۳] چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض ایسے حضرات کے لئے جو مستحق تھے، مسجد میں چندہ فرمایا، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان کی اِعانت کی ترغیب دی۔[۴]

۳:... اسی طرح دینی مدارس کے لئے یا مساجد کے لئے یا اور دینی ضروریات کے لئے مسجد میں اعلان کرنا جائز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''جیش العسرت'' کے لئے چندے کا اِعلان فرمایا تھا۔[۵]

مسجد میں چندے کا اِعلان کرنا

سوال:... جمعہ کے خطبے سے قبل سیکریٹری صاحب لاؤڈ اسپیکر پر باقاعدہ اِعلان کرتے ہیں (ہر جمعہ کو) کہ فلاں صاحب نے ایک سو روپے دیئے، فلاں نے پچاس دیئے۔ کیا یہ طریقہ جائز ہے؟

جواب:... اِعلان کا منشا دُوسروں کو ترغیب دینا ہوسکتا ہے، ورنہ محض ریاکاری ہے۔

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱، اور ۳ ملاحظہ ہو۔

(۲) عن ابن عمر أن عمر نهى عن اللغط فى المسجد وقال: إن مسجدنا هذا لَا ترفع فيه الأصوات۔ (كنز العمال ج:۸ ص:۳۱۵، طبع مؤسسة الرسالة، بيروت)۔

(۳) قال فى النهر: والمختار أن السائل إن كان لَا يمر بين يدى المصلى ولَا يتخطى الرقاب ولَا يسأل إلحافًا بل لَا بد منه فلا بأس بالسؤال والإعطاء اهـ ومثله فى البزازية، وفيها ولَا يجوز الإعطاء إذا لم يكونوا علٰى تلك الصفة المذكورة۔ (ردالمحتار ج:۲ ص:۱۶۴، باب الجمعة، مطلب فى الصدقة علٰى سؤال المسجد)۔

(۴) عن عياض بن عبدالله قال: سمعت أبا سعيد الخدرى يقول: جاء رجل يوم الجمعة والنبى صلى الله عليه وسلم يخطب بهيأة بذّة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: أصليت؟ قال: لَا، قال: صل ركعتين وحثّ الناس على الصدقة فالقوا ثيابهم فأعطاه منها ثوبين فلما كانت الجمعة الثانية جاء ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فحثّ الناس على الصدقة قال: فالقى أحد ثوبيه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: جاء هذا يوم الجمعة بهيأة بذّة فامرت الناس بالصدقة فالقوا ثيابا فامرت له منها بثوبين، ثم جاء الآن فأمرت الناس بالصدقة فالقى أحدهما فانتهره وقال خذ ثوبك۔ (سُنن النسائى ج:۱ ص:۲۰۸، باب حث الإمام على الصدقة يوم الجمعة فى خطبته، طبع قديمى كتب خانه كراچى)۔

(۵) عن عبدالرحمٰن ابن خباب قال: شهدتُ النبى صلى الله عليه وسلّم وهو يحثُّ علٰى جيش العسرة فقام عثمان فقال: يا رسول الله! علىّ مائة بعير بأحلاسها واقتابها فى سبيل الله، ثمّ حضّ فقام عثمان فقال: علىّ ثلاثمائة بعير باحلاسها واقتابها فى سبيل الله، فأنا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل عن المنبر وهو يقول: ما علٰى عثمان ما عمل بعد هٰذه ما علٰى عثمان ما عمل بعد هٰذه۔ رواه الترمذى۔ (مشكوٰة ص:۵۶۱ باب مناقب عثمان رضى الله عنه)۔

مسجد میں نمازِ جنازہ کا اعلان صحیح اور گمشدہ چیز کا غلط ہے

سوال:... کیا جنازہ یا گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر کرنا جائز ہے؟

جواب:... نمازِ جنازہ کا اعلان تو نمازیوں کی اطلاع کے لئے صحیح ہے، مگر گمشدہ چیز کی تلاش کے لئے اعلان جائز نہیں۔[1]

مسجد کے مدرسے کے لئے قربانی کی کھالوں کا اعلان جائز ہے

سوال:... ہماری مسجد میں طرح طرح کے اعلانات ہوتے رہتے ہیں، مثلاً: کوئی گم ہوگیا ہے، کوئی مل گیا ہے، کسی کا بکرا کھوگیا ہے، کسی کی گھڑی، کسی کی سائیکل وغیرہ، نیز عیدِ قربان کے موقع پر قربانی کی کھالیں مسجد میں واقع مدرسہ کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے دن رات اعلانات ہوتے رہتے ہیں، شریعت کی رُو سے مطلع فرمائیں کہ یہ اعلان مسجد میں جائز ہیں یا نہیں؟ کیونکہ اس طرح ان اعلانوں سے انسان بیزار ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح معنوں میں شریعت پر چلائے۔

جواب:... اگر کوئی چیز مسجد میں پڑی ہوئی ملے، اس کا اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے، باہر کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو، اس کی تلاش کے لئے مسجد میں اس کا اعلان کرنا جائز نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بددُعا فرمائی ہے: "لَا رَدَّ اللهُ عَلَیْکَ!" یعنی "خدا کرے تیری گمشدہ چیز نہ ملے!"[2] مدرسہ کے لئے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا اعلان جائز ہے، ایک دو بار اعلان کردیا جائے، مگر یہ یاد رہے کہ اس اعلان کی وجہ سے کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ پڑے۔

مسجد میں گمشدہ بچے کا اعلان انسانی جان کی اہمیت کے پیشِ نظر جائز ہے

سوال:... مسجد میں لاؤڈ اسپیکر سے مختلف قسم کے اعلانات ہوتے ہیں، جلسہ کے انعقاد کا، ضروری کاغذات کا، گمشدہ رقم، بچے کی گمشدگی، نمازِ جنازہ اور جانوروں کی گمشدگی کا، مثلاً: فلاں صاحب کا بکرا گم ہوگیا ہے، اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ کیسے ہیں؟ اور کس قسم کے اعلانات دُرست ہیں؟

جواب:... مسجد میں گمشدہ چیز کی تلاش کے لئے اعلان کرنا جائز نہیں، حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے،[3] البتہ گمشدہ بچے کا اعلان انسانی جان کی اہمیت کے پیشِ نظر جائز ہے، اور جو چیز مسجد میں ملی ہو، جیسے کسی کی گھڑی رہ گئی ہو، اس کا اعلان جائز ہے کہ فلاں چیز مسجد میں ملی ہے، جس کی ہو لے لے، نمازِ جنازہ کا اعلان بھی جائز ہے، اس کے علاوہ دُوسرے اعلانات جائز نہیں۔

مختلف اعلانات کے لئے مسجد کا لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا

سوال:... ہمارے محلے میں ہر کام کے لئے مسجد کا لاؤڈ اسپیکر استعمال کرتے ہیں، مثلاً: بکر کے مہمان آئے ہیں، وہ جلد ان

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع رجلًا ينشد ضآلّة في المسجد فليقل: لَا ردّها الله عليك، فإن المساجد لم تبن لهٰذا. رواه مسلم. (مشكوة ص:۶۸).

(۲) مشكوة ص:۶۸، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الأوّل، طبع قديمي كتب خانه.

(۳) ايضاً.

سے ملیں، کسی چیز کی گمشدگی کی اطلاع کے لئے، معمولی کاموں کے لئے بھی لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جاتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:... مسجد کی ضرورتوں کے علاوہ مسجد کا لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا جائز نہیں، مسجد کو ان چیزوں سے پاک رکھنا ضروری ہے، گمشدہ چیز کی تلاش کے لئے مسجد میں اعلان کرنا جائز نہیں[1]، البتہ اگر مسجد میں کسی کی چیز رہ گئی ہو اس کا اعلان کردینا جائز ہے، اور گمشدہ بچے کا اعلان بھی ضرورت کی بنا پر جائز ہے۔

مسجد کا اسپیکر گناہ کے کام کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں

سوال:... یومِ آزادی کے موقع پر میں نے مسجد کے ایمپلی فائر اور لاؤڈ اسپیکر کو موسیقی کے لئے استعمال ہوتے دیکھا، بلکہ اس سے پہلے بھی تہوار والے دن ایسا ہوتا چلا آیا ہے، مجھے یہ بات ناگوار گزری کہ وہ اسپیکر جس میں اذان ہوتی ہے، آج اس سے موسیقی ہورہی ہے، جب اس کا ذکر اپنی یونٹ کے ایک آدمی سے کیا تو جواز کے لئے اس نے یہ وجہ بیان فرمائی کہ یہ پراپرٹی دراصل مسجد کی نہیں ہے، سوائے خاص دنوں یا تہوار کے دنوں کے یہ اسپیکر فارغ ہوتا ہے، اس لئے اس کو مسجد میں استعمال کیا جاتا ہے، اور جب ضرورت پڑتی ہے تو ہم اپنا مطلب حاصل کرلیتے ہیں۔ براہ کرم اس مسئلے کو کتاب و سنت کی روشنی میں واضح کریں۔

جواب:... جو لاؤڈ اسپیکر مسجد میں استعمال ہوتا ہو، اس کو گناہ کے کام کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔[2] اور اگر وہ لاؤڈ اسپیکر مسجد کا نہیں تو اسے مسجد میں استعمال نہ کیا جائے۔

شبِ برات میں مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر تقاریر و نعتیں

سوال:... ہر بڑی رات کو (شبِ برات وغیرہ) ہمارے محلے کی مسجد سے رات دیر تک لاؤڈ اسپیکر پر تقاریر اور نعتوں وغیرہ کا پروگرام ہوتا ہے، جس سے محلے والے اپنے گھروں میں ٹھیک طور سے عبادت نہیں کرسکتے، نہ نیند کرسکتے ہیں، براہِ کرم بتائیں کہ مسجد والوں کا یہ فعل صحیح ہے؟

جواب:... مسجد میں تقریر اور درس خواہ بڑی راتوں میں ہو یا چھوٹی راتوں میں اس کے دوران صرف اندر کے اسپیکر استعمال کرنے چاہئیں، تاکہ آواز مسجد تک محدود رہے اور اہلِ محلہ کو جن میں بیمار بھی ہوتے ہیں، تشویش نہ ہو، سنانے کا نفع اسی وقت ہوتا ہے جبکہ سننے والے شوق اور رغبت سے سنیں، اس لئے جن لوگوں کو سنانا مقصود ہو، ان کو ترغیب دے کر مسجد میں لایا جائے۔

مسجد کے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کتنی ہونی چاہئے؟

سوال:... ہمارے محلے کی ایک مسجد میں بے حساب لاؤڈ اسپیکر لگے ہوئے ہیں، جن سے اذان شریف کی آواز اتنی زور سے آتی ہے کہ سب جگہ کے در و دیوار ہل جاتے ہیں۔ اس مسجد کے مؤذن صاحب سے مؤدبانہ گزارش کی گئی ہے کہ اذان کی ٹون ذرا

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ دیکھئے۔
(۲) وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (المائدة: ۲)۔

آہستہ فرمادیں، مگر وہ اس امر کو غیر مسلمان قرار دیتے ہیں، اور بحث و تکرار کرتے ہیں کہ اسلام میں کونسا قانون اور قاعدہ ہے کہ اذان کی آواز محیط کی جائے۔ آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس کم علم انسان کو آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے کہ کوئی ایسے حوالہ جات سے مطلع کیا جائے جو کہ ان مؤذن صاحب کو دِکھادیئے جائیں کہ اذان کا اصل مقصد "شور و غوغا" ہے یا کہ انسانوں کو نماز کی طرف بلانا ہے؟ جس آواز کو سن کر ہمارے دِلوں میں راحت، خوشی اور سکون ملنا چاہئے، اگر اس آواز کو سن کر دِل میں اور دماغ میں منفی خیال آئیں تو اس چیز سے کیسے پرہیز کیا جائے؟

جواب:... لاؤڈ اسپیکر کا اِستعمال ضرورت ہے، شوق کی چیز نہیں، لاؤڈ اسپیکر کی آواز اتنی ہونی چاہئے جس سے بلاوجہ لوگوں کو ایذا نہ ہو۔

مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت کی کیسٹ لگانا

سوال:... مسجد میں جمعۃ المبارک کے دِن نمازِ جمعہ سے پہلے لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت کی کیسٹ کو لگا کر محلے تک آواز پہنچاتے ہیں، اُونچی آواز سے لاؤڈ اسپیکر پر تلاوتِ قرآن کرانا شرعاً کیسا ہے؟ لگائیں یا بند کردیں؟ زندہ انسان نے قرآن سننا اور کیسٹ پر قاری کی تلاوتِ قرآن کا سننا، دونوں صورتوں میں برابر کا ثواب ہے؟

جواب:... مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر کیسٹ لگانا نہایت غیر مناسب ہے، اس سے محلے والوں کو ایذا ہوتی ہے۔

لاؤڈ اسپیکر پر وعظ کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... سوال یہ ہے کہ ہمارے محلے میں گھر کے قریب ایک جامع مسجد ہے، جس میں مولوی صاحب رات گئے تک لاؤڈ اسپیکر میں وعظ کرتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے کافی لوگ تنگ ہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی مریض ہو اور اسے آرام کی ضرورت ہو، یا کسی بچے کا اِمتحان صبح کو ہو۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ طریقہ دُرست ہے کہ زبردستی کسی کے کان میں ذکرِ خدا کیا جائے؟

جواب:... لاؤڈ اسپیکر کا اِستعمال اس طرح کرنا صحیح نہیں جس سے اہلِ محلہ کو اَذیت ہو۔

مسجد کے کنویں سے پینے، کپڑے دھونے وغیرہ کے لئے پانی لے جانا

سوال:... ہمارے گاؤں کی مسجد میں کنواں ہے، جس سے عام لوگ پینے کے لئے، کپڑے دھونے کے لئے اور قریب کسی نے مکان تعمیر کرنا ہو تو اس میں سے پانی اِستعمال کرتے ہیں، چونکہ اس میں پانی نکالنے والی مشین لگی ہوئی ہے، مسجد کی بجلی بھی خرچ ہوتی ہے، آپ سے عرض ہے کہ کیا اس کا پانی اِستعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ پھر جن لوگوں نے اِستعمال کیا ہے، ان کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا آئندہ اِستعمال کرنے کے لئے روکیں یا کیا کریں؟

جواب:... جن لوگوں کے چندے سے یہ مشین لگائی گئی ہے، اگر انہوں نے عام لوگوں کو اس کنویں سے پانی لینے کی اجازت

دی ہو، (خواہ لفظاً یا حالاً) تو جائز ہے۔[1]

اسکول کا سامان مسجد میں استعمال کرنا

سوال:... ایک ہائی اسکول میں ایک مسجد زیرِ تعمیر ہے، اسی ہائی اسکول کی عمارت کا کچھ حصہ حکومت کی طرف سے ناکارہ قرار دیا جاچکا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اس ناکارہ شدہ عمارت کے حصوں کا چھت کا سامان مثلاً ٹی آر، گارڈر وغیرہ مسجد پر ڈالے جاسکتے ہیں؟

جواب:... اگر گورنمنٹ کی طرف سے اجازت ہو تو یہ سامان مسجد میں اِستعمال کرنا صحیح ہے۔

مسجد کی دیوار پر سیاسی نعرے وغیرہ تحریر کرنا

سوال:... اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ مساجد کی دیواروں پر بھی سیاسی نعرے اور اول فول تحریر ہوتے ہیں، کیا ایسا کرنا گناہ نہیں ہے جبکہ مساجد کی تعظیم و تکریم فرض ہے؟

جواب:... مسجد کی دیواروں کو ان چیزوں کے لئے استعمال کرنا مسجد کی حرمت و تعظیم کے خلاف ہے۔[2]

مسجد کے وضوخانے سے عام استعمال کے لئے پانی لینا جائز نہیں

سوال:... وضوخانے کے نل سے دُکان دار روزانہ پانی لے جاتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے؟

جواب:... وضوخانے کا پانی وضو کے لئے مخصوص ہے، اس کا لے جانا دُرست نہیں،[3] البتہ اگر اہلِ محلہ نے یہ نل رفاہِ عامہ کے لئے لگایا ہو اور دُکان داروں کو پانی لے جانے کی اجازت ہو تو جائز ہے۔

مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مکروہ ہے

سوال:... بجلی کے فیل ہونے کی وجہ سے مسجد میں مٹی کے تیل کی لالٹین استعمال کرسکتے ہیں؟ یا کہ موم بتی یا دُوسری کسی چیز سے روشنی کریں؟ جبکہ مٹی کا تیل مسجد میں لانا نہیں چاہئے، کیونکہ اس سے بدبو ہوتی ہے، اور بدبو کی چیز مسجد میں لانی منع ہے، اس کا گناہ کس پر ہوگا؟ لالٹین جلانے والے پر یا کہ مسجد کی انتظامیہ پر؟

جواب:... مسجد میں مٹی کا تیل جلانا بدبو کی وجہ سے مکروہ ہے۔[4]

---

(۱) لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنه. وفی الحاشیة: والإذن عام سواء کان صراحة أو دلالة. (قواعد الفقه، ص:۱۱۰، القواعد الفقهیة، طبع صدف پبلشرز کراچی).

(۲) عن عائشة قالت: أمر رسول الله صلی الله علیه وسلم ببناء المسجد فی الدور وأن ینظّف ویطیّب. رواه أبوداؤد والترمذی وابن ماجة. (مشکوٰة ص:۶۹، باب المساجد مواضع الصلاة).

(۳) شرط الواقف کنص الشارع أی فی المفهوم والدلالة ووجب العمل به. (الدر المختار ج:۴ ص:۴۳۳، کتاب الوقف). ایضاً حاشیہ نمبر۱ صفحہٰذا۔

(۴) یحرم فیه (أی المسجد) ...... وأکل نحو ثوم، ویمنع منه وکذا کل موذ ...... ومما له رائحة کریهة. (درمختار ج:۱ ص:۶۶۱).

مسجد کی دیوار پر اشتہار لگانا

سوال:... مسجد اللہ کا گھر ہے، ہر مسلمان پر اس کا احترام واجب ہے، لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ مسجدوں کی دیواروں پر اشتہار چسپاں کردیتے ہیں، بلکہ اُلٹی سیدھی عبارتیں اور اعلانات بھی جلی حروف میں لکھ دیتے ہیں۔ مولانا صاحب! مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ مساجد کی دیواروں کے ساتھ یہ سلوک کہاں تک جائز ہے؟ اور مشتہرین کو اس فعل کی کیا سزا جزا ملنی چاہئے؟

جواب:... مسجد کے دروازوں اور دیواروں پر اشتہار چپکانا دو وجہ سے ناجائز ہے، ایک یہ کہ مسجد کی دیوار کا استعمال ذاتی مقصد کے لئے حرام ہے، چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ مسجد کے ہمسائے کے لئے یہ جائز نہیں کہ مسجد کی دیوار پر اپنے مکان کا شہتیر یا کڑی رکھے۔[1]

دُوسری وجہ یہ ہے کہ مساجد کی تعظیم اور صفائی کا حکم دیا گیا ہے،[2] اور مسجد کی دیوار پر اشتہار لگانا اس کی بے ادبی بھی ہے، اور اس کو گندا کرنا بھی۔ کیا کوئی شخص گورنر ہاؤس کے دروازے پر اشتہار لگانے کی جرأت کرسکے گا؟ اور اس کو اس کی اجازت دی جائے گی؟ اور کیا اپنے مکان کے درودیوار پر مختلف النوع اشتہار لگائے جانے کو پسند کرے گا؟ کیا مسلمانوں کی نظر میں اللہ کے گھر کی عظمت اپنے گھر کے برابر بھی نہیں رہی؟ افسوس ہے کہ مسجد کے درودیوار پر اشتہار لگانے کی وبا عام ہورہی ہے، نہ تو اشتہار لگانے والوں کو خانۂ خدا کا احترام مانع ہوتا ہے اور نہ علمائے کرام ہی اس پر متنبہ فرماتے ہیں۔ یاد رہنا چاہئے کہ خانۂ خدا کی آبادی، شہر اور محلے کی آبادی کا ذریعہ ہے، اور خانۂ خدا کی ویرانی ہمارے محلوں اور شہروں کی ویرانی و بربادی کا سبب ہے۔[3]

مسجد کے قریب فلم شو اور دُوسرے لہو و لعب کرنا سخت گناہ ہے

سوال:... ہمارے محلے میں چند لوگ مسجد کے قریب ''فنکشن'' کے نام سے راگ رنگ کی محفلیں (فلم شو وغیرہ) جماتے ہیں۔ اس میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بھی آزادانہ ہوتا ہے، اس صورتِ حال کے پیشِ نظر ہماری مسجد و مدرسہ کے منتظمین حضرات نے پہلے تو ان لوگوں سے گزارش کی کہ وہ مسجد کی حرمت کا خیال کریں، لیکن انہوں نے یہ اپیل قبول نہ کی، تو قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ اس سلسلے کو بند کرادیا۔ اس سلسلے کے بند ہونے کی وجہ سے اب یہ لوگ انتقامی کارروائیاں کرنے لگے ہیں، انہوں نے مسجد و مدرسہ کے منتظمین کے خلاف ایک ''دستخطی مہم'' شروع کردی ہے، اور خوف و ہراس کی فضا قائم کر رہے ہیں، کیا ایسے لوگوں کو منتظمینِ مدرسہ اور اِمام کے

---

(۱) قلت: وبه علم حكم ما يصنعه بعض جيران المسجد من وضع جذوع على جداره فإنه لَا يحل ولو دفع الأجرة. (ردالمحتار ج:۴ ص:۳۵۸، كتاب الوقف، مطلب في أحكام المساجد).

(۲) عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البزاق في المسجد خطيئة وكفارتها دفنها. متفق عليه. وعن عائشة قالت: أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببناء المسجد في الدور وأن ينظّف ويطيّب. رواه أبوداوٗد والترمذي وابن ماجة. (مشكوٰة ص:۶۹، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة).

(۳) "ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعٰى في خرابها أولٰئك ما كان لهم أن يدخلوها إلّا خائفين، لهم في الدنيا خزي ولهم في الآخرة عذاب عظيم" (البقرة:۱۱۴).

خلاف شرعاً مداخلت کی اجازت ہے یا نہیں؟ نیز اس "دستخطی مہم" کی شرعی کیا حیثیت ہے؟ دیگر یہ لوگ جو فلم شو کرنے کے لئے چندہ جمع کرتے ہیں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... جو صورت سوال میں بیان کی گئی ہے، اس کے مطابق ان لوگوں کا مسجد کی انتظامیہ کے خلاف یا اِمام کے خلاف مہم چلانا شرعاً و اخلاقاً غلط ہے، ان کو اپنے فعل پر توبہ کرنی چاہئے، مسلمان کی شان یہ ہے کہ جب اس کو کسی گناہ سے روکا جائے تو اس پر اصرار نہ کرے، بلکہ اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کرے، گناہ کے کام کے لئے چندہ وغیرہ کرنا حرام ہے،[1] مسجد میں شور کرنا حرام ہے،[2] اور گانے وغیرہ کی آواز اور باہر کا شور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مسجد میں پہنچانا مسجد کی بے حرمتی ہے، جس کی وجہ سے ایسا کرنے والوں پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں، اور نمازیوں کی نماز اور ذکر و تلاوت میں بھی خلل پیدا ہوتا ہے، اس لئے ایسے لوگوں کو اس حرکت سے توبہ کرنی چاہئے، ورنہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے گھروں پر وبال نازل ہوگا۔[3]

مسجد کو گزرگاہ بنانا ادب و احترام کے منافی اور گناہ ہے

سوال:... یہ بات کس حد تک دُرست ہے کہ "مسجد کو گزرگاہ مت بناؤ"؟ اگر یہ صحیح ہے تو کراچی میں کئی ایسی مساجد ہیں جہاں یہ چیز ہمیں ملتی ہے، مثلاً نیو میمن مسجد کی آپ مثال لے لیں، حالانکہ اس کے برابر میں ایک گلی ہے، لوگ بجائے وہاں سے گزرنے کے مسجد سے گزرتے ہیں۔

جواب:... مسجد کو گزرگاہ بنانا اس کے ادب و احترام کے منافی ہے اور گناہ ہے، اور مسجد کی بے ادبی کا وبال بہت سخت ہے، مسلمانوں کو اس وبال سے ڈرنا چاہئے![4]

مسجد کو تفریح گاہ بنانا اور اس میں فوٹو کھنچوانا جائز نہیں

سوال:... ٹھٹھہ کی ایک مسجد میں غیرملکی سیاحوں نے جن میں نیم برہنہ لباس میں عورتیں بھی تھیں، منبر و محراب کے قریب مختلف زاویوں میں لیٹ، بیٹھ کر تصویرکشی کروائی، تو ایک صاحب نے ایک ہفت روزہ میں مذہبی کالم لکھنے والے سے پوچھا تھا کہ کیا یہ مسجد کی بے حرمتی نہیں؟ تو جواب میں فرمایا گیا کہ: "آپ پریشان نہ ہوں، یہ کوئی خاص مسئلہ نہیں، سیاح کبھی بے ادبی نہیں کرتے، بلکہ فوٹو کے ذریعہ یادگار لمحات کو محفوظ کرلیتے ہیں۔" مولانا! کیا یہ نیم برہنہ لباس میں غیرمسلم خواتین کا مختلف زاویوں سے

---

(۱) "ولَا تعاونوا على الْإثم والعدوان" (المائدة: ۲).

(۲) عن الحسن مرسلًا قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتي على الناس زمان يكون حديثهم في مساجدهم في أمر دنياهم فلا تجالسوهم فليس لله فيهم حاجة. رواه البيهقي في شعب الْإيمان. (مشكوٰة ص: ۷۱).

(۳) "ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعٰى في خرابها" (البقرة: ۱۱۴).

(۴) الأوّل فيما تصان عنه المساجد يجب أن تصان عن .... المرور فيها لغير ضرورة .... وروى ابن ماجة انه عليه الصلاة والسلام قال خصال لَا تنبغي في المسجد لَا يتخذ طريقًا ولَا يشهر فيه سلاح ... إلخ. (حلبي كبير ص: ۶۱۰، ۶۱۱). ومن اعتاد المرور فيه يأثم ويفسق. (الأشباه والنظائر ج: ۲ ص: ۲۳۴، القول في أحكام المساجد).

مسجد میں فوٹو کھنچوانا مسجد کی بے حرمتی نہیں؟ جبکہ ہمارے ہاں تو مسلم خواتین کا پوری طرح پردے کی حالت میں بھی مسجد میں جانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔

جواب:... اوّل تو مسجد کو تفریح گاہ اور سیر و سیاحت کا موضوع بنانا ہی جائز نہیں، پھر نیم عریاں کافرات کا مسجد میں اٹھکیلیاں کرنا بے حد ناروا بات ہے۔ جن کے بارے میں یہ بھی معلوم نہیں کہ انہوں نے غسلِ جنابت بھی کیا ہے یا نہیں؟ اور پھر مسجد میں فوٹو لینا ان سب سے بدتر بات ہے، اس لئے یہ فعل کئی حرام اُمور کا مجموعہ ہے،[۱] اور قطعاً مسجد کے احترام کے منافی ہے، انتظامیہ کا فرض ہے کہ اس کا انسداد کرے۔

مسجد کے فنڈ کا ذاتی استعمال میں لانا جائز نہیں

سوال:... ایک شخص نے اپنے اثر و رسوخ اور دیگر تعلقات کی بنا پر دُوسرے شخص سے تعمیرِ مسجد کے لئے کچھ رقم وصول کی ہے، اب رقم وصول کنندہ شخص نے تعمیرِ مسجد میں کچھ رقم خرچ کر کے باقی رقم کو اپنے ذاتی کام میں خرچ کیا ہے، اس حالت میں شرعاً اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ عطیہ دینے والے شخص پر و دیگر اہلِ محلہ، نمازیانِ مسجد پر شرعاً کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ تفصیل سے جواب دے کر تشفی قلب بخشیں۔

جواب:... مسجد کی رقم کا اپنے ذاتی مصرف میں استعمال کرنا اس شخص کے لئے شرعاً جائز نہیں تھا،[۲] لہٰذا اسے چاہئے کہ توبہ و اِستغفار کرے اور جو رقم اس نے استعمال کی ہے اس کا ضمان ادا کرے،[۳] اہلِ محلہ کی اور نمازیوں کی ذمہ داری یہی ہے کہ اس شخص سے ضمان وصول کریں۔[۴]

غیرقانونی جگہ پر مسجد کی تعمیر اور دُوسرے تصرف کر کے ذاتی آمدنی حاصل کرنا

سوال:... پچھلے دنوں اخبار میں ایک مضمون نظر سے گزرا تھا، جس میں بتایا گیا تھا کہ غیرقانونی غیروابستہ جگہ پر مسجد بننے کے

---

(۱) فالحاصل ان المساجد بنيت لأعمال الآخرة مما ليس فيه توهم اهانتها وتلويثها مما ينبغي التنظيف منه ولم تبن لأعمال الدنيا ولو لم يكن فيه توهم تلويث واهانة على ما أشار إليه قوله عليه الصلوٰة والسلام فإن المساجد لم تبن لهٰذا. (حلبی کبیر ص:۶۱۱). أيضًا: ومنها أنه يحرم عليهما وعلى الجنب الدخول في المسجد سواء كان للجلوس أو للعبور وهٰكذا في منية المصلي. (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والإستحاضة).

(۲) متولي المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته وله أن يحمله من البيت إلى المسجد كذا في فتاوىٰ قاضيخان. (عالمگیری ج:۲ ص:۴۶۲، كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به).

(۳) اكار تناول من مال الوقف فصالح المتولي على شيء فهٰذا على وجهين اما أن يوكن الأكار غنيا أو فقير، ففي الوجه الأوّل لا يجوز الحط من مال الوقف. (التاتارخانية، كتاب الوقف ج:۵ ص:۷۶۰، طبع إدارة القرآن كراچی، أيضًا عالمگیری ج:۲ ص:۴۶۴، كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به).

(۴) وللمتولي أن يستاجر من يخدم المسجد يكنسه ونحو ذالك بأجر مثله أو زيادة يتغابن فيها فإن كان أكثر فالإجارة له وعليه الدفع من مال نفسه ويضمن لو دفع من مال الوقف .... كذا في فتح القدير. (عالمگیری ج:۲ ص:۴۶۱).

بعد اگر حکومت اعتراض نہ کرے تو وہ مسجد قانونی حیثیت اختیار کرلیتی ہے، ہمارے محلے میں مفاد پرستوں نے غیر وابستہ غیر قانونی طریقے سے جگہ گھیر کر مسجد کی بنیاد ڈالی اور رفتہ رفتہ کافی جگہ گھیر کر باقاعدہ ایک جامع مسجد بناڈالی، اس کے چاروں طرف ناجائز تجاوزات، مکانات، کارخانے وغیرہ بناکر مسجد کے لئے نہیں، بلکہ اپنی آمدنی کا پکا ذریعہ پیدا کرلیا ہے۔ جامع مسجد کے ساتھ ایک لمبا چوڑا رہائشی پلاٹ وغیرہ کی جگہ تھی، اس کو عیدگاہ کے نام سے موسوم کردیا گیا، مینار بھی بناڈالا، جہاں عیدین کی نمازیں ہوتی تھیں، اب عیدگاہ کی جگہ برائے نام رہ گئی، اس جگہ کارخانے وغیرہ بناکر کرایہ پر دے دیئے گئے، جس کا صرف ایک آدمی کرایہ وصول کرتا ہے، اپنی ذاتی ملکیت قرار دیتا ہے، زمین کے ڈی اے کی ہے۔

جواب:... اس مسجد کی تعمیر کے وقت چونکہ حکومت کے کسی محکمے کی جانب سے اعتراض نہیں ہوا اور مسجد ویسے بھی مسلمانوں کی ناگزیر ضرورت ہے، اس لئے مسجد تو صحیح ہے، باقی جگہ پر جو ناجائز قبضہ کیا گیا ہے، اس کو ہٹادیا جائے اور مسجد پر اگر غلط لوگ مسلط ہیں تو حکومت ان کا تسلط ختم کرکے مسجد کو محکمہ اوقاف کے حوالے کردے۔

مسجد کی زائد چیزیں فروخت کرکے رقم مسجد کی ضروریات میں لگائی جائے

سوال:... ملک کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) کراچی کی زمین واقع سپرہائی وے پر سوسائٹی نے مسجد کی تعمیر شروع کرنی ہے، اس مسجد کے لئے سوسائٹی نے ممبران اور ملک برادری سے عطیات رقوم کی صورت میں دینے کی درخواست کی تھی، اور اس کے لئے باقاعدہ مسجد فنڈ قائم کردیا گیا ہے، اپیل کے بعد ملک برادری کے افراد کی جانب سے رقوم کی صورت میں اور اشیاء کی صورت میں عطیات موصول ہونا شروع ہوئے، اشیاء کی صورت میں جو عطیات وصول ہوئے، وہ یہ ہیں: دیوار کی گھڑیاں، چھت کے پنکھے، صفیں اور جائے نماز وغیرہ، چونکہ مسجد کی تعمیر میں ابھی وقت لگے گا اور کراچی کے موسمی حالات کے پیشِ نظر دیوار کی گھڑیاں اور چھت کے پنکھے زنگ آلود اور خراب ہونے کا اندیشہ ہے، تو کیا سوسائٹی ان اشیاء کو فروخت کرکے اس سے جو رقم حاصل ہو وہ مسجد فنڈ میں شامل کرسکتی ہے یا نہیں؟ یا ان اشیاء کو دُوسری ضرورت مند مسجدوں میں تقسیم کردیا جائے؟ جب تک سوسائٹی ہٰذا کی مسجد کی تعمیر ہونی شروع ہو جیسی صورت بہتر ہو، شریعت کی رُو سے فتویٰ عنایت فرمائیں۔

جواب:... ان اشیاء کو فروخت کرکے مسجد کی ضروریات میں صَرف کیا جائے، جو چیزیں مسجد کی ضرورت سے زائد ہوں، اور ان کو فروخت بھی نہ کیا جاسکتا ہو، وہ کسی دُوسری مسجد میں دے دی جائیں۔[1]

مسجد کا غیرمستعمل سامان مؤذّن کے کمرے میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

سوال:... اوقاف کی مسجد میں مؤذّن کے لئے جو کمرہ بنایا گیا ہے، اس میں مسجد کے نام پر وقف وہ قالین یا پانی کا کولر جس کی

---

(۱) ونقل فی الذخیرة عن شمس الأئمة الحلوانی أنه سئل عن مسجد أو حوض خرب ولا یحتاج إلیه متفرق الناس عنه هل للقاضی أن یصرف أوقافه إلی مسجد أو حوض آخر، فقال: نعم ... إلخ. (شامی ج:۴ ص:۳۵۹، کتاب الوقف، عالمگیری ج:۲ ص:۴۷۹، نظام الفتاویٰ ج:۱ ص:۱۷۲، خیر الفتاویٰ ج:۱ ص:۳۰۸).

مسجد والوں کو بالکل ضرورت نہیں ہے اور جس کو استعمال نہ کیا جائے تو یونہی ضائع ہوگا، اور ایسے قالین پرانے اوقاف والوں نے بھی دیکھ کر مسجد کے سامان میں شمار نہ کیا، اور نہ ہی اس کا اندراج کیا، اس کا موٴذن کے لئے مسجد ہی کے حجرے میں استعمال کا کیا حکم ہے؟ جبکہ یہاں دُوسرے مساجد والے بھی اس قسم کے سامان سے مستغنی ہیں اور کہیں دُور دراز صحرا وغیرہ میں لے جانے کا رواج اور انتظام نہیں ہے۔

جواب:... اگر اوقاف کی اجازت ہو تو یہ قالین اور پانی کا کولر موٴذن کے کمرے میں استعمال کیا جاسکتا ہے، کوئی مضائقہ نہیں۔ [۱]

مسجد کے فنڈ کا ذاتی اِستعمال

سوال:... زید ایک مسجد کا تعمیراتی کام کرا رہا ہے، اور سارا فنڈ جو لوگ دیتے ہیں، وہ زید کے پاس ہی ہوتا ہے، اب زید گھریلو پریشانی کی وجہ سے اس مسجد کے تعمیراتی فنڈ میں سے وقتاً فوقتاً کچھ قرض کی نیت سے لیتا ہے، حساب کیا تو زید کے ذمے تقریباً بائیس ہزار روپے بنتے ہیں، اب زید کی اتنی آمدنی بھی نہیں ہے کہ قرض اُتار سکے، تو کیا زید لوگوں سے زکوٰۃ کے پیسے لے کر مسجد کی ادائیگی کردے اور وہ لوگوں سے زکوٰۃ کے پیسے یہ کہہ کر لیتا ہے کہ آپ زکوٰۃ مجھے دے دیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... یہ شخص خواہ کسی عنوان سے زکوٰۃ کی رقم لے کر مسجد کے پیسے پورے کردے، اور آئندہ بھوکا تو مرجائے لیکن مسجد کی رقم نہ لے۔ [۲]

مسجد کی رقم سے قرض لینا

سوال:... میں مسجد کا خزانچی ہوں، مسجد کے تمام حساب میرے پاس امانت ہیں، اور میں خود بھی ایک کاروباری آدمی ہوں، میرے سے اکثر لوگ قرض مانگنے آجاتے ہیں، اور میں دے دیتا ہوں، بعض وقت لوگ قرض واپس کرنے میں دیر کرتے ہیں، اور کبھی کبھار میرے اپنے پاس نہیں ہوتا، مجبوراً میں مسجد کا پیسہ بھی اِستعمال میں لاتا ہوں، لیکن مسجد والوں کی طرف نیت یہ ہوتی ہے کہ جب بھی کوئی کام کے لئے پیسے مانگیں تو میں اسی وقت کہیں سے کرکے دُوں گا، اور میرے پاس اکثر پیسہ آتا رہتا ہے، آیا میں اپنے کاروبار میں مسجد کا پیسہ اِستعمال کرسکتا ہوں یا کوئی شخص ایمان دار میرے پاس آئے اور کہے کہ مسجد کی رقم تو آپ کے پاس ہے، ان میں سے کچھ دے دو، جب مانگو گے تو فوراً دُوں گا، تو میں دُوں یا نہ؟ یا مسجد کی جو رقم آئے اسی حال میں الگ رکھوں، ہاتھ نہ لگاوٴں، جواب دے کر میری پیشانی دُور فرمائیں۔

---

(۱) لَا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنه والإذن عام سواء کان صراحة أو دلالة. (قواعد الفقه ص:۱۱۰).

(۲) رجل جمع مالًا من الناس لینفقه فی بناء المسجد فأنفق من تلک الدراهم فی حاجته .... لَا یسعه أن یفعل ذٰلک فإن فعل ..... الضمان واجب. (عالمگیری ج:۲ ص:۴۸۰، طبع بلوچستان).

جواب:... مسجد کی رقم امانت ہے، اس کو بعینہٖ محفوظ رکھنا چاہئے، اس کو اپنے ذاتی اِستعمال میں لانا یا قرض دینا جائز نہیں، واللہ اعلم![1]

مسجد میں مخصوص کام کے لئے دی گئی رقم کا دُوسری مد میں اِستعمال کرنا

سوال:... اگر کوئی شخص مسجد کے صحن کے فرش کو سنگِ مرمر سے بنوانے کے لئے چندہ دیتا ہے تو کیا اِنتظامیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس رقم کو دیگر مصارف پر خرچ کرے؟

جواب:... اگر چندہ فرش لگانے کے لئے دیا اور دُوسری ضروریات میں خرچ کرنے سے منع کیا، تو اس کا چندہ فرش میں ہی لگانا چاہئے، اس کی رضامندی کے بغیر اِنتظامیہ کو دُوسری جگہ خرچ کرنے کا حق نہیں۔[2]

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ سب سے زیادہ قوی ہو، وہ اللہ پر توکل کرلے،[3] اور جو یہ چاہے کہ سب سے زیادہ غنی ہو، اس کو چاہئے کہ جو چیز اللہ کے پاس ہے اس پر اس سے زیادہ اعتماد رکھے، جتنا اپنے پاس کی چیز پر ہوتا ہے۔[4]

مسجد کا سامان پیش اِمام کو اِستعمال کرنا

سوال:... مسجد کے پیش اِمام صاحب اپنے حجرے میں مسجد کا سامان یعنی بجلی، پنکھا، گیس کا چولہا اور دُوسری چیزیں اِستعمال کرسکتے ہیں؟

جواب:... مسجد والوں کی اِجازت ہو تو جائز ہے۔[5]

---

(۱) رجل جمع مالًا من الناس لينفقه في بناء المسجد فأنفق من تلك الدراهم في حاجته ..... لا يسعه أن يفعل ذٰلك، فإن فعل ...... الضمان واجب. (عالمگیری ج:۲ ص:۴۸۰). مع ان القيم ليس له اقراض مال المسجد قال في جامع الفصولين: ليس للمتولي ايداع مال الوقف والمسجد إلّا ممن في عياله، ولَا إقراضه فلو أقرضه ضمن، وكذا المستقرض. (البحر الرائق ج:۵ ص:۲۰۱، كتاب الوقف).

(۲) وفي الدر المختار: وفي الدرر وقف مصحفا على أهل مسجد للقراءة إن يحصون جاز ...إلخ. وفي الشامية: قوله إن يحصون جاز هٰذا الشرط مبني على ما ذكره شمس الأئمة من الضابط وهو أنه إذا ذكر للوقف مصرفًا لَا بد أن يكون فيهم تنصيص على الحاجة حقيقة كالفقراء أو إستعمالًا بين الناس كاليتامٰى. (ردالمحتار ج:۴ ص:۳۶۵، كتاب الوقف).

(۳) من سرّه أن يكون أقوى الناس فليتوكل على الله. ابن أبي الدنيا في التوكل عن ابن عباس. (الجامع الصغير ص:۵۲۹، طبع دار الكتب العلمية، بيروت).

(۴) وقال صلى الله عليه وسلم: من سرّه أن يكون أغنى الناس فليكن بما عند الله أوثق منه بما في يديه. (احياء علوم الدين للغزالي، ج:۴ ص:۲۴۴، كتاب التوحيد والتوكل، بيان فضيلة التوكل).

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر۲۔

اہلِ چندہ کی اجازت سے مسجد کے مصارف میں رقم خرچ کی جاسکتی ہے

سوال:... مسجد کے نام پر جو چندہ جمع ہوتا ہے یا جمع پڑا ہے، اس سے مسجد کے واسطے غسل خانے، استنجا خانے کی جگہ یا پانی کا تالاب یا امام صاحب کے لئے کمرہ بنانا یا کنواں وغیرہ یعنی مسجد کے ساتھ جس چیز کی ضرورت ہے کیا اس رقم سے جو مسجد کے لئے جمع ہو اس چیز پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اہلِ چندہ کی اجازت سے جائز ہے۔[1]

مسجد میں تصویریں اُتارنا اور فلم بنانا ناجائز ہے

سوال:... کیا مسجد میں تصویریں اُتارنا، اخبار پڑھنا، ٹیلی ویژن والوں کا فلم بنانا، نعرہ بازی کرنا وغیرہ جائز ہے؟

جواب:... مسجد میں یہ تمام اُمور ناجائز ہیں۔[2]

غیرمسلموں کا مسجد میں سیر و معائنہ کے لئے داخلہ

سوال:... مسئلہ کچھ یوں ہے کہ آج کل ملک میں ممالکِ غیر سے حکومتی وفود آتے رہتے ہیں، جن میں غیرمسلم بھی شامل ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو حکومتی اربابِ حل و عقد و صدر اِسلامی جمہوریہ پاکستان کی رضامندی سے مساجد کی سیر کروائی جاتی ہے، خاص طور پر ''فیصل مسجد'' اسلام آباد۔ ان وفود میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں، تو ایسی صورتِ حال میں ان عورتوں اور غیرمسلموں کا مساجد میں داخل ہونا کیا جائز ہے؟

جواب:... چند مسائل لائقِ توجہ ہیں:

۱:... مساجد عبادت گاہیں ہیں، تفریح گاہیں نہیں، ان کو تفریح کی جگہ بنالینا نہایت بُری بات ہے۔

۲:... غیرمسلم کا مسجد میں جانا تو جائز ہے، لیکن یہ آنے والے لوگ اکثر ایسے ہوتے ہیں جنھوں نے غیر ستر کا لباس پہنا ہوا ہوتا ہے، ان کے گھٹنے ننگے ہوتے ہیں، عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں، اور ان میں سے بہت ممکن ہے کہ بہت سے لوگوں نے غسلِ جنابت بھی نہ کیا ہو، ایسی حالت میں ان کا مساجد میں آنا حرام[3] اور مسلمانوں کے لئے قابلِ نفرین ہے۔

۳:... بہت سی عورتیں ایسی ہیں کہ وہ ناپاک حالت میں ہونے کی وجہ سے مساجد میں جانے کی اہل نہیں ہوتیں۔ حیض و نفاس

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۲ ملاحظہ ہو۔

(۲) فالحاصل ان المساجد بنیت لأعمال الآخرة مما لیس فیه توهم اهانتها وتلویثها مما ینبغی التنظیف منه ولم تبن لأعمال الدنیا ولو لم یکن فیه توهم تلویث واهانة علٰی ما أشار إلیه قوله علیه الصلٰوة والسلام فإن المساجد لم تبن لهٰذا. (حلبی کبیر ص:۶۱۱، فصل أحکام المساجد)۔ عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من سمع رجلًا ینشد ضالة فی المسجد فلیقل: لَا ردّها الله علیک، فإن المساجد لم تبن لهٰذا، (مشکٰوة ص:۶۸)۔

(۳) ومنها أنه یحرم علیهما وعلی الجنب الدخول فی المسجد سواء کان للجلوس أو للعبور وهٰکذا فی منیة المصلی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸، الفصل الرابع فی أحکام الحیض والنفاس والإستحاضة)۔

کی حالت میں ہیں، یا زچگی کی حالت میں ہیں، یا جنابت کی حالت میں ہیں، اور وہ تو چونکہ جاہل ہیں، ان کو مسئلہ معلوم نہیں، نہ ان کے دِل میں اللہ کے گھروں کا اِحترام ہے، اس لئے بے تکلف وہ بھی آتی جاتی ہیں، ایسی عورتوں کا آنا اور ان کو آنے کی اجازت دینا موجب لعنت ہے۔

۴:... بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اپنے ساتھ کھیل کود کا سامان لئے پھرتے ہیں، کیمرے ان کے گلے میں حمائل ہیں، اور کھانے پینے سے ان کو کوئی پرہیز نہیں۔ چھوٹے بچے کھیل کود میں مشغول ہوجاتے ہیں، الغرض مسجد کو بہت سی بے حرمتیوں کا نشانہ بنالیا جاتا ہے، اس لئے ان کا آنا صحیح نہیں۔

۵:... حکومت اگر غیرمسلموں کو اجازت دیتی ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کے دِلوں میں اِسلام کی عظمت قائم ہو، لیکن حکومت کو چاہئے کہ اس داخلے کے لئے خاص شرائط مقرر کرے۔

مسجد کی بے حرمتی موجبِ وبال ہے

سوال:... بزرگوار! اسلام میں مسجد کا احترام لازمی ہے، لیکن کراچی ڈیفنس سوسائٹی کی مسجدِ طوبیٰ میں مسجد کا کوئی احترام نہیں ہے، وہاں روزانہ غیرملکی اور ملکی خواتین اور مرد آتے ہیں، مسلمان عورتیں مسجد کا احترام جانتی ہیں، لیکن غیرمسلم خواتین احترام سے نابلد ہوتی ہیں، عورتوں کے کچھ ایام مخصوص ہوتے ہیں، ان ایام میں عورت کا مسجد میں آنا مناسب نہیں ہوتا، جبکہ غیرمسلمان عورتیں پاکیزگی اور پاکی کے لفظ سے بھی نابلد ہوتی ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ منی اسکرٹ پہن کر مسجد میں آتی ہیں اور صرف انڈرویئر نیچے ہوتا ہے، اور جب دروازے پر بیٹھ کر جوتے وغیرہ اُتارتی ہیں تو تمام ٹانگیں رانوں تک ننگی ہوتی ہیں اور آتے ہی فوٹو کھینچنا شروع کردیتی ہیں، جس سے مسجد کا احترام اُٹھ جاتا ہے، مسجد کی انتظامیہ اور حتیٰ کہ اِمام صاحب بھی تماشا دیکھتے رہتے ہیں، اور کوئی کسی کو منع نہیں کرتا۔ آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ذمہ داری کس پر آتی ہے؟ انتظامیہ پر یا اِمامِ مسجد پر؟ کون گناہگار ہوتا ہے؟ کیا یہ غیرمسلم اپنی عبادت گاہوں میں ایسا ہی کرتے ہیں؟ میرا خیال ہے یہ اپنے گرجا گھروں کا ضرور احترام کرتے ہوں گے، پھر یہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا خیال کیوں نہیں کرتے؟ کیا ایک مسلمان ملک وہ بھی پاکستان جس میں اسلامی نظام نافذ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، ایسا کرنے کی اجازت ہے؟ میں نے وہاں کے عملے سے کہا تو کہنے لگے ہم کیا کرسکتے ہیں؟ ہم تو ملازم ہیں، کیا ملازموں پر مسجد کا احترام قائم رکھنا ضروری نہیں ہے؟ خاص طور پر غیرمسلم خواتین پر پابندی ضروری ہے، کیونکہ یہ نامعلوم کن حالات میں یعنی ناپاکی کی حالت میں مسجد میں آتی ہیں؟ کیا فوٹوگرافی کے لئے مسجدیں ہی رہ گئی ہیں؟ اور وہ بھی برہنگی کی حالت میں مسجد میں کھڑے ہوکر کرتی ہیں، خدارا! اس اہم مسئلے پر قلم اُٹھائیے۔

جواب:... مسجد کی یہ بے حرمتی جو آپ نے لکھی ہے، موجبِ وبال ہے، مسجد سیرگاہ یا تماشاگاہ نہیں، میں نے سنا ہے کہ بیت المقدس پر یہودی قبضے سے پہلے قبلۂ اوّل کو بھی سیرگاہ اور تماشاگاہ بنادیا گیا تھا، نماز میں جماعت تو برائے نام ہوتی تھی، لیکن تماش بینوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا، اسی کا وبال ہے کہ وہ مسجد مسلمانوں سے چھین لی گئی۔ حکومت کا فرض ہے کہ مسجد کے تقدس کو بحال کرے، تماشائیوں

کے داخلے پر پابندی عائد کرے، اور مسجد کے احاطے میں تصویر کشی کو ممنوع قرار دے۔ [1]

علامتِ مسجد کے لئے ایک مینار بھی کافی ہے

سوال:... ہم نے اپنے محلے کی مسجد شہید کر کے دوبارہ تعمیر کی اور مسجد کا ایک مینار بھی وسائل کے مطابق بنوایا، مگر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ وہابیوں کا مینار ہے، مینار کی عظمت وحیثیت کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:... مینار مسجد کی علامت کے لئے ہوتے ہیں، اگر ایک مینار سے مسجد کا مسجد ہونا معلوم ہوجائے تو ایک مینار بھی کافی ہے، اس میں وہابی یا غیر وہابی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

مسجد سے قرآن مجید اُٹھا کر لانا جائز نہیں

سوال:... مسجد سے اگر کوئی شخص قرآن پاک اُٹھا کر پڑھنے کے لئے لے آئے اور اپنے پاس ہی رکھ لے، اس صورت میں اس کو قرآن مجید کا ہدیہ اس مسجد میں دینا ہوگا یا نہیں؟

جواب:... قرآن مجید مسجد سے اُٹھا کر لانا جائز نہیں، اس کو دوبارہ مسجد میں رکھ دے، یا اس کی جگہ دُوسرا رکھ دے۔ [2]

مسجد میں قرآن مجید زیادہ ہوں تو اُن کو کیا کریں؟

سوال:... ہماری مسجد میں ۷۰۰ قرآن ہیں، پڑھنے والے یومیہ صرف ۱۳ آدمی ہوتے ہیں، رمضان میں لوگ نئے قرآن لاکر رکھ دیتے ہیں، الماری میں جگہ نہیں ہوتی، لہٰذا پچھلے سال کے قرآن بوری میں ڈال دیئے تاکہ سمندر میں ڈال دیا جائے۔ ہر مسجد میں کم وبیش یہی حال ہے۔ قرآن ضرورت سے زائد ہیں، ان کو بوری میں ڈالنے کے بجائے اگر لوگوں کو گھروں میں تقسیم کردیئے جائیں تو لوگ منع کرتے ہیں کہ مسجد کا مال آپ گھروں میں کیوں تقسیم کرتے ہیں؟ سوال یہ ہے کہ کیا ہم مسجد سے قرآن اُٹھا کر لوگوں میں تقسیم کرسکتے ہیں، تاکہ بوری میں ڈالنے اور ضائع ہونے سے بچ جائیں، جبکہ یہ قرآن مکمل محفوظ ہوتے ہیں؟

جواب:... جو قرآن مجید مسجد کی ضرورت سے زائد ہیں، باہر چھوٹے دیہات میں بھجوادیئے جائیں جہاں قرآن مجید کی کمی ہوتی ہے۔ [3]

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذالك أضعف الإيمان. (مشكوة ص:۴۳۶، باب الأمر بالمعروف). وفي المرقاة: وقال بعض علمائنا الأمر الأوّل للأمراء، والثاني للعلماء. (مرقاة ج:۵ ص:۳، باب الأمر بالمعروف، طبع بمبئى).

(۲) وقف مصحفًا على أهل مسجد للقراءة إن يحصون، جاز وإن وقف على المسجد جاز ويقرأ فيه ولَا يكون محصورًا على هذا المسجد وبه عرف حكم نقل كتب الأوقاف من محالها للإنتفاع بها والفقهاء بذلك مبتلون فإن وقفها على مستحقى وقفه لم يجز نقلها. (الدر المختار مع الرد ج:۴ ص:۳۶۵، كتاب الوقف).

(۳) ايضاً۔

مسجد، حق تعالیٰ شانہٗ کا شاہی دربار ہے، اس کی بے ادبی گناہ ہے

سوال:... مساجد میں دُنیاوی باتیں کرنا شرعاً کیسا ہے؟ جبکہ بار بار منع کرنے کے باوجود بھی لوگ باتیں کرتے ہیں، مسجد میں چٹکیاں مارنا اور زور زور سے باتیں کرنا، مسجد کے لاؤڈاسپیکر میں ہر قسم کے اعلانات کرنا، خیرات شادی وغیرہ کی روٹی کا اعلان کرنا، کوئی چیز گم ہوجائے تو اس کا اعلان کرنا وغیرہ، کیا یہ سب جائز ہے؟ کیا ایسا کرنے والا کوئی گناہگار بھی ہوتا ہے کہ نہیں؟

جواب:... یہ تمام اُمور ناجائز ہیں، اسی طرح وہ تمام اُمور جو مسجد کے ادب کے خلاف ہوں، ناجائز ہیں۔ مسجد، حق تعالیٰ شانہ کا شاہی دربار ہے، کیا شاہی دربار میں اس طرح زور زور سے چلانا خلافِ ادب تصوّر نہیں کیا جاتا؟ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا رسالہ "آدابِ مساجد" دیکھ لیا جائے۔[1]

مسجد کا فرش توڑ کر گٹر لائن گزارنا

سوال:... مسجد کا فرش توڑ کر گٹر لائن گزارنا کیسا ہے؟

جواب:... مسجد کے نیچے سے گٹر کی لائن لے جانا صحیح نہیں۔[2]

مسجد میں نجس اور بدبودار چیزیں لانا جائز نہیں

سوال:... جو لوگ مسجد میں نشہ آور چیزیں لے کر آتے ہیں، مثلاً: پان، سگریٹ اور دُوسری نشہ آور اشیاء، کیا ان اشیاء کا مسجد میں لانا صحیح ہے؟

جواب:... نجس یا بدبودار چیزوں کا مسجد میں لانا جائز نہیں، اور جو چیز نہ نجس ہو نہ بدبودار، اس کا لانا جائز ہے۔[3]

مسجد میں شرعی غلطی کو دُرست کرنے کا جائز مجاز کون ہے؟

سوال:... مسجد میں شرعی غلطی کو دُرست کرنے کا جائز مجاز کون ہے؟

جواب:... جو کام شریعت کے خلاف ہو، اس کی اِصلاح ہر شخص کو کرنے کا حق ہے، لیکن دو شرطوں کے ساتھ، ایک یہ کہ لہجہ تحکمانہ نہ ہو، بلکہ ناصحانہ اور مشفقانہ ہو، دوم یہ کہ اس کی اُمید ہو کہ اس کی نصیحت اُلٹا اثر نہیں کرے گی۔[4]

---

(۱) اسی طرح امداد الفتاویٰ ج:۲ ص:۶۳۵، طبع دار العلوم کراچی دیکھ لیا جائے۔

(۲) فالحاصل ان المساجد بنیت لأعمال الآخرة مما لیس فیه توهم اهانتها وتلویثها مما ینبغی التنظیف منه. (حلبی کبیر ص: ۶۱۱، فصل فی أحکام المساجد، طبع سهیل اکیڈمی لاهور).

(۳) ویکره دخوله لمن أکل ذا ریح کریهة ویمنع منه وکذا کل موذ فیه. (الأشباه والنظائر لابن نجیم مع شرح حموی ج:۲ ص:۲۳۲)، یجب ان تصان عن ادخال الرائحة الکریهة لقوله علیه السلام من أکل الثوم والبصل والکراث فلا یقربن مسجدنا فإن الملائکة تتأذی ممّا یتأذی منه بنو آدم. متفق علیه. (حلبی کبیر ص: ۶۱۰).

(۴) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "اِصلاحی مواعظ" ج:۳ ص:۱۳۶ تا ۱۴۲، تالیف: حضرت لدھیانوی شہیدؒ۔

مسجد میں قصداً جوتا تبدیل کرنا سخت گناہ ہے

سوال:... مسجدوں میں بالعموم، جامع مسجدوں میں بالخصوص اور حرمین شریفین میں خاص الخاص طور پر پیش آتا ہے جسے آپ جوتوں کی تبدیلی کا نام دے سکتے ہیں، حرمین شریفین میں تو اکثر لوگ اپنے جوتے رکھ کر بھول جاتے ہیں کہ کس طرف رکھے تھے؟ اور پھر صفائی کرنے والے خادم بھی جوتے اُٹھا کر باہر پھینک دیتے ہیں یا ڈھیر لگادیتے ہیں، اس حالت میں اپنے جوتوں کی شناخت بہت مشکل بات ہے، زیادہ تر لوگ اپنے ناپ کے جو بھی جوتے، جس کے بھی ملیں، پہن لیتے ہیں، جن میں میں بھی شامل ہوں۔ لیکن میں اکثر ہوائی چپل ہی پہن کر جاتا ہوں اور واپسی پر بھی ہوائی چپل ہی پہنتا ہوں، اور کوشش کرتا ہوں کہ بیکار سے بیکار چپل پہنوں، خواہ دونوں پاؤں کے رنگ مختلف ہی کیوں نہ ہوں، مگر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اپنی گھٹیا جوتی کے بدلے عمدہ جوتا پہن کر آتے ہیں۔

جواب:... قصداً جوتا تبدیل کرنا سخت گناہ ہے۔[1] اور جو چپل بے کار پڑے ہوں اور ان کا مصرف پھینکنے کے سوا کوئی نہ ہو، ان کو پہن لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

نماز پڑھتے وقت موم بتی عین سامنے رکھنا مکروہ ہے

سوال:... اکثر اوقات مسجد میں بجلی چلے جانے کے باعث موم بتیاں جلادی جاتی ہیں، یہ بتادیجئے کہ نماز پڑھتے وقت آگے موم بتی وغیرہ جلا کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اندھیرے میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... موم بتی عین سامنے رکھنا مکروہ ہے، ذرا سی دائیں بائیں ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اندھیرے میں نماز جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ اندھیرے کی وجہ سے قبلہ کا رُخ غلط نہ ہوجائے۔[2]

غیرمسلم اگر ازخود چندہ دے تو اس کو مسجد میں لگانا دُرست ہے

سوال:... بھٹ شاہ شہر میں ایک مسجد بن رہی ہے، جس کے لئے ہمارے شہر کے سب لوگوں نے چندہ دیا، ان میں ایک عدد غیرمسلم بھی شامل ہے، کیا غیرمسلم سے مسجد کے لئے چندہ لیا جاسکتا ہے؟

جواب:... مسجد کے لئے غیرمسلم سے چندہ مانگنا تو اسلامی غیرت کے خلاف ہے، لیکن اگر وہ ازخود اس کو نیک کام سمجھ کر اس میں شرکت کرنا چاہے تو اس کا چندہ مسجد میں لگانا دُرست ہے۔[3]

---

(۱) لَا یجوز لأحد أن یأخذ مال أحد بلا سبب شرعي. (قواعد الفقه ص:۱۱۰).

(۲) وفي الدر المختار: أو شمع أو سراج أو نار توقد، لأن المجوس إنما تعبد الجمر لَا النار الموقدة قنية. وفي رد المحتار تحت قوله أو شمع وعدم الكراهة هو المختار ..... وینبغي الإتفاق علیه فیما لو کان علٰی جانبیه کما هو المعتاد في لیال رمضان بحر، أي في حق الإمام أما المقابل لها من القوم فتلحقه الکراهة علٰی مقابل المختار رملي. (فتاویٰ شامي ج:۱ ص:۶۵۲).

(۳) وفي ردالمحتار ج:۴ ص:۳۴۱ وأن یکون قربة في ذاته .... إن شرط وقف الذمي أن یکون قربة عندنا وعندهم کالوقف علی الفقراء أو علٰی مسجد القدس ...إلخ. أیضًا: إمداد الفتاویٰ ج:۲ ص:۶۶۳ تا ۶۶۶.

مسجد کی تعمیر میں غیرمسلم کی معاونت قبول کرنا

سوال:... کیا کوئی غیرمسلم مسلمانوں کی مسجد کی تعمیر میں کسی قسم کی مالی معاونت یا مسجد تعمیر کراسکتا ہے؟ نیز اگر کوئی غیرمسلم مسجد تعمیر کراچکا ہو تو اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:... اگر وہ مسجد کی تعمیر کو کارِثواب سمجھتا ہے تو اس کی بنائی ہوئی مسجد صحیح ہے، اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ مسجد کو تعمیر کرکے مسلمانوں کے حوالے کردے۔ [1]

غیرمسلم کی طرف سے بطورِ تحفہ دی گئی زمین پر مسجد کی تعمیر

سوال:... شہداد پور میں کافی عرصے قبل ایک ہندو نے بغیر مالی معاوضے کے اپنی زمین مسجد کے لئے دی تھی، بعدازاں وہاں مسجد تعمیر ہوگئی، اب مسجد کو شہید کرکے دوبارہ تعمیر کیا جارہا ہے، تو یہ بات لوگوں کے ذہن میں آئی کہ اس کے متعلق علماء سے رُجوع کیا جائے کہ آیا ہندو کی طرف سے دی جانے والی (ہدیہ کی گئی) زمین جو مسجد کے لئے دی گئی ہے، وہاں مسجد بنائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ لوگ اب بھی وہاں نماز اَدا کر رہے ہیں، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... اگر ہندو کے نزدیک مسجد بنانا کارِثواب ہے تو اس کا مسجد کے لئے جگہ وقف کرنا صحیح ہے، اور اس میں نماز پڑھنا بھی صحیح ہے، چونکہ وہ ایک دفعہ مسجد بن چکی ہے، اس لئے اگر اس کی دوبارہ تعمیر کی ضرورت ہو تو بھی دُرست ہے۔ [2]

ناسمجھ بچوں کو مسجد میں نہیں لانا چاہئے

سوال:... مسجد میں بچوں کا داخلہ کیسا ہے؟ چھوٹے بچے مسجد میں گندے اور ننگے پیر آتے ہیں، شور کرتے ہیں، وضو کی جگہ پر گندگی کرتے ہیں، جس سے وضو والی جگہ ناپاک ہوجاتی ہے، وضو ناپاک جگہ نہیں ہوتا۔

جواب:... چھوٹے بچے جن کے پیشاب پاخانہ کا اندیشہ ہو، ان کو مسجد میں نہیں لانا چاہئے، سمجھدار بچے مسجد میں آئیں مگر ان کو آداب کی تعلیم دینی چاہئے۔ [3]

---

(۱) وشرط صحة وقف أن يكون قربةً عندنا وعندهم. (مجمع الأنهر ج:۲ ص:۵۶۸ كتاب الوقف). (وشرطه شرط سائر التبرعات) كحرية وتكليف، وأن يكون قربةً في ذاته معلومًا .... أى بأن يكون من حيث النظر إلى ذاته وصورته قربة ..... بخلاف الذمي ... إلخ. (ردالمحتار ج:۴ ص:۳۴۱). وأما الإسلام فليس من شرطه، فصح وقف الذمي بشرط كونه قربةً عندنا وعندهم. (البحر الرائق ج:۵ ص:۳۱۲).

(۲) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: شرط وقف الذمي أن يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء أو على القدس. (ردالمحتار، كتاب الوقف، مطلب: قد يثبت الوقف بالضرورة ج:۴ ص:۳۴۱، طبع ايچ ايم سعيد). وأما الإسلام، فليس من شرطه، فصح وقف الذمي بشرط كونه قربة عندنا وعندهم. (البحر الرائق، كتاب الوقف ج:۵ ص:۳۱۲، طبع رشيديه).

(۳) ويحرم إدخال صبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم وإلّا فيكره (وفي الشامي) قوله ويحرم ... إلخ لما أخرجه المنذري مرفوعًا جنبوا مساجدكم صبيانكم ... إلخ. (الدر مع الرد ج:۱ ص:۶۵۶ مطلب في أحكام المساجد).

ننگے سر نماز پڑھنے کے بجائے صاف ستھری چٹائی کی ٹوپی سے نماز پڑھ سکتے ہیں

سوال:... میں تار گھر کراچی میں ملازمت کرتا ہوں، میں نے پچھلے دنوں تار گھر کی مسجد میں ٹوپیاں لاکر دیں جو چٹائی کی بنی ہوئی تھیں، مسجد کے پیش اِمام نے وہ ٹوپیاں واپس کردیں اور کہا کہ مسجدوں میں ٹوپیاں رکھنا جائز نہیں، جو ایسا کرتا ہے، غلط ہے۔ اس جواب سے بہت سے لوگوں کو تشویش ہے اور اس سے قبل جو ٹوپیاں مسجد میں تھیں، وہ پیش اِمام صاحب نے جلادیں۔

جواب:... مسجدوں میں ٹوپیاں رکھنے کا عام رواج ہے، اور یہ رواج اس لئے ہوا کہ عام طور پر لوگ ننگے سر بازاروں اور دفتروں میں جاتے ہیں، حالانکہ ننگے سر بازاروں میں نکلنا خلافِ مروّت ہے، مسلمانوں کو گھروں سے ننگے سر نہیں نکلنا چاہئے، اور مسجد کی ٹوپیاں اگر صاف ستھری ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں، اور اگر ٹوٹی پھوٹی اور میلی کچیلی ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ اُصول یہ ہے کہ ایسے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جس کو پہن کر آدمی عام مجالس میں شرکت نہ کرسکتا ہو۔[1]

مسجد کا ''زندہ مردہ'' کا فلسفہ صحیح نہیں

سوال:... بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مسجد کی زمین زندہ ہے، اس پر گرم چینک یا اور کوئی چیز رکھنا دُرست نہیں ہے، اس کے بارے میں ہمیں بتلادیں کہ کیا یہ صحیح ہے؟ اور کہتے ہیں کہ مسجد کی زمین ذکر یا نماز ادا ہونے سے زندہ ہوتی ہے۔

جواب:... مسجد کی جگہ محترم ہے، مگر زندہ اور مردہ کا فلسفہ صحیح نہیں، یہ محض من گھڑت بات ہے۔

آلاتِ موسیقی کا مسجد میں لگانا دُرست نہیں

سوال:... آج کل بہت سی مسجدوں میں میوزک والے کلاک استعمال ہو رہے ہیں، جن میں تقریباً ہر پندرہ منٹ بعد میوزک بجنا شروع ہوجاتا ہے، جو کہ تقریباً پندرہ یا بیس سیکنڈ تک بجتا رہتا ہے، کیا مسجدوں میں ایسی وال کلاک یا گھڑیوں کا استعمال کرنا دُرست ہے جس میں میوزک بجتا ہو؟

جواب:... آلاتِ موسیقی کا مسجد میں لگانا جائز نہیں، بلکہ گھر میں بھی لگانا دُرست نہیں ہے۔[2]

الارم والے کلاک کو مسجد میں لگانا

سوال:... آج کل وال کلاک کا رواج عام ہوگیا ہے کہ جن میں الارم بھی ہوتا ہے، جو بالکل ایسے بجتا ہے کہ جیسے مجوسی یا عیسائی گھنٹیاں وغیرہ بجاتے ہیں، یا ساز وغیرہ ہوتے ہیں، چونکہ اسلام میں ساز سننا جائز نہیں، اس لئے کیا اسے مسجد وغیرہ میں نصب کیا جاسکتا ہے؟

---

(۱) وکذٰلک یکرہ الصلاۃ فی ثیاب البذلۃ ...إلخ۔ (تاتارخانیۃ ج:۱ ص:۵۶۳)۔

(۲) عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الجرس مزامیر الشیطان۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ ص:۳۳۸ باب آداب السفر)۔

جواب:... ایسے الارم والا کلاک لگانا جائز نہیں، اور مسجد خانۂ خدا کو ناجائز چیز کے ساتھ ملوّث کرنا اور بھی بُرا ہے۔[1]

مسجد کی زائد چیزیں خریدنے والا ان کو استعمال کرسکتا ہے

سوال:... ہمارے گاؤں میں ایک مسجد تھی، جو لکڑیوں کی تعمیر کی ہوئی تھی، جس میں لکڑیاں بہت پرانی ہوگئی تھیں، اور ہم گاؤں والوں نے مل کر چندہ جمع کیا اور مسجد کو نیا تعمیر کرایا ہے، اور اس مسجد میں نئی لکڑی ڈالی ہے اور ہم لوگ اس پرانی لکڑی کو بیچ کر مسجد کے اُوپر پیسے لگانا چاہتے ہیں، اور گاؤں کے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مسجد کی لکڑی گھر میں نہیں استعمال ہوسکتی اور نہ ہی گھر میں جلاسکتے ہو۔

جواب:... مسجد کی جو چیزیں مسجد میں استعمال نہ ہوسکتی ہوں اور ان کو فروخت کرکے قیمت مسجد پر لگادینا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔[2] اور جس شخص نے وہ چیزیں خریدی ہوں، وہ ان کو بلاشبہ استعمال کرسکتا ہے، اور لکڑی جلانے کی ہو تو جلا بھی سکتا ہے، آپ کے مولوی صاحب کا فرمان صحیح نہیں۔

قلیل آبادی میں بڑی مسجد کی تعمیر کی گئی تو کیا یہ صدقہ جاری ہوگی؟

سوال:... کچھ دن پہلے رحیم یار خان کے نزدیک ایک چھوٹی سی بستی بھونگ جانے کا اتفاق ہوا، بھونگ کی مسجد کے بڑے چرچے سنے تھے اور وہ مسجد کافی مشہور ہے، گوکہ یہ مسجد فنِ تعمیر اور آرٹ کا ایک نادر اور نایاب نمونہ ہے، لیکن مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا، اس لئے کہ یہ مسجد ایسی جگہ تعمیر کی گئی ہے جو انتہائی قلیل آبادی والی بستی اور پسماندہ ہے، اور افسوس اس بات کا ہے کہ لاکھوں روپیہ کے خرچ سے تعمیر کی جانے والی اس عظیم الشان، خوبصورت اور قابلِ دید مسجد میں نمازیوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ بارہ ہوتی ہے، اور وہ بھی بے چارے چند اَن پڑھ دیہاتی لوگ ہوتے ہیں، باقی پوری مسجد ویران اور غیرآباد ہے، کاش! یہ مسجد کسی بڑے شہر میں تعمیر کی جاتی۔ دُور دُور سے دیکھنے کے لئے آنے والے لوگ مسجد بنوانے والے کی سخاوت کی داد دیتے ہیں اور اسے صدقہ جاریہ بتاتے ہیں، جو مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ لیکن محترم! میں بحیثیت ایک طالبِ علم اسے صدقہ جاریہ نہیں مانتا، بلکہ وہ لاکھوں روپیہ جو اس مسجد کی تعمیر پر خرچ کیا گیا، اسے فضول خرچی سمجھتا ہوں۔ صدقہ جاریہ اس صورت میں ہوتا ہے جبکہ مقامی آبادی اور نمازیوں کی تعداد کو ملحوظِ نظر رکھتے ہوئے تعمیر کی جاتی، اگر مسجد بنانے والے صاحب کا منشا یہی تھا کہ کوئی ایسا نیک کام کیا جائے جو صدقہ جاریہ ہو تو یہ مسجد کسی بڑے شہر میں بنوائی جاتی، اور اگر وہ اپنے ہی علاقے یعنی بھونگ میں یہ نیک کام سرانجام دینا چاہتے تھے تو کوئی اسپتال، اسکول یا کالج ہی تعمیر کرادیتے جس سے لاکھوں لوگ فیض حاصل کرتے۔ اب سوال یہ ہے کہ انتہائی فیاضی کے ساتھ دولت خرچ کرکے کئی سال تعمیر پر صَرف کئے جانے

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الجرس مزامير الشيطان. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۳۳۸، باب آداب السفر، طبع قديمي).

(۲) (وصرف) الحاكم أو المتولّي حاوى، (نقضه) أو ثمنه إن تعذر اعادة عينه (إلى عمارته إن إحتاج وإلّا حفظه ليحتاج) إلّا إذا خاف ضياعه فيبيعه ويمسك ثمنه ليحتاج. (قوله ليحتاج) الأولى للإحتياج كما عبر في الكنز ...إلخ. (درمختار مع ردالمحتار ج:۴ ص:۳۷۷ كتاب الوقف، مطلب في الوقف إذا خرب ولم يكن عمارته).

کے بعد یہ جو انتہائی عظیم الشان مسجد تعمیر کی گئی (جو ضرورت سے کہیں زیادہ ہے) تو کیا یہ صدقہ جاریہ میں شمار ہوگی؟

جواب:... یہ سوال مسجد بننے سے پہلے کیا جاتا تو شاید کوئی اور بات عرض کی جاتی، اب جبکہ وہ مسجد بن چکی ہے، تو اسے صدقہ جاریہ کے سوا اور کیا کہا جائے؟ باقی باطن کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد ہے، وہ اپنے بندوں کے دِلوں اور ان کی نیتوں کو جانتے ہیں، یہ محکمہ نہ میرے سپرد ہے، نہ آپ کے۔

حرام کی کمائی سے کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوتی

سوال:... اگر کوئی شخص رشوت اور سود کے ذریعہ حاصل کی گئی ناجائز اور حرام دولت سے مسجد تعمیر کرے تو کیا اس مسجد کا شمار بھی صدقہ جاریہ میں ہوگا؟

جواب:... نعوذ باللہ! رشوت اور سود کو صدقہ جاریہ سمجھنا کفر ہے۔[۱] حرام کی کمائی سے کوئی بھی عبادت کی جائے، وہ قبول نہیں ہوتی، بلکہ کرنے والے کے لئے موجبِ لعنت ہوتی ہے۔[۲]

مسجد کے لئے وقف شدہ پلاٹ پر اگر لوگوں نے نماز شروع نہیں کی تو وہ تبدیل کیا جاسکتا ہے

سوال:... ہم لوگوں نے ایک پلاٹ مسجد کے لئے رکھا ہے، وہ پلاٹ مسجد کے نام وقف کردیا ہے، اور اس کی بنیادیں بھی کھودی جاچکی ہیں، اور بنیاد کی مزدوری بھی ادا کردی ہے۔ اب کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مسجد دُوسری جگہ بنوانی چاہئے، تاکہ وہاں نمازیوں کی کثرت ہو، جبکہ دُوسرے سینٹر کی جگہ ہے۔ آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ دُوسری جگہ کے بدلے میں پہلی والی جگہ تبدیل کی جاسکتی ہے یا پہلی والی جگہ کو فروخت کرکے دُوسری خریدیں؟ پہلی والی جگہ میں اینٹ ابھی نہیں لگائی ہے، صرف بنیادیں کھودی ہیں، اس جگہ پر سجدہ بھی نہیں ہوا؟

جواب:... زمین مسجد کے لئے وقف کرکے جب لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جائے اور لوگ نماز شروع کردیں تب اس کو مسجد کا حکم دیا جاتا ہے، خواہ تعمیر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، یہ جگہ جو مسجد کے لئے خریدی گئی ہے، اس میں چونکہ ابھی تک نماز شروع نہیں ہوئی، لہٰذا یہ مسجد نہیں، اس لئے آپ پہلے پلاٹ کی جگہ دُوسری جگہ مسجد کے لئے لے سکتے ہیں۔[۳]

مسجد کے لئے وقف شدہ جگہ کو تبدیل کرنا

سوال:... ایک شخص نے اپنا مکان مسجد بنانے کے لئے وقف کردیا ہے، اور اس مکان کی جگہ مسجد بنانے کے لئے ایک

---

(۱) إستحلال المعصية كفر إذا ثبت كونها معصية بدليل قطعي. (رد المحتار ج:۲ ص:۲۹۲).

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله طيّب لَا يقبل إلّا طيّبا ... إلخ. (مشكوٰة ص:۲۴۱، باب الكسب وطلب الحلال). لو بنى من الحرام مسجدًا ونحوه مما يرجو به التقرب لأن العلة رجاء الثواب فيما فيه العقاب ولَا يكون ذالك إلّا بإعتقاد حله. (ردالمحتار ج:۲ ص:۲۹۲، مطلب في التصدق من المال الحرام).

(۳) وشرط محمد والإمام الصلاة فيه بجماعة ومقتضى هذا أنه لَا يحتاج إلٰى قوله وقفت ونحوه وهو كذالك وانه لو قال وقفته مسجدًا، ولم يأذن بالصلاة فيه ولم يصل فيه أحد أنه لَا يصير مسجدًا. (فتاوىٰ شامى ج:۴ ص:۳۵۶).

ٹرسٹ بھی بنالیا، اور مکان خالی کر کے ٹرسٹی حضرات کے قبضے میں دے دیا، لیکن محلے میں اسماعیلی مکینوں کی اکثریت ہے، ان کا تقاضا ہے کہ اس جگہ مسجد نہ بنائی جائے، بلکہ اس جگہ کو فروخت کر کے کسی دُوسری جگہ مسجد بنائی جائے، جبکہ مذکورہ جگہ پر قریب میں مسجد نہ ہونے کے باعث مسلمان نمازی حضرات کو دُور کی مسجد میں جانا پڑتا ہے، مسجد بننے سے نمازیوں کے لئے سہولت پیدا ہوجائے گی، لیکن وقف کرنے والے اور ان کے خاندانی افراد کے لئے کراچی کے حالات کے پیشِ نظر بہت سے خطرات اور اندیشے ہیں، اس صورتِ حال میں کیا وقف کرنے والا شخص اسے واپس اپنی ملکیت میں لے سکتا ہے، جبکہ موقوفہ جگہ ابھی تک بعینہٖ مکان کی شکل میں ہے؟ کیا اس موقوفہ جگہ کو فروخت کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ مسجد بنانے میں فساد کا اندیشہ ہو، کیا اس کو فروخت کر کے اس کے بجائے دُوسری جگہ مسجد بنائی جاسکتی ہے؟ جبکہ موقوفہ جگہ کے اِردگرد بھی مسجد نہ ہونے کے باعث نمازیوں کے لئے پریشانی ہے؟

جواب:... جب کسی جگہ کو وقف کردیا جائے اور اس میں لوگ نماز پڑھنے لگیں یعنی باقاعدہ اَذان اور جماعت ہونے لگے، تو وہ مسجد بن جاتی ہے، اور اگر ابھی تک اس میں نماز پڑھنا شروع نہ کیا ہو، تو وہ جگہ اس شخص کی ملکیت ہے، جو چاہے اس کو کرسکتا ہے، واللہ اعلم![1]

مسجد کی حیثیت وقف کی ہوتی ہے

سوال:... یہاں انگلستان میں لوگوں نے عوام کے چندے سے مسجدیں اور اِدارے قائم کئے ہوئے ہیں، جو اَب یہ ان کی ذاتی ملکیت ہیں، ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:... مسجد کی حیثیت وقف کی ہوتی ہے، اس کا کوئی مالک نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی ذاتی مصرف میں اِستعمال کرسکتا ہے، اس لئے کاغذات میں کسی کے نام ہونے سے اس کی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔[2]

کرایہ پر لی گئی زمین میں مسجد بنانا اور اس کا شرعی حکم

سوال:... الف اپنی زمین کا ایک قطعہ ب کو رہائشی اِستعمال کے لئے ایک معینہ مدّت مثلاً: ۳۰ سال کے لئے کرایہ پر مثلاً: ۱۰۰ روپے سالانہ باضابطہ تحریری معاہدے کے تحت دیتا ہے۔ ب معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بغیر الف کی اجازت کے بلکہ عمداً پوشیدہ طور پر اس قطعہ زمین کو مسجد کے لئے زبانی یا تحریری طور پر وقف کردیتا ہے۔ اب مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں:

۱:... کیا ایسا وقف شرعاً صحیح ہے یا باطل ہے؟

---

(۱) وشرط محمد والإمام الصلاة فيه بجماعة وفي الشامية ومقتضى هذا أنه لَا يحتاج إلى قوله وقفت ونحوه وهو كذلك وانه لو قال وقفته مسجدًا، ولم يأذن بالصلاة فيه ولم يصل فيه أحد أنه لَا يصير مسجدًا بلا حكم ...إلخ. (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۴ ص:۳۵۶). أيضًا: لو جعل رجلا واحدًا مؤذّنًا وامامًا فأذّن وأقام وصلّى وحده صار مسجد بالإتفاق كذا في الكفاية. (الفتاوى العالمگيرى، كتاب الوقف، الباب الحادى عشر في المسجد ج:۲ ص:۴۵۵ طبع رشيدية).

(۲) وعندهما حبس العين على حكم ملك الله تعالى على وجه تعود منفعته إلى العباد فيلزم ولَا يباع ولَا يوهب ولَا يورث ...... وانما يزل ملك الواقف عن الوقف عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى. (عالمگيرى ج:۲ ص:۳۵۰).

۲:...اگر ب ایسی زمین پر مسجد تعمیر کر لیتا ہے تو وہ عمارت شرعاً مسجد شمار ہوگی یا نہیں؟

۳:...دورانِ تعمیر اگر الف کے علم میں یہ بات آگئی اور وہ اس تعمیر کو معاہدے کی خلاف ورزی کی بنا پر منہدم کرنا چاہے تو کیا وہ ایسا کر سکتا ہے؟

جواب:...جو زمین کرائے پر لی گئی ہو، چاہے تھوڑی مدّت کے لئے، چاہے زیادہ مدّت کے لئے، کرایہ دار اس کا مالک نہیں، اور جس چیز کا مالک نہ ہو، اس کو وقف بھی نہیں کر سکتا، لہٰذا اس قطعے کو مسجد کے لئے وقف کرنا صحیح نہیں، اس قطعے کا مالک مقرّرہ میعاد کے ختم ہونے کے بعد اس جگہ کو جس طرح چاہے اِستعمال کر سکتا ہے، واللہ اعلم![1]

کیا حویلی کے اندر بنائی گئی نماز کی جگہ مسجد بن گئی؟

سوال:...ایک شخص نے ایک حویلی خریدی ہے، جس میں پھلوں کا ایک باغ ہے، پوری حویلی مع باغ ایک فصیل نما قلعے کی مانند ہے، جس میں بڑے سائز کا گیٹ لگا ہوا ہے، باہر کے لوگ بغیر اِجازت اندر نہیں آسکتے۔ اس حویلی میں ایک مسجد تھی، جس کی چاردیواری موجود تھی، مگر چھت نہیں تھی، غالباً بالکل ویران مسجد تھی۔ سابقہ مالکوں نے کہا ہے کہ یہ مسجد ہمارے ایک بیوقوف بھائی نے بنائی ہے، جس کی وجہ سے ہم بھائیوں میں جھگڑا چلا، جس میں نماز نہیں پڑھائی گئی۔ اگر ہم باقاعدہ مسجد تعمیر کریں تو اس کی ویرانی سے ڈرتے ہیں، کیونکہ اس میں گھر کا کوئی فرد یا کوئی مسافر نماز اَدا کر سکتا ہے، اس کے علاوہ باہر سے کسی کو اِجازت نہیں، باقاعدہ باجماعت نماز نہیں ہوسکتی اور نہ اِنفرادی طور پر کوئی شخص پڑھتا ہے۔ اس کو باقاعدہ مسجد بنایا جائے یا صرف چاردیواری بنایا جائے یا بالکل عام زمین کی طرح اِستعمال کیا جائے؟

جواب:...چونکہ یہ شرعی مسجد نہیں، اس لئے خریدار کو اِختیار ہے کہ اس کو باقاعدہ مسجد بنادے یا ہموار کردے، اگر مسجد بنائی جائے تو اس کا راستہ اِحاطے سے باہر نکالا جاسکتا ہے۔[2]

مل کے اندر مسجد کا شرعی حکم

سوال:...یہاں پر ایک شخص نے مل کے اُوپر ایک پکی مسجد تعمیر کی ہے، جس میں باقاعدہ پانچ وقت اَذان اور نماز باجماعت ہوتی ہے، باقاعدہ اس مسجد کے لئے موذِن اور امام مقرّر ہے، لیکن مسجد کے بالکل نیچے بیت الخلا اور اِستنجاخانے تعمیر کئے ہیں، اور مسجد کے بعض حصوں کے نیچے مل کا اپنا کام ہوتا ہے۔ جنابِ عالی! اس مسجد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ تاقیامت مسجد ہی رہے گی؟ جو بیت الخلا اور اِستنجاخانے بنے ہوئے ہیں، اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

جواب:...مسجد اس کو کہتے ہیں جس کو زمین کے مالک نے مسجد کے لئے وقف کرکے عام لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دی

---

(۱) ولا یجوز وقف البناء فی أرض هی إعارة أو إجارة كذا فی فتاوی قاضیخان۔ (عالمگیری ج:۲ ص:۳۶۲)۔

(۲) ولو إتخذ فی بیته موضعًا للصلاة فلیس له حكم المسجد أصلًا۔ (حلبی كبیر ص:۲۱۴)۔ لو جعل وسط داره مسجدًا وأذن للصلاة فیه حیث لا یكون مسجدًا۔ (درمختار ج:۴ ص:۳۵۸، كتاب الوقف)۔

ہو، اور اگر کسی مل یا کمپنی یا دفتر نے لوگوں کو نماز پڑھنے کی اِجازت دی ہو اور اس کے لئے مسجد کی شکل بھی بنادی ہو، تو یہ شرعاً مسجد نہیں، بلکہ نمازگاہ ہے، اس پر مسجد کے اَحکام جاری نہیں ہوں گے۔ الغرض مسجد کے لئے یہ شرط ہے کہ مالک نے اس کو مسجد کی نیت سے وقف کردیا ہو۔[1]

عیدگاہ کا فروخت کرنا

سوال:… ہمارے گاؤں میں ایک پُرانی عیدگاہ ہے، جہاں ہم عید کی نمازیں پڑھا کرتے تھے، گاؤں کی آبادی بڑھ جانے سے وہ چھوٹی پڑگئی، گاؤں والوں نے فیصلہ کرکے ایک بڑی عیدگاہ گاؤں سے باہر بنائی ہے، جہاں عید کی نمازیں پڑھتے ہیں، پُرانی عیدگاہ کے اِردگرد مکانات بن گئے ہیں، اب وہ صرف ایک پلاٹ سا رہ گیا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس عیدگاہ کے برابر کی رقم مسجد کے کام میں لگاکر اس کو گھر میں شامل کیا جاسکتا ہے؟

جواب:… اگر وہ عیدگاہ وقف کی تھی تو اس کو تو فروخت کرنا جائز نہیں، اور اگر ویسے ہی نماز کے لئے جگہ بنائی ہوئی تھی، تو اس کی گنجائش ہے کہ اس کو فروخت کرکے رقم مسجد میں لگادی جائے۔[2]

نماز کا کمرہ یا مسجد

سوال:… ہمارے شہر میں ایک کپاس کا کارخانہ تھا، مالکان نے اس کو کباڑیوں کو فروخت کردیا، لہٰذا جن افراد نے وہ کارخانہ خریدا تھا، توڑ پھوڑ کر مشینری وغیرہ اور اینٹیں سب فروخت کردیں، اسی کارخانے میں ایک مسجد تھی جو کہ وہاں کے مزدوروں کے لئے بنائی تھی اور کارخانے کے اندر تھی، اس کے نہ تو مینار تھے، صرف ایک کمرہ تھا جہاں پر مزدور نماز اَدا کرتے تھے اور جب کارخانہ چلتا تھا تو باجماعت نماز ہوا کرتی تھی، اور پھر رفتہ رفتہ تقریباً تین سال سے کارخانہ بند ہوگیا اور وہ مسجد بھی ویران ہوگئی۔ اب جبکہ مالکان نے تمام کارخانہ کباڑی کو فروخت کردیا اور کباڑی نے کارخانہ توڑ کر اینٹیں وغیرہ سب فروخت کردیں، صرف وہ مسجد رہ گئی، کباڑی ہماری جامع مسجد کے اِمام کے پاس آیا اور کہا کہ مسجد کی اینٹیں پنکھے اور جو کچھ اس میں لگا ہوا ہے وہ میں جامع مسجد کو دیتا ہوں، کیونکہ یہ قیمتی چیزیں ہیں اور مسجد بھی ویران ہے، خواہ مخواہ خراب ہوجائیں گی۔ اِمام جامع مسجد نے کہا کہ یہ چیزیں ہماری مسجد میں نہیں لگتیں اور آپ مسجد کو شہید بھی نہیں کرسکتے، جو جیسے ہے اسے ویسے ہی رہنے دو۔ حالانکہ کارخانہ مع پلاٹ مالکان نے کباڑی کو بیچا ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا کریں؟ اِمام کی بات مانیں یا کباڑی کی مانیں؟

جواب:… اگر کارخانے والوں نے اس جگہ کے شرعی مسجد ہونے کی نیت ہی نہیں کی، محض مزدوروں کے لئے نماز پڑھنے کی

---

(۱) (ویزول ملکہ عن المسجد والمصلی) بالفعل و (بقوله جعلته مسجدًا) عند الثانی (وشرط محمد) والإمام (الصلاة فیه). (درمختار ج:۴ ص:۳۵۶).

(۲) ویزول ملکہ عن المسجد والمصلی بالفعل وفی الشامیة: أما مصلی العید لَا یکون مسجدًا مطلقًا ... إلخ. (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۴ ص:۳۵۶). أیضًا: إذا صح الوقف لم یجز بیعه ولَا تملیکه. (هدایة ج:۲ ص:۶۴۰ کتاب الوقف).

عارضی جگہ بنادی تھی، تب تو اس کا حکم مسجد کا ہے ہی نہیں۔ اور اگر انہوں نے اس جگہ کو ہمیشہ کے لئے بطورِ مسجد وقف کردیا تھا، تو وہ شرعاً مسجد ہے۔ اگر قریب میں مسلمانوں کی آبادی ہے تو ان کا فرض ہے کہ اس مسجد کو آباد کریں اور اگر قرب و جوار میں آبادی نہیں اور مسجد ویران پڑی ہے تو اس کا سامان دُوسری مسجد میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔[1]

ایک مسجد میں دو جماعتیں

سوال:... ہماری دُکان صدر میں واقع کریم سینٹر میں ہے، جس کی پہلی منزل پر نماز کے لئے جگہ مخصوص ہے، جس کا نقشہ پوری مسجد کا ہے، یعنی محراب اور منبر وغیرہ موجود ہیں، مینار نہیں ہیں، اِنتظامیہ کی طرف سے اسے مسجد لکھا نہیں گیا ہے، جماعت پنج گانہ باقاعدہ ہوتی ہے، اور اِمام بھی مقرّر ہیں۔ آج کل زیادہ رش کی وجہ سے ظہر کی دو جماعتیں ہوتی ہیں، تقریباً پون گھنٹے کے فرق سے۔

الف:... پوچھنا یہ ہے کہ یہ جگہ (جسے ہم مسجد ہی سمجھتے ہیں) مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟

ب:... ایک وقت کی دو جماعتیں جائز ہیں یا نہیں؟

پ:... دُوسری جماعت سے پڑھنے والوں کی نماز کیا ہوجائے گی یا نہیں؟

ت:... اگر نہیں، تو جو لوگ اپنی نمازیں پڑھ چکے ہیں، ان کی گزشتہ نمازوں کا کیا ہوگا؟

جواب:... مسجد وہ جگہ کہلاتی ہے جسے مسجد کی نیت کے ساتھ وقف کردیا گیا، نجی اِداروں میں جو جگہ نماز کے لئے مخصوص کردی جاتی ہے، وہ مسجد نہیں، کیونکہ اس جگہ کو مسجد کے لئے وقف کرکے اس سے اپنا حقِ ملکیت ختم نہیں کردیا جاتا۔ لہٰذا اس جگہ پر شرعی مسجد کے اَحکام جاری نہیں ہوتے، اور ان میں دو یا زیادہ جماعتیں ہوسکتی ہیں، البتہ اگر کسی اِدارے کے مالکان نے کچھ قطعہ مسجد کے لئے وقف کرکے اس سے اپنا حقِ ملکیت اُٹھالیا تو شرعاً مسجد ہے۔[2]

بغیر اِجازت مسجد میں سامان رکھنا

سوال:... ہمارے ہاں شہر میں دو مسجدیں ہیں، اور دونوں کی اِنتظامیہ جدا ہیں، اور قبرستان کی اِنتظامیہ جدا ہے، قبرستان کی اِنتظامیہ مسجد کی اِنتظامیہ کی اِجازت کے بغیر مسجد کے حجرے میں قبرستان کے تختے وغیرہ رکھتے ہیں، جبکہ قبرستان کی اِنتظامیہ کے پاس اتنی رقم موجود ہے کہ قبرستان کا سامان رکھنے کے لئے جگہ کرائے پر لے سکتے ہیں، اس صورتِ حال میں آنجناب سے فتویٰ دریافت کرنا ہے کہ قبرستان کا سامان مسجد کے حجرے میں بغیر اِجازت کمیٹی مسجد کے رکھنا کیسا ہے؟

جواب:... قبرستان کے لئے مسجد کے حجرہ اِستعمال کرنا صحیح ہے، بشرطیکہ مسلمانوں کو اس پر اِعتراض نہ ہو، چونکہ قبرستان

---

(۱) وفی الشامیة: ولو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس عنه لا یعود إلی ملک الواقف عند أبی یوسف فیباع نقضه بإذن القاضی ویصرف ثمنه إلی بعض المساجد. (شامی ج:۴ ص:۳۵۶)۔ نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ دیکھئے۔

(۲) (ویزول ملکه عن المسجد والمصلی) بالفعل و (بقوله جعلته مسجدًا) عند الثانی (وشرط محمد) والإمام (الصلاة فیه). (الدر المختار مع رد المحتار ج:۴ ص:۳۵۶)۔

کی اِنتظامیہ الگ ہے، اس لئے ان لوگوں کو مسجد کا حجرہ اِستعمال کرنا صحیح نہیں، قبرستان کے ایک کونے میں حجرہ بنالیں اور وہیں سامان رکھا کریں۔

نماز کے لئے محلے کی مسجد کا حق زیادہ ہے

سوال:... ہمارے گھر کے بالکل سامنے ایک مسجد ہے، جہاں میں نماز اَدا کرتا تھا، لیکن کچھ عرصے سے میں اِمام کے طرزِ عمل سے متنفر ہوگیا، اور اِمام کی ذات کے لئے میرے دِل میں اِختلاف پیدا ہوگیا ہے، اس کے بعد میں روزانہ نماز دُوسری مسجد میں پڑھتا ہوں، اس بارے میں اِمامِ مسجد نے مجھ سے رابطہ بھی کیا کہ اس مسجد میں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے انہیں سب کچھ صاف صاف بتادیا۔ اور نہ انہوں نے کوئی اعتراض کیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک دن جمعۃ المبارک کے خطبے میں دُوسری مسجد کے اِمام نے جہاں اب میں نماز اَدا کرتا ہوں، یہ ارشاد فرمایا کہ گھر کے قریب واقع مسجد کا پہلا حق ہوتا ہے، لہٰذا نمازی کو قریبی مسجد کو ترجیح دینی چاہئے۔ (یہاں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ گھر کے قریب واقع مسجد میں پنج گانہ نمازوں میں نمازی، بہت کم تقریباً پانچ سے دس کے درمیان ہوتے ہیں)۔

جواب:... محلے کی قریبی مسجد کا حق زیادہ ہے۔[1] اِمام کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے، اس کا بصد اِحترام کرنا چاہئے، ذاتی نوعیت کا اِختلاف اہمیت نہیں رکھتا، البتہ اِمام صاحب میں کوئی شرعی کوتاہی ہو، تنبیہ کے باوجود باز نہ آئیں، تو دُوسری بات ہے۔

پُرانی مسجد اور نئی مسجد میں ثواب کا فرق

سوال:... مولوی صاحب ہمیشہ اپنی تقریر میں کہتے ہیں کہ شہر کی قدیمی اور جامع مسجد اور میری نئی مسجد کے درمیان ثواب ملنے کا کوئی فرق نہیں، یعنی ثواب میں دونوں برابر ہیں۔ حالانکہ شامی کے اندر اَحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شہر کی اِبتدائی اور قدیمی مسجد کا ثواب دُوسری مساجد کے اِعتبار سے زیادہ ہے؟

جواب:... اگر وہ بھی جامع مسجد ہے، تو نئی پُرانی کا کوئی فرق نہیں، دونوں کا ثواب برابر ہے، البتہ اگر قدیم کی مسجد جامع مسجد چلی آرہی ہے تو اس کا ثواب زیادہ ہے، کیونکہ جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو درجے کا ثواب رکھتا ہے۔[2]

جرمانے کی رقم مسجد کے چندے میں دینا

سوال:... میں اور میرے بھائی مل کر لڈو گیم کھیلتے تھے، اور آپس میں یہ طے تھا کہ جو ہار جائیں گے اس پر دو روپے جرمانہ ہوگا اور جرمانے کی رقم سے ہم مل کر کوئی چیز خرید کر کھاتے تھے، پھر ہم کسی بات پر ناراض ہوگئے اور میرے پاس تقریباً ۱۳ روپے تھے، میں

---

(۱) ومسجد حيه وإن قل جمعه أفضل من الجامع وإن كثر جمعه. (حلبی کبیر ص:۶۱۳).

(۲) عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الصلاة في المسجد الجامع تعدل الفريضة يعني حجةً مبرورةً، والنافلة كحجة متقبلة وفضلت الصلاة في المسجد الجامع على ما سواه من المساجد بخمس مائة صلاة. رواه الطبراني في الأوسط. (مجمع الزوائد ج:۲ ص:۱۳۷، باب فضل الصلاة في المسجد الجامع وغيره، أيضًا: مشكوٰة ص:۷۲ الفصل الثالث، باب المساجد ومواضع الصلاة).

جا کر چندہ برائے مسجد میں دے آیا۔ کیا اس سے کوئی ثواب کی اُمید کی جاسکتی ہے یا گناہ کی؟

جواب:... یہ ایک طرح کا جوا تھا، جوئے کی رقم حرام ہے،[۱] اور حرام رقم مسجد میں لگانا گناہ ہے،[۲] اب جو رقم آپ مسجد میں دے چکے ہیں، یہ نیت کر لیجئے کہ وہ تو آپ کی طرف سے ہوگئی، اس بھائی کے پیسے واپس کر دیئے جائیں۔

حدودِ مسجد میں اُجرت لے کر قرآن کی تعلیم دینا

سوال:... حدودِ مسجد میں اُجرت لے کر بچوں کو قرآنِ کریم کی تعلیم دینا کیسا ہے؟

جواب:... بچوں کو مسجد میں اُجرت کے ساتھ تعلیم دینا مکروہ ہے، واللہ اعلم![۳]

مسجد کی چھت پر اِمام صاحب کے اہلِ خانہ کا کپڑے سکھانا

سوال:... پیش اِمام کے اہلِ خانہ کا مسجد کی چھت پر جس جگہ جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہو، کپڑے سکھانا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ نمازیوں کو جھک کر آنا اور جانا پڑے؟

جواب:... یہ جگہ اگر مسجد میں شامل ہے تو اس میں عورتوں کا کپڑے سکھانا صحیح نہیں، خصوصاً اگر عورت اپنے ایام میں ہو تو اس کا مسجد میں جانا ہی جائز نہیں۔[۴]

---

(۱) "یٰٓأیها الذین اٰمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوه لعلکم تفلحون" (المائدة: ۹۰).

(۲) قال تاج الشریعة: اما لو أنفق فی ذٰلک مالًا خبیثًا ومالًا سببه الخبیث والطیب فیکره لأن الله تعالٰی لَا یقبل إلّا الطیب فیکره تلویث بیته بما لَا یقبله۔ (شامی ج:۱ ص:۶۵۸).

(۳) ومعلّم الصبیان فإن کان بأجرة یکره وإن کان حسبة فقیل لَا یکره۔ (حلبی کبیر ص:۶۱۲، فصل فی أحکام المساجد).

(۴) ومنها أنه یحرم علیها وعلی الجنب الدخول فی المسجد سواء کان للجلوس أو للعبور۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸).

اَذان اور اِقامت

اَذان کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

سوال:... مسنون کام کے شروع میں برکت کے لئے تسمیہ پڑھتے ہیں، کیا اَذان کے شروع میں یا نماز کی نیت باندھتے وقت تسمیہ پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

جواب:... صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ وغیرہم سے منقول نہیں، نہ ائمہ فقہاء اس کو ذکر کرتے ہیں، لہٰذا متوارث عمل نہ پڑھنے کا ہے۔

محراب میں کھڑے ہوکر اَذان دینا

سوال:... سوال یہ ہے کہ آج کل مسجدوں کے اندر پنج گانہ اَذانیں ہو رہی ہیں، بعض مساجد میں محراب کے اندر اور بعض میں محراب کے باہر یعنی پیش اِمام جہاں کھڑے ہوکر نماز پڑھاتا ہے، اس جگہ موذّن اَذان دیتا ہے، یعنی پیش طاق کے اندر ہی کھڑے ہوکر اَذان دیتا ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ اور محراب کے باہر یعنی پیش طاق جہاں پیش اِمام فرض نماز پڑھاتا ہے، اس کے برابر میں لاؤڈ اسپیکر جو کہ اِمام کی حد سے آگے ہو، وہاں سے بھی اَذان دینا دُرست ہے یا ممنوع ہے؟

جواب:... جمعہ کی دُوسری اَذان تو خطیب کے سامنے مسجد میں مسنون ہے،[1] اس کے علاوہ اَذانوں کا مسجد سے باہر ہونا بہتر ہے، اور مسجد میں ہونا جائز، مگر خلافِ اَوْلیٰ ہے، محراب کے برابر جو جگہ لاؤڈ اسپیکر رکھنے کے لئے بنائی جاتی ہے، اگر اس کو مسجد میں شامل کرنے کی نیت نہیں کی گئی تو اس میں اَذان کہنا بلا کراہت دُرست ہے۔[2]

موذّن اَذان کس جگہ کھڑا ہوکر دے سکتا ہے؟

سوال:... مساجد میں کس جانب سے موذّن کھڑا ہوکر اَذان دے سکتا ہے؟ اور بیٹھ کر یا کانوں میں دونوں ہاتھ نہ لگاکر بھی اَذان دی جاسکتی ہے؟

---

(۱) وإذا صعد الإمام المنبر وأذّن المؤذّن بين يدي المنبر بذالك جرى التوارث. (فتح القدير ج:۱ ص:۴۲۱).

(۲) وينبغي أن يؤذن على المأذنة أو خارج المسجد ولَا يؤذن في المسجد كذا في فتاوىٰ قاضيخان والسُّنّة أن يؤذن في موضع عال يكون أسمع لجيرانه ويرفع صوته ولَا يجهد نفسه كذا في البحر ... إلخ. (هندية ج:۱ ص:۵۵، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، أيضًا: شامي ج:۱ ص:۳۸۴).

جواب:… مسجد کے جس طرف بھی اَذان کہی جائے، صحیح ہے، لیکن اَذان مسجد سے باہر ہونی چاہئے۔[1] بیٹھ کر اَذان دینا مکروہ ہے۔[2] اور کانوں میں اُنگلیاں دینا مستحب ہے، اور اگر کانوں میں اُنگلیاں دیئے بغیر اَذان کہہ دی تو کوئی حرج نہیں۔[3]

مسجد میں اَذان مکروہ ہے

سوال:… ہمارے محلے میں ایک جامع مسجد ہے، جس کی تعمیر کا کام ہو رہا ہے، کچھ حصہ تعمیر ہوگیا ہے اور باقی ابھی بہت کام ہے، لیکن ابھی کچھ دن سے ایک آدمی نے یہ کہا کہ مسجد کے اندر اَذان دینا جائز نہیں ہے، اس لئے اَذان دینے کے لئے ایک علیحدہ کمرہ صحن میں بنایا جائے، نمازیوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ابھی مسجد کا کافی کام پڑا ہے، اور دُوسری وجہ یہ ہے کہ مسجد کے صحن میں کمرہ بننے سے خوبصورتی میں بھی فرق آجائے گا، لیکن وہ آدمی بضد ہے کہ مسجد میں اَذان دینا شرعاً جائز نہیں ہے، آپ اس بارے میں جلدی جواب دیں، ویسے ہر مسجد میں اَذان اندر دی جاتی ہے۔

جواب:… مسجد میں اَذان دینا مکروہِ تنزیہی ہے، وہ صاحب یہ توصیح فرماتے ہیں کہ اَذان کی جگہ مسجد سے باہر بنائی جانی چاہئے،[4] مگر ان کا یہ کہنا غلط ہے کہ اَذان مسجد میں ناجائز ہے، ناجائز تو نہیں، البتہ مکروہِ تنزیہی ہے، اور خدا کے گھر میں کسی مکروہِ تنزیہی کا ارتکاب بھی نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں! جمعہ کی دُوسری اَذان اس سے مستثنیٰ ہے، کہ وہ خطیب کے سامنے مسجد میں ہوتی ہے۔[5]

”اَذان کس جگہ دی جائے؟“ پر علمی بحث

سوال:… ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ مسجد میں اَذان دینا مکروہِ تنزیہی ہے، اور آپ نے جواب کے اخیر میں فرمایا ہے: ”ہاں! جمعہ کی دُوسری اَذان اس سے مستثنیٰ ہے، کہ وہ خطیب کے سامنے مسجد میں ہوتی ہے۔“

اس خط کے ذریعہ آپ سے یہ دردمندانہ اپیل ہے کہ آپ بلاتحقیق شرعی کبھی فتویٰ دینے کی کوشش نہ فرمائیں، اس لئے کہ آپ نے اَذان کو مسجد میں مکروہِ تنزیہی لکھ دیا ہے، حالانکہ تنزیہی کی تصریح تو کسی بھی فقہ کی معتبر کتاب میں نہیں ہے، ہاں! کراہیت کے الفاظ ہیں، اور آپ نے کراہیت کا مشہور قاعدہ تو ازبر کیا ہی ہوگا کہ احناف کے نزدیک مطلق کراہیت سے کراہیتِ تحریمی مراد ہوتی ہے، نہ کہ تنزیہی، ہاں! شوافع کے نزدیک تنزیہی ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ عبدالغنی نابلسیؒ حدیقہ ندیہ میں رقم طراز ہیں:

”الكراهية عند الشافعية اذا اطلقت تنصرف الى التنزيهية لَا التحريمة بخلاف مذهبنا۔“

---

(۱) وينبغي أن يؤذن على المأذنة أو خارج المسجد ولَا يؤذن في المسجد۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۵، كتاب الصلاة)۔

(۲) ويكره الأذان قاعدًا وان أذن لنفسه قاعدًا فلا بأس به۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۴، كتاب الصلاة، الباب الثانى)۔

(۳) عن عبدالرحمٰن بن سعد .... ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بلالًا أن يجعل إصبعَيه في أُذنيه، قال: إنه أرفع لصوتک۔ رواه ابن ماجة۔ (مشكوٰة ج:۱ ص:۶۴ باب الأذان)۔ أيضًا: ويجعل اصبعيه فى أذنيه فحسن لأنه ليس بسنة أصلية وانما شرع لأجل المبالغ فى الإعلام۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۶)۔

(۴) ایضاً صفحہ ہٰذا کا حاشیہ نمبر۱۔

(۵) واذا صعد الإمام المنبر جلس وأذّن المؤذّن بين يدى المنبر بذٰلک جرى التوارث۔ (فتح القدير ج:۱ ص:۴۲۱)۔

ترجمہ:... ''کراہیت کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو شافعیہ کے نزدیک اس سے کراہیتِ تنزیہی مراد ہوتی ہے، نہ کہ تحریمی، بخلاف ہمارے مذہب کے (کہ ہمارے یہاں مطلق کراہت سے کراہتِ تحریمی مراد ہوتی ہے)۔''

کیا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مکروہِ تنزیہی کا ارتکاب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بیانِ جواز کے لئے بھی کیا کرتے تھے، مگر اَذان آپ نے کبھی بھی مسجد کے اندر نہ دلوائی، اور نہ ہی خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں کبھی ایسا ہوا، پھر اس پر مستزاد یہ کہ آپ نے اَذانِ ثانی کو مسجد میں دینا کراہیتِ تنزیہی سے بھی مستثنیٰ کردیا، اگر آپ نے بین یدی کے الفاظ سے یہ سمجھا ہے تو آپ غلطی پر ہیں، اس لئے کہ بین یدی کا معنی ہیں ''سامنے'' نہ کہ ''بیچ میں''، یا پھر خطیب سے ایک فٹ کے فاصلے پر کھڑے ہوکر اس کے منہ میں منہ ڈالا جائے، جب مسجد میں علی الاطلاق اَذان کی کراہیت ہے تو آپ نے کس قرینے سے اَذانِ ثانی کو مستثنیٰ قرار دیا؟ میں آپ کو بتاؤں کہ بین یدی بھی ہونا صرف احناف ہی کے نزدیک سنت ہے، ورنہ مالکی تو اس کو بھی بدعت کہتے ہیں، چنانچہ علامہ خلیل بن اسحاق مالکی نے فرمایا ہے:

''اختلف اهل النقل هل كان يؤذّن بين يديه صلى الله عليه وسلم او على المنار؟ الذى نقله اصحابنا انه كان على المنار۔''

ترجمہ:... ''اہلِ نقل کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا اَذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتی تھی یا منارہ پر؟ جس بات کو ہمارے اصحاب (یعنی مالکیہ) نے نقل کیا ہے، وہ یہ ہے کہ اَذان منارہ پر ہوتی تھی۔''

علامہ یوسف بن سعید ثقفی مالکی حاشیہ جواہر زکیہ میں فرماتے ہیں:

''الأذان الثانى كان على المنار فى الزمن القديم وعليه اهل المغرب الى الآن وفعله بين يدى الإمام مكروه ..... الخ۔''

ترجمہ:... ''زمانۂ قدیم میں اَذانِ ثانی منارہ پر ہوتی تھی اور اہلِ مغرب کا عمل آج تک اسی پر ہے، اور اِمام کے آگے اَذان دینا مکروہ ہے۔''

بہرصورت! میں تفصیلی دلائل کی جانب جانا نہیں چاہتا، اس لئے تاکہ آپ میرا مسوّدہ ردّی کے ٹوکرے کا سامان نہ بنائیں، از راہِ کرم آپ مذکورہ دلائل کی روشنی میں اس حقیقتِ ثابتہ کو مان گئے ہیں کہ واقعی ہر اَذان مسجد میں عندالاحناف مکروہِ تحریمی ہے تو آپ اپنا اعتذار قارئین کے سامنے پیش فرمائیں، ورنہ (مجھے احقاقِ حق مقصود ہے) بصورتِ دیگر آپ میرے سوالات کا اطمینان بخش جواب عطا فرمائیں۔

جواب:... اوّل چند روایات نقل کرتا ہوں:

۱:... فتاویٰ عالمگیری (ج:۱ ص:۵۵) میں فتاویٰ قاضی خان سے نقل کیا ہے:

''وينبغى ان يؤذّن على المأذنة او خارج المسجد ولا يؤذّن فى المسجد۔''

ترجمہ:... ''اور مناسب یہ ہے کہ اَذان مأذنہ پر دی جائے، یا مسجد سے باہر دی جائے اور مسجد کے اندر اَذان نہ دی جائے۔''

۲:... ہدایہ میں ہے:

''واذا اصعد الإمام المنبر جلس واذّن المؤذّنون بين يدى المنبر بذالک جرى التوارث.'' (فتح القدیر ج:۱ ص:۴۲۱)

ترجمہ:... ''اور جب اِمام منبر پر بیٹھ جائے تو مؤذِّن منبر کے آگے اَذان دیں، مسلمانوں کا تعامل اسی کے مطابق چلا آیا ہے۔''

۳:... فتح الباری شرح بخاری میں ہے:

''قال المهلب الحكمة فى جعل الأذان فى هذا المحل ليعرف الناس بجلوس الإمام على المنبر فينصتون له اذا خطب. كذا قال وفيه نظر فان فى سياق ابن اسحاق عند الطبرانى وغيره عن الزهرى فى هذا الحديث ان بلالًا كان يؤذّن على باب المسجد فالظاهر انه كان مطلق الاعلام لَا لخصوص الإنصات نعم لما زيد الأذان او الأول كان للاعلام. و كان الذى بين يدى الخطيب للانصات.''

ترجمہ:... ''مہلب کہتے ہیں: اس جگہ (یعنی منبر کے آگے) اَذان کہنے میں یہ حکمت ہے کہ لوگوں کو اِمام کا منبر پر بیٹھنا معلوم ہوجائے، پس جب وہ خطبہ شروع کرے تو خطبہ کے لئے خاموشی اختیار کریں، مہلب کے اس قول میں نظر ہے، اس لئے کہ اس حدیث میں طبرانی وغیرہ کی روایت میں ابنِ اسحاق نے زہری سے نقل کیا ہے کہ: ''بلالؓ مسجد کے دروازے پر اَذان دیا کرتے تھے'' پس ظاہر یہ ہے کہ یہ اَذان مطلقاً اعلان کے لئے ہوئی، محض لوگوں کو خاموش کرانے کے لئے نہیں۔ ہاں! جب پہلی اَذان کا اضافہ کیا گیا تو پہلی اَذان اطلاعِ عام کے لئے تھی، اور جو اَذان خطیب کے آگے ہوتی ہے وہ خاموش کرانے کے لئے ہوتی ہے۔''

پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ اَذان کا منارہ پر یا مسجد سے باہر ہونا مناسب ہے، مسجد کے اندر اَذان دینا مناسب نہیں، اور یہی مفہوم ہے کراہیتِ تنزیہی کا، کیونکہ کراہتِ تحریمی کو ''لَا ینبغی'' (مناسب نہیں) کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا جاتا، بلکہ ''لَا یجوز'' (یعنی جائز نہیں) کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جن فقہاء کی عبارت میں صرف مکروہ کا لفظ آیا ہے، ان کی مراد بھی یہی ''لَا ینبغی'' (مناسب نہیں) والی کراہت ہے، کراہتِ تحریمی مراد نہیں۔

اور یہ قاعدہ اپنی جگہ صحیح ہے کہ مکروہ کا لفظ جب مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے مکروہِ تحریمی مراد ہوتا ہے۔ لیکن یہ قاعدہ عام نہیں ہے، بلکہ بسااوقات مکروہ کا لفظ مکروہِ تنزیہی کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، اس لئے جہاں مکروہ کا لفظ مطلق ذکر کیا جائے، وہاں قرائن ودلائل میں غور کرکے یہ دیکھنا ہوگا کہ یہاں مکروہِ تحریمی مراد ہے یا مکروہِ تنزیہی؟ جیسا کہ مکروہاتِ صلوٰۃ کے آغاز میں شیخ ابنِ نجیمؒ

نے البحر الرائق میں، اور علامہ شامیؒ نے رد المحتار میں ذکر کیا ہے (دیکھئے: البحر الرائق ج:۲ ص:۴۰،[1] رد المحتار ج:۱ ص:۶۳۹)۔

مسجد میں اَذان دینے کے بارے میں کتاب الاصل (مبسوط) میں اِمام محمدؒ کی تصریح حسبِ ذیل ہے:

"قلت ارأیت المؤذّن اذا لم یکن له منارة والمسجد صغیر این احب الیک ان یؤذّن؟ قال: احب ذالک الی ان یؤذّن خارجًا من المسجد واذا اذّن فی المسجد اجزاہ۔"

(کتاب الاصل ج:۱ ص:۱۴۱)

ترجمہ:... "میں نے کہا: یہ فرمایئے کہ جب مؤذّن کے لئے منارہ نہ ہو اور مسجد چھوٹی ہو تو آپ کے نزدیک کس جگہ اَذان دینا بہتر ہوگا؟ کیا وہ مسجد سے باہر نکل کر اَذان دے تاکہ لوگ سنیں یا مسجد میں اَذان دے؟ فرمایا: میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ مسجد سے باہر اَذان کہے، اور اگر مسجد میں اَذان دے دی جائے تب بھی اس کو کفایت کرے گی۔"

حضرت امام محمدؒ کی اس تصریح سے ثابت ہوا کہ مسجد میں اَذان دینا بہتر نہیں، لیکن اگر دے دی جائے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

دُوسری روایت سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی دُوسری اَذان منبر کے سامنے ہوتی ہے، اور اُمت کا تعامل اسی پر چلا آتا ہے، فقہاء اس منبر کی اَذان کو مختلف تعبیرات سے ذکر کرتے ہیں، کبھی "خطیب کے آگے" کے لفظ سے، کبھی "منبر کے پاس، اس کے قریب" کے لفظ سے، اور کبھی "منبر پر" کے لفظ سے، ان تمام تعبیرات سے بشرطِ فہم وانصاف یہی سمجھا جاتا ہے کہ جمعہ کی دُوسری اَذان منبر کے پاس داخلِ مسجد ہو۔

تیسری روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانے میں دُوسری نمازوں کی طرح جمعہ کی بھی ایک ہی اَذان ہوتی تھی، چونکہ اس سے بیک وقت دو مقصد تھے، ایک تو مسجد سے باہر کے لوگوں کو وقتِ نماز کی اطلاع دینا، دُوسرے حاضرینِ مسجد کو خطبہ شروع ہونے کی اطلاع دینا، تاکہ وہ خاموش ہوکر خطبہ کی طرف متوجہ ہوجائیں، اس لئے دونوں پہلوؤں کی رعایت کرتے ہوئے یہ اَذان مسجد کے دروازے پر کہلائی جاتی تھی، خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں پہلی اَذان کا اضافہ ہوا جو زوراء پر ہوتی تھی، اور دُوسری اَذان صرف خطبہ کے لئے مخصوص ہوگئی، جو منبر کے پاس کہی جانے لگی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحبِ ہدایہ اور دیگر فقہاء نے جس توارث کا حوالہ دیا ہے، اس سے وہ توارثِ قدیم مراد ہے جو دورِ عثمانی سے چلا آرہا ہے، کیونکہ توارثِ حادث خود حجت نہیں، اسے معرضِ دلیل میں پیش کرنا فقہاء کی شان سے بعید ہے، جہاں تک مجھے معلوم ہے مذاہبِ اربعہ اس پر متفق ہیں کہ جمعہ کی دُوسری اَذان منبر کے سامنے ہو، جیسا کہ ہمارے شیخ حضرت العلامہ سیّد محمد یوسف بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ

---

(۱) والمکروہ فی ہٰذا الباب نوعان أحدہما ما کرہ تحریمًا وہو المحمل عند إطلاقہم الکراہة کما ذکرہ فی فتح القدیر .... ثانیہما المکروہ تنزیھًا ومرجعہ إلٰی ما ترکہ أولٰی وکثیرًا ما یطلقونہ کما ذکرہ العلّامة الحلبی فی مسئلة مسح العرق فحینئذ إذا ذکروا مکروھا فلا بد من النظر فی دلیلہ فإن کان نھیًا ظنیًا یحکم بکراھة التحریم ...إلخ۔ (بحر ج:۲ ص:۴۰، ردالمحتار ج:۱ ص:۶۳۹)۔

نے معارف السنن (ج:۴ ص:۴۰۲) میں نقل کیا ہے،[1] اگر بعض مالکیوں نے اس سے اختلاف کیا ہے، تو تعامل وتوارث کے مقابلے میں ان کی رائے ہمارے لئے حجت نہیں، راقم الحروف کو کتبِ فقہ سے جو تحقیق ہوئی وہ عرض کردی گئی، اگر کسی صاحب کی تحقیق کچھ اور ہو تو وہ اپنی تحقیق پر عمل فرمائیں۔

بیٹھ کر اَذان دینا خلافِ سنت ہے

سوال:... کیا بیٹھ کر اَذان دی جاسکتی ہے؟

جواب:... بیٹھ کر اَذان کہنا خلافِ سنت اور مکروہِ تحریمی ہے، ایسی اَذان کا اعادہ مستحب ہے۔[2]

اَذان میں اضافہ

سوال:... کیا اَذان کے ساتھ پہلے یا بعد میں کچھ کلمات کا اضافہ کرنے سے اَذان شریعت کے مطابق ہوجاتی ہے؟

جواب:... شرعی اَذان تو وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے،[3] اس میں مزید کلمات کا اضافہ جائز نہیں، اور اضافہ کے بعد وہ شرعی اَذان نہیں رہے گی، بلکہ ایک نئے دین کی نئی اَذان بن جائے گی۔[4]

اَذان سے پہلے اور بعد میں دُرود و سلام پڑھنا

سوال:... کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین اس مسئلے میں جو آج کل دُرود و سلام کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے جیسے کہ اَذان سے پہلے یا بعد میں بلند آواز سے دُرود و سلام پڑھنا اور جمعہ کے روز نمازِ فجر اور نمازِ جمعہ کے بعد کھڑے ہوکر حلقہ بناکر لاؤڈ اسپیکر پر پڑھنا لازمی قرار دے رکھا ہے۔ اگر ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ ایسے پڑھنے کا کوئی ثبوت دیں کہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں صحابہ کرامؓ سے حتیٰ کہ اِمام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں بھی اسی طرح پڑھا جاتا تھا، تو وہ لوگ قرآن پاک کی اس آیت: "اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ ...اِلخ" کا حوالہ دیتے ہیں۔

۱:... کیا ان کا یہ فعل صحیح ہے یا کہ نہیں؟

---

(۱) وأما كون الأذان الثاني عند الخطبة فهل يكون داخل المسجد أو خارجه؟ فظاهر كتب المذاهب الأربعة أن يكون داخله بين يدي الخطيب. (معارف السُّنن للمحدث البنوري ج:۴ ص:۴۰۲، طبع مكتبة بنورية كراچي).

(۲) ويكره أذان جنب (إلى قوله) وقاعد، وفي الشامية (قوله ويعاد أذان جنب إلخ) زاد القهستاني والفاجر والراكب والقاعد والماشي والمنحرف عن القبلة وعلل الوجوب في الكل بأنه غير معتد به والندب بأنه معتد به إلّا أنه ناقص قال وهو الأصح كما في التمرتاشي. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۳۹۲، ۳۹۳ مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه).

(۳) كما في رواية عبدالله بن زيد الأنصاري رضي الله عنه. (مشكوٰة ص:۶۴، باب الأذان).

(۴) كما في رواية عائشة رضي الله عنها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رَدٌّ. (مشكوٰة ص:۲۷)، ولا يجب أن يزاد في النداء ما لم يكن منه. (مؤطا إمام محمد ص:۳۶).

۲:...کیا ان کے ساتھ شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟

۳:...کیا ان کو اپنی مسجد سے منع کرنا چاہئے یا نہیں؟

گزارش ہے کہ فقہِ حنفیہ اہلِ سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق قرآن وحدیث کا یا کسی مستند کتاب کا حوالہ دے کر مفصل جواب سے نوازیں۔

جواب:...اَذان سے قبل وبعد جس انداز سے دُرود وسلام پڑھنے کا رواج ہے، یہ بدعت ہے۔[۱] اسی طرح حلقہ بناکر لاؤڈاسپیکر پر دُرود وسلام کے نام سے جو کچھ ہوتا ہے، محض ریاکاری ہے۔

دُرود شریف بلاشبہ افضل ترین عبادت ہے، لیکن لاؤڈاسپیکر پر پڑھنے اور حلقہ بنانے کا حکم نہ قرآن وحدیث میں ہے، نہ فقہِ اسلامی میں، اگر ان کو واقعی دُرود شریف پڑھنا ہے تو مسجد یا گھر کے ایک کونے میں بیٹھ کر نہایت خشوع واَدب کے ساتھ پڑھیں، لوگوں کو اپنی سریلی آواز سنانا کوئی عبادت نہیں۔ واللہ اعلم!

صلوٰۃ وسلام کا مسئلہ

سوال:...اَذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟ ہمارے ہاں مسجد کے نمازیوں کا کہنا ہے کہ اَذان سے قبل یہ نہیں پڑھنا چاہئے، جبکہ میں یہ ضرور پڑھتا ہوں۔

جواب:...اَذان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے سے چلی آتی ہے، مگر اَذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا رِواج ابھی چند برسوں سے شروع ہوا، اگر یہ دِین کی بات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کی تعلیم فرماتے، اور صحابہ کرامؓ، تابعینِ عظامؒ اور بزرگانِ دِین اس پر عمل کرتے، جب سلفِ صالحینؒ نے اس پر عمل نہیں کیا، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم فرمائی تو اَذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمارے دِین میں نئی بات نکالے وہ مردُود ہے![۲] تمام اعمال سے مقصود رضائے الٰہی ہے، اور رضائے الٰہی اس عمل پر مرتب ہوتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ طریقے کے مطابق ہو، البتہ شریعت نے اَذان کے بعد دُرود شریف پڑھنے اور اس کے بعد دُعائے وسیلہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔[۳]

---

(۱) وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيئات المعينة في أوقات معينة لم يوجد في الشريعة. (الإعتصام للشاطبي ج:۱ ص:۳۹ طبع بيروت).

(۲) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۲۷، كتاب الإيمان باب الإعتصام بالكتاب والسُّنّة، طبع قديمي).

(۳) عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا سمعتم المؤذّن فقولوا مثل ما يقول، ثم صلّوا عليّ فإنه من صلّى عليّ صلوٰة صلّى الله عليه وسلم بها عشرًا، ثم سلوا الله لي الوسيلة فإنها منزلة في الجنّة لَا تنبغي إلّا لعبد من عباد الله، وأرجوا أن أكون أنا هو، فمن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۶۵، باب فضل الأذان).

اَذان کا صحیح تلفظ

سوال:... اَذان میں لوگ ''اشہد'' میں ''ہاء'' کو ادا نہیں کرتے ہیں، ''حی علی الصلوٰۃ'' میں ''ع'' کو ادا نہیں کرتے ہیں، ''اشہد اَنَّ محمد رسول اللہ'' میں ''اَنَّ'' کے بعد الف کو کھینچتے ہیں، ''قد قامت الصلوٰۃ'' میں بڑا قاف کی جگہ چھوٹا کاف پڑھتے ہیں، یہ عام عمل ہے، صحیح مسئلہ کی وضاحت فرماکر ممنون فرمائیں۔

جواب:... یہ غلطیاں سنگین ہیں، ان کی اصلاح ہونی چاہئے، ''اَنَّ'' کے ساتھ الف پڑھنے سے معنی بالکل ہی بدل جاتے ہیں۔[1]

اَذان کا غلط تلفظ

سوال:... ہم یہاں کافی تعداد میں مسلک حنفی (بریلوی) سے تعلق رکھتے ہیں، ہماری جامع مسجد کے اِمام صاحب پہلے جب اَذان دیتے تھے تو جیسے ہر جگہ، ہر مسجد سے جو اَذان سنتے ہیں ویسی ہی اَذان دیتے تھے، لیکن اب تقریباً ایک ماہ سے ہمارے اِمام صاحب جب اَذان دیتے ہیں تو اَذان کے پہلے الفاظ اس طرح پڑھتے ہیں: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، آخر میں ''ر'' اور ''ل'' کو اکٹھا پڑھتے ہیں اور اللہ کا ''الف'' اُڑا دیتے ہیں، ایسے پڑھتے ہیں: اللہ اکبرَ اللہ اکبر۔

جواب:... اَذان میں اصل سنت تو یہ ہے کہ پہلے ''اللہ اکبر'' میں ''را'' کو ساکن پڑھا جائے، اور دُوسرے کو لفظ ''اللہ'' کے ہمزہ کے ساتھ پڑھا جائے، اور جائز یہ بھی ہے کہ پہلی تکبیر کی ''را'' پر زبر پڑھی جائے اور اسم ''اللہ'' کے ہمزہ کو حذف کرکے ''را'' کو ''لام'' کے ساتھ ملادیا جائے، اور یوں پڑھا جائے: "اللہ اکبرَ اللہ اکبر"۔[2]

کیا کلمہ شہادت کی طرح اَذان میں بھی نون ساکت ہوتا ہے؟

سوال:... کلمہ شہادت میں ''ن'' ساکت ہے، اَذان میں بھی بعض حضرات فرماتے ہیں ''نون'' کو اِستعمال نہیں کرنا چاہئے۔

جواب:... ''نون'' کی آواز نہیں آنی چاہئے، ''نون'' کا ''لام'' میں ادغام ہوجاتا ہے۔

صحیح تلفظ ادا نہ کرسکنے والے کی اَذان واِقامت واِمامت

سوال:... ایک سرکاری اِدارے کی مسجد میں اِمام صاحب تو مقرّر ہیں، لیکن موٴذن نہیں ہے، لہٰذا اَذان واِقامت کے فرائض اِدارے کے ایک ملازم ضعیف بزرگ انجام دیتے ہیں۔ کچھ حضرات کو اس بات پر اِعتراض ہے کہ الفاظ کی ادائیگی ان سے صحیح مخارج کے ساتھ نہیں ہوتی ہے، جو غیرمناسب ہے، کیونکہ لفظ ''قد'' (کد) اور فلاح (پھلاہ) بالعموم ان کی زبان سے نکلتا ہے، جب ان

---

(۱) ویکرہ التلحین وھو التغنّی بحیث یؤدی إلٰی تغیّر کلماتہ۔ (عالمگیری ج: ص:۵۶، کتاب الصلاۃ، باب الأذان)۔

(۲) وحاصلھا أن السُّنَّۃ أن یسکن الراء من اللہ أکبر الأوّل أو یصلھا باللہ أکبر الثانیۃ فإن سکنھا کفٰی وإن وصلھا نوی السکون فحرک الراء بالفتحۃ فإن ضمھا خالف السُّنَّۃ۔ (درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۳۸۶)۔

کی توجہ اس جانب مبذول کرائی گئی تو انہوں نے کہا کہ وہ کوشش تو پورے طور پر کرتے ہیں، لیکن دانت نہ ہونے کے باعث مخارج کا اہتمام نہیں ہو پاتا۔ ایسی صورت میں اَذان واقامت کا فریضہ وہ انجام دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کسی وجہ سے اِمام صاحب بروقت نہ آسکے تو ان کی اِقتدا میں نماز دُرست ہوگی یا نہیں؟

جواب:... اگر کوئی صحیح پڑھنے والا موجود ہو تو اَذان واِقامت اس کو کہنی چاہئے، ورنہ وہ معذور ہیں، جبکہ وہ کوشش کے باوجود صحیح تلفظ نہیں کر پاتے۔ یہی حکم ان کی اِمامت کا بھی ہے کہ اگر کوئی صحیح پڑھنے والا (باشرع آدمی) موجود ہو تو اِمامت کے لئے اس کو آگے کریں، ورنہ ان کی اِقتدا میں نماز پڑھ لی جائے۔[1]

اَذان کا صحیح تلفظ

سوال:... ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' صفحہ:۱۶۲ میں لکھا ہے کہ اَذان کے تلفظ میں ''را'' کو وصل کی صورت میں پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ جناب کی خدمت میں عرض ہے کہ ''اللہ اکبرُ'' کی ''را'' پر کیا شرعی طور پر فتحہ پڑھنا سنت ہے؟ جس کی وجہ سے ضمہ پڑھنا خلافِ سنت ہوگا۔ باقی ''را'' پر وقف کی صورت میں اگر نیت ایک دفعہ کیا، لاکھ دفعہ بھی کریں تو وقف کی صورت میں ''را'' ساکن ہی پڑھی جائے گی، ورنہ وقف نہ ہوگا، لہٰذا علامہ شامیؒ کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے اس کی وضاحت فرمادیں۔ گرامر کے لحاظ سے تو ''اللہ'' (مبتدا) اکبر (خبر) ہے، مبتدا اور خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں، یعنی ہر ایک کے آخر میں ضمہ ہی ہوتا ہے، وقف کی صورت میں ''را'' پر فتحہ کیسے ہوا؟ یہ فتحہ کیسے ہوا جبکہ اصل حرکت ضمہ موجود ہے، اگر ضمہ نہ ہوتا تو پھر فتحہ کا سوچا جاسکتا تھا۔ گرامر کی کتابوں کے مطالعے کے بعد حوالے سے کسرہ (زیر) بھی را پر ہوسکتا ہے، عربی زبان کا قانون ہے کہ جب دو ساکن اکٹھے آجائیں (دونوں میں سے کوئی حرفِ علت نہ ہو) تو پہلے ساکن کو کسرہ دے کر پڑھتے ہیں: قَدِیْرٌ (قَدِیْرُنِ الَّذِی) وضاحت فرماکر مشکور فرمائیں۔

جواب:... علامہ شامیؒ کے حوالے سے جو کچھ میں نے لکھا ہے، اس کی وضاحت یہ ہے کہ اَذان کے ہر کلمے پر وقف مسنون ہے، لہٰذا ''را'' پر ضمہ نہیں پڑھا جائے گا، اب دو صورتیں ہیں، یا تو ''را'' پر سکون ہو، ۲:... یا اگر ملاکر پڑھنا ہو تو ''را'' پر فتحہ پڑھا جائے۔ یہ وصل بہ نیت فصل ہوگا، اور فتحہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے، اس لئے ''الساکن إذا حرک حرک بالکسر'' کے قاعدے سے کسرہ نہیں پڑھا جائے گا،[2] کسی عالم سے اس کو زبانی سمجھ لیا جائے، واللہ اعلم!

''اللہ اکبرُ'' کے ''را'' کا تلفظ

سوال:... اَذان کے شروع میں اللہ اکبر اور اللہ اکبر دونوں ایک ساتھ ملاکر پڑھے جائیں تو کیا ''را'' کے اُوپر جو پیش ہوتی ہے وہ ''ل'' کے ساتھ ملاکر پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

---

(۱) وینبغی أن یکون المؤذن رجلًا عاقلًا صالحًا تقیًا عالمًا بالسُّنَّة کذا فی النهایة .... والأحسن أن یکون إمامًا فی الصلاة کذا فی معراج الدرایة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۳، ۵۴)۔

(۲) وحاصلها أن السُّنَّة أن یسکن الراء من الله أکبر الأوّل أو یصلها بألله أکبر الثانیة، فإن سکنها کفی وإن وصلها نوی السکون فحرک الراء بالفتحة۔ (شامی ج:۱ ص:۳۸۶)۔

جواب:...علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ پہلے ''اللہ اکبر'' کی ''راء'' کو ساکن پڑھا جائے، اور اگر ملا کر پڑھنا ہو تو ''را'' پر وقف کی نیت سے فتحہ پڑھا جائے، ضمہ کے ساتھ ملا کر پڑھنا خلافِ سنت ہے۔[1]

''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کے بغیر اَذان

سوال:...فجر کی اَذان میں اگر "الصلوٰة خير من النوم" بھول جائے تو اَذان ہوگئی یا دوبارہ پڑھیں؟ اگر کوئی جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اَذان ہوگئی یا دوبارہ پڑھیں؟

جواب:...فجر کی اَذان میں "الصلوٰة خير من النوم" کہنا مستحب ہے،[2] جان بوجھ کر تو نہیں چھوڑنا چاہئے، لیکن اگر یاد نہیں رہا یا جان بوجھ کر چھوڑ دیا تب بھی اَذان ہوگئی، دوبارہ نہیں کہی جائے گی۔

''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کا ثبوت

سوال:...ابھی علامہ السید محمد صدیق صاحب کی کتاب ''کشف الاسرار'' پڑھ رہا تھا، انہوں نے مشکوٰۃ صفحہ: ۶۳-۱۱۴ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اَذان میں "الصلوٰة خير من النوم" کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ہیں اور تراویح بھی۔ مگر مشہور یہ ہے کہ یہ اضافہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور سے ہوا ہے، براہِ کرم تفصیل سے وضاحت فرمائیں، تاکہ حقیقت کا لوگوں کو علم ہوسکے۔

جواب:...صحیح یہ ہے کہ اَذانِ فجر میں "الصلوٰة خير من النوم" کا اضافہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ نے نہیں کیا، بلکہ یہ متعدّد احادیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔[3] مؤطا امام مالکؒ میں بلاغاً روایت ہے کہ ''مؤذّن'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نمازِ صبح کی اطلاع دینے کے لئے آیا تو دیکھا کہ آپ سو رہے ہیں، اس نے "الصلوٰة خير من النوم يا أمير المؤمنين!" کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا کہ: ''یہ فقرہ اَذانِ فجر میں کہا کرو!''[4]

حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی قدس سرہٗ ''اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ'' میں اس حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

(۲) ويزيد بعد فلاح أذان الفجر الصلوٰة خير من النوم مرتين كذا في الكافي. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۵)۔

(۳) وعن أبي محذورة رضي الله عنه قال: قلت: يا رسول الله! عَلِّمْنِيْ سُنَّة الأذان. قال: فمسح مقدم رأسه قال: تقول الله أكبر الله أكبر .... فإن كان صلوٰة الصبح قلت: الصلوٰة خير من النوم، الصلوٰة خير من النوم. (مشكوٰة المصابيح ص:۶۳ باب الأذان، الفصل الثاني). أيضًا: عن عبدالعزيز بن رفيع قال: سمعت أبا محذورة قال: كنت غلامًا صبيًا فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: قل: الصلوٰة خير من النوم، الصلوٰة خير من النوم. (شرح معاني الآثار ج:۱ ص:۱۰۳، باب قول المؤذّن في أذان الصبح الصلوٰة خير من النوم. طبع مكتبه حقانيه)۔

(۴) عن مالك بلغه أن المؤذن جاء عمر يؤذنه لصلوٰة الصبح فوجده نائمًا فقال: الصلوٰة خير من النوم، فأمره عمر أن يجعلها في نداء الصبح. رواه في المؤطا. (مشكوٰة المصابيح ص:۶۴ باب الأذان، الفصل الثالث، طبع مكتبه قديمي)۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر اِشکال ہوسکتا ہے، کیونکہ اس فقرے کا صبح کی اَذان میں ہونا تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدّد روایات میں ثابت ہے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ ان کو اس فقرے کا اَذانِ صبح میں کہا جانا معلوم نہ ہو، پس سب سے بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس ارشاد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ اس فقرے کا محل صبح کی اَذان ہے، امیر کا دروازہ نہیں۔ گویا آپ نے امیر المؤمنین کے دروازے پر اس فقرے کو دُہرانا ناپسند فرمایا، اور مؤذّن کو حکم فرمایا کہ اس فقرے کے اَذانِ صبح میں کہنے پر اکتفا کیا کرے۔ اس توجیہ کو حافظ ابنِ عبدالبرؒ اور علامہ باجیؒ نے اختیار کیا ہے، اور علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ یہی توجیہ متعین ہے، اور میرے نزدیک یہی توجیہ سب سے بہتر ہے۔"(۱)

اس کے بعد حضرت شیخؒ نے اور بھی متعدّد توجیہات نقل کی ہیں، بہرحال یہ طے شدہ ہے کہ اَذانِ فجر میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہنے کا حکم پہلی بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں دیا، بلکہ یہ معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے سے چلا آتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔

اسی طرح تراویح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے چلی آتی تھی،(۲) حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں دو اہتمام فرمائے، ایک جماعت، دُوسرے بیس رکعات۔(۳)

اَذان کے آخر میں "محمد رسول اللہ" پڑھنا خلافِ سنت ہے

سوال:… ہمارے شہر کی جامع مسجد کے پیش اِمام صاحب جب اَذان دیتے ہیں تو اَذان کے آخری الفاظ "اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ" کے ساتھ "محمد رسول اللہ" بھی پڑھتے ہیں، جبکہ اَذان کے آخری الفاظ پورا کلمہ طیبہ کے طور پر نہیں پڑھے جاسکتے، کیا اس طرح اَذان دُرست ہے؟

---

(۱) وقد یشکل قوله رضی الله عنه هذا لأن کون هذه الکلمة فی أذان الصبح عن النبی صلی الله علیه وسلم ثابت فی عدة روایات فلا یمکن أن یظن بعمر رضی الله عنه أنه لم یعلم بعد کونها من الأذان، فالأوجه أن یقال إن مقصوده رضی الله عنه أن محل هذه الکلمة هو نداء الصبح فقط لَا باب الأمیر، فکأنه کره أن ینادی به علٰی بابه، وأمره باقتصاره علٰی نداء الصبح فقط، واختار هٰذا التوجیه ابن عبدالبر والباجی، وقال الزرقانی هو المتعین، وهو الأوجه عندی. (أوجز المسالک شرح مؤطا إمام مالک ج:۲ ص:۳۰، طبع مکتبة إمدادیة، مکة المکرمة).

(۲) کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرغب فی قیام رمضان من غیر أن یأمرهم فیه بعزیمة فیقول: من قام رمضان إیمانًا واحتسابًا غفر له ما تقدم من ذنبه. فتوفی رسول الله صلی الله علیه وسلم والأمر علٰی ذالک ... إلخ. (جامع الأصول ج:۹ ص:۴۳۹). أیضًا: إن الله فرض صیام رمضان وسننت لکم قیامه، فمن صامه وقامه إیمانًا واحتسابًا خرج من ذنوبه کیوم ولدته أمّه. (جامع الأصول ج:۹ ص:۴۴۱).

(۳) ان عمر بن الخطاب أمره (أی أُبیّ بن کعب) أن یصلی باللیل فی رمضان، فقال: إن الناس یصومون النهار ولَا یحسنون أن یقرؤا فلو قرأت علیهم باللیل، فقال: یا أمیر المؤمنین! هٰذا شیء لم یکن، فقال: قد علمت ولٰکنه حسن، فصلی بهم عشرین رکعة. (کنز العمال ج:۸ ص:۴۰۹، حدیث نمبر:۲۳۴۷۱، طبع بیروت). أیضًا: وروی أسد بن عمرو عن أبی یوسف قال: سألت أبا حنیفة رحمه الله عن التراویح وما فعله عمر رضی الله عنه .... ولقد سن عمر هٰذا وجمع الناس علٰی ابن کعب فصلاها جماعة، والصحابة متوافرون ... إلخ. (الإختیار لتعلیل المختار ج:۱ ص:۶۸).

جواب:... آپ کے اِمام صاحب خلافِ سنت کرتے ہیں، اَذان "لا الٰہ الا اللہ" پر ختم کی جاتی ہے۔[1]

کیا اَذان میں "مد" کرنا جائز ہے؟

سوال:... مؤذّن حضرات اَذان کو اتنا لمبا کر کے پڑھتے ہیں کہ مدِ متصل سے بھی بڑھاتے ہیں، کیا یہ اَذان جائز ہے؟ حالانکہ "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" پر کوئی مد نہیں ہے، یہ حضرات کیوں اتنا کھینچتے ہیں؟

جواب:... "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" پر وقف کی وجہ سے مد صحیح ہے، اَذان کے کلمات کو اتنا کھینچنا جائز نہیں کہ حروف والفاظ میں خلل واقع ہوجائے۔[2]

اَذان کے ادھورے فقرے کو دوبارہ دُہرانا

سوال:... ہمارے محلے کی مسجد کے مولانا نے ابھی چند روز قبل فجر کی اَذان دیتے وقت میری نظر میں ایک غلطی کی تھی، مولانا فجر کی اَذان دے رہے تھے کہ ان کو درج ذیل ادھورے جملے پر کھانسی آگئی "الصلوٰۃ خیر من"، اور کھانسنے لگے، اور اس کے بعد انہوں نے نئے سرے سے دو مرتبہ اس جملے کو دُہرایا، میرے خیال میں ان جملوں کی تعداد تین ہوگئی، اب میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اس میں مولانا صاحب کی غلطی ہے یا نہیں؟ اگر تھی تو پھر کیا ان کو اَذان دوبارہ کہنی چاہئے تھی؟ اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو اب جبکہ وہ وقت (فجر) بھی نکل گیا ہے تو آپ بتائیے کہ اس کا کفارہ مولانا صاحب کس طرح ادا کریں؟

جواب:... جب پورا فقرہ نہیں کہہ سکے تھے تو اس کو دُہرانا ہی چاہئے تھا، اس لئے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔

فجر کی اَذان میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" ادا کرنا بھول گیا

سوال:... فجر کی اَذان میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" ادا کرنا بھول جائے اور پوری اَذان کہہ دی جائے تو پھر کیا کرنا ہوگا؟ اسی طرح دیگر اَذانوں میں ایک کلمہ یا دو کلمات ادا نہ کئے جائیں تو پھر کیا صورت ہے؟

جواب:... اَذانِ فجر میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" (دو مرتبہ) کہنا مستحب ہے،[3] اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں۔ دُوسری اَذان میں اگر کچھ کلمات چھوٹ جائیں تو ان کو دُہرالیا جائے، نئے سرے سے اَذان کہنے کی ضرورت نہیں۔[4]

---

(۱) كما في أذان عبدالله بن زيد بن عبد ربه الأنصاري. (مشكوٰة ص:۶۴). أيضًا: كما في أذان أبي محذورة. (أبو داوٗد ج:۱ ص:۷۲، باب كيف الأذان، طبع ايچ ايم سعيد).

(۲) ويكره التلحين وهو التغني بحيث يؤدي إلى تغير كلماته كذا في شرح المجمع لابن الملك وتحسين الصوت للأذان حسن ما لم يكن لحنا كذا في السراجية. وهكذا في شرح الوقاية. (عالمگيري ج:۱ ص:۵۶، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما).

(۳) قال في شرح التنوير: ويقول ندبا بعد فلاح أذان الفجر الصلوٰة خير من النوم مرتين، فيه رد على من يقول ان محله بعد الأذان بتمامه ...إلخ. (شامي ج:۱ ص:۳۸۸).

(۴) ولو قدم فيهما مؤخرًا أعاد ما قدم فقط (قوله أعاد ما قدم فقط) كما لو قدم الفلاح على الصلاة يعيده فقط أي ولَا يستأنف الأذان من أوّله. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۳۸۹، باب الأذان).

اَذان میں ترجیع کا کیا حکم ہے؟

سوال:... کیا اَذان میں ترجیع جائز ہے؟

جواب:... مکروہ ہے۔ (۱)

دُوسرے محلے سے آکر صبح کی اَذان مسجد میں دینا

سوال:... ایک مسجد شہر کے اندر واقع ہے اور اس میں چار نمازیں باجماعت ہوتی ہیں، لیکن صبح کی نماز اور نہ ہی اَذان ہوتی ہے، لیکن ایک شخص جاہل دُوسرے محلے سے آکر صرف صبح کی اَذان دے کر واپس اپنے محلے میں آکر محلے کی مسجد میں نماز اَدا کرتا ہے، کیا یہ اس کے لئے صحیح ہے؟

جواب:... دُوسرے محلے سے آکر اَذان دینے والا بڑے اَجر وثواب کا مستحق ہے، لیکن اس کو چاہئے کہ نماز بھی وہیں پڑھا کرے، اور محنت کرکے دو چار آدمیوں کو ہی لے کر جماعت کرالیا کرے۔ (۲)

اَذان کے فقرے میں سانس لینا

سوال:... اَذان کہنے میں اگر کسی فقرے پر سانس لے لی جائے تو غلط تو نہیں؟

جواب:... اگر وقفہ زیادہ نہ ہو تو اَذان صحیح ہے، لیکن اَذان کے فقروں کو اتنا کھینچنا کہ درمیان میں سانس لینے کی ضرورت پیش آئے، صحیح نہیں۔ (۳)

اَذان کے وقت کانوں میں اُنگلیاں دینا

سوال:... کیا اَذان کے وقت اُنگلیاں کانوں کے اندر ہونی ضروری ہیں؟ اور یہ فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اگر کوئی ایسے اَذان دے جیسا کہ ہاتھ نماز کے وقت میں ہوتے ہیں تو اَذان ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب:... اَذان دیتے وقت کانوں میں اُنگلیاں رکھنا سنت ہے، تاکہ آواز زیادہ بلند ہو، مگر اَذان اس کے بغیر بھی

---

(۱) قوله بلا ترجيع أى ليس فيه ترجيع ... إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۶۹، طبع بيروت). أيضًا: وأما الترجيع فليس هو عندنا من صلب الأذان، وذالك لأنه ليس في أذان عبدالله بن زيد رضي الله عنه الذي يرويه عبدالرحمٰن بن أبي ليلىٰ عن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم في قصة الأذان ترجيع. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۵۵۰، طبع دار السراج).

(۲) وفي الكنز وكره خروجه من مسجد اذن فيه حتّٰى يصلي. (اعلاء السُّنن ج:۷ ص:۸۳).

(۳) وجعل أصبعيه في أذنيه سُنّة الأذان ليرفع صوت بخلاف الإقامة. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۶، فتح القدير ج:۱ ص:۲۱۳، البحر الرائق ص:۲۶۰). ويكره للمؤذن أن يرفع صوته فوق الطاقة كذا في المضمرات. (ج:۱ ص:۵۶).

ہو جاتی ہے۔[1]

فجر کی اَذان کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا

سوال:... ہمارے محلے کی مسجد میں صبح فجر کے وقت نمازیوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، یہ سوچ کر میں صبح اپنے نمازی ساتھیوں کو اُٹھاتا اور اہلِ محلّہ کو آواز دیتے ہوئے گزر جاتا ہوں ''چلو نماز کو''، اس طرح مسجد میں نمازیوں کی تعداد حوصلہ بخش ہوگئی اور مجھے بھی سکون ملا۔ ہمارے ساتھی بھی اس بات پر خوش ہوتے تھے کہ انہیں نماز باجماعت ساتھ پڑھنے کو مل جاتی ہے، ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ اس بات پر ناراض بھی ہوتے ہوں کہ انہیں صبح کو جلدی اُٹھادیا، لیکن کہتا کوئی نہیں ہے، مگر ہماری مسجد کے اِمام صاحب نے کہہ دیا کہ یہ تو بدعت ہے، بس اَذان ہو جاتی ہے، یہ کافی ہے، جس کو آنا ہوگا اپنے آپ آئے گا، یہ سن کر میں نے اپنے ساتھیوں کو اُٹھانا چھوڑ دیا، اور انہوں نے بھی سستی اختیار کرلی ہے، جس سے نمازی بہت کم ہوگئے ہیں صبح فجر کے وقت۔

جواب:... سوتے ہوئے کو جگانا تو بدعت نہیں، اور متأخرین نے اَذان کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانے کو بھی مستحسن کہا ہے۔[2]

اَذان کے بعد لوگوں کو نماز کی یاددہانی کروانا

سوال:... میں نے سنا ہے کہ اَذان کے بعد نماز کی دعوت دینا (چونکہ اَذان خود ایک دعوت ہے) غلط ہے، جس طرح فجر میں اکثر مساجد سے بار بار اِعلان ہوتا ہے۔ میں جب نماز کے لئے جاتا ہوں تو راستے میں ملنے والوں کو نماز کی دعوت دیتا جاتا ہوں، کیا میرا یہ اِقدام غلط ہے؟

جواب:... فجر کی نماز کے لئے نمازیوں کو بلاتے ہوئے آنا مستحسن ہے، اور بقیہ نمازوں میں ایسا کرنا مکروہ ہے، واللہ اعلم![3]

نماز کے لئے بار بار اِعلان کرنا کیسا ہے؟

سوال:... محلے میں ایک مسجد سے (بلکہ چند مساجد سے) صبح فجر کی نماز کے بعد اِعلان ہوتا ہے کہ: ''فجر کی نماز میں دس منٹ باقی رہ گئے ہیں'' اس کے بعد: ''پانچ منٹ باقی رہ گئے ہیں'' یہ جملے تین تین مرتبہ دُہرائے جاتے ہیں، اور ان مساجد سے بار بار اِعلان سے محلے میں دُوسری مساجد میں جہاں لوگ سنت کی ادائیگی، قرآن کی تلاوت یا گھر میں خواتین نماز کی ادائیگی میں مصروف ہوتی

---

(۱) عن عبدالرحمٰن بن سعد .... أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بلالًا أن يجعل إصبعيه في أذنيه، قال: إنه أرفع لصوتك. رواه ابن ماجة. (مشكوٰة ج:۱ ص:۶۴ باب الأذان). أيضًا: وجعل أصبعيه في أذنيه سُنّة الأذان ليرفع صوته بخلاف الإقامة. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۶، فتح القدير ج:۱ ص:۲۱۳، البحر الرائق ص:۲۶۰). ويكره للمؤذن أن يرفع صوته فوق الطاقة كذا في المضمرات. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۶).

(۲) والتثويب حسن عند المتأخرين في كل صلوٰة إلّا في المغرب ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۶).

(۳) والتثويب في الفجر حي على الصلاة حي على الفلاح مرتين بين الأذان والإقامة حسن لأنه وقت نوم وغفلة وكره في سائر الصلوات. (هداية ج:۱ ص:۸۹ باب الأذان، طبع مكتبه شركت علميه، ملتان).

ہیں۔ اسی طرح بعض حضرات نماز کے لئے مسجد کی طرف جاتے ہیں، تو یہ اِعلان کرتے ہوئے گزرتے ہیں کہ: ''بھائیو! نماز کا وقت ہوگیا ہے، اُٹھ جایئے'' کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:... نماز کی اِطلاع کے لئے شریعت نے اَذان مشروع کی ہے اور اَذان کے ذریعے سے نماز کے وقت کا اِعلان کیا جاتا ہے، اَذان کے بعد یہ جو دُوسرا اِعلان ہوتا ہے اس کو ''تثویب'' کہتے ہیں، اور فقہائے اُمت نے اس کو بدعت اور مکروہ قرار دیا ہے۔[1] اور یہ کہ کوئی آدمی کسی دِینی کام میں منہمک ہو تو اس کو نماز کے وقت کی اِطلاع کر دینا جائز ہے۔[2] الغرض! آپ کے ہاں جو رواج چلا آتا ہے یہ شرعاً جائز نہیں، اس کو بند کر دینا چاہئے۔

بیک وقت دو مسجدوں سے اَذان دینا

سوال:... دو مسجدیں بالکل آس پاس ہیں، اور ان کے نماز کے اوقات بھی ایک ہیں، اور جمعہ اور عیدین کی نماز کا وقت بھی ایک ہے، اور دونوں کے اسپیکر کی آواز کی وجہ سے اکثر نمازی سے غلطی ہوجاتی ہے۔ مگر دونوں مسجد کے امام صاحب راضی نہیں ہوتے اپنے ٹائم کے اوقات یعنی نماز کے اوقات تبدیل کرنے کے لئے، تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

جواب:... غلط ہے، یا دونوں اسپیکر استعمال ہی نہ کریں، یا مسجد تک محدود رہے، آواز باہر نہ جائے، ورنہ دونوں گناہگار ہوں گے۔[3]

مسجد میں مؤذِّن نہ ہو تب بھی اَذان کا اہتمام کریں

سوال:... کیا مسجد میں نمازِ ظہر کے وقت اَذان دینا ضروری ہے؟ یہاں کوئی مؤذِّن مقرّر نہیں ہے جو کارکن پہلے آتا ہے اَذان دے دیتا ہے، اور بعض اوقات بھول جاتا ہے، اس طرح بغیر اَذان کے نماز ہوجاتی ہے، اور ہم بھروسے میں رہتے ہیں کہ اَذان ہوگئی، کیا بغیر اَذان کے ہماری باجماعت نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... اَذان کے بغیر نماز ہوجاتی ہے، مگر خلافِ سنت ہوگی، اور ترکِ سنت کا وبال ہوگا، مسجد میں اَذان کا اہتمام ضروری ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ جو جماعت اَذان کے بغیر ہو، معتبر نہیں۔ بعد میں آنے والوں کو چاہئے کہ اَذان کے ساتھ جماعت کرائیں۔[4]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

(۲) (قوله للكل) وخصه أبو يوسف بمن يشتغل بمصالح العامة كالقاضي والمفتي والمدرس واختاره قاضيخان وغيره نهر. (شامي ج:۱ ص:۳۸۹، مطلب في أوّل من بنى المنائر للأذان).

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده ...إلخ. (مشكوة ص:۱۵، كتاب الإيمان).

(۴) الأذان سنة لأداء المكتوبات بالجماعة ...... ويكره أداء المكتوبة بالجماعة في المسجد بغير أذان وإقامة. (عالمگيري ج:۱ ص:۵۳، ۵۴، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان).

تہجد کی نماز کے لئے اَذان و اِقامت

سوال:... شبِ برات اور لیلۃ القدر کے موقع پر اکثر لوگ رات جاگ کر عبادت کرتے ہیں، تو کچھ حضرات کہتے ہیں کہ تہجد کی نماز باجماعت پڑھیں، تاہم میں نے انکار کیا اور کہا کہ پہلے پوچھیں گے، پھر عمل کریں گے۔ حالانکہ سعودیہ میں باجماعت تہجد ہوتی ہے جو کہ اکثر رمضان میں ہم سحری کے وقت ریڈیو پر سنتے ہیں، تو کیا تہجد کی نماز باجماعت ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو اَذان اور اِقامت کا کیا حکم ہے؟

جواب:... تراویح کے علاوہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے، اس لئے تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے،[1] اور نفلی نماز کے لئے اَذان و اِقامت نہیں، اَذان و اِقامت صرف نمازِ پنج گانہ اور جمعہ کی خصوصیت ہے۔[2]

کسی ناگہانی مصیبت کے وقت اَذان

سوال:... اورنگی ٹاؤن میں نہتے لوگوں پر دہشت پسندوں کا خوف کچھ اتنا غالب آیا اور خوف و ہراس اس قدر غالب ہوا کہ تمام محلہ اللہ تعالیٰ سے مدد پکارنے لگا، اور تقریباً رات کے گیارہ بجے تمام مسجدوں سے اَذان دی گئی اور اس اَذان کی وجہ اس کے سوائے اور کچھ بھی نہ تھی کہ اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے اس ناگہانی مصیبت میں لوگوں کی مدد فرمائیں، مسجدوں کے مائک اس لئے استعمال کئے گئے تاکہ آواز دُور دُور تک جائے، اور دہشت پسندوں کے دِل لرز جائیں۔ رحمانیہ مسجد اورنگی ٹاؤن کے اِمام کا کہنا ہے کہ یہ غلط حرکت ہے، اور اَذان کے بعد نماز جماعت فرض ہے، جبکہ تمام لوگ جانتے تھے کہ یہ نماز کا کوئی وقت نہ تھا، اس فعل سے کیا حرج واقع ہوا؟ مشورہ دے کر ممنون فرمائیں، اس قسم کی ناگہانی بلا و مصیبت روز نازل نہیں ہوتی، اس لئے اس کے رِواج بن جانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

جواب:... علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: خیر الدین رملیؒ کے حاشیہ بحر میں ہے کہ میں نے شافعیہ کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ نماز کے علاوہ بھی بعض مواقع میں اَذان مسنون ہے، مثلاً: نومولود کے کان میں، پریشان، مرگی زدہ، غصے میں بھرے ہوئے اور بدخلق انسان یا چوپائے کے کان میں، کسی لشکر کے حملے کے وقت، آگ لگ جانے کے موقع پر (شامی حاشیہ درمختار ج:۱ ص:۳۸۵)[3]، خیر الدین رملیؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دہشت پسندوں کے حملے کے موقع پر اَذان کہنا حنفیہ کی کتابوں میں تو کہیں مذکور نہیں، البتہ شافعیہ کی کتابوں میں اس کو مستحب لکھا ہے، اس لئے ایسی پریشانی کے موقع پر اَذان دینے کی ہم ترغیب تو نہیں دیں گے، لیکن اگر کوئی دیتا ہے تو ہم اس کو "بالکل غلط حرکت" بھی نہیں کہیں گے، البتہ نومولود کے کان میں اَذان کہنا احادیث سے ثابت ہے، اور فقہِ حنفی

---

(۱) التطوع بالجماعة إذا كان على سبيل التداعي يكره۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۳، كتاب الصلاة، الباب الخامس)۔

(۲) وليس لغير صلوات الخمس والجمعة نحو السنن والوتر والتطوعات والتراويح والعيدين أذان ولا إقامة. كذا في المحيط. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۳، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأوّل)۔

(۳) وفي حاشية البحر للخير الرملي: رأيت في كتب الشافعية أنه قد يسنّ الأذان لغير الصلاة، كما في أُذن المولود، والمهموم، والمصروع، والغضبان، ومن ساء خلقه من إنسان أو بهيمة، وعند مزدحم الجيش، وعند الحريق۔

میں بھی اس کی تصریح ہے۔[1] اَذان اگر نماز کے لئے دی جائے، لیکن بے وقت دی جائے تب بھی اس سے نماز فرض نہیں ہوتی، بلکہ نماز کا وقت آنے پر اَذان کے اعادہ کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ بے وقت کی اَذان کالعدم ہے۔[2]

سات اَذانیں

سوال:... ہمارے محلے کی مسجد میں رمضان المبارک کی ستائیسویں شب عشاء کے وقت سات اَذانیں دی جاتی ہیں، آپ سے التماس ہے کہ اس فعل کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

جواب:... رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں سات اَذانیں حدیث وفقہ سے ثابت نہیں، اس لئے اس کو "بدعت" کہا جائے گا۔[3]

بہت سی مساجد کی اَذانوں سے راحت یا تکلیف

سوال:... آج کل مسجدوں میں کئی کئی مائیکروفون لگے ہوئے ہیں، اور اَذان ہوتی ہے تو چاروں طرف کی مسجدوں کی آواز ایک ساتھ ٹکراتی ہے، جبکہ ہم نے سنا ہے کہ ایک مسجد کی آواز اتنی ہو کہ دُوسری مسجد کے ساتھ نہ ٹکرائے، جبکہ حال یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں کئی مسجدیں ہیں، ہر دُوسری گلی میں ایک مسجد ہے، جب اَذان ہوتی ہے یا وعظ ہوتا ہے تو مسجد کے پاس گھروں میں آواز اس قدر تیز ہوتی ہے کہ بعض اوقات (نعوذ باللہ) پریشانی سی محسوس ہوتی ہے، کبھی ٹیلی فون پر بات کرتے ہیں اور اَذان ہو رہی ہو تو بات کرنا دُوبھر ہو جاتا ہے، یا کسی کی طبیعت خراب ہو یا کوئی امتحان کی تیاری میں مصروف ہو تو (وعظ کی) اتنی تیز آواز ہوتی ہے کہ پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ مسجدوں کی آوازیں اس طرح بڑھا دینے سے اسلام پھیل رہا ہے یا نمازی زیادہ ہو رہے ہیں؟ کیا اسلام میں اس طرح کی ضد بحث ایک دُوسرے سے جائز ہے؟

جواب:... اَذان تو لاؤڈ اسپیکر پر ہونی چاہئے کہ اَذان کی آواز دُور تک پہنچانا مطلوب ہے، لیکن اَذان کے علاوہ وعظ وغیرہ

---

(۱) ويستحب للوالد أن يؤذّن في أذن المولود اليمنى، وتقام في اليسرىٰ حين يولد لما روى أبو رافع أن النبي صلى الله عليه وسلم أذّن في أُذن الحسن حين ولدته فاطمة .... وعن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم أذّن في أذن الحسن بن علي يوم ولد وأقام في اليسرىٰ. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۶۴۰، العقيقة وأحكام المولود، طبع دار الفكر، بيروت).

(۲) تقديم الأذان على الوقت في غير الصبح لا يجوز إتفاقًا وكذا في الصبح عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ وان قدم يعاد في الوقت هكذا في شرح مجمع البحرين لابن الملك وعليه الفتوىٰ هذا في التتارخانية ناقلًا عن الحجة. (عالمگيري ج:۱ ص:۵۳، الفصل الأوّل في صفته وأحوال المؤذّن).

(۳) (البدعة) ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة أو إستحسان وجعل دينا قويمًا وصراطًا مستقيمًا. (رد المحتار ج:۱ ص:۵۶۰، باب الإمامة، مطلب في أقسام البدعة). وفي البخاري (ج:۱ ص:۳۷۱) من أحدث في أمرنا هٰذا ما ليس منه فهو رد. (ما ليس منه) أي رأيًا ليس له في الكتاب أو السُّنَّة عاضد ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط (فهو رد) أي مردود على فاعله لبطلانه. (فيض القدير للمناوي ج:۱۱ ص:۵۵۹۴، طبع نزار مصطفىٰ).

کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا بے ہنگم استعمال جس سے اہلِ محلہ کا سکون غارت ہوجائے، نہ دین کا تقاضا ہے، نہ عقل کا۔ وعظ کے لئے یا نماز کے لئے اگر لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی ضرورت ہو تو اس کی آواز مسجد تک محدود رہنی چاہئے۔

اَذان کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا

سوال:... اَذان کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعائیں مانگنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:... اَذان کے بعد کی دُعا میں ہاتھ اُٹھانا منقول نہیں، صرف زبان سے دُعائے ماثور پڑھ لے، اور دُعائے ماثور یہ ہے کہ پہلے دُرود شریف پڑھے پھر دُعائے وسیلہ پڑھے،[1] پھر چوتھا کلمہ پڑھے، پھر یہ دُعا پڑھے: "رَضِیْتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا"۔[2]

اَذان کے لئے خوش اِلحانی ضروری نہیں

سوال:... زید کا سوال ہے کہ ہم خوش اِلحانی سے اَذان نہیں پڑھ سکتے، کیوں نہ ہم ایسا کریں کہ جب ریڈیو پر اَذان آئے اور ہمارے ہاں اَذان کا وقت ہو بھی جائے تو ریڈیو کو اسپیکرز کے سامنے رکھ دیں اور خود علیحدہ پہلے یا بعد میں اسپیکر سے ہٹ کر اَذان پڑھ لیں، کیا ایسا کرنا شرعی لحاظ سے جائز ہے؟

جواب:... اَذان کے لئے ریڈیو کو اسپیکر کے آگے رکھنا فضول حرکت ہے، کیونکہ ریڈیو سے جو اَذان نشر کی جاتی ہے، وہ اکثر پہلے سے کیسٹ کی ہوئی ہوتی ہے، اس لئے اس کا حکم اَذان کا نہیں۔[3] اَذان کے الفاظ صحیح ہونے چاہئیں، خوش اِلحانی نہ ہوئی تو ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔

مؤذّن کی موجودگی میں دُوسرے شخص کی اَذان

سوال:... ہماری مسجد میں جمعہ کی اَذان دو شخص دیتے ہیں، پہلی اَذان اس مسجد کے مؤذّن صاحب دیتے ہیں، لیکن دُوسری اَذان جو خطبے سے پہلے دی جاتی ہے، وہ دُوسرے صاحب دیتے ہیں، جبکہ مؤذّن صاحب موجود ہیں، کیا اس اَذان کو دُرست سمجھنا چاہئے؟

---

(۱) عن عبدالله ابن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا سمعتم المؤذّن فقولوا مثل ما يقول، ثم صلّوا عليّ فإنه من صلّى عليّ صلوة صلّى الله عليه بها عشرًا، ثم سلوا الله الوسيلة، فإنها منزلة في الجنّة لَا تنبغي إلّا لعبد من عباد الله، وأرجو أن أكون أنا هو، فمن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة. رواه مسلم. (مشكوٰة المصابيح ص:۶۵، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان وإجابة المؤذّن، الفصل الأوّل، طبع قديمي كتب خانه).

(۲) عن سعد بن أبي وقاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال حين يسمع المؤذّن: أشهد أن لَا إله إلّا الله وحده لَا شريك له وأن محمدًا عبده ورسوله رضيت بالله ربًّا وبمحمد رسولًا وبالإسلام دينًا، غفر له ذنبه. رواه مسلم. (مشكوٰة المصابيح ص:۶۵، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان وإجابة المؤذّن، الفصل الأوّل).

(۳) وينبغي أن يكون المؤذن رجلًا عاقلًا صالحًا تقيًا عالمًا بالسُّنّة كذا في النهاية. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۳).

جواب:...دُرست ہے، خواہ کوئی دیدے، بشرطیکہ اس سے مؤذِّن کی دِل شکنی نہ ہوتی ہو۔[1]

داڑھی منڈے یا نابالغ سمجھ دار کی اَذان

سوال:...میرا مسئلہ یہ ہے کہ کیا نابالغ کی اَذان ہوجاتی ہے کہ نہیں؟ اور نابالغ کی شریعت میں کیا عمر ہے؟ بیان کیجئے، اور دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس شخص کی اَذان ہوجاتی ہے جس کی سنتِ رسول ہو، مگر پوری نہ ہو، یعنی کہ ایک مٹھ نہ ہو تو کیا اس کی اَذان ہوگی یا نہیں؟ اس شخص کو نماز بھی پوری نہیں آتی اور نہ ہی قرآن پڑھا ہوا ہے؟

جواب:...داڑھی منڈے کی اَذان واِقامت مکروہِ تحریمی ہے، اسی طرح جس شخص کی کاٹنے کی وجہ سے داڑھی ایک قبضے سے کم ہو، اس کی اَذان واِقامت بھی مکروہِ تحریمی ہے؛[2] اَذان دوبارہ کہی جائے، مگر اِقامت دوبارہ نہ کہی جائے گی۔ نابالغ لڑکا اگر سمجھ دار، ہوشیار ہو تو اس کی اَذان صحیح ہے، مگر خلافِ اَولیٰ ہے۔[3] بلوغ کا علامتوں کے ذریعہ پتہ چل سکتا ہے، اگر بالغ ہونے کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کا لڑکا اور لڑکی شرعاً بالغ تصوّر کئے جاتے ہیں۔[4]

داڑھی منڈے کو اَذان واِقامت سے منع نہ کریں

سوال:...داڑھی منڈے کی اَذان اور اِقامت مکروہ تحریمی ہے، ہمارے محلے کی مسجد میں اکثر اوقات اَذان جو بھی آدمی دیتا ہے وہ داڑھی منڈاتا ہے، اور اِقامت بھی اکثر داڑھی منڈے کرتے ہیں، اب ہم اس وجہ سے اس کو منع نہیں کرتے کہ ان کا دِل نہ ٹوٹ جائے، اور اگر ان کو اَذان سے منع کریں تو کہیں یہ نماز پڑھنا چھوڑ نہ دیں۔ لہٰذا مہربانی فرماکر قرآن کی حدیث کی روشنی میں اس مسئلے کا حل بتائیں۔

جواب:...اَذان واِقامت سے منع نہ کیا جائے، مگر یہ مسئلہ بتادینا ضروری ہے۔[5]

---

(۱) وان أذن رجل وأقام آخر إن غاب الأوّل جاز من غير كراهة وان كان حاضر أو يلقه الوحشة بإقامة غيره يكره وان رضى به لَا يكره عندنا كذا فى المحيط. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۴، كتاب الصلاة، الباب الثانى فى الأذان، الفصل الأوّل).

(۲) ويكره أذان الفاسق ويستحب إعادة ...إلخ. (الفقه الإسلامى وأدلّته ج:۲ ص:۵۴۲). أيضًا ويكره أذان جنب وإقامته وإقامة محدث لَا أذانه ..... وأذان ..... فاسق وفى الرد تحت قوله ويكره أذان جنب ...... وظاهر أن الكراهة تحريمة. (الدر مع الرد ج:۱ ص:۳۹۲). الفسق: فى اللغة عدم اطاعة أمر الله وفى الشرع: إرتكاب المسلم كبيرة قصدًا، أو صغيرة مع الإصرار عليها بلا تأويل. (قواعد الفقه ص:۴۱۲، التعريفات الفقهية).

(۳) أذان الصبى العاقل صحيح من غير كراهة وفى ظاهر الرواية ولٰكن أذان البالغ أفضل ...إلخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۴، كتاب الصلاة، الباب الثانى فى الأذان).

(۴) فإن لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم لكل منهم خمس عشرة سنة به يفتى (وفى الرد) هذا عندهما وهو رواية عن الإمام وبه قالت الأئمة الثلاثة. (الدر مع الرد ج:۶ ص:۱۵۳، كتاب الحجر).

(۵) "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ" (النحل:۱۲۵).

داڑھی کٹوانے والے کی اَذان و اِقامت

سوال:... ایک مسجد کے اِمام صاحب فرماتے ہیں کہ جن شخصوں کی داڑھی کٹی ہوئی ہے، یعنی ایک مشت نہیں ہے، وہ نہ اَذان دے سکتے ہیں اور نہ اِقامت کہہ سکتے ہیں۔ یہ حدیث کے حوالے سے کہاں تک صحیح ہے؟

جواب:... اِمام صاحب صحیح فرماتے ہیں، داڑھی منڈے اور کترانے والے کی اَذان و اِقامت مکروہِ تحریمی ہے۔[1] میرا رسالہ "داڑھی کا مسئلہ" دیکھ لیا جائے، واللہ اعلم!

سولہ سالہ لڑکے کی اَذان

سوال:... اگر کسی کی عمر سولہ سال سے زیادہ ہو اور وہ نماز پڑھتا ہو تو کیا مؤذّن کی اجازت پر اَذان دے سکتا ہے یا اِمام سے اجازت لینا بھی ضروری ہے؟

جواب:... مؤذّن کی اجازت کافی ہے، کیونکہ سولہ سالہ لڑکے کی اَذان صحیح ہے، اور اَذان کا تعلق مؤذّن سے ہے۔

اپنے آپ کو گناہگار سمجھنے والے کی اَذان

سوال:... کیا کوئی شخص جس نے مسجد میں کبھی اَذان نہیں دی ہو، اور پھر ایک دن اِمامِ مسجد اسے اَذان کے لئے کہے، جبکہ اس شخص اور اِمام کے علاوہ کوئی وہاں نہیں ہے، تو اس شخص کو اَذان دے دینی چاہئے؟ جبکہ وہ شخص اپنے آپ کو گناہگار سمجھتا ہے، نماز وہ اس وقت پڑھتا ہے جب ٹائم ہو، دِین کی طرف راغب ہے، لیکن اپنے آپ کو گناہگار سمجھتا ہے۔

جواب:... اَذان ہر مسلمان دے سکتا ہے، البتہ جو شخص کسی گناہِ کبیرہ میں مبتلا ہو، مثلاً: داڑھی منڈاتا یا کتراتا ہو، اس کی اَذان مکروہِ تحریمی ہے، باقی اپنے آپ کو نیک اور پاک کون سمجھا کرتا ہے؟ اپنے آپ کو گناہگار ہی سمجھنا چاہئے![2]

وقت سے پہلے اَذان دینے کا وبال کس پر ہے؟

سوال:... زید ایک مسجد میں مؤذِّن کے فرائض انجام دے رہا ہے، مؤذِّن اپنے وقت پر اَذان دیتا ہے، لیکن "کمیٹی" والوں کا اِصرار ہے کہ اَذان اس وقت دو جس وقت کا ہم کہہ رہے ہیں۔ کمیٹی والوں کا بتایا ہوا وقت دُخولِ وقت اَذان سے پہلے ہے۔ مثال کے طور پر آج کل عصر کا وقت فقہِ حنفی کے مطابق چار بج کر تیرہ منٹ پر داخل ہو رہا ہے، لیکن کمیٹی والوں کا کہنا ہے کہ سوا چار کے بجائے چار بجے اَذان دو۔ اور عشاء کا وقت سات بج کر دس منٹ پر داخل ہو رہا ہے، جبکہ کمیٹی والوں کا کہنا ہے کہ اَذان سات بجے دو۔ اور اسی طرح فجر کا وقت پانچ بج کر اِکیاوَن منٹ پر داخل ہو رہا ہے، جبکہ کمیٹی والے کہتے ہیں کہ ساڑھے پانچ بجے اَذان دو۔ یہ مسئلہ جب اِمام صاحب کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی اِرشاد فرمایا کہ جس طرح کمیٹی والے کہتے ہیں، اسی طرح کرو۔ اب اس صورت میں یہ مسائل

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ دیکھیں۔

(۲) ایضاً۔

دریافت طلب ہیں:

۱:... کیا قبل از وقت اَذان دینا صحیح ہے؟ یا اس کا اِعادہ ضروری ہے؟

۲:... کمیٹی والوں کا اس طرح بے جا اِصرار کرنا صحیح ہے؟

۳:... اس صورت میں مؤذِّن نے اگر اَذان دی تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟ کمیٹی والوں پر یا پیش اِمام پر؟

۴:... اِمام کا کمیٹی والوں کی تائید کرنا کیسا ہے؟ کیا یہ حق چھپانے کے زُمرے میں نہیں آئے گا؟

جواب:... ۱:... وقت سے پہلے اَذان دینا صحیح نہیں، کیونکہ اَذان نماز کے وقت کی اِطلاع کے لئے دی جاتی ہے، اور وقت سے پہلے نماز ہوتی نہیں، لہٰذا قبل از وقت اَذان کہنا غلط اور موجبِ تلبیس ہے۔ اگر کبھی غلطی سے ایسا ہوجائے تو وقت شروع ہونے کے بعد دوبارہ اَذان کہی جائے، ورنہ یہ نماز "اَذان کے بغیر" شمار ہوگی۔[1]

۲:... چونکہ قصداً وقت سے پہلے اَذان کہنا دِینی امانت کے خلاف ہے، اور اس سے لوگوں کی نماز کے غارت ہونے کا اندیشہ ہے، اس لئے مسجد کی اِنتظامیہ کا قبل از وقت اَذان پر اِصرار غلط ہے، گناہ ہے۔

۳:... اس کا وبال مؤذِّن پر بھی ہوگا، اِمام پر بھی، اور مسجد کی اِنتظامیہ پر بھی۔ اگر یہ لوگ اپنی غلطی کی اِصلاح نہ کریں تو اِمام، اِمامت کا اہل نہیں، اور اِنتظامیہ مسجد کے معاملات کا اِنتظام کرنے کی اہل نہیں۔

۴:... اُوپر آچکا ہے کہ اِمام کا اِنتظامیہ کے ایسے فیصلے کی تائید کرنا، جو شرعاً غلط ہے، اِمام کی نااہلی کی دلیل ہے، اِمام کو ایسے غلط فیصلے کی تائید ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔[2]

مغرب کی اَذان اور نماز کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہئے؟

سوال:... اَذانِ مغرب کے بعد چند منٹوں کا وقفہ بھی نہیں ہوتا، اور جماعت کھڑی ہوجاتی ہے، ایسی صورت میں اکثر نمازیوں کی تکبیرِ اُولیٰ، اور بعض اوقات ایک رکعت رہ جاتی ہے، کیا اَذانِ مغرب اور جماعتِ مغرب کے دوران پانچ تا دس منٹ کا وقفہ دینا جائز نہیں، جبکہ رمضان المبارک کے دوران ایسا ہوتا ہے؟

جواب:... مغرب کی نماز میں اَذان کے بعد بس اتنا وقفہ کرنا چاہئے کہ اَذان کی دُعا پڑھ سکیں۔[3] رمضان المبارک میں روزہ داروں کے اِنتظام میں وقفہ کیا جاتا ہے۔ باقی جو حضرات دیر میں آنے والے ہیں، ان کو چاہئے کہ حتی الوسع اَذان کے وقت مسجد میں پہنچ

---

(۱) ولَا یؤذّن لصلاة قبل دخول وقتها، فإن فعل أعاد فی الوقت، لأن الأذان للإعلام وهو قبل دخول الوقت تجهیل ...إلخ. (الجوهرة النیرة ص:۴۴). أیضًا: قال أبو جعفر: ولَا یؤذّن لشیء من الصلوات إلّا بعد دخول وقتها فی قول أبی حنیفة ومحمد .... الحجة لأبی حنیفة .... عن ابن عمر أن بلالًا رضی الله عنه أذّن قبل طلوع الفجر فأمره النبی صلی الله علیه وسلم أن یرجع فینادی: ألَا إن العبد نام. (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۵۵۸، ۵۵۹، باب الأذان).

(۲) "ولَا تعاونوا علی الْإثم والعدوان" (المائدة:۲).

(۳) وأما إذا کان فی المغرب فالمستحب أن یفصل بینها بسکتة یسکت قائمًا مقدار ما یتمکن من قراءة ثلاث آیات قصار هکذا فی النهایة. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۷، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی).

جایا کریں۔ اگر جماعت میں تأخیر کی جائے گی، تب بھی ان کی دیر سے آنے کی عادت نہیں جائے گی۔

وقت سے پہلے اَذان کا اعتبار نہیں

سوال:... کیا وہ نماز ہوجاتی ہے جس میں اَذان وقت سے پہلے دی ہو، جبکہ زیادہ سے زیادہ مقتدی نماز میں شامل ہوجائیں۔

جواب:... اگر اَذان وقت سے پہلے ہوجائے تو وقت ہونے پر اَذان دوبارہ کہی جائے، ورنہ نماز بغیر اَذان کے ہوگی، اور بغیر اَذان کے نماز پڑھنا خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔[1]

سورج غروب ہونے سے پہلے مغرب کی اَذان و نماز صحیح نہیں

سوال:... مغرب کی اَذان سے پہلے سجدہ جائز ہے یا نہیں؟ اَذان سے پانچ منٹ پہلے نماز کی نیت باندھ لی، بعد میں اَذان ہوئی تو کیا کریں؟

جواب:... اگر سورج غروب ہوچکا ہو تو مغرب کی اَذان سے پہلے سجدہ جائز ہے، اور اگر غروب نہیں ہوا تو جائز نہیں، جب اَذان میں پانچ منٹ باقی تھے تو نماز کا وقت نہیں ہوا، لہٰذا نماز توڑ دینی چاہئے تھی۔[2]

وقت سے قبل عشاء کی اَذان

سوال:... ہمارے علاقے میں ایک مسجد ہے اور یہاں اَذانِ عشاء سات بج کر پندرہ منٹ پر ہوتی ہے، جبکہ عشاء کا وقت تقریباً سات بج کر پینتیس منٹ پر شروع ہوتا ہے، آپ بتائیں کہ وقت سے پہلے جو اَذان ہوتی ہے، یہ کیسی ہے؟ اور یہاں کے اِمام پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، باوجود اس کے کہ ہم اور دُوسرے احباب نے اِمام صاحب سے عرض بھی کیا تو بس ہمیں ٹال دیا۔

جواب:... جو اَذان وقت سے پہلے دی جائے وہ غیر معتبر ہے، دوبارہ وقت ہونے کے بعد اَذان دینا ضروری ہے، ورنہ نماز اَذان کے بغیر تصوّر کی جائے گی۔[3]

---

(۱) تقديم الأذان على الوقت في غير الصبح لَا يجوز إتفاقًا وكذا في الصبح عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ وان قدم يعاد في الوقت هٰكذا في شرح مجمع البحرين لِابن الملك وعليه الفتوىٰ، هٰكذا في التتارخانية ناقلًا عن الحجة. (عالمگيری ج:۱ ص:۵۳، كتاب الصلاة، الباب الثاني). أيضًا: ولَا يؤذ لشيء من الصلوات إلّا بعد دخول وقتها .... عن ابن عمر أن بلالًا رضي الله عنه أذّن قبل طلوع الفجر، فأمره النبي صلى الله عليه وسلم أن يرجع فينادي: ألَا إن العبد نام. (شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۵۵۸، ۵۵۹، طبع دار البشائر، بيروت).

(۲) (وكره) تحريمًا، وكل ما لَا يجوز مكروه (صلاة) مطلقًا (ولو) قضاءً أو واجبة أو نفلًا أو (علىٰ جنازة وسجدة تلاوة وسهو) لَا شكر. قنية (مع شروق) .... (وغروب، إلّا عصر يومه) فلا يكره فعله لأدائه كما وجب. (در مختار مع الشامي ج:۱ ص:۳۷۰ - ۳۷۲، كتاب الصلاة).

(۳) حتّى لو أذّن قبل دخول الوقت لَا يجزئه ويعيده إذا دخل الوقت ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۵۴، أيضًا: شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۵۵۸، طبع دار السراج، بيروت).

رمضان المبارک میں عشاء کی اَذان قبل از وقت کہنا

سوال:...رمضان شریف کے مہینے میں کچھ لوگ جلدی تراویح پڑھنے کے واسطے مغرب کے وقت میں ہی عشاء کی اَذان دے دیتے ہیں، ابھی عشاء کا وقت شروع ہی نہیں ہوتا ہے اور عشاء کی اَذان دے دیتے ہیں، اور اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھتے ہیں، کیا ان کی نماز بغیر اَذان کے ہوئی یا اَذان ہوگئی؟ ان کا یہ فعل کیسا ہے اور دُوسروں کو کیا کرنا چاہئے، وہ لوگ دُوسری مسجدوں کا حوالہ دیتے ہیں، دُوسری مسجد ہمارے لئے حجت ہے یا نہیں؟

جواب:...جس اَذان کا ایک جملہ بھی وقت سے پہلے کہا گیا ہو، وہ اَذان کالعدم ہے، وقت ہونے کے بعد دوبارہ اَذان دینا چاہئے، ورنہ نماز بغیر اَذان کے ہوگی، اور جو نماز اَذان کے بغیر ہو وہ خلافِ سنت ہوئی۔ [1]

بھول کر دوبارہ دی جانے والی اَذان

سوال:...اَذان ہوچکی ہو اور کوئی دُوسرا شخص بھولے میں پوچھے بغیر اَذان شروع کردے اور جب وہ آدھی اَذان پر پہنچے اور اسے علم ہوجائے یا کوئی بتادے تو کیا اس صورت میں اَذان مکمل کرے یا چھوڑ دے؟

جواب:...جب ایک بار اَذان ہوچکی ہے تو دُوسری اَذان کی ضرورت نہیں، اسے چھوڑ دے۔ [2]

ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اَذان کا شرعی حکم

سوال:...کہتے ہیں کہ اوقاتِ نماز کے علاوہ بے وقت اَذان نہیں دینی چاہئے، یا صرف اس وقت اَذان دینی چاہئے جب کوئی بچہ پیدا ہو یا کوئی بڑی آفت سے نجات پائی ہو، مثلاً: زیادہ بارش کے وقت۔ لیکن ہمارے یہاں ٹیلی ویژن پر جب لاہور میں عشاء کا وقت ہوتا ہے تو اَذان پورے پاکستان میں نشر ہوتی ہے، حالانکہ جب لاہور میں عشاء کا وقت ہوتا ہے تو کراچی میں عشاء کی اَذان میں تقریباً ایک گھنٹہ ہوتا ہے، اسی طرح پاکستان کے ایک شہر میں اَذان کا وقت ہوتا ہے تو دُوسرے شہروں میں نہیں ہوتا، لیکن اَذان سب اسٹیشنوں پر ایک ساتھ نشر ہوتی ہے، تو کیا یہ گناہ نہیں ہے؟

جواب:...آپ کا خیال صحیح ہے، اَذان نماز کے لئے ہوتی ہے، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر جو اَذان نشر ہوتی ہے، وہ کسی نماز کے لئے نہیں بلکہ یہ محض شوقیہ ہے، شریعت کے کسی قاعدے کے ماتحت نہیں۔ [3]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

(۲) ولو صلّٰی فی مسجد باذان واقامة هل یکره أن یؤذّن ویقام فیه ثانیًا .... وان صلّٰی فیه أهله باذان واقامة أو بعض أهله یکره ...الخ۔ (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۵۳، کتاب الصلاة، فصل فی بیان محل وجوب الأذان)۔

(۳) (باب الأذان) هو لغة الإعلام ...... وشرعًا إعلام مخصوص فی وقت مخصوص ...الخ۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۶۸)، وأیضًا: قوله وشرعًا إعلام مخصوص أی إعلام بالصلاة۔ (شامی ج:۱ ص:۳۸۳، باب الأذان)۔

غلط اَذان کا کفارہ

سوال:... غلط اَذان دینے یا اس میں غیر ارادی طور پر الفاظ شامل ہونے پر کیا کرنا چاہئے؟

۱:... موٴذن کو الگ کرنا دُرست ہے؟

۲:... ہم نے جواَب تک غلط اَذانیں (میری نظر میں) سنی ہیں، ان کا کفارہ یا کوئی گناہ ہے؟

جواب:... آپ نے جو صورت لکھی ہے، فقہی اصطلاح میں اس کو لحن کہتے ہیں، اور یہ ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسی اَذان کا سننا بھی حلال نہیں،[1] اس لئے مسجد کی انتظامیہ کو لازم ہے کہ ایسے موٴذن کو تبدیل کردیں۔

اور اب تک جو غلط اَذانیں سنی گئیں اگر ان کی اِصلاح پر آپ کو قدرت تھی تب تو گناہ ہوا، جس کا تدارک اِستغفار سے ہونا چاہئے، اور اگر آپ کو اِصلاح پر قدرت نہیں تھی، تو آپ پر کوئی گناہ نہیں۔

اَذان صحیح سمجھ نہ آرہی ہو تو جواب دیں یا نہ دیں؟

سوال:... اگر اَذان کی آواز ہوا کی وجہ سے صحیح نہ آرہی ہو، کوئی لفظ سنائی دیتا ہو اور کوئی نہیں، تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... الفاظ سمجھ میں آئیں تو جواب دیں، ورنہ نہیں۔[2]

ٹی وی، ریڈیو والی اَذان کا جواب دینا

سوال:... ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر جو اَذانیں ہوتی ہیں، تو کیا ان کو سن کر اَذان کا جواب دیا جاسکتا ہے؟

جواب:... ٹی وی اور ریڈیو پر ہونے والی اَذان، اَذان نہیں بلکہ اَذان کی آواز ہے، جسے ٹیپ کرلیا جاتا ہے اور اَذان کے وقت وہی ٹیپ لگادی جاتی ہے، اس لئے اس کا حکم اَذان کا نہیں، لہٰذا اس کا جواب بھی مسنون نہیں۔[3]

دورانِ اَذان تلاوت کرنا یا نماز پڑھنا

سوال:... دورانِ اَذان قرآن مجید کی تلاوت یا نماز پڑھنا دُرست ہے؟

جواب:... (اگر گھر میں ہو تو) قرآن مجید بند کرکے اَذان کا جواب دینا چاہئے، اور اگر نماز پہلے سے شروع کر رکھی ہو تو پڑھتا رہے، ورنہ اَذان ختم ہونے کے بعد شروع کرے۔[4]

---

(۱) وأشار إلى أنه لَا يحل سماع المؤذن إذا لحن كما صرحوا به، ودَلّ كلامه أنه لَا يحل في القراءة أيضًا بل أولى قراءة وسماعًا ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۰، كتاب الصلاة، باب الأذان)۔

(۲) (قوله من سمع الأذان) يفهم منه أنه لو لم يسمع لصمم أو لبعد أنه لَا يجيب ...إلخ۔ (شامي ج:۱ ص:۳۹۶)۔

(۳) وأما أذان الصبي الذي لَا يعقل فلا يجزئ ويعاد لأن ما يصدر لَا عن عقل لَا يعتد به كصوت الطيور۔ (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۵۰، كتاب الصلاة، فصل في بيان سنن الأذان)۔

(۴) ولو كان في منزله يترك القراءة ويجيب ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۳)۔ (قوله فيقطع قراءة القرآن) الظاهر أن المراد المسارعة للإجابة وعدم القعود لأجل القراءة لإخلال القعود بالسعي الواجب ...إلخ۔...... (قوله ولو بمسجد لَا) أي لَا يجب قطعها بالمعنى الذي ذكرناه آنفًا۔ (شامي ج:۱ ص:۳۹۸، وأيضًا في البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۳)۔

دورانِ اَذان مسجد میں سلام کہنا

سوال:... جب مؤذّن اَذان کہہ رہا ہو تو مسجد میں داخل ہوتے وقت السلام علیکم کہنا چاہئے یا خاموشی سے بیٹھ جانا چاہئے یا کہ اَذان سننے کے لئے کھڑا رہنا چاہئے؟

جواب:... اس وقت سلام نہیں کہنا چاہئے، بلکہ خاموشی سے بیٹھ جانا چاہئے۔ (۱)

خطبے کی اَذان کا جواب اور دُعا

سوال:... جمعے کے دن خطبے کی اَذان کا جواب زبان سے دینا اور اس کے بعد دُعا پڑھنا دُرست ہے یا کیا حکم ہے؟

جواب:... خطبے کی اَذان کا جواب نہیں دیا جاتا، نہ اس کے بعد دُعا ہے۔ (۲)

کیا اَذان کا جواب دینا ضروری ہے؟ نیز کس طرح دیں؟

سوال:... جب مؤذِّن نماز کے لئے اَذان دیتا ہے تو ہمیں اَذان کا جواب دینا چاہئے کہ نہیں؟

جواب:... زبان سے اَذان و اِقامت کا جواب دینا مستحب ہے، جو کلمات مؤذِّن کہتا ہے انہی کلمات کو جواب دینے والا بھی دُہرائے، اور ''حی علی الصلوٰۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کے جواب میں ''لاحول ولاقوۃ اِلَّا باللہ'' کہا جائے۔ فجر کی نماز میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کے جواب میں ''صدقت وبررت'' کہا جائے، اور اِقامت میں ''قد قامت الصلوٰۃ'' کے جواب میں ''اَقامہا اللہ واَدامہا'' کہا جائے۔ (۳)

کیا اَذان کا جواب دیتے وقت وضو میں ہونا ضروری ہے؟

سوال:... اَذان کا جواب دیتے وقت وضو میں ہونا ضروری ہے کہ نہیں؟

جواب:... باوضو جواب دینا افضل ہے، بے وضو جائز ہے۔ (۴)

---

(۱) ولَا يسلم ولَا يرد السلام ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۳، كتاب الصلاة، باب الأذان).

(۲) وفي المجتبى في ثمانية مواضع إذا سمع الأذان لَا يجيب: في الصلاة، واستماع خطبة الجمعة ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۴، كتاب الصلاة، باب الأذان، طبع دار المعرفة، بيروت).

(۳) وفي فتاوىٰ قاضيخان إجابة المؤذّن فضيلة وإن تركها لَا يأثم ...... وفي المحيط يجب على السامع للأذان الإجابة ويقول مكان حي على الصلاة: لَا حول ولَا قوّة إلَّا بالله، وكذا إذا قال الصلاة خير من النوم فإنه يقول: صدقت وبررت ...... وفي غيره أنه يقول إذا سمع قد قامت الصلاة: أقامها الله وأدامها. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۳، باب الأذان).

(۴) کیونکہ بے وضو جب اَذان دینا جائز ہے تو اَذان کا جواب دینا بدرجہ اُولیٰ جائز ہونا چاہئے، (وينبغي أن يؤذن ويقيم على الوضوء) فإن ترك الوضوء في الأذان جاز وهو الصحيح لأنه ذكر وليس بصلاة فلا يضره تركه. (الجوهرة النيرة ج: ص:۴۴، باب الأذان، طبع دهلي).

کس اَذان کا جواب دینا چاہئے؟

سوال:... ایک محلے میں کئی مساجد ہوتی ہیں، جہاں بسااوقات ایک ہی وقت میں اَذان اسپیکروں پر دی جاتی ہے، جس کی آواز دُور دراز تک جاتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں کس مسجد کی اَذان کا جواب دیا جائے؟

جواب:... محلے کی قریب مسجد کی اَذان کا جواب دینا چاہئے، بشرطیکہ وہ اَذان سنت کے مطابق کہی جائے۔ (۱)

اَذان میں حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کا کیا جواب دیا جائے؟

سوال:... زید مسجد کے اندر موجود ہے، مؤذّن جب اَذان میں ''حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح'' کہے، زید اَذان کے جواب میں کیا کہے گا؟

جواب:... ''حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح'' پر ''لاحول ولاقوۃ الّا باللہ'' پڑھنا چاہئے۔ (۲)

اَذان کے وقت پانی پینا

سوال:... ایک دن مغرب کی اَذان کے وقت میں پانی پینے لگا تو میرے ایک دوست نے کہا کہ اَذان کے وقت پانی پینے سے سخت گناہ ہوتا ہے، میں وقتی طور پر اس کی بات مان گیا، لیکن دِل میں یہ عہد کرلیا کہ اس مسئلے کو آپ کی خدمت میں پیش کروں گا، اُمید ہے کہ آپ اسے بھی ضرور حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جواب:... مغرب کی اَذان یا کسی بھی اَذان کے وقت پانی پینا جائز ہے، آپ کے دوست کا خیال صحیح نہیں۔

اَذان کے دوران تلاوت بند کرنے کا حکم

سوال:... سنا ہے کہ اَذان کے وقت تلاوت معطل کرکے اَذان سننا چاہئے، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مختلف مساجد سے وقفہ وقفہ سے آدھ گھنٹے تک اَذان کی آوازیں آتی رہتی ہیں، تو کیا جب تک اَذان کی آواز آتی رہے اس وقت تک تلاوت معطل رکھی جائے؟

جواب:... بہتر یہ ہے کہ اَذان کے وقت تلاوت بند کردی جائے، (۳) اپنے محلے کی مسجد کی اَذان کا جواب دینا ضروری ہے،

---

(۱) فإن سمعهم معًا أجاب معتبرًا كون جوابه لمؤذّن مسجده ...إلخ. (فتح القدير ج:۱ ص:۱۷۳، طبع بيروت).

(۲) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قال المؤذن ...... حي على الصلاة قال: لَا حول ولَا قوّة إلّا بالله، ثم قال: حي على الفلاح، قال: لَا حول ولَا قوّة إلّا بالله ...إلخ. (صحيح مسلم ج:۱ ص:۱۶۷، باب استحباب القول مثل قول المؤذن ...إلخ، طبع دهلي).

(۳) ولو كان في القراءة ينبغي أن يقطع ويشتغل بالإستماع والإجابة ...إلخ. (عالمگيرى ص:۵۷)، أيضًا ولو كان السامع يقرأ يقطع القراءة ويجيب ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۳، كتاب الصلاة، باب الأذان).

اس کے بعد مختلف اَذانوں کا جواب ضروری نہیں[1]، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ان میں سے جو اَذان سب سے پہلے ہو اس کا جواب دیا جائے۔

اَذان کے وقت ریڈیو سے تلاوت سننا

سوال:... ایک طرف مسجد سے تلاوت یا اَذان ہو رہی ہو اور دُوسری طرف ریڈیو پر اَذان یا تلاوت ہو رہی ہو، تو ہمیں ریڈیو بند کرلینا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... ریڈیو کی تلاوت عموماً جو ریڈیو پر نشر کرنے سے پہلے ٹیپ کرلی جاتی ہے، تلاوت کا حکم نہیں رکھتی، اس لئے اَذان سن کر اسے فوراً بند کردینا چاہئے[2]، یوں بھی اَذان سن کر تلاوت بند کردینے کا حکم ہے۔[3]

تکبیر کہنے والا شخص کہاں کھڑا ہو؟

سوال:... اس مسئلہ پر روشنی ڈالی جائے کہ تکبیر کہنے والے شخص کو اِمام کے پیچھے کس جگہ اور کس صف میں کھڑا ہونا چاہئے؟

جواب:... شرعاً اس پر کوئی پابندی نہیں، جہاں چاہے کھڑا ہوسکتا ہے۔[4]

جمعہ کی نماز میں مقتدی اگر بلند آواز سے تکبیر کہے تو؟

سوال:... جمعہ کی نماز پڑھاتے وقت اِمام کے ساتھ مؤذِّن کے ''اللہ اکبر'' کہنے کی کیا وجہ ہے؟ اور کوئی بھولے سے مؤذِّن کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہہ دے تو کیا کفارہ ہے؟

جواب:... اِمام کی تکبیرات پچھلے لوگوں تک پہنچانے کے لئے مؤذِّن بلند آواز سے تکبیر کہہ دیتا ہے، اگر کوئی دُوسرا آدمی بھی بلند آواز سے تکبیر کہہ دے تو اس سے کوئی کفارہ لازم نہیں آتا، نہ اس میں کوئی حرج ہے، مگر بغیر ضرورت کے مقتدیوں کو بلند آواز سے تکبیر نہیں کہنی چاہئے، تاکہ بلاوجہ تشویش نہ ہو، جن حضرات کو تکبیر کہنے کے لئے مقرّر کیا جائے، انہی کو تکبیر کہنی چاہئے۔

کیا مؤذِّن اپنے لئے جگہ مخصوص کرسکتا ہے؟

سوال:... اِمام صاحب کے لئے تو جانماز مسجد کے محراب میں بچھانا ضروری ہے، آیا اِقامت پڑھنے والے کے لئے جانماز

---

(۱) وسئل ظهير الدين عمن سمع في وقت من جهات ماذا عليه؟ قال: إجابة أذان مسجده بالفعل ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۳)، أيضًا إذا كان في المسجد اكثر من مؤذّن واحد أذنوا واحدا تعد واحد فالحرمة للأوّل كذا في الكفاية. (عالمگيري ج:۱ ص:۵۷، كتاب الصلاة، الباب الثاني، الفصل الثاني).

(۲) وأما أذان الصبي الذي لَا يعقل فلا يجزئ ويعاد لأن ما يصدر لَا عن عقل لَا يعتد به كصوت الطيور ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۵۰، كتاب الصلاة، فصل في بيان سنن الأذان).

(۳) ولو كان السامع يقرأ يقطع القراءة ويجيب ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۳).

(۴) ويقيم على الأرض هكذا في القنية وفي المسجد هكذا في البحر الرائق. (عالمگيري ج:۱ ص:۵۶، كتاب الصلاة).

بچھانا ضروری ہے یا نہیں؟ یہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ یا تبع تابعینؒ سے ثابت ہے؟

جواب:... جانماز بچھانا ضروری نہیں، بلکہ مسئلے کی رُو سے اقامت پڑھنے والے کی جانماز پر کوئی بیٹھ جائے، تو اس کو اُٹھانے اور وہاں سے ہٹانے کا کوئی حق نہیں۔[1]

تکبیر کہنے کا حق دار کون ہے؟

سوال:... تکبیر کہنے کا جائز حق دار کون ہے؟ اگر مؤذِن خود اِمام ہے تو تکبیر کون کہہ سکتا ہے؟ جواب ذرا وضاحت کا طالب ہے۔

جواب:... تکبیر تو اسی کا حق ہے جس نے اَذان کہی ہو، اگر اس کی طرف سے اِجازت ہو تو کوئی شخص بھی اِقامت کہہ سکتا ہے، بشرطیکہ صحیح اِقامت کہے۔ اور مؤذِن خود اِمام بن جائے تو خود ہی تکبیر بھی کہہ سکتا ہے، اس کا کچھ مضائقہ نہیں۔[2]

تکبیر کے وقت بیٹھے رہنا اور ''حی علی الصلوٰۃ'' پر اُٹھنا

سوال:... جب تکبیر کہی جاتی ہے تو آدمی تکبیر تک بیٹھے رہتے ہیں، اور ''حی علی الصلوٰۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' میں کھڑے ہوتے ہیں، اس کے بارے میں ہماری راہ نمائی کریں کہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اِقامت شروع ہونے پر اُٹھ کر صفیں دُرست کرنی چاہئیں، اِقامت شروع ہونے پر بیٹھے رہنا نامناسب ہے۔[3]

اِقامت کتنی بلند آواز سے ہونی چاہئے؟

سوال:... کسی شخص کا اِمام کے پیچھے کھڑے ہوکر اس قدر دھیمی آواز سے اِقامت کی تکبیر کہنا کہ خود اس کے ساتھ فقط اِمام اور دائیں بائیں کے دو ہی آدمیوں کو سنائی دے، دُوسروں تک آواز نہ پہنچے، کیسا ہے؟ اِقامت کی تکبیر کا مقصد کیا سب مقتدیوں اور مسجد میں موجود دُوسرے لوگوں تک آواز پہنچانا نہیں؟

جواب:... اِقامت اتنی بلند آواز سے ہونی چاہئے کہ نمازیوں کو سنائی دے، اگر برابر والا ایک ایک آدمی سنے تو یہ اِقامت صحیح نہیں۔[4]

اَذان کے بعد نماز کے لئے آواز لگانا

سوال:... ہمارے محلے میں فجر کی اَذان کے بعد کچھ حضرات جماعت ہونے سے دس پندرہ منٹ قبل آواز لگاتے ہیں کہ

---

(۱) یکرہ للإنسان أن یخص لنفسہ مکانًا فی المسجد یصلی فیہ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۸، کتاب الصلاۃ)۔

(۲) والأفضل أن یکون المؤذّن ھو المقیم کذا فی الکافی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۴)۔

(۳) عن عبدالرزاق عن ابن جریج عن ابن شھاب أن الناس کانوا ساعۃ یقول المؤذّن الله أکبر یقومون إلی الصلوٰۃ فلا یأتی النبی صلی الله علیہ وسلم مقامہ حتّٰی تعتدل الصفوف۔ (فتح الباری ج:۲ ص:۱۲۰، طبع لاھور)۔

(۴) ومن السُّنّۃ أن یأتی بالأذان والإقامۃ جھرًا رافعًا بھما صوتہ إلّا ان الإقامۃ أخفض منہ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۵)۔

جماعت کا وقت ہوگیا ہے، مسجد میں تشریف لے آئیں، نماز سونے سے بہتر ہے، وغیرہ، وغیرہ، پوچھنا یہ ہے کہ یہ الفاظ بعد اَذان کے کہنا دُرست ہیں یا نہیں؟ کیا ایسے الفاظ اور آواز لگانے سے اَذان کی اہمیت کم تو نہیں ہوتی؟ اور کیا اَذان کی آواز مسجد میں بلانے کے لئے کافی نہیں؟

جواب:... اَذان کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا "تثویب" کہلاتا ہے، جمہور متقدمین کے نزدیک یہ نمازِ فجر کے علاوہ دُوسری نمازوں میں مکروہ ہے، لیکن متأخرین نے تمام نمازوں میں اس کو جائز بلکہ مستحسن قرار دیا ہے، کیونکہ لوگوں کے دِین میں سستی اور کمزوری پیدا ہوگئی ہے، اس لئے ان کو نماز کی دعوت دینا اچھی بات ہے۔[1]

اکیلے فرض پڑھنے کے لئے اِقامت کا کہنا مستحب ہے

سوال:... کیا فرض نماز اکیلے پڑھتے ہوئے بھی تکبیر کہنی چاہئے؟

جواب:... اگر گھر پر اکیلا نماز پڑھے تو اس کے لئے اِقامت مستحب ہے۔[2]

نفل نماز کے لئے اِقامت

سوال:... یہ بتایئے کہ اگر صبح نماز پڑھنے کے بعد اسی جائے نماز پر بیٹھے پڑھتے رہیں اور اِشراق پڑھیں تو اِشراق کی نماز کے لئے دوبارہ اِقامت پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... نفلی نماز کے لئے اِقامت نہیں ہوتی، اَذان و اِقامت صرف پنج وقتہ نمازوں اور جمعہ کے لئے ہے۔[3]

دُوسری جماعت کے لئے اِقامت

سوال:... ایک بار مسجد میں جماعت سے نماز ہوگئی، بعد میں تین چار آدمی نماز کے لئے دوبارہ جماعت کرواتے ہیں، آیا دوبارہ اِقامت کہنا ضروری ہے؟ یا کسی گھر میں جماعت اَدا کرنے والے مرد حضرات اِقامت کہیں گے یا نہیں؟

جواب:... ایک دفعہ مسجد میں نماز ہوگئی ہو تو دُوسری نماز نہیں کروانی چاہئے، اگر کسی اور مسجد میں نماز ملنے کی توقع ہو تو ٹھیک، یا اگر گھر میں بال بچوں کے ساتھ نماز پڑھ سکیں تو بھی صحیح، ورنہ بغیر اِقامت کے ایک کونے میں جماعت کرالیں اور اِقامت نہ کہیں۔[4] گھر میں جماعت کی صورت میں اِقامت کہنا ہوگی۔

---

(۱) وأفاد أنه لا يخص صلاة بل هو في سائر الصلوات وهو إختيار المتأخرين لزيادة غفلة الناس وقلما يقومون عند سماع الأذان وعند المتقدمين هو مكروه في غير الفجر وهو قول الجمهور ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۵).

(۲) (وندبا لهما) أي الأذان والإقامة للمسافر والمصلي في بيته في المصر ليكون الأداء على هيئة الجماعة. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۸۰، كتاب الصلاة، باب الأذان، طبع دار المعرفة، بيروت).

(۳) وسن للفرائض أي سنن الأذان للصلوات الخمس والجمعة سنّة مؤكدة قوية قريبة من الواجب ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۶۹، كتاب الصلاة، باب الأذان، طبع دار المعرفة، بيروت).

(۴) أما لو كان له إمام ومؤذّن معلوم فيكره تكرار الجماعة فيه بأذان وإقامة عندنا ...... وعن أبي يوسف إذا لم تكن على الهيئة الأولى لا يكره. (حلبي كبير ص:۶۱۵)، ایضاً صفحہ ہٰذا کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

اِقامت میں ''حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح'' پر منہ دائیں بائیں پھیرنا

سوال:... جماعت سے پہلے جو اِقامت کے لئے تکبیر کہی جاتی ہے، وہ سنت ہے، اگر اس کو ادا نہیں کیا گیا تو نماز ہوجائے گی؟ اور ''حی علی الفلاح'' کے وقت منہ کو دائیں بائیں پھیرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... جماعت کے لئے اِقامت کہنا سنتِ مؤکدہ ہے اور اس کا چھوڑنا بُرا ہے۔ ''حی علی الصلوٰۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کہتے ہوئے اِقامت میں بھی دائیں بائیں منہ کرنا مستحب ہے۔[1]

ٹرین میں ہر نماز کے لئے اِقامت ضروری ہے

سوال:... سفر میں جاتے ہوئے ٹرین میں نماز کے وقت اَذان دیتے ہیں، اور پندرہ بیس ساتھی ہوتے ہیں، تین یا چار ساتھی مل کر جماعت کرتے ہیں، اس طرح ایک دُوسرے کے بعد کئی جماعتیں ہوتی ہیں، کیا ہر ایک دفعہ اِقامت کہنا ضروری ہے؟

جواب:... ہر ایک جماعت کے لئے اِقامت سنت ہے۔[2]

گھر میں نماز پڑھیں تو اِقامت کتنی آواز سے کہنی چاہئے؟

سوال:... ایک آدمی گھر میں یا مسجد میں جماعت ہوجانے کے بعد کسی وقت کی نماز پڑھے تو تکبیر اِقامت اس کو کہنا چاہئے کہ نہیں؟ اگر کہنا چاہئے تو کیا زور سے قراءت کرنے والی اور آہستہ قراءت کرنے والی دونوں کی فرض نماز میں زور سے کہنا چاہئے؟

جواب:... اِقامت تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے بھی مسنون ہے، اتنی آواز سے کہے کہ سنائی دے۔[3]

غلام احمد قادیانی کو نیک اور صالح ماننے والے کی اَذان و اِقامت

سوال:... اگر کوئی شخص درج ذیل خیالات وعقائد پر ایمان رکھتا ہو تو اس کے اَذان و اِقامت کہنے سے پیش امام یا مقتدی حضرات کی نماز میں کوئی خلل پڑتا ہے یا نہیں؟

الف:... یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بہت ہی نیک اور صالح آدمی تھی، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد تعریف کی ہے۔

ب:... یہ کہ وہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھتا تھا۔

ج:... یہ کہ اس نے نبوّت کا دعویٰ بھی ہرگز نہیں کیا۔

د:... یہ کہ نبوّت کا دعویٰ کرنے کا جھوٹا اِلزام لگاکر تو قبر پرستوں نے اس کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کیا ہے۔

جواب:... مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں جو خیالات یہ شخص رکھتا ہے وہ غلط ہیں، اس کا ثبوت اور قطعی ثبوت موجود

---

(۱) والإقامة مثله أى مثل الأذان فى كونه سنة الفرائض فقط. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۰) عن الغنية أنه يحول فى الإقامة أيضًا. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۲، كتاب الصلاة، باب الأذان، طبع دار المعرفة، بيروت).

(۲) والإقامة مثله أى مثل الأذان فى كونه سُنّة الفرائض فقط. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۰).

(۳) وندبًا لهما أى الأذان والإقامة للمسافر والمصلّى فى بيته فى المصر. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۸۰).

ہے کہ مرزا قادیانی کافر و مرتد اور دجال و کذاب تھا، اس نے نبوّت کا دعویٰ کیا،[1] اور قادیانیوں کی ایک بڑی جماعت اس کو نبی مانتی ہے۔ نہ یہ جھوٹا اِلزام ہے، نہ جھوٹا پروپیگنڈا۔ ان صاحب کو میرے پاس بھیج دیا جائے، میں اس کو مرزا کی کتابیں دِکھاؤں گا۔

جب تک یہ شخص بالا خیالات سے توبہ نہیں کرتا اس کو اَذان و اِقامت کی اِجازت نہ دی جائے، ورنہ تمام لوگوں کی نماز، اَذان اور اِقامت کے بغیر سمجھی جائے گی، اور اِمام اور اہلِ مسجد سب کے سب گناہگار ہوں گے۔

مرزا غلام احمد کا دُشمنِ خدا اور سول ہونا اس قدر واضح ہے کہ جو شخص اس کو مسلمان سمجھے، وہ بھی قطعی کافر ہے۔[2]

مسجد کی رقم چوری کرنے والے موَذِّن کی اَذان و اِقامت اور اِمامت

سوال:... کیا فرماتے ہیں علمائے دِین بیچ اس مسئلے کے کہ ہماری مسجد کا موَذِّن جو نائب اِمام کے فرائض بھی ادا کرتا ہے، مسجد کے گلے سے رقم چوری کرتا رہا، وہ دس بارہ افراد کی موجودگی میں اس کا اِقرار بھی کر چکا ہے، اور اس تحریر پر تمام لوگوں کے دستخط بھی ہیں، اس اِقرار کے بعد یہ شخص اِمامت، اَذان اور اِقامت کا اہل ہے؟

جواب:... اس کی جگہ کسی اور شخص کو مسجد کے خادم اور نائب اِمام کی حیثیت سے رکھ لیا جائے، واللہ اعلم![3]

عورت کی اَذان

سوال:... کیا عورت اَذان دے سکتی ہے؟

جواب:... عورت کو اَذان کی اِجازت نہیں۔[4]

ایک مسجد میں اَذان دے کر نماز دُوسری مسجد میں اَدا کرنا

سوال:... ایک شخص ایک مسجد میں موَذِّن ہے، لیکن ہر نماز کی اَذان دے کر وہ نماز جاکر دُوسرے یا تیسرے محلے کی مسجد میں پڑھتا ہے، اور اِمامِ مسجد کے ساتھ کوئی اِختلاف بھی نہیں ہے، اور رہائش بھی اسی مسجد میں ہے جہاں پر وہ اَذان دیتا ہے، قرآن و حدیث

---

(۱) نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دُوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ (حقیقت الوحی ص:۳۹۱، خزائن ج:۲۲ ص:۴۰۶، ۴۰۷)۔ ایضاً: خداتعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ (حاشیہ حقیقت الوحی ص:۷۳، خزائن ج:۲۲ ص:۷۶)۔ ایضاً: مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ أحمد کا مصداق میں ہوں۔ (ازالہ اوہام طبع اوّل ص:۶۷۳، خزائن ج:۳ ص:۴۶۳)۔

(۲) (وکل مسلم ارتد فتوبته مقبولة إلّا الکافر بسب نبی) من الأنبیاء .... ومن شک فی عذابه وکفره کفر۔ (الدر المختار ج:۴ ص:۲۳۱، ۲۳۲، باب المرتد)۔

(۳) وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لَا یهتم لأمر دینه، وبأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه وقد وجب علیهم إهانته شرعًا۔ (شامی ج:۱ ص:۵۶۰، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد)۔

(۴) ولیس علی النساء أذان ولَا إقامة، لأن من سُنّة الأذان رفع الصوت وهی منهیة عن ذٰلک۔ (الجوهرة النیرة ص:۴۴، کتاب الصلاة، باب الأذان طبع دهلی)۔ ویکره أذان المرأة لما أمرهن النبی صلی الله علیه وسلم بالتصفیق وأمر الرجال بالتسبیح فدل علٰی أنها منهیة عن رفع الصوت۔ (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۵۶۳)۔

کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں۔

جواب:... اگر دُوسری مسجد میں جماعت کا اِنتظام اس سے متعلق ہے تو جانا جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے۔ [۱]

کیا منیٰ میں ہر خیمے میں اَذان دی جائے؟

سوال:... دورانِ حج منیٰ میں ہر خیمے میں علیحدہ علیحدہ اَذان اور جماعت ہوتی ہے، ایک دفعہ میں اپنے دوست کے خیمے میں گیا، عشاء کا وقت تھا، انہوں نے بغیر اَذان کے جماعت کرادی، اور اِمامت مجھے کرانی پڑی، میں نے اَذان نہ دینے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے یہ تأویل دی کہ چونکہ اَذان کا مقصد وقت کا تعین ہوتا ہے اور وہ ہم ساتھ والے خیمے سے اَذان سن کر کرلیتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا اس طرح بغیر اَذان کے باجماعت نماز ادا کرسکتے ہیں (یاد رہے کہ منیٰ میں تین دن رہنا پڑتا ہے اور پانچ نمازیں باجماعت روزانہ ادا کرنا پڑتی ہیں)، اور کسی اور جگہ کی اَذان سن کر ہم اپنی علیحدہ جماعت کراسکتے ہیں بغیر اَذان کی جماعت پر میرا اِمامت کرانا کیسا رہا؟

جواب:... اگر محلے کی مسجد میں اَذان ہوگئی ہو تو بغیر اَذان کے جماعت کراسکتے ہیں، صرف اِقامت کہہ لینا کافی ہے، یہی حکم منیٰ کے خیموں میں ہونے والی جماعتوں کا ہے کہ جب برابر والے خیمے میں اَذان ہوگئی تو دُوسرے خیمے میں اَذان ضروری نہیں، صرف اِقامت کافی ہے۔ [۲]

عورت اَذان کا جواب کب دے؟

سوال:... کیا عورتوں کو بھی اَذان کا جواب دینا چاہئے؟

جواب:... جی ہاں! مگر حیض ونفاس والی جواب نہ دیں۔ [۳]

نوزائیدہ بچے کے کان میں اَذان دینے کا طریقہ

سوال:... نوزائیدہ بچے کے کان میں اَذان دینے کا طریقہ کیا ہے؟ یعنی داہنے کان میں پوری اَذان اور بائیں کان میں پوری اَذان و اِقامت کے ساتھ یا داہنے کان میں اَذان اور صرف اِقامت دو بار بائیں کان میں کہہ کر پھر داہنے کان میں اَذان پوری کرے؟

جواب:... پہلے دائیں کان میں اَذان کہی جائے، پھر بائیں میں اِقامت، دائیں کان میں اَذان اور بائیں میں اِقامت ایک ہی بار کہی جاتی ہے، دو بار نہیں۔ [۴]

---

(۱) إذا كان ينتظم به أمر جماعة أخرىٰ، بأن كان إمامًا أو مؤذّنًا في مسجد آخر، فلا يكره له۔ (حلبي كبير ص:۲۱۴)۔

(۲) (قوله للفرائض الخمس) ...... لكن لَا يكره تركه لمصلّي في بيته في المصر لأن أذان الحي يكفيه ...إلخ۔ (شامي ج:۱ ص:۳۸۴)۔

(۳) ويجيب ...... من سمع الأذان ...... لَا حائضًا ونفساء (در) وفي الشامية (قوله لَا حائضًا ونفساء) لأنهما ليسا من أهل الإجابة بالفعل فكذا بالقول ...إلخ۔ (شامي ج:۱ ص:۳۹۶، كتاب الصلاة، باب الإمامة)۔

(۴) قال المُلّا على القاري: وقال ابن حجر .... الأذان الذي يسن لغير الصلاة كالأذان في أُذن المولود اليمنىٰ والإقامة في اليسرىٰ ...إلخ۔ (مرقاة شرح المشكوٰة ج:۱ ص:۴۱۴، باب الأذان، أيضًا: الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۲۴۰)۔

شرائطِ نماز

عام مجلس میں نہ جانے کے لائق کپڑوں میں نماز پڑھنا

سوال:... یہاں سعودی عرب میں، میں نے عموماً دیکھا ہے کہ لوگ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں، جبکہ سعودی لوگوں کی دیکھا دیکھی ہمارے پاکستانی حضرات بھی ننگے سر نماز پڑھتے ہیں، حتیٰ کہ ایک بنیان اور ایک پاجامہ یا دھوتی میں نماز پڑھتے ہیں، بنیان بھی بغیر بازو کے، اور بعض ایسا کرتے ہیں کہ صبح غسل کر کے ایک دھوتی باندھ لیتے ہیں اور ایک تولیہ جس سے وہ اپنا بدن صاف کرتے ہیں اپنے سر کے اُوپر اوڑھ کر نماز پڑھنے لگتے ہیں، جبکہ پہننے کے لئے کپڑے اور ٹوپی بھی موجود ہوتی ہے، مگر نہیں پہنتے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ آیا اس طریقے سے نماز ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب:... نماز بارگاہِ خداوندی کی حاضری ہے، اس لئے نماز کے وقت اچھے کپڑے پہننے چاہئیں، ایسے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے جسے پہن کر آدمی عام مجلس میں نہ جاسکے، ننگے سر نماز پڑھنا، اسی طرح کندھے اور بازو کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[1]

میلے کچیلے لباس میں نماز مکروہ ہے

سوال:... جو لوگ گیراج میں کام کرتے ہیں، وہ جب مساجد میں نماز ادا کرنے آتے ہیں تو انہیں میلے کچیلے اور تیل والے کپڑے پہن کر ہی نماز ادا کرتے نظر آتے ہیں، آپ فرمائیں کیا ان کپڑوں میں ان حضرات کی نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... ایسے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے، نماز کے لئے الگ کپڑے ہونے چاہئیں، گیراج وغیرہ میں کام کرنے والوں کو نماز کے لئے الگ کپڑے رکھنے چاہئیں۔[2]

---

(۱) ویکرہ أن یصلی حاسرا أی حال کونہ کاشفًا رأسہ تکاسلًا أی لأجل الکسل ...... وکذا یکرہ أن یصلی فی ثیاب البذلة ...... أو فی ثیاب المھنة ...... وھی الخدمة والعمل تکمیلًا لرعایة الأدب فی الوقوف بین یدیہ تعالٰی بما أمکن من تجمیل الظاھر والباطن وفی قولہ تعالٰی خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ إشارة إلٰی ذٰلک ...الخ۔ أیضا ولو صلّٰی رافعًا کمیہ إلی المرفقین کرہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ (حلبی کبیر ص:۳۴۹، طبع سہیل اکیڈمی، عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۶)۔

(۲) وتکرہ الصلٰوة فی ثیاب البذلة کذا فی معراج الدرایة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۶)، وأیضًا حوالہ بالا۔

جن کپڑوں پر مکھیاں بیٹھیں ان سے بھی نماز ہوجاتی ہے

سوال:... ہم لوگ لیٹرین جاتے ہیں، وہاں مکھیاں بہت ہوتی ہیں، جو ہمارے کپڑے اور جسم پر بیٹھتی ہیں، وہ مکھیاں ناپاک ہوتی ہیں، اس سے ہمارے کپڑے بھی ناپاک ہوجاتے ہیں، ان کپڑوں سے ہم نماز ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... اس سے پرہیز ممکن نہیں، اس لئے شریعت نے ان کپڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ آدمی بیت الخلاء میں جائے تو نماز کے کپڑوں کے علاوہ دُوسرے کپڑوں میں جائے، اگر دُوسرے کپڑے نہ ہوں تو نجاست سے بچنے کی ہرممکن کوشش کرے۔[1]

ناف سے لے کر گھٹنوں تک کپڑوں میں نماز

سوال:... میرے ایک چچا ہیں جنہوں نے مجھے آدھی آستین والی قمیص میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا کہ آدھی آستین والی قمیص پہن کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے، اس طرح نماز مکروہ ہوجاتی ہے، جبکہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ مرد کو نماز پڑھتے وقت ناف سے لے کر گھٹنوں تک ڈھانپنا چاہئے۔

جواب:... آپ کے چچا نے جو مسئلہ بتایا ہے وہ صحیح ہے، اور جو مسئلہ آپ نے کتاب میں پڑھا ہے وہ بھی صحیح ہے، مگر اس کا مطلب آپ نہیں سمجھے، ناف سے گھٹنوں تک ڈھانپنا فرض ہے، اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوگی؟[2] اور کہنیاں یا سر کھلا ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔[3]

پنڈلی کھلی ہونے والے کی نماز

سوال:... مرد کو پیر کہاں تک کھولنا جائز ہے؟ اگر پنڈلی کھلی ہو تو نماز جائز ہے یا نہیں؟ پنڈلی کھلی ہونے سے وضو تو نہیں ٹوٹتا؟

جواب:... پنڈلی کھلی رہنے سے نہ وضو جاتا ہے، نہ نماز ٹوٹتی ہے، بلکہ دونوں صحیح ہیں، کیونکہ مرد کے لئے ناف سے لے کر دونوں پاؤں کے گھٹنوں تک ڈھانپنا ضروری ہے، اس کے علاوہ حصے کا ڈھانپنا فرض نہیں، البتہ مسنون ہے، اور آدھی پنڈلی کھلی رکھنا مسنون ہے۔[4]

---

(۱) ذباب المستراح إذا جلس على ثوب لَا يفسده إلّا أن يغلب ويكثر ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۴۷، کتاب الطهارة، الباب السابع، الفصل الثانی فی الأعيان النجسة، طبع رشيديه)۔

(۲) والرابع ستر عورته ووجوبه عام ولو في الخلوة على الصحيح ...... وهي للرجل ما تحت سُرّته إلى ما تحت ركبته ...إلخ۔ وفی ردالمحتار: وأما لو صلّى في الخلوة عريانًا ولو في بيت مظلم وله ثوب طاهر لَا يجوز إجماعًا كما في البحر۔ (ردالمحتار على الدر المختار ج:۱ ص:۴۰۴، مطلب في ستر العورة)۔

(۳) ولو صلّى رافعًا كميه إلى المرفقين كره كذا في فتاوىٰ قاضي خان۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۶، الفصل الثانی فيما يكره في الصلاة)۔ ويكره (أن يصلي حاسرًا) أي حال كونه كاشفًا (رأسه تكاسلًا)۔ (حلبی کبير ص:۳۴۸)۔

(۴) عن ابن عمر قال: مررت برسول الله صلى الله عليه وسلم وفي إزاري استرخاء فقال: يا عبدالله! إرفع إزارك، فرفعته، ثم قال: زد! فزدت فما زلت أتحرّاها بعد، فقال بعض القوم: إلى أين؟ قال: إلى أنصاف الساقين۔ رواه مسلم۔ (مشكوٰة ص:۳۷۶، كتاب اللباس الفصل الثاني، طبع قديمي)۔

آدھی آستین والی قمیص یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا

سوال:... بعض دوست بغیر مجبوری کے صرف آدھی آستین والی قمیص یا بنیان میں نماز پڑھتے ہیں، اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... بغیر عذر کے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ [۱]

جارجٹ کے دوپٹے کے ساتھ نماز پڑھنا

سوال:... جارجٹ کے دوپٹے کے بارے میں کیا حکم ہے، کیا اس سے نماز ہوسکتی ہے؟ کیونکہ اس میں تو سب کچھ نظر آتا ہے، یا ململ کا دوپٹہ ہونا چاہئے؟ دوپٹے کے کپڑے کی صحیح مقدار اور کپڑے کی قسم ضرور بتائیں۔

جواب:... اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ اندر سے بدن، بال وغیرہ نظر آتے ہوں، تو اس سے نماز نہیں ہوتی۔ نماز کے لئے موٹا کپڑا اوڑھنا ضروری ہے۔ [۲]

ایسے کپڑے سے نماز پڑھنا جس میں جسم یا بال نظر آتے ہوں

سوال:... عورتوں کو نماز میں کتنا جسم ڈھانپنا ضروری ہے؟ آیا اگر کوئی باریک کپڑے سے نماز پڑھے جس میں جسم یا بال نظر آتے ہوں، اگرچہ اکیلے میں ہو، تو کیا اس سے نماز یا طواف ادا ہوگا یا نہیں؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ باریک کپڑے میں نماز نہیں ہوتی۔

جواب:... عورت کا منہ، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ پورا بدن ڈھکنا ضروری ہے، ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ [۳] باریک کپڑا جس کے اندر سے بدن یا بال نظر آتے ہوں، اس میں نماز نہیں ہوتی۔ [۴]

عورت کے ہاتھ کہنیوں تک ڈھکے ہونا نماز کے لئے ضروری ہے

سوال:... کچھ خواتین کہتی ہیں کہ نماز پڑھنے کے لئے عورت کے ہاتھ کہنیوں تک لازمی ڈھکے ہونے چاہئیں، اور کلائی تک ڈھکنا ضروری نہیں۔

جواب:... عورت کا سارا بدن، ہاتھ گٹوں تک اور پاؤں ٹخنے تک پورا ستر ہے، کلائیوں کا کھولنا جائز نہیں۔ [۵]

آدھی آستین والی قمیص میں عورت کا نماز پڑھنا

سوال:... کیا آدھی آستین کی قمیص جو کہنیوں سے اُوپر ہو، لیکن گاڑھی اور بڑی چادر سے پورا جسم کلائی تک ڈھکا ہوا ہو، کیا

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔

(۲) وفی شرح شمس الأئمة السرخسی إذا کان الثوب رقیقًا بحیث یصف ما تحته أی لون البشرة لَا یحصل به سترة العورة إذ لَا ستر مع رؤیة لون البشرة ...إلخ. (حلبی کبیر ص:۲۱۴، شرائط الصلاة، الشرط الثالث، طبع سهیل اکیڈمی لاهور).

(۳) وبدن المرأة الحرة کلها عورة ....إلّا وجهها وکفیها ...... وقدمیها .... (حلبی کبیر ص:۲۱۰).

(۴) إذا کان الثوب رقیقًا بحیث یصف ما تحته أی لون البشرة لَا یحصل به سترة العورة. (حلبی کبیر ص:۲۱۴).

(۵) وذراعها عورة کبطنها فی ظاهر الروایة عن أصحابنا الثلاثة. (حلبی کبیر ص:۲۱۰، الشرط الثالث).

ایسی صورت میں عورت کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب:… اگر بدن کا کوئی حصہ نماز میں نہ کھلے تو نماز ہوجاتی ہے۔

عورت کی کہنی کھلی رہ جائے تو نماز کا حکم

سوال:… اگر آستین کہنی سے اُوپر ہو اور کہنی کھلی ہو تو کیا نماز ہوجائے گی؟

جواب:… عورت کے پہنچوں، ٹخنوں اور چہرے کے سوا کوئی عضو کھلا رہے تو نماز نہیں ہوتی۔ [1]

گرمی کی وجہ سے باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

سوال:… باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں، لیکن گرمی کی شدت میں چونکہ لان کے بنے ہوئے پورے سوٹ پہنے جاتے ہیں، جس میں اگر تھوڑی بہت ٹانگیں بھی جھلکتی ہیں، آیا جائز ہیں یا نہیں؟

جواب:… کپڑا اگر رنگ دار ہو تو بدن نہیں جھلکتا، بہرحال اتنا باریک کہ بدن جھلکے اس کے ساتھ نماز نہیں ہوگی، [2] اور اگر اُوپر سے موٹی چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جائے تو ٹھیک ہے۔

کیا فقط نماز کے لئے شلوار ٹخنوں سے اُونچی کریں؟

سوال:… مسئلہ یہ سنا جاتا ہے کہ نماز کے دوران شلوار ٹخنوں سے اُوپر ہونی چاہئے، اور عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کی شلوار زیادہ نیچے ہوتی ہے وہ اسے اُوپر چڑھا لیتے ہیں، اور پھر نماز ادا کرتے ہیں، لیکن ہماری مسجد کے ایک اِمام صاحب ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کی شلوار نیچے ہے تو پھر اسے اُوپر نہ چڑھائیں، ایسا کرنے سے نماز نہیں ہوتی، اور اب ہم بھی نماز ان کے بتائے ہوئے طریقے سے پڑھتے ہیں، یعنی شلوار ٹخنوں پر پڑی رہتی ہے، اور ہم نماز ادا کرتے ہیں، ہمارے اس طرح نماز پڑھنے سے بہت سے لوگ اعتراض کرتے ہیں، برائے کرم صحیح مسئلہ بتاکر رہنمائی کریں۔

جواب:… شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے، [3] اور حرام فعل کا ارتکاب نماز میں اور بھی بُرا ہے، اس لئے نماز سے پہلے شلوار اُوپر کرلینا ضروری ہے، اور مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پاجامہ ہمیشہ ٹخنوں سے اُوپر رکھنا چاہئے۔ [4]

---

(۱) وبدن المرأة الحرة كلها عورة ...... إلّا وجهها وكفيها ...... وقدميها .... (حلبی كبير ص: ۲۱۰).

(۲) إذا كان الثوب رقيقًا بحيث يصف ما تحته أى لون البشرة لَا يحصل به سترة العورة. (حلبی كبير ص: ۲۱۴).

(۳) وعن أبي سعيد الخدري قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إزرة المؤمن إلى أنصاف ساقيه، لَا جناح عليه فيما بينه وبين الكعبين، وما أسفل من ذٰلک ففي النار. قال ذٰلک ثلاث مرات: ولَا ينظر الله يوم القيامة إلى من جرّ إزاره بطرًا. رواه أبوداؤد وابن ماجة. (مشكوٰة ص: ۳۷۳، كتاب اللباس، الفصل الثاني).

(۴) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: بينما رجل يصلي مسبل إزاره قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذهب فتوضأ! فذهب وتوضأ ثم جاء فقال رجل: يا رسول الله! ما لک أمرته أن يتوضأ؟ قال: إنه كان صلّى وهو مسبل إزاره، وإن الله لَا يقبل صلٰوة رجل مسبل إزاره. رواه ابوداؤد. (مشكوٰة ج:۱ ص:۷۳، باب الستر، الفصل الأوّل).

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ، تہبند وغیرہ لٹکانا گناہِ کبیرہ ہے

سوال:... ٹخنوں کو کھلا رکھنا بلکہ شلوار، تہبند یا پاجامہ کو نصف پنڈلی تک رکھنے کے بارے میں کس حدیث سے حکم لگایا گیا ہے؟ پھر یہ کہ ایسی حالت صرف نماز کے دوران کرنا ضروری ہے یا عام اوقات میں بھی یہ لازم ہے؟ ہندوستان اور پاکستان میں تو جتنے بھی لباس رائج ہیں سب میں ٹخنے بند رہتے ہیں، ہاں! نماز شروع کرتے وقت اس پر بہت سختی سے عمل کیا جاتا ہے کہ کپڑے کو نیفے میں پھنسا کر پاجامہ اُونچا کرلیتے ہیں، جبکہ یہاں خلیج، سعودیہ اور دُوسرے ممالک میں اس کا کوئی بھی لحاظ نہیں کیا جاتا۔

جواب:... ٹخنوں سے نیچے تہبند، پاجامہ لٹکانا، گناہِ کبیرہ ہے، احادیث میں اس پر بہت وعیدیں آئی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔[1] نیز فرمایا کہ: ''مؤمن کا پاجامہ آدھی پنڈلی تک ہونا چاہئے،[2] ٹخنوں تک ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔''[3] اور پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے کی ممانعت صرف نماز کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ کسی حال میں بھی پاجامے کا ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں، اور جو چیز نماز سے باہر ممنوع ہو وہ نماز کے اندر بدرجۂ اَولیٰ ممنوع ہوگی، اس لئے اگر کسی کے پائینچے ٹخنوں سے نیچے ہوں اس کو نماز شروع کرنے سے پہلے ان کو اُوپر کرلینا ضروری ہے۔ خلیج والوں کا یا کسی اور ملک کے لوگوں کا عمل ہمارے لئے حجت نہیں، ایک مسلمان کو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کیا ہے؟

نماز میں شلوار ٹخنوں سے اُوپر رکھنا کیوں ضروری ہے؟

سوال:... نماز باجماعت پڑھتے ہوئے لوگ اپنی شلوار یا پاجامے کے پائینچے ٹخنوں تک کیوں چڑھاتے ہیں؟

جواب:... اس کی وجہ یہ ہے کہ آدھی پنڈلی تک شلوار یا پاجامہ رکھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اور ٹخنوں تک نیچا رکھنے کی اجازت ہے، اور اتنا نیچا رکھنا کہ ٹخنے ڈھک جائیں حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔[4] نماز میں لوگ اس لئے اُوپر کرلیتے ہیں کہ کم از کم نماز میں حرام فعل کے مرتکب نہ ہوں۔

ٹخنوں کے ڈھانپنے کو حرام کیوں کیا جاتا ہے؟

سوال:... ایک سوال کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ نماز میں ٹخنوں کا ڈھکنا حرام ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حرام صرف وہ ہوتا ہے جس کو قرآن میں صریح الفاظ میں منع کیا گیا ہو۔ جیسے سود، مردار کا گوشت اور وہ گوشت جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو، وغیرہ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یوں ہی کسی چیز کو حرام نہ کرلیا کرو، قرآن میں تفکر کرو، غور کرو۔

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ دیکھیں۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

(۳) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار۔ (مشكوٰة ص:۳۷۳)۔

(۴) عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار۔ رواه البخاری۔ (مشكوٰة ص:۳۷۴، كتاب اللباس، الفصل الثانی)۔

جواب:... آپ کا یہ جذبہ تو ماشاء اللہ بہت ہی لائقِ قدر ہے کہ ہر شخص کو قرآنِ کریم خود سمجھنا چاہئے۔ لیکن اس میں اتنا اضافہ کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ قرآنِ کریم کا جو مطلب اور مفہوم صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا اور اپنی اُمت کو سمجھایا، اس کو سب سے اوّل نمبر پر رکھا جائے۔ پھر صحابہ کرامؓ، یا جو قرآنِ کریم کے سب سے پہلے مخاطب اور پہلے حافظ تھے، ان کے بیان کردہ معنی ومفہوم کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔ اگر آپ اس اضافے کو قبول فرمائیں تو گزارش کروں گا کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کو قرآنِ کریم نے صراحۃً حرام نہیں فرمایا، لیکن صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ کریم ہی سے اخذ کرکے ان کے حرام ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ مثلاً: قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ کتا حرام ہے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے ہم کتے کو حرام سمجھتے ہیں۔[1] ٹھیک یہی صورت ٹخنوں سے نیچے پاجامہ رکھنے کی ہے کہ احادیث شریفہ میں اس کو حرام فرمایا گیا ہے اور اس پر دوزخ کی وعید سنائی ہے۔ یہاں نمونے کے طور پر دو حدیث ذکر کرتا ہوں:

۱:... ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص چادر ٹخنوں سے نیچے کرکے نماز پڑھ رہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جس کی چادر ٹخنوں سے نیچے ہو۔'' (ابوداؤد ج:۱ ص:۹۳)۔[2]

۲:... ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مؤمن کا زیرجامہ آدھی پنڈلی تک ہونا چاہئے، اور آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنوں تک رکھنے میں کوئی گناہ نہیں، اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو، دوزخ میں ہوگا۔ اور جو شخص اِتراتے ہوئے اپنی چادر گھسیٹ کر چلے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے۔'' (مؤطا امام مالک، مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، جامع الاصول، مشکوٰۃ ص:۳۷۴)۔[3]

اور آپ کا یہ نظریہ کہ حرام صرف وہی ہے جس کو قرآن میں صریح الفاظ میں منع کیا گیا ہو، صحیح نہیں۔ بہت سی چیزیں حرام ہیں، مگر قرآنِ کریم میں ان کے حرام ہونے کا ذکر نہیں، مثلاً: کتا، بلی، سانپ، بچھو، گدھا، خچر،[4] وغیرہ وغیرہ کے حرام ہونے کا قرآنِ کریم میں صریح ذکر نہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حرام ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: کل ذی ناب من السّباع فأکلهٗ حرام۔ (مشکوٰة ص:۳۵۹، باب ما یحل أکله وما یحرم، طبع قدیمی)۔

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: بینما رجل یصلی مسبلًا إزارهٗ إذ قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذهب فتوضّأ، فذهب فتوضّأ ثم جاء، ثم قال: إذهب فتوضّأ، فذهب فتوضّأ ثم جاء، فقال له رجل: یا رسول الله! ما لک أمرتهٗ أن یتوضّأ؟ قال: إنّهٗ کان یصلی وهو مسبل إزارهٗ وإن الله جلّ ذکرهٗ لَا یقبل صلٰوة رجل مسبل إزارهٗ۔ (أبو داوٗد ج:۱ ص:۹۳)۔

(۳) عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: إزرة المؤمن إلٰی أنصاف ساقیه، لَا جُناح علیه فیما بینهٗ وبین الکعبین، وما أسفل من ذالک ففی النار، قال ذالک ثلاث مرّات، ولَا ینظر الله یوم القیامة إلٰی من جرّ إزاره بطرًا۔ (مشکوٰة ص:۳۷۴، کتاب اللباس، الفصل الثانی)۔

(۴) عن جابر قال: حرّم رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنی یوم الخیبر الحمر الأنسیّة ولحوم البغال وکل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیر۔ رواه الترمذی۔ (مشکوٰة ص:۳۶۱)۔ وعن جابر أن النبی صلی الله علیه وسلم نهٰی عن أکل الهرة وأکل ثمنها۔ رواه أبو داوٗد والترمذی۔ (مشکوٰة ص:۳۶۱، باب ما یحل أکله وما یحرم)۔

شلوار یا پتلون کو ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا نماز پر اَثر

سوال:... نماز میں شلوار یا پتلون کا ٹخنوں سے نیچے رکھنے سے کیا نماز میں کوئی نقص پیدا ہوتا ہے یا فاسد ہوتی ہے؟ کیونکہ بعضوں کا کہنا ہے کہ اس سے نماز نہیں ہوتی اور حرام ہے۔ اس طرح کرنا؟

جواب:... ٹخنے ڈھکنا حرام ہے، اور نماز میں فعلِ حرام کا اِرتکاب زیادہ سخت ہے۔ اب یہ خود دیکھ لیجئے کہ جس نماز میں حرام کا اِرتکاب کیا جارہا ہو، قبول کے لائق ہے یا نہیں؟[1]

کیا نماز پڑھتے وقت شلوار ٹخنوں سے اُوپر کرنا لازمی ہے؟

سوال:... کیا نماز پڑھتے وقت شلوار کے پائنچے ٹخنوں سے اُوپر کرنا لازمی ہے؟

جواب:... نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اُوپر شلوار رکھنی چاہئے، ٹخنوں سے نیچے شلوار رکھنے والوں کے لئے حدیث شریف میں عذاب کی وعید ہے۔[2]

پینٹ پہن کر نماز اَدا کرنا مکروہ ہے

سوال:... پینٹ پہن کر نماز نہیں ہوتی، اگر شرٹ کو پینٹ سے نکال کر نماز پڑھی جائے تو کیا نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ حالانکہ ہر کوئی ایسا ہی کرتا ہے۔

جواب:... شرٹ نکالنے سے کیا فرق پڑے گا؟ وضع قطع کی مشابہت تو غیروں کی سی رہے گی، اس لئے نماز بہرحال مکروہ ہوگی۔[3]

کھجور کی ٹوپی پہن کر نماز اَدا کرنا

سوال:... اکثر لوگ کھجور کی ٹوپی سے نماز پڑھتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ نیز کھجور کی ٹوپی کے حصول کے لئے اکثر نمازی کے آگے سے گزر جاتے ہیں، اس صورت میں صرف نمازی کے آگے سے گزرنے والا گناہگار ہے یا ٹوپیاں رکھنے والا بھی؟

جواب:... مسجدوں میں جو کھجور کی ٹوپیاں رکھی جاتی ہیں، وہ اکثر شکستہ اور بھدی ہوتی ہیں، اور ان کو پہن کر آدمی کسی

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار. رواه البخاري. (مشكوة ص:۳۷۳، كتاب اللباس، الفصل الثاني، طبع قديمي).

(۲) ايضاً.

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. رواه أحمد وأبوداؤد. (مشكوة ص:۳۷۵، كتاب اللباس، الفصل الثاني).

شریف مجلس میں نہیں جاسکتا، اس لئے ان کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[۱] اور ٹوپی اُٹھانے کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنا بھی گناہ ہے۔[۲]

جرابیں پہن کر نماز پڑھنا

سوال:... جب شلوار ٹخنوں سے اُوپر ہونی چاہئے تو جو لوگ جرابیں پہن کر نماز پڑھتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

جواب:... جرابیں پہننا صحیح ہے، اُوپر کا کپڑا اینچے نہیں ہونا چاہئے۔[۳]

پینٹ کے پائینچے موڑ کر نماز پڑھنا

سوال:... نماز کے دوران شلوار یا پینٹ ٹخنوں کے نیچے رکھنا مکروہ تحریمی ہے، اور یہ سنا ہے کہ شلوار یا پینٹ کو فولڈ کرنا (یعنی اس کو موڑنا) مکروہِ تحریمی ہے، اور اگر کسی نے مکروہِ تحریمی کا ارتکاب کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑھے گی، اور آج کل تو یہ عام ہے کہ تقریباً ہر شخص نماز پڑھنے سے پہلے شلوار یا پینٹ کو موڑتا ہے اور میں بھی اسی طرح کرتا تھا، تو کیا جو نماز میں نے شلوار کو موڑ کر پڑھی ہیں، ان کو دوبارہ پڑھنا ہوگا؟

جواب:... شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا تکبر کی علامت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے۔[۴] اس لئے اگر پاجامہ، شلوار ٹخنوں سے نیچے ہو تو نماز سے پہلے اسے اُوپر کرلینا چاہئے، اور پینٹ کے اُوپر اگر کرتا نہ ہو تو اس میں نماز مکروہ ہے،[۵] اور اگر اس کے پائینچے ٹخنوں سے نیچے ہوں تو مکروہ در مکروہ اور "ظلمات بعضها فوق بعض" کا مصداق ہے۔

گھاس کی ٹوپی اور تہبند میں نماز پڑھنا

سوال:... ہمارے اِمام صاحب نے مسجد میں "گھاس کی ٹوپی" جو عام طور پر مساجد میں ہوتی ہیں، ان سے نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کو ہم کسی اور جگہ نہیں پہنتے، اس لئے مسجد میں بھی کیوں پہنیں؟ اور جب ان سے کہا گیا کہ

---

(۱) وكذا يكره أن يصلي في ثياب البذلة ...... أو في ثياب المهنة ...إلخ. (حلبي كبير ص:۳۴۹، طبع سهيل اكيڈمي).

(۲) أن زيد بن خالد الجهني أرسله إلى أبي جهيم يسأله ماذا سمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم في المارّ بين يدي المصلي فقال أبو جهيم: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو يعلم المارّ بين يدي المصلي ماذا عليه لكان أن يقف أربعين خير له من أن يمرّ بين يديه. (أبو داؤد ج:۱ ص:۱۰۲، باب ما ينهى عنه من المرور بين يدي المصلي، طبع ايچ ايم سعيد). أيضًا: ان المار آثم لقوله عليه السلام: لو علم المارّ بين يدي المصلي ماذا عليه وزرًا لوقف أربعين. (هداية ج:۱ ص:۱۳۸).

(۳) عن المغيرة بن شعبة قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يمسح على الخفين على ظاهرهما. (مشكوة ص:۵۴).

(۴) وعن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من جرّ ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة. فقال أبوبكر: يا رسول الله إزاري يسترخي إلّا أن أتعاهده؟ فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنك لست ممن يفعله خيلاء. رواه البخاري. (مشكوة ص:۳۷۶، كتاب اللباس، الفصل الثالث).

(۵) ويكره أن يصلي في إزار واحد أو في سراويل فقط ...إلخ. (حلبي كبير ص:۳۴۸)، أيضًا وان صلّى في إزار واحد يجوز ويكره. (عالمگيرية ج:۱ ص:۵۹، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة).

تہبند پہن کر بھی تو کہیں نہیں جاتے، پھر نماز کیوں تہبند پہن کر پڑھاتے ہیں؟ اس کا وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ آپ اس سلسلے میں صحیح بات بتائیں کہ آیا ''گھاس کی ٹوپی'' پہن کر نماز پڑھنا واقعی مکروہ ہے؟

جواب:... ایک لحاظ سے امام صاحب صحیح فرماتے ہیں، نماز میں لباس ایسا ہونا چاہئے جس کو شرفاء کی مجلس میں پہن کر جاسکے، مگر ہمارے ہاں رواج ننگے سر چلنے پھرنے اور محفلوں میں جانے کا ہے، یہ رواج مغربی معاشرت کا ہے جو شرعاً غلط ہے، اس لئے ننگے سر نماز پڑھنے کے بجائے مسجد والی ٹوپی بھی غنیمت ہے۔(۱) تہبند میں نماز مکروہ نہیں، بلکہ سنت سے ثابت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لنگی استعمال فرماتے تھے اور لنگی پہن کر آدمی شرفاء کی مجلس میں بھی جاسکتا ہے۔(۲)

نماز میں چٹائی کی ٹوپی پہننا

سوال:... عام طور پر مسجدوں میں جو چٹائی کی بنی ہوئی ٹوپیاں ہوتی ہیں جسے لوگ صرف نماز کے وقت اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، جن میں بعض بہت ہی پھٹی ہوئی اور اکثر میلی کچیلی ہوتی ہیں، اور کسی کے سر پر چھوٹی تو کسی کے سر پر بڑی رہتی ہیں، جسے پہن کر آدمی کارٹون معلوم ہوتا ہے، اور جس کے پہننے سے زینت کا کوئی پہلو نمایاں نہیں ہوتا اور لوگ نماز کے بعد اپنے سر پر ایک منٹ کے لئے بھی رکھنا گوارا نہیں کرتے اور کوئی بھی اسے پہن کر بازار وغیرہ یا کسی بڑے آدمی کے پاس جاتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہے، ایسی حقیر ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... ایسا لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے جس کو آدمی عام مجمع میں نہ پہن سکے،(۳) اور چٹائی کی ٹوپیاں تو بعض اوقات واقعی آدمی کا حلیہ بگاڑ دیتی ہیں۔ دراصل ہمارے معاشرے میں ننگے سر پھرنے کا رواج سب خرابیوں کی جڑ ہے، مسلمان کو کسی حالت میں بھی ننگے سر نہیں پھرنا چاہئے، مگر انگریز کی ملعون تہذیب نے مردوں کو تو سر برہنہ کیا ہی تھا، عورتوں کو بھی ننگے سر کردیا، اور یہ عمل دراصل ''ننگِ انسانیت'' ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو عقل و ایمان عطا فرمائے۔

ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے

سوال:... اکثر دیکھا گیا ہے کہ بغیر ٹوپی یا رُومال کے لوگ نماز اَدا کرتے ہیں، کیا ننگے سر نماز کا ہوجانا ممکن ہے؟

جواب:... ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ٹوپی یا عمامہ پہن کر نماز اَدا فرماتے تھے۔(۴)

---

(۱) ویکرہ (أن یصلی حاسرا) أی حال کونہ کاشفًا (رأسہ تکاسلًا) ...الخ۔ (حلبی کبیر ص:۳۴۸)۔

(۲) عن أبی بردۃ قال: أخرجت إلینا عائشۃ کساء ملبدًا وإزارًا غلیظًا فقالت: قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذین. متفق علیہ۔ (مشکوۃ ص:۳۷۳، کتاب اللباس، الفصل الأوّل)۔

(۳) وکذا یکرہ أن یصلی فی ثیاب البذلۃ ...... أو فی ثیاب المھنۃ ...... وھی الخدمۃ والعمل تکمیلًا لرعایۃ الأدب فی الوقوف بین یدیہ تعالٰی بما أمکن من تجمیل الظاھر والباطن وفی قولہ تعالٰی: خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ إشارۃ إلٰی ذٰلک۔ (حلبی کبیر ص:۳۴۹، کراھیۃ الصلاۃ، سھیل اکیڈمی لاھور، عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۶)۔

(۴) ویکرہ أن یصلی حاسرًا أی حال کونہ کاشفًا رأسہ تکاسلًا۔ (حلبی کبیر ص:۳۴۸)۔

نماز پڑھتے ہوئے سر پر ٹوپی رکھیں یا پگڑی باندھیں؟

سوال:… نماز پڑھتے ہوئے سر پر ٹوپی رکھیں یا پگڑی باندھیں؟ کون سا عمل افضل ہے؟

جواب:… ٹوپی جائز ہے، اور دستار افضل ہے۔[1]

ننگے سر نماز پڑھنے والے کے سر پر ٹوپی رکھنا

سوال:… نمازی اگر بھولے سے سر پر ٹوپی نہ رکھ سکے یا ٹوپی سر پر سے گر جائے تو کوئی دُوسرا شخص دورانِ نماز اس کے سر پر ٹوپی رکھ سکتا ہے؟

جواب:… کوئی حرج نہیں۔

بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا

سوال:… نماز پڑھتے وقت سر پر ٹوپی پہننا ضروری ہے یا نہیں؟ جب آدمی سفر میں ہو تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب:… ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا سنت ہے۔ اگر سفر وغیرہ میں ٹوپی وغیرہ نہ ہو تو بغیر ٹوپی کے نماز ادا ہوجائے گی۔

ٹوپی یا رُومال کے بغیر نماز اَدا کرنا

سوال:… کیا مجبوری کی حالت میں ٹوپی یا رُومال نہ ہونے کی صورت میں نماز پڑھی جاسکتی ہے یا بعد میں بغیر جماعت کے نماز پڑھنا بہتر ہے؟ اور اگر جمعہ کی نماز ہو جو کہ بغیر جماعت کے نہیں پڑھی جاسکتی؟

جواب:… یہ مجبوری میری سمجھ میں نہیں آتی، مسلمان کے لئے تو ننگے سر بازار میں پھرنا ہی صحیح نہیں۔ ننگے سر بازاروں میں گھومنا، یہ انگریز ملعون کی سنت ہے…!

چشمہ لگاکر نماز کی ادائیگی کیسی ہے؟

سوال:… عینک لگاکر نماز پڑھنا یا نماز پڑھانا شرعی طور پر دُرست ہے؟ بعض اوقات اس سے یہ خدشہ رہتا ہے کہ نہ معلوم پیشانی اور ناک ٹھیک طور پر زمین سے لگتی ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں کیا چشمہ اُتار کر نماز پڑھنا ضروری ہوگا؟

جواب:… اگر نظر کا چشمہ ہے اور اس کے بغیر زمین وغیرہ اچھی طرح نظر نہیں آتی ہے، تو چشمہ اُتارے بغیر نماز پڑھی جائے تو اچھا ہے، اور اگر چشمے کے بغیر سجدے کی جگہ وغیرہ دیکھنے میں دقت نہیں ہوتی یا نظر کا چشمہ نہیں ہے تو اُتار دینا بہتر ہے۔ تاہم چشمہ لگاکر نماز اَدا کرنے سے بھی نماز اَدا ہوجاتی ہے، اس سے نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا، البتہ چشمہ لگانے کی صورت میں اگر سجدہ صحیح طور پر نہیں ہوتا، ناک یا پیشانی زمین پر نہیں لگتی تو چشمہ اُتار دینا ضروری ہے۔ بہرحال چشمہ لگاکر نماز پڑھنے میں اگر سجدے وغیرہ میں خلل

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتیح ج:۸ ص:۲۵۰، کتاب اللباس، اور حلبی کبیر ص:۳۰۳ کراهیة الصلاة۔

واقع نہیں ہوتا ہو تو نماز صحیح اور دُرست ہے، البتہ سجدے کی جگہ چشمے کے بغیر نظر آنے کی صورت میں اُتار دینا اَولیٰ و افضل ہے۔ (۱)

چشمہ پہن کر نماز اَدا کرنا

سوال:... کیا چشمہ پہن کر نماز پڑھنا دُرست ہے؟ چاہے وہ دُھوپ ہی کا کیوں نہ ہو؟

جواب:... نماز میں چشمہ اُتار دینا چاہئے، تاہم اگر سجدہ صحیح طور پر اَدا ہوسکے تو نماز ہوجائے گی۔

جانوروں کے ڈیزائن والے کپڑوں میں نماز

سوال:... کیا ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے جس پر کسی پرندے یا جانور کا ڈیزائن بنا ہو؟

جواب:... نماز مکروہ ہوگی، تصویر والے کپڑوں میں ہرگز نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ (۲)

جانور کی کھال پہن کر نماز پڑھنا

سوال:... ہمارے علاقے میں بھیڑ یا بکری کی کھال کو بہت سی بیماریوں کے لئے شفا کا ذریعہ بتایا جاتا ہے، یعنی جس وقت جانور سے نکالی جائے، اس وقت وہ کھال پہن لی جائے۔ کیا اس کھال میں ایک آدمی نماز پڑھ سکتا ہے؟ کیا اس کھال میں وہ شخص اِمامت کرسکتا ہے؟

جواب:... کھال اگر مذبوح جانور کی ہو یا اس کی دباغت کرلی جائے تو اس میں نماز جائز ہے۔ (۳)

انڈرویئر کے ساتھ نماز

سوال:... شلوار یا پاجامہ کے نیچے انڈرویئر یا جانگیہ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر پاک ہو تو جائز ہے۔ (۴)

جوتوں سمیت نماز پڑھنا

سوال:... سعید بن یزید ازدی نے خبر دی کہا میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا: کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتیاں پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں! ابنِ بطال نے کہا کہ: جوتے پاک ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ میں کہتا ہوں مستحب ہے، کیونکہ ابوداؤد اور حاکم کی حدیث میں ہے کہ یہودیوں کے خلاف کرو، وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے اور حضرت عمرؓ نماز

---

(۱) وكمال السُّنّة في السجود وضع الجبهة والأنف جميعًا ولو وضع أحدهما فقط إن كان من عذر لَا يكره. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۰، الباب الرابع في صفة الصلاة).

(۲) (ولو لبس ثوبًا فيه تصاوير يكره) لأنه يشبه حامل الصنم والصلاة جائزة في جميع ذٰلك لِاستجماع شرائطها وتعاد على وجه غير مكروه وهو الحكم في كل صلوة أديت مع الكراهة. (هداية ج:۱ ص:۱۲۲).

(۳) وكل اهاب دبغ فقط طهر وجازت الصلوة فيه ...إلخ. (هداية ج:۱ ص:۲۴).

(۴) تطهير النجاسة من بدن المصلّي وثوبه والمكان الذي يصلّي فيه واجب ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۸).

میں جوتے اُتارنا مکروہ جانتے تھے، اس کے متعلق وضاحت فرمائیں۔

شوکانی نے کہا: صحیح اور قوی مذہب یہی ہے کہ جوتیاں پہن کر نماز پڑھنا مستحب ہے، اور جوتیوں میں اگر نجاست ہو تو زمین پر رگڑ دینے سے پاک ہوجاتی ہیں۔ خواہ کسی قسم کی نجاست ہو، خشک جرم دار ہو یا بے جرم۔ اس میں جرم دار سے کیا مراد ہے؟

جواب:... جوتوں میں نماز پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ پاک ہوں،[1] تاہم اس میں چند اُمور قابلِ لحاظ ہیں:

اوّل:... سجدے میں اُنگلیوں کا زمین سے لگنا ضروری ہے،[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس وضع کے جوتے (نعال، چپل) پہنے جاتے تھے وہ زمین پر اُنگلیوں کے لگنے سے مانع نہیں تھے۔ اگر کسی نے اسی وضع کے جوتے پہن رکھے ہوں تو ان کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی اِشکال نہیں، لیکن اگر جوتے بند اور سخت ہوں جو اُنگلیوں کے زمین پر لگنے سے مانع ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا محلِ اِشکال ہے۔

دوم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد کا فرش پختہ نہیں تھا، بلکہ کچے فرش پر کنکریاں تھیں، اس لئے وہ حضرات جوتے سمیت اس فرش پر چلتے تھے اور اس کو عرف میں بے ادبی نہیں سمجھا جاتا، جیسا کہ اب بھی جو مسجد زیرِ تعمیر ہو، اس کے کچے فرش پر جوتوں سمیت چلنے کا معمول ہے، برعکس اس کے آج کل مساجد کے فرش پختہ ہیں اور ان پر دری، قالین وغیرہ کا فرش رہتا ہے، اور ایسے فرش کو جوتوں سے روندنا عرفاً سوءِ ادب شمار کیا جاتا ہے، اسی کے ساتھ یہ اضافہ بھی کرلیا جائے کہ مدینہ طیبہ کی پاک گلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خشک اور پاک ہوتی تھیں، ان پر چلنے سے جوتے آلودۂ نجاست نہیں ہوتے تھے، اس کے برعکس آج کی گلیوں اور بازاروں میں جوتوں کا پاک رہنا ازبس مشکل ہے، اس لئے آج کل مسجد میں ایسے جوتے پہن کر آنا، انہی جوتوں سے قالین اور فرش کو روندتے ہوئے گزرنا، اور پھر انہی آلودہ جوتوں میں نماز ادا کرنا یا اس کی اجازت دینا مشکل ہے۔

سوم:... جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے کہ جوتوں میں نماز پڑھنے کا حکم یہود کی مخالفت کے لئے دیا گیا تھا،[3] گویا جوتوں میں نماز پڑھنا بذاتِ خود کوئی نیک کام نہیں، لیکن اپنے مقصد یعنی یہود کی مخالفت کی وجہ سے اس کو مستحب قرار دیا گیا۔ آج یہود کا جوتے اُتارنا یا نہ اُتارنا تو کسی کو معلوم بھی نہیں، لیکن نصرانیوں کا بوٹوں سمیت عبادت گاہوں کو روندنا سب کو معلوم ہے، پس جس طرح مخالفتِ یہود کی بنا پر یہ فعل مستحب تھا، آج انگریزوں کی موافقت و تقلید کی بنا پر یہ فعل مکروہ ہونا چاہئے۔

چہارم:... علامہ شوکانی نے جوتوں میں نماز پڑھنے کو مستحب کہا ہے، حدیث شریف کے پیشِ نظر ہمارے نزدیک بھی مستحب

---

(۱) عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال: بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی بأصحابه إذ خلع نعلیه فوضعهما عن یساره فلما رأی ذٰلک القوم، ألقوا نعالهم، فلما قضٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم صلاته قال: ما حملکم علی القائکم نعالکم؟ قالوا: رأیناک ...... إذا جاء أحدکم المسجد فلینظر فإن رأی فی نعلیه قذرًا فلیمسحه ولیصل بها۔ (مشکوٰة ج: ۱ ص: ۷۳، باب الستر، کتاب الصلاة)۔

(۲) ومنها السجود بجبهته وقدمیه ووضع أصابع واحدة منهما شرط۔ (قوله وقدمیه) یجب إسقاطه، لأن وضع اصبع واحدة منهما یکفی کما ذکره بعد ح۔ وأفاد أنه لو لم یضع شیئًا من القدمین لم یصح السجود۔ (شامی ج: ۱ ص: ۴۴۷)۔

(۳) عن شداد بن أوس قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خالفوا الیهود، فإنهم لَا یصلون فی نعالهم ولَا خفافهم۔ رواه ابوداؤد۔ (مشکوٰة ج: ۱ ص: ۷۴، باب الستر)۔

ہے، بشرطیکہ مذکورہ بالا اُمور کو ملحوظ رکھا جائے، ورنہ یہی فعل مکروہ ہوگا، چنانچہ بعض اکابر (صحابہؓ و تابعینؒ و ائمہ دینؒ) نے ان شرائط کے بغیر مکروہ قرار دیا ہے، ان اقوال کی تفصیل شیخ کوثریؒ کے مقالات (صفحہ:۷۰ او مابعد پر) دیکھ لی جائے۔

پنجم:... جوتوں کو اگر نجاست لگ جائے وہ جسم والی ہو اور خشک ہو جائے تو رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے، لیکن اگر نجاست جسم دار نہ ہو جیسے شراب اور پیشاب یا جسم والی تو ہو مگر خشک نہ ہو بلکہ تر ہو، صرف رگڑنے سے جوتے پاک نہیں ہوں گے، کیونکہ اس صورت میں رگڑنے سے نجاست زائل نہیں ہوتی،[1] اس لئے علامہ شوکانی کا یہ کہنا کہ رگڑنے سے ہر نجاست پاک ہو جاتی ہے، عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔

ناپاک کپڑوں سے نماز پڑھنا

سوال:... ایک دن عصر کے وقت میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ہمارے محلے کی مسجد کی تبلیغی جماعت نے آکر دستک دی، میں باہر آیا تو جماعت کے ایک رُکن نے مجھ سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ مسجد میں چلیں، وہاں اللہ و رسول کی باتیں ہو رہی ہیں، ان کو سنیں گے، مجھ سے انکار نہ ہو سکا، اور میں ان کے ساتھ چل دیا، لیکن چند قدم بعد ہی مجھے خیال آیا کہ میرے کپڑے ناپاک ہیں، بہت کوشش کی کہ مسجد میں جانے سے پہلے مولانا صاحب سے کہہ دوں، لیکن ہمت جواب دے گئی، اور میں اللہ کا نام لے کر مسجد میں داخل ہو گیا، جاکر وضو کیا اور عصر کے چار فرض ادا کئے، اور پھر سب لوگوں کے ساتھ مولانا صاحب کی باتیں سننے لگا، کچھ دیر بعد مغرب کا وقت ہو گیا تو نماز ادا کی اور پھر نماز کے بعد دُوسرے مولانا کا وعظ سنا اور پھر نماز کے تقریباً آدھے گھنٹے بعد میں سب کے ساتھ دُعا مانگ کر گھر واپس آگیا۔ برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ ایسے وقت پر کیا کرنا چاہئے؟ اور میں نے جو یہ وقت وہاں گزارا ہے، کیا میں نے اچھا کیا؟ اور اگر میں نے ایسی حالت میں وہاں جاکر غلطی کی ہے تو اس کی تلافی کس طرح ممکن ہے؟

جواب:... ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوئی، آپ کو پاک کپڑے پہن کر مسجد میں جانا چاہئے تھا، اور کپڑے تبدیل کرنے کی اجازت لینے میں کوئی دُشواری نہیں تھی، بہرحال اب ان نمازوں کو لوٹا لیجئے اور اللہ تعالیٰ سے اس غلطی پر استغفار بھی کیجئے۔[2]

بالکل مجبوری میں ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت

سوال:... انسان ایسی جگہ پر موجود ہے کہ جہاں پانی بالکل نہیں ملتا، نماز وغیرہ تیمم سے پڑھی جاتی ہے، تو اس جگہ انسان کو احتلام ہو جاتا ہے، اس کے پاس پہنے ہوئے کپڑے کے علاوہ اور کپڑے نہیں ہیں، تیمم سے انسان تو پاک ہو جاتا ہے، اب اس جگہ پر جہاں کپڑا دھونے کے لئے پانی نہیں ملتا، کیا کیا جائے؟

---

(۱) ومنها الحت والدلک الخف إذا أصابته النجاسة إن كانت متجسدة كالعذرة والروث والمني يطهر بالحت إذا يبست وإن كانت رطبة في ظاهر الرواية لا يطهر إلّا بالغسل ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۴۴، الفصل الأوّل في تطهير الأنجاس).

(۲) تطهير النجاسة من بدن المصلّي وثوبه ...... واجب ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۸).

جواب:... چند مسئلے سمجھ لیجئے!

اوّل:... مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے،[1] جس کا چھپانا مرد کے لئے نماز میں فرض ہے،[2] پس اگر لنگی یا پاجامہ ناپاک ہوگیا، مگر کرتہ، قمیص یا کوئی اور کپڑا موجود ہے جس سے اتنا ستر چھپایا جاسکتا ہے جو اُوپر لکھا گیا ہے تو لنگی پاجامہ اُتار کر اس پاک کپڑے سے ستر چھپائے اور اس سے نماز پڑھے، ایسی صورت میں ناپاک لنگی اور پاجامہ میں نماز جائز نہیں۔[3]

دوم:... اور اگر بقدرِ فرض ستر چھپانے کے لئے بھی کوئی پاک کپڑا نہیں، اور ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کی بھی کوئی صورت نہیں، تو اس کی تین صورتیں ہیں:

۱:... وہ کپڑا ایک چوتھائی یا اس سے زیادہ پاک ہے، اس صورت میں اس ناپاک کپڑے میں ہی نماز پڑھنا ضروری ہے، برہنہ پڑھنے کی اجازت نہیں۔[4]

۲:... وہ کپڑا پورے کا پورا ناپاک ہے، اس صورت میں اِختیار ہے کہ کپڑا پہن کر نماز پڑھے یا برہنہ نماز پڑھے،[5] لیکن اگر برہنہ نماز پڑھے تو بیٹھ کر پڑھے اور رُکوع وسجدہ کے بجائے اشارہ کرے۔[6]

۳:... وہ کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہے تو اس صورت میں بھی اختیار ہے، چاہے کپڑا پہن کر نماز پڑھے یا کپڑا اُتار کر بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔[7]

کپڑے ناپاک ہوں تو نیت صاف ہونے کے باوجود نماز دُرست نہیں

سوال:... میرے کپڑے ناپاک تھے، اور میری نیت صاف تھی، تو میں نے نماز ادا کی، تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ میری نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب:... نماز کے لئے صرف نیت کا صاف ہونا کافی نہیں، کپڑے پاک ہونا بھی ضروری ہے،[8] اس لئے آپ کی نماز نہیں

---

(۱) العورة للرجل من تحت السُّرّة حتّٰی تجاوز رکبتیه ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۸).

(۲) ستر العورة شرط لصحة الصلاة إذا قدر علیه ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۸).

(۳) تطهیر النجاسة من بدن المصلّی وثوبه .... واجب ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۸).

(۴) وان کان ربعه طاهرًا وثلاثة أرباعه نجسًا لم تجز الصلاة عریانًا ...إلخ. (حلبی کبیر ص:۱۹۷، أیضًا عالمگیری ج:۱ ص:۶۰).

(۵) وان کان أقل من ربعه طاهر أو کله نجسا خیّر بین أن یصلی عاریًا قاعدًا بایماء وبین أن یصلی فیه قائمًا برکوع وسجود وهو أفضل، کذا فی الکافی. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۰).

(۶) وان صلّی عریانًا لعدم الثوب أو لنجاسة فإنه یصلی قاعدًا یؤمی بالرکوع والسجود ایماء برأسه ...إلخ. (حلبی کبیر ص:۱۹۹).

(۷) إن کان أقل من ربع الثوب طاهرًا فهو بالخیار .... إن شاء صلّی به وان شاء صلّی عریانًا ...إلخ. (حلبی کبیر ص:۱۹۷).

(۸) ایضاً حوالہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔

ہوئی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کسی اعلیٰ افسر کے دربار میں کپڑوں کو گندگی لگا کر لے جائے اور یہ کہے کہ میرے کپڑوں کو تو خیر گندگی لگی ہوئی ہے اور ان سے بدبو آتی ہے اور تعفن بھی اُٹھتا ہے، مگر میری نیت بالکل صاف ہے اور میں بڑی صاف نیتی سے یہ کپڑے پہن کر آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں، تو ظاہر ہے کہ اس شخص کو یا تو پاگل قرار دیا جائے گا، یا بے ادب اور گستاخ۔ اس مثال سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جب شریعتِ مطہرہ نے بارگاہِ الٰہی کی حاضری (نماز) کے لئے بدن کا، کپڑوں کا اور جگہ کا پاک ہونا شرط ٹھہرایا ہے تو اگر کوئی شخص شریعت کے اس حکم کی خلاف ورزی کر کے اپنی نیت کے صاف ہونے کا حوالہ دے تو اس کو بھی یا تو دیوانہ کہا جائے گا یا گستاخ۔ الغرض! ناپاک کپڑوں میں آپ نے جو نماز پڑھی، وہ نہیں ہوئی۔ اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔[1]

ناپاک کپڑوں میں وضو کر کے پاک کپڑوں میں نماز پڑھنا

سوال:... اگر کوئی شخص ناپاک کپڑوں میں وضو کرے اور پھر پاک کپڑے پہن کر نماز پڑھ لے تو کیا یہ وضو اور نماز دُرست ہوئی؟

جواب:... دُرست ہے، بشرطیکہ کپڑوں کی نجاست بدن کو نہ لگے، مثلاً: ناپاک کپڑا خشک ہو۔

ناپاک کپڑوں میں بھول کر نماز پڑھ لینا

سوال:... بدن یا کپڑے پر ناپاکی لگ گئی، نماز کے وقت بھول کر نماز پڑھ لی تو کیا وہ نماز پھر لوٹانی پڑے گی؟

جواب:... اگر ناپاکی کا وزن ساڑھے تین ماشے تھا یا اگر نجاست سیال تھی تو اس کا پھیلاؤ ایک روپے کے برابر تھا، تو نماز ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں، اگر اس سے زیادہ تھا تو نماز لوٹانا ہوگی۔[2]

بھنگی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز

سوال:... اگر بھنگی، بھنگن کپڑے دھو کر لائے تو ان میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... بھنگی یا بھنگن کے دھونے سے تو کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، اس لئے ان میں نماز دُرست ہے۔

چوری کے کپڑے پہن کر نماز ادا کرنا

سوال:... جناب مفتی صاحب! اگر ایک شخص کوئی کپڑا چوری کرتا ہے اور پھر اس کپڑے کو کسی دُوسرے کے کپڑے سے تبدیل کرا لیتا ہے، اگر وہ قمیص کے بدلے قمیص کسی دُوسرے شخص سے لیتا ہے، تو کیا اس تبدیل شدہ کپڑے کو پہن کر نماز ادا ہو جائے گی؟

جواب:... جس طرح چوری کی چیز بیچنے سے اس کے پیسے حلال نہیں ہو جاتے، اسی طرح کپڑے سے کپڑا تبدیل کر لیا

(۱) وأشار باشتراطه طهارة الثوب إلى أنه لو حمل نجاسة مانعه فإن صلٰوته باطلة ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۸۱).
(۲) وقدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ ...... جازت الصلٰوة معه وان زاد لم تجز ...إلخ. (هداية ج:۱ ص:۵۸، عالمگیری ج:۱ ص:۴۵).

جائے تو وہ بھی حلال نہیں ہوگا، اور چوری کے کپڑے میں نماز مکروہ ہے۔[۱]

وضو نہ ہونے کے باوجود نماز پڑھتا رہا تو کیا کفارہ ہوگا؟

سوال:... میں نے شہر کی ایک چھوٹی سی مسجد میں اِمام کے پیچھے نماز پڑھی، میں اگلی صف میں تھا، قیام کی حالت میں جب اِمام صاحب ''ولا الضالین'' تک پہنچے تو مجھے یاد آیا کہ میرا وضو نہیں ہے، اور مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ بغیر وضو کے سجدہ کرنا سخت گناہ ہے، اور مسجد چھوٹی سی ہے، اس کی صفیں بازار کی سڑک تک پہنچ جاتی ہیں، اور میرے لئے وہاں سے نکلنا بہت دُشوار تھا، کیونکہ میں اگلی صف میں تھا، میں نے بغیر وضو کے اِمام کے پیچھے نماز پڑھ لی ہے اور سلام پھیرنے کے بعد دوبارہ وضو کر کے نماز ادا کی۔ مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ بغیر وضو کے نماز پڑھنا کتنا گناہ ہے؟ اور آئندہ کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ میں اس گناہ کا کیا کفارہ ادا کروں؟

جواب:... وضو، نماز کے لئے شرط ہے، بغیر وضو کے نماز پڑھنا سخت گناہ ہے، آپ نے نماز دُہرالی، اس لئے آپ کی نماز تو ہوگئی، بغیر وضو کے نماز پڑھنا سخت گناہ ہے، اگر مسجد سے نکلنے کا موقع نہ ہو تو سلام پھیر کر اسی جگہ بیٹھ جانا چاہئے، اور آپ نے جو بغیر وضو کے نماز پڑھی اس کا کفارہ توبہ و اِستغفار ہے۔[۲]

اگر ناپاک آدمی نے نماز پڑھ لی تو...

سوال:... اگر خواب میں شب کو کپڑے ناپاک ہوجائیں اور کسی شخص کو صبح اس کی خبر نہ ہو اور وہ نماز بھی پڑھ لے اور ساتھ ہی قرآن شریف بھی پڑھ لے، تو بتائیں کہ کیا اس نماز اور تلاوت کا کوئی کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟

جواب:... اس کی نماز اور تلاوت کالعدم ہے،[۳] دوبارہ پڑھے، یہی کفارہ ہے کہ اس غلطی پر اِستغفار کرے۔

ناپاکی کی حالت میں پہنے ہوئے کپڑوں سے نماز کا حکم

سوال:... ناپاکی کی حالت میں ہم پاک کپڑے پہنیں اور پاک ہونے کے بعد وہی کپڑے (بغیر دھوئے) پہن کر نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر ان پر کوئی نجاست نہیں، تو ان میں نماز جائز ہے۔

---

(۱) (فرع) تکرہ الصلاة فی الثوب المغصوب وان لم یجد غیرہ لعدم جواز الإنتفاع بملک الغیر قبل الإذن۔ (حاشیة الطحطاوی ص:۱۹۷، فصل فی المکروھات، طبع میر محمد کتب خانہ)۔

(۲) عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تقبل صلٰوۃ من أحدث حتّٰی یتوضأ۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ ص:۴۰)۔

(۳) تطھیر النجاسة من بدن المصلّی وثوبہ والمکان الذی یصلّی علیہ واجب ...الخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۸)۔ أیضًا: یجب علی المصلی أن یقدم الطھارۃ من الأحداث والأنجاس علٰی ما قدمناہ قال اللہ تعالٰی: وثیابک فطھّر، وقال اللہ تعالٰی: وإن کنتم جنبًا فاطھروا۔ (ھدایة ج:۱ ص:۹۲ باب شروط الصلٰوۃ التی تتقدمھا)۔

پیشاب پاخانے کے تقاضے کے ساتھ نماز پڑھنا

سوال:...اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو، نماز کے دوران اسے پیشاب کی ضرورت محسوس ہو یا پیٹ میں شدید درد ہو، جس کی وجہ سے ٹِسٹرین جانے کی ضرورت محسوس ہو، کیا ایسی صورت میں نماز ختم کر کے رفعِ حاجت سے فارغ ہو، یعنی نماز چھوڑ کر جاسکتا ہے؟ پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ برداشت کر کے نماز پوری کرلی جائے تو نماز ہوجائے گی؟

جواب:...اگر پیشاب پاخانے کا تقاضا شدّت سے ہو تو نماز چھوڑ دینی چاہئے، ایسی حالت میں نماز مکروہِ تحریمی ہے[1] اور اس کا لوٹانا ضروری ہے۔[2]

بڑھے ہوئے ناخنوں کے ساتھ نماز

سوال:...اگر صرف ناخن بڑھائے جائیں اور نماز پڑھ لی جائے تو اس سے نماز میں کوئی خرابی ہوگی یا نہیں؟

جواب:...ناخن بڑھانا مکروہ اور خلافِ فطرت ہے،[3] نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر ناخنوں کے اندر کوئی ایسی چیز جم جائے جس کی وجہ سے پانی اندر نہ پہنچ سکے تو نہ وضو ہوگا اور نہ نماز ہوگی، اور اگر ناخن اندر سے بالکل صاف ہوں تو نماز صحیح ہے،[4] ناخن بڑھانے کا رواج مسلمانوں میں نہ جانے کس کی تقلید سے آیا ہے، مگر یہ رواج ہے بہت ہی قابلِ نفرت...!

بڑے ناخن کے ساتھ نماز اَدا کرنا

سوال:...کیا واقعی ناخن بڑھانا سخت گناہ ہے؟ لیکن "اخبارِ جہاں" اور دُوسرے اخبارات میں گناہ کی بات نہیں لکھی، بس یہ کہا ہے کہ مکروہ ہے۔ ناخن بڑھا کر نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ اتنے زیادہ ناخن نہ بڑھے ہوں، بس درمیانے ہوں؟

جواب:...مکروہ سے مراد "مکروہِ تحریمی" ہے، جو عملاً حرام ہوتا ہے۔[5] اسی کو ناجائز کہتے ہیں۔ آج کل جو عورتیں درندوں جیسے ناخن رکھتی ہیں، ان کے حرام ہونے پر کیا شبہ ہے؟ ان ناخنوں پر غلاظت بھی اٹکتی ہوگی، جراثیم بھی پیدا ہوتے ہوں گے، افسوس ہے کہ مغربی معاشرت کی تقلید کی وجہ سے مسلمانوں کو ایسی موٹی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخن تراشنے کو

---

(۱) وفي أثر عبدالله بن ارقم ...... قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا وجد أحدكم الغائط فليبدأ به قبل الصلاة۔ (نسائي ص:۱۳۷)، أيضًا ويكره (أن يدخل في الصلوة وقد أخذه غائط وبول) لقوله عليه الصلوة والسلام: لا صلوٰة بحضرة الطعام ولا وهو يدافعه الأخبثان۔ متفق عليه ...إلخ۔ (حلبي كبير ص:۳۶۶)۔

(۲) كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها۔ وفي الشرح: الظاهر أنه يشمل نحو مدافعة الأخبثين مما لم يوجب سجود أصلا۔ (شامي ج:۱ ص:۴۵۷، مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها)۔

(۳) عن عائشة رضي الله عنها قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عشر من الفطرة ...... وقص الأظفار۔ (مشكوٰة ص:۴۴)۔

(۴) وما تحت الأظافير من أعضاء الوضوء حتّى لو كان فيه عجين يجب إيصال الماء إلى ما تحته ...إلخ۔ (عالمگيري ج:۱ ص:۴)۔

(۵) وعلى المكروه تحريمًا وهو ما كان إلى الحرام أقرب ...إلخ۔ (شامي ج:۱ ص:۱۳۱)۔

''فطرت'' فرمایا ہے،[1] اس لئے وحشی جانوروں اور درندوں کی طرح ناخن بڑھانا ''خلافِ فطرت'' عمل ہے، جس سے ایک سلیم الفطرت آدمی کو گھن آنی چاہئے۔

کپڑے کی نجاست دھوئیں، لیکن غیرضروری وہم نہ کریں

سوال:... میرے چھ بچے ہیں، بڑی بچی آٹھ برس کی ہے، میں نماز پڑھتی ہوں، لیکن کپڑے میرے صاف و پاک نہیں رہ سکتے، جب کوئی پانی کا چھینٹا پڑ جائے تو میں لباس بدل لیتی ہوں، لیکن پھر بھی دِل میں شک رہتا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ عورت کی نماز ہوجاتی ہے، چاہے لباس کا کوئی کونا بھی پاک ہو۔

جواب:... کپڑوں کا پاک ہونا نماز کی شرط ہے، ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی، لیکن اس میں وہم کی حد تک مبالغہ کرنا غلط ہے، اگر یقینی طور پر نجاست لگ جائے تو اسے دھوڈالئے، اس سے زیادہ وہم ہے۔ اور یہ خیال غلط ہے کہ: ''عورت کی نماز ہوجاتی ہے، چاہے لباس کا کوئی کونا بھی پاک ہو'' لباس کا پاک ہونا جس طرح مرد کے لئے نماز کی شرط ہے، اسی طرح عورت کے لئے بھی شرط ہے۔[2]

اندھیرے میں نماز پڑھنا

سوال:... میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اندھیرے میں نماز ہوجاتی ہے کہ نہیں؟ میری سہیلی کہتی ہے کہ اندھیرے میں نماز ہوجاتی ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... اگر اندھیرے کی وجہ سے قبلہ رُخ غلط نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، نماز ہوجائے گی۔

نمازی کے سامنے جوتے ہوں تو نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال:... مسجد میں لوگ اکثر اپنے جوتے صفوں کے آگے رکھتے ہیں، اور عموماً جب لوگ سجدہ کرتے ہیں تو آگے جوتے پڑے ہوتے ہیں، ایسی صورت میں نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:... نماز ہوجاتی ہے، جوتوں پر اگر نجاست لگی ہو تو ان کو صاف کرکے مسجد میں لانا چاہئے۔

چوری کے ڈر سے چپل سامنے رکھ کر نماز پڑھنا

سوال:... اگر چپل چوری ہوجانے کا ڈر ہو تو کیا اس کو آگے رکھ کر نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ جبکہ دُوسری کوئی جگہ نہ ہو، یا پھر کسی خاص موقع پر جیسا کہ عید کے دن اکثر لوگ چپلیں یا جوتے آگے رکھ کر نماز پڑھتے ہیں، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

---

(۱) عن أبی ھریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الفطرة خمس: الختان، والإستحداد، وقص الشارب، وتقلیم الأظفار، ونتف الإبط۔ متفق علیه۔ (مشکوٰة ص:۳۸۰)۔

(۲) تطهیر النجاسة من بدن المصلّی وثوبه والمکان الذی یصلّی علیه واجب ...إلخ۔ (عالمگیری ص:۵۸)۔

جواب:... جی ہاں! چپل آگے رکھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، بلکہ بہتر ہے کہ اپنے سامنے رکھے تاکہ اس کا دِل نماز میں پریشان نہ ہو۔

گھریلو سامان سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

سوال:... ہمارے گھر میں تین کمرے ہیں، تینوں میں سامان ہے، ہم سب گھر والے نماز پڑھتے ہیں تو ہمارے سامنے سامان ہوتا ہے، مثلاً: شوکیس، ٹی وی وغیرہ، لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھتے وقت سامنے کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے، صرف دیوار ہو۔ لیکن ہم مجبور ہیں، گھر چھوٹا ہے، میں نے جب سے یہ سنا ہے، بڑی پریشان ہوں۔

جواب:... سامنے سامان ہو تو نماز میں کوئی حرج نہیں، لوگ بالکل غلط کہتے ہیں، البتہ ٹی وی کا گھر میں رکھنا گناہ ہے۔

نماز کے سامنے جلتی آگ ہونا

سوال:... جلتی آگ سامنے ہو تو اس کی طرف نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... مکروہ ہے۔[1]

لہو ولعب کی جگہ نماز

سوال:... جس کمرے میں ٹی وی، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ یا اس قسم کی موسیقی کی محفلیں ہو رہی ہوں یا نہ ہو رہی ہوں، اور وہ جگہ ان کاموں کے لئے مخصوص ہو تو کیا اس جگہ یعنی کمرے میں نماز پڑھنا، تلاوتِ قرآنِ پاک کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... جو جگہ لہو ولعب کے لئے مخصوص ہو، وہاں نماز مکروہ ہے،[2] عین لہو ولعب کے وقت مکروہِ تحریمی، ورنہ تنزیہی ہے۔

مورتیوں کے سامنے نماز

سوال:... پلاسٹک کے کھلونے، ہاتھی، شیر وغیرہ جانوروں کی مورتیوں کی شکل میں ہوتے ہیں، ان کو سامنے رکھ کر ہم نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... یہ بت پرستی کے مشابہ ہے، اس لئے جائز نہیں،[3] اور ان مورتیوں کی خرید اور فروخت بھی ناجائز ہے۔[4]

---

(۱) ومن توجه في صلاته إلى تنور فيه نار تتوقد أو كانون فيه نار يكره ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۸).

(۲) تكره في أماكن كفوق كعبة وفي طريق ومزبلة ومجزرة ومقبرة ومغتسل وحمام وبطن واد ومعاطن إبل وغنم ...إلخ. (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۳۷۹)، أيضًا مطلب تكره الصلاة في الكنيسة تنبيه: يوخذ من التعليل بأنه محل الشياطين كراهة الصلاة في معابد الكفار لأنها ماوى الشياطين ...إلخ. (شامي ج:۱ ص:۳۸۰).

(۳) ويكره أن يصلي وبين يديه أو فوق رأسه أو على يمينه أو على يساره أو في ثوبه تصاوير .... وأشدها كراهة أن تكون أمام المصلي ثم فوق رأسه ثم يمينه ثم يساره ثم خلفه هٰكذا في الكافي. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۷).

(۴) عن جابر رضي الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله حرّم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. (مشكوٰة ص:۲۴۱). والحاصل ان جواز البيع يدور مع حل الإنتفاع. (الدر المختار مع رد المحتار ج:۵ ص:۶۹، باب البيع الفاسد).

تصاویر والے مال کی دُکان میں نماز ادا کرنا

سوال:... میں ایک میڈیکل اسٹور پر کام کرتا ہوں، خدا کے فضل سے فرض نماز مسجد میں ادا کرنے کے بعد سنتیں اور نوافل دُکان میں ادا کرتا ہوں، چند بزرگ حضرات کہتے ہیں کہ دُکان میں تمہاری نماز نہیں ہوتی، کیونکہ دُکان میں دُودھ کے ڈبوں پر اور دوائیوں کی پیکنگ پر جانوروں اور حیوانات اور دیگر قسم کی تصاویر بنی ہوتی ہیں، مجھ جیسے کتنے ہی بھائی دُکانوں میں نماز ادا کرتے ہیں، اس سلسلے میں وضاحت فرمائیے گا۔

جواب:... نماز تو ہوجائے گی، لیکن تصویریں سامنے ہوں تو نماز مکروہ ہے،[1] اگر ان ڈبوں کو اس طرح رکھا جائے کہ تصویریں پچھلے رُخ ہوجائیں تو کراہت جاتی رہے گی۔

تصویر والے بٹن کے ساتھ نماز پڑھنا

سوال:... اگر ایسے بٹن (جن پر جانوروں کی تصویریں بنی ہوں) قمیص پر لگے ہوں اور اس قمیص کو پہن کر نماز اَدا ہوجائے گی؟

جواب:... اگر تصویریں نمایاں نظر آتی ہوں تو ان کے ساتھ نماز مکروہ ہے۔[2]

ٹی وی والے کمرے میں نماز یا تہجد پڑھنا

سوال:... کیا جس کمرے میں ٹیلی ویژن رکھا ہو اور شام کے بعد ٹیلی ویژن بند کردیا جائے تو رات کو نماز یا نمازِ تہجد پڑھنا جائز ہے؟ یعنی جس کمرے میں ٹیلی ویژن پڑا ہوا ہو۔

جواب:... گھر میں ٹی وی رکھنا ہی جائز نہیں ہے، جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے جس وقت آپ نماز پڑھ رہے ہیں اس وقت ٹیلی ویژن بند ہے تو اس کمرے میں آپ کی نماز بلاکراہت صحیح ہے، اور اگر ٹیلی ویژن چل رہا ہے تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور جو جگہ لہو ولعب کے لئے مخصوص ہو، اس میں بھی نماز مکروہ ہے۔[3]

غیرمسلم کے گھر میں فرش پر نماز پڑھنا

سوال:... کسی غیرمسلم کے گھر فرش پر نماز کا ٹائم ہوجانے کی صورت میں نماز ادا کرسکتے ہیں؟ جبکہ دُور دُور تک کوئی مسجد نہ ہو، اور نماز قضا ہوجانے کا ڈر بھی ہو۔

جواب:... زمین خشک ہونے کے بعد نماز کے لئے پاک ہوجاتی ہے،[4] اور جگہ پاک ہو تو وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں، اس لئے

---

(۱) ویکرہ أن یصلی وبین یدیه .... أو فی ثوبه تصاویر۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۷)۔

(۲) ویکرہ أن یصلّی وبین یدیه .... أو فی ثوبه تصاویر .... وهذا إذا کانت الصورة کبیرة تبدو للناظر من غیر تکلف، ولو کانت صغیرة بحیث لا تبدو للناظر إلّا بتأمل لا یکرہ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۷)۔

(۳) ایضاً۔

(۴) الأرض تطهر بالیبس ...الخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۴۴)۔

غیر مسلم کے گھر کے خالی فرش پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر پاک کپڑا بچھالیا جائے تو اور بھی اچھا ہے۔[۱]

غصب شدہ زمین پر مسجد میں نماز پڑھنا

سوال:... کسی کی زمین پر قیمت ادا کئے بغیر مسجد بنادی گئی ہو، تو جائز ہے؟

جواب:... یہ غصب ہے اور غصب کردہ جگہ میں مسجد بنانا دُرست نہیں، اس لئے غصب کی ہوئی جگہ میں جو مسجد بنائی گئی ہے، جب تک زمین کا مالک اس کو مسجد کے لئے وقف نہ کرے، اس پر مسجد کے اَحکام جاری نہیں ہوں گے،[۲] اور وہاں نماز پڑھنا گناہ ہے، گو نماز ہوجائے گی۔[۳]

مکان خالی نہ کرنے والے کرایہ دار کی نماز

سوال:... ہم تقریباً پندرہ سال سے ایک مکان میں کرایہ دار کی حیثیت سے رہتے ہیں، تقریباً دس سال تک ہم کرایہ مالک مکان کو خود بخود ہاتھ سے ادا کرتے تھے، لیکن بعد میں مالکِ مکان نے کہا کہ میرا مکان خالی کردو۔ ہم نے مکان خالی کرنے سے انکار کردیا، حتیٰ کہ مالک نے کورٹ میں ہم پر مکان خالی کرنے کا کیس کردیا، کیس چلتے تقریباً چھ سال ہوگئے ہیں، کرایہ ہم کورٹ میں جمع کراتے ہیں۔ جنابِ والا! اب آپ سے پوچھنا ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے ہمیں کہا کہ جو تم لوگ گھر پر نماز پڑھتے ہو تو تمہاری نماز بغیر اِجازت جائز نہیں، نماز پڑھنے کے لئے نماز کی اِجازت لینا مالکِ مکان سے ضروری ہے۔ دُوسرا مالکِ مکان کا ہم لوگوں سے بولنا چالنا بھی بند ہے، برائے مہربانی آپ بتائیں کہ ہماری نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہم نے پہلے جتنی نمازیں گھر پر اَدا کی ہیں، سب کی سب نمازیں ضائع ہوگئیں؟

جواب:... شرعاً کرایہ دار کے ذمہ مالک کے مطالبے پر مکان خالی کردینا لازم ہے، اور خالی نہ کرنے کی صورت میں وہ غاصب ہے،[۴] اور غصب کی زمین میں نماز قبول نہیں ہوتی۔[۵] آپ کی نمازیں فقہی فتویٰ سے تو صحیح ہیں، لیکن غصب کے مکان میں رہنے

---

(۱) تطهير النجاسة واجب من بدن المصلّي وثوبه والمكان الذي يصلّي عليه ... إلخ. (هداية ج:۱ ص:۵۴).

(۲) أفاد إن الواقف لَا بد أن يكون مالكه وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسبب فاسد وأن لَا يكون محجورًا عن التصرف حتّٰى لو وقف الغاصب المغصوب لم يصح وإن ملكه بعد بشراء أو صلح. (فتاویٰ شامی ج:۴ ص:۳۴۹، كتاب الوقف، مطلب قد يثبت الوقف بالضرورة).

(۳) وكذا تكره في أماكن: كفوق كعبة وفي طريق ومزبلة .... وأرض مغصوبة أو للغير. (الدر المختار) وفي الواقعات: بنى مسجدًا على سور المدينة، لَا ينبغي أن يصلى فيه، لأنه حق العامة فلم يخلص لله تعالىٰ كالمبنى في أرض مغصوبة ...... فالصلاة فيها مكروهة تحريمًا في قول وغير صحيحة له في قول آخر. (رد المحتار ج:۱ ص:۳۸۱، مطلب في الصلاة في الأرض المغصوبة).

(۴) وعلى الغاصب رد العين المغصوبة معناه ما دام قائمًا لقوله عليه السلام على اليد ما أخذت حتى ترد، وقال عليه السلام: لَا يحل لأحد أن يأخذ متاع أخيه لَاعبًا ولَا جادًا فإن أخذه فليرده عليه. (الهداية ج:۳ ص:۳۷۱، كتاب الغصب، طبع شركت علميه ملتان، تبيين الحقائق ج:۶ ص:۳۱۵، كتاب الغصب).

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۳۔

کی وجہ سے آپ گناہگار ہیں، مالکِ مکان کو راضی کرنا یا اس کا مکان خالی کردینا واجب ہے۔

قبرستان کے اندر بنی ہوئی مسجد میں نماز جائز ہے

سوال:... حدیثِ نبوی ہے کہ قبر کے اندر اور قبر کے اُوپر نماز نہیں ہوتی، یہ حدیث میں نے بخاری شریف میں دیکھی، اس کی روشنی میں برائے کرم یہ بتائیں کہ ان مساجد میں جن کے نیچے قبریں ہیں مگر ستونوں کے ذریعہ چندفٹ کی اُونچائی پر فرش بناکر مساجد تعمیر ہوئی ہیں، نماز جائز ہے؟ ان مساجد میں نمازیوں کی تعداد بھی کثیر ہوتی ہے۔

جواب:... قبرستان میں نماز مکروہ ہے، لیکن اگر وہاں مسجد ہو کہ اس میں نماز پڑھنے والے کے سامنے قبریں نہ ہوں تو نماز بلاکراہت جائز ہے، اس لئے ایسی مساجد، جن کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے، ان میں نماز بغیر کراہت کے جائز ہے، اور حدیث شریف کی ممانعت اس کو شامل نہیں۔ [1]

نمازِ جمعہ میں فرض اور سنتوں کی نیت

سوال:... نمازِ جمعہ کی فرض اور سنت دونوں کی نیت جمعہ کی کرے یا صرف فرض کی جمعہ کی کرے؟ اور سنت کی نیت ظہر کی کرے؟

جواب:... فرض اور سنت دونوں میں فرض جمعہ اور سنت جمعہ ہی کی نیت ہوتی ہے، مگر سنتوں میں مطلق نماز کی نیت کرلینا کافی ہے، اس کے لئے وقت کے تعین کی ضرورت نہیں۔ [2]

مقتدی نے نیت میں غلط وقت کا نام لیا تو کیا ہوگا؟

سوال:... اِمام کے ساتھ نماز باجماعت میں بھی اگر وقت پکارنے میں غلطی کر بیٹھے، یعنی وقت ظہر کا ہے اور جماعت میں شامل پہلی رکعت میں رکوع سے قبل شامل ہوگیا ہے، لیکن وقت ظہر کے بجائے وقت عصر کہہ کر جماعت میں شامل ہوا، اس صورت میں اب یہ نمازی کیا کرے گا؟ اس کی یہ نماز ہوگئی یا دوبارہ پڑھنی ہوگی؟

جواب:... نیت دِل کا فعل ہے، [3] اگر دِل میں ارادہ ظہر کی نماز پڑھنے کا تھا، مگر غلطی سے ظہر کی جگہ عصر کا وقت زبان سے نکل گیا تو نماز صحیح ہوگئی۔ [4]

فاسد نماز میں فرض کی نیت کی جاتی ہے، دُہرانے کی نہیں

سوال:... نماز دُہرانے کا کیا طریقہ ہے؟ نمازی نے یہ محسوس کیا کہ غلطی ہوگئی ہے، نماز دُہرائی جائے تو اگر وہ دُوسری،

---

(۱) ولَا بأس بالصلٰوة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولَا نجاسة كما في الخانية ولَا قبلته إلى قبر حلية. (شامي ج:۱ ص:۳۸۰).

(۲) ويكفيه مطلق السنة للنفل والسنة والتراويح هو الصحيح كذا في التبيين. (عالمگيرى ج:۱ ص:۶۵).

(۳) والشرط ان يعلم بقلبه أيّ صلاة يصلي ... إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۹۲).

(۴) وفي القنية عزم على صلاة الظهر وجرٰى على لسانه نويت صلاة العصر يجزئه ... إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۹۳).

تیسری رکعت پڑھ رہا ہے اور نماز چار رکعت کی ہے، اس صورت میں وہ کیا کرے، جو نماز اس نے غلط پڑھی ہے جب دوبارہ پڑھے تو نیت میں اس کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ میں یہ نماز دوبارہ دُہرا رہا ہوں؟

جواب:... نماز میں اگر ایسی غلطی ہوجائے جس سے نماز فاسد ہوجائے تب اسے دُہرانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اور جب پہلی نماز فاسد ہوگئی تو فرض اس کے ذمہ ہوگا،[1] اسی کی نیت کرنی چاہئے، دوبارہ دُہرانے کی نیت خود ہی ہوجائے گی۔[2]

نیت کے الفاظ دِل کو متوجہ کرنے کے لئے زبان سے ادا کئے جاتے ہیں

سوال:... کیا زبان سے نماز کی نیت کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟

جواب:... زبان سے نماز کی نیت کے الفاظ کہنا نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نہ ائمہ متقدمین سے، اس لئے اصل نیت دِل ہی کی ہے،[3] مگر لوگوں پر وساوس و خیالات اور افکار کا غلبہ رہتا ہے جس کی وجہ سے نیت کے وقت دِل متوجہ نہیں ہوتا، دِل کو متوجہ کرنے کے لئے متأخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ نیت کے الفاظ زبان سے بھی ادا کرلینا بہتر ہے، تاکہ زبان کے ساتھ کہنے سے دِل بھی متوجہ ہوجائے۔[4]

نماز باجماعت میں اِقتدا و اِمامت کی نیت دِل میں کافی ہے

سوال:... مقتدی حضرات باجماعت نماز میں یہ کہتے ہیں کہ پیچھے اس اِمام صاحب کے، لیکن اِمام صاحب جب مقتدیوں کے آگے مصلے پر ہوتے ہیں کیا ان کو بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ آگے ان مقتدیوں کے؟ اس بارے میں تفصیل سے بتائیں۔

جواب:... زبان سے کہنے کی ضرورت تو مقتدیوں کو بھی نہیں، صرف یہ نیت کرنا کافی ہے کہ میں اکیلے نماز نہیں پڑھ رہا، اِمام کے ساتھ پڑھ رہا ہوں۔ اِمام کو بھی یہ نیت کرنی چاہئے کہ میں اکیلا نماز نہیں پڑھ رہا، بلکہ لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہوں۔

نیت کی غلطی سجدۂ سہو سے دُرست نہیں ہوتی

سوال:... ظہر یا عصر یا مغرب کی نماز جماعت سے یا علیحدہ پڑھتے وقت بھولے سے نیت نمازِ عشاء کی کرلی، رُکوع میں جاتے وقت یا سجدے میں خیال آیا اس غلطی کا، تو کیا نیت توڑ کر دوبارہ نیت کی جائے گی یا سجدۂ سہو کیا جائے گا؟ مگر جماعت کے ساتھ تو سجدۂ سہو بھی نہیں کرسکتے، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

---

(۱) وأما بیان ما یفسد الصلاة فالمفسد لها أنواع منها الحدث العمد قبل تمام أرکانها بلا خلاف حتّٰی یمتنع علیه البناء. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۲۰، فصل بیان ما یفسد الصلاة).

(۲) والشرط أن یعلم بقلبه أیّ صلاة یصلی ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۹۲).

(۳) والحق انهم انما ذکروا العلم بالقلب لإفادة ان النیة انما هی عمل القلب وانه لَا یعتبر باللسان ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۹۲).

(۴) ونقل عن بعضهم ان السنة الإقتصار علٰی نیة القلب، فإن عبر عنه بلسانه جاز ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۹۳). وفی الأصل النیة أن یقصد بقلبه فإن قصد بقلبه وذکر بلسانه فهو أفضل عندنا. (خلاصة الفتاویٰ ج:۱ ص:۷۹).

جواب:... نیت اصل میں دِل کے قصد و ارادے کا نام ہے،(۱) اور زبان سے محض اس قصد کی ترجمانی کی جاتی ہے، پس اگر دِل میں دھیان مثلاً: ظہر کی نماز کا تھا، مگر زبان سے عصر یا عشاء کا لفظ نکل گیا، تو نماز صحیح ہے، اور اگر دِل میں دھیان ہی نہیں تھا تو نماز کی نیت باندھ کر نماز نئے سرے سے شروع کردے، نیت کی غلطی سجدۂ سہو سے دُرست نہیں ہوگی۔(۲)

اِمام کی تکبیر کے بعد نیت باندھنے والے کی نماز صحیح ہے

سوال:... میں جماعت میں اس طرح شریک ہوا کہ اِمام نے تکبیر کہہ کر نیت باندھ لی اور میری صف میں مجھ سے پہلے کچھ نمازی ایسے ہیں جنھوں نے ابھی نیت نہیں باندھی ہے، اور میں نے ان سے پہلے نیت باندھ لی، تو کیا میرا یہ فعل دُرست ہے؟

جواب:... آپ نے اِمام کی تکبیر کے بعد نیت باندھی ہے تو آپ کی نماز صحیح ہے، دُوسروں نے باندھی ہو یا نہ باندھی ہو، اس سے کوئی غرض نہیں۔(۳)

وتر کی نیت میں وقتِ عشاء کہنے کی ضرورت نہیں

سوال:... وتر کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟ کیا نیت میں وقتِ نمازِ عشاء کہا جاتا ہے؟

جواب:... وقتِ عشاء کہنے کی ضرورت نہیں، البتہ یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ میں آج کے وتر پڑھ رہا ہوں۔(۴)

نیت کے لئے نماز کا تعین کرلینا کافی ہے، رکعتیں گننا ضروری نہیں

سوال:... ہر نماز کو پڑھنے سے پہلے جتنی رکعتیں ہم پڑھ رہے ہیں ان کی تعداد اور نماز کی نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری ہیں یا صرف دِل میں نیت کرلینا کافی ہے؟

جواب:... نیت تو دِل ہی سے ہوتی ہے، اگر دِل کی نیت کا استحضار کرنے کے لئے زبان سے بھی کہہ لے کہ فلاں نماز پڑھتا ہوں تو جائز ہے، رکعتوں کی تعداد گننے کی ضرورت نہیں۔(۵)

دِل میں ارادہ کرنے کے بعد اگر زبان سے غلط نیت نکل گئی تو بھی نماز صحیح ہے

سوال:... بعض دفعہ ہم لوگ جلدی میں غلط نیت کرلیتے ہیں، جیسے کہ ہمیں پڑھنی تو چار سنتیں ہیں، لیکن ہم نے دو سنت کی نیت کرلی، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

---

(۱) فالنیة هی الإرادة للفعل ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۹۲)۔

(۲) لو نوی الظهر وتلفظ بالعصر فإنه یکون شارعا فی الظهر ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۹۸)۔

(۳) إذا انتظر تکبیر الإمام لم کبّر بعد ما کبّر الإمام یصح شروع فی صلٰوۃ الإمام ...إلخ۔ (خلاصة الفتاویٰ ج:۱ ص:۸۰)۔

(۴) وفی الوتر ینوی صلاة الوتر کذا فی الزاهدی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶۶)۔

(۵) وفی الأصل النیة ان یقصد بقلبه فإن قصد بقلبه وذکر بلسانه فهو أفضل عندنا۔ (خلاصة الفتاویٰ ج:۱ ص:۷۹)۔

جواب … نیت اصل میں زبان سے نہیں ہوتی، بلکہ یہ دِل کا فعل ہے،[۱] پس اگر دِل میں ارادہ چار رکعت کا تھا اور زبان سے دو کا لفظ نکل گیا تو نیت صحیح ہے،[۲] اور سنتوں میں تو مطلق نماز کی نیت بھی کافی ہے، اگر چار کی جگہ دو کا یا دو کی جگہ چار کا لفظ کہہ دیا یا رکعتوں کا ذکر ہی نہیں کیا، تب بھی سنتوں کی نیت صحیح ہوگئی۔[۳]

نیت نماز کے الفاظ خواہ کسی زبان میں کہے، جائز ہے

سوال:… ہمارے گاؤں کے لوگ نیت نماز ایسے کرتے ہیں: ''چار رکعت نماز ظہر، فرض اس امام کے پیچھے منہ کعبہ شریف'' یہ کہہ کر نماز شروع کردیتے ہیں، یہ نیت نماز دُرست ہے یا صرف عربی میں جو الفاظ ہیں ان کا کہنا ہی جائز ہے؟

جواب:… نیت دِل سے ہوتی ہے، یعنی دِل میں یہ دھیان جمالینا کہ فلاں وقت کی نماز پڑھ رہا ہوں، زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں، تاہم اگر زبان سے کہہ لے خواہ کسی زبان سے کہے، جائز ہے۔[۴]

قبلے سے کتنے درجے انحراف تک نماز جائز ہے؟

سوال:… ہمارا یعنی ایشیا والوں کا قبلہ مغرب (سمت) کی طرف ہے، اگر کوئی تھوڑا سا بھی شمال جنوب کی طرف ہوجائے تو کیا نماز ہوگی؟

جواب:… معمولی انحراف ہو تو نماز ہوجائے گی، اور اگر ۲۵ ڈگری یا اس سے زیادہ ہو تو نہیں ہوگی۔[۵]

اگر مسافر کو قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟

سوال:… اگر مسافر دورانِ سفر کسی ایسی جگہ قیام کرے جہاں قبلہ رُخ کی سمت کا اندازہ نہ ہوسکے تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب:… اوّل تو کسی سے دریافت کرے، اگر وہاں کوئی بتانے والا نہ ہو تو خود سوچے، غور و فکر کے بعد جس طرف طبیعت کا

---

(۱) والشرط أن يعلم بقلبه أىّ صلاة يصلى وأدناها ما لو سئل لأمكنه أن يجيب على البديهة وان لم يقدر على أن يجيب إلّا بتأمل لم تجز صلاته ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۵).

(۲) وقيد بنية التعيين لأن نية عدد الركعات ليست بشرط فى الفرض والواجب، لأن قصد التعيين مغن عنه ولو نوى الظهر ثلاثًا والفجر أربعًا جاز ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۹۸).

(۳) ويكفيه مطلق النية للنفل والسنة والتراويح هو الصحيح كذا فى التبيين. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۵).

(۴) النية إرادة الدخول فى الصلاة والشرط أن يعلم بقلبه أىّ صلاة يصلى ...... ولَا عبرة للذكر باللسان فإن فعله لتجتمع عزيمة قلبه فهو حسن كذا فى الكافى. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۵).

(۵) وسيأتى فى المتن فى مفسدات الصلوٰة انها تفسد بتحويل صدره عن القبلة بغير عذر فعلم ان الإنحراف اليسير لا يضر وهو الذى يبقى معه الوجه أو شىء من جوانبه مسامتًا لعين الكعبة أو لهوائها بأن يخرج الخط من الوجه أو من بعض جوانبه ويمر على الكعبة أو هوائها مستقيمًا ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۴۳۰). تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سمت قبلہ، مشمول جواہر الفقہ ج:۱ ص:۲۲۷ تا ۲۷۲۔

رُجحان ہو کہ قبلہ اس طرف ہوگا، اسی طرف نماز پڑھ لے۔[1]

کیا نابینا آدمی کو دُوسرے سے قبلے کا تعین کروانا ضروری ہے؟

سوال:... اندھا آدمی اگر قبلے کے بجائے شمال یا جنوب کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ہوجائے گی یا دیکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا رُخ موڑ دے، جواب ضرور دیں، آپ کی مہربانی ہوگی۔

جواب:... نابینا آدمی کے لئے ضروری ہے کہ وہ دُوسرے سے اپنے قبلہ رُخ کی تصحیح کرالیا کرے، اگر اس نے بغیر پوچھے خود ہی کسی جہت کی طرف رُخ کرلیا اور وہ جہت قبلہ کی نہیں تھی تو اس کی نماز نہیں ہوگی، اور اگر نماز کے دوران قبلہ رُخ سے ہٹ جائے تو نماز کے اندر ہی اس کو قبلہ کی طرف کردیا جائے۔[2]

اگر مسجد کی محراب سمتِ قبلہ پر دُرست نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

سوال:... مسجد بنائی گئی مگر محراب قبلہ سے ۲۰ ڈگری منحرف ہے، اسی حال میں پانچ سال ہوئے نماز ادا کرتے رہے، اب کیا صرف محراب بدل دیں یا محراب اور مسجد کو از سرِ نو بنائیں؟

جواب:... بہتر تو یہ ہے کہ محراب دُرست کرلی جائے، تاکہ نمازی بلا انحراف صحیح سمتِ قبلہ کا استقبال کریں، جب تک محراب دُرست نہ ہو تو بیس ڈگری تک اِنحراف کی گنجائش ہے، جو نمازیں پڑھی جاچکی ہیں وہ صحیح ہوگئیں۔[3]

لاعلمی میں قبلے کی مخالف سمت میں ادا کی گئی نمازیں

سوال:... شہداد پور میں واقع ایک مسجد جسے پچاس سال بعد شہید کیا گیا ہے، اور اَب نئے سرے سے مسجد کی تعمیرِ نو جاری ہے۔ اب معلوم ہوا کہ گزشتہ عرصے میں اس کا قبلہ دُرست نہیں تھا، اور باقاعدگی سے باجماعت نماز ہوا کرتی تھی، اور نمازی لاعلمی کی وجہ سے غلط قبلے کی جانب نماز اَدا کرتے تھے۔ اب نئی حیثیت سے قبلے کی سمت دُرست کی گئی ہے۔ آپ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ پچاس سال تک جو نمازیں غلط قبلے کی سمت پڑھتے رہے، کیا ان کی نمازیں قبول ہوجائیں گی یا نہیں؟

جواب:... اب اس کا قبلہ دُرست کردیں، اور جو نمازیں پہلے پڑھی گئیں وہ ادا ہوگئیں، ان کے بارے میں پریشان

---

(۱) وان کان عاجزًا بسبب الإشتباه وهو أن يكون في المفازة في ليلة مظلمة أو لا علم له بالأمارات الدالة على القبلة فإن كان بحضرته من يسأله عنها لا يجوز له التحري لما قلنا بل يجب عليه السؤال ..... فإن لم يكن بحضرته أحد جاز له التحري ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۱۸).

(۲) ومفاده ان الأعمى لا يلزمه إمساس المحراب إذا لم يجد من يسئله، وانه لو ترك السؤال مع إمكانه وأصاب القبلة جازت صلاته وإلّا فلا. (شامی ج:۱ ص:۴۳۴).

(۳) فعلم ان الإنحراف اليسير لا يضر، وهو الذي يبقى مع الوجه أو شيء من جوانبه مسامتا لعين الكعبة أو لهوائها، بأن يخرج الخط من الوجه أو من بعض جوانبه ويمر على الكعبة أو هوائها مستقيما ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۴۳۰).

ہونے کی ضرورت نہیں۔ [1]

مصلیٰ قبلہ رُخ بچھانا چاہئے

سوال:... میری بہن پہلے گاؤں میں رہتی تھی، اب شہر آگئی ہے، وہ نماز پڑھتے وقت مصلّے کو دیوار کے ساتھ بالکل سیدھا بچھاتی ہے، جبکہ ہم لوگ بائیں طرف یعنی ذرا ترچھا کر کے بچھاتے ہیں، آپ اس کو بتادیں کہ اس کا طریقہ صحیح نہیں ہے۔

جواب:... قبلہ رُخ بچھانا چاہئے۔ اب مجھے کیا معلوم کہ آپ کی دیوار قبلہ رُخ ہے یا نہیں؟

ٹرین میں بھی قبلہ رُخ ہونا ضروری ہے

سوال:... بعض حضرات گاڑی کی برتھ پر بیٹھ کر شمالاً جنوباً بھی اور قبلہ کی کوئی پروا نہیں کرتے، اور کہتے ہیں گاڑی میں قبلہ رُخ ہونا ضروری نہیں؟ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... گاڑی میں نماز پڑھتے ہوئے قبلہ رُخ ہونا، اور اگر کھڑے ہونے پر قدرت ہو، تو کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ضروری ہے، ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ اور یہ بات غلط ہے کہ گاڑی میں قبلہ رُخ ہونا ضروری نہیں۔ [2]

جس جگہ کوئی قبلہ بتانے والا نہ ہو، وہاں غلط پڑھی ہوئی نماز دُرست ہے

سوال:... ہم ایک تفریح گاہ میں تھے، وہاں مغرب کی اَذان ہوگئی، ہم نے قبلہ معلوم کرنے کی کوشش کی، نہ معلوم ہوسکا، تو اندازے سے نماز پڑھ لی، جب نماز مکمل ہوگئی تو ایک بیرے نے کہا: آپ نے غلط نماز پڑھی، قبلے کا رُخ اِدھر ہے۔ معلوم ہوا کہ ہم نے جنوب کی سمت نماز پڑھی، کیا نماز لوٹانی چاہئے؟ صرف فرض یا پوری نماز؟

جواب:... اگر اس وقت وہاں کوئی قبلہ بتانے والا موجود نہیں تھا، اور خود سوچ کر نماز پڑھ لی تو نماز ہوگئی، دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ [3]

بحری جہاز میں قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کریں؟

سوال:... جہاز کے اندر اگر قبلہ معلوم نہ ہو تو پھر کس طرف منہ کر کے نماز پڑھے؟ ایک صاحب نے بتایا کہ اگر آبادی نظر آجائے تو آبادی کے دائیں طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

---

(۱) فعلم ان الإنحراف اليسير لَا يضر وهو الذى يبقى مع الوجه أو شيء من جوانبه مسامتا لعين الكعبة أو لهوائها فإن يخرج الخط من الوجه أو من بعض جوانبه ويمر على الكعبة أو هوائها مستقيما ... إلخ. (شامي ج:۱ ص:۴۳۰).

(۲) لَا يجوز لأحد أداء فريضة ولَا نافلة ولَا سجدة تلاوة ولَا صلاة جنازة إلّا متوجهًا إلى القبلة. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۳).

(۳) وإن اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسأله عنها، إجتهد وصلّى فإن علم أنه أخطأ بعد ما صلّى لَا يعيدها. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۴).

جواب:... قبلہ نما یا قطب نما کے ذریعے معلوم کریں۔ اگر کوئی بتانے والا نہ ہو، تو غور کرکے جدھر سمت قبلہ معلوم ہو، اُدھر نماز پڑھ لیں۔ آبادی کی طرف منہ کرنا غلط ہے۔[1]

کیا حطیم میں نماز پڑھنے والا کسی طرف بھی رُخ کرکے نماز پڑھ سکتا ہے

سوال:... حطیم خانۂ کعبہ کا حصہ ہے، خانۂ کعبہ کے اندر آدمی جس طرف چاہے رُخ کرکے نماز پڑھ سکتا ہے، کیا حطیم کے اندر بھی اس بات کی اجازت ہے کہ جس طرف چاہے رُخ کرکے نماز پڑھ لے؟

جواب:... جی نہیں! حطیم میں بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کرنا ضروری ہے، ورنہ نماز نہیں ہوگی۔[2]

قبلۂ اوّل کی طرف منہ کرکے بیٹھنا یا سجدہ کرنا

سوال:... مولانا صاحب! اکثر نمازی حضرات جماعت سے فارغ ہونے پر علیحدہ بیٹھ کر قبلۂ اوّل کے رُخ منہ کرکے وظائف کرتے ہیں اور دُعائیں مانگتے ہیں، اور قبلۂ اوّل کے رُخ سجدہ بھی کرتے ہیں، کیا اس رُخ سجدہ کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے یا اس رُخ سجدہ کرنا منع یا گناہ ہے؟ اس پر بھی حدیث، فقہِ حنفی کی رُو سے روشنی ڈالیں۔

جواب:... قبلہ رُخ بیٹھ کر وظائف پڑھنا اور دُعائیں کرتے رہنا تو بہت اچھی بات ہے، مگر قبلۂ اوّل یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کرکے بیٹھنا یا اس طرف سجدہ کرنا غلط ہے، کیونکہ وہ اب قبلہ نہیں رہا، بلکہ منسوخ ہوچکا ہے۔[3]

قبلے کی طرف ٹانگ کرنا

سوال:... اگر ہم قبلہ کی طرف لاتیں کرتے ہیں تو کیا ہماری چالیس دن کی نمازیں ضائع ہوجاتی ہیں؟

جواب:... قبلہ شریف کی قصداً توہین تو کفر ہے، اور بغیر قصد و ارادے کے بھی ایسا کوئی فعل نہیں کرنا چاہئے جو خلافِ ادب ہو، مگر اس سے نمازیں ضائع نہیں ہوں گی۔[4]

جس جائے نماز پر روضۂ رسول کی شبیہ بنی ہو اس پر کھڑا ہونا کیسا ہے؟

سوال:... آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جائے نماز پر خانۂ کعبہ اور روضۂ مبارک کے نقوش (شبیہ) بنی ہوتی ہیں، امام حضرات

---

(۱) وان اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسأله عنها إجتهد وصلّٰى. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۴).

(۲) ولو صلّٰى مستقبلًا بوجهه إلى الحطيم لَا يجوز. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۳).

(۳) ما جعلنا القبلة التي كنت عليها ..... الجعل اما معتد إلٰى مفعول واحد .... اما معتد إلٰى مفعولين ومفعوله الثاني محذوف أي ما جعلنا القبلة التي كنت عليها منسوخة ... إلخ. (تفسير مظهری ج:۱ ص:۱۴۰).

(۴) وكذا الإستهزاء على الشريعة الغراء كفر، لأن ذلك من أمارات تكذيب الأنبياء، قال ابن الهمام: وبالجملة فقد ضم إلٰى تحقق الإيمان إثبات أمور الإخلال بها إخلال بالإيمان إتفاقًا كالسجود لصنم وقتل نبي أو الإستخفاف به أو بالمصحف أو الكعبة ... إلخ. (شرح فقه الأكبر ص:۱۸۶، طبع دهلي).

خطبے کے وقت منبر پر جائے نماز بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے ہیں، مجھے تو یہ بات سخت ناگوار گزرتی ہے، چونکہ اس طرح خانۂ کعبہ اور روضۂ رسول کی بے ادبی ہوتی ہے، میرے ناقص خیال میں تو ایسے جائے نماز پر کھڑا بھی نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اس سلسلے میں مصدقہ جواب مرحمت فرمائیے اور یہ بھی فرمائیے کہ آیا میری وہ نمازیں ہوئیں یا نہیں جس میں خطبہ سننے سے زیادہ امام صاحب کی بے ادبی پر متوجہ رہا اور کڑھتا رہا؟

جواب:... منقش جائے نماز پر نماز کو فقہاء نے خلافِ اَولیٰ لکھا ہے، تاکہ خیال نقش و نگار کی طرف نہ بٹے، باقی بے ادبی کا مدار عرف پر ہے، آپ کی نمازیں ہوگئیں۔ (۱)

مصلیٰ پر خانۂ کعبہ، مسجدِ اقصیٰ یا مسجد کی تصویر بنانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... مصلے پر جو تصاویر بنائی جاتی ہیں، کیا وہ جائز ہیں، جبکہ تصویر کشی اسلام میں منع ہے؟ بعض لوگ خانۂ کعبہ کی تصاویر اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کی تصاویر سامنے رکھتے ہیں، کیا ان کا رکھنا جائز ہے؟ کیونکہ اس طرح سے تصاویر کی پرستش کا اِحساس ہوتا ہے، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... جائز ہے۔ (۲)

کعبۃ اللہ کے نقش والی جائے نماز پر نماز پڑھنا

سوال:... آج کل جائے نمازوں میں کعبے شریف اور مسجدِ نبوی کا نقش بنا ہوتا ہے۔ کیا ان جائے نمازوں کا اِستعمال صحیح ہے؟

جواب:... ان جائے نمازوں میں تو کعبے شریف کی اور مسجدِ نبوی کی تصویر ہوتی ہے، اور ہم خود بیت اللہ شریف اور مسجدِ نبوی میں بیٹھتے ہیں، اس سے پریشان نہیں ہونا چاہئے، ان جائے نمازوں کا اِستعمال صحیح ہے۔

مسجد کے گنبدوں کے ڈیزائنوں والی جائے نمازوں پر نماز پڑھنا

سوال:... جائے نماز پر خانۂ کعبہ اور بعض مسجد کی صفوں پر مسجد کے گنبدوں وغیرہ کا ڈیزائن بنا ہوتا ہے، جس پر نمازیوں کے پاؤں بھی لگتے ہیں، اور ویسے بھی جائے نماز پیروں میں رکھی جاتی ہے، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:... خانۂ کعبہ کی تصویر یا کسی اور مسجد کی تصویر جو عام طور پر جائے نمازوں پر بنی ہوئی ہوتی ہے، ان کا اِستعمال جائز ہے، کیونکہ خود خانۂ کعبہ میں داخل ہونا، اسی طرح کسی اور مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) عن أنس رضی اللہ عنہ قال: کان قرام لعائشة سترت به جانب بیتها فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم: أمیطی عنا قرامک هذا فإنه لا تزال تصاویره تعرض فی صلاتی۔ (بخاری ج:۱ ص:۵۴)۔

(۲، ۳) ولا یکره تمثال غیر ذی الروح کذا فی النهایة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۷)۔

کیا مصلیٰ بچھا رہے تو شیطان نماز پڑھتا ہے؟

سوال:... تنہا نماز پڑھنے کے بعد نمازی جائے نماز یا مصلے کے دائیں طرف سے اُوپر کا حصہ تھوڑا سا موڑ دیتے ہیں، عام تاویل یہ ہے کہ اگر پوری جائے نماز کو اسی طرح بچھا ہوا رہنے دیا جائے تو شیطان اس پر نماز پڑھنے لگتا ہے۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:... شیطان کے نماز پڑھنے کی بات غلط ہے، مسجد میں تو چوبیس گھنٹے صفیں بچھی رہتی ہیں۔

جائے نماز کا کونا پلٹنا کیسا ہے؟

سوال:... بعض جگہوں پر دیکھنے میں آیا ہے کہ نماز کی ادائیگی کے بعد بچھی ہوئی جائے نماز کا ایک کونا موڑ دیا جاتا ہے، کیا یہ کسی روایت سے ثابت ہے؟

جواب:... نماز پڑھ کر جائے نماز کا کونا پلٹنا محض ایک رواج ہے، ضرورت ہو تو اس کو تہہ کر دینا چاہئے، اور یہ جو مشہور ہے کہ اگر جائے نماز کو اسی طرح رہنے دیا جائے تو شیطان اس پر نماز پڑھتا ہے، یہ فضول بات ہے۔

مسجد بنی جائے نماز کو کس طرح پاک کرنا چاہئے؟

سوال:... جائے نماز وغیرہ جس پر مسجد بنی ہو اس کو کس طرح دھونا چاہئے؟ پانی وغیرہ کہاں گرے؟

جواب:... جائے نماز اگر ناپاک ہو جائے تو ظاہر ہے کہ جب اس کو دھویا جائے گا تو پانی ناپاک ہوگا، اور ناپاک پانی کے ادب کے کوئی معنی نہیں۔

پُرانی بوسیدہ جائے نماز کا اِحترام کیسے کریں؟

سوال:... اگر جائے نماز پُرانی ہو جائے یا پھٹ جائے تو اس کا کیا کرنا چاہئے؟ مسجد میں دے دیا جائے یا گھر میں رکھی جائے؟

جواب:... اس کو اس طرح تلف کیا جائے کہ بے اِحترامی نہ ہو۔ مسجد میں دینے کی ضرورت نہیں، گھر میں حفاظت سے رکھی جائے یا اِحترام سے تلف کر دی جائے۔

مشکوک جائے نماز پر نماز پڑھنا

سوال:... ہمارے علاقے کے ممبر صوبائی اسمبلی نے علاقے کی مرکزی جامع مسجد کے لئے جو حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے، اس کے لئے کارپٹ، جائے نمازیں دی ہیں، اب وہ مسجد میں بچھادی گئی ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ کچھ لوگ ان پر نماز نہیں پڑھتے، ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ چند برس پہلے نہایت خستہ حال تھے، مگر اَب وہ کروڑوں کے مالک ہیں، جو ناجائز ذرائع سے کمائے گئے ہیں۔ اس لئے یہ کارپٹ بھی حرام پیسوں سے خریدے گئے ہیں، اور حرام پیسوں سے خریدے گئے کارپٹ پر نماز نہیں ہوسکتی، لہٰذا ہم بھی اس پر نماز نہیں پڑھیں گے۔ شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... اگر حرام اور ناجائز پیسے سے مسجد کے لئے قالین خریدی گئی ہیں، تو ان پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[۱]

قالین پر نماز ادا کرنا کیسا ہے؟

سوال:... آج کل اکثر مساجد میں صفوں کے بجائے قالین بچھانے شروع کردیئے ہیں، اور قالین کی موٹائی بھی صفوں کی بہ نسبت کافی موٹی ہوتی ہے، کیا قالین پر سجدہ جائز ہے؟ اور نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ یا مکروہ۔ اس مسئلے کا قرآن واحادیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب:... قالین پر نماز جائز ہے۔[۲]

حلال جانور کی دباغت شدہ کھال کی جائے نماز پاک ہے

سوال:... کیا ہرن کی کھال کی بنی ہوئی جائے نماز پر ادائیگی نماز میں کوئی حرج ہے؟

جواب:... کوئی حرج نہیں، جانوروں کی کھال دباغت کے بعد پاک ہوجاتی ہے، اس پر نماز ادا کی جاسکتی ہے۔[۳]

ڈیکوریشن کی دریوں پر کپڑا بچھا کر نماز پڑھیں

سوال:... ہمارے محلے کی مسجد میں نماز کے لئے ڈیکوریشن سے جو دریاں آتی ہیں وہ بہت گندی ہوتی ہیں اور اسی میں سب لوگ نماز پڑھتے ہیں، تو کیا اس پر نماز جائز ہے کہ نہیں؟

جواب:... کرائے کی جو دریاں آتی ہیں ان کا پاک ہونا معلوم نہیں، اس لئے ان پر کپڑا بچھائے بغیر نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔[۴]

حرم شریف میں نماز پڑھتے ہوئے نمازی کا رُخ عین بیت اللہ کی طرف ہونا شرط ہے

سوال:... نماز کی نیت میں یہ بھی شامل ہوتا ہے کہ ہمارا رُخ قبلے کی طرف ہو، نظر سجدے کی جگہ ہونی چاہئے، سوال یہ ہے کہ اگر ہم خانۂ کعبہ میں نماز ادا کر رہے ہوں اور کعبہ نظر کے سامنے ہو تو نظر کعبہ کی طرف ہونی چاہئے یا نیچے سجدہ کی جگہ جائے نماز پر؟

جواب:... نظر وہاں بھی سجدہ کی جگہ ہونی چاہئے، لیکن یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ رُخ عین بیت اللہ کی طرف ہے بھی یا نہیں؟ میں نے بہت سے لوگوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جس رُخ قالین بچھی ہوئی تھی اسی طرف نماز شروع کردیتے ہیں، ان کا منہ بیت اللہ کی طرف نہیں ہوتا، ان کی نماز نہیں ہوتی، کیونکہ جب بیت اللہ شریف سامنے ہو تو عین بیت اللہ کی طرف رُخ کا

---

(۱) قال تاج الشریعة: اما لو أنفق فی ذٰلک مالًا خبیثًا ومالًا سببه الخبیث والطیب فیکره لأن الله تعالٰی لا یقبل إلّا الطیب فیکره تلویث بیته بمالًا یقبله ...إلخ۔ (شامی ج:۱ ص:۲۵۸، طبع سعید)۔

(۲) ولَا بأس بالصلاة والسجود علی الحشیش والحصیر والبسط والبواری۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶۳)۔

(۳) کل اھاب ...... دبغ ...... وھو یحملھا طھر فیصلی به ویتوضأ منه۔ (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۲۰۳)۔

(۴) تطھیر النجاسة من بدن المصلی وثوبه والمکان الذی یصلّی علیه واجب ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۸)۔

ہونا نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے، اگر رُخ بیت اللہ سے منحرف ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ [۱]

چارپائی پر نماز اَدا کرنا

سوال:... چارپائی پر نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر چارپائی خوب کسی ہوئی ہو کہ آدمی سجدے میں جائے تو سر نیچے نہ دھنسے تو نماز جائز ہے۔ [۲]

مسہری اور چارپائی پر نماز اَدا کرنا

سوال:... کیا مسہری اور چارپائی پر نماز اَدا کی جاسکتی ہے جبکہ لوگوں سے سنا ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے انسان بندر بن جاتا ہے، اور آج کا بندر پہلے کا اِنسان تھا؟

جواب:... اگر چارپائی سخت ہو کہ سر دَبے نہیں تو نماز جائز ہے۔ [۳]

ضعیف عورت کا کرسی پر بیٹھ کر میز پر سجدہ کرنا

سوال:... ایک ضعیف عورت ایک کرسی پر بیٹھ کر دُوسری چھوٹی میز پر سجدہ کرتی ہے، تو کیا نماز ہوجائے گی؟

جواب:... جو شخص سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو، وہ سر کے اِشارے سے سجدہ کرے، اور رُکوع کے اِشارے سے ذرا زیادہ سر جھکائے۔ چھوٹی میز پر سجدہ کرنا فضول ہے۔ [۴]

تصویروں والے کمرے میں نماز پڑھنا

سوال:... کسی کمرے میں تصویریں یا کھلونے (جانوروں کے) ہوں بے شک نمازی کے سامنے نہ ہوں، کیا کوئی نماز پڑھ سکتا ہے؟ اور اگر اس کی جیب میں اس کا کارڈ ہو جس میں اس کی تصویر ہو تو کیا وہ نماز پڑھ سکتا ہے؟

---

(۱) لَا یجوز لأحد أداء فریضة ولَا نافلة ولَا سجدة تلاوة ولَا صلاة جنازة إلّا متوجهًا إلى القبلة كذا في السراج الوهاج اتفقوا على أن القبلة في حق من كان بمكة عين الكعبة فيلزمه التوجه إلى عينها كذا في فتاوىٰ قاضي خان .... وصلّى مستقبلًا لوجهه إلى الحطيم لَا يجوز، كذا في المحيط. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۳، وكذا في البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۱۸).

(۲، ۳) ولو سجد على الحشيش أو التبن .... أو الثلج إن استقرت جبهته وأنفه ويجد حجمه يجوز وإن لم تستقر لَا. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۰).

(۴) وإن عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر على القعود يصلي قاعدًا بإيماء ويجعل السجود أخفض من الركوع. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۳۶).

جواب:... اگر نمازی کے سامنے ہوں تو مکروہ ہے، لیکن اگر پیچھے ہوں تو نماز ہوجائے گی۔[(۱)] مگر گھر میں تصویروں کا ہونا لعنت کی چیز ہے۔[(۲)]

انسانوں کی تصاویر والے کمرے میں نماز اَدا کرنا

سوال:... جس کمرے میں انسانوں کی تصاویر لگی ہوئی ہوں، اس کمرے میں عبادت کرنے سے عبادت قبول ہوگی یا نہیں؟ اگر جانوروں کی ہوں تو؟

جواب:... جس کمرے میں جاندار کی تصاویر ہوں، وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، بلکہ وہاں لعنت برستی ہے، ایسی جگہ نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔[(۳)]

بند کرکے رکھی ہوئی تصویر کے سامنے نماز اَدا کرنا

سوال:... جس جگہ ہم نماز پڑھ رہے ہوں اس کے سامنے اگر شوکیس کے اندر جگ، کیتلی وغیرہ کے اندر نوٹ لپیٹ کر رکھے ہوئے ہوں تو وہاں نماز ہوجائے گی؟ خیال رہے کہ نوٹ پر تصویر ہے اور دروازوں کے اندر یا کسی بھی چیز میں تصویر ہو اور وہ بند ہو تو کیسا ہے؟

جواب:... تصویر اگر بند ہو تو کوئی حرج نہیں۔[(۴)]

ہوائی جہاز میں نماز

سوال:... کیا ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا یا پڑھانا جائز ہے؟ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ جائز ہے، مگر کچھ نے یہ دلیل دی کہ جہاز فضا میں ہوتا ہے جبکہ نماز میں سجدہ زمین پر کرنا ضروری ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... اس میں علماء کا اِختلاف ہے کہ ہوائی جہاز میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اِرشاد فرماتے تھے کہ ہوائی جہاز میں نماز ہوجاتی ہے، اور ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرماتے تھے کہ نہیں ہوتی۔

یہ بندہ کبھی ایک بزرگ کے قول پر عمل کرتے ہوئے جہاز میں نماز پڑھ لیتا ہے، اور کبھی دُوسرے کے قول پر عمل کرتے ہوئے

---

(۱) یکرہ أن یصلي وبین یدیہ أو فوق رأسہ تصاویر ...... وأشدھا کراھۃ أن تکون أمام المصلي ثم فوق رأسہ ثم یمینہ ثم یسارہ ثم خلفہ ھٰکذا في الکافي۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۷)۔

(۲) عن أبي طلحۃ رضي اللہ عنہ قال: قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تدخل الملائکۃ بیتًا فیہ کلب ولَا تصاویر۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ ص:۳۸۵)۔

(۳) تکرہ کراھۃ جعل الصورۃ في البیت للحدیث إن الملائکۃ لَا تدخل بیتًا فیہ کلب أو صورۃ۔ (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۹۴، طبع بیروت، عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۷)۔

(۴) ولو کانت الصورۃ صغیرۃ بحیث لَا تبدو للناظر لَا یکرہ۔ (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۹۵، طبع بیروت)۔ لو کان فوق الثوب الذي فیہ صورۃ ثوب ساتر لہ فإنہ لَا یکرہ ان یصلّی فیہ لِاستتارھا بالثوب الآخر۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۹، طبع بیروت)۔

نماز میں تأخیر کر لیتا ہے۔ جگہ اگر صاف ستھری مل جائے تو پڑھ لیتا ہے، اور اگر جگہ خراب ہو تو نہیں پڑھتا۔

پانی کے ٹینک پر نماز

سوال:... ہماری بلڈنگ کے انڈر گراؤنڈ پانی کے ٹینک کے فرش پر باجماعت نماز پڑھنے کا انتظام ہے، باقاعدہ اَذان بذریعہ مائیک دی جاتی ہے، بیس پچیس نمازی نماز پڑھتے ہیں، رمضان شریف میں نمازِ تراویح بھی ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ پانی کے ٹینک کے اُوپر نماز پڑھنا جائز نہیں، براہِ کرم اس مسئلے پر روشنی ڈالئے۔

جواب:... مجھے تو ایسا مسئلہ معلوم نہیں کہ اگر پانی کے ٹینک پر پکا فرش بچھا ہوا ہو تو اس پر نماز نہیں ہوتی۔

نجاست کے قریب نماز پڑھنا

سوال:... کیا ایسی جگہ نمازِ جنازہ کی ادائیگی دُرست ہے کہ جہاں گوبر پڑا ہوا ہو، اور واضح نظر آتا ہو، لیکن ہو خشک اور اس کو روزانہ پانی بھی دیا جاتا ہو، یعنی پُرانا گوبر ہو، اور متبادل جگہ بھی موجود ہو، کوئی خاص مشکل نہ ہو؟

جواب:... نجاست کے قریب نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[1]

(۱) وتکره الصلٰوة أيضًا في معاطن الإبل ...... والعلة كونها مواضع النجاسة ...إلخ۔ (حلبی کبیر ص:۳۶۳)، لو صلّى وبين يديه عذره أو غيرها من النجاسات بلا حائل حيث يكره لذٰلک۔ (حلبی کبیر ص:۳۶۶)۔

نماز ادا کرنے کا طریقہ

دورانِ نماز نظر کہاں ہونی چاہئے؟

سوال:... جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ہماری نگاہ کہاں ہونی چاہئے؟ جب رُکوع میں جاتے ہیں تو نگاہ کہاں کہاں ہونی چاہئے؟ ذرا تفصیل سے بتائیے گا۔

جواب:... قیام کی حالت میں نظر سجدہ کی جگہ ہونی چاہئے، رُکوع میں قدموں پر، سجدہ میں ناک کی کونپل پر، قعدہ میں رانوں پر اور سلام کہتے ہوئے دائیں اور بائیں کندھے پر۔[1]

نماز میں پیروں کے درمیان فاصلہ اور انگوٹھے کا زمین سے لگا رہنا

سوال:... جب ہم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوں تو کیا ہمارے پیروں کے درمیان کا فاصلہ چار اُنگل کا ہونا چاہئے یا اس سے زیادہ؟ اور کیا سیدھے پیر کا انگوٹھا زمین سے لگے رہنا چاہئے یا نہیں؟ جبکہ بہت سے لوگ ایک ایک فٹ کا درمیان فاصلہ رکھتے ہیں اور پیر کا انگوٹھا بھی ایک جگہ نہیں رکھتے، تو کیا یہ دونوں طریقے صحیح ہیں؟

جواب:... دونوں پاؤں کی ایڑیوں کے درمیان چار انگشت کے قریب فاصلہ مستحب لکھا ہے،[2] پاؤں کا انگوٹھا اگر اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی، مگر بلاضرورت ایسا نہ کرنا چاہئے۔

نماز کی نیت کا طریقہ

سوال:... ہم جب نماز پڑھنے کے لئے نیت کرتے ہیں تو میں یوں کہتا ہوں: ''میں نیت کرتا ہوں چار رکعات فرضِ عین عصر کی، اس اِمام کے پیچھے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر''۔

۱:... کیا کسی صحابی یا رسول اللہ نے اسی طرح کے الفاظ سے نیت کی تھی؟

۲:... کیا ان الفاظ کو زبان سے ادا کرنا بدعت ہے؟

---

(۱) (وآدابها) نظره إلى موضع سجوده حال القيام وإلى ظهر قدميه حالة الركوع وإلى ارنبته حالة السجود وإلى حجره حالة القعود وعند التسليمة الأولى إلى منكبه الأيمن وعند الثانية إلى منكبه الأيسر۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۷۲، ۷۳، البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۱۵)۔

(۲) وينبغي أن يكون بينهما مقدار أربع أصابع اليد لأنه أقرب إلى الخشوع۔ (شامی ج:۱ ص:۴۴۴)۔

۳:... آپ ہمیں بتائیے کہ صحیح نیت کس طرح ہے اور کیسے ادا کرنا چاہئے؟

جواب:... نیت دِل کا فعل ہے، یعنی آدمی دِل میں یہ اِرادہ کرلے کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں، زبان سے یہ الفاظ کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، صحابہؓ و تابعینؒ سے اور ائمہ دِین سے منقول نہیں، لیکن متأخرین نے اس خیال سے اس کو مستحسن قرار دیا ہے کہ نماز کی نیت کے وقت آج کل لوگوں کو وساوس و خیالات کا ہجوم ہوتا ہے، اس لئے یکسو ہوکر نماز کی نیت نہیں کرتے، اس کا علاج یہ ہے کہ زبان سے ان الفاظ کو کہہ لیں، کیونکہ زبان سے الفاظ ادا کرنے کی صورت میں دِل متوجہ ہوجائے گا، اس لئے زبان سے نیت کرنا خود مقصود نہیں، نہ ضروری ہے، بلکہ مقصود کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے اس کو متأخرین نے مستحسن قرار دِیا ہے۔[1]

نیت نماز میں بھولے نفل کی جگہ سنت بولنا

سوال:... فرض کی نیت کرتے وقت بھول سے سنت یا نفل زبان سے نکل گیا، یا سنت یا نفل کی نیت کے وقت بھولے سے فرض کہہ دیا اور نماز شروع کردی، تو نماز توڑ کر دوبارہ نیت باندھی جائے یا نماز ہی میں نیت کی اصلاح کرلی جائے؟

جواب:... نیت دِل کا فعل ہے، دِل میں جس نماز کے پڑھنے کی نیت تھی وہ نماز ہوگی۔[2]

سلام پھیرتے وقت نگاہ کہاں ہونی چاہئے؟

سوال:... نماز ختم کرتے وقت (یعنی سلام پھیرتے وقت) دو کاندھوں کو دیکھتے ہوئے سلام پھیرنا چاہئے؟

جواب:... جی ہاں! سلام پھیرتے وقت نظر کندھے پر ہونی چاہئے۔[3]

نماز میں دائیں بائیں دیکھنا

سوال:... اگر کوئی شخص نماز میں دائیں بائیں دیکھے، سر کو موڑ کر یا کن انکھیوں سے دیکھے تو کیا اس سے اس کی نماز میں نقص آئے گا یا ٹوٹ جائے گی؟ اور اگر کسی کا سینہ ہی مڑ جائے، اس سے بھی کیا نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں؟

جواب:... کن انکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہِ تنزیہی ہے، سر کو اِدھر اُدھر گھمانا مکروہِ تحریمی ہے، اور سینہ قبلے سے پھر جائے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے۔[4]

---

(۱) النية إرادة الدخول في الصلاة والشرط أن يعلم بقلبه أيّ صلاة يصلي ...... ومن عجز عن إحضار القلب يكفيه اللسان. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۵).

(۲) النية إرادة الدخول في الصلاة والشرط أن يعلم بقلبه أيّ صلاة يصلي. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۵).

(۳) وآدابها (الصلاة) نظره ..... عند التسليمة الأولى إلى منكبه الأيمن وعند الثانية إلى منكبه الأيسر. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۳).

(۴) ويكره أن يلتفت يمنة أو يسرة بأن يحول بعض وجهه عن القبلة فأما أن ينظر بموق عينه ولا يحول وجهه فلا بأس به. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۶) ولو حوّل القادر صدره عن القبلة فسدت صلاته ولو حول وجهه دون صدره لا تفسد. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۳).

تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ باقی تکبیریں سنت ہیں

سوال:... مقتدی محویت کے باعث یا کسی دُوسری وجہ سے تعدیلِ ارکان کے وقت تکبیر نہیں کہہ سکا یا کوئی تکبیر کہی اور کوئی نہیں کہی، (تکبیرِ تحریمہ ضرور کہہ چکا ہے)، تو اس نقص کے باعث کیا اس کی نماز فاسد ہوگئی؟ نیز یہ بھی فرمائیں کہ تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ دُوسری تمام تکبیریں فرض ہیں، واجب ہیں، سنت ہیں یا مستحب؟

جواب:... تکبیرِ تحریمہ فرض ہے،[1] باقی تکبیریں سنت ہیں،[2] اگر نہیں کہہ سکا تو تب بھی نماز ہوگئی۔[3]

تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانے کا صحیح طریقہ

سوال:... تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانے کی تین روایات ہیں، ایک کندھوں کے برابر کی، دُوسری کانوں کے برابر، اور تیسری سر کے برابر، سوال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کندھوں کے برابر تک ہاتھ اُٹھائے تھے یا راویوں نے جان بوجھ کر روایت کرتے وقت تغیر و تبدل کردیا، تاکہ اُمت میں تفرقہ پیدا ہوجائے؟

جواب:... تینوں روایات صحیح ہیں، اور ان میں کوئی تعارض نہیں، ہاتھوں کا نیچے کا حصہ کندھوں تک، انگوٹھا کانوں کی لو تک اور اُنگلیاں سر تک ہوں، انگوٹھوں کو کانوں کی لو سے مس کرنا چاہئے۔[4]

تکبیر کہتے وقت ہتھیلیوں کا رُخ کس طرف ہونا چاہئے؟

سوال:... جناب میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کو جب کانوں تک اُٹھایا جاتا ہے اس وقت ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب ہونا چاہئے، جبکہ میں نے اپنے گھر والوں اور دُوسرے نمازیوں کو دیکھا ہے کہ تکبیر کہتے وقت ان کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رُخ چہرے کی طرف ہوتا ہے، آپ سے گزارش ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیے کہ تکبیر کہنے کے دونوں طریقوں میں سے کون سا طریقہ صحیح ہے؟

جواب:... درمختار میں دونوں طریقے لکھے ہیں، اور دونوں صحیح ہیں، لیکن قبلہ رُخ ہونا زیادہ بہتر ہے۔[5]

---

(۱) (الفصل الأوّل فی فرائض الصلاة) وهی ست (منها التحریمة) ...إلخ. (عالگمیری ص:۶۸). وأیضًا من فرائضها التی لَا تصح بدونها التحریمة قائمًا وهی شرط. (در مختار) (وفی الشامی) (قوله التحریمة) المراد بها جملة ذکر خالص مثل الله أکبر ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۴۴۲، باب صفة الصلاة).

(۲) (سننها) ...... وجهر الإمام بالتکبیر ...... وتکبیر الرکوع ...... وتکبیر السجود ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۲).

(۳) ترک السنة لَا یوجب فسادًا ولَا سهوًا ...إلخ. (درمختار مع الشامی ص:۴۷۳، ۴۷۴).

(۴) (وکیفیتها) إذا أراد الدخول فی الصلاة کبّر ورفع یدیه حذاء أذنیه حتّی یحاذی بابهامیه شحمتی أذنیه وبرؤس الأصابع فروع أذنیه کذا فی التبیین. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۳).

(۵) ویستقبل بکفیه القبلة وقیل خدیه. (در مع الرد ج:۱ ص:۴۸۲)، (وأیضًا) ذکر الطحاوی انه یرفع یدیه ناشرًا أصابعه مستقبلًا بهما القبلة .... حتّی تکون الأصابع نحو القبلة ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۹۹).

تکبیرِ تحریمہ میں ہاتھ کہاں تک اُٹھائے جائیں؟

سوال:...نماز میں شروع کرتے وقت جو ہاتھ اُٹھائے جاتے ہیں اس کو کہاں تک اُٹھانا ہوگا؟ کیونکہ میرا بھائی سینے تک بھی نہیں اُٹھاتا، اور وہ کہتا ہے کہ صرف معمولی سا اُٹھانا کافی ہے۔

جواب:...درمختار میں ہے کہ انگوٹھے کا سرا کانوں کی لو کو لگنا چاہئے۔ (۱)

تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رُخ کس طرف ہو؟

سوال:...میں نے ایک کتابچہ جو کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم کا لکھا تھا، اس میں پڑھا کہ نماز شروع کرتے وقت ''ہاتھ کانوں تک اس طرح اُٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رُخ قبلے کی طرف ہو اور انگوٹھوں کے سرے کان کی لو سے یا تو بالکل مل جائیں یا اس کے برابر آجائیں، اور باقی اُنگلیاں اُوپر کی طرف سیدھی ہوں۔'' عرض یہ ہے کہ ہمارے محلے کی مسجد کے پیش امام ''اللہ اکبر'' کہتے وقت ہاتھوں کا رُخ بجائے قبلے کے کانوں کی طرف کرتے ہیں، یعنی اُن کی ہتھیلیاں قبلے کے رُخ نہیں ہوتی ہیں، تو کیا اس طرح نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:...نماز ہوجاتی ہے، مگر اچھا وہ ہے جو مولانا تقی عثمانی نے لکھا ہے۔ (۲)

مقتدیوں کو چاہئے کہ اِمام کی تکبیر ختم ہونے کا اِنتظار کریں

سوال:...بعض مساجد میں اِمام تکبیرِ تحریمہ (نماز کی پہلی تکبیر) بہت لمبی کہتے ہیں، اگر اِمام نے پہلی تکبیر اللہ اکبر کا آخری حرف ''ر'' ختم نہیں کیا اور مقتدی پہلے تکبیر ختم کرلے تو کیا مقتدی کی نماز اِمام کے پیچھے دُرست ہوگی؟

جواب:...اِمام کو چاہئے کہ تکبیر کو زیادہ لمبا نہ کھینچے، اور مقتدیوں کو چاہئے کہ اِمام کے تکبیر سے فارغ ہونے کا اِنتظار کریں، تاکہ ان کی تکبیر اِمام سے پہلے نہ ختم ہوجائے، اگر اِمام کی تکبیر ختم نہیں ہوئی اور مقتدی کی تکبیر پہلے ختم ہوگئی تو یہ مقتدی نماز میں شامل ہی نہیں ہوا، نہ اِمام کے پیچھے اس کی نماز ہوئی۔ الغرض مقتدی کی نماز شروع ہونے کے لئے شرط ہے کہ اس کی تکبیرِ تحریمہ اِمام کی تکبیرِ تحریمہ پوری ہونے سے پہلے ختم نہ ہوجائے، ورنہ مقتدی کی نماز نہیں ہوگی۔ (۳)

اِمام تکبیرِ تحریمہ کب کہے؟

سوال:...ہماری مسجد کے اِمام صاحب ''تکبیر'' ختم ہونے سے پہلے ہی ''اللہ اکبر'' کہہ کر نیت باندھ لیتے ہیں، آپ بتایئے جب پوری تکبیر ہوجائے ہم اس وقت نیت باندھیں یا پھر اِمام صاحب کے ساتھ نیت باندھیں؟

(۱، ۲) ورفع یدیه ماسا بأبهامه شحمتی أذنیه. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۴۸۲).

(۳) اجمعوا علی أن المقتدی لو فرغ من قوله الله قبل فراغ الإمام من ذٰلک لَا یکون شارعًا فی الصلٰوة. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۹).

جواب:... بہتر یہ ہے کہ اِمام اِقامت ختم ہونے پر تکبیرِ تحریمہ کہے، تاکہ اِقامت کہنے والا بھی ساتھ شریک ہوسکے۔[۱]

اِمام اور مقتدی تکبیرِ تحریمہ کب کہیں؟

سوال:... تکبیرِ تحریمہ کہنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ بعض لوگ بلند آواز سے تکبیرِ تحریمہ کہتے ہیں، بعض آہستہ کہتے ہیں، بعض بالکل خاموشی سے ہاتھ اُٹھا کر باندھ لیتے ہیں، اس کے علاوہ بعض ائمہ تکبیر اتنی لمبی کھینچتے ہیں کہ بعض مقتدی پہلے ہی نیت باندھ چکے ہوتے ہیں، لہٰذا اس سلسلے میں اِمام اور مقتدی اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے شرعاً صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب:... تکبیرِ تحریمہ اتنی آواز سے کہی جائے کہ اپنے آپ کو سنائی دے۔[۲] اِمام کو چاہئے کہ تکبیر کو زیادہ لمبا نہ کھینچے، اور مقتدیوں کو چاہئے کہ اِمام کے تکبیر شروع کرنے کے بعد تکبیر شروع کریں اور ختم ہونے کے بعد ختم کریں،[۳] اگر مقتدی اِمام سے پہلے تکبیرِ تحریمہ ختم کردے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔[۴]

مقتدی کے لئے تکبیرِ اُولیٰ میں شرکت کے درجات

سوال:... میں نے سنا ہے کہ تکبیرِ اُولیٰ کے تین درجات ہیں: اوّل یہ کہ جب اِمام صاحب اللہ اکبر کہے تو ہم بھی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، دُوسرا یہ کہ جب اِمام صاحب قراءت شروع کریں اس سے پہلے ہم ہاتھ باندھ لیں، اور تیسرا یہ کہ اِمام صاحب کے رُکوع میں جانے سے پہلے ہم ہاتھ باندھ لیں، کیا یہ دُرست ہے؟ اگر دُرست ہے تو ہمیں تکبیرِ اُولیٰ کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب:... صحیح تو یہ ہے کہ تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت اس شخص کے لئے ہے جو اِمام کے تحریمہ کے وقت موجود ہو، بعض نے اس میں زیادہ وسعت پیدا کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو شخص قراءت شروع ہونے سے پہلے شریک ہوجائے اس کو بھی فضیلت حاصل ہوجائے گی، اور بعض نے مزید وسعت دیتے ہوئے کہا کہ جو قراءت ختم ہونے سے پہلے شریک ہوجائے اس کو بھی یہ فضیلت ہے۔[۵]

---

(۱) قال أبو یوسف: یشرع إذا فرغ من الإقامة محافظة علٰی فضیلة متابعة المؤذن واعانة للمؤذن علی الشروع معه. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۰۴).

(۲) ومنها ان الإمام یجهر بالتکبیر ویخفی به المنفرد والمقتدی لأن الأصل فی الأذکار هو الإخفاء، وإنما الجهر فی حق الإمام لحاجته إلی الإعلام. (البدائع ج:۱ ص:۱۹۹).

(۳) ومنها أن یکبّر المقتدی مقارنًا لتکبیر الإمام فهو أفضل باتفاق الروایات عن أبی حنیفة .... وقال أبو یوسف السُّنَّة أن یکبر بعد فراغ الإمام من التکبیر. (البدائع ج:۱ ص:۲۰۰).

(۴) فلو قال "الله" مع الإمام و"أکبر" قبله .... لم یصح فی الأصح کما لو فرغ من "الله" قبل الإمام. (در مع الرد ج:۱ ص:۴۸۰).

(۵) وتظهر فائدة الخلاف فی وقت إدراک فضیلة تکبیرة الإفتتاح فعنده المقارنة وعنهما إذا کبّر فی وقت الثناء قیل بالشروع قبل قراءة ثلاث آیات لو کان المقتدی حاضرًا وقیل سبع لو غائبًا، وقیل بإدراک الرکعة الأولٰی وهذا أوسع وهو الصحیح. (شامی ج:۱ ص:۵۲۶).

تکبیرِ تحریمہ دوبار کہہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال:... اگر نمازی قصداً یا سہواً تکبیرِ تحریمہ یا سلام کے الفاظ دو مرتبہ ادا کرلے تو اس سے نماز فاسد ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب:... نماز ہوجائے گی۔[۱]

نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے

سوال:... بعض لوگ نیت کرنے کے بعد ہاتھ کو باندھتے نہیں، کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے؟ اور کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف طریقوں سے نماز ادا کی ہے؟

جواب:... ہاتھ باندھنا سنت سے ثابت ہے، اس لئے جمہورِ اُمت کے نزدیک یہ سنت ہے۔[۲]

رفع یدین کرنا کیسا ہے؟

سوال:... کیا رفع یدین جائز ہے؟ جبکہ بعض کرتے ہیں اور بعض ترک کرتے ہیں۔

جواب:... رفع یدین تکبیرِ تحریمہ کے لئے بالاتفاق سنت ہے، اس کے علاوہ دُوسرے مواقع پر رفع یدین نہ کرنا بہتر ہے۔[۳]

کیا رفع یدین ضروری ہے؟

سوال:... ہمارے پڑوس میں کچھ لوگ رہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ بغیر رفع یدین کے تمہاری نماز بالکل نہیں ہوتی، اور (سنن الکبریٰ بیہقی) سے حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال تک رفع یدین کیا، جبکہ ہم رفع یدین نہیں کرتے، ہمارے پاس کوئی بھی عالم نہیں جس سے ہم یہ مسئلہ پوچھ سکیں، مہربانی فرماکر آپ اس مسئلے کی مکمل وضاحت فرمائیں۔

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ترکِ رفع یدین بھی ثابت ہے،[۴] اور ہمارے اِمام ابوحنیفہؒ اور بہت سے ائمہ دین

---

(۱) وإذا شک المقتدی انه هل کبّر مع الإمام أو بعده یحکم باکبر رأیه ...... والأحوط أن یکبّر ثانیًا لیقطع الشک بالیقین. (حلبی کبیر ص:۲۶۱).

(۲) فقد قال عامة العلماء أن السُّنّة هی وضع الیمین علی الشمال ...... ولنا ما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال: ثلاث من سنن المرسلین ...... وفی روایة وضع الیمین علی الشمال تحت السُّرّة فی الصلاة ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۰۱).

(۳) اما أصل الرفع فلما روی عن ابن عباس وابن عمر رضی الله عنهما موقوفًا علیهما ومرفوعًا إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه قال: لَا ترفع الأیدی إلّا فی سبع مواطن، وذکر من جملتها تکبیرة الإفتتاح ...... وعلی هذا إجماع السلف ...إلخ. (بدائع صنائع ج:۱ ص:۱۹۹).

(۴) (وفی شرح معانی الآثار للطحاوی) عن براء بن عازب قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم إذا کبّر لإفتتاح الصلاة رفع یدیه حتی یکون ابهاماه قریبًا من شحمتی أذنیه ثم لَا یعود. (ص:۱۶۲). عن الأسود قال: رأیت عمر بن الخطاب یرفع یدیه فی أوّل تکبیرة ثم لَا یعود. (ص:۱۶۴). (وفی الترمذی) عن ابن مسعود رضی الله عنه قال: ألَا أصلی بکم صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ فصلّی فلم یرفع یدیه إلّا فی أوّل مرة. (ص:۳۵).

نے اسی کو اختیار کیا ہے۔[1] جو حضرات رفع یدین کے قائل ہیں وہ بھی اس کو مستحب اور افضل ہی فرماتے ہیں، فرض و واجب نہیں کہتے، اس لئے یہ کہنا کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی، خالص جہالت ہے۔ سننِ کبریٰ کی جس روایت کا آپ نے ذکر کیا ہے، وہ حد درجہ کمزور ہے، بلکہ بعض محدثین نے اس کو موضوع (من گھڑت) کہا ہے، (دیکھئے: حاشیہ نصب الرایہ ج:۱ ص:۴۱۰)۔

سنت سمجھ کر رفع یدین کرنے میں کیا حرج ہے؟

سوال:... میں کوشش کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ سنت پر عمل کروں، اس وقت بخاری شریف زیرِ مطالعہ ہے، اس میں رفع یدین کا ذِکر ہے، میں سنت سمجھ کر بعض نمازوں میں رفع یدین کی، تو دوستوں نے روکا کہ ہم حنفی ہیں، ہمیں اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ لہٰذا اب میں نے رفع یدین چھوڑ دی ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ سنت سمجھ کر کبھی رفع یدین کرلی جائے تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟ آپ کی کیا رائے ہے؟ قرآن و سنت کی رُو سے واضح فرمادیں۔

جواب:... جس طرح رفع یدین سنت ہے، اسی طرح ترکِ رفع یدین بھی سنت ہے،[2] بلکہ یہ آخری سنت ہے، اس لئے رفع یدین کو سنت سمجھ کر کرنے میں تو کوئی مضائقہ نہیں، مگر جو شخص حقیقتِ حال سے واقف نہیں، وہ یہ سمجھے گا کہ رفع یدین تو سنت ہے، مگر ترکِ رفع یدین سنت نہیں۔ اس میں دو خرابیاں ہوں گی، ایک تو سنت کے سنت ہونے کی نفی کرنا، دُوسرے تارکینِ رفع یدین کو تارکِ سنت سمجھنا، واللہ اعلم!

نیت اور رُکوع کرنے میں ہاتھ نہ چھوڑیں

سوال:... نماز کی نیت کرکے ہاتھ کانوں کی لو تک اُٹھاکر گھٹنوں تک چھوڑ کر پھر ناف کے نیچے باندھنے چاہئیں یا کانوں کی لو تک اُٹھاکر فوراً ناف کے نیچے باندھ لیں؟ نیز ایسے ہی رُکوع میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھوں کو گھٹنوں تک چھوڑ کر چند سیکنڈ کھڑے ہوکر رُکوع میں جائیں یا بندھے ہوئے ہاتھ چھوڑ کر فوراً رُکوع میں چلے جائیں؟

جواب:... ہاتھ چھوڑنے کی ضرورت نہیں، کانوں کی لو تک اُٹھاکر ہاتھ باندھ لیں، اسی طرح رُکوع کو جاتے ہوئے ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں، ہاتھ چھوڑ کر رُکوع میں چلے جائیں۔

عورت کا کھڑے ہوکر نماز شروع کرکے بیٹھ کر ختم کرنا

سوال:... گھر کی خواتین جب نماز پڑھتی ہیں تو پہلے کھڑے ہوکر شروع کرتی ہیں، اس کے بعد بیٹھ کر ساری رکعتیں پڑھتی ہیں، سنت نفل بھی بیٹھ کر پڑھتی ہیں، میں نے ان کو بہت مرتبہ روکا اور سمجھایا ہے، لیکن وہ کہتی ہیں ہمیں حافظ صاحب نے بتایا ہے کہ عورتوں کو نماز بیٹھ کر پڑھنی چاہئے، اسی لئے ہم بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ کیا اس طرح بیٹھ کر پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے؟ کیا انہوں نے اب

---

(۱) وأما رفع البدين عند التكبير فليس بسُنَّة في الفرائض عندنا إلّا في تكبيرة الإفتتاح. (بدائع صنائع ج:۱ ص:۲۰۷)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ دیکھیں۔

تک جو نمازیں پڑھی ہیں، وہ اَدا ہوگئیں؟ اگر نہیں تو پھر کیا کیا جائے؟

جواب:... نماز میں قیام کرنا فرض ہے،[1] اور ''قیام'' کہتے ہیں کھڑے ہونے کو، اس لئے فرض نماز اور وتر نماز بیٹھ کر نہیں ہوتی، جبکہ آدمی کھڑا ہونے کی طاقت رکھتا ہو۔ جو حکم مرد کا ہے، وہی عورت کا۔ آپ کے گھر کی خواتین نے جتنی نمازیں بیٹھ کر پڑھی ہیں، وہ اَدا نہیں ہوئیں، ان کو دوبارہ پڑھیں۔ جس حافظ صاحب نے ان کو بتایا ہے، وہ کوئی جاہل ہوگا، اس حافظ صاحب سے کہو کہ کس کتاب سے تم نے یہ مسئلہ بتایا ہے...؟

کھڑے ہونے پر سانس پھولے تو کیا بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:... میری ماں کی عمر چالیس سال ہے، کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے ان کی سانس پھول جاتی ہے، پہلی کھڑے ہوکر دو رکعت، پھر بیٹھ کر یا فرض کی پوری رکعتیں بیٹھ کر اَدا کرسکتی ہیں کیا؟

جواب:... فرض نماز تو کھڑے ہوکر ہی پڑھنی چاہئے، اگر آدمی کھڑا نہ ہوسکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ آپ کی والدہ کوشش کیا کریں جتنی رکعتیں کھڑے ہوکر پڑھ سکتی ہیں، کھڑے ہوکر پڑھیں، جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر پڑھ لیا کریں۔[2]

رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کی کیفیت

سوال:... رُکوع میں جاتے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے وقت آیا اُنگلیاں کھلی رکھیں گے یا بند؟ اور ہاتھ کے رکھنے کی کیا کیفیت ہوگی؟

جواب:... اُنگلیاں کھلی رکھنی چاہئیں، اور ہاتھ سے گھٹنوں کو پکڑ لینا چاہئے۔[3]

کیا رُکوع کی حالت میں گھٹنوں میں خم ہونا چاہئے

سوال:... جب آدمی رُکوع میں ہوتا ہے تو اس وقت ٹانگوں کو خم کرنا چاہئے یا سیدھی رکھنی چاہئیں؟ ہمارے ایک صاحب کہتے ہیں کہ اس وقت پورے جسم کو لفظ ''محمد'' کی شکل کی طرح بنانا چاہئے، اور میں کہتا ہوں کہ سر اور کمر ایک سیدھ میں اور ٹانگیں اور گھٹنے ایک سیدھ میں ہونے چاہئیں اور وہ کہتے ہیں کہ گھٹنوں میں خم ہونا چاہئے۔

جواب:... آپ صحیح کہتے ہیں۔[4]

---

(۱) ومنها القيام وهو فرض في صلاة الفرض والوتر. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۹). أيضًا: ومنها القيام في فرض وملحق به .... لقادر عليه وعلى السجود. (تنوير الأبصار مع الدر المختار ج:۱ ص:۴۴۴).

(۲) ومنها القيام وهو فرض في صلاة الفرض والوتر. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۹).

(۳) ويضع يديه في الركوع على ركبتيه معتمدًا بهما ويفرج أصابعه ...الخ. (حلبی کبیر ص:۳۱۵).

(۴) وينصب ساقيه فجعلهما شبه القوس كما يفعله كثير من العوام مكروه بحر. (الشامية ج:۱ ص:۴۹۴).

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رُکوع میں کتنا جھکے؟

سوال:... بیٹھ کر نماز پڑھتے وقت رُکوع میں کہاں تک جھکنا چاہئے؟

جواب:... اتنا جھکیں کہ سر گھٹنوں کے برابر آجائے۔[1]

کیا اِمام بھی ''ربنا لک الحمد'' پڑھے؟

سوال:... کیا اِمام بھی ''ربنا لک الحمد'' پڑھے گا؟ نہ پڑھنے سے نماز میں کوئی کمی واقع ہوگی؟

جواب:... یہ اِمام کو بھی کہنا چاہئے۔[2]

کیا رُکوع سے تھوڑا سا اُٹھ کر سجدے میں جانا دُرست ہے؟

سوال:... رُکوع سے تھوڑا سا اُٹھ کر فوراً سجدے میں جانے میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟ اگر ہے تو صحیح سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب:... بالکل سیدھا کھڑا ہوجائے اور ایک تسبیح کی مقدار کھڑا رہے۔ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کے بعد اِطمینان سے کھڑے ہوکر ''ربنا لک الحمد'' کہے۔[3]

رُکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور پہلے سجدے کے بعد سیدھا بیٹھنا واجب ہے

سوال:... بہت سارے نمازیوں کو دیکھا ہے کہ رُکوع کے بعد سیدھا کھڑے بھی نہیں ہوتے کہ سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک سجدے کے بعد سیدھا بیٹھتے بھی نہیں کہ دُوسرا سجدہ کرلیتے ہیں۔ کیا اس طرح نماز دُرست ہوتی ہے؟ رُکوع کے بعد اور ایک سجدہ اور دُوسرے سجدے کے درمیان کتنا رُکنا ضروری ہے؟

جواب:... رُکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔ اگر کسی نے یہ واجب ترک کردیا تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ افسوس ہے کہ بہت سے نمازی اس مسئلے میں غلطی کرتے ہیں۔[4]

---

(۱) ولو كان يصلي قاعدًا ينبغي أن يحاذي جبهته قدام ركبتيه ليحصل الركوع اهـ. قلت ولعله على تمام الركوع وإلّا فقد علمت حصوله بأصل طأطأة الرأس أي مع إنحناء الظهر تأمل. (الشامية ج:۱ ص:۴۴۸، بحث الركوع والسجود).

(۲) ان المصلي لَا يخلوا أما إن كان إمامًا أو مقتديا أو منفردا فإن كان إمامًا يقول: سمع الله لمن حمده، ولَا يقول: ربنا لك الحمد في قول أبي حنيفة، وقال أبو يوسف ومحمد والشافعي يجمع بين التسميع والتحميد، وروى عن أبي حنيفة مثل قولهما احتجوا بما روى عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع رأسه من الركوع قال: سمع الله لمن حمده ربّنا لك الحمد، وغالب أحواله كان هو الإمام. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۰۹، طبع سعيد).

(۳) ثم بعد إتمام الركوع برفع رأسه حتى يستوى قائمًا ويقول الإمام حال الرفع: سمع الله لمن حمده ...... وإن كان المصلي مقتديا فإنه يأتي بالتحميد ...... وإن كان المصلي منفردًا يأتي بهما. (حلبي كبير ص:۳۱۸، طبع سهيل اكيڈمی).

(۴) قال الشيخ كمال الدين بن الهمام. وينبغي أن تكون القومة والجلسة واجبتين للمواظبة. (حلبي كبير ص:۲۹۴).

سمع اللہ لمن حمدہ کے بجائے اللہ اکبر کہہ دیا تو نماز ہوگئی

سوال:... گزشتہ دنوں ہمارے محلے کی مسجد میں اِمام صاحب رُخصت پر تھے، نمازیوں میں سے ایک صاحب نے نمازِ عشاء کی اِمامت کی، آخری دو رکعتوں میں انہوں نے رُکوع سے اُٹھتے وقت ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کے بجائے ''اللہ اکبر'' کے کلمات ادا کئے، نماز کے بعد اکثر مقتدی کہہ رہے تھے کہ نماز دوبارہ ادا کی جائے، چند ایک نے کہا نماز دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، پھر نماز دوبارہ ادا نہ کی گئی، اکثر مقتدی غیر مطمئن ہوکر چلے گئے، کیا جب اِمام رُکوع سے اُٹھتے وقت بھول کر ''اللہ اکبر'' کہے تو مقتدی کو کیا لقمہ دینا چاہئے اور کیا اس طرح نماز دُرست ہوگی؟

جواب:... نماز صحیح ہوگئی، لقمہ دینے کی ضرورت نہیں۔[1]

رُکوع کے بعد کیا کہے؟

سوال:... نماز کے اندر رُکوع سے اُٹھ کر ''ربنا لک الحمد حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ'' کیا پورا پڑھنا چاہئے اور اسی طرح دوسجدوں کے درمیان جلسہ میں وہ دُعا جو عام طور پر نماز کی کتابوں میں لکھی ہوتی ہے، کیا وہ بھی پوری پڑھنی چاہئے؟

جواب:... یہ دُعائیں عموماً نفل نماز میں پڑھی جاتی ہیں، فرض نماز میں بھی اگر پڑھ لے تو اچھا ہے، اور اگر اِمام ہو تو اس کا لحاظ رکھے کہ مقتدیوں کو گرانی نہ ہو۔[2]

سجدے میں ناک زمین پر لگانا

سوال:... نماز میں میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے کہ سجدہ کرتے وقت ناک کو صرف ایک بار زمین سے لگاتے ہیں پھر سجدہ مکمل کرنے تک ماتھا ہی لگائے رکھتے ہیں، کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... سجدہ میں پیشانی اور ناک لگانا دونوں ضروری ہیں، صرف پیشانی لگانا، ناک نہ لگانا مکروہِ تحریمی ہے،[3] اور ایسی نماز کا لوٹانا واجب ہے،[4] اور ایک بار ناک لگاکر پھر نہ لگانا بُرا ہے۔[5]

---

(۱) (قوله مسمعًا) أي قائلًا سمع الله لمن حمده، وأفاد أنه لا يكبر حالة الرفع خلافًا لما في المحيط من أنه سنة وان ادّعى الطحاوي تواتر العمل به ...إلخ۔ (الشامية ج:۱ ص:۴۹۲، مطلب في إطالة الركوع للجائي)۔

(۲) (وليس بينهما ذكر مسنون، وكذا) ليس (بعد رفعه من الركوع) دُعاء .... (على المذهب) وما ورد محمول على النفل (درمختار) (وقال الشامي تحت قوله محمول على النفل) ...... وقال على أنه إن ثبت في المكتوبة فليكن في حالة الإنفراد، أو الجماعة والمأمومون محصورون لا يتثقلون بذلك ...إلخ۔ (الشامية ج:۱ ص:۵۰۶ قبيل مطلب مهم في عقد الأصابع عند التشهد)۔

(۳) وكمال السُّنّة في السجود وضع الجبهة والأنف جميعًا ولو وضع أحدهما فقط إن كان من عذر لا يكره وإن كان من غير عذر فإن وضع جبهته دون أنفه جاز إجماعًا ويكره۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۷۰، طبع بلوچستان)۔

(۴) كل صلاة أديت مع كراهة التحريم يجب إعادتها۔ (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۴۵۷)۔

(۵) (وكره إقتصاره) في السجود (على أحدهما) ومنها الإكتفاء بالأنف بلا عذر وإليه صح رجوع وعليه الفتوى ...إلخ۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۴۹۸، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

نماز کا سجدہ زمین پر نہ کرسکے تو کس طرح کرے؟

سوال:... میری ٹانگ گرنے کی وجہ سے کمزور ہے، اور گھٹنے میں درد کی وجہ سے سجدہ زمین پر نہیں کرسکتی ہوں، اور زمین سے کچھ اُوپر تک سجدہ ہوتا ہے، کیا ایسا سجدہ کروں یا کہ کسی چیز کو رکھ کر سجدہ کروں؟ مہربانی سے بتائیے کہ کیا اس طرح میری نماز ہوجائے گی؟

جواب:... اگر آپ کو سجدہ کرنے پر قدرت نہیں تو سجدہ کا اشارہ کرلینا کافی ہے،[1] کوئی چیز آگے رکھ کر اس پر سجدہ کرنا کوئی ضروری نہیں۔[2]

سجدے میں کہنیاں پھیلانا اور ران پر رکھنا

سوال:... سجدہ میں کچھ لوگ اپنی کہنیاں ران پر رکھ کر سجدہ کرتے اور اُٹھتے ہیں، اور کچھ لوگ سجدہ میں اپنی کہنیاں اس طرح دائیں بائیں پھیلا دیتے ہیں کہ ساتھ والے نمازی کی چھاتی میں ان کی کہنیاں جالگتی ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... جماعت میں کہنیاں زیادہ نہیں پھیلانی چاہئیں جس سے دُوسروں کو تکلیف ہو، گھٹنوں پر کہنیاں رکھنا اگر ضرورت سے ہو تو جائز ہے۔[3]

سجدے میں جانے کا طریقہ

سوال:... سجدے میں جاتے وقت پہلے کیا رکھیں گے؟ آیا ہاتھ اور گھٹنے؟ اور سجدے کی حالت میں کن کن چیزوں کا زمین پر رکھنا ضروری ہے، جن کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی؟

جواب:... جاتے ہوئے پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر پیشانی رکھی جائے۔ سجدہ سات اَعضاء پر کیا جاتا ہے: پیشانی (مع ناک) دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے (پاؤں کا اگلا حصہ)۔[4]

سجدے میں ناک زمین پر رکھنے کی شرعی حیثیت

سوال:... سجدے میں ناک زمین پر رکھنا سنت ہے یا واجب یا فرض؟ اگر کوئی شخص بلا کسی عذر کے دورانِ سجدہ ناک کبھی

---

(۱) وان عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر على القعود يصلى قاعدًا بايماء ويجعل السجود أخفض من الركوع كذا في فتاوىٰ قاضيخان حتى لو سوّى لم يصح كذا في البحر الرائق۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۳۶، طبع بلوچستان)۔

(۲) ويكره للمومي أن يرفع إليه عودا أو وسادة ليسجد عليه، فإن فعل ذلك ينظر إن كان يخفض رأسه للركوع ثم للسجود أخفض من الركوع جازت صلاته كذا في الخلاصة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۳۶)۔

(۳) ويبدى ضبعيه لقوله عليه السلام وابد ضبعيك ويروى وابدّ من الابداد وهو المد والأول من الابداء وهو الإظهار ويجافى بطنه عن فخذيه، لأنه عليه السلام كان إذا سجد جافى حتى ان بهمة لو أرادت أن تمر بين يديه لمرت وقيل إذا كان في الصف لَا يجافى كى لَا يؤذى جاره۔ (فتح القدير ج:۱ ص:۲۱۵، طبع دار صادر، بيروت)۔

(۴) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أمرت أن أسجد على سبعة أعظم على الجبهة واليدين والركبتين وأطراف القدمين ولَا نكفت الثياب والشعر۔ متفق عليه۔ (مشکوٰۃ ص:۸۳، باب السجود وفضله)۔

زمین پر رکھ لیتا ہے، کبھی اُٹھا لیتا ہے، تو اس طرح سجدہ کرنے سے نماز دُرست ہوگی یا نہیں؟

جواب:... سجدے میں پیشانی اور ناک دونوں زمین پر رکھنا واجب ہے، ناک کو کبھی زمین پر رکھ لینا اور کبھی اُٹھا لینا غلط ہے۔ لیکن جب ایک بار ناک کو زمین پر رکھ لیا تو واجب اَدا ہوگیا، اور نماز ہوگئی، لیکن سنت کے خلاف ہوئی۔ [1]

دو سجدوں کے درمیان کتنی دیر بیٹھنا ضروری ہے

سوال:... دو سجدوں کے درمیان کتنی دیر بیٹھنا ضروری ہے؟ کیونکہ بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ ایک سجدے سے مکمل اُٹھ نہیں پاتے کہ دُوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں، اگر دو سجدوں کے درمیان کوئی دُعا حدیث میں ہو تو اس کو بھی لکھ دیں۔

جواب:... دونوں سجدوں کے درمیان بالکل سیدھا بیٹھ جائے، اور کم سے کم ایک تسبیح کی مقدار ٹھہرے اور "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ" پڑھے۔ [2]

سجدہ کرتے وقت اگر دونوں پاؤں زمین سے اُٹھ جائیں

سوال:... سجدہ کرتے وقت اگر دونوں پیر زمین سے اُٹھ جائیں تو کیا نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

جواب:... اگر تین مرتبہ "سبحان اللہ" کہنے کی مقدار اُٹھے رہے تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ [3]

اگر سجدے میں عورتوں کے پاؤں کے سرے اُٹھ جائیں تو نماز کا حکم

سوال:... عورتوں کے پیر کے سرے (سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے اُٹھتے ہوئے) زمین سے اُٹھ جاتے ہیں تو کیا ان کی نماز فاسد ہوجاتی ہے؟

جواب:... نماز فاسد نہیں ہوتی، [4] مگر عورت جب سمٹ کر سجدہ کرے گی تو پاؤں کیسے اُٹھ جائیں گے۔

کیا سجدے میں زمین سے دونوں پاؤں اُٹھ جانے سے نماز نہیں ہوتی

سوال:... عرض یہ ہے کہ گزشتہ دنوں حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "فضائلِ حج" کا مطالعہ کر رہا تھا، اس میں صفحہ نمبر ۱۵ (چوتھی فصل حج کی حقیقت) میں لکھا ہے نماز "سجدے میں دونوں پاؤں زمین سے اُٹھ جانے سے ضائع ہوجاتی ہے، اس

---

(۱) وكمال السُّنّة في السجود وضع الجبهة والأنف جميعًا، ولو وضع أحدهما فقط إن كان من عذر لَا يكره، وإن كان من غير عذر فإن وضع جبهته دون أنفه جاز إجماعًا ويكره وإن كان بالعكس فكذلك عند أبي حنيفة رحمه الله، وقالَا لَا يجوز وعليه الفتوىٰ. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۰، الفصل الأوّل في فرائض الصلاة، ومنها السجود).

(۲) وتعديل الأركان هو تسكين الجوارح حتى تطمئن مفاصله وأدناه قدر تسبيحة. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۱).

(۳) ولو سجد ولم يضع قدميه على الأرض لَا يجوز ولو وضع إحداهما جاز مع الكراهة إن كان بغير عذر ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۰). ومن شرط جواز السجود أن لَا يرفع قدميه فيه، فإن رفعهما في حال سجوده لَا تجزيه السجدة. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۶۳، باب صفة الصلاة، طبع مكتبه حقانيه).

(۴) فلو وضع ظهر القدم دون الأصابع .... تجوز صلاته كما لو قام على قدم واحد. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۰).

لئے کہ یہ بھی سکون اور وقار کے خلاف ہے۔''

جواب:... سجدے میں دونوں پاؤں یا ایک زمین سے لگانا فرض ہے، اگر سجدے میں ایک پاؤں بھی زمین سے نہیں لگایا تو نماز نہیں ہوگی۔ [۱]

سجدے کی جگہ کے پاس ریڈیو (بند حالت میں) ہو تو نماز کا حکم

سوال:... سجدے کی جگہ سے کچھ فاصلے پر ریڈیو (بند حالت) میں موجود ہو تو کیا نماز ہوجائے گی؟

جواب:... ہوجائے گی۔

دورانِ سجدہ ٹوپی کا فرش اور پیشانی کے درمیان آجانا

سوال:... نماز پڑھتے وقت دورانِ سجدہ اگر ٹوپی فرش اور پیشانی کے درمیان آجائے تو نماز میں کچھ خلل تو واقع نہیں ہوگا؟

جواب:... کوئی حرج نہیں۔ [۲]

سجدے کی حالت میں اگر بچہ گردن پر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے؟

سوال:... سجدے کی حالت میں اگر کوئی بچہ گردن پر یا پیٹھ پر آکر بیٹھ جائے، تو اس صورتِ حال میں بچے کو گرا کر سجدے سے اُٹھ جانا چاہئے یا سجدہ دراز کردیا جائے؟

جواب:... اگر ایک ہاتھ کے ساتھ بچے کو آہستہ سے اُتار دیا جائے تو بہتر ہے، ورنہ سجدہ لمبا کردیا جائے۔ [۳]

عورتیں مردوں کی طرح سجدہ کریں یا دبے انداز میں؟

سوال:... کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کو اُونچا سجدہ جیسا کہ مرد حضرات کرتے ہیں، کرنا چاہئے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مکہ شریف میں عورتیں اُونچا سجدہ کرتی ہیں، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کو ایسا سجدہ کرنا چاہئے جس میں ان کی ٹانگیں زمین سے لگی ہوں اور پیٹ اور ٹانگیں ملی ہوئی ہوں، یعنی دبے انداز میں سجدہ کرنا چاہئے، آپ بتایئے اس بارے میں

---

(۱) ولو سجد ولم يضع قدميه على الأرض لَا يجوز ولو وضع إحداهما جاز مع الكراهة إن كان بغير عذر۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۷۰، طبع بلوچستان)۔ أيضًا: ومن شرط جواز السجود أن لَا يرفع قدميه فيه فإن رفعهما في حال سجوده لَا تجزيه السجدة۔ (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۶۳، طبع حقانيه، ملتان)۔

(۲) ومنها أن يسجد على الجبهة والأنف من غير حائل من العمامة والقلنسوة ولو سجد على كور العمامة ووجد صلابة الأرض جاز عندنا۔ (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۱۰، طبع ايج ايم سعيد)۔

(۳) وعن أبي قتادة قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يؤم الناس وأمامة بنت أبي العاص على عاتقه، فإذا ركع وضعها وإذا رفع من السجود أعادها۔ متفق عليه۔ (مشكوٰة ص:۹۰)۔ وفي شرح المشكوٰة: لعل هذا مخصوص به عليه الصلوٰة والسلام أو وقع قبل ورود قوله عليه الصلوٰة والسلام ان في الصلاة لشغلًا أو لبيان الجواز فانه جائز مع الكراهة كما صرح به في المنية۔ (مرقاة شرح المشكوٰة ج:۲ ص:۳۲، باب ما لَا يجوز من العمل في الصلاة)۔

آپ کا کیا کہنا ہے؟ یعنی قرآن و سنت کی روشنی میں کیا دُرست ہے؟

جواب:... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت کو زمین سے چپک کر سجدہ کرنے کا حکم ہے،[1] حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہی ہدایت فرمائی تھی،[2] (مراسیل ابوداوٗد ص:۸، طبع کارخانہ کتب کراچی)۔

عورتوں کے سجدے کا طریقہ

سوال:... عورتوں کی نماز میں سجدہ کرنے کا طریقہ کس طرح ہے؟ آسان الفاظ میں بتائیے۔

جواب:... ''بہشتی زیور'' میں دیکھ لیا جائے۔ مختصر یہ کہ عورت بیٹھ کر دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے اور پھر اسی طرح سمٹ کر سجدے میں چلی جائے۔[3]

عورتوں کے سجدے کا طریقہ

سوال:... آپ کے کالم کی عرصہ دراز سے قاری ہوں، کئی بار لکھنے کا سوچا، آج آپ کی توجہ ۴ر اکتوبر کے صفحے پر آپ کے کالم کی طرف دِلانا چاہتی ہوں۔ آپ نے عورت کے سجدے کے بارے میں جواب دیا ہے کہ بیٹھ کر دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے اور پھر اسی طرح سمٹ کر سجدہ کرے۔ مہربانی کر کے آپ اس بارے میں حدیث شریف کا حوالہ دیجئے جو کہ بخاری کی ہو تو بہتر ہے۔ یہاں ہم خواتین اس بارے میں حدیث کی متلاشی ہیں، لیکن آج تک نظر سے نہیں گزری۔ ''بہشتی زیور'' یا کسی اور کتاب کا حوالہ نہ دیجئے گا۔ آپ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بارے میں بتائیے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو علیحدہ طریقے سے نماز سکھائی ہو۔

جواب:... بی بی! ''بہشتی زیور'' فقہِ حنفی کی مستند کتاب ہے، اور میں فقہِ حنفی کے مطابق مسائل لکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے اُمور میں مرد و عورت کے فرق کو ظاہر فرمایا ہے، مراسیل ابوداوٗد صفحہ:۸ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد مروی ہے، عورتوں کو فرمایا کہ: ''جب تم سجدہ کرو تو بدن کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو، کیونکہ عورت اس میں مرد کی طرح نہیں ہے'' (کنز العمال ج:۴ ص:۱۱۷)۔[4]

---

(۱) (والمرأة تنخفض) فلا تبدی عضديها (وتلصق بطنها بفخذيها) لأنه أستر ...إلخ. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۵۰۴، طبع سعيد كراچی) وكذا فی البحر الرائق: (قوله والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذيها) لأنه أستر لها فإنها عورة مستورة ويدل عليه ما رواه أبوداؤد فی مراسيله انه عليه الصلاة والسلام مر على امرأتين تصليان فقال: إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ليست فی ذٰلک كالرجل ...إلخ. (البحر ج:۱ ص:۳۳۹، طبع بيروت).

(۲) عن ابن عمر إذا سجدت المرأة ألصقت بطنها بفخذها كأستر ما يكون لها. (السنن الكبرىٰ للبيهقی ج:۲ ص:۲۲۳، طبع بيروت).

(۳) أما المرأة فإنها تنخفض .... وتلزق بطنها بفخذيها ...إلخ. (حلبی كبير ص:۳۲۲، طبع سهيل اكيڈمی لاهور).

(۴) فقال: إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ليست فی ذٰلک كالرجل. (مراسيل أبو داؤد مع سنن أبی داؤد ص:۸، طبع ايچ ايم سعيد كراچی، أيضًا: كنز العمال ج:۴ ص:۱۱۷، طبع بيروت).

عورت رُکوع بعد سیدھی سجدے میں چلی جائے یا پہلے بیٹھے؟

سوال:... میں جب نماز پڑھتی ہوں تو رُکوع کرنے کے بعد سیدھا سجدہ کرلیتی ہوں، مگر میری ایک سہیلی نے کہا کہ رُکوع کے بعد پہلے بیٹھنا چاہئے اور پھر سجدہ کرنا چاہئے، اب میں کچھ شک میں مبتلا ہوگئی ہوں، آپ دُرست طریقہ بتادیجئے۔

جواب:... آپ کی سہیلی نے جو طریقہ بتایا، وہ صحیح ہے، بیٹھ کر اور زمین کے ساتھ چمٹ کر سجدہ کرنا چاہئے۔ [1]

اگر کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا تو اب کیا کیا جائے؟

سوال:... کتاب احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق شائع کردہ قرآن محل کراچی، نماز کی صفت کے بیان میں لکھا ہے کہ نماز میں کسی رکعت میں غلطی سے ایک ہی سجدہ کیا اور دُوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو نماز فاسد نہ ہوگی، بلکہ ناقص ہوگی کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں، اگر کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا تو نماز نہیں ہوگی، احسن المسائل میں جو مسئلہ ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر دُوسرا سجدہ نہیں کیا اور دُوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی، لیکن اس سجدہ کا ادا کرنا ضروری ہے، جب بھی یاد آئے اس سجدہ کی قضا کرے، حتیٰ کہ اگر التحیات پڑھ کر سلام پھیر دیا تھا، پھر یاد آیا کہ میں نے ایک ہی سجدہ کیا تھا تو سلام پھیرنے کے بعد اگر نماز کو فاسد کرنے والی کوئی چیز نہیں پائی گئی تو اس سجدہ کو قضا کرلے اور سجدہ سہو بھی کرلے، اور اگر سلام پھیرنے کے بعد نماز کو فاسد کرنے والی کوئی چیز پائی گئی، اس کے بعد یاد آیا کہ سجدہ رہ گیا، تو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ دُوسرے سجدے کی تاخیر سے نماز فاسد نہ ہوگی، مگر دُوسرا سجدہ بھی ضروری اور فرض ہے۔ [2]

قومہ اور جلسہ کی شرعی حیثیت

سوال:... ہمارے محلے کا ایک آدمی کہتا ہے کہ صرف رُکوع، سجدہ یا قعدہ یا قیام نماز کے ارکان نہیں، بلکہ رُکوع کے بعد کچھ دیر کھڑا ہونا اپنی جگہ الگ رُکن ہے، اور کم از کم اتنی دیر کھڑے ہوں کہ معلوم ہو کہ یہ بھی رُکنِ نماز ہے۔ اسی طریقہ پر ایک سجدہ کے بعد اطمینان سے بیٹھنا یہ بھی اپنی جگہ ایک الگ رُکنِ نماز ہے، اور اتنی دیر بیٹھے کہ احساس ہو کہ یہ الگ رُکن ہے، فرمانے لگے کہ ان ارکان کو مقتدی سے ادا کروانے میں اِمام کا بڑا ہاتھ ہے۔ حضرت! ہماری مساجد میں جو شکل اکثریت میں ہے وہ شاید یہ ہے کہ اِمام تو بذاتِ خود یہ ارکان ادا کر پاتے ہیں مگر مقتدی نہیں کر پاتے، جس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اِمام حضرات تو رُکوع سے یا سجدے سے اُٹھتے وقت آدھے راستے میں سمع اللہ لمن حمدہ، اللہ اکبر شروع کردیتے ہیں، اور جب تک مقتدی اُٹھے اس وقت تک اِمام صاحب اپنے یہ ارکان فرما چکے ہوتے ہیں، مگر وہ اتنا مزید نہیں ٹھہرتے کہ مقتدی بھی چاہے مسئلے سے واقف ہوں یا نہ ہوں اپنے یہ ارکان ادا فرمالیں یا اِمام کے ٹھہرنے کی وجہ سے اس کے یہ ارکان از خود ادا ہوجائیں؟

---

(۱) اما المرأة فإنها تنخفض .... وتلزق بطنها بفخذيها ... إلخ۔ (حلبی کبیر ص:۳۲۲، طبع سهيل اكيڈمی لاهور)۔

(۲) حتى لو نسي سجدة من الأولى قضاها ولو بعد السلام قبل الكلام لكنه يتشهد ثم يسجد للسهو ثم يتشهد لأنه يبطل وبالعود إلى الصلبية والتلاوية ... إلخ۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۴۶۳، طبع ايچ ايم سعيد كراچی)۔

جواب:... نماز میں رُکوع کے بعد اطمینان کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونا، اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا (رکن تو نہیں مگر) واجب ہے، اس کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے، اور امام کو بھی لازم ہے کہ نماز اس طرح پڑھائے کہ مقتدی قومہ اور جلسہ اطمینان سے کرسکیں، ورنہ نماز کا اعادہ واجب ہوگا۔ (۱)

نماز کی چوری سے کیا مراد ہے؟

سوال:... ایک مولانا نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نماز کی چوری نہ کیا کرو، ہم نے معلوم کیا نماز کی چوری کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ فرض تو ہم پڑھتے ہیں نوافل چھوڑتے ہیں۔ ہم نے ان کو کہا کہ نوافل ہم پڑھیں تو ثواب ہے، اگر نہ پڑھیں تو کوئی گناہ نہیں، یہ تو نماز کی چوری نہ ہوئی۔

جواب:... نماز کی چوری یہ ہے کہ رُکوع، سجدہ اور دُوسرے ارکان اِطمینان سے نہ کرے۔ (۲)

ارکانِ نماز کو کتنا لمبا کرنا چاہئے؟

سوال:... نماز کے ہر رُکن کو کتنا لمبا کرنا چاہئے، جس سے نماز صحیح ہوتی ہے؟ کیونکہ بعضوں کو دیکھا گیا ہے رُکوع سے صحیح اُٹھنے نہیں پاتے کہ سجدے میں چلے جاتے ہیں، اور اسی طرح سجدے سے صحیح طرح نہیں بیٹھنے پاتے کہ دُوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں، آیا ان لوگوں کی نماز ناقص ہے یا کامل؟ اور اگر کوئی ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث وغیرہ ہو تو اس کو بھی ذکر فرمادیجئے۔

جواب:... رُکوع کے بعد قومہ میں اِطمینان سے کھڑا ہونا چاہئے، اس کے بعد سجدے میں جائے، اور دونوں سجدوں کے درمیان اِطمینان سے بیٹھ کر دُوسرے سجدے میں جائے، ورنہ نماز ناقص ہوگی، بلکہ ایسی نماز کا لوٹانا ضروری ہے۔ (۳)

جلدی کی وجہ سے نماز تیزی سے پڑھنا

سوال:... اگر جلدی بلکہ بہت جلدی ہو، تو کیا نماز ذرا تیزی سے پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... نماز اِطمینان سے پڑھنی چاہئے۔ (۴)

---

(۱) (وتعديل الأركان) أى تسكين الجوارح قدر تسبيحة فى الركوع والسجود، وكذا فى الرفع منهما على ما اختاره الكمال، (درمختار) وفى الشامية والحاصل ان الأصح رواية ودراية وجوب تعديل الأركان وأما القومة والجلسة وتعديلها فالمشهور فى المذهب السنة وروى وجوبها وهو الموافق للأدلة ...إلخ. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۴۶۴).

(۲) عن عبدالله بن أبى قتادة عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أسوأ الناس سرقة الذى يسرق صلاته! قالوا: يا رسول الله! وكيف يسرق صلاته؟ قال: لَا يتمّ ركوعها ولَا سجودها. (الترغيب والترهيب ج:۱ ص:۳۳۵، طبع بيروت).

(۳) قال الشيخ كمال الدين بن الهمام: وينبغى أن تكون القومة والجلسة واجبتين للمواظبة. (حلبى كبير ص:۲۹۴). أيضًا: كل صلاة اديت مع كراهة التحريم يجب إعادتها. (درمختار ج:۱ ص:۴۵۷، طبع ايچ ايم سعيد كراچى).

(۴) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ. (المؤمنون: ۱).

التحیات میں ہاتھ کہاں رکھنے چاہئیں؟

سوال:...میں نے سنا ہے کہ التحیات میں ہاتھ گھٹنوں پر نہیں رکھنا چاہئے، اس لئے کہ ہماری رُوح گھٹنوں سے نکلے گی؟

جواب:...قعدہ میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لے، اُنگلیاں قبلے کی طرف متوجہ رہیں، اس طرح کہ اُنگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب پہنچ جائیں، مگر گھٹنوں کو پکڑے نہیں، ورنہ اُنگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف نہیں رہے گا، تاہم اگر گھٹنوں کو پکڑ لے تب بھی جائز ہے، مگر افضل وہ ہے جو اُوپر لکھا گیا۔[1] اور آپ نے جو لکھا ہے کہ ''ہماری رُوح گھٹنوں سے نکلے گی'' یہ میں نے کہیں نہیں پڑھا۔

سوال:...یہ بھی سنا ہے کہ اُنگلیوں کو التحیات میں لٹکانا نہیں چاہئے کہ قیامت کے دن لٹکی ہوئی اُنگلیاں کاٹی جائیں گی، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:...میں نے یہ بات نہیں سنی، بظاہر فضول بات ہے۔

التحیات میں تشہد کے وقت کس ہاتھ کی اُنگلی اُٹھائیں؟

سوال:...قعدہ میں التحیات کے بعد ہماری مسجد میں ایک صاحب اُلٹے ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی تھامتے ہیں، کیا یہ صحیح طریقہ ہے؟ اور ان صاحب کو کس طرح سمجھایا جاسکتا ہے، کیونکہ وہ ادھیڑ عمر کے آدمی ہیں، اور نوجوان لوگ کچھ سمجھائیں تو یہ لوگ نوجوانوں کی عمر کا حوالہ دے کر اپنی بڑائی دکھاتے ہیں، اور صحیح بات کو تسلیم نہیں کرتے۔

جواب:...التحیات میں سیدھے ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی اُٹھائی جاتی ہے، اُلٹے ہاتھ کی نہیں، ان صاحب کو مسئلہ تو ضرور بتایا جائے، اس پر وہ عمل کرتے ہیں یا نہیں، یہ ان کا کام ہے۔[2]

اگر تشہد میں اُنگلی نہ اُٹھائی جائے تو کیا نماز ہوجائے گی؟

سوال:...(الف) ایک عالم دین سے دریافت کیا کہ ''التحیات'' کے دوران اُنگشتِ شہادت کا بلند کرنے اور گرانے کی شرعی نوعیت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ اس فعل کے بغیر بھی نماز ہوجاتی ہے۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ حدیث و فقہ کی روشنی میں اس فعل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (فرض، سنتِ مؤکدہ وغیرہ)۔ (ب) التحیات کے دوران کہاں سے اُنگلی بند کی جائے اور کہاں گرائی جائے؟ اور اُنگلی گراکر ہاتھ سیدھا کرلیا جائے یا حلقہ سلام پھیرنے تک بنا رہے؟

جواب:...تشہد پر اُنگشتِ شہادت کے ساتھ اشارہ کرنا سنت ہے، اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ اس کی ضرورت نہیں، البتہ یہ صحیح

---

(۱) (ويضع يمناه على فخذه اليمنى ويسراه على اليسرى، ويبسط أصابعه) مفرجة قليلًا (جاعلًا أطرافها عند ركبتيه) ولَا يأخذ الركبة هو الأصح لتتوجه للقبلة. (درمختار) وفي الرد ...... والنفي للأفضلية لَا لعدم الجواز ...إلخ. (فتاوىٰ شامية ج: ۱ ص: ۵۰۸، قبيل مطلب مهم في عقد الأصابع عند التشهد).

(۲) وصفتها أن يحلق من يده اليمنى عند الشهادة الأبهام والوسطى ويقبض البنصر والخنصر، ويشير بالمسبحة ...إلخ. (فتاوىٰ شامية ج: ۱ ص: ۵۰۸، ۵۰۹، طبع ايچ ايم سعيد كراچي).

ہے کہ اگر نہ کیا جائے تو نماز ہو جاتی ہے، اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ ''اشہدان لا الٰہ الا اللہ'' کہتے ہوئے ''لا'' پر اُنگلی اُٹھائے اور ''اِلا اللہ'' پر گرادے۔[1]

تشہد کی اُنگلی سلام پھیرنے تک اُٹھائے رکھنے کا مطلب

سوال:... آپ کا فتویٰ متعلق تشہد کے وقت اُنگلی اٹھانے کے بارے میں پڑھا، اس بارے میں آپ کی توجہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ کے فتویٰ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں، کتاب ''فتاویٰ رشیدیہ'' کے صفحہ نمبر: ۲۳۲ پر تحریر ہے کہ: ''تشہد کے وقت لفظ ''لا'' پر اُنگلی اُٹھائی جائے اور سلام پھیرنے تک اُنگلی اُٹھائے رکھیں'' آپ کے اور گنگوہی صاحبؒ کے فتویٰ میں بالکل واضح اختلاف ہے، لہٰذا کون سے فتویٰ پر عمل کیا جائے، سخت اُلجھن پیدا ہوگئی ہے، اور حدیث شریف میں بھی یہی آتا ہے کہ لفظ ''لا'' پر اُنگلی اُٹھائے اور اُنگلی گرانے کے بارے میں کہیں کسی حدیث میں بھی نہیں بیان کیا گیا، لہٰذا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں مرحمت فرماکر اَجرِ عظیم حاصل کریں۔

جواب:... دونوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، دراصل دو مسئلے الگ الگ ہیں، ایک شہادت کے وقت اُنگلی اُوپر کو اُٹھانا اور نیچے کرلینا، میں نے یہ مسئلہ لکھا تھا کہ ''لا'' کے وقت اُٹھائے اور ''اِلا اللہ'' پر جھکالے۔[2] اور دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شہادت کے بعد اُنگلیوں کا حلقہ سلام تک باقی رکھا جائے اور شہادت کی اُنگلی سلام تک بدستور الگ رہے، فتاویٰ رشیدیہ میں اس مسئلے کو ذکر فرمایا ہے، یہاں اُٹھی رہنی سے یہ مراد نہیں کہ جس طرح ''لا'' پر اُٹھائی جاتی ہے اسی طرح اُٹھی رہے، بلکہ یہ مراد ہے کہ شہادت کے بعد اُنگلیوں کو پھیلایا نہ جائے جس طرح کہ کلمہ شہادت سے پہلے پھیلی ہوئی تھیں، بلکہ مٹھی سلام تک بدستور بند رہنی چاہئے، اور شہادت کی اُنگلی الگ رہنی چاہئے، اسی کو اُٹھی رہنے سے تعبیر فرمایا ہے، سوال و جواب میں غور کرنے سے یہ مطلب واضح ہو جاتا ہے۔[3]

نماز میں کلمہ شہادت پر اُنگلی کب اُٹھانی چاہئے؟

سوال:... روزنامہ جنگ میں آپ نے ایک سوال کا جواب دیا ہے جو بعینہٖ نقل کرتا ہوں: ''التحیات میں اشہدان لا پر اُنگلی اُٹھانا اور اِلا اللہ پر رکھ دینا سنت ہے، نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں۔'' تو حضرت! حاصلِ کلام یہ کہ میں نے ''کیمیائے سعادت'' جو حجۃ الاسلام اِمام غزالیؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے، اس کے صفحہ نمبر: ۱۷۳، ۱۷۲ پر باب الصلوٰۃ میں پڑھا تھا کہ ''اشہدان لا'' پر اُنگلی نہیں اُٹھانی، بلکہ ''اِلا اللہ'' پر اُٹھانی ہے، اور ویسے بھی گرامر کے لحاظ سے اور عربی زبان کے اُصولوں کی مناسبت سے، بلکہ معنوی طور پر ''اشہدان لا'' کے معنی صرف گواہی یا شہادت کے ہیں، اور وہ بھی منفی شہادت کے، یعنی ''کوئی خدا نہیں'' یا کوئی ''اللہ'' نہیں، اور اس

(۱) وفی الشرنبلالیۃ عن البرھان: الصحیح انہ یشیر بمسبحتہ وحدھا یرفعھا عند النفی ویضعھا عند الإثبات ...إلخ. (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۵۰۹، قبیل مطلب مھم فی عقد الأصابع عند التشھد).

(۲) الصحیح انہ یشیر بمسبحتہ وحدھا یرفعھا عند النفی ویضعھا عند الإثبات. (در مع الرد ج:۱ ص:۵۰۹).

(۳) الثانی بسط الأصابع إلٰی حین الشھادۃ فیعقد عندھا ویرفع السبابۃ عند النفی ویضعھا عند الإثبات، وھٰذا ما اعتمدہ المتأخرون لثبوتہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأحادیث الصحیحۃ ...إلخ. (الشامیۃ ج:۱ ص:۵۰۹).

کی تکمیل کے لئے اور اس ادھورے فقرے کی تشنگی کا احساس ختم کرنے کے لئے ''الا اللہ'' یعنی ''مگر خدا ہے'' جیسا کہ قرآنِ حکیم کی متعدّد آیات سے ظاہر ہوتا ہے، سینکڑوں ایسی آیاتِ مبارکہ ہیں جن کی نشاندہی کرنا اور وہ بھی آپ جیسے عالم کے سامنے گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

جواب:... ہماری فقہی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے جو میں نے لکھا تھا، یعنی ''لا الٰہ'' پر اُنگلی اُٹھائے اور ''اِلا اللہ'' پر رکھ دے، اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اُنگلی اُٹھانے سے اشارہ غیراللہ سے اُلوہیت کی نفی کی طرف ہے، اور اُنگلی رکھنے سے اشارہ حق تعالیٰ شانہ کے لئے اُلوہیت کے اثبات کی طرف ہے، لہٰذا ''لا الٰہ'' پر اُنگلی اُٹھانی چاہئے اور ''اِلا اللہ'' پر رکھ دینی چاہئے۔ (۱)

حضرت اِمام غزالیؒ شافعی المذہب ہیں، جبکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی مذہب پر، اور اِمام غزالیؒ اپنی کتابوں میں شافعی مذہب کے مطابق مسائل لکھتے ہیں، اور حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ ''غنیۃ الطالبین'' میں حنبلی مذہب کے مسائل لکھتے ہیں، احناف کو فقہی مسائل پر ان کتابوں پر نہیں، بلکہ حنفی مذہب کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

مقتدی کے لئے التحیات پوری پڑھنا لازم ہے

سوال:... اگر اِمام سلام پھیر دے اور نمازی نے ابھی تک التحیات مکمل نہ پڑھی ہو تو کیا اِمام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے یا پوری دُعا پڑھ کر سلام پھیرے۔

جواب:... تشہد (یعنی التحیات ''عبدہٗ ورسولہٗ'' تک) دونوں قعدوں میں واجب ہے، اگر پہلے قعدہ میں مقتدی کا تشہد پورا نہیں ہوا تھا کہ اِمام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو مقتدی اِمام کی پیروی نہ کرے، بلکہ اپنا تشہد پورا کرکے کھڑا ہو (''عبدہٗ ورسولہٗ'' تک)، اسی طرح اگر آخری قعدہ میں مقتدی کا تشہد پورا نہیں ہوا تھا کہ اِمام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی اِمام کے ساتھ سلام نہ پھیرے، بلکہ اپنا تشہد پورا کرکے سلام پھیرے۔

اگر کوئی شخص پہلے قعدہ میں آکر جماعت میں شریک ہوا اور اس نے التحیات شروع کی تھی کہ اِمام کھڑا ہوگیا، تو یہ شخص اِمام کے ساتھ کھڑا نہ ہو بلکہ التحیات... ''عبدہٗ ورسولہٗ'' تک... پڑھ کر کھڑا ہو، اگر کوئی شخص آخری قعدہ میں شریک ہو، ابھی التحیات پوری نہیں کی تھی کہ اِمام نے سلام پھیر دیا تو یہ شخص فوراً کھڑا نہ ہوجائے بلکہ التحیات... ''عبدہٗ ورسولہٗ'' تک... پوری کرکے کھڑا ہو۔ (۲)

التحیات پر سلام بصیغہ خطاب کا حکم

سوال:... آپ کی خدمت میں ایک سوال لے کر حاضر ہوا ہوں، ہم نماز میں جو التحیات پڑھتے ہیں، وہ درج ذیل ہے:

---

(۱) وفي المحيط انها سنة، يرفعها عند النفي، ويضعها عند الإثبات، وهو قول أبي حنيفة ومحمد وكثرت به الآثار والأخبار ...الخ. (الشامية ج:۱ ص:۵۰۸، قبيل مطلب مهم في عقد الأصابع عند التشهد).

(۲) إذا أدرك الإمام في التشهد وقام الإمام قبل ان يتم المقتدي أو سلم الإمام في آخر الصلاة قبل أن يتم المقتدي التشهد، فالمختار ان يتم التشهد كذا في الغيائية. (عالمگيری ج:۱ ص:۹۰، طبع بلوچستان).

"التحیات لله والصلوات والطیبات، السلام علیک أیها النبی ورحمة الله وبرکاته، السلام علینا وعلیٰ عباد الله الصالحین، أشهد أن لَا إله إلّا الله وأشهد أن محمدًا عبدهٗ ورسولهٗ"۔

محترم محمود احمد عباسی اپنی تالیف "تحقیق سیّد وسادات" میں ایک موقع پر لکھتے ہیں کہ: التحیات کا یہ دُرود "صلوا علیه وسلموا تسلیمًا" کی صحیح صحیح تعمیل ہے، صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں یہی پڑھتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، ضمیر خطاب ترک کرکے "السلام علی النبی ورحمة الله وبرکاته" پڑھنے لگے، ایک اور موقع پر لکھتے ہیں کہ: فتح الباری شرح صحیح بخاری باب التشہد فی الاخیرہ (ص:۵۳ ۴ مطبوعہ انصاری) ابنِ حجر نے سلام علی النبی کی روایتیں درج کرنے کے بعد باسنادِ صحیحہ یہ روایت درج کی ہے کہ: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب حیات تھے، صحابہؓ (التحیات پڑھتے تھے) "السلام علیک ایها النبی" (اے نبی! آپ پر سلام ہو) کہتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو "سلام علی النبی" (نبی پر سلام ہو)۔"

ہم نماز (التحیات) میں یہ الفاظ "السلام علیک ایها النبی" پڑھتے ہیں، کیونکہ نماز کی جتنی بھی کتابیں ہم نے پڑھیں، ان میں یہی الفاظ درج ہوتے ہیں، آپ سے سوال یہ ہے کہ کیا اب بھی یہ الفاظ پڑھنا جائز ہیں جبکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیات نہیں ہیں؟

جواب:... عباسی صاحب کی یہ بات تو صحیح نہیں کہ التحیات والا دُرود "صلوا علیه وسلموا تسلیمًا" کی صحیح صحیح تعمیل ہے، کیونکہ اس آیتِ کریمہ میں "صلوٰۃ" اور "سلام" دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے، اور التحیات میں صرف سلام ہے، صلوٰۃ نہیں، اس لئے اس سے آیتِ کریمہ کے حکم کے ایک حصے کی تعمیل ہوتی ہے اور دُوسرے حصے کی تعمیل کے لئے التحیات کے بعد دُرود شریف رکھا گیا ہے۔ اور فتح الباری کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے کہ صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں "السلام علیک ایها النبی" کہا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد "سلام علی النبی" کہتے تھے، یہ روایت صحیح ہے، اور صحیح بخاری جلد دوم صفحہ:۹۲۶ پر موجود ہے، حافظؒ نے اس سلسلے کی روایت ذکر کرتے ہوئے شیخ تاج الدین سبکیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: "اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ "السلام علی النبی" کہنا بھی جائز ہے" تاہم جن الفاظ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی وہ اَولیٰ و افضل ہیں، اور اُمت کا تعامل بھی اسی پر چلا آرہا ہے۔

نماز میں دُرود شریف کی کیا حیثیت ہے؟

سوال:... یہ تو معلوم ہے کہ تشہد کے بعد دُرود شریف واجبات سے نہیں، لیکن کیا یہ دونوں دُرود جو نماز میں ہم پڑھتے ہیں یہ مسنون یا مستحب بھی ہیں یا نہیں؟ "فاران" شمارہ اپریل ۱۹۸۱ء میں جعفر شاہ کی تحریر کا مفہوم یہ ہے کہ ان کا مسنون یا مستحب ہونا صحاحِ ستہ سے ثابت نہیں، "صلوا علیه وسلموا تسلیمًا" کے حکم کی تعمیل تشہد کے آخری حصے "السلام علیک .... الخ" سے ہوجاتی ہے، لہٰذا بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر دُرود پڑھنا دُرست نہیں ہے۔

اگر صحاحِ ستہ میں ایسی کوئی حدیث یا احادیث ہیں جن کی وجہ سے مروّجہ دُرود کے یہی الفاظ مذکور ہیں، تو براہِ کرم اس کی

پوری عبارت مع حوالہ، کتاب، صفحہ اور سنِ اشاعت اور ناشر سے مطلع فرمادیں، تاکہ میں قارئینِ فاران کو ان صاحب کی پیدا کردہ غلط فہمی سے محفوظ رکھنے کے لئے لکھ سکوں۔

جواب:... جعفر شاہ صاحب کا تعلق ان ملحدین سے ہے جو دین کی قطعی اور متفق علیہ باتوں کو مشکوک کرنے کے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف ص:۸۶ میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کے حوالے سے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتادیا ہے (یعنی التحیات میں "**السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته**" کہا جائے)، آپ کے اہلِ بیت پر ہم صلوٰۃ کس طرح پڑھا کریں؟ فرمایا: یہ کہا کرو: "**اللّٰھم صل علی محمد .... الخ۔**"[1]

قرآنِ کریم نے اُمت کو دو باتوں کا الگ الگ حکم فرمایا ہے، ایک صلوٰۃ اور دُوسری سلام۔ سلام کے حکم کی تعمیل تو التحیات میں ذکر کئے گئے الفاظ "**السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته**" پڑھنے سے ہوجاتی ہے، مگر صلوٰۃ کے حکم کی تعمیل کن الفاظ میں کی جائے؟ یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں "دُرودِ ابراہیمی" کے الفاظ تعلیم فرمائے۔

ایک اور حدیث حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"**سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلًا يدعو في صلٰوته لم يمجد الله ولم يصل على النبي صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عجل هذا! ثم دعاه فقال له أو لغيره: اذا صلّى احدكم فليبداء بتمجيد الله عز وجل والثناء عليه ثم ليصل على النبي (صلى الله عليه وسلم) ثم ليدع بعد الثناء.**" (ابوداوٗد ج:۱ ص:۲۰۸، نسائی ج:۱ ص:۱۸۹، ترمذی ج:۲ ص:۱۸۶، وصححه، سنن کبریٰ ج:۲ ص:۱۴۷، صحیح ابن خزیمہ ج:۱ ص:۳۵۱، الاحسان بترتیب صحیح ابنِ حبان ج:۴ ص:۲۰۸، مستدرک حاکم ج:۱ ص:۲۳۰، ۲۶۸، **وقال صحيح على شرط مسلم واقره الذهبي**)

ترجمہ:... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ اپنی نماز میں دُعا کر رہا ہے، اس نے نہ اللہ تعالیٰ کی تمجید و ثنا کی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے جلد بازی کی! پھر اسے بلاکر فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو دُعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تمجید

(۱) **عن عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى قال: لقيني كعب بن عجرة فقال: ألا أهدى لك هدية سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم؟ فقلت: بلٰى! فاهدها لي، فقال: سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلنا: يا رسول الله! كيف الصلٰوة عليكم أهل البيت فإن الله قد علمنا كيف نسلم عليك؟ قال: قولوا اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد ...إلخ. (مشكٰوة ج: ۱ ص: ۸۶ باب الصلٰوة على النبي صلى الله عليه وسلم).**

ثنا بیان کرے، پھر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دُرود بھیجے، پھر حمد و ثنا کے بعد دُعا کرے۔"

ایک اور حدیث میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"اقبل رجل حتی جلس بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن عنده، فقال: یا رسول الله! اما السلام علیک فقد عرفناه، فکیف نصلی علیک اذا نحن صلینا علیک فی صلٰوتنا؟ قال: فصمت رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی احببنا ان الرجل لم یسأله، ثم قال: اذا صلیتم علیّ فقولوا: اللّٰهم صل علٰی محمد ..... الخ۔" (صحیح ابنِ خزیمہ ج:۱ ص:۳۵۲، الاحسان بترتیب صحیح ابنِ حبان ج:۳ ص:۲۰۷، موارد الظمآن ص:۱۳۸، مستدرک حاکم ج:۱ ص:۲۶۸)

ترجمہ:... "ایک شخص آیا، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا، ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم نے پہچان لیا، مگر جب ہم اپنی نماز میں آپ پر دُرود بھیجیں تو کیسے دُرود بھیجیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے، یہاں تک کہ ہمارا جی چاہا کہ اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کیا ہوتا، یعنی شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوال سے ناگواری ہوئی، پھر فرمایا: جب تم مجھ پر دُرود بھیجو تو یہ کہا کرو (آگے دُرود شریف کے الفاظ سکھائے)۔"

ان احادیث کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک اُمت کا یہ تعامل چلا آتا ہے کہ آخری قعدہ میں التحیات کے بعد دُرود شریف پڑھا جائے، اور پھر دُعا کی جائے، پھر نماز کا سلام پھیرا جائے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک آخری قعدہ میں دُرود شریف فرض ہے، اور دیگر اکابر کے نزدیک سنت ہے۔[1] لیکن اُمت میں اس کا کوئی بھی قائل نہیں کہ آخری قعدہ میں دُرود شریف نہ پڑھا جائے، ویسے بھی دُعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنا، دُعا کے آداب میں سے ہے، اور یہ قبولیتِ دُعا کا قوی ذریعہ ہے، تو نماز کے آخر میں دُعا سے پہلے دُرود شریف پڑھنا اس قاعدے کے تحت آئے گا۔

قعدۂ اُولیٰ میں صرف تشہد پڑھیں یا دُرود بھی؟

سوال:... سنت غیر مؤکدہ (چار رکعات میں) پہلی دو رکعتوں میں تشہد پڑھ کر کھڑے ہونا چاہئے یا دُرود شریف پڑھنا لازم ہے؟

---

(۱) ویتشهد وهو واجب عندنا وصلی علی النبی علیه السلام وهو لیس بفریضة عندنا خلافًا للشافعی فیهما۔ قوله فیهما أی فی التشهد والصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم فإنهما من الفرائض عنده۔ (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۲۳، طبع دار صادر بیروت)۔ أیضًا: قال أبوبکر: ولیست الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم وآله فرضًا فی الصلاة عند أصحابنا وفقهاء الأمصار وهو مسیئٌ بترکها وقال الشافعی: هی فرض فیها، وهذا قول لم یسبقه إلیه أحد فهو خلاف إجماع السلف والخلف۔ (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۶۴۱ کتاب الصلاة، طبع بیروت)۔

جواب:... دونوں طرح جائز ہے، لیکن دُرود شریف پڑھ کر اُٹھنا بہتر ہے۔[۱]

تشہد اور دُرود کے بعد دُعائے ماثورہ سے کیا مراد ہے؟

سوال:... نماز فرض، نماز وتر، نماز سنت اور نفل ادا کئے جاتے ہیں، اور آخری قعدہ میں تشہد اور دُرودِ ابراہیمی پڑھتے ہیں، علمائے کرام اور کتبِ فقہاء سے معلوم ہوا ہے کہ تشہد اور دُرودِ ابراہیمی پڑھنے کے بعد دُعائے ماثورہ بھی پڑھیں۔

اکثر نمازی حضرات دُعائے ماثورہ جانتے ہی نہیں، میں اور بہت سے دُوسرے حضرات جانتے ہیں، وہ دُعائے ماثورہ پڑھتے نہیں ہیں، کسی کو اتنا وقت نہیں ملتا، اس صورت میں کہ دُعائے ماثورہ نہ پڑھیں، نماز میں نقص تو نہیں ہوگا؟ اور نماز ادا ہوجائے گی؟ یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ دُعائے ماثورہ ہر فرض نماز، وتر، نوافل اور سنتوں میں پڑھی جائے یا صرف فرض نماز کے لئے؟

جواب:... آخری قعدہ میں دُرود شریف کے بعد دُعا مسنون ہے، قرآنِ کریم یا احادیثِ شریفہ میں جو دُعائیں آئی ہیں ان کو دُعائے ماثورہ کہا جاتا ہے، ان میں سے کوئی بھی دُعا پڑھ لینے سے سنت ادا ہوجائے گی۔[۲] چنانچہ اکثر لوگ قرآن و حدیث کی دُعائیں پڑھتے ہیں، اگرچہ وہ ''دُعائے ماثورہ'' کا مطلب نہ جانتے ہوں، اور یہ دُعا کرنا سنت ہے، لہٰذا اگر بالکل ہی نہ پڑھے تب بھی نماز ہوجائے گی مگر ثواب میں کمی ہوگی۔

قعدۂ اخیرہ میں دُرود کے بعد کون سی دُعا پڑھنی چاہئے؟

سوال:... قعدۂ اخیرہ میں دُرود شریف کے بعد دُعا اور سلام پھیرنے سے پہلے کون سی دُعا پڑھنی چاہئے؟ کسی جگہ "اللّٰھم انی ظلمت" اور کسی جگہ "رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ" پڑھنے کو لکھا ہوا ہے، کیا ان میں سے کوئی ایک دُعا پڑھنے سے نماز ہوجائے گی؟

جواب:... قرآن و حدیث کی جو دُعا چاہے پڑھ لے، نماز ہوجائے گی، حدیث میں ہے کہ: "اللّٰھم انی ظلمت نفسی" والی دُعا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی درخواست پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھائی تھی۔[۳]

نماز میں کتنی دُعائیں پڑھنی چاہئیں؟

سوال:... نماز میں بعد آخری تشہد کے اگر نمازی کئی دُعائیں (جن میں احادیث و قرآن کی دُعائیں شامل ہوں) پڑھ کر سلام پھیرے تو نماز میں کوئی حرج تو واقع نہیں ہوگا؟

---

(۱) وسُنّة فی الصلاة، أی فی قعود أخیر مطلقًا وکذا فی قعود أوّل فی النوافل غیر الرواتب تأمل۔ (شامی ج:۱ ص:۵۱۸)۔

(۲) ودعا ...... بالأدعیة المذکورة فی القرآن والسُّنّة لَا بما یشبه الناس۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۵۲۳)۔

(۳) ومن الأدعیة المأثورة ما روی عن أبی بکر رضی الله عنه انه قال لرسول الله صلی الله علیه وسلم: علّمنی دعاء أدعو به فی صلاتی! فقال: قل: اللّٰهم إنّی ظلمت نفسی ... إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۷۶، طبع بلوچستان)۔

جواب:... جتنی دُعائیں چاہے پڑھ سکتا ہے،[۱] مگر امام کو چاہئے کہ اتنا لمبا نہ کرے کہ مقتدی تنگ ہوجائیں۔[۲]

غلطی سے سلام بائیں جانب پھیرلیا تو نماز ہوگئی

سوال:... اگر غلطی سے سلام بائیں جانب پھیرلیا اور فوراً یاد آنے پر دائیں اور پھر بائیں طرف پھیرلے تو نماز ہوجائے گی؟

جواب:... ہوجائے گی![۳]

اپنے اِرادے سے نماز ختم کرنا فرض سے کیا مراد ہے؟

سوال:... نماز کی ایک کتاب میں فرائض نماز ۱۴ لکھے ہیں، چودھواں فرض ہے کہ اپنے اِرادے سے نماز ختم کرنا۔ ہر آدمی اِرادے ہی سے نماز ختم کرتا ہے، کسی دُوسرے کے کہنے سے یا اِرادے سے تو نہیں کرتا، بلکہ جماعت میں اِمام جب سلام پھیرتا ہے وہ اِمام کا اِرادہ ہوتا ہے، مقتدی اپنے اِرادے سے تو سلام نہیں پھیر سکتا، تو اس کا مطلب کیا ہے کہ: ''اپنے اِرادے سے نماز ختم کرنا''؟

جواب:... ''اپنے اِرادے سے نماز ختم کرنا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے سارے اَرکان ادا کرے، سلام پھیرنا باقی تھا کہ کوئی چیز نماز توڑنے والی بغیر اِرادہ کے پیش آگئی ہے تو اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا، کیونکہ اپنے اِرادے سے سلام پھیر کر نماز سے نکلنا فرض تھا۔[۴]

رکعات میں شک ہوجائے تو کتنی شمار کریں؟

سوال:... اکثر بھول ہوجاتی ہے اور بعض اوقات گمان سے بھی اندازہ لگانا مشکل ہوجاتا ہے کہ کتنی رکعتیں پڑھی، کون سی رکعت میں کون سی سورت پڑھی تھی؟ اس صورتِ حال میں ہم کیا کریں؟

---

(۱) وأما في القعدة الأخيرة فيدعو بعد التشهد ويسأل حاجته لقوله تعالى: فإذا فرغت فانصب، جاء في التفسير أن المراد منه الدعاء في آخر الصلاة أي فانصب للدعاء وقال صلى الله عليه وسلم لابن مسعود: إذا قلت هذا أو فعلت هذا فقد تمت صلوتک ثم اختر من الدعوات ما شئت ولكن ينبغي أن يدعوا بما لا يشبه كلام الناس حتّى يكون خروجه من الصلاة على وجه السُّنّة. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۱۳، طبع ایچ ایم سعید کراچی).

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا صلّى أحدكم للناس فليخفّف فإن فيهم السقيم والضعيف والكبير، وإذا صلّى أحدكم لنفسه فليطوّل ما شاء. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۱۰۱، باب ما على الإمام، الفصل الأوّل).

(۳) (قوله ولو عكس) بأن سلم عن يساره أوّلًا عامدًا أو ناسيًا بحر (قوله) فقط أي فلا يعيد التسليم عن يساره ...إلخ. (الشامية ج:۱ ص:۵۲۴، مطلب في خلف الوعيد وحكم الدعاء بالمغفرة للكافر ...إلخ).

(۴) والسابعة من الفرائض .... وهي الخروج من الصلوٰة بفعل المصلي فإنه فرض عند أبي حنيفة خلافًا لهما ...... وإن سبقه الحدث من غير عمد منه في هٰذه الحالة فكذٰلک تمت صلاته عندهما ولم يبق عليه إلّا شيء واجب وهو السلام، وأما الفرائض فقد تمت جميعًا، وقال أبو حنيفة يتوضأ ويخرج عن الصلوٰة بفعله قصدًا لكونه فرضًا قد بقي عليه من فرائضها حتى لو لم يتوضأ ولم يخرج بصنعه بل عمل عملًا ينافي الصلاة من غير متعلقات الوضوء تبطل صلوته لفعله فرضًا من فرائضها وهو الخروج منها بغير طهارة. (حلبي كبير ص:۲۹۲، طبع سهيل اكيڈمي لاهور).

جواب:... نماز کی رکعات میں اگر دو اور تین میں شک ہوا کرے تو دو سمجھا کریں۔[1]

آیتیں اور رکعتیں بھولنے کی بیماری ہو، تو بھی نماز نہیں چھوڑنی چاہئے

سوال:... میرے والد کو بھولنے کی بیماری ہے، نماز پڑھتے وقت آیتیں اور رکعتیں بھول جاتے ہیں، اور اَب وہ نماز پڑھنے سے کتراتے ہیں، ان لوگوں کے لئے دِین میں کیا حکم ہے؟

جواب:... بھولنے کے اندیشے سے نماز چھوڑنا گناہ ہے، وہ نماز اَدا کرتے رہیں، جن رکعتوں پر گمان غالب ہو، اس کے مطابق رکعتیں پوری کریں، کمی بیشی اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے۔[2]

نماز میں کتنے سجدے کئے ہیں یہ یاد نہ رہے تو کیا کروں؟

سوال:... میں نماز پڑھنے میں یہ بھول جاتا ہوں کہ میں نے دو سجدے کئے ہیں یا نہیں؟ ہر رکعت میں مجھے بے حد پریشانی ہوتی ہے، سنت نفل میں تو میں سجدۂ سہو کرلیتا ہوں، لیکن فرض نمازوں کے لئے مجھے دوبارہ نیت باندھنی پڑتی ہے۔ اور یہ ۴ فرض یا ۳ فرض کبھی ۱۶-۲۰ ہوجاتے ہیں، تب کہیں جاکر مجھے یقین آتا ہے کہ میں نے دو سجدے ہر رکعت میں کئے ہیں، بتایئے میں کیا کروں؟

جواب:... آپ فرض نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اِہتمام کریں، تاکہ آپ کو تین چار کی جگہ سولہ بیس رکعتیں نہ پڑھنی پڑیں، اور اگر کبھی اکیلے نماز پڑھنے کی نوبت آئے تو دوبارہ نیت باندھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ جس طرح سنت نفل میں سجدۂ سہو کرلیتے ہیں، اسی طرح فرض نماز میں بھی سجدۂ سہو کرلیجئے۔[3]

رکعتوں کی تعداد میں مغالطہ ہوجائے تو کیا کروں؟

سوال:... میں رکعتوں کی تعداد میں بھول جاتا ہوں اور مجھے پورا یقین نہیں ہوتا کہ اب تک میں نے کتنی رکعات پوری کی ہیں؟ اس وقت مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... جتنی رکعتیں کم ہوں، بس ان کو لے لیا کیجئے۔[4]

---

(۱) واذا شک فی صلاته .... عمل بغالب ظنه إن کان له ظن للحرج وإلّا أخذ بالأقل لتیقنه۔ (الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۹۲، ۹۳، باب سجود السهو، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۲) ایضاً۔

(۳) وحکم السهو فی الفرض والنفل سواء کذا فی المحیط۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۶)۔

(۴) إذا صلّی ولم یدر أثلاثًا صلّی أم أربعًا .... یتحری وأخذ ما رکن إلیه قلبه ...إلخ۔ (خلاصة الفتاویٰ ج:۱ ص:۱۲۹، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

نماز میں کیا پڑھتے ہیں؟

نماز کے لئے ہر مسلمان کو کم از کم چار سورتیں یاد ہونی چاہئیں

سوال:... نماز میں اگر زیادہ آیت یاد نہ ہو صرف سورۂ فاتحہ اور اخلاص یاد ہو، ہر نماز میں یہ دونوں سورۃ ہی پڑھے تو اس سے نماز کے ثواب میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا ہے؟ تمام نماز میں فاتحہ اور اخلاص پڑھنے سے کیا نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ جبکہ وتر واجب میں بھی دونوں سورۃ یاد ہوں، انہی دونوں سورۃ کو وتر میں پڑھنے سے کیا نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں؟

جواب:... سورۂ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں ایک ہی سورۃ پڑھنا مکروہ ہے، اس لئے کم سے کم چار سورتیں تو ہر مسلمان کو یاد کر لینی چاہئیں، اور جب تک یاد نہ ہوں ہر رکعت میں سورۂ اخلاص ہی پڑھ لیا کریں، نماز ہو جائے گی۔ [1]

نماز کی ہر رکعت میں ایک سورت تلاوت کرنا

سوال:... ہم نے جو نماز اپنے بڑوں سے سیکھی ہے، اس کے لحاظ سے ہم پوری نماز یعنی سنت، فرض اور نفل میں ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھو اللہ ہی پڑھتے ہیں، کیا کوئی حرج تو نہیں؟

جواب:... حرج تو ہے، نماز کی ہر رکعت میں ایک سورۃ پڑھتے رہنا مکروہ ہے، کم سے کم چار سورتیں تو آدمی کو یاد ہونی چاہئیں، بلکہ ہر عامی سے عامی مسلمان کو پارۂ عم کا آخری پاؤ یاد ہونا چاہئے۔ [2]

جس کو کوئی بھی سورت نہ آتی ہو وہ نماز کس طرح پڑھے؟

سوال:... اگر کسی کو کوئی بھی سورت یاد نہ ہو، یا دُعائے قنوت، تو ایسا شخص نماز میں آیا فقط تسبیح وغیرہ پڑھے گا، یا ایسا ہی کھڑا ہوگا؟

جواب:... سورتیں یاد کرنے کی کوشش کرے، جب تک یاد نہیں ہوتیں، تسبیح پڑھتا رہے۔ [3]

---

(۱) ویکرہ تکرار السورة فی رکعة واحدة فی الفرائض، ولَا بأس بذٰلک فی التطوع کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۷)، وأیضًا ولَا بأس أن یقرأ سورة ویعیدها فی الثانیة (درمختار) وفی الرد (قوله ولَا بأس أن یقرأ سورة إلخ) أفاد أنه یکره تنزیها وعلیه یحمل جزم القنیة بالکراهة۔ (شامی ج:۱ ص:۵۴۶، مطلب الإستماع للقرآن فرض کفایة)۔

(۲) وکذا تکرارها فی رکعتین منه بأن قرأها فی الأولٰی ثم کررها فی الرکعة الثانیة یکره ذکره فی القنیة۔ (حلبی کبیر ص:۳۵۵)۔

(۳) عن عبدالله بن أبی أوفٰی قال: جاء رجل إلی النبی صلی الله علیه وسلم فقال: إنّی لَا أستطیع أن آخذ) أی وردا أو أتعلم وأحفظ (من القرآن شیئًا فعلمنی ما یجزئنی) أی عن ورد القرآن أو عن القراءة فی الصلٰوة (قال) وفی نسخة فقال (قل سبحان الله والحمد لله ولَا إله إلّا الله والله أکبر ولَا حول ولَا قوّة إلّا بالله)۔ (مرقاة المفاتیح ج:۱ ص:۵۳۵، طبع بمبئی)۔

نماز میں قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا

سوال:...ایک شخص اپنی نماز کے دوران کوئی مخصوص سورۃ شریف پڑھنا چاہتا ہے، جس کے بارے میں اسے بتایا گیا ہے کہ نماز میں اس کی تلاوت باعثِ فضیلت ہے۔ اس شخص کو سورۃ شریف مذکورہ زبانی یاد نہیں، لہٰذا وہ جائے نماز پر کتاب یا قرآن کا نسخہ کھول کر رکھ لیتا ہے، اور دیکھ کر اس سورۃ شریف کو پڑھتا ہے، کیا اس کا یہ فعل جائز ہے؟ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں، برائے مہربانی اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

جواب:...نماز میں قرآنِ کریم دیکھ کر تلاوت کرنا دُرست نہیں، اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ [1]

تہجد نماز قرآن ہاتھ میں لے کر پڑھنا

سوال:...میں حافظ تو نہیں ہوں، لیکن رات کو تہجد میں قرآن پڑھنے کا شوق ہے، کیا اس صورت میں، میں نماز میں قرآن مجید ہاتھ میں لے کر پڑھ سکتا ہوں؟

جواب:...تہجد میں قرآنِ کریم ہاتھ میں لے کر پڑھنا جائز نہیں، اس سے نماز نہیں ہوگی، البتہ جتنی سورتیں یاد ہوں، ان کو پڑھتے رہیں۔ [2]

فرض نماز میں مفصلات پڑھنا مسنون ہے

سوال:...قراءت کے متعلق فجر اور ظہر میں طوال مفصل، عصر اور عشاء میں اوساط مفصل اور نمازِ مغرب میں قصار مفصل پڑھنا مسنون ہے، اگر نمازوں میں قراءت کا یہی معمول رہے تو ان حالات میں پہلے پچیس پاروں سے ربط و تعلق نہیں رہتا، اتنا تو سمجھتا ہوں کہ قرآنِ کریم کہیں سے بھی پڑھیں نماز ہوجاتی ہے، مگر سوال زیادہ ثواب کمانے کا ہے۔

جواب:...قرآنِ کریم کا باقی حصہ سنن اور نوافل میں پڑھا جائے، فرائض میں مفصلات کا پڑھنا افضل ہے، تاکہ قراءت طویل نہ ہو۔ [3]

نوٹ:...سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتیں طوال مفصل کہلاتی ہیں، سورۂ بروج سے سورہ لم یکن تک اوساط مفصل، اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل کہلاتی ہیں۔ [4]

(۱، ۲) ویفسدها قرائته من مصحف عند أبي حنيفة ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۱)۔

(۳) واستحسنوا في الحضر طوال المفصل في الفجر والظهر، وأوساطه في العصر والعشاء، وقصاره في المغرب، كذا في الوقاية۔ (هندية ج:۱ ص:۷۷)۔

(۴) وطوال المفصل من الحجرات إلى البروج، والأوساط من سورة البروج إلى لم يكن، والقصار من سورة لم يكن إلى الآخر هٰكذا في المحيط والوقاية ومنية المصلي۔ (هندية ج:۱ ص:۷۷)۔

زبان سے الفاظ ادا کئے بغیر فقط دِل ہی دِل میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی

سوال:... دِل ہی دِل میں پڑھنے سے نماز اور تلاوت ہوجاتی ہے یا زبان سے ادائیگی ضروری ہے؟

جواب:... دِل میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی، زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری ہے، پھر ایک قول تو یہ ہے کہ ہلکی آواز سے اس طرح پڑھے کہ خود سن سکے، مگر دُوسرا نہ سنے، اور دُوسرا قول یہ ہے کہ زبان سے صحیح الفاظ کا ادا ہونا شرط ہے، اپنے آپ کو سنائی دینا شرط نہیں، پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور دُوسرا قول زیادہ لائق اعتبار ہے۔[1]

نماز میں قراءت کتنی آواز سے کرنی چاہئے؟

سوال:... نماز کے لئے ہر مسلمان کو یہ حکم ہے کہ دِل میں پڑھے، یعنی اکیلا پڑھ رہا ہو یا اِمام صاحب کے پیچھے (جتنا اِمام صاحب کے پیچھے پڑھنا جائز ہے) تو بعض لوگ تو اس طرح پڑھتے ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے کم از کم میں تو اپنی نماز بھول جاتا ہوں، اور کئی اتنی نیچی آواز میں پڑھتے ہیں کہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ کچھ پڑھ رہے ہیں کہ چپ بیٹھے ہیں؟ حتیٰ کہ لب تک بھی ہلتے معلوم نہیں ہوتے، آپ وضاحت کرکے نصیحت فرمائیں کہ دِل میں کس طریقے سے پڑھنا چاہئے؟

جواب:... نماز میں قراءت اس طرح کرنی چاہئے کہ زبان سے حروف صحیح صحیح ادا ہوں اور آواز دُوسروں کو سنائی نہ دے،[2] دن کی نماز میں اس طرح قراءت کرنا کہ آواز دُوسروں کو سنائی دے، مکروہ ہے،[3] اور اگر اس طرح دِل ہی دِل میں پڑھے کہ زبان کو بھی حرکت نہ ہو اور حروف بھی ادا نہ ہوں تو نماز ہی نہیں ہوگی۔[4]

کیا اکیلا آدمی اُونچی قراءت کرسکتا ہے؟

سوال:... اگر آدمی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو، پاس میں کوئی شخص عبادت نہ کرتا ہو تو یہ شخص اُونچی آواز میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... رات کی نمازوں میں اُونچی پڑھ سکتا ہے،[5] رات کی نمازوں سے مراد ہیں: فجر، مغرب اور عشاء۔[6]

نمازوں میں منفرد تکبیراتِ اِنتقال آہستہ کہے

سوال:... عام طور سے تنہا نمازی گھر پر یا مسجد میں آہستہ قراءت کرنے والی نماز میں نیت کے بعد تکبیرِ اُولیٰ زور سے کہتے

(۱ و ۲) (القراءة وهو تصحيح الحروف بلسانه بحيث يسمع نفسه، وقيل إذا صحح الحروف يجوز وان لم يسمع نفسه). (حلبي كبير ص:۲۷۵، طبع سهيل اكيڈمي، شامي ج:۱ ص:۵۳۵، مطلب في الكلام على الجهر والمخافتة).

(۳) وأما نوافل النهار فيخفي فيها حتمًا. (عالمگيري ج:۱ ص:۷۲)، ويسر في غيرها كمتنفل بالنهار فإنه يسرّ. (الدر المختار ج:۱ ص:۵۳۳).

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر۱ صفحہ ہذا۔

(۵) وان كان منفردًا إن كانت صلاة يخافت فيها يخافت حتمًا هو الصحيح، وان كانت صلاة يجهر فيها فهو بالخيار، والجهر أفضل ولكن لَا يبالغ مثل الإمام، لأنه لَا يسمع غيره كذا في التبيين. (هندية ج:۱ ص:۷۲).

(۶) ويجهر بالقراءة في الفجر وفي الركعتين الأوليين من المغرب والعشاء. (عالمگيري ج:۱ ص:۷۲).

ہیں، اور ہاتھ باندھنے کے بعد ثنا، تسمیہ اور قراءت آہستہ سے کرنے کے بعد رُکوع کی تکبیر زور سے کہتے ہیں اور سمع اللہ بھی زور سے کہتے ہیں، اور رُکوع کی اور سجدے کی تسبیح آہستہ سے کہتے ہیں، اور اس کے بعد ہر تکبیر اور سمع اللہ اور سلام زور سے کہتے ہیں۔ کیا آہستہ قراءت والی فرض نمازوں میں ساری چیزیں تکبیرِ اُولیٰ اور دُوسری تکبیریں، سمع اللہ اور سلام آہستہ نہیں کہی جاسکتیں؟

جواب:... نمازوں میں (جن میں بلند آواز سے قراءت نہیں ہوتی) منفرد کو یہ تمام چیزیں آہستہ کہنی چاہئیں۔[1]

نماز میں کلمات اتنی زور سے پڑھنا کہ دُوسرے نمازیوں کو پریشانی ہو

سوال:... بعض مقتدی نماز میں کلمات زور سے پڑھتے ہیں جس سے دُوسرے نمازیوں کو پریشانی ہوتی ہے، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... اتنے زور سے نہ پڑھیں کہ آواز دُوسروں کو سنائی دے،[2] اور ان کی نماز میں خلل پڑے۔ اگر وہ اس سے آہستہ نہیں پڑھ سکتے ہیں تو دُوسرے نمازیوں کے پاس کھڑے نہ ہوا کریں۔

نماز میں اگر ہونٹ حرکت نہ کریں تو کیا تلاوت صحیح ہوگی؟

سوال:... آج کل مساجد میں بہت سے حضرات اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے ہونٹ بالکل نہیں ہلتے اور ساری نماز اسی طرح ادا کرتے ہیں، غالباً دِل ہی دِل میں پڑھتے ہیں، کیا اس طرح نماز اَدا ہوجاتی ہے؟

جواب:... نماز میں قراءت فرض ہے،[3] التحیات واجب ہے،[4] اور دُوسری تسبیحات سنت ہیں۔[5] جب آدمی قراءت کرے یا کچھ پڑھے تو اس کے ہونٹ لازماً حرکت کریں گے، جو شخص اس طرح نماز پڑھتا ہے کہ اس کے ہونٹ تک نہیں ہلتے اس کی قراءت صحیح نہیں، گویا دِل میں پڑھتا ہے، زبان سے نہیں پڑھتا، ایسے شخص کی نماز نہیں ہوتی۔ نماز میں زبان سے پڑھنا ضروری ہے۔ بعض حضرات

---

(۱) والجهر للإمام والإسرار للكل فيما يجهر فيه ويسر۔ (در مختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۴۶۹)۔ والذكر ان كان وجب للصلاة فانه يجهر به كتكبيرة الإفتتاح وما ليس بفرض فما وضع للعلامة فانه يجهر به كتكبيرات الإنتقال عند كل خفض ورفع إذا كان إمامًا وأما المنفرد والمقتدى لا يجهران به. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۲، طبع بلوچستان)۔

(۲) والجهر للإمام والإسرار للكل فيما يجهر فيه ويسر۔ (درمختار ج:۱ ص:۴۶۹، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۳) والثالثة من الفرائض القراءة وهو تصحيح الحروف بلسانه بحيث يسمع نفسه فإن صح الحروف من غير أن يسمع نفسه لا يكون ذالك قراءة في إختيار الهندواني والفضلي لأن مجرد حركة اللسان لا يسمى قراءة بلا صوت لأن الكلام اسم لمسموع مفهوم وقيل إذا صح الحروف يجوز وإن لم يسمع نفسه۔ (حلبی کبیر ص:۲۷۵، طبع سہیل اکیڈمی)۔

(۴) ويجب التشهد في القعدة الأخيرة وكذا في القعدة الأولى وهو الصحيح هكذا في السراج الوهاج وهو الأصح، كذا في محيط السرخسي۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۷۱)۔ أيضًا: قوله والتشهدان أى تشهد القعدة الأولى وتشهد الأخيرة والتشهدة المروى عن ابن مسعود لا يجب بل هو أفضل من المروى عن ابن عباس وغيره خلافا لما بحثه في البحر۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۴۶۶، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۵) وسننها .... والثناء والتعوذ والتسمية والتامين .... وتكبير الركوع وتسبيحه ثلاثًا .... وتكبير السجود والرفع وكذا الرفع نفسه وتسبيحه ثلاثا ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۷۲، أيضًا الدر المختار ج:۱ ص:۴۷۳)۔

فرماتے ہیں کہ اتنا اُونچا پڑھنا فرض ہے کہ اپنے کانوں کو آواز سنائی دے، ورنہ نماز نہیں ہوگی، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اگر زبان سے صحیح الفاظ ادا ہوں، گو اتنا اُونچا نہ پڑھے تب بھی نماز ہوجائے گی۔[1]

عورتوں کو نماز میں تلاوت آواز سے کرنے کا حکم نہیں

سوال:… میں نماز آہستہ آواز میں نہیں پڑھ سکتی، آہستہ پڑھنے میں تلفظ کی ادائیگی میں مشکل پیش آتی ہے، جب سے میں نے علم تجوید سیکھا ہے تب سے آہستہ نماز پڑھنا اور دُشوار ہوگیا ہے، حالانکہ میں کوشش کرتی ہوں کہ آواز آہستہ کرلوں، لیکن عادت سی بن جانے کی وجہ سے غیر شعوری طور پر آواز دوبارہ تیز ہوجاتی ہے، اتنی تیز کہ برابر میں کھڑا شخص بآسانی سن لے، بلکہ اگر کمرے میں کوئی موجود ہے تو وہ بھی سن سکتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نماز صرف اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے، اور اگر میرے برابر کوئی نیا آدمی مثلاً کوئی رشتہ دار وغیرہ نماز پڑھے تو میں کوشش کرکے آواز آہستہ کرلیتی ہوں، ظاہر ہے یہی خیال ہوتا ہوگا کہ وہ کیا کہے گا، کبھی ایسا بھی ہوا کہ نماز کے دوران کوئی کمرے میں داخل ہوا تب بھی میں نے آواز آہستہ کرلی، میں ایک شادی شدہ خاتون ہوں، اس بات سے آج کل بہت پریشان ہوں کہ یہ مسئلہ کہیں ایمان کی خرابی کا باعث تو نہیں؟

جواب:… عورتوں کو اُونچی آواز سے پڑھنے کا حکم نہیں، بلکہ آہستہ پڑھنے کا حکم ہے۔[2] آپ کو اُونچی آواز سے پڑھنے کی عادت ترک کردینی چاہئے، اور آہستہ پڑھنے کی (جس کی آواز دُوسروں کو سنائی نہ دے) عادت ڈالنی چاہئے۔ آپ کا یہ خیال صحیح نہیں کہ آہستہ پڑھنے سے تجوید کے مطابق نہیں پڑھا جاتا۔ باقی کسی کے آنے سے آواز آہستہ کرلینے سے کچھ نہیں ہوا، نہ آپ کے اِخلاص میں فرق آیا۔ اس کے لئے آپ کو پریشانی ہونے کی ضرورت نہیں۔

ظہر، عصر کی قضا نماز اگر رات کو پڑھی جائے تو کیا قراءت آواز سے ہوگی؟

سوال:… اگر ظہر اور عصر کی نمازیں قضا ہوجائیں، اور رات کے وقت ان کی قضا کی جائے تو کیا قراءت بلند آواز سے ہوگی؟ نیز مغرب یا عشاء کے بعد قضا پڑھنے کی صورت میں بلند آواز سے قراءت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:… سرّی نمازوں کو رات کے وقت قضا کیا جائے، تب بھی ان کو آہستہ ہی پڑھا جائے، بلند آواز سے نہیں۔[3]

نمازِ ظہر و عصر آہستہ، اور باقی نمازیں آواز سے کیوں پڑھتے ہیں؟

سوال:… نمازِ ظہر و عصر کی آہستہ، نمازِ فجر، مغرب، عشاء کی بلند آواز تلاوت کی وجوہات تفصیلاً بیان فرمائیں۔

---

(۱) أن أدنى المخافتة إسماع نفسه أو من بقربه من رجل أو رجلين مثلًا، وأعلاها تصحيح الحروف. (شامي ج:۱ ص:۵۳۵).

(۲) قال عليه الصلٰوة والسلام: التسبيح للرجال والتصفيق للنساء فلا يحسن أن يسمعها الرجل اهـ. وفي الكافي: ولا تلبي جهرًا لأن صوتها عورة، ومشى عليه في المحيط في باب الأذان بحر. قال في الفتح: وعلى هذا لو قيل إذا جهرت بالقراءة في الصلاة فسدت كان متجهًا، ولهٰذا منعها عليه الصلٰوة والسلام من التسبيح بالصوت لإعلام الإمام بسهوه إلى التصفيق. (ردالمحتار ج:۱ ص:۴۰۶).

(۳) والجهر للإمام والإسرار للكل فيما يجهر فيه ويسر. (درمختار ج:۱ ص:۴۶۹، طبع ايچ ايم سعيد كراچي).

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اسی طرح چلا آتا ہے کہ ظہر وعصر کی قراءت آہستہ کی جاتی ہے، اور فجر، مغرب اور عشاء کی بلند آواز سے۔ کسی حکم کے ثبوت کی سب سے بڑی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ہوتا ہے،[1] اس کے بعد کسی اور وجہ کی کسی مؤمن کو ضرورت ہی نہیں، بلکہ عوام کو مسائلِ شرعیہ کی وجہ پوچھنا مضر ہے، اگرچہ ہر شرعی حکم میں حکمتیں ہیں اور بحمداللہ اہلِ علم کو وہ حکمتیں معلوم بھی ہیں، مگر عوام کو حکمتوں کے درپے نہیں ہونا چاہئے۔

فجر، مغرب اور عشاء کی باجماعت نماز قضا دن میں جہری ہو یا سرّی؟

سوال:... اگر فجر، مغرب یا عشاء کی نماز قضا ہو جائے اور دن کو جماعت کے ساتھ پڑھی جائے تو قراءت سرّی ہوگی یا جہری؟

جواب:... اس صورت میں جہری قراءت ہوگی، اس کے برعکس اگر دن کی قضا شدہ نماز کی جماعت رات کو کرائی جائے تو اس میں سرّی قراءت ہوگی۔[2]

نماز باجماعت میں مقتدی قراءت کرے یا خاموش رہے؟

سوال:... نماز باجماعت ادا کرتے وقت قیام میں ثنا پڑھنے کے بعد مقتدی کو خاموش کھڑا رہنا چاہئے یا تلاوت کرنی چاہئے، یہاں پر (ابوظہبی میں) مقامی لوگ الحمد شریف ضرور پڑھتے ہیں، خواہ تلاوت بالجہر ہو یا تلاوت خفی۔

جواب:... فاتحہ خلف الامام مشہور اختلافی مسئلہ ہے، اِمام شافعیؒ اس کو ضروری قرار دیتے ہیں، اور اہلِ حدیث حضرات کا اسی پر عمل ہے۔ اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قراءت مقتدی کا وظیفہ نہیں، بلکہ اِمام کا وظیفہ ہے، اس لئے حنفیہ کے نزدیک اِمام کی اِقتدا میں مقتدی کا قراءت کرنا جائز نہیں، آپ اگر اِمام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں تو آپ خاموش کھڑے رہا کریں اور دِل میں سورۂ فاتحہ کو سوچتے رہیں۔

نوٹ:... اس مسئلے کی تشریح بقدرِ ضرورت میری کتاب ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم حصہ دوم'' میں ملاحظہ فرمالی جائے۔

فقہِ حنفی میں اِمام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا دُرست نہیں

سوال:... روزنامہ ''جنگ'' کراچی مؤرخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۹۰ء بروز جمعہ، اسلامی صفحہ (اقرأ) میں ایک مضمون بعنوان ''کلامِ الٰہی اَحکام وفضیلت وثمرات'' شائع ہوا ہے، جس میں حسبِ ذیل عبارت (کالم نمبر ۷) میں تحریر کی گئی ہے:

> ''سورۂ فاتحہ قرآن وحدیث کی رُو سے اس سورۃ کا نماز میں پڑھنا نمازی اِمام ومقتدی وغیرہ پر ضروری ہے، نماز فرضی، نفلی، جہری، سری کوئی نماز اس سورۃ کے بغیر نہیں ہوتی۔''

---

(۱) وكذا واظب على الجهر فيما يجهر والمخافتة فيما يخافت وذالك دليل الوجوب وعلى هذا عمل الأمّة. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۶۱، طبع ایچ ایم سعید کراچی).

(۲) إذا ترك صلاة الليل ناسيًا فقضاها في النهار وأمّ فيها وخافت كان عليه السهو وان أمّ ليلًا في صلاة النهار يخافت ولا يجهر فان جهر ساهيًا كان عليه السهو. (هندية ج:۱ ص:۷۲، طبع بلوچستان).

آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ مسئلہ حنفی مذہب کے مطابق ہے کہ اِمام اور مقتدی دونوں ہر فرض، نفل، سری، جہری نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھیں؟

جواب:... یہ مسئلہ حنفی مسلک کے خلاف ہے، اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مقتدی کے ذمہ قراءت نہیں، بلکہ اس کو خاموش رہنے کا حکم ہے، خواہ نماز جہری ہو یا سری ہو، چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے:

"وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (الأعراف:۲۰۴)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس پر کان دھرو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہؒ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ اِمام احمدؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس بات پر سلف کا اِجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی جب اِمام قراءت کرے تو مقتدی خاموش رہے (فتاویٰ شیخ الاسلام ج:۲۳ ص:۲۶۹)۔ [۱]

اور صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہ حکم نقل کیا ہے کہ جب اِمام قراءت کرے تو تم خاموش رہو، اور جب وہ "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہے تو تم آمین کہو۔ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۷۴)۔ [۲]

کیا مقتدی دھیان جمانے کے لئے دِل میں قراءت یا ترجمہ دُہراتا رہے؟

سوال:... میں اکثر اِمام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے اپنے دھیان کو بھٹکنے سے روکنے کے لئے یہ کرتا ہوں کہ اِمام صاحب کی قراءت کو دِل میں آہستہ آہستہ دُہراتا رہتا ہوں، یا پھر اگر سورۃ یا آیات کا ترجمہ یاد ہو تو ترجمہ کو دُہراتا رہتا ہوں، آپ یہ بتائیں کہ فقہِ حنفیہ کے مطابق میرا یہ فعل صحیح ہے یا غلط؟

جواب:... اِمام کی قراءت کی طرف متوجہ ہونا عین مطلوب ہے، زبان سے الفاظ ادا نہ کئے جائیں، بلکہ اِمام جو کچھ پڑھے اس کو توجہ سے سنتا اور سمجھتا رہے۔ [۳]

مختلف جگہوں سے قراءت کرنا

سوال:... کیا اِمام یا منفرد ایک ہی رکعت میں مختلف مقامات سے سورہ، رُکوع یا آیات کو قراءت کے لئے ملاسکتا ہے؟ مثلاً: آغاز میں سورۂ بقرہ کا رُکوع، اور اس کے ساتھ ہی سورۂ یوسف میں سے کوئی رُکوع یا آیات، یا کہیں اور جگہ سے۔

---

(۱) (واذا قرئ القراٰن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون) وقد استفاض عن السلف انها نزلت في القراءة في الصلاة .... وذكر أحمد بن حنبل الإجماع على أنها نزلت في ذالك، وذكر الإجماع على أنه لَا تجب القراءة على المأموم حال الجهر۔ (مجموع الفتاوىٰ لشيخ الإسلام ابن تيمية ج:۲۳ ص:۲۶۹، طبع مكتبة المعارف، السعودية)۔

(۲) عن حطّان بن عبدالله الرقاشي قال: صليت مع أبي موسى الأشعري ...... فقال: إذا صليتم ...... فإذا كبّر فكبّروا، وإذا قال غير المغضوب عليهم ولَا الضآلّين فقولوا: آمين .... وفي رواية من الزيادة وإذا قرأ فانصتوا ...إلخ۔ (مسلم ج:۱ ص:۱۷۴)

(۳) والمؤتم لَا يقرأ مطلقًا ولَا الفاتحة في السرية إتفاقًا۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۵۴۴)۔

جواب:... جائز ہے۔[۱]

نماز میں تلاوتِ قرآن کی ترتیب کیا ہو؟

سوال:... میں آپ سے نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کی ترتیب معلوم کرنا چاہتا ہوں، میں دو قسم کی ترتیب لکھ رہا ہوں، برائے مہربانی آپ بتائیں ان میں سے کون سی ترتیب صحیح ہے؟

الف:... اگر چار سنتیں پڑھنی ہوں تو پہلی رکعت میں سورۃ نمبر ۱۰۲، دُوسری رکعت میں سورۃ نمبر ۱۰۵، تیسری رکعت میں سورۃ نمبر ۱۰۹ اور چوتھی رکعت میں سورۃ نمبر ۱۱۳ پڑھ سکتے ہیں۔

ب:... اگر چار سنتیں پڑھنی ہوں تو پہلی رکعت میں سورۃ نمبر ۱۰۲، دُوسری رکعت میں سورۃ نمبر ۱۰۳، تیسری رکعت میں سورۃ نمبر ۱۰۴، اور چوتھی رکعت میں سورۃ نمبر ۱۰۵ پڑھنی چاہئے۔

جواب:... آپ نے دونوں صورتیں صحیح لکھی ہیں، قرآن کریم میں سورتیں جس ترتیب سے آئی ہیں، اسی ترتیب سے پڑھنی چاہئیں، خلافِ ترتیب پڑھنا مکروہ ہے، اور آخری چھوٹی سورتیں یا تو مسلسل پڑھی جائیں یا پہلی رکعت میں جو سورۃ پڑھی تھی اس کے بعد ایک سورۃ چھوڑ کر دُوسری نہ پڑھی جائے، بلکہ دو سورتیں چھوڑ کر تیسری پڑھی جائے۔[۲]

سورتوں کی بے ترتیبی مکروہ ہے

سوال:... کہا جاتا ہے کہ نماز میں سورتوں کی ترتیب ضروری ہے، خواہ وہ شروع سے یعنی جہاں سے یاد ہوں وہاں سے سورۃ الناس تک، یا پھر جہاں تک یاد ہوں، اگر نماز میں ترتیب کا خیال نہ رکھا جائے تو نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔ اگر کسی کو سورتوں کی ترتیب یاد نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ پہلے بعد والی، اور بعد میں پہلے والی بے ترتیب سورتیں اگر پڑھ لے تو کیا نماز قبول ہوگئی یا نہیں؟

جواب:... نماز کے ضروری مسائل جاننا واجب ہیں، بہرحال سورتوں کی بے ترتیبی مکروہ ہے۔[۳]

نماز میں سورتوں کی ترتیب کیا ہونی چاہئے؟

سوال:... مجھے یہ سورتیں یاد ہیں، میں نماز پڑھتے وقت ان کو کس ترتیب سے پڑھوں؟ سورۂ قدر، سورۂ فیل، سورۂ قل، سورۂ کوثر، سورۂ نصر، سورۂ عصر اور سورۂ لہب۔

---

(۱) ولو قرأ في ركعة من وسط سورة أو من آخر سورة وقرأ في الركعة الأخرىٰ من وسط سورة أخرىٰ أو من آخر سورة أخرىٰ لَا ينبغي له أن يفعل ذٰلك على ما هو ظاهر الرواية ولٰكن لو فعل ذٰلك لَا بأس به كذا في الذخيرة. (عالمگيرى ج:۲ ص:۷۸).

(۲) أيضًا: ولو قرأ في الركعة الأولىٰ سورة وفي الأخرىٰ سورة فوقها يكره، وإذا قرأ في الأولىٰ قل أعوذ بربّ الناس يقرأ في الثانية قل أعوذ بربّ الناس أيضًا ...إلخ. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۶۸). أيضًا: لأن ترتيب السور في القراءة من واجبات التلاوة. (فتاوىٰ شامي ص:۵۴۷ مطلب الإستماع للقرآن فرض كفاية، أيضًا حلبي كبير ص:۴۹۴).

(۳) ويكره أن يقرأ في الثانية سورة فوق التي قرأها في الأولىٰ لأن فيه ترك الترتيب الذي أجمع عليه الصحابة ...إلخ. (حلبي كبير ص:۴۹۴، طبع سهيل اكيڈمي لاهور).

جواب:... جس ترتیب سے قرآنِ کریم میں یہ سورتیں آئی ہیں، اسی ترتیب سے نماز میں پڑھی جائیں۔[1]

نماز میں سورتیں خلافِ ترتیب نہیں پڑھنی چاہئیں

سوال:... میں نماز میں اس طرح سورتیں پڑھتی ہوں، جیسے عشاء میں ۴ فرض: الم ترکیف، لایلاف قریش۔ ۲ سنت میں: اریت الذی، انا اعطیناک، ۳ وتر میں: قل یا ایہا الکافرون، اذا جاء، تبت یدا۔ میں قضا نمازیں بھی پڑھتی ہوں تو ۴ فرض عشاء کی قضا میں: قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق اور ۳ وتر: قل اعوذ برب الناس، الم ترکیف اور لایلاف قریش۔ پہلے میں قضا میں: ۴ فرض میں قل ھو اللہ کو چھوڑ کر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور ۳ وتر میں: الم ترکیف، لایلاف قریش اور اَریت الذی چھوڑ کر انا اعطیناک، پڑھتی تھی، کیا یہ دونوں طریقے دُرست ہیں یا نہیں؟ مجھے دوبارہ نماز پڑھنی پڑے گی؟

جواب:... جو نمازیں آپ پڑھ چکی ہیں، وہ تو اَدا ہوگئیں، ان کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ آئندہ کے لئے یہ اُصول اِختیار کریں کہ سنت، فرض، وتر کی جو نیت باندھیں، اس پر سورتیں اسی ترتیب سے پڑھیں جس ترتیب سے قرآنِ کریم میں لکھی ہیں، خلافِ ترتیب نہ پڑھیں۔[2]

نماز میں قصداً سورتوں کو ترتیب سے نہ پڑھنا

سوال:... آپ یہ بات متعدّد بار تحریر فرماچکے ہیں کہ نمازوں میں سورتوں کی ترتیب کا اِہتمام نہایت ضروری ہے، اگر نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ والتین پڑھی اور دُوسری میں بھولے سے یا بے خیالی میں الم نشرح پڑھ لی تو نماز ہوجائے گی یا اِعادہ کرنا پڑے گا؟ اسی طرح اگر پہلی رکعت میں سورۂ کوثر اور دُوسری میں سورۂ کافرون پڑھ لی، بھولے سے نہیں، اگر عمداً ایسا کیا جائے تو نماز میں یہ جائز ہوگا۔ نماز کی کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ پہلی رکعت میں بڑی سورۃ اور دُوسری میں چھوٹی پڑھنا چاہئے یا دونوں میں برابر کی سورتیں پڑھی جائیں۔

جواب:... نماز میں قصداً سورتوں کو خلافِ ترتیب پڑھنا مکروہ ہے،[3] لیکن نماز کا اِعادہ اس صورت میں بھی ضروری نہیں۔ اور اگر بھولے سے بے خیالی میں دُوسری رکعت میں پہلے کی سورۃ شروع کرلی تو کوئی حرج نہیں، اسی کو پڑھ لے، اس کو چھوڑ کر اَب کوئی دُوسری سورۃ شروع نہ کرے۔ پہلی رکعت میں چھوٹی سورۃ پڑھنا اور دُوسری رکعت میں لمبی سورۃ پڑھنا مکروہ ہے،[4] مگر آخری سورتیں

---

(۱) ویکرہ أن یقرأ فی الثانیة سورة فوق التی قرأھا فی الأولٰی لأن فیه ترک الترتیب الذی أجمع علیه الصحابة ...إلخ. (حلبی کبیر ص:۴۹۴، طبع سھیل اکیڈمی، لاھور).

(۲) ویکرہ أن یقرأ فی الثانیة سورة فوق التی قرأھا فی الأولٰی، لأن فیه ترک الترتیب الذی أجمع علیه الصحابة ھذا إذا کان قصدًا وأما سھوًا فلا. (حلبی کبیر ص:۴۹۴). أیضًا: ویکرہ الفصل بسورة قصیرة وأن یقرأ منکوسًا، وفی الشامیة: .... لأن ترتیب السور فی القراءة من واجبات التلاوة. (شامی ج:۱ ص:۵۴۶).

(۳) أیضًا.

(۴) قال محمد: أحب إلیّ أن یطوّل الأولٰی علی الثانیة فی الصلوات کلھا .... فیستحب فیھا تطویل الأولٰی علی الثانیة بالإجماع فی الصلوات کلھا وھذا فی الفرض. (الجوھرة النیرة ج:۱ ص:۶۹، طبع حقانیه ملتان).

چھوٹی بڑی ہونے کے باجود متقارب ہیں، اس لئے پہلی رکعت میں سورۂ کوثر اور دُوسری میں کافرون پڑھ لی جائے تو کراہت نہیں۔[1]

پوری نماز یعنی فرض، سنت، نفل میں سورتوں کی ترتیب ضروری ہے؟

سوال:... میں آپ کے سامنے اپنا ایک مسئلہ لے کر حاضر ہوئی ہوں، کہ میں نماز پڑھنے میں سورتوں کی ترتیب نہیں جانتی۔ ماں باپ ہیں نہیں، اور کسی دُوسرے سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے، لوگ مذاق نہ اُڑائیں۔ پڑھتی تو ہوں مگر جو بھی سورۃ یاد آئے، وہ پڑھ لیتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ مکمل معلومات ہوں کہ فجر میں پہلی رکعت میں کون سی اور اسی ترتیب سے ظہر، عصر، مغرب، عشاء میں پہلی رکعت سے لے کر آخر نفل میں کون، کون سی پڑھتے ہیں؟ اور اگر نفل پڑھنے ہوں شکرانے کے تو اس میں کیا ترتیب ہوگی؟ کیونکہ میری عادت ہے کہ میں کسی بات پر بھی پریشان ہوتی ہوں تو نفل مان لیتی ہوں، دو نفل، چار نفل، یا جیسا بھی خیال آئے کہ اتنے پڑھوں گی، اور ادا بھی کردیتی ہوں۔ بڑی مہربانی ہوگی، اگر آپ میرا یہ مسئلہ حل کردیں، ہوسکتا ہے اس سے کسی اور کا بھی بھلا ہوجائے۔

جواب:... نماز میں سورتوں کے پڑھنے کی ترتیب وہی ہے جو قرآن مجید میں لکھی ہوئی ہے،[2] یعنی قرآن مجید میں سورتیں جس ترتیب سے لکھی ہیں، اسی ترتیب سے نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ ایک مرتبہ جو ہم نیت باندھتے ہیں... خواہ فرض کی ہو یا سنت کی یا نفل کی... وہ ایک نماز ہے، اس میں ترتیب کا لحاظ رکھا جائے۔ دوبارہ جب نیت باندھیں گے تو اس نماز میں سورتوں کی الگ ترتیب ہوگی، اور اس سے پہلے کی نیت میں ہم نے جو سورتیں پڑھی تھیں، ان سے پہلے کی سورتیں پڑھ سکتے ہیں۔

نماز میں سورتوں کی پابندی اِمام کے لئے دُرست نہیں

سوال:... جناب نے روزنامہ ''جنگ'' کی پچھلی اشاعت میں فرمایا تھا کہ جمعہ میں ہمیشہ سورۂ اعلیٰ، غاشیہ اور سورۂ جمعہ کے علاوہ قرآن مجید کے دُوسرے حصوں کی بھی تلاوت کی جائے۔ ہمارے اِمام صاحب صرف سورۂ اعلیٰ، غاشیہ اور سورۂ جمعہ کے علاوہ پورے سال کوئی دُوسری سورت نہیں پڑھتے، کہتے ہیں یہی مسنون قراءت ہے۔ جناب سے درخواست ہے کہ جمعہ میں قرآن کے دُوسرے حصوں کی تلاوت کے بارے میں سند سے مطلع فرمائیں اور یہ کہ کیا ان احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال کے ۵۲ جمعے ہمیشہ یہی تین سورتیں تلاوت فرماتے تھے؟ یا جن صحابی نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے، صرف ان جمعوں میں یہ سورتیں قراءت فرمائی گئیں جن میں وہ صحابی موجود ہوں گے؟

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھنا بھی ثابت ہے، اور کبھی سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھنا بھی ثابت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی معین سورت کا اِلتزام صحیح نہیں کہ ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے، بلکہ بدل کر پڑھنا چاہئے، تاکہ عوام کو یہ خیال نہ ہو کہ اس نماز میں بس یہی سورت پڑھی جاتی ہے، کسی اور کا پڑھنا شاید صحیح نہیں۔

---

(۱) وطوال المفصل من الحجرات إلى البروج، والأوساط من سورة البروج إلى لم يكن، والقصار من سورة لم يكن إلى الآخر هكذا في المحيط والوقاية ومنية المصلي۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۷۷، طبع بلوچستان)۔

(۲) لأن ترتيب السور في القراءة من واجبات التلاوة۔ (شامی ج:۱ ص:۵۴۶، طبع سعید کراچی)۔

خلاصہ یہ کہ آپ کے اِمام صاحب کو نمازِ جمعہ میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ کی ایسی پابندی نہیں کرنی چاہئے کہ ہمیشہ یہی سورتیں پڑھا کریں، بلکہ بدل بدل کر پڑھنی چاہئے۔[1]

فرض چار رکعت کی پہلی دو رکعات میں سورۂ فلق، سورۂ ناس پڑھنا

سوال:... اگر چار رکعت فرض تنہا پڑھی جائیں تو پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فلق اور دُوسری رکعت میں سورۂ ناس پڑھی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

جواب:... صحیح ہے۔

نماز میں صرف چاروں قل پڑھنا

سوال:... میں عرصہ ۲۰ سال سے نماز پڑھ رہا ہوں، کبھی جماعت سے، زیادہ تر گھر میں، قرآن شریف پڑھا ہوا نہیں ہوں، صرف چاروں قل یاد ہیں، جو ترتیب سے پانچوں وقت نماز میں پڑھتا ہوں، کیا نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... نماز تو جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئے، باقی چاروں قل ترتیب سے پڑھ لینا صحیح ہے۔

بعد میں آنے والی رکعت میں پہلی رکعت کی سورۃ سے زیادہ لمبی سورۃ پڑھنا

سوال:... میں نے بہشتی زیور میں پڑھا ہے کہ نماز میں دُوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورۃ نہیں پڑھنی چاہئے، بہت سے لوگ چار رکعت کی نماز الم ترکیف سے شروع کرتے ہیں تو وہ تیسری رکعت میں سورۃ الماعون پڑھیں گے جو کہ اس سے پہلی سورۃ القریش سے بڑی ہے، تو کیا نماز دُرست ہوگی؟ چار رکعت نفل نماز میں تو غالباً تیسری رکعت سے مثل نئی نماز کے شروع کرسکتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ دُوسری رکعت کی چھوٹی بڑی سورۃ کا تیسری رکعت کی سورۃ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، لیکن یہاں بھی چوتھی رکعت کی سورۃ تیسری رکعت کی سورۃ سے زیادہ لمبی نہیں ہونی چاہئے؟ مولانا صاحب! کیا سنتِ مؤکدہ میں بھی تیسری اور چوتھی رکعات، پہلی دو رکعات سے آزاد ہوتی ہیں؟

جواب:... یہاں چند مسائل ہیں:

۱:... فرض نماز میں دُوسری رکعت کو پہلی رکعت سے تین آیتوں کی مقدار لمبا کرنا مکروہ ہے، جبکہ دونوں سورتوں کی آیتیں

---

(۱) عن النعمان بن بشير قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في العيدين وفي الجمعة بسبح اسم ربك الأعلىٰ، وهل أتاك حديث الغاشية ...إلخ. (مشكوة ص:۸۰، باب القراءة في الصلاة). أيضًا: عن عبيدالله بن أبي رافع قال: استخلف مروان أبا هريرة على المدينة وخرج إلى مكة فصلى لنا أبو هريرة الجمعة فقرأ سورة الجمعة في السجدة الأولىٰ وفي الآخرة إذا جاءك المنافقون، فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ بهما يوم الجمعة. رواه مسلم. (مشكوة ص:۸۰، باب القراءة في الصلاة، الفصل الأوّل).

متقارب ہوں، اور اگر دونوں کی آیتیں بڑی چھوٹی ہیں تو حروف وکلمات کا اعتبار ہوگا۔[1]

۲:... یہ حکم تو فرض نماز کا تھا، نفل نماز میں بعض نے دُوسری رکعت کا لمبا کرنا بلاکراہت جائز رکھا ہے، اور بعض نے نفلوں میں دُوسری رکعت کے لمبا کرنے کو مکروہ فرمایا ہے۔[2]

۳:... نفل کا ہر دوگانہ مستقل نماز ہے،[3] اس لئے نفل نماز کی تیسری رکعت اگر دُوسری سے لمبی ہوجائے تو کوئی حرج نہیں، سنتِ غیرمؤکدہ کا بھی یہی حکم ہے۔

۴:... سنتِ مؤکدہ کا حکم صراحتاً نہیں دیکھا، بہتر ہے کہ اس میں بھی بعد کی رکعتوں کو پہلی رکعتوں سے لمبا نہ کیا جائے۔

چھوٹی سورتوں کے درمیان کتنی سورتوں کا فاصلہ ہو؟

سوال:... ایک عالمِ دین فرماتے ہیں کہ اِمام کو قراءت کرتے ہوئے چھوٹی سورتوں کے درمیان کم از کم تین سورتوں کا فاصلہ رکھنا ضروری ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اور کیا یہ مسئلہ دُرست ہے؟

جواب:... فقہاء نے لکھا ہے کہ چھوٹی سورتوں میں قصداً ایک سورۃ چھوڑ کر اس سے اگلی سورۃ پڑھنا مکروہ ہے، اگر بڑی سورۃ درمیان میں چھوڑ کر اگلی سورۃ پڑھی جائے تو مکروہ نہیں، اور اگر دو چھوٹی سورتیں چھوڑ کر تیسری پڑھی جائے تب بھی مکروہ نہیں، اور اگر بھول کر ایک چھوٹی سورۃ چھوڑ کر اگلی پڑھ لی جائے تب بھی مکروہ نہیں، کراہت کی وجہ یہ ہے کہ ایک چھوٹی سورۃ درمیان میں چھوڑ دینے سے ایسا شبہ ہوتا ہے گویا وہ اس سورۃ کو پسند نہیں کرتا۔[4]

بالکل چھوٹی سورۃ سے مراد کون سی سورت ہے؟

سوال:... کہتے ہیں کہ نماز میں ایک بالکل چھوٹی سورۃ چھوڑ کر اگلی سورۃ نہیں پڑھنی چاہئے، کیا بالکل چھوٹی سورۃ سے مراد سورۂ اخلاص یا سورۂ کوثر ہیں؟ اگر کسی نے اس مسئلے پر عمل نہ کیا تو کیا وہ گناہگار ہوگا؟

---

(۱) وفی بعض شروح الجامع الصغير لَا خلاف ان إطالة الركعة الثانية على الأولٰى مكروهة إن كانت بثلاث آيات أو أكثر وإن كانت بأقل من ذالك لَا يكره كذا فى الخلاصة۔ قال المرغينانى التطويل يعتبر بالآى إن كانت متقاربة وإن كانت الآيات متفاوتة من حيث الطول والقصر يعتبر بالكلمات والحروف كذا فى التبيين۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۷۸)۔

(۲) فی الدر المختار: وإطالة الثانية على الأولٰى يكره تنزيهًا إجماعًا إن بثلاث آيات إن تقاربت طولًا وقصرًا وإلّا اعتبر الحروف والكلمات .... واستثنى فى البحر ما وردت به السُّنّة واستظهر فى النفل عدم الكراهة مطلقًا۔ (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۵۴۲، فصل فى القراءة، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۳) أما إذا كانت سُنّة أو نفلًا فيبتدئ كما ابتدأ فى الركعة الأولٰى يعنى يأتى بالثناء والتعوُّذ، لأن كل شفع صلاة علٰى حدة۔ (ردالمحتار ج:۲ ص:۱۶)۔

(۴) (ويكره الفصل بسورة قصيرة) أما بسورة طويلة ...... فلا يكره ...... كما إذا كانت سورتان قصيرتان ...الخ۔ (شامی ج:۱ ص:۵۴۶)۔ أيضًا: لأنه يوهم الإعراض والترجيح من غير مرجح۔ (حلبی کبیر ص:۴۹۴، طبع سہیل اکیڈمی)۔

جواب:... سورۂ لم یکن کے بعد آخر قرآن تک کی سورتیں "چھوٹی سورتیں" ہیں،[1] پہلی رکعت میں جو سورہ پڑھی ہو دُوسری رکعت میں قصداً بعد والی چھوٹی سورۃ کو چھوڑ کر اگلی سورۃ پڑھنا مکروہ ہے، اگر بھول کر شروع کردی تو کوئی حرج نہیں، اب اس کو نہ چھوڑے۔[2]

نماز میں بسم اللہ کو آہستہ پڑھا جائے یا آواز سے؟

سوال:... سورۃ الفاتحہ میں کل سات آیات ہیں، جن میں بسم اللہ بھی شامل ہے، میں نے کئی مولانا کے پیچھے نماز ادا کی، وہ سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتے۔ ایک مولانا سے اس مسئلے پر میری بحث ہوگئی، میں یہ کہتا تھا کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سورۂ فاتحہ کا ایک جز ہے، ایک آیت ہے، ان کا کہنا تھا کہ ہم نے بڑے مولانا سے اسی طرح سنا ہے، یعنی بڑے مولانا بھی سورۂ فاتحہ سے قبل بسم اللہ نہیں پڑھتے، نماز کی کتابوں میں بھی بسم اللہ تحریر ہے۔

جواب:... اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بسم اللہ شریف ایک مستقل آیت ہے، جو سورتوں کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے، تاکہ ہر سورۃ کا افتتاح اللہ تعالیٰ کے نام سے ہو۔[3] سورۂ فاتحہ سے پہلے اس کا پڑھنا لازم ہے، مگر بسم اللہ شریف جہری نمازوں میں آہستہ پڑھی جاتی ہے۔[4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ شیخین (ابوبکر و عمر) رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول رہا کہ بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے۔[5]

ثنا سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہئے

سوال:... کیا جب نماز شروع کریں تو نیت کرنے کے بعد سبحانک اللّٰھم سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا کہ نہیں؟

جواب:... سبحانک اللّٰھم سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی، بلکہ ثنا کے بعد اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔[6]

---

(۱) والقصار من سورة لم يكن إلى الآخر هكذا في المحيط والوقاية ومنية المصلي. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۷).

(۲) ولو قرأ في ركعة سورة وقرأ في الركعة الأخرىٰ سورة أخرىٰ بينهما سورة أو قرأ سورة فوق تلك السورة فالمختار انه يمضي في قراءتها ولا يترك هكذا في الذخيرة. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۹، طبع بلوچستان).

(۳) قال أبو جعفر فهٰذا عثمان يخبر في هٰذا الحديث انّ بسم الله الرحمٰن الرحيم لم تكن عنده من السور، وانه إنما كان يكتبها في فصل السور وهو غيرهن. (شرح معانی الآثار ج:۱ ص:۱۳۹، باب قراءة بسم الله .... في الصلاة). أيضًا: وهي آية من القرآن أنزلت للفصل بين السور ليست من الفاتحة ولا من كل سورة بيان للأصح من الأقوال كما في المحيط وغيره. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۳۰، طبع بيروت، أيضًا: درمختار ج:۱ ص:۴۹۱، طبع ایچ ایم سعید کراچی).

(۴) وفي ذكر التسمية بعد التعوذ إشارة إلىٰ محلها فلو سمي قبل التعوّذ أعادها بعده لعدم وقوعها في محلها ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۳۰). أيضًا: وسمّى سرا في كل ركعة أي ثم يسمي المصلي بأن يقول بسم الله الرحمٰن الرحيم هٰذا هو المراد بالتسمية هنا. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۲۹، طبع بيروت).

(۵) عن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم وأبابكر وعمر كانوا يسرّون ببسم الله الرحمٰن الرحيم. (شرح معاني الآثار ج:۱ ص:۱۳۹، باب قراءة بسم الله .... في الصلاة، طبع ایچ ایم سعید کراچی).

(۶) (وكيفيتها) إذا أراد الدخول في الصلاة كبّر ...... ثم يقدم سبحانك اللّٰهم ...... ثم يتعوّذ ...... ثم التعوذ تبع القراءة دون الثناء ...... ثم يأتي بالتسمية ...إلخ. (الهندية ج:۱ ص:۷۳، ۷۴، طبع بلوچستان).

التحیات سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

سوال:... یہاں پر لوگوں کی اکثریت ایک بات پر متفق ہے کہ وہ چار رکعتوں کی نماز میں دو رکعت بعد یعنی دُوسری رکعت میں جب التحیات پڑھتے ہیں، تو وہ اس سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں، یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:... التحیات سے پہلے بسم اللہ شریف نہیں پڑھی جاتی۔

التحیات سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

سوال:... التحیات میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر التحیات شروع کی، تو کیا تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنا پڑے گا؟

جواب:... اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔

دُوسری رکعت شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

سوال:... نماز کی دُوسری رکعت شروع کرنے سے پہلے کیا بسم اللہ پڑھنی ضروری ہے؟ عموماً پہلی رکعت میں پڑھی جاتی ہے، دُوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے؟ اگر نہ پڑھی جائے تو کیا فرق پڑتا ہے؟

جواب:... پہلی اور دُوسری سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا بعض علماء کے نزدیک سنت ہے، مگر علامہ حلبیؒ نے شرح مُنیہ میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ واجب ہے، اگر بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، تیسری اور چوتھی رکعت میں مستحب ہے۔ [1]

کیا نماز کی ہر رکعت میں تعوّذ و تسمیہ پڑھنی چاہئے؟

سوال:... کیا نماز کی ہر رکعت میں تعوّذ اور تسمیہ پڑھنی چاہئے؟

جواب:... اعوذ باللہ صرف پہلی رکعت میں ثنا کے بعد اِمام اور اکیلا نمازی پڑھتا ہے، [2] بسم اللہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ [3]

---

(۱) (ثم) بعد التعوّذ (يسمي) أي يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم (فيأتي بها) أي بالتسمية في أوّل كل ركعة .... اما الأوّل فميل الشيخ حافظ الدين النسفي في كتبه وقاضي خان وصاحب الخلاصة وكثير إلٰى أنها سُنّة ...... وذكر الزيلعي في شرح الكنز ان الأصح انها واجبة ... إلخ .... قال الأكثر أي يسجد للسهو إذا تركها ساهيًا أوّل كل ركعة تجب فيها القراءة لأن أكثر العلماء قالوا بوجوبها وهٰذا هو الأحوط۔ (حلبي كبير ص:۳۰۲، طبع سهيل اكيڈمي لاهور)۔

(۲) وبعد الفراغ من الثناء يتعوذ إمامًا كان أو منفردًا .... والتعوذ عند افتتاح الصلٰوة لَا غير إلخ۔ (خلاصة الفتاوىٰ ج:۱ ص:۵۲، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه)۔

(۳) (ثم يأتي بالتسمية) ...... ويأتي بها في أوّل كل ركعة .... وعليه الفتوىٰ۔ (الهندية ج:۱ ص:۷۴، طبع بلوچستان)۔

کیا ثنا اور تعوّذ سنتِ مؤکدہ کی دُوسری رکعت میں بھی پڑھیں گے؟

سوال:... چار رکعت سنت پڑھتے وقت پہلی رکعت میں شروع میں ثنا، تعوّذ، تسمیہ اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں، جب دُوسری، تیسری اور چوتھی رکعت پڑھیں گے تو کیا تمام رکعت اسی ترتیب سے پڑھیں گے جیسے کہ اُوپر لکھا ہے، یعنی ثناء، تعوّذ اور تسمیہ اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص؟ اس کی صحیح ترتیب لکھیں کہ ثناء، تعوّذ اور تسمیہ کون کون سی رکعت تک پڑھیں، اس کے بعد کہاں سے شروع کریں؟ کتاب میں صحیح ترتیب نہیں لکھی ہوئی ہے۔

جواب:... بسم اللہ شریف تو ہر رکعت کے شروع میں پڑھی جاتی ہے[1]، اور ثنا اور تعوّذ فرض اور سنتِ مؤکدہ کی صرف پہلی رکعت میں پڑھی جاتی ہے، باقی رکعات میں نہیں۔[2] البتہ سنتِ غیرمؤکدہ اور نفل نماز میں تیسری رکعت کو ثنا اور تعوّذ سے شروع کرنا افضل ہے، تیسری رکعت میں ثنا و تعوّذ نہ پڑھے تب بھی کوئی حرج نہیں۔[3]

الحمد کی ایک آیت میں سکتہ کرنا

سوال:... ''ایاک'' اور ''نعبد'' کے درمیان سکتہ کرنے سے نماز دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:... سکتہ کے معنی ہیں آواز بند کرلینا، مگر سانس نہ توڑنا، ''ایاک'' اور ''نعبد'' کے درمیان سکتہ نہیں، اس لئے یہاں سکتہ کرنا تو غلط ہے، لیکن نماز ہوجائے گی۔[4]

''ض'' کا تلفظ باوجود کوشش کے صحیح نہ ہونے پر نماز ہوجائے گی

سوال:... ماہنامہ ''الفاروق'' میں ایک جگہ ''غیر المغضوب'' والا سوال آیا تھا کہ اگر ''غیر المغضوب'' کے ''ض'' کو اپنے مخرج سے ''د'' ادا کیا جائے تو اس کے معنی بدل جاتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ''مغدوب'' سخت گوشت کو کہتے ہیں اور ''مغضوب'' کے معنی ہیں غضب کیا گیا، اور حوالہ لسان العرب کا دیا گیا، جبکہ ہمارے بریلوی علماء کہتے ہیں کہ اس کا صحیح مخرج بڑے بڑے علماء سے ادا نہیں ہوسکا، اس لئے انہوں نے بھی ''د'' کے مخرج میں ادا کیا، اور انہوں نے ''فتاویٰ مہریہ'' کا حوالہ دیا۔

جواب:... ''ض'' کا مخرج ''دال'' اور ''ظ'' دونوں سے الگ ہے، کسی ماہر سے اس کے ادا کرنے کی مشق کی جائے، اور جو

---

(۱) وسمّٰی سرًّا فی کل رکعة ...... وقوله فی کل رکعة أی فی ابتداء کل رکعة۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۳۰)۔

(۲) لَا یأتی بالثناء والتعوذ فی الشفع الثانی من الفرائض، والواجب کالفرض فی ھٰذا۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۴۶)۔

(۳) بخلاف النوافل سنة کانت غیرھا فانه یأتی بالثناء والتعوذ فیه کالأوّل لأن کل شفع صلاة علٰی حدة ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۴۶، طبع بیروت)۔

(۴) إذا وقف فی غیر موضع الوقف أو ابتدأ فی غیر موضع الإبتداء ان لم یتغیر له المعنٰی تغیرًا فاحشًا ...... لَا تفسد بالإجماع بین علمائنا ھٰکذا فی المحیط۔ (الهندیة ج:۱ ص:۸۱، الفصل الخامس فی زلة القاری)۔

شخص مشق کے باوجود صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو اس کی نماز صحیح ہے۔[1]

جان بوجھ کر فرضوں میں صرف فاتحہ پر اِکتفا کرنا

سوال:... ہمارے محلے کی ایک مسجد میں گزشتہ جمعہ کو اِمام صاحب جمعہ کی نماز میں ایک رکعت میں خالی سورۂ فاتحہ پڑھا کر رُکوع میں چلے گئے، مقتدی یہ سمجھے کہ شاید اِمام صاحب بھول گئے، بعد میں جب ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں بھولا نہیں، میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے، کیونکہ یہ سنت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے، اس لئے میں نے صحیح کیا۔

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول سنتِ متواترہ سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ اس کے بعد کوئی اور سورۃ بھی پڑھتے تھے، کسی صحیح روایت میں یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کیا ہو، البتہ اِمام بیہقیؒ کی کتاب ''سننِ کبریٰ'' (ج:۲ ص:۶۱) میں اس مضمون کی ایک روایت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے،[2] اور حافظؒ نے ''فتح الباری'' (ج:۲ ص:۲۴۳) میں اس کو ابنِ خزیمہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے،[3] مگر یہ روایت ضعیف اور سنتِ متواترہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط اور منکر ہے۔[4] جہاں تک ہمیں معلوم ہے اہلِ حدیث حضرات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ متواترہ پر عمل کرتے ہوئے فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ ضرور پڑھتے ہیں، نامعلوم آپ کے اِمام صاحب کو کیا سوجھی، انہوں نے ایک ضعیف اور غلط روایت کو سنتِ متواترہ پر ترجیح دی، فرض کی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ سورۃ کا ملانا واجب ہے، اور اگر واجب عمداً ترک کردیا جائے تو نماز واجب الاعادہ ہے۔[5]

---

(۱) وان كان لَا يمكن الفصل بين الحرفين إلّا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء إختلف المشائخ قال أكثرهم لَا تفسد صلاته .... وكثير المشائخ أفتوا به ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۷۹، الفصل الخامس في زلة القارى).

(۲) .... حدثني عبدالله بن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلّٰى ركعتين لم يقرأ فيهما إلّا بفاتحة الكتاب، وكذالك رواه عبدالملك بن الخطاب عن حنظلة السدوسى إلّا أنه قال: صلّٰى صلٰوة لم يقرأ فيها إلّا بفاتحة الكتاب. (سنن الكبرىٰ للبيهقى ج:۲ ص:۶۱، باب الإقتصار علٰى فاتحة الكتاب، طبع بيروت).

(۳) ولابن خزيمة من حديث ابن عباس، أن النبى صلى الله عليه وسلم قام فصلى ركعتين لم يقرأ فيهما إلّا بفاتحة الكتاب.

(۴) ولم أر لهم فى نفى وجوب السورة إلّا ما فى "الفتح" من حديث ابن عباس عند ابن خزيمة: (ان النبى صلى الله عليه وسلم قام فصلى ركعتين لم يقرأ فيهما إلّا بفاتحة الكتاب) وسكت عليه الحافظ، وفيه حنظلة السدوسى قال: هو نفسه فى "التقريب" ضعيف من السابعة. وفى التاريخ الصغير قال يحيى القطان: حنظلة السدوسى رأيته وتركته على عمد وكان اختلط. (معارف السُّنن ج:۲ ص:۳۹۲، تحقيق حكم الفاتحة فى الصلاة). أيضًا: عن حنظلة السدوسى عن عكرمة عن ابن عباس .... قلت حنظلة هٰذا هو ابن عبدالله قال البيهقى فى باب معانقه الرجل الرجل كان قد اختلط تركه يحيى القطان لِاختلاطه وضعفه أحمد وقال منكر الحديث يحدث باعاجيب وقال ابن معين ليس بشىء تغير فى آخر عمره. (الجوهر النقى فى ذيل سنن البيهقى ج:۲ ص:۶۱، طبع بيروت).

(۵) وان كان (لترك الواجب) سهوًا يلزمه سجود السهو ...إلخ. (خلاصة الفتاوىٰ ج:۱ ص:۵۲). وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة ...... فى الأوليين بعد الفاتحة ...إلخ. (الهندية ج:۱ ص:۷۱).

شافعی نمازِ فجر کے دُوسرے رُکوع کے بعد قنوت پڑھتے ہیں

سوال:... میں مکہ مکرّمہ میں روٹی کی فیکٹری میں کام کرتا ہوں، اور روزانہ مکہ سے تھوڑے فاصلے پر وادی حینہ (مسجد) میں فجر کی نماز ادا کرتا ہوں، امام صاحب پہلی رکعت میں رُکوع بھی کرتے ہیں اور سجدہ بھی، مگر دُوسری رکعت میں قراءت کے بعد رُکوع کے بجائے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے ہیں، دُعا کے بعد سیدھے سجدہ میں جاتے ہیں، رُکوع نہیں کرتے، آیا یہ طریقہ نماز دُرست ہے یا نہیں؟ اگر دُرست ہے تو کس فقہ میں دُرست ہے؟

جواب:... رُکوع تو نماز کا فرض ہے،[1] اس کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی،[2] دراصل امام شافعیؒ کے نزدیک دُوسری رکعت میں رُکوع کے بعد قنوت پڑھی جاتی ہے، یہ امام، شافعی مسلک کے ہوں گے، اور رُکوع کے بعد قنوت پڑھتے ہوں گے، یہ ممکن نہیں کہ وہ رُکوع نہ کرتے ہوں۔ بہرحال جب امام قنوت پڑھے تو آپ خاموش رہیں۔[3]

قیام میں بھول کر التحیات دُعا و تسبیح یا رُکوع و سجدہ میں قراءت کرنا

سوال:... اگر قیام میں قراءت کے بجائے التحیات یا دُعا یا تسبیح وغیرہ پڑھے یا اس کے برعکس رُکوع وسجدہ میں بجائے تسبیح کے قراءت کرلے بھول کر تو پھر کیا کرے؟

جواب:... اگر سورۂ فاتحہ سے پہلے بھول کر تشہد یا تسبیح پڑھ لے تو سجدۂ سہو لازم نہیں آتا، اور اگر سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھے تو سجدۂ سہو لازم ہے۔[4]

اگر رُکوع یا سجدے میں بھول کر قراءت کرلے تو اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ سجدۂ سہو لازم آئے گا، دوم یہ کہ سجدۂ سہو لازم نہیں آتا، صاحبِ بحر نے پہلے قول کو ظاہر کیا ہے، یعنی اس صورت میں سجدۂ سہو لازم آئے گا۔[5]

---

(۱) فرائض الصلاة ستة .... التحريمة .... والقيام .... والقراءة .... والركوع والسجود لقوله تعالٰى واركعوا واسجدوا. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۴۸-۴۹).

(۲) وفي الولوالجية الأصل في هذا ان المتروك ثلاثة أنواع فرض وسُنّة وواجب، ففي الأول إن أمكنه التدارك بالقضاء يقضي وإلّا فسدت صلاته. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۶، فصل في سجود السهو). أيضًا: وفي رد المحتار: أي بخلاف ترك الفرض فإنه يوجب الفساد، وترك الواجب فإنه يوجب سجود السهو. (رد المحتار ج:۱ ص:۴۷۴).

(۳) إن قنت الإمام في صلاة الفجر يسكت عن خلفه كذا في الهداية. (الهندية ج:۱ ص:۱۱۱، فصل في صلاة الوتر).

(۴) ومنها لو تشهد في قيامه بعد الفاتحة لزمه السجود وقبلها لَا ...الخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۱۰۵).

(۵) وكذا لو قرأ آية في الركوع والسجود والقومة فعليه السهو كما في الظهيرية وغيرها، وعلله في المحيط بتأخير ركن أو واجب عليه وكذا لو قرأها في القعود إن بدء بالقراءة وإن بدأ بالتشهد ثم قرأها فلا سهو عليه كما في المحيط، وفي البدائع لو قرأ القرآن في ركوعه أو في سجوده لَا سهو عليه لأنه ثناء وهذه الأركان تواضع الثناء اهـ ولَا يخفى ما فيه، فالظاهر الأول. (البحر الرائق ج:۲ ص:۱۰۵، طبع بيروت).

ظہر یا عصر کی دُوسری رکعت میں شامل ہونے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

سوال:... مولانا صاحب! اگر میں ظہر یا عصر کی جماعت کی دُوسری رکعت میں شامل ہوا تو اِمام کے سلام پھیر لینے کے بعد جب اپنی چھوٹی ہوئی پہلی رکعت ادا کروں گا تو میں سورۃ کی کس طرح ترتیب قائم کروں گا؟ کیونکہ ان نمازوں میں قراءت خفی ہوتی ہے، اسی طرح اگر میں فجر، مغرب یا عشاء کی جماعت کی دُوسری رکعت میں شامل ہوا تو اِمام کے سلام پھیر لینے کے بعد جب میں اپنی بقیہ رکعت ادا کروں گا تو اس صورت میں قرآن کی ترتیب کس طرح قائم رکھوں گا؟ کیونکہ ان نمازوں میں خاص طور سے فجر اور عشاء میں بیچ قرآن سے تلاوت ہوتی ہے، کیونکہ میں حافظ نہیں ہوں۔

جواب:... جن رکعتوں کو آپ اِمام کے سلام پھیر دینے کے بعد پوری کریں گے ان میں آپ اِمام کے تابع نہیں، بلکہ اپنی اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں،[1] اس لئے ان رکعتوں میں آپ کو اپنی قراءت کی ترتیب ملحوظ رکھنا تو ضروری ہے، مثلاً اگر آپ کی دو رکعتیں رہ گئی ہیں تو پہلی رکعت میں آپ نے جو سورۃ پڑھی ہے، دُوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورۃ پڑھیں، اس سے پہلے کی نہ پڑھیں، لیکن اِمام کی قراءت کی ترتیب کا لحاظ آپ کے ذمہ ضروری نہیں، پس اِمام نے جو سورتیں پڑھیں، آپ بقیہ رکعت میں اس سے پہلے کی سورۃ بھی پڑھ سکتے ہیں اور بعد کی بھی۔

تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ واجب نہیں ہے

سوال:... میری مسجد کے اِمام صاحب نے ایک دن مغرب کی آخری رکعت میں ایک منٹ سے بھی کم قیام کیا اور رُکوع میں چلے گئے، نماز کے بعد نمازیوں نے پوچھا کہ آپ نے اتنی جلدی سورۂ فاتحہ پڑھ لی؟ تو اِمام صاحب نے کہا کہ مجھے جلدی تھی اس لئے میں نے تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا تھا، نماز ہوگئی۔ لیکن میں اس بات سے متفق نہیں ہوں، مسجد کمیٹی نے ایک مفتی صاحب سے پوچھا تو مفتی صاحب نے کہا کہ مغرب کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ واجب نہیں، مستحب ہے، کیا یہ فتویٰ صحیح ہے؟ اگر نہیں تو کیا میری وہ اِمام صاحب کے ساتھ نماز جائز ہوگی؟

جواب:... حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قراءت فرض نماز کی صرف پہلی دو رکعتوں میں فرض ہے، آخری دو رکعتوں میں واجب نہیں، بلکہ ان میں صرف سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مستحب ہے، اس لئے حنفی مذہب کے مطابق یہ فتویٰ صحیح ہے۔[2]

---

(۱) ومنها انه منفرد فیما یقضی۔ (الهندیة ج:۱ ص:۹۲، الفصل السابع فی المسبوق واللّاحق)۔ أیضًا: والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد حتّی یثنی ویتعوذ ویقرأ .... فیما یقضیه أی بعد متابعته لإمامه (قوله حتّی یثنی الخ) تفریع علٰی قوله منفرد فیما یقضیه بعد فراغ إمامه فیأتی بالثناء والتعوذ لأنه للقراءة ویقرأ لأنه یقضی أوّل صلاته فی حق القراءة کما یأتی۔ (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۵۹۶، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۲) وفی الفرائض محل القراءة الرکعتان حتی یفترض القراءة فی الرکعتین .... وان کانت یقرأ فی الأولیین وفی الأخریین بالخیار إن شاء قرأ وان شاء سبح وان شاء سکت .... روی الحسن عن أبی حنیفة أنه لو سبح فی کل رکعة ثلاث تسبیحات أجزأه وقراءة الفاتحة أفضل۔ (الفتاوی التاتارخانیة ج:۱ ص:۴۴۴، طبع کوئٹه)۔

چار رکعت سنتِ مؤکدہ کی پہلی رکعت میں سورۂ فلق پڑھ لی تو کیا کرے؟

سوال:... چار رکعت سنتِ مؤکدہ کی پہلی رکعت میں سہواً سورۂ فلق پڑھ لی، بقیہ تین رکعتوں میں کون سی سورۃ ملانا افضل ہے اور کون سی ناجائز؟

جواب:... باقی رکعتوں میں سورۃ الناس پڑھتا رہے۔(۱)

وتر کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھنا افضل ہے؟

سوال:... کیا وتر کی پہلی، دُوسری اور تیسری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد بالترتیب سورۂ اعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنا ضروری ہے؟ سورۂ اعلیٰ کے علاوہ کوئی دُوسری سورۃ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... انہی تین سورتوں کا پڑھنا ضروری نہیں، بلکہ کوئی دُوسری سورۃ بھی پڑھ سکتے ہیں، البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان تین سورتوں کا علی الترتیب پڑھنا منقول ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِقتدا کی نیت سے یہ تین سورتیں پڑھی جائیں تو بہت اچھی بات ہے، لیکن کبھی کبھی دُوسری سورتیں بھی پڑھ لیا کریں۔(۲)

وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ فلق پڑھ لی تو آخری رکعت میں کیا پڑھے؟

سوال:... غیر رمضان میں وتر پڑھتے ہوئے اکثر میرے منہ سے پہلی رکعت میں سورۃ الفلق نکل جاتی ہے، دُوسری رکعت میں سورۃ الناس پڑھتا ہوں، کیا میں وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات پڑھ سکتا ہوں یا مجبوراً سورۃ الفلق سے پہلے کی کوئی سورۃ پڑھوں؟

جواب:... تیسری رکعت میں بھی سورۃ الناس کو دوبارہ پڑھ لیا جائے۔(۳)

وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الناس پڑھ لی تو باقی دو رکعتوں میں کیا پڑھے؟

سوال:... ہم وتر کی نماز ادا کر رہے ہیں اور پہلی رکعت میں ہم نے سورۃ الناس پڑھی، آخری دونوں رکعتوں میں کون سی سورۃ پڑھنی چاہئے؟ اسی طرح ہم سنتِ مؤکدہ کی چار رکعت ادا کر رہے ہیں اور پہلی رکعت میں ہم نے سورۃ الناس پڑھی، آخری تینوں رکعتوں میں کون سی سورتیں پڑھنی چاہئیں؟

---

(۱) وإذا قرأ في الركعة الأولى قل أعوذ برب الناس ينبغي أن يقرأ في الركعة الثانية أيضًا قل أعوذ برب الناس. (التاتارخانية ج:۱ ص:۳۵۳، أيضًا: الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۶۸، طبع حقانيه، ملتان).

(۲) قال وما قرأ في الوتر فهو حسن وبلغنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قرأ في الوتر في الركعة الأولى بسبح اسم ربك الأعلى، وفي الثانية بقل يا أيها الكافرون، وفي الثالثة بقل هو الله أحد، ولَا ينبغي أن يوقف شيئًا من القرآن في الوتر كما مر .... لكن لَا يواظب عليه كيلا يظنه الجهال حتمًا. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۷۳، طبع ايچ ايم سعيد).

(۳) دیکھئے صفحہ ہٰذا حاشیہ نمبر۱۔

جواب:... باقی رکعتوں میں بھی یہی سورۃ پڑھتے رہیں۔[۱]

اگر دُعائے قنوت نہ آئے تو کیا پڑھے؟

سوال:... میں نے صدر سے آسان نماز کی کتاب خریدی ہے، جو محمد عبدالمنان صاحب نے مکتبہ تھانوی سے شائع کی، جس کے صفحہ:۶ پر تحریر ہے کہ اگر دُعائے قنوت نہ آئے تو "ربنا اٰتنا فی الدنیا" پڑھ لیں، لیکن تعداد نہیں لکھی۔

جواب:... ایک بار پڑھ لینا کافی ہے، لیکن دُعائے قنوت یاد کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔[۲]

نماز میں پہلے دُعا پھر دُرود شریف پڑھ کر سلام پھیرنا کیسا ہے؟

سوال:... نماز میں دُرود شریف کے بعد عربی کی ماثورہ دُعائیں (جو عموماً نماز کے بعد بھی پڑھی جاتی ہیں) یا ان میں سے کچھ پڑھنا اور پھر دُرود شریف پڑھ کر سلام پھیرنا کیسا ہے؟

جواب:... جائز ہے،[۳] لیکن جو ترتیب بتائی گئی ہے اس کے خلاف کیوں کیا جائے؟

رُکوع اور سجدہ سے اُٹھتے ہوئے مقرّرالفاظ سے مختلف کہنا

سوال:... الف اور ج ایک دفتر میں ملازم ہیں، ایک دن ج نے ظہر کی اِمامت کی، اس نے رُکوع سے اُٹھتے وقت اللہ اکبر کہا، جبکہ اسے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا تھا، دُوسرے سجدے سے اُٹھتے وقت ج نے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا، اسے اللہ اکبر کہنا تھا، اسی طرح ہر رُکوع کے بعد اللہ اکبر کہا اور ہر دُوسرے سجدے کے بعد "ربنا لک الحمد" کہا، اسی طرح چار رکعات پوری ہوئیں، جبکہ روزانہ پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہے، مسجد میں اِمام صاحب کی آواز برابر سنتا ہے اور کوئی ناسمجھ اور بھولا آدمی نہیں ہے، بلکہ ایک بالغ، ہوشیار، سمجھ دار اور ماشاء اللہ کئی بچوں کا والد ہے۔ وہ کسی مولانا سے کم نہیں ہے، اپنے کو بہتر جانتا ہے، اس نے نہ تو سجدۂ سہو کرایا، نہ نماز کے بعد اس کی غلطی بتائی گئی تو اسے کوئی احساس نہیں ہوا، بلکہ اس نے دُوسروں کی غلطی بیان کرنی شروع کردی، الف آپ سے مؤدبانہ عرض کرتا ہے کہ اس طرح نماز ادا ہوگئی یا سب کو لوٹانی پڑے گی؟

جواب:... رُکوع سے اُٹھتے ہوئے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا اور سجدے سے اُٹھتے ہوئے تکبیر کہنا سنت ہے،[۴] اس کے خلاف

---

(۱) واذا قرأ فی الأولٰی قل أعوذ برب الناس یقرأ فی الثانیة قل أعوذ برب الناس أیضًا۔ (الجوھرة النیرة ج:۱ ص:۶۸)۔

(۲) ومن لم یحسن القنوت یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ کذا فی المحیط۔ (الھندیة ج:۱ ص:۱۱۱)۔

(۳) فاذا فرغ من الصلاة علی النبی صلی اللہ علیه وسلم یستغفر لنفسه ولأبویه وللمؤمنین والمؤمنات کذا فی الخلاصة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۷۶)۔ أیضًا ویستحب أن یقول المصلی بعد ذکر الصلاة فی آخر الصلاة رب اجعلنی مقیم الصلاة ومن ذرّیتی ربنا وتقبّل دُعاء ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۷۶)۔

(۴) قال أبو ھریرة رضی اللہ عنه: کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم إذا قام إلی الصلاة یکبر حین یقوم ثم یکبر حین یرکع ثم یقول سمع اللہ لمن حمدہ حین یرفع صلبه من الرکوع ...... ثم یکبر حین یسجد ...إلخ۔ (حلبی کبیر ص:۳۱۵)۔

کرنے کی صورت میں نماز تو ہوگئی،[۱] مگر جان بوجھ کر سنت کے خلاف کرنا بُرا ہے۔[۲] اور اگر اس کا مقصد سنت کا مذاق اُڑانا تھا تو یہ کفر کے مترادف ہے۔[۳]

نماز کے رُکوع کی تسبیح میں ''وبحمدہ'' کا اِضافہ کرنا

سوال:... نماز میں رُکوع اور سجدے کی تسبیح میں ''وبحمدہ'' کا اِضافہ کرنا کیسا ہے؟

جواب:... کوئی مضائقہ نہیں، لیکن افضل یہی ہے کہ جو الفاظ منقول ہیں، ان کی پابندی کی جائے۔[۴]

رُکوع، سجدے کی تسبیحات کی جگہ دُوسری دُعا پڑھنا

سوال:... فرض نماز کے رُکوع، سجدے میں تسبیحات کے علاوہ اور دُعا پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:... فرض نماز کے رُکوع، سجدے میں تسبیحات کے علاوہ اور دُعا پڑھنا بہتر نہیں، لیکن اگر پڑھ لے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔[۵]

کیا نماز میں لفظ ''محمد'' آنے پر دُرود شریف پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:... اگر نماز میں ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آجائے، یعنی قراءت میں یا دُرود شریف وغیرہ میں، تو کیا نماز کے دوران بھی ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کہہ دینا چاہئے؟ اس سے نماز تو نہیں ٹوٹے گی؟

جواب:... نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر دُرود شریف نہیں پڑھا جاتا، لیکن اگر پڑھ لیا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔[۶]

---

(۱) ولَا يجب بترك التعوذ والبسملة في الأولى والثناء وتكبيرات الإنتقالات. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۶)۔

(۲) وان اقتصر في التسبيح على مرة واحدة أو ترك التسبيح بالكلية جازت صلوته لعدم ركنيته ولكن يكره ذلك وهو الترك والإقتصار على مرة وكذا الإقتصار على مرتين للإخلال بالسُّنَّة. (حلبی کبیر ص:۳۱۶، سہیل اکیڈمی لاہور)۔

(۳) كفر الحنفية بألفاظ كثيرة وأفعال تصدر من المتهتكين لدلالتها على الإستخفاف ...... وباستخفافه بسُنَّة من السُّنن. (البحر الرائق ج:۵ ص:۱۳۰، طبع بیروت)۔

(۴) وكذا لَا يأتي في ركوعه وسجوده بغير التسبيح على المذهب وما ورد محمول على النفل ...إلخ. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۵۰۵، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۵) ایضاً۔

(۶) ولو سمع المصلي اسم الله تعالى فقال: جل جلاله، أو سمع إسم النبي صلى الله عليه وسلم فقال: صلى الله عليه وسلم ...... لَا تفسد صلاته، لأن نفس تعظيم الله تعالى والصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم لَا ينافي الصلوٰة فلا يفسدها. (حلبی کبیر ص:۴۴۴ طبع سہیل اکیڈمی لاہور)۔

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے

سوال:... میری مسجد میں گزشتہ دنوں ایک مولانا صاحب باہر سے تشریف لائے، انہوں نے وعظ اور خطبہ وغیرہ تو لاؤڈ اسپیکر پر دیا، مگر نماز پڑھاتے وقت کہنے لگے کہ: نماز میں اس کا استعمال ناجائز ہے، ان کی یہ منطق ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ جس لاؤڈ اسپیکر پر تھوڑی دیر پہلے انہوں نے قرآنِ کریم کی آیات کی تلاوت کی، جس پر وعظ و تبلیغ کی، اب وہی لاؤڈ اسپیکر ناجائز کیسے ہوگیا؟ ہم لوگ تو بچپن سے اب تک اس پر نماز پڑھتے آرہے ہیں، اور ہم نے یہ بھی سن رکھا ہے کہ بڑے بڑے علمائے دین نے اس کو جائز قرار دیا ہے، مگر وہ مولانا صاحب اسے ناجائز کیسے کہہ رہے تھے؟ یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

جواب:... نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عام اہلِ علم کے نزدیک جائز ہے۔[1]

لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ مکبّر کا انتظام بھی ہونا چاہئے

سوال:... جمعہ کی نماز میں یا علاوہ ازیں ہجوم کے وقت ضرورت کے پیشِ نظر لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھائی جاتی ہے، تو اس صورت میں پیچھے مکبّر کی ضرورت نہیں رہتی، تو کیا پیچھے مکبّر کا متعین کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... لاؤڈ اسپیکر کی صورت میں بھی مکبّر کا انتظام ہونا چاہئے، تاکہ اگر برقی رو چلی جائے تو وہ تکبیر کہہ سکے اور نماز میں خلل نہ ہو۔

مساجد کے باہر والے لاؤڈ اسپیکر اذان کے ماسوا کھولنا ناجائز ہے

سوال:... نہایت تیز بلند آواز لاؤڈ اسپیکر سے تراویح، درس اور نمازیں جو تمام محلے کے سکون، نیند، خواتین کی نمازیں، ضعفاء کی راحت کو برباد کردے، جائز ہے یا گناہ ہے؟ صرف حدودِ مسجد تک لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کا شرعاً جواز معلوم ہوتا ہے۔

جواب:... اذان کے لئے اُوپر کے اسپیکر کھولنے کا تو مضائقہ نہیں کہ باہر کے لوگوں تک اذان کی آواز پہنچانا مطلوب ہے، لیکن نماز، تراویح، درس وغیرہ کے لئے اگر لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی ضرورت ہو تو اس کی آواز مسجد کے مقتدیوں تک محدود رہنی

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے ص:۳۴ آلات جدیدہ از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، طبع ادارۃ المعارف کراچی۔

چاہئے، باہر نہیں جانی چاہئے، تراویح کے لئے اور درس وغیرہ کے لئے باہر کے اسپیکر کھولنا عقلاً وشرعاً نہایت قبیح ہے، جس کے وجوہ حسبِ ذیل ہیں:

۱:... بعض مساجد اتنی قریب قریب ہیں کہ ایک کی آواز دُوسری سے ٹکراتی ہے، جس سے دونوں مسجدوں کے نمازیوں کو تشویش ہوتی ہے، اور ان کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے، ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں کہ ایک مسجد کے مقتدی جو پچھلی صفوں میں تھے، دُوسری مسجد کی تکبیر پر رُکوع، سجدے میں چلے گئے، نمازیوں کو ایسی تشویش میں مبتلا کرنا کہ ان کی نماز میں گڑبڑ ہوجائے، صریح حرام ہے، اور اس حرام کا وبال ان تمام لوگوں کی گردن پر ہوگا جو نماز کے دوران اُوپر کے اسپیکر کھولتے ہیں۔[1]

۲:... مسجد کے نمازیوں تک آواز پہنچانا تو ایک ضرورت ہوئی، لیکن نماز میں اُوپر کے اسپیکر کھول دینا جس سے آواز دُور دُور تک پہنچے، یہ محض ریاکاری ہے، جس سے عبادت کا ثواب باطل ہوجاتا ہے۔ رمضان مبارک میں بعض حافظ صاحبان ساری رات لاؤڈ اسپیکر پر قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں، جس میں ریاکاری کے سوا کوئی بھی صحیح غرض نظر نہیں آتی۔

۳:... تراویح میں باہر کے اسپیکر کھولنے میں ایک قباحت یہ ہے کہ چلتے پھرتے اور گھروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے کان میں سجدۂ تلاوت کی آیات آتی ہیں، جن کی وجہ سے ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے، ان میں سے بہت سے لوگوں کو یہ معلوم بھی ہوگا کہ یہ سجدہ کی آیت ہے، پھر بھی وہ لوگ سجدہ نہیں کرتے ہوں گے،[2] ان بے شمار لوگوں کے ترکِ واجب کا وبال بھی سنانے والوں کی گردن پر رہے گا۔

۴:... جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے، لاؤڈ اسپیکر کی بلند آواز سے پورے محلے کا سکون غارت ہوجاتا ہے، بیمار آرام نہیں کرسکتے، گھروں میں خواتین کا اپنی نماز پڑھنا دُوبھر ہوجاتا ہے، وغیرہ وغیرہ، اور لوگوں کو اس طرح مبتلائے اذیت کرنا حرام ہے۔

۵:... بعض قاری صاحبان اپنے لحنِ داؤدی سنانے کے شوق میں تہجد کے وقت بھی لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت یا نعت خوانی شروع کردیتے ہیں، جس کی وجہ سے تہجد کا پُرسکون وقتِ مناجات بھی شور و ہنگامے کی نذر ہوجاتا ہے، اس وقت اگر کوئی تہجد میں اپنی منزل پڑھنا چاہے تو نہیں پڑھ سکتا، اور بعض ظالم اس وقت تلاوت کا ریکارڈ لگا کر لوگوں کا سکون برباد کردیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جو لوگ اَذان کے علاوہ پنج گانہ نماز میں، تراویح میں یا درس وتقریر میں باہر کے اسپیکر کھول دیتے ہیں وہ اپنے خیال میں تو شاید نیکی کا کام کر رہے ہوں، لیکن ان کے اس فعل پر چند در چند مفاسد مرتب ہوتے ہیں، اور بہت سے محرّمات کا وبال ان

---

(۱) هل يكره رفع الصوت بالذِّكر والدُّعاء قيل نعم. وفي الشرح: قوله قيل نعم يشعر بضعفه مع أنه مشى عليه في المختار والملتقى فقال وعن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كره رفع الصوت عند قراءة القرآن والجنازة والزحف والذِّكر ...إلخ. (رد المحتار ج:۶ ص:۳۹۸، كتاب الحظر والإباحة). الجهر المفرط ممنوع شرعًا، وكذا الجهر الغير المفرط إذا كان إيذاء لأحد من نائم أو مصل أو حصلت فيه شبهة رياء أو لوحظت في خصوصيات غير مشروعة. (مجموعه رسائل اللكنوى رحمه الله تعالىٰ ج:۳ ص:۳۴، طبع إدارة القرآن).

(۲) والأصل في وجوب السجدة إن كل من كان من أهل وجوب الصلوٰة، اما أداء أو قضاء كان أهلا لوجوب سجدة التلاوة ومن لا فلا، كذا في الخلاصة. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۳۲، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة).

پر لازم آتا ہے، اور یہ سب محرمات گناہِ کبیرہ میں داخل ہیں، اس لئے لاؤڈ اسپیکر کی آواز حدودِ مسجد تک محدود رکھنا ضروری ہے، اور اَذان کے علاوہ دُوسری چیزوں کے لئے باہر کے اسپیکر کھولنا ناجائز اور بہت سے کبائر کا مجموعہ ہے۔

کیا مسجد کا اسپیکر گلی میں لگا سکتے ہیں؟

سوال:... ہمارے محلے میں مسجد کے اسپیکر کافی فاصلے پر گلیوں میں لگائے گئے ہیں، کیونکہ مسجد کا فاصلہ دُور ہونے کی وجہ سے آواز نہیں پہنچ سکتی، ان اسپیکروں سے صرف اَذان کا کام لیا جاتا ہے، مقامی انتظامیہ کو ان اسپیکروں پر اعتراض ہے، آپ مسئلہ کی وضاحت کریں، انتظامیہ کا اعتراض صحیح ہے یا غلط؟

جواب:... یہ مسئلہ انتظام سے تعلق رکھتا ہے، سنتِ اَذان تو مسجد کی اَذان سے ادا ہوجاتی ہے، خواہ پوری آبادی اسے سنے نہ سنے، پس اگر اہلِ محلہ کو دُور لاؤڈ اسپیکر لگانے پر اعتراض نہ ہو تو لگائے جائیں، ورنہ نہیں۔

جماعت کی صف بندی

مسجد میں ناحق جگہ روکنا

سوال:... بعض مساجد میں مخصوص لوگ اپنے لئے مخصوص جگہ کا تعین کرلیتے ہیں، اور قبضے کے لئے پہلے سے کوئی کپڑا وغیرہ ڈال دیتے ہیں، اور کوئی آدمی اس جگہ بیٹھ جائے تو اس سے لڑتے جھگڑتے ہیں، شرع کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... جو شخص مسجد میں پہلے آجائے وہ خالی جگہ کا مستحق ہے، پس اگر کوئی شخص پہلے آکر جگہ روک لے اور پھر وضو وغیرہ میں مشغول ہوجائے تو اس کا جگہ روکنا تو صحیح ہے، لیکن اگر جگہ روک کر گھر چلا جائے یا بازار میں پھرتا رہے تو اس کا جگہ روکنا جائز نہیں ہے۔[1]

کسی کے لئے مصلیٰ بچھا کر صف میں جگہ مخصوص کرنا

سوال:... جماعت کھڑی ہونے سے تقریباً ایک یا پون گھنٹہ پیشتر اس لئے مسجد جاتا ہوں کہ پہلی صف میں سب سے اوّل جگہ نماز باجماعت ادا کرسکوں کہ سنا ہے اس کا بڑا ثواب ہے۔ میں ایک ایسے پیشے سے منسلک ہوں کہ جس کو ایک شہر سے دُوسرے شہر گھومنا پڑتا ہے۔ پچھلے دنوں مجھے ہیرآباد، حیدرآباد کی ایک مسجد میں چندروز نماز اَدا کرنے کا موقع ملا، میں جب مسجد میں پہنچا تو اس وقت وہاں ایک دو آدمی موجود تھے، اور پہلی صف میں اوّل جگہ پر مسجد کی دری پر ایک مصلیٰ بچھا ہوا تھا، میں نے اس پر سنتیں ادا کیں اور تقریباً آدھ گھنٹہ بیٹھا رہا۔ نماز شروع ہونے سے پہلے مسجد میں کافی لوگ آگئے، ایک صاحب نے مجھے کہا کہ میں جس جگہ بیٹھا ہوں وہاں سے اُٹھ جاؤں، اس لئے کہ وہاں کوئی دُوسرے صاحب نماز ادا کریں گے۔ میں نے بحث مناسب نہیں سمجھی، حالانکہ دِل کو بُرا لگا، اور جگہ چھوڑ دی۔ پھر جتنے دن بھی میں نے نماز پڑھی اس جگہ سے الگ ہٹ کر پڑھی، ان صاحب کے آنے تک وہ جگہ خالی رہتی تھی۔ کیا اس قسم کے بزرگ ہم جیسے گناہگاروں کو ثواب بھی کمانے نہیں دینا چاہتے؟ معاشی حقوق تو چھین لینا آج کے معاشرے میں عام ہے، لیکن ثواب چھین لینا باعثِ حیرت ہے۔ براہِ کرم اپنے خیالات سے نوازیں، ان بزرگ کے اِقدام سے کیا میں متوقع ثواب سے محروم ہوگیا؟

جواب:... مسجد میں کسی کو جگہ مخصوص کرنے کا حق نہیں، بلکہ جو شخص بھی پہلے آکر کسی جگہ بیٹھ جائے، وہ جگہ اسی کا حق ہے، اس

---

(۱) ویکرہ للإنسان ان یخص لنفسہ مکانًا فی المسجد یصلی فیہ۔ (الفتاوی الھندیۃ ج:۱ ص:۱۰۸، الباب السابع، الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلاۃ وما لا یکرہ)۔

کو وہاں سے اُٹھانا صحیح نہیں۔ اس لئے جن لوگوں نے آپ کو اُٹھایا، انہوں نے غلط کیا۔ [۱]

اِمام کے قریب کون لوگ کھڑے ہوں؟

سوال:... اِمام صاحب کے عین عقب یا قرب و جوار میں کیسے نمازی کو کھڑا ہونا چاہئے شریعت کی نظر میں؟

جواب:... جو لوگ باشرع ہوں اور اِمام کی نماز کو صحیح سمجھ اور سیکھ سکیں، ان کو کھڑے ہونا چاہئے۔ [۲]

جماعت کی صف کس ترتیب سے بنانی چاہئے؟

سوال:... جماعت کی نماز کے لئے صف میں کس ترتیب سے بیٹھنا چاہئے؟ اگر مسجد بالکل خالی ہے، تو مقتدی حضرات کو کس ترتیب سے بیٹھنا شروع کرنا چاہئے؟ کیا یہ صحیح ہے کہ اِمام کے پیچھے سب سے پہلے آنے والا شخص بیٹھے، پھر اس پہلے شخص کے دائیں طرف سے بیٹھتے جائیں، حتیٰ کہ دیوار تک، پھر بائیں طرف اسی طرح سے ہو؟ اگر نہیں تو صحیح طریقہ سنت کے مطابق کیا ہے؟ نیز کیا اِدھر اُدھر اپنی مرضی کے موافق جگہ چن کر بیٹھنا صحیح ہے یا نہیں؟ اَز راہِ عنایت تفصیلی جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

جواب:... بیٹھنے کی تو جہاں جگہ ملے بیٹھ سکتا ہے، لیکن اِمام کے پیچھے کی جگہ سب سے افضل ہے، پھر دائیں جانب اور پھر بائیں جانب۔ [۳]

حالتِ نماز میں اگلی صف پُر کرنے کا طریقہ

سوال:... نماز میں قیام کی حالت میں اگر اگلی صف خالی ہو تو آگے بڑھ کر اسے پُر کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر پُر کرنا چاہئے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:... اگر اگلی صف پُر کرنی ہو تو پے در پے نہ چلے، بلکہ ایک قدم اُٹھا کر کے رُک جائے، پھر دُوسرا قدم اُٹھا کر رُک جائے، یہاں تک کہ اگلی صف کے ساتھ جا ملے، واللہ اعلم! [۴]

درمیان میں خلا چھوڑ کر دُوسری صف بنانا مکروہ ہے

سوال:... اکثر حرمین شریفین میں دیکھا گیا ہے کہ صف کے دوران اچھا خاصا خلا رہ جاتا ہے، جس میں کئی آدمی نماز پڑھ

---

(۱) یکرہ للإنسان أن یخص لنفسہ مکانًا فی المسجد یصلّی فیہ۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۸، الباب السابع، الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلاۃ وما لَا یکرہ)۔

(۲) ویقف الأکثر من واحد خلفہ ...... ویصف الرجال، لقولہ علیہ السلام لیلنی منکم أولو الأحلام والنھی، فیأمرھم الإمام بذٰلک ...إلخ۔ (مراقی الفلاح علٰی ھامش حاشیۃ الطحطاوی ص:۱۶۷، طبع میر محمد کتب خانہ)۔

(۳) لأنہ روی فی الأخبار ان اللہ تعالٰی إذا أنزل الرحمۃ علی الجماعۃ ینزلھا أوّلًا علی الإمام، ثم تتجاوز عنہ إلٰی من بحذائہ فی الصف الأوّل، ثم إلی المیامن، ثم إلی المیاسر ثم، إلی الصف الثانی۔ (شامی ج:۱ ص:۵۶۹، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۴) مشی مستقبل القبلۃ ھل تفسد إن قدر صف ثم وقف قدر رکن ثم مشی ووقف کذٰلک وھٰکذا لَا تفسد وإن کثر ما لم یختلف المکان۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۶۲۷، قبیل مطلب فی المشی فی الصلاۃ)۔

سکتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس خلا والی جگہ سے پچھلی والی صفوں کی نماز میں کچھ فساد تو نہیں آتا؟ اور اگر آتا ہے تو کیا دائیں بائیں اور آگے والے کا حکم بھی یہی ہے یا کچھ اور؟ اس فساد کو کس طرح دُور کرنا چاہئے؟ تفصیل مطلوب ہے۔

جواب:... اگلی صف کا خلا پچھلی صف والوں کو پُر کردینا چاہئے، صف کے اندر خلا چھوڑنا مکروہ ہے، لیکن مسجد کے اندر اگر خلا چھوڑ کر صفیں بنائی گئی ہوں تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [۱]

صف کی دائیں جانب افضل ہے

سوال:... ایک شخص کا کہنا ہے کہ: ''باجماعت نماز میں اِمام کے سیدھے ہاتھ کی طرف والی صف میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔'' اس پر میں نے کہا کہ اس طرح تو کوئی بھی نمازی بائیں طرف کی صف میں نماز نہیں پڑھے گا، تو وہ کہنے لگے کہ: ''یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔'' یہ بات کہاں تک ٹھیک ہے؟

جواب:... صف کی دائیں جانب افضل ہے، حدیث میں ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں صفوں کی دائیں جانب۔'' (مشکوٰۃ ص:۹۸) [۲]

تاہم اگر دائیں طرف آدمی زیادہ ہوں تو بائیں طرف کھڑے ہونا ضروری ہے تاکہ دونوں جانب کا توازن برابر رہے۔ [۳]

پہلی صف میں شمولیت کے لئے پچھلی صفوں کا پھلانگنا

سوال:... پہلی صف میں نماز پڑھنے کا بہت ثواب ہے، بہت سے لوگ اس ثواب کے حصول کے لئے دیر سے آنے کی صورت میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے جاتے ہیں، اور پہلی صف میں جگہ نہ ہونے کے باوجود پہلی صف میں زبردستی گھستے ہیں، جس سے اس صف کے نمازیوں کو نہ صرف تنگی بلکہ تکلیف ہوتی ہے، اور اس نمازی کی طرف سے دِل میں بھی طرح طرح کے خیال آتے ہیں، کیا اس طرح گردنوں کا پھلانگنا اور زبردستی پہلی صف میں داخل ہونا صحیح ہے؟ شرع میں ایسے لوگوں کے لئے کیا عتاب کیا گیا ہے؟

جواب:... اگر پہلی صف میں جگہ ہو تو پچھلی صفوں سے پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنا جائز ہے، [۴] لیکن اگر گنجائش نہیں تو لوگوں

---

(۱) ولو صلّى على رفوف المسجد إن وجد في صحنه مكانًا كره كقيامه في صف خلف صف فيه فرجة، قوله: كره، لأن فيه تركًا لإكمال الصفوف۔ (شامي ج:۱ ص:۵۷۰، باب الإمامة)۔

(۲) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله وملائكته يصلون على ميامن الصفوف۔ (مشكوٰة ص:۹۸)۔ أيضًا: وأفضل مكان المأموم حيث يكون أقرب إلى الإمام فإن تساوت المواضع ففي يمين الإمام وهو الأحسن۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۹، الباب الخامس في الإمامة والفصل الخامس)۔

(۳) وينبغي للقوم إذا قاموا إلى الصلاة أن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا بين مناكبهم في الصفوف .... وإن وجد في الصف الأوّل فرجة دون الصف الثاني يخرق الصف الثاني، كذا في القنية۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۹)۔

(۴) ولو وجد فرجة في الأوّل لَا الثاني له خرق الثاني لتقصيرهم في الحديث، من سدّ فرجة غفر له .... (وفي الشامية) ...... وفي القنية قام في آخر صف وبينه وبين الصفوف مواضع خالية فللداخل .... (باقی اگلے صفحے پر)

کی گردنوں سے پھلانگنا اور آدمیوں کے درمیان زبردستی گھسنا جائز نہیں، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور ایسے شخص پر ناراضی وخفگی کا اظہار فرمایا ہے۔[۱]

مؤذّن کو اِمام کے پیچھے کس طرف کھڑا ہونا چاہئے؟

سوال:... جماعت کھڑی ہونے کے بعد پیچھے مؤذّن تکبیر پڑھتا ہے، تو اسے مولوی صاحب کے کس ہاتھ کی طرف کھڑا ہونا چاہئے؟

جواب:... کسی جانب کی تخصیص نہیں، مکبّر جس طرف بھی کھڑا ہو شرعاً یکساں ہے۔[۲]

عین حی علی الصلوٰة پر کھڑے ہونے سے مقتدیوں کی نماز میں انتشار

سوال:... بعض مساجد میں دیکھا ہے کہ جب جماعت کی نماز کے لئے تکبیر ہو رہی ہوتی ہے تو تمام نمازی اور اِمام صاحب بیٹھے ہوتے ہیں، جب مکبّر "حی علی الصلوٰة" کہتا ہے تب اِمام صاحب اور تمام مقتدی کھڑے ہوجاتے ہیں، اس طریقے میں ایک مشکل یہ پیش آتی ہے کہ تکبیر یعنی اِقامت ختم ہوتے ہی اِمام صاحب تو تکبیرِ تحریمہ کہہ کر اپنی نماز شروع کردیتے ہیں، جبکہ اکثر مقتدی ابھی اپنی صفیں دُرست کرنے میں لگے ہوتے ہیں، چنانچہ تکبیرِ اُولیٰ بہت سے مقتدیوں کی فوت ہوجاتی ہے، تکبیرِ اُولیٰ سے پہلے جو مسنون دُعا ہے وہ سکون سے پڑھ نہیں پاتے، اس سے بڑھ کر یہ کہ صفیں دُرست کرنے میں بسااوقات اتنا وقت صَرف ہوجاتا ہے کہ مقتدی ثنا بھی نہیں پڑھ پاتے اور اِمام صاحب الحمد کی قراءت شروع کردیتے ہیں، مجبوراً ہم ثنا بھی نہیں پڑھ سکتے، اس لئے کہ جب اِمام صاحب قراءت کر رہے ہوں تو چپ رہ کر سننے کا حکم ہے، براہِ کرم بتائیے کہ کون سا طریقہ صحیح ہے، ابتدائے اِقامت ہی سے کھڑا ہوجانا، یا "حی علی الصلوٰة" پر کھڑا ہونا؟

بعض حضرات "حی علی الصلوٰة" سے قبل قیام کو مکروہ اور ناجائز کہتے ہیں، مختلف کتب کے حوالوں سے اسے مکروہ و ناجائز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کے لئے اشتہار بازی کرتے ہیں۔

جواب:... ہماری کتابوں میں "حی علی الصلوٰة" پر اُٹھنا اور "قد قامت الصلوٰة" پر اِمام کا نماز شروع کردینا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)......... أن یمر بین یدیه لیصل الصفوف، لأنه اسقط حرمة نفسه فلا یأثم المار بین یدیه، دل علیه ما فی الفردوس عن ابن عباس عنه صلی الله علیه وسلم من نظر إلٰی فرجة فی صف فلیسدها بنفسه، فإن لم یفعل فمر مار فلیتخطٰ علٰی رقبته فانه لَا حرمة له، أی فلیتخط المار علٰی رقبة من لم یسد الفرجة. (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۵۷۱، مطلب فی الکلام علی الصف الأوّل).

(۱) عن عبدالله بن بسر رضی الله عنه قال: کنت جالسًا إلٰی جانبه یوم الجمعة فقال: جاء رجل یتخطی رقاب الناس فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم: ای اجلس فقد آذیت. (نسائی ج:۱ ص:۲۰۷، طبع قدیمی).

(۲) ویستقبل بهما القبلة أی بالأذان والإقامة لفعل الملک النازل من السماء وللتوارث عن بلال ولو ترک الإستقبال جاز لحصول المقصود ویکره لمخالفة السُّنّة، کذا فی الهدایة، والظاهر أنه کراهة تنزیه لما فی المحیط. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۲، باب الأذان، طبع بیروت).

مستحبات میں لکھا ہے، اب یہاں چند اُمور قابلِ غور ہیں:

۱:...دُوسرے جزیعنی "قد قامت الصلٰوۃ" پر نماز شروع کرنے کے بجائے ختمِ اقامت تک تأخیر کرنے کو ایک عارض کی وجہ سے اصح لکھا ہے، چنانچہ دُرمختار میں ہے:

"ولو أخر حتی أتمها لَا بأس به اجماعًا، وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب كما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیًا والخلاصة انه الأصح۔"

علامہ شامیؒ اس پر لکھتے ہیں:

"(قوله انه الأصح) لأن فيه محافظة علی فضيلة متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الإمام۔" (رد المحتار ج:۱ ص:۴۷۹)

پس جس طرح ایک عارض کی وجہ سے اس تأخیر کو اعدل المذاهب اور اَصح قرار دیا گیا ہے، اسی طرح "حی علی الصلٰوۃ" سے قبل قیام کو تسویۂ صفوف کی خاطر اَصح کہا جائے، کیونکہ تسویۂ الصفوف کی شدید تاکید آئی ہے۔

۲:...علامہ طحطاویؒ نے حاشیہ "درمختار" میں ذکر کیا ہے کہ "حی علی الصلٰوۃ" پر اُٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے تأخیر نہ کی جائے، تقدیم کی نفی مقصود نہیں، ان کی عبارت یہ ہے:

"(قوله والقيام لإمام ومؤتم .... الخ) مسارعة لِامتثال امره والظاهر انه احتراز عن التأخير لَا التقديم حتی لو قام اول الْإقامة لَا بأس وحرر۔" (طحطاوی حاشیہ درمختار ج:۱ ص:۲۱۵)

۳:...ان دونوں اُمور سے قطع نظر یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ "مستحب" اس فعل کو کہتے ہیں جس کے تارک کو ملامت نہ کی جائے،[1] مگر اہلِ بدعت نے اس فعل کو اپنا شعار بنالیا ہے، اور عملاً اس کو فرض و واجب کا درجہ دے رکھا ہے، اس کے تارکین پر نہ صرف ملامت کی جاتی ہے، بلکہ ان کے خلاف اشتہار بازی بھی کی جاتی ہے، جیسا کہ آپ نے بھی حوالہ دیا ہے۔ کسی مستحب میں جب ایسا غلوّ کیا جانے لگے تو اس کا ترک کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔[2] باقی ہم ان اشتہاروں کو لائقِ توجہ نہیں سمجھتے، نہ اشتہار بازی کو اپنا مشغلہ بنانا پسند کرتے ہیں، اس لئے اس اشتہار کے رَدّ کی ضرورت نہیں۔

اِقامت کے دوران بیٹھے رہنا اور انگوٹھے چومنا

سوال:...بریلوی مسلک کی مساجد میں جب تکبیر ہورہی ہوتی ہے تو تمام نمازی اور اِمام صاحب بیٹھے ہوتے ہیں، صرف تکبیر کہنے والے صاحب کھڑے ہوکر تکبیر کہتے ہیں، جب وہ "حی علی الصلٰوۃ" پر پہنچتے ہیں تو اِمام اور تمام مقتدی کھڑے ہوجاتے ہیں،

---

(۱) المندوب أو السُّنّة: هو ما طلب الشرع فعله من المكلف طلبًا غير لَازم، أو هو ما يحمد فاعله ولَا يذم تاركه۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۱ ص:۵۲، طبع دار الفكر)۔

(۲) أو التزام كالتزام الملتزمات، فكم من مباح يصير بالإلتزام من غير لزوم، والتخصيص من غير مخصص .... مكروهًا۔ (مجموعة رسائل اللكهنوی، مباحة الفكر فی الجهر بالذكر، الباب الأول ج:۲ ص:۳۴ طبع إدارة القرآن كراچی)۔

نیز "اشهد ان محمدًا رسول الله" پر دونوں شہادت کی اُنگلیوں کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں، کیا یہ دونوں کام صحیح ہیں؟

جواب:... "حی علی الصلوٰة" تک بیٹھے رہنا جائز ہے، اور اس کے بعد تأخیر نہیں کرنی چاہئے، لیکن افضل یہ ہے کہ پہلے صفیں دُرست کی جائیں، پھر اقامت ہو، "حی علی الصلوٰة" تک بیٹھے رہنے پر اصرار کرنا اور اس کو فرض و واجب کا درجہ دے دینا غلو فی الدین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر انگوٹھے چومنا اور اس کو دین کی بات سمجھنا بدعت ہے۔[1]

صفوں میں کندھے سے کندھا ملانا ضروری ہے

سوال:... ہماری نماز کی صف جب بنائی جاتی ہے تو ہم دُور دُور کھڑے ہوتے ہیں، نہ پاؤں سے پاؤں ملتا ہے، نہ کندھے سے کندھا، تو کیا واقعی پاؤں سے پاؤں اور کندھے سے کندھا ملانا چاہئے؟

جواب:... کندھے سے کندھا ملانا ضروری ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو درمیان میں فصل رہے گا، اور یہ مکروہ ہے، اور ٹخنے کے برابر ٹخنہ رکھنا ضروری ہے، ان کا آپس میں ملانا ضروری نہیں۔[2]

پندرہ سالہ لڑکے کا پہلی صف میں کھڑا ہونا

سوال:... ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے، جب میں نماز پڑھنے جاتا ہوں تو صفیں خالی ہوتی ہیں اور جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو ایک صف بھی پوری نہیں ہوتی، اور وہاں جگہ خالی ہوتی ہے، تو میں یہ سوچ کر کہ صف پوری کرلوں، اگلی صف میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ چند بزرگ کہتے ہیں کہ ابھی تمہاری عمر سولہ سال کی نہیں ہے، اس لئے تم کسی اور صف میں چلے جاؤ، پھر میں تیسری صف میں چلا جاتا ہوں، میری عمر پندرہ برس ہے، کیا میں پہلی صف میں نہیں کھڑا ہو سکتا؟ کیا پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے سولہ سال کا ہونا ضروری ہے یا بزرگ کچھ غلط بات کرتے ہیں؟ ایک بات اور ہے کہ ایک لڑکا جس کی عمر ۱۵ سال کی ہے، مگر وہ مجھ سے کچھ لمبا ہے، (میری عمر بھی پندرہ برس کی ہے) اور وہ پہلی صف میں کھڑا رہتا ہے اور مجھے پیچھے نکال دیتے ہیں، تو کیا پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے لمبا ہونا بھی ضروری ہے؟

جواب:... پندرہ سال کی عمر کا لڑکا شرعاً بالغ ہے، اس کا بالغ مردوں کی صف میں کھڑا ہونا دُرست ہے۔[3]

---

(۱) وفی تیسیر المقال للسیوطی: فإن الأحادیث التی فی تقبل الأنامل وجعلها علی العینین عند سماع اسمه صلی الله علیه وسلم عن المؤذّن فی کلمة الشهادة کلها موضوعات ...إلخ. (بحواله عماد الدین ص:۱۲۳، فتاویٰ محمودیة ج:۳ ص:۱۵۶).

(۲) عن ابن عمر (رضی الله عنهما) قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أقیموا الصفوف وحاذوا بین المناکب وسدوا الخلل ولینوا بأیدی إخوانکم ولَا تذروا فرجات الشیطان ومن وصل صفًا وصله الله ومن قطعه قطعه الله. (مشکوٰة ص:۹۹، باب تسویة الصفوف، الفصل الثالث).

(۳) (فإن لم یوجد فیهما) شیء (فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی) لقصر أعمار أهل زماننا. (درمختار مع الشامی ج:۶ ص:۱۵۳، فصل بلوغ الغلام بالإحتلام ...إلخ، طبع ایچ ایم سعید کراچی).

نماز میں بچوں کی صف

سوال:... نابالغ بچوں کو نماز باجماعت میں بڑوں کے ساتھ جماعت میں شامل کرنا شرعاً کیسا ہے؟ علمائے دین سے ہم نے بچپن میں سنا تھا کہ نابالغ اور بے ریش بچوں کی صف تمام نمازیوں کے پیچھے یعنی آخر میں ہونی چاہئے، اور اگر صرف دو ایک بچے ہوں تو بڑوں میں بائیں طرف آخر میں کھڑے ہوں، لیکن آج کل ہر نماز میں اور ہر صف میں دو چار بچے گھس آتے ہیں اور جب جماعت کھڑی ہوجاتی ہے تو یہ بچے دھکم پیل شروع کردیتے ہیں، اور خوب اودھم چوکڑی مچاتے ہیں، اور جمعہ کے روز تو مسجد اچھی خاصی تفریح گاہ بنی رہتی ہے، اگر کوئی شریف آدمی ان بچوں کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے تو بعض سرپھرے لوگ اُلٹا جھگڑنا شروع کردیتے ہیں۔

جواب:... جو بچے بالکل کم عمر ہوں ان کو تو مسجد میں لانا ہی جائز نہیں،[1] نابالغ بچوں کے بارے میں اصل حکم تو یہی ہے کہ ان کی الگ صف بالغ مردوں کی صف سے پیچھے ہو، لیکن آج کل بچے جمع ہوکر زیادہ ادھم مچاتے ہیں، اس لئے مناسب یہی ہے کہ بچوں کو ان کے اعزہ اپنے برابر کھڑا کرلیا کریں، بچوں کو سمجھانا چاہئے اور پیار، محبت اور شفقت سے ان کو نماز میں کھڑے ہونے کا طریقہ بتانا چاہئے، بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔

نابالغ بچوں کو صف میں کہاں کھڑا کیا جائے؟

سوال:... ایک مولوی صاحب نے ایک یا ایک سے زائد نابالغ بچوں کو جو فرض کی نماز باجماعت میں پہلی صف میں کھڑے تھے، دیکھ کر کہا کہ نابالغ بچوں کو پہلی یا دُوسری صف میں کھڑا نہ ہونے دیا کرو، بلکہ سب سے پیچھے کھڑے کیا کرو، ارشاد فرمائیے کہ شریعتِ محمدی میں اس کی کیا حیثیت ہے؟

دُوسری بات یہ ہے کہ مقتدیوں میں سے ایک مقتدی نے کہا یہ سب مولویوں کی اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ بلکہ مقتدی نے کہا کہ نابالغ بچوں کے کھڑے ہونے سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا، شریعت کی رُو سے بتائیے کہ مقتدی پر کیا حد لگے گی؟

جواب:... اگر بچہ ایک ہو تو اس کو بالغ مردوں کی صف میں ہی کھڑا کیا جائے،[2] اور اگر بچے زیادہ ہوں تو ان کی الگ صف بالغ مردوں سے پیچھے ہونی چاہئے، اور یہ حکم بطورِ وجوب نہیں، بطورِ اِستحباب ہے۔ تاہم اگر بچے اِکٹھے ہوکر نماز میں گڑبڑ کرتے ہوں یا بڑا مجمع ہونے کی وجہ سے ان کے گم ہوجانے کا اندیشہ ہو تو ان کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا چاہئے، تاکہ ان کی وجہ سے بڑوں کی نماز میں خلل نہ آئے، اور یہ حکم ان بچوں کا ہے جو نماز اور وضو کی تمیز رکھتے ہوں، ورنہ زیادہ چھوٹی عمر کے بچوں کو مسجد میں لانا جائز نہیں۔

اور کسی دینی مسئلے کو سن کر یہ کہنا کہ "یہ مولویوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں" بڑی گستاخی و بے ادبی کی بات ہے، جس کا منشا دین کی

---

(۱) عن واثلة بن الأسقع أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: جنبوا مساجدكم صبيانكم. (سنن ابن ماجة ج:۱ ص:۵۵).

(۲) ويقتضي أيضًا أن الصبي الواحد لا يكون منفردًا عن صف الرجال بل يدخل في صفهم ... إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۷۴، باب الإمامة، طبع دار المعرفة، بيروت).

عظمت نہ ہونا ہے، ورنہ اس شخص کے دِل میں اہلِ علم کی بھی عظمت ہوتی، اس شخص کو اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

بچے کس صف میں کھڑے ہوں؟

سوال:... جمعہ کی نماز میں نابالغ بچوں کو اگلی صفوں میں لانا یعنی اپنے ساتھ کونے میں کھڑا کرنا کیا یہ صحیح ہے؟ کیا نماز اَدا ہوگئی؟ یا مکروہ ہے؟ حالانکہ بڑے آدمیوں کو آگے جگہ نہیں ملتی۔

جواب:... بہتر ہے کہ بچوں کی صف الگ ہو، لیکن اگر بڑوں کے برابر کھڑے ہوجائیں تب بھی جائز ہے۔[1]

بچوں کو مسجد لائیں تو کہاں کھڑا کریں؟

سوال:... اکثر یہ دیکھنے میں آیا کہ مسجد میں یا عیدگاہ میں نمازی حضرات اپنے خوردسالہ بچوں کو عادت ڈالنے یا پھر شوقیہ لے آتے ہیں، جیسے ہی جماعت کھڑی ہوتی ہے، بعض ان میں سے اپنی بچکانہ فطرت پر عمل کر کے دیگر نمازیوں کی توجہ میں مخل ہوتے ہیں، ایسے بچوں کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

جواب:... بے سمجھ بچوں کو تو مسجد میں لانا نہیں چاہئے، اور سمجھ دار بچے ہوں تو ان کو لاسکتے ہیں، مگر بچوں کو الگ کھڑا کرنے کے بجائے اپنے برابر کھڑا کرلیا جائے، کیونکہ اگر بچے الگ کھڑے ہوجائیں گے تو اپنی بچکانہ حرکات سے لوگوں کی نماز میں خلل ڈالیں گے۔[2]

چھوٹے بچوں کی صف کہاں ہونی چاہئے؟

سوال:... مسجد میں فرض نماز اَدا کرنے کے لئے جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو نمازی بچوں کو جن کو نماز پڑھنی آتی ہے یا تو صف کے آخر میں جانے کو کہتے ہیں یا آخری صف میں، جس سے بچوں کی دِل آزاری ہوتی ہے، آپ فرمائیے صحیح کیا ہے؟

جواب:... شرعی مسئلہ تو یہی ہے کہ بچوں کی صف مردوں کے پیچھے ہونی چاہئے، اس کے بعد عورتوں کی، شرعی حکم کے مقابلے میں دِل آزاری کا بہانہ ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔[3]

شرارت سے بچنے کے لئے بچوں کو اگلی صف میں کھڑا کرسکتے ہیں

سوال:... نابالغ بچوں کو اگلی صف میں کھڑا کیا جائے یا سب سے آخری صف میں؟ اگر بچے اگلی صف میں کھڑے ہوں تو نماز میں خلل ہوگا یا نہیں؟ نیز اگر بچے اگلی صف میں کھڑے ہوں تو گناہ کس پر ہوگا؟

---

(۱) ویقوم الرجال ما یلی الإمام ثم الصبیان۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۹، الفصل الخامس فی بیان مقام الإمام والمأموم)۔

(۲) عن واثلة بن الأسقع أن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: جنبوا مساجدکم صبیانکم ...إلخ۔ (سنن ابن ماجة ج:۱ ص:۵۴، باب ما یکرہ فی المساجد، طبع میر محمد)۔

(۳) ولو اجتمع الرجال والصبیان ...... یقوم الرجال أقصی ما یلی الإمام ثم الصبیان ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۹، الفصل الخامس فی بیان مقام الإمام والمأموم)۔

جواب:... بچوں کے لئے اصل حکم تو یہی ہے کہ ان کی صف مردوں کی صف کے بعد ہونی چاہئے،[1] مگر تجربہ یہ ہے کہ بچے جمع ہوتے ہیں تو شرارتیں کرتے ہیں، اور بعض اوقات بڑوں کی نماز بھی خراب کردیتے ہیں۔ اس لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ بچوں کو اپنے ساتھ ہی کھڑا کرلیا جائے، تاکہ وہ آپس میں شرارتیں نہ کریں۔

صفوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے پچھلی صف میں اکیلے کھڑا ہونا

سوال:... اگر کوئی نمازی نماز اَدا کرنے مسجد میں داخل ہو اور جماعت کی آگے کی صفیں مکمل ہوں اور اسے پیچھے تنہا کھڑا ہونا پڑے، وہ اس خیال سے تنہا نیت باندھ لیتا ہے کہ دُوسرے مقتدی شامل ہوجائیں گے، مگر دُوسرے مقتدی دیر سے اس کے ساتھ ملتے ہیں اور اس کو چند رکعات تنہا اَدا کرنی پڑتی ہیں، ایسی صورت میں اس کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ یعنی جن رکعات میں وہ تنہا کھڑا تھا؟

جواب:... ایسی صورت پر جبکہ آگے کی صفوں میں جگہ نہ ہو، تنہا کھڑا ہونے کے بغیر چارہ نہیں، بہتر تو یہ ہے کہ اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کرلے، لیکن اس پر فتویٰ نہیں دیا جاتا، کیونکہ دُوسرا آدمی ناواقفی کی وجہ سے لڑ پڑے گا۔[2]

آخری صف میں تنہا کھڑا ہونا

سوال:... اگر جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص آخری صف میں اکیلا کھڑا ہو تو کیا اسے جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسے چاہئے کہ وہ اپنی اگلی صف سے کسی آدمی کو پیچھے لاکر اپنی صف میں شامل کرلے، یوں اس شخص کی نماز بھی نہیں ٹوٹی اور دُوسرے کو بلکہ دونوں کو جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا۔

جواب:... آپ نے جو مسئلہ بعض لوگوں کے حوالے سے لکھا، وہ ہے تو صحیح، لیکن جس نمازی کو آپ آگے سے کھینچیں گے، اگر اس کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو، تو نماز توڑ کر آپ سے لڑ پڑے گا، اس لئے بہتر یہی ہے کہ بس اکیلے کھڑے ہوجائیں،[3] اور اکیلے کھڑے ہونے والے کو بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔[4]

دورانِ نماز صف میں اکیلے کھڑے ہونا

سوال:... جماعت میں اگر پہلی صف بھر جائے تو اکیلے آکر دُوسری صف میں کھڑے ہوجانے سے کیا نماز اَدا ہوجائے گی؟

---

(۱) ولو اجتمع الرجال والصبیان .... یقوم الرجال أقصی ما یلی الإمام ثم الصبیان۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۹)۔

(۲) قال فی الشامیة: وان وجد فی الصف فرجة سدها وإلّا انتظر حتی یجیء آخر فیقفان خلفه وان لم یجیء حتی رکع الإمام یختار أعلم الناس بهٰذه المسئلة فیجذبه ویقفان خلفه۔ (شامی ج:۱ ص:۵۶۸، باب الإمامة، طبع سعید)۔

(۳) ولو لم یجد عالمًا یقف خلف الصف بحذاء الإمام للضرورة۔ (شامی ج:۱ ص:۵۶۸، مطلب حل الأساءة دون الکراهة أو أفحش منها، طبع ایچ ایم سعید)

(۴) ولو وقف منفردًا بغیر عذر تصح صلاته عندنا خلافًا لأحمد۔ (شامی ج:۱ ص:۵۶۸)۔ أیضًا: وان وجد فی الصف فرجة سدها .... حتی رکع الإمام یختار اعلم الناس بهٰذه المسئله فیجذبه ویقفان خلفه۔ (شامی ج:۱ ص:۵۶۸)۔

جواب:... ہوجائے گی۔[1]

پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دُوسری صف میں کھڑے ہونا

سوال:... ایک شخص ایسا ہے کہ جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو پہلی صف میں تین چار آدمیوں کے کھڑے ہونے کی گنجائش ہوتی ہے، مسجد کے دیگر نمازی اور اِمام صاحب اس شخص کو پہلی صف میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں، کیونکہ جگہ جو خالی ہوتی ہے، مگر اس کے باوجود وہ دُوسری صف میں اکیلا نیت باندھ کر باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔ پوچھنے پر وہ شخص کہتا ہے کہ چونکہ میں یہاں اپنا وظیفہ پڑھتا ہوں، اس لئے نماز بھی وظیفہ والی جگہ پر ادا کرتا ہوں۔ تو کیا وظیفہ والی جگہ پہلی صف سے زیادہ افضلیت رکھتی ہے؟

جواب:... افضلیت تو ظاہر ہے کہ پہلی صف کی ہے،[2] وظیفے والی جگہ کی نہیں، دُوسری صف میں اکیلے کھڑے ہونا خصوصاً جبکہ پہلی صف میں جگہ موجود ہو، نہایت بُرا ہے، ان صاحب کو شاید خیال ہوگا کہ وظیفہ والی جگہ چھوڑنے سے وظیفہ کا تسلسل ٹوٹ جائے گا، حالانکہ ایسا نہیں، اور پھر سب سے بڑا وظیفہ تو خود نماز ہے، کسی دُوسرے وظیفے کی خاطر نماز کو مکروہ کرلینا بڑی بے خبری کی بات ہے، ان صاحب کو چاہئے کہ اپنا وظیفہ پہلی صف ہی میں شروع کرلیا کریں اور اگر دُوسری صف میں وظیفہ شروع کریں تو جماعت کے وقت پہلی صف میں ضرور شریک ہوجایا کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرکے وظیفہ میں کیا برکت ہوگی...؟

پچھلی صف میں اکیلے کھڑے ہونے والے کی نماز ہوگئی

سوال:... نماز باجماعت ہو رہی ہو اور پھر آدمی آئے اور اگلی صف میں جگہ نہ ہو اور دُوسرے آدمی کے آنے کی اُمید بھی نہ رہے اور رکعت جارہی ہو، اور وہ آدمی اکیلا ہی پیچھے کھڑا ہوگیا تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب:... نماز ہوگئی۔[3]

شوہر اور بیوی کا فاصلہ سے نماز پڑھنا

سوال:... شوہر اور بیوی ایک بڑے تخت پر برابر برابر ایک فٹ کے فاصلے سے کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اس میں کوئی کراہت تو نہیں ہے؟

جواب:... اگر اپنی الگ الگ نماز پڑھتے ہیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی، البتہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[4]

---

(۱) ولو وقف منفردًا بغير عذر تصح صلاته عندنا خلافًا لأحمد. (شامي ج:۱ ص:۵۶۸، باب الإمامة).

(۲) والقيام في الصف الأوّل أفضل من الثاني، وفي الثاني أفضل من الثالث، وان وجد في الصف الأوّل فرجة دون الصف الثاني يخرق الصف الثاني، كذا في القنية. (الهندية ج:۱ ص:۸۹، في بيان مقام الإمام والمأموم).

(۳) وفي الظهيرية ولو جاء والصف متصل انتظر حتى يجيء الآخر .... وان اقتدى به خلف الصفوف جاز ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۷۴، باب الإمامة، طبع دار المعرفة، بيروت).

(۴) و(منها) أن تكون الصلاة مطلقة .... فلو حاذت الرجل المرأة فيما يقضيان لَا تفسد صلاته، كذا في التبيين. (الهندية ج:۱ ص:۸۹). وقيد بالإشتراک لأن محاذاة المصلية لمصل ليس في صلاتها لَا تفسد صلاته لكنه مكروه كما في فتح القدير. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۷۷، طبع بيروت، الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۵۷۴، طبع ايچ ايم سعيد).

عورت اور مرد کی باجماعت نماز کس طرح ہوگی؟

سوال:... میں نے ایک عالمِ دین سے سنا ہے کہ اگر دو محرَم ایک عورت اور ایک مرد گھر میں باجماعت نماز اَدا کریں تو مقتدی عورت پیچھے کھڑی ہوکر نماز اَدا کرے گی، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... یہ مسئلہ آپ نے صحیح نقل کیا ہے کہ اگر مرد اور عورت اکٹھے نماز پڑھیں تو عورت کو مرد کے برابر نہیں کھڑا ہونا چاہئے، بلکہ پچھلی صف میں کھڑا ہونا چاہئے۔ (۱)

مجبوراً عورتیں مردوں کی صف میں شامل ہوں تو نماز کا حکم

سوال:... بعض عورتیں رش کی بناپر مغرب کی نماز میں مردوں کی صف میں کھڑی ہوجاتی ہیں، اور دلیل پیش کرتی ہیں کہ مجبوری میں سب جائز ہے، آیا ان لوگوں کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ جن لوگوں نے ناواقفیت کی بناپر پڑھ لیا تو کیا لوٹائے گا یا کیا کرے گا؟

جواب:... اگر عورتیں نماز میں شریک ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ ان کی صف مردوں کے پیچھے ہو۔ اگر عورت جماعت کی نماز میں مرد کے برابر کھڑی ہوجائے تو حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کے برابر جو مرد ہیں ان کی نماز فاسد ہوجائے گی، اسی طرح جو مرد اس سے پیچھے ہو اس کی نماز بھی فاسد ہوگی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اِمام نے عورت کی اِقتدا کی نیت کی ہو، اگر اِمام نے عورت کی اِقتدا کی نیت نہیں کی، تو عورت کی نماز فاسد ہوگی، اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ اگر کبھی حرم میں نماز پڑھنے کا موقع آجائے تو مردوں سے الگ ہوکر نماز پڑھیں، اور اگر کوئی علیحدہ جگہ نہ ملے تو وہ نماز میں شریک نہ ہوں، بلکہ بعد میں پڑھیں۔ (۲)

کیا حرم شریف میں مردوں کی صف میں عورتوں کے شامل ہونے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؟

سوال:... حرم شریف میں عورتیں مردوں کی صفوں میں آجاتی ہیں، کیا مردوں اور عورتوں کی نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... ہمارے نزدیک اگر عورت مرد کے برابر کھڑی ہوجائے تو دائیں بائیں اور پیچھے والوں کی نماز نہیں ہوتی، بشرطیکہ اِمام نے عورتوں کی اِمامت کی بھی نیت کی ہو۔ اس لئے حتی الوسع ایسی جگہ کھڑے ہونا چاہئے جہاں عورتیں نہ ہوں، باقی اِبتلائے عام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ (۳)

---

(۱) (قوله أما الواحدة فتتأخر) وتأخر الواحدة محله إذا اقتدت برجل لا بامرأة مثلها ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۵۶۶).

(۲) محاذاة المرأة الرجل مفسدة لصلاته، ومنها: أن تكون المحاذاة في ركن كامل حتى لو كبرت في صف وركعت في آخر وسجدت في ثالث فسدت صلاة من عن يمينها ويسارها وخلفها من كل صف. (عالمگیری ج:۱ ص:۸۹).

(۳) محاذاة المرأة الرجل مفسدة لصلاته، ومنها: أن تكون المحاذاة في ركن كامل حتى لو كبرت في صف وركعت في آخر وسجدت في ثالث فسدت صلاة من عن يمينها ويسارها وخلفها من كل صف. (عالمگیری ج:۱ ص:۸۹).

دو مرد اور عورت جماعت کروائیں تو عورت کہاں کھڑی ہو؟

سوال:... تین افراد جن میں ایک عورت شامل ہے باجماعت نماز اَدا کرنا چاہتے ہیں، ایک مرد کو اِمام بنادیا جائے تو پیچھے ایک مرد رہ جاتا ہے، اب عورت کو پیچھے والے مقتدی کے کس جانب اور کتنے فاصلے سے اور کس طرح کھڑا ہونا ہوگا کہ تینوں باجماعت نماز اَدا کرسکیں؟

جواب:... جو مرد مقتدی ہے، وہ اِمام کی داہنی جانب ذرا سا پیچھے ہٹ کر برابر کھڑا ہوجائے، عورت پچھلی صف میں اکیلی کھڑی ہو۔[1]

(۱) وان كان معه رجل وامرأة أقام الرجل عن يمينه والمرأة خلفه. (عالمگیری ج:۱ ص:۸۸، طبع بلوچستان).

نماز باجماعت

مسواک کے ساتھ باجماعت نماز کا ثواب کتنا ملے گا؟

سوال:... باجماعت نماز کا ثواب پچیس گنا ہے، اور مسواک کے ساتھ نماز کا ثواب سترہ گنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ مسواک کے ساتھ وضو کے بعد باجماعت نماز کا ثواب ۲۵×۱۷ گنا، یعنی ۴۲۵ گنا ہو جاتا ہے؟

جواب:... سترہ گنا کی روایت تو مجھے معلوم نہیں، البتہ ستر گنا کی روایت ہے۔[1] آپ کی ریاضی کے حساب سے ۷۰×۲۵ کا حاصل ضرب ۱۷۵۰ ہوگا۔ اور ایک روایت میں جماعت کا ثواب ستائیس گنا ملتا ہے، جب ستائیس کو ستر سے ضرب دی جائے تو حاصلِ ضرب ۱۸۹۰ بنتا ہے، حق تعالیٰ شانہ کی رحمت بے پایاں ہے، اور اس کی عنایت و رحمت کے سامنے ہمارے حسابی پیمانے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔

مسجد میں دُوسری جماعت کرنا اور اس میں شرکت

سوال:... یہاں مسجد میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ بعض نمازی جو جماعت ختم ہونے کے بعد آتے ہیں، وہ ایک اور جماعت بنالیتے ہیں، اس طرح جماعت کی افضلیت ختم ہو جاتی ہے، جماعت کے لئے حکم ہے کہ اپنا کاروبار بند کر کے آؤ، مگر اس صورت میں نمازی کو شامل کر کے اپنی جماعت بنالیتا ہوں، یہ طریقہ کہاں تک صحیح ہے؟ اگر ہم مسجد میں داخل ہوں اور اس طرح کی دُوسری یا تیسری جماعت ہو رہی ہو تو اس میں شامل ہو جائیں یا اپنی نماز علیحدہ پڑھیں؟

جواب:... مسجد میں دُوسری جماعت مکروہ ہے، اور بعض اہلِ علم کے نزدیک اگر جگہ بدل دی جائے، مثلاً: مسجد کے بیرونی حصے میں کرائی جائے اور دُوسری جماعت اِقامت کے بغیر ہو تو جائز ہے، ان کے قول کے مطابق جماعت میں شریک ہو جانا بہتر ہوگا۔[2]

---

(۱) عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: تفضل الصلاة التی یستاک لها علی الصلاة التی لَا یستاک لها سبعین ضعفًا۔ (مشکوٰة ص:۴۵، باب السواک، الفصل الثالث)۔

(۲) ویکره تکرار الجماعة فی مسجد محلة بأذان واقامة .... عن ابی یوسف انه إذا لم تکن الجماعة علی الهیئة الأولٰی لَا تکره والّا تکره وهو الصحیح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهیئة کذا فی البزازیة انتهی۔ (شامی ج:۱ ص:۵۵۲، ۵۵۳)۔

انفرادی نماز پڑھنے والے کی نماز میں کسی کا شامل ہونا

سوال:... مسجد میں بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ میں اکیلا نماز پڑھ رہا ہوں، اس دوران ایک اور نمازی بھی مسجد میں داخل ہوتا ہے اور مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر میرے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرتا ہے کہ میں بھی تمہارے پیچھے جماعت میں شامل ہوں، یعنی اب میں اِمام اور دُوسرا مقتدی ہے، جبکہ میں نے نماز کی ابتدا میں نیت اپنی انفرادی نماز کے لئے کی تھی، اس طرح کیا بعد میں آنے والے کی نماز ہوگئی؟

جواب:... نماز ہوگئی، اگر مقتدی اکیلا ہو تو اِمام کے برابر داہنی طرف ذرا سا پیچھے ہو کر کھڑا ہو۔ [1]

بغیر اَذان والی جماعت کے بعد جماعتِ ثانی کروانا

سوال:... ایک مسجد میں اگر جماعت ہو جائے اور بعد میں پتہ چلے کہ اَذان تو ہوئی ہی نہیں تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... جو جماعت اَذان کے بغیر ہوئی وہ سنت کے مطابق نہیں ہوئی، اس لئے اس کا اعتبار نہیں، بعد میں آنے والے اَذان اور اِقامت کے ساتھ جماعت کر سکتے ہیں (عالمگیری ج:۱ ص:۵۴، البحر الرائق ج:۱ ص:۲۸۰)۔ [2]

جماعت کے وقت بیٹھے رہنا اور دوبارہ جماعت کروانا کیسا ہے؟

سوال:... ہمارے محلے کی جامع مسجد میں کچھ عرصے سے بعض لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کر رکھا ہے کہ اوقاتِ مقررہ میں جب حسبِ قاعدہ نماز باجماعت ہوتی ہے تو وہ ایک طرف گوشے میں بیٹھے رہتے ہیں، اور تمام نمازی جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر فارغ ہو جاتے ہیں تو یہ معدودے چند لوگ پھر اپنی علیحدہ جماعت کرتے ہیں، کیا اس طرح جماعت کے ہوتے ہوئے بیٹھے رہنا اور اپنی علیحدہ جماعت کرنا دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:... اس طرح کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ اس میں پہلی جماعت کے وقت نماز سے اِنحراف اور مسلمانوں

---

(۱) (ويقف الواحد) .... (يمين إمامه) على المذهب. درمختار. وفي الشامية قوله على المذهب .... ويأمره الإمام بذٰلک، أي بالوقوف عن يمينه ولو بعد الشروع أشار بيده لحديث ابن عباس انه قام عن يسار النبي صلى الله عليه وسلم فأقامه عن يمينه. سراج. (شامي ج:۱ ص:۵۶۶، ۵۶۷، باب الإمامة، طبع ايچ ايم سعيد).

(۲) جماعة من أهل المسجد أذنوا في المسجد على وجه المخافتة بحيث لم يسمع غيرهم ثم حضر قوم من أهل المسجد ولم يعلموا ما صنع الفريق الأوّل فأذنوا على وجه الجهر ثم علموا ما صنع الفريق الأوّل فلهم أن يصلوا بالجماعة على وجهها ولَا عبرة للجماعة الأولٰى كذا في فتاوىٰ قاضي خان في فصل الأذان. (عالمگيرى ج:۱ ص:۵۴، ۵۵). أيضًا: وفي الخلاصة جماعة من أهل المسجد أذنوا في المسجد على وجه المخافتة بحيث لم يسمع غيرهم ثم حضر من أهل المسجد قوم وعلموا فلهم أن يصلو بالجماعة على وجهها ولَا عبرة للجماعة الأولىٰ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۸۰).

میں شقاق ونفاق ڈالنے کا اِرتکاب کیا جاتا ہے، اور دونوں باتیں ناجائز اور حرام ہیں۔[1] مساجد ذکرِ اِلٰہی اور نماز وعبادت کے لئے ہیں نہ کہ باہمی منافرت اور جدال وقتال کے لئے، مسلمانوں کے لئے یہ صورتِ حال سخت مہلک ہے، جلد از جلد اس کے تدارک کی ضرورت ہے۔ دُوسری جماعت کرنا جو ایک غرضِ صحیح پر مبنی ہو، وہ خود مکروہ ہے، چہ جائیکہ ایک غرضِ فاسد اور حرام کی بنا پر دُوسری جماعت کی جائے۔[2] حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ: ایک نماز ہوجانے کے بعد دوبارہ وہی نماز نہ پڑھی جائے۔[3] فقہائے کرام نے دُوسری جماعت کو مکروہ کہا ہے۔ حرمین شریفین میں ایک زمانہ تک متعدّد جماعتیں مختلف ائمہ کی اِمامت میں ہوتی تھیں، جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ مسلمان اپنے اپنے فقہی مسلک کے مطابق نماز ادا کریں، لیکن علماء نے اس پر سخت اِعتراضات کئے اور اِعلان کیا کہ چاروں مذاہب میں اس طرح متعدّد جماعتیں ادا کرنا ناجائز ہے۔[4]

ایک باجماعت نماز پڑھنے کے بعد دُوسری جگہ جماعت میں شرکت

سوال:… اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی اور جس کام سے جانا ہو چلے اور جہاں پہنچے وہاں پر ابھی جماعت ہوئی نہیں، تو کیا وہی نماز جو وہ جماعت کے ساتھ پڑھ کر چلا ہے دوبارہ وہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے؟

---

(۱) قال تعالٰی: ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعٰى فى خرابها أى هدمها وتعطيلها، وقال الواحدى: إنه عطف تفسير، لأن عمارتها بالعبادة فيها. (تفسير رُوح المعانى ج:۱ ص:۳۹۴، سورة البقرة آيت:۱۱۴، طبع دار إحياء التراث العربى)۔ أيضًا: وعن معاذ بن جبل رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن الشيطان ذئب الإنسان كذئب الغنم، يأخذ الشاة القاصية، والناصية، فإياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامه والمسجد۔ (مسند أحمد ج:۲ ص:۳۰۷، رقم الحديث:۲۱۵۲۳، طبع دار إحياء التراث العربى)۔ وقال تعالٰى: ولَا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم، إن الله مع الصابرين۔ (الأنفال:۴۷)۔ أيضًا: وإما أن يجلس وهو مكروه أيضًا لإعراضه عن الجماعة من غير كراهة فى جماعتهم على المختار۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۵۶۴، باب الإمامة)۔

(۲) ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة فى مسجد محلة (قوله ويكره) أى تحريمًا لقول الكافى: لَا يجوز، والمجمع، لَا يباح وشرح الجامع الصغير، إنه بدعة كما فى رسالة السندى .... والمراد بمسجد المحلة ما له إمام وجماعة معلومون كما فى الدرر وغيرها، ومقتضٰى هٰذا الإستدلَال كراهة التكرار فى مسجد المحلة ولو بدون أذان، ويؤيده ما فى الظهيرية: لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلّٰى فيه أهله، يصلون وحدانًا، وهو ظاهر الرواية۔ (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۵۵۲، ۵۵۳، أيضًا: عالمگيرى ج:۱ ص:۸۳ باب الإمامة، والبدائع ج:۱ ص:۱۵۵ فصل فى بيان من هو أحق بالإمامة)۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ: معارف السُّنن ج:۲ ص:۲۸۳ تا ۲۹۰، طبع مكتبة بنورية كراچى۔

(۳) عن إبراهيم قال: قال عمر: لَا يصلى بعد صلاة مثلها۔ (المصنف لِابن أبى شيبة ج:۲ ص:۲۹۳، رقم الحديث: ۶۰۵۰، باب من كره أن يصلى بعد الصلاة مثلها، طبع المجلس العلمى)۔ وفيه أيضًا عن إبراهيم والشعبى قالَا: قال عبدالله: لَا يصلى على أثر صلاة مثلها۔ (نفس المرجع)۔

(۴) عن هٰذا ذكر العلامة الشيخ رحمه الله السندى تلميذ المحقق ابن الهمام فى رسالة ان ما يفعله أهل الحرمين من الصلٰوة بأئمة متعددة وجماعات مترتبة مكروه إتفاقًا، ونقل عن بعض مشائخنا انكاره صريحًا حين حضر الموسم بمكة .... وذكر أنه افتى بعض المالكية بعدم جواز ذالك على مذهب العلماء الأربعة، ونقل إنكار ذالك أيضًا عن جماعة من الحنفية والشافعية والمالكية حضروا الموسم۔ (رد المحتار على الدر المختار ج:۱ ص:۵۵۳، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، طبع ايچ ايم سعيد)۔

جواب:...ظہر اور عشاء کی نماز میں نفل کی نیت سے دُوسری جماعت میں شریک ہوسکتا ہے، فجر، عصر اور مغرب میں نہیں۔ [۱]

اِمام کے علاوہ دُوسرے نے جلدی سے جماعت کرادی تو جماعتِ ثانی کا حکم

سوال:...ایک علاقے کی مسجد ہے جس میں پانچوں وقت نماز با جماعت مع جمعہ کے ادا کی جاتی ہے، ایک دن اِمام صاحب کی غیر موجودگی میں کسی شخص نے نمازِ عصر کی جماعت جلدی کے باعث کرالی، بعد میں اِمام صاحب کے آنے پر لوگوں نے اِمام صاحب کے ساتھ اسی جگہ پر نماز با جماعت ادا کی، کیا یہ نماز ہوگئی؟

جواب:...صحیح جماعت وہی ہے جو اِمام صاحب اور محلے والوں نے کی، پہلی جماعت کا اعتبار نہیں، نماز دونوں کی ہوگئی۔ [۲]

محرَم عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا

سوال:...والدہ، بیوی، بیٹی یا محرَم عورت کے ساتھ اگر نماز پڑھی جائے اور مسجد قریب نہ ہو، گھر پر جماعت کرائی جائے تو نماز عورتوں سمیت ہماری ہوجائے گی یا پھر عورتوں کو پردہ میں نماز پڑھنی چاہئے؟

جواب:...اپنی بیوی اور محرَم عورت کے ساتھ جماعت جائز ہے، وہ پیچھے کھڑی ہوجائے، [۳] محرَم عورت کو پردے میں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔

مرد کی اِقتدا میں محرَم خواتین کی نماز

سوال:...کیا مرد کے پیچھے اس کی محرَم عورتیں ماں، بہن، بیٹی، بیوی با جماعت نماز پڑھ سکتی ہیں؟

جواب:...جائز ہے۔ [۴]

میاں بیوی کا الگ الگ نماز پڑھنا یا جماعت کرنا دُرست ہے

سوال:...کیا عورت اپنے شوہر کے ساتھ نماز ادا کرسکتی ہے؟ نیز اگر میاں بیوی ایک وقت میں اپنے اپنے مصلّی پر الگ نماز

---

(۱) وان كان قد صلّٰى وكانت الظهر والعشاء فلا بأس بأن يخرج، لأنه أجاب داعي الله مرة إلّا أخذ المؤذن في الإقامة، لأنه يتهم لمخالفة الجماعة عيانًا، وان كانت العصر والمغرب أو الفجر خرج وان أخذ المؤذن فيها لكراهية النفل بعدها. (هداية ج:۱ ص:۱۵۲، طبع شركت علميه، ملتان).

(۲) ولو صلّٰى بعض أهل المسجد بإقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والإمام وبقية الجماعة فالجماعة المستحبة لهم والكراهة للأولٰى كذا في المضمرات. (الهندية ج:۱ ص:۵۴، طبع بلوچستان).

(۳) ولنا أنه عليه السلام كان خرج ليصلح بين قوم، فعاد إلى المسجد، وقد صلى أهل المسجد فرجع إلٰى منزله فجمع أهله وصلى. (ردالمحتار ج:۱ ص:۵۵۳ كتاب الصلٰوة، باب الإمامة، مجمع الزوائد ج:۲ ص:۴۵ باب فيمن جاء إلى المسجد فوجد الناس قد صلوا).

(۴) ولو أم أمّه أو امرأته ونحوهما في الخلوة لم يكره. (الفتاوى السراجية ص:۱۵). وإذا فاتته الجماعة لَا يجب عليه الطلب في مسجد آخر .... وذكر القدوري أنه يجمع في أهله ويصلى بهم ...الخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۸۳).

پڑھیں تو جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب:... اگر دونوں الگ الگ اپنی نمازیں پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر جماعت کرانی ہو تو عورت برابر کھڑی نہ ہو، بلکہ اس کو الگ صف میں پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ (۱)

اِمام سے آگے ہونے والے مقتدی کی نماز نہیں ہوتی

سوال:... اِمام سے مقتدی آگے ہو تو کیا نماز دُرست ہے؟

جواب:... اِقتدا کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مقتدی اِمام سے آگے نہ بڑھے، جو مقتدی اِمام سے آگے ہو، اس کی اِقتدا صحیح نہیں۔ اور اس کی نماز نہیں ہوگی۔ (۲)

مسجدِ نبوی یا کسی بھی مسجد میں مقتدی اِمام کے آگے نہیں ہوسکتا

سوال:... مسجدِ نبوی میں اِمام کے سامنے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ دُوسری مساجد میں نہیں پڑھ سکتے۔ مسجدِ نبوی کے لئے کوئی خاص حکم ہے یا نہیں؟

جواب:... مسجدِ نبوی کے لئے ایسا کوئی خاص حکم نہیں، اس کا حکم بھی وہی ہے جو دُوسری مساجد کا ہے، پس مقتدی کا اِمام سے آگے ہوجانا، اس کی نماز کے لئے مفسد ہے، چاہے مسجد میں ہو یا غیرِ مسجد میں، اور مسجدِ نبوی میں ہو یا کسی اور مسجد میں۔ (۳)

کیا حرم شریف میں مقتدی اِمام کے آگے کھڑے ہوسکتے ہیں؟

سوال:... میرے ایک دوست سے میری بحث ہوگئی، وہ کہتا ہے کہ خانۂ کعبہ میں جماعت کے دوران لوگ اِمام سے آگے نیت باندھ کر بھی کھڑے ہوتے ہیں، جبکہ میری نظر میں یہ بات دُرست نہیں ہے، کیونکہ اِمام کے آگے مقتدی کی نماز تو ہوتی ہی نہیں ہے، تو پھر وہاں ایسا کیونکر ہوسکتا ہے؟ اگر ہوتا ہے تو کس طرح؟ ذرا تفصیل سے آگاہ کیجئے گا۔

جواب:... کعبہ شریف کی جس سمت اِمام کھڑا ہو، اس طرف تو جو شخص اِمام سے آگے ہوجائے، اس کی نماز نہیں ہوگی، لیکن دُوسری سمت میں اگر کسی شخص کا فاصلہ بیت اللہ سے اِمام کی نسبت کم ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔ (۴)

---

(۱) (قوله اما الواحدة فتتأخر) .... وتأخر الواحدة محله إذ اقتدت برجل لا بامرأة مثلها ط عن البرجندي۔ (الشامية ج:۱ ص:۵۶۶ بعد مطلب إذا صلّى الشافعي قبل الحنفي ...إلخ)۔ وأيضًا ولو أم أمه أو امرأته ونحوهما في الخلوة لم يكره. (الفتاوى السراجية ص:۱۵، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۲) ولو صلوا بجماعة يجزيهم أيضًا إلّا صلاة من تقدم على إمامه ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۵، طبع بلوچستان)۔

(۳) ایضاً۔

(۴) وإذا صلّى الإمام في المسجد الحرام وتحلق الناس حول الكعبة وصلوا صلوٰة الإمام فمن كان منهم أقرب إلى الكعبة من الإمام جازت صلاته إذا لم يكن في جانب الإمام كذا في الهداية۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۵)۔ (وفي الهداية بعد هذه العبارة) لأن التقدم والتأخر إنما يظهر عند إتحاد الجانب۔ (هداية ج:۱ ص:۱۶۵، طبع شرکت علمیہ، ملتان)۔

حطیم میں سنت، وتر اور نفل وغیرہ پڑھ سکتے ہیں

سوال:... حطیم کے اندر فرض نماز نہ پڑھنے کا حکم ہے، کیا ہم سنت، وتر وغیرہ بھی حطیم میں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... فرض نماز تو جماعت کے ساتھ ہوتی ہے، اس لئے مقتدی کا حطیم سے باہر ہونا ضروری ہے، ورنہ مقتدی کی نماز نہیں ہوگی، سنت و وتر حطیم میں پڑھ سکتے ہیں اور رمضان المبارک میں وتر کی جماعت ہوتی ہے، جو مقتدی اس جماعت میں شریک ہے، وہ بھی حطیم میں کھڑا نہیں ہوسکتا۔ (۱)

عصر کی نماز ظہر سمجھ کر ادا کی

سوال:... تین بج کر پچاس منٹ پر ظہر کی نماز کے لئے مسجد گیا، ادھر جماعت ہو رہی تھی، جماعت میں شامل ہوگیا، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ عصر کی جماعت تھی، اب میں کیا کروں؟ آیا میری ظہر کی نماز ہوئی یا عصر کی؟

جواب:... اگر امام کی نیت عصر کی ہے اور مقتدی کی نیت ظہر کی تو مقتدی کی تو نماز نہیں ہوگی، اس لئے آپ کی نہ ظہر کی ہوئی اور نہ ہی عصر کی، دونوں نمازیں پھر سے پڑھیں۔ (۲)

کیا باجماعت نماز میں ہر مقتدی کے بدلے ایک گنا ثواب ملتا ہے؟

سوال:... کیا باجماعت نماز کی صورت میں ہر مقتدی کے بدلے بھی ایک گنا ثواب بڑھتا ہے، مثلاً اگر مقتدیوں کی تعداد ۲۰ ہو تو کیا ہر نمازی کا ثواب بھی ۲۰ گنا ہو جائے گا؟ اس طرح اس جماعت میں مسواک کے ساتھ وضو سے کل ثواب یعنی ۸۵۰۰ گنا ہو جائے گا؟

جواب:... جماعت جتنی زیادہ ہو، اتنی ہی افضل ہے۔ اور افضل ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اتنا ثواب بھی زیادہ ہے، مگر جو حساب آپ لگا رہے ہیں، یہ کسی حدیث میں نظر سے نہیں گزرا۔ (۳)

---

(۱) کیونکہ اس صورت میں مقتدی کا امام سے آگے ہونا لازم آئے گا، اور مقتدی کا امام سے آگے ہو جانا اس کی نماز کے لئے مفسد ہے۔ صح فرض الصلاة ونفلها في الكعبة ولو صلوا في جوف الكعبة بجماعة واستدروا حول الإمام .... ومن جعل ظهره إلى وجه الإمام لم يجز هٰكذا في الجوهرة النيرة والسراج الوهاج۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶۵، الفصل الثالث في إستقبال القبلة، كتاب الصلاة)۔

(۲) لا يصح إقتداء مصلي الظهر بمصلي العصر ومصلي ظهر يومه بمصلي ظهر أمسه ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۶)۔

(۳) وفي المضمرات انه مكتوب في التوراة صفة أمة محمد وجماعتهم وانه بكل رجل في صفوفهم تزاد في صلاتهم صلاة يعني إذا كانوا ألف ألف رجل يكتب لكل رجل ألف صلاة۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۶۷، طبع بيروت)۔

گھر پر نماز پڑھنا

بلا عذرِ شرعی مرد کو گھر میں نماز ادا کرنا کیسا ہے؟

سوال:... مرد گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ کیا صحت یابی کی حالت میں مرد کی نماز گھر میں ہوسکتی ہے؟ اور کس وقت اور کس صورت میں مرد کی نماز گھر میں ہوسکتی ہے؟

جواب:... نماز تو گھر میں ہوجاتی ہے، مگر فرض نماز کے لئے مسجد میں جانا ضروری ہے، اور بغیر عذر کے مسجد میں نہ آنے والوں کے لئے سخت وعید آئی ہے،[1] صحابہ کرامؓ ایسے شخص کو منافق سمجھتے تھے جو نماز باجماعت کی پابندی نہیں کرتا،[2] مسجد میں حاضر نہ ہونے کے لئے بیماری، کیچڑ وغیرہ عذر ہوسکتے ہیں۔[3]

گھر میں نماز پڑھنے کی عادت ڈالنا

سوال:... میرا ایک دوست ہے، وہ زیادہ تر نماز گھر ہی میں پڑھتا ہے، حالانکہ ان کے گھر کے قریب ہی مسجد ہے، انسان کو کسی دن مجبوری ہوتی ہے وہ نماز گھر میں پڑھ لیتا ہے، مگر روزانہ تو نہیں، نماز کا زیادہ ثواب مسجد میں جماعت کے ساتھ ملتا ہے، اور گھر میں ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ اور روزانہ گھر میں نماز پڑھنے سے نماز قبول ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب:... بغیر عذر کے مسجد اور جماعت کی نماز چھوڑنے کی عادت گناہِ کبیرہ ہے،[4] اس سے توبہ کرنی چاہئے، اگر کبھی مسجد

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقد هممت أن آمر بالصلٰوة فتقام، ثم آمر رجلًا فيصلي بالناس، ثم أنطلق معي برجال معهم حزم من حطب إلٰى قوم لَا يشهدون الصلٰوة، فأحرق عليهم بيوتهم بالنّار. (سنن أبي داوٗد ج:۱ ص:۸۸، كتاب الصلٰوة باب في التشديد في ترك الجماعة، طبع امداديه ملتان، صحيح مسلم ج:۱ ص:۲۳۲، طبع قديمى كراچى، صحيح بخارى ج:۱ ص:۸۹، طبع نور محمد كراچى).

(۲) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلٰوة إلّا منافق قد علم نفاقه أو مريض إن كان المريض ليمشي بين رجلين حتى يأتي بالصلٰوة ...إلخ. (مشكوٰة ج:۱ ص:۹۶، باب الجماعة، الفصل الثالث).

(۳) (الجماعة سنة مؤكدة) .... وصرح في المحيط بأنه لَا يرخص لأحد في تركها بغير عذر حتى لو تركها أهل مصر يؤمرون بها فإن ائتمروا وإلّا يحل مقاتلتهم. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۶۵، طبع بيروت).

(۴) ثم رأيت الذهبي ذكر أن ذالك من الكبائر لٰكن علٰى غير الوجه الذى ذكرته فإنه قال: الكبيرة السادسة والستون الإصرار علٰى تركه صلاة الجماعة من غير عذر. (الزواجر عن اقتراف الكبائر ج:۱ ص:۱۴۳، باب صلاة الجماعة، الكبيرة الخامسة والثمانون).

میں جماعت کی نماز نہ ملے تو گھر میں اہل و عیال کے ساتھ جماعت کرالی جائے۔[1]

بغیر عذر گھر میں نماز کی عادت بنالینا گناہِ کبیرہ ہے

سوال:... ایک پیر صاحب ہیں، جو ہر سال گاؤں سے کراچی آتے ہیں، مگر وہ پیر صاحب مسجد میں جاکر نماز ادا نہیں کرتے، بلکہ گھر پر نماز ادا کرتے ہیں، البتہ نمازِ جمعہ مسجد میں ادا کرتے ہیں، جس کا میں نے مسئلہ سنا ہے کہ اگر مسجد نزدیک ہو تو گھر میں نماز نہیں ہوتی؟ لوگ ان کے پاس جاتے ہیں اور پیر مانتے ہیں، میرے دوست مجھے بھی دعوت دیتے ہیں مگر میں نہیں جاتا، کیونکہ دِل شکنی سی ہوگئی ہے کہ مسجد میں نماز نہیں ادا کرتے۔

جواب:... بغیر کسی صحیح عذر کے مسجد کی جماعت میں شریک نہ ہونا گناہِ کبیرہ ہے، اگر پیر صاحب کو کوئی معقول عذر ہے تو ٹھیک، ورنہ وہ ترکِ جماعت کی وجہ سے فاسق ہے،[2] اور فاسق اس لائق نہیں کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے اور اس سے بیعت کی جائے۔

اگر گھر پر عادۃً نماز پڑھنا گناہِ کبیرہ ہے تو کیا نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیں؟

سوال:... چند ماہ پیشتر آپ نے گھر پر نماز پڑھنے کو (بلا عذرِ شرعی) گناہِ کبیرہ کا فتویٰ دیا تھا، حدیث تو یوں ہے کہ گھر پر نماز پڑھنا ایک درجہ ثواب، جماعت سے پڑھنا ستائیس درجے۔ مسجدِ نبوی میں پڑھنا پچاس ہزار درجے، بیت اللہ شریف میں پڑھنا ایک لاکھ درجے، میرے خیال میں پھر گھر پر نماز نہ پڑھیں، تاکہ کم از کم گناہِ کبیرہ سے تو بچ جائیں، آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب:... بغیر عذر کے جماعت کا ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے، یہ تو ایسا کھلا مسئلہ ہے کہ کسی ایک عالم کو بھی اس میں اختلاف نہیں، رہا یہ کہ جماعت کی نماز کا ثواب ستائیس گنا ملتا ہے، اس سے یہ بات کسی طرح ثابت نہیں ہوتی کہ بغیر عذر کے گھر میں نماز پڑھ لینا جائز ہے، اور آپ کا یہ ارشاد میری سمجھ میں نہیں آیا، جب نماز کے لئے مسجد میں نہ آنا گناہِ کبیرہ ہے تو سرے سے نماز ہی کو ترک کردینا تو اس سے بھی بڑا گناہ ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ بغیر عذر کے جماعت کی نماز کا ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے اور نماز ہی کا سرے سے ترک کردینا اکبر الکبائر ہے۔[3] حدیثِ پاک میں اس کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔[4] اور آپ نے مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کو جو پچاس ہزار درجے بیان کیا

---

(۱) ولنا أنه علیه السلام کان خرج لیصلح بین قوم، فعاد إلی المسجد وقد صلّی أھل المسجد فرجع إلٰی منزله فجمع أھله وصلّی۔ (رد المحتار، باب الإمامة ج:۱ ص:۵۵۳)۔

(۲) وبه یظھر ما دلت علیه ھذه الأحادیث أیضًا من ان ترک الجماعة ...... کبیرة۔ (الزواجر ج:۱ ص:۱۴۴)۔

(۳) قال تعالٰی مخبرًا عن أصحاب الجحیم: ما سلککم فی سقر، قالوا لم نک من المصلین .... وأخرج أحمد: بین الرجل وبین الکفر ترک الصلاة ومسلم بین الرجل وبین الشرک أو الکفر ترک الصلاة ...إلخ۔ دیکھئے: الزواجر عن إقتراف الکبائر ج:۱ ص:۱۳۔ أیضًا: والجماعة سُنّة مؤکدة للرجال قال الزاھدی: أرادوا بالتاکید الوجوب، وقیل واجبه وعلیه عامة وفی الشامیة: قال فی شرح المنیة: والأحکام تدل علی الوجوب من أن تارکھا بلا عذر یعزر وترد شھادته ...إلخ۔ (ردالمحتار مع الدر ج:۱ ص:۵۵۲ تا ۵۵۴، باب الإمامة)۔

(۴) عن جابر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: بین العبد وبین الکفر ترک الصلٰوة۔ رواه مسلم۔ (مشکٰوة ج:۱ ص:۵۸، کتاب الصلٰوة، الفصل الأوّل)۔

ہے، یہ مشہور تو ہے، مگر صحیح احادیث میں اس کا ثواب ایک ہزار گنا ذکر فرمایا گیا ہے۔[۱]

گھر پر نماز کی عادت بنانے والے کے لئے وعیدیں

سوال:... جنگ اخبار میں آپ کا فتویٰ پڑھا تھا کہ: ''بغیر عذر کے مسجد میں اور جماعت کی نماز چھوڑنے کی عادت گناہِ کبیرہ ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے'' اس کے بعد آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ براہ کرم قرآن وحدیث کا حوالہ دیں جس کی بناپر آپ نے یہ فتویٰ دیا ہے، مگر آپ نے جواباً فرمایا کہ: ''نماز باجماعت ترک کرنے پر حدیث میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔'' اور فرمایا کہ: ''حضرت مولانا زکریا کا رسالہ فضائلِ نماز دیکھو''۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ قرآن وحدیث کا حوالہ دیں، مگر آپ نے مولانا کے رسالے کا حوالہ دے دیا، خدارا آپ مجھے حدیث اور قرآن شریف کا حوالہ دے کر بتائیں کہ نماز باجماعت ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ میں نے یہ تو سنا ہے کہ مسجد میں نماز کا ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے، اور سنتیں گھر پر پڑھنا افضل ہے۔ آپ کے خیال میں تو نماز گھر پر پڑھنا گناہِ کبیرہ ہی ہوا، اور میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ نیک اور فرض کام کرنے پر کیسے گناہِ کبیرہ ہوجائے گا، اس لحاظ سے تو ہمارا مذہب بھی عیسائیوں کی طرح کا ہوگیا کہ صرف گرجا میں ہی عبادت ہوسکتی ہے، جبکہ ہمارے مذہب میں نماز ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے۔

جواب:... ترکِ جماعت کی عادت گناہِ کبیرہ ہے، آپ نے اس پر دو شبہے ذکر کئے ہیں، پہلا شبہ یہ کہ نماز پڑھنا تو عبادت ہے، عبادت کرنا گناہِ کبیرہ کیسے ہوگیا؟ اس شبہ کا حل یہ ہے کہ گھر پر نماز پڑھنا بذاتِ خود تو گناہِ کبیرہ نہیں، لیکن مسجد میں جماعت کی نماز میں شامل نہ ہونے کی عادت بنالینا گناہِ کبیرہ ہے۔[۲] جماعت میں شریک ہونا بعض ائمہ کے نزدیک فرض، بعض کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک ایسی سنتِ مؤکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے،[۳] اور احادیث شریفہ میں اس کی بہت ہی تاکید آئی ہے، اور اس کے ترک پر بہت سی وعیدیں آئی ہیں، اس کے لئے میں نے حضرت شیخؒ کے رسالہ ''فضائلِ نماز'' کا حوالہ دیا تھا کہ آپ اس میں پوری تفصیل ملاحظہ فرمالیں گے، مختصراً چند احادیث میں بھی لکھ دیتا ہوں:

> حدیث ۱:... ''میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کی اذان کا حکم دوں، پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ اِمامت کرے، اور خود ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے، پس ان پر ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔''[۴] (مشکوٰۃ ص:۹۵، بحوالہ بخاری ومسلم)

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: صلٰوة فی مسجدی هذا خیر من ألف صلٰوة فیما سواه إلّا المسجد الحرام. متفق علیه. (مشکٰوة ص:۶۷، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الأوّل)

(۲) قال فی شرح المنیة: والأحکام تدل علی الوجوب من أن تارکها بلا عذر یعزر وترد شهادته ویأثم الجیران بالسکوت عنه وقد یوفق بأن ذٰلک مقید بالمداومة علی الترک کما هو ظاهر قوله صلی الله علیه سلم: لَا یشهدون الصلٰوة. (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۵۵۲، کتاب الصلٰوة، باب الإمامة).

(۳) والجماعة سنة مؤکدة للرجال، قال الزاهدی: أرادوا بالتأکید الوجوب، وقیل واجبة وعلیه العامة. (درمختار ج:۱ ص:۵۵۲، ۵۵۴، کتاب الصلٰوة، باب الإمامة).

(۴) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: والذی نفسی بیده! لقد هممت أن آمر بحطب فیحطب ثم آمر بالصلاة فیؤذن لها ثم آمر رجلا فیؤم الناس ثم أخالف إلٰی رجال وفی روایة لَا یشهدون الصلاة فأحرّق علیهم بیوتهم. (مشکٰوة ص:۹۵).

حدیث ۲:... ''جس نے مؤذن کی اَذان سنی، اس کو مسجد میں آنے سے کوئی عذر، خوف یا مرض مانع نہیں تھا، اس کے باوجود وہ نہیں آیا تو اس نے جو نماز گھر پر پڑھی وہ قبول نہیں کی جائے گی۔''[۱]

(مشکوٰۃ ص:۹۶، بحوالہ ابوداؤد، دارقطنی)

حدیث ۳:... ''اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ جو لوگ عشاء کی نماز میں حاضر نہیں ہوتے، ان کے گھروں کو جلاڈالیں۔''[۲] (مشکوٰۃ ص:۹۷، بحوالہ مسندِ احمد)

حدیث ۴:... ''جس شخص نے اَذان سنی، پھر بغیر عذر کے مسجد میں نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں۔''[۳]

(مشکوٰۃ ص:۹۷ بحوالہ دارقطنی)

ان احادیث میں ترکِ جماعت پر جس غیظ و غضب کا اظہار فرمایا گیا ہے اس سے صاف واضح ہے کہ یہ فعل گناہِ کبیرہ ہے۔

آپ کا دُوسرا شبہ یہ ہے کہ اگر فرض نماز کے لئے مسجد میں آنا ضروری ہے تو ہمارا مذہب بھی عیسائی مذہب کی طرح ہوا کہ صرف گرجا ہی میں عبادت ہوسکتی ہے، اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ پہلی اُمتوں کی عبادت صرف ان کی عبادت گاہوں میں ہوسکتی تھی، اور اگر کوئی شخص کسی معذوری کی بنا پر عبادت گاہ میں حاضر نہیں ہوسکتا تھا تو اس کو عبادت کے مؤخر کرنے کا حکم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شرف عطا فرمایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رُوئے زمین کو مسجد (سجدہ گاہ) بنادیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے جس فرد کو جہاں نماز کا وقت ہوجائے وہاں نماز پڑھ سکتا ہے،[۴] مسجد میں نہ پہنچ سکنے کی بنا پر اس کو نماز کے مؤخر کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کوئی عذر مانع نہیں تو مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ ہاں! نوافل گھروں میں ادا کرنے کا حکم ہے اور سننِ مؤکدہ کے بارے میں اصل حکم تو یہی ہے کہ ان کو گھر پر ادا کیا جائے، بشرطیکہ گھر پر اطمینان اور سکون و دل جمعی کے ساتھ ادا کرسکے، ورنہ سننِ مؤکدہ کا بھی مسجد ہی میں ادا کرنا افضل ہے۔[۵]

---

(۱) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع المنادى فلم يمنعه من إتباعه عذر، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض لم تقبل منه الصلاة التى صلّٰى. رواه أبو داوٗد والدارقطنى. (مشكوٰة ص:۹۶، باب الجماعة وفضلها).

(۲) عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: لو لَا ما فى البيوت من النساء والذرية أقمت صلٰوة العشاء وأمرت فتيانى يحرقون ما فى البيوت. رواه أحمد. (مشكوٰة ص:۹۷، باب الجماعة وفضلها، الفصل الثالث).

(۳) عن ابن عباس رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من سمع النداء فلم يجبه فلا صلٰوة له إلّا من عذر. (مشكوٰة ص:۹۷، باب الجماعة وفضلها).

(۴) عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطيت خمسًا لم يُعْطَهنّ أحد قبلى، نصرت بالرُّعب مسيرة شهر، وجعلت لى الأرض مسجدًا وطهورًا، فأيما رجل من أمّتى أدركته الصلاة فليصل ...إلخ. (مشكوٰة المصابيح ص:۵۱۲، باب فضائل سيّد المرسلين صلوات الله وسلامه عليه، الفصل الأوّل).

(۵) والأفضل فى السنن أداءها فى المنزل إلّا التراويح .... وفى الخلاصة فى سنة المغرب إن خاف لو رجع إلٰى بيته شغله شأن آخر يأتى بها فى المسجد وإن كان لَا يخاف صلاها فى المنزل وكذا فى سائر السنن حتى الجمعة والوتر فى البيت أفضل ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۵۲).

اگر نماز باجماعت سے رہ جائے تو کیا کرے؟

سوال:... اگر کسی وجہ سے نماز باجماعت ادا نہ ہوسکے یا مجبوری سے جماعت چھوٹ گئی ہو تو کیا نماز انفرادی طور پر گھر میں ادا کی جائے یا مسجد میں؟ دونوں میں سے کس کو ترجیح دی جائے؟ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ گھر کے بجائے مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے، اور دُوسری طرف یہ بھی واضح ہے کہ تارکِ جماعت گناہگار ہے، اور اس کا یہ عمل یعنی جماعت چھوٹ جانا گناہ کے زُمرے میں آتا ہے، اور پھر مسجد میں جاکر اس کا اظہار کرنا کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوگیا ہے، جبکہ کسی گناہ یا عیب کے چھپانے کا بھی حکم ہے؟

جواب:... جماعت کو قصداً چھوڑ دینا گناہ ہے، کسی واقعی عذر کی وجہ سے اگر جماعت رہ گئی تو ترکِ جماعت کا گناہ نہیں ہوگا، بہتر یہ ہے کہ اگر کسی اور مسجد میں جماعت مل جانے کی توقع ہو تو وہاں چلا جائے، یا اپنے گھر پر جماعت کرالے، ورنہ مسجد میں تنہا پڑھ لے۔[1]

مسجد قریب ہونے کے باوجود نماز کھیل کے گراؤنڈ میں پڑھنا

سوال:... آج کے نوجوان طبقے میں کرکٹ کا کھیل بہت مقبول ہے۔ بعض حفاظ کرام کسی گراؤنڈ میں کھیلنے کے لئے جاتے ہیں، تو وہیں گراؤنڈ ہی میں نماز کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ مسجد کا فاصلہ دس منٹ کا ہے، تو ایسی صورت میں نماز مسجد میں جاکر اَدا کرنی چاہئے یا اسی گراؤنڈ میں ہی پڑھی جائے؟

جواب:... مسجد اگر قریب ہے تو نماز مسجد میں پڑھنی چاہئے، حدیث میں اس کی تعلیم دی گئی ہے۔[2]

مسجد میں پہنچنا ناممکن ہو تو گھر میں نماز پڑھ سکتے ہیں

سوال:... ہمارے علاقے میں پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے مسجدیں گاؤں یا محلے سے دُور ہوتی ہیں، اگر قریب بھی ہو تو راستہ دُشوار ہونے کی وجہ سے بزرگ یا بچے جن پر نماز فرض ہے مسجد تک نہیں پہنچ سکتے۔ ایسی صورت میں کیا گھر میں اَذان دے کر دو یا دو سے زیادہ افراد کے ساتھ نماز باجماعت پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب:... فرض نمازیں تو مسجد میں ادا کرنی چاہئیں، مسجد دُور پڑتی ہو تو قریب میں مسجد بنائی جائے۔ بہرحال اگر مسجد میں پہنچنا ناممکن ہو تو گھر میں جماعت کرانا صحیح ہے، لیکن مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔[3]

---

(۱) ذکر فی الأصل انه إذا فاتته الجماعة فی مسجد حیة فإن أتی مسجد آخر یرجوا إدراک الجماعة فیه فحسن وان صلّی فی مسجد حیة فحسن لحدیث الحسن .... وذکر القدوری انه إذا فاتته الجماعة جمع باهله فی منزله. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۵۶، وأیضًا فی بحر ج:۱ ص:۳۶۷).

(۲) وقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم علمنا سنن الهدی وإن من سنن الهدی الصلوٰة فی المسجد الذی یؤذّن فیه. (حلبی کبیر ص:۵۰۹).

(۳) تجب علی الرجال العقلاء البالغین الأحرار القادرین علی الصلاة من غیر حرج وفی الشامیة فبالحرج یرتفع الإثم ویرخص فی ترکها ولٰکنه یفوته الأفضل ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۵۵۴، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد).

مسجد میں نماز پڑھنے سے والد منع کریں تو کیا کیا جائے؟

سوال:... میرے والد محترم مجھ کو مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جانے دیتے، اور کہتے ہیں گھر میں نماز پڑھو۔ میں جمعہ کو چھپ کر نماز پڑھنے جاتا ہوں، نماز پڑھ کر واپس آتا ہوں تو مجھے مارتے ہیں، اور گھر سے نکالنے کی دھمکی دیتے ہیں، ایسا کئی بار ہو چکا ہے۔

جواب:... مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے، اور بغیر عذر کے مسجد کی نماز کو چھوڑنا گناہ ہے،[1] اور والدین جب گناہ کے کام کا حکم دیں تو ان کی اطاعت جائز نہیں،[2] اس لئے آپ مسجد میں نماز پڑھا کریں اور والد صاحب کے منع کرنے کی پروانہ کریں۔

گھر میں چند افراد کے ساتھ نماز کرنے سے جماعت کا ثواب ملے گا

سوال:... اگر اہلِ خانہ کے ساتھ، جن کی تعداد پانچ یا چھ ہو، گھر پر ہی نماز فرض ادا کرلی جائے تو کیا اس سے باجماعت فرض نماز کا ثواب مل جائے گا؟

جواب:... اگر کبھی مسجد میں جماعت نہ ملے تو گھر کے افراد کے ساتھ جماعت کرا لینے سے جماعت کا ثواب ضرور ملے گا۔[3] لیکن مسجد کی جماعت کو قصداً چھوڑ دینا اور بلاوجہ گھر میں جماعت کرانا ناجائز ہے۔

بلاعذرِ شرعی تنہا نماز اَدا کرنا

سوال:... اگر کوئی شخص بلاشرعی عذر یا مجبوری کے نماز تنہا اَدا کرے تو کیا اس کی نماز اَدا ہوجائے گی؟ جبکہ وہ چاہتا تو باجماعت نماز اَدا کرسکتا تھا۔

جواب:... نماز پنج گانہ جماعت کے ساتھ ادا کرنا قریب قریب واجب ہے،[4] جو شخص بغیر عذر کے تنہا نماز پڑھتا ہے وہ سخت گناہگار ہے،[5] اس کو اس سے توبہ کرنی چاہئے، اور نماز باجماعت کا اِہتمام کرنا چاہئے۔

---

(۱) قال عامة مشايخنا انها واجبة، وذكر الكرخي انها سُنَّة، ثم فسّرها بالواجب، فقال: الجماعة سُنَّة لَا يرخص لأحد التأخر عنها إلّا لعذرٍ، وهو تفسير الواجب عند العامة. (بدائع ج:۱ ص:۱۵۵).

(۲) عن النواس بن سمعان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. رواه في شرح السُّنَّة. (مشكوٰة ص:۳۲۱، كتاب الإمارة والقضاء).

(۳) وذكر القدوري: يجمع بأهله ويصلي بهم يعني وينال ثواب الجماعة كذا في الفتح. (شامي ج:۱ ص:۵۵۵).

(۴) والجماعة سُنَّة مؤكدة للرجال قال الزاهدي: أراد بالتاكيد الوجوب، وقيل: واجبة وعليه العامة، قال في شرح المنية والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلا عذر يعزر وترد شهادته ...إلخ. (درمختار ج:۱ ص:۵۵۲، ۵۵۴ باب الإمامة). أيضًا: تجب .... على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلوٰة من غير حرج. (شامي ج:۱ ص:۵۵۴).

(۵) الإتفاق على أن تركها (الجماعة) مرة بلا عذر يوجب إثمًا ...إلخ. (شامي ج:۱ ص:۵۵۲). أيضًا: عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع المنادي فلم يمنعه من إتباعه عذر قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض، لم تقبل منه الصلوٰة التي صلّى. (مشكوٰة ج:۱ ص:۹۶ باب الجماعة).

فوج کی ڈیوٹی اور نماز

سوال:... میرا پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلم فوج کا سپاہی ڈیوٹی پر ہو اور نماز کا وقت ہو جائے اور ڈیوٹی بھی خاصی اہمیت کی ہو، مثلاً اسلحے کا ڈپو وغیرہ اور فوج کا اِنچارج نماز سے منع کرے تو کیا کیا جائے؟ دُوسری صورت میں اگر ڈیوٹی عام نوعیت کی ہو، امن کا زمانہ ہو، یعنی جنگ نہ ہو، تو کیا نماز ڈیوٹی چھوڑ کر پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... اگر متبادل اِنتظام نہ ہو تو نماز قضا کی جائے گی،[1] اور اگر حساس صورت نہ ہو تو نماز قضا نہ کی جائے،[2] اگر ملازمت ختم ہوتی ہو تو چھوڑ دی جائے۔[3]

اِدارے کا سربراہ نماز کی اِجازت نہ دے تو اُس کی بات نہ مانیں

سوال:... اِدارے کا سربراہ اگر کسی وجہ سے جماعت کی نماز اَدا کرنے سے روک دے تو کیا اس کی بات کو مان لیا جائے؟ کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ ڈیوٹی اوقات میں ورکرز ہمارے تابع ہیں، اگر ہم اِجازت دیں تو باجماعت نماز اَدا کریں، ورنہ نہیں۔

جواب:... نماز باجماعت اَدا کرنا سنتِ مؤکدہ بلکہ واجب ہے،[4] اور بغیر عذر کے ترکِ جماعت ناجائز ہے،[5] اور ناجائز کام میں کسی کی اِطاعت جائز نہیں۔ اس لئے اِدارے کے سربراہ کو نماز باجماعت سے روکنے کا حق نہیں۔ کارکنوں کو اس کے خلاف اِحتجاج کرنا چاہئے اور نماز باجماعت کی اِجازت حاصل کرنی چاہئے۔ اور اگر کسی طرح بھی اِجازت نہ ملے تو بھی مسلمان کارکنوں کو نماز باجماعت اَدا کرنی چاہئے، خواہ ملازمت چلی جائے۔[6]

گاؤں کی مسجد میں نماز اَدا کیا کریں

سوال:... میں جب اپنے گاؤں جاتا ہوں تو ایک چھوٹی سی مسجد ہے، جس میں پانچ وقت نماز نہیں ہوتی، میں جاکر وہاں اس کی صفائی وغیرہ کر کے نماز پڑھتا ہوں، اگر کوئی دُوسرا آجاتا ہے تو جماعت ہو جاتی ہے، ورنہ اکیلا نماز پڑھتا ہوں، کیا اس صورت میں مجھے نماز باجماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب:... دو چار آدمیوں کو ترغیب دے کر مسجد میں لایا کریں، اور جماعت کا اِہتمام کیا کریں، تاکہ مسجد بھی آباد ہو، اور جماعت کے ثواب سے بھی محروم نہ رہیں۔[7]

---

(۱) وتؤخر (الصلاة) بسبب اللص ونحوه۔ (خلاصة الفتاویٰ ج:۱ ص:۶۹، طبع کوئٹہ)۔

(۲) "إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" (النساء:۱۰۳)۔

(۳) عن النواس بن سمعان لَا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ (مشکوٰۃ ص:۳۲۱)۔

(۴) قال عامة مشايخنا انها واجبة وذكر الكرخي انها سنة ثم فسرها بالواجب ...إلخ۔ (بدائع ج:۱ ص:۱۵۵)۔

(۵) الإتفاق على ان تركها مرة بلا عذر يوجب إثمًا ...إلخ۔ (شامی ج:۱ ص:۵۵۲)۔

(۶) ایضاً حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ھٰذا۔

(۷) وأما بيان من تنعقد به الجماعة فأقل من تنعقد به الجماعة إثنان وهو أن يكون مع الإمام واحد۔ (بدائع ج:۱ ص:۱۵۶)۔

اِمام کے مسائل

اہل کے ہوتے ہوئے غیر اہل کو اِمام بنانا

سوال:... زید و عمر دونوں ایک مسجد میں رہتے ہیں، زید اِمام مقرّر ہے جو عالم، حافظ، قاری ہے۔ لیکن خوشامد یا ڈر کی وجہ سے عمر کو نماز کے لئے کھڑا کردیتا ہے، جو نہ حافظ ہے، نہ قاری اور نہ مولوی ہے، اور قرآن پاک بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا، تو کیا زید کے ہوتے ہوئے عمر کی اِقتدا میں سب کی نماز دُرست ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب:... اس مسئلے میں دو باتیں قابلِ غور ہیں، اوّل یہ کہ زید جب اِمام مقرّر ہے تو عمر کو اِمامت نہیں کرنی چاہئے، اگر زید کی اجازت کے بغیر اِمامت کرتا ہے تو پھر تو مکروہِ تحریمی ہے، اور اگر زید کی اجازت سے پڑھاتا ہے پھر بھی خلافِ اَولیٰ ہے،[1] کیونکہ وہ زید سے کم تر ہے۔[2] دُوسری بات یہ ہے کہ زید عالم، حافظ و قاری ہے، اس کے برعکس عمر قراءت صحیح نہیں پڑھتا، حافظ، عالم، قاری بھی نہیں ہے، ایسی صورت میں دو حالتیں ہیں کہ عمر کی قراءت مخارجِ حروف اور صفاتِ ذاتیہ کی ادائیگی کے ساتھ ہے یا نہیں؟ نمبر۱:- اگر مخارجِ حروف اور صفاتِ ذاتیہ کو ادا نہیں کرتا تو نماز صحیح نہیں ہوگی،[3] اور نمبر۲:- اگر مخارج و صفاتِ ذاتیہ کو ادا کرتا ہے لیکن صفاتِ محسنہ ممیزہ سے بے خبر ہے، تو ایسی صورت میں نماز ہوجائے گی، لیکن زید کے مقابلے میں اس کی اِمامت خلافِ افضل اور مکروہِ تنزیہی ہے۔ رہا یہ کہ قراءت صحیح پڑھتا ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ مستند قراء کرسکتے ہیں، عامۃ الناس نہیں کرسکتے، اس لئے زید اگر اس مسئلے میں نرمی کرتا ہے تو عمر کی قراءت کسی دُوسرے مستند قاری جس پر اعتماد ہو سنا کر فیصلہ لے لیں۔

جماعت میں عالم کی موجودگی کے باوجود متولّی کی اِمامت

سوال:... ہماری جامع مسجد میں عصر کی نماز اِمام صاحب کی غیر حاضری کے سبب غیر عالم متولّی نے پڑھائی، جبکہ اس کے علم

---

(۱) دخل المسجد من هو أولٰی بالإمامة من إمام المحلة فإمام المحلة أولٰی كذا فی القنية. (عالمگیری ج:۱ ص:۸۳، الباب الخامس فی الإمامة). أيضًا: ويكره للرجل أن يؤم الرجل فی بيته إلّا بإذنه لما روينا حديث أبی سعيد مولٰی بنی أسيد ولقول النبی صلی الله عليه وسلم لَا يؤم الرجل الرجل فی سلطانه ولَا يجلس علٰی تكرمة أخيه إلّا بإذنه .... ولأن فی التقدم عليه ازدراء به بين عشائره وأقاربه وذا لَا يليق بمكارم الأخلاق، ولو أذن له لَا بأس به لأن الكراهة كانت لحقه ...إلخ. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۵۸، كتاب الصلاة، فصل فی بيان من هو أحق بالإمامة).

(۲) الأولٰی بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة. (عالمگیری ج:۱ ص:۸۳، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثانی).

(۳) ومنها القراءة بالألحان إن غيّر المعنی وإلّا لَا. (الدر المختار ج:۱ ص:۶۳۰ طبع ایچ ایم سعید).

میں یہ بات تھی ایک عالمِ دین محلے کا باقاعدہ نمازی جماعت کی پہلی صف میں موجود ہے، کیا متولی کے لئے یہ افضل نہ تھا کہ عالمِ دین سے اِمامت کو کہتے؟

جواب:... جی ہاں! یہی افضل تھا۔[1]

فقہِ حنفی کے مطابق اِمام میں کون سی خوبیاں ہونی چاہئیں؟

سوال:... مسلکِ حنفی کے تحت اِمام صاحب میں بارہ خوبیاں ہونی چاہئیں، آپ ان سے آگاہ فرمائیں۔

جواب:... اِمام متقی پرہیزگار ہونا چاہئے، حلال و حرام کو پہچانتا ہو، کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا ہو، اور نماز کے ضروری مسائل اور صحیح تلاوت سے واقف ہو، واللہ اعلم![2]

اِعراب کی غلطی کرنے والے اِمام کی اِقتدا میں نماز

سوال:... اگر قراءت میں اِمام صاحب کوئی اِعرابی غلطی کریں اور متواتر غلطی کرتے رہیں، کیا نماز صحیح ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب:... جس اِعرابی غلطی سے قرآن کے معنی میں تبدیلی آجائے، اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اگر ایسی تبدیلی نہ آئے تو نماز دُرست ہوجائے گی۔[3]

صحیح قرآن پڑھنے والے نابینا کے ہوتے ہوئے غلط تلفظ والے کو اِمام نہ بنائیں

سوال:... مسجد اِمام صاحب جو کسی وجہ سے یا کسی کام یا دُوسرے دُور علاقے کے ہیں، وہ دس یا پانچ دن کی چھٹی پر چلے جاتے ہیں، ان کی غیرموجودگی میں ہمارے پاس دو آدمی ہیں، ایک حافظ صاحب جو کہ آنکھوں سے نابینا ہے، وہ قرآن مجید کو صحیح طریقے سے پڑھتا اور مدرسے میں بچوں کو صحیح پڑھاتا ہے اور طہارت وضو بالکل صحیح کرتا اور رکھتا ہے، لیکن آنکھوں سے نابینا ہے۔ یہ حافظ صاحب مسجد پیش اِمام کی غیرموجودگی میں اِمامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے یا نہیں؟

دُوسرا شخص بھی نماز پڑھتا ہے، لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ صاحب قرآن کے تلفظ صحیح ادا نہیں کرتا۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے

---

(۱) (والأحق بالإمامة تقديمًا الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحةً وفسادًا بشرط إجتنابه الفواحش الظاهرة (قوله تقديمًا) أي على من حضر معه ...إلخ۔ (فتاویٰ شامی ص:۵۵۷، باب الإمامة)۔

(۲) والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا، الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفسادًا بشرط إجتنابه الفواحش الظاهرة وحفظ قدر فرض .... ثم الأحسن تلاوةً وتجويدًا للقراءة ثم الأروع أي الأكثر إتقاء للشبهات، والتقوىٰ إتقاء المحرمات ...إلخ (قوله تقديمًا) أي على من حضر معه (قوله نصبًا) أي للإمام الراتب (قوله بشرط إجتنابه إلخ) .... الأعلم بالسُّنّة أولىٰ إلّا أن يطعن عليه في دينه ...إلخ۔ (درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۵۵۷، باب الإمامة)۔

(۳) إذا لحن في الإعراب لحنًا يغير المعنى بأن قرأ لَا ترفعوا أصواتكم برفع التاء لَا تفسد صلاته بالإجماع وغير المعنى تغيرًا فاحشًا بأن قرأ وعصى ادم ربه بنصب الميم ورفع الرب وما أشبه ذلك مما لو تعمد به لكفر إذا قرأ خطأ فسدت صلاته۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۱، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري)۔

کہ ان دونوں میں کس کو اِمامت کے فرائض انجام دینے چاہئیں؟

جواب:... اگر نابینا شخص صاف ستھرا ہو، قرآنِ کریم صحیح پڑھتا ہو، اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہو، تو اسی کو اِمام بنانا چاہئے۔ جو شخص غلط پڑھتا ہے، اس کو اِمام نہ بنایا جائے۔[1]

جو پرہیزگار نہ اِمامت کرے، نہ اِقتدا کرے وہ گناہگار ہے

سوال:... اگر کسی محلہ یا گاؤں میں مسجد کا پیش اِمام کسی وجہ سے نماز پڑھانے نہیں آسکا اور اس کی جگہ کوئی بزرگ نماز پڑھادیں، اور پورے گاؤں میں ایک ہی آدمی ایسا ہو جو خود بھی متقی اور پرہیزگار ہو اور وہ نہ خود اِمامت کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، تو شرعی نقطۂ نگاہ سے وہ آدمی اسلام میں کیسا ہے؟

جواب:... وہ شخص گناہگار ہے۔[2]

پابندِ شرع لیکن قراءت میں غلطیاں کرنے والے کی اِمامت

سوال:... کیا ایسے اِمام کے پیچھے نماز صحیح ہے جو بالکل صحیح طور پر شریعت کا پابند ہو، مگر وہ نماز کے دوران قراءت کی غلطیاں کرتا ہو؟

جواب:... قراءت کی بعض غلطیاں ایسی ہیں کہ ان سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، اس لئے ایسے شخص کو اِمام بنانا جائز نہیں۔[3]

غلط قراءت کرنے والے اِمام کی اِقتدا

سوال:... ہمارے گاؤں کی مسجد کے اِمام صاحب وخطیب جو گزشتہ بارہ سال سے اِمامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، جن کی دینی تعلیم کی یہ حالت ہے کہ نماز میں دورانِ قراءت ایسی غلطیاں کرتے ہیں جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ مثلاً: دورانِ قراءت زیر کی جگہ زبر، زبر کی جگہ زیر، اور زیر و زبر کی جگہ پیش واؤ کا زائد استعمال یا حروف واؤ چھوڑ جانا، شد و مد کا خیال نہ کرنا، کھڑی زبر کی جگہ صرف زبر کا پڑھنا یا تاکید لام کی جگہ منفی لام پڑھنا، وغیرہ وغیرہ، گزشتہ پانچ سال کے دوران میں نے کئی مرتبہ اِمام صاحب کو ایسی غلطیوں کی نشاندہی کرائی، لیکن وہ باز نہ آئے، اور بدستور اللہ کے کلام کے ساتھ مذاق اُڑاتے رہے ہیں، بالآخر میں نے مجبور ہوکر ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی اور گاؤں کے سینکڑوں لوگ ان کی اِقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں، اور گاؤں کے چند بااثر افراد مولوی

---

(۱) وعند كراهة إمامة الأعمٰى فى المحيط وغيره بأن لَا يكون أفضل القوم، فإن كان أفضلهم فهو أولٰى۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۶۹ وهٰكذا فى الفتاوى الشامية ج:۱ ص:۵۶۰، باب الإمامة).

(۲) قال: الجماعة سنة مؤكدة لَا يرخص لأحد التخلف عنها بغير عذر ...إلخ۔ (فتاوىٰ سراجية ص:۱۵) أيضًا ليس فى المحلة إلّا واحدًا يصلح للإمامة لَا تلزمه ولَا يأثم بتركها۔ كذا فى القنية۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۳).

(۳) إذا أتٰى بالإدغام فى موضع لم يدغمه أحد من الناس ويقبح العبارة ويخرجها عن معرفة الكلمة نحو أن يقرأ .... فسدت صلٰوته وإن أتٰى بالإدغام فى موضع لم يدغمه أحد إلّا أن المعنى لَا يتغير به ويفهم ما يفهم مع الإظهار نحو إن يقرأ ...... لَا تفسد صلٰوته۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۱، الباب الرابع، الفصل الخامس فى زلة القارى).

صاحب کی حمایت کرتے ہیں، اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم اَن پڑھ لوگ ہیں، ہماری نماز ہوجاتی ہے، حالانکہ بندہ ناچیز اس سے قبل کئی مفتیانِ عظام سے فتاویٰ حاصل کرچکا ہے، لیکن وہ لوگ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

جواب:... ایسے اِمام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، اِمام کو تبدیل کردیا جائے اور کسی صحیح پڑھنے والے کو اِمام مقرّر کیا جائے، ورنہ سب کی نمازیں غارت ہوتی رہیں گی۔

داڑھی منڈے صاحبِ علم کے ہوتے ہوئے کم علم باریش کی اِمامت

سوال:... پوری مسجد میں تمام لوگ جن میں صاحبِ علم بھی ہیں، سب داڑھی منڈے ہیں، علاوہ ایک آدمی کے، اب ایسی صورت میں اِقامت اور اِمامت کس ترتیب سے ہو، جبکہ باریش شخص کم علم ہے؟

جواب:... اگر باریش آدمی نماز پڑھاسکتے ہیں اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہیں، تو نماز انہی کو پڑھانی چاہئے، اِقامت بھی وہ خود ہی کہہ لیا کریں، داڑھی منڈے اہلِ علم نہیں، اہلِ جہل ہیں! بقول سعدیؒ:

"علمے کہ راہِ حق نہ نماید، جہالت است!"

بہ مجبوری بغیر داڑھی والے کے پیچھے نماز اکیلے پڑھنے سے بہتر ہے

سوال:... نماز کا اہتمام ایک بزرگ ٹیچر کی زیرِ نگرانی کیا جاتا ہے، جو کہ باریش ہیں، پورے اسکول میں ان کے علاوہ اور کوئی باریش ٹیچر موجود نہیں، یہی اِمامت فرماتے ہیں، لیکن جس دن وہ نہیں آتے کوئی دُوسرا ٹیچر جس کی داڑھی نہیں ہوتی اِمامت فرماتا ہے، بغیر داڑھی والے اِمام کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب:... مکروہِ تحریمی ہے،[1] لیکن اگر پوری جماعت میں کوئی بھی باشرع آدمی نہیں، تو تنہا نماز پڑھنے کے بجائے ایسے اِمام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔[2]

چھوٹی چھوٹی داڑھی کے ساتھ اِمامت

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ جہاں میں کام کرتا ہوں وہاں بسااوقات جب نماز کا وقت ہوتا ہے ہم پانچ چھ ساتھی ہوتے ہیں، کوئی بھی باشرع نہیں ہوتا، میری چھوٹی چھوٹی داڑھی ہے اور قراءت بھی ٹھیک ہے، نماز کے مسائل سے بھی واقف ہوں، ساتھی مجھے نماز پڑھانے کو کہتے ہیں تو جماعت کرلیتے ہیں، لیکن جب بھی ایک پوری داڑھی والا ہو تو میں اسے اِمامت پر مجبور کرتا ہوں، آپ یہ بتائیں

---

(۱) ڈاڑھی منڈوانا یا اتنی کترواناکہ ایک مشت سے کم رہ جائے حرام ہے، اور مرتکبِ حرام فاسق ہے والفاسق من فعل كبيرة أو أصر على صغيرة۔ (شامی ج:۴ ص:۵۳۱، طبع ایچ ایم سعید)۔ ويكره تقديم العبد ...... والفاسق لأنه لَا يهتم لأمر دينه۔ (هداية ج:۱ ص:۱۰۱)۔ وأيضًا في الشامية ج:۱ ص:۵۶۰ وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لَا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعًا ...الخ۔ (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۵۶۰، باب الإمامة)۔

(۲) فإن أمكن الصلٰوة خلف غيرهم فهو أفضل وإلّا فالإقتداء أولٰى من الإنفراد۔ (شامی ج:۱ ص:۵۵۹، باب الإمامة)۔

کہ ایسی صورت میں جبکہ مقتدیوں کی صف میں کوئی بھی پوری داڑھی والا نہ ہو، میں نماز پڑھا سکتا ہوں کہ نہیں؟

جواب:... آپ کو اگر نماز پڑھانے کا موقع ملتا ہے تو آپ کو پوری داڑھی رکھنی چاہئے، آپ کو صحیح اِمامت کا ثواب ملے گا، اور مردہ سنت کو زندہ کرنے کا ثواب بھی ہوگا، موجودہ صورت میں آپ کی اِمامت مکروہ ہے، گو تنہا پڑھنے کے بجائے اس طرح جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے۔ (۱)

تراویح پڑھانے کے لئے داڑھی رکھنے والے حافظ کی اِمامت

سوال:... اس رمضان شریف میں جو کہ اب گزر چکا ہے، اس میں ایک حافظ جو کہ غالباً ملتان سے تعلق رکھتا ہے، اس کی داڑھی سنت کے مطابق نہ تھی، یعنی کے چھوٹی تھی، اس نے کترائی تھی اور مسجد کے مولانا صاحب نے اسے کہا کہ آپ کی داڑھی چھوٹی ہے، آپ نے کیوں نہیں بڑھائی؟ اس نے جواب میں کہا کہ: میں بیمار تھا اور اس وجہ سے میری داڑھی چھوٹی ہے۔ اور کچھ دِنوں کے بعد اس نے داڑھی پھر کترا دی، پھر مولانا اس سے ناراض ہوگئے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی توہین کی ہے، اور جماعتوں کی نماز آپ کے پیچھے نہیں ہوگی۔ البتہ جماعتی سارے حافظ صاحب کی تائید کر رہے تھے اور اگلے رمضان کو بھی دعوت دی ہے۔ آپ مہربانی فرماکر ہماری رہنمائی فرمائیں، کیا جماعتیں ہوگئی ہیں یعنی کہ تراویح نماز اس حافظ کے پیچھے ہوگئی جس کی داڑھی بالکل چھوٹی تھی؟ مولانا صاحب کے منع کرنے کے بعد بھی اس نے کتروائی، کیا حافظ گناہگار ہے یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ جو جماعتی تائید کر رہے تھے، وہ بھی گناہگار ہیں؟ کیا اگلے سال وہ حافظ نماز تراویح پڑھا سکتا ہے؟

جواب:... جو حافظ داڑھی کتراتا ہو، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ مولانا صاحب نے ٹھیک فرمایا اور لوگوں کا اس حافظ کو بلانا گناہ ہے، ان کو توبہ کرنی چاہئے، ایسے حافظ کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (۲)

اگر داڑھی منڈے کی اِمامت جائز نہیں تو اِمامِ کعبہ نے ضیاء الحق سے کعبہ میں اِمامت کیوں کروائی؟

سوال:... اس اِمام کے بارے میں کیا حکم ہے جو یہ کہے کہ اس شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے جس کی داڑھی غیرشرعی ہو، اور اس کا جواز یہ پیش کرے کہ جب اِمامِ کعبہ نے ضیاء الحق صاحب سے کعبہ میں نماز پڑھوا دی تھی جن کی داڑھی نہ تھی؟

جواب:... اس اِمام کا بتایا ہوا مسئلہ غلط ہے، جس شخص کی داڑھی غیرشرعی ہو، وہ فاسق ہے، اور فاسق کی اَذان و اِمامت، حضرات فقہائے اُمت کی تصریح کے مطابق مکروہِ تحریمی ہے۔ (۳)

---

(۱) ص:۴۲۹ کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ کیجئے۔

(۲) وتجوز إمامة الأعرابي والأعمٰى والعبد وولد الزنا والفاسق كذا في الخلاصة إلّا أنها تكره۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۵، باب الإمامة)۔ ويكره تقديم العبد .... والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه۔ (فتح القدير ج:۱ ص:۲۴۷، هداية ج:۱ ص:۱۰۱)۔

(۳) ويكره أذان الفاسق۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۴)، ويكره تقديم العبد .... والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه۔ (فتح القدير ج:۱ ص:۲۴۷)، ایضاً سابقہ حوالہ جات۔

حتمی وظیفہ مقرّر نہ ہونے والے اِمام کا طرزِ عمل

سوال:... میں ایک گاؤں میں مسجد میں خادم ہوں، بچوں کو درسِ قرآن اور اِمامت کے فرائض بھی انجام دیتا ہوں، میرا کوئی حتمی وظیفہ مقرّر نہیں ہے، وہاں کے صاحبِ وسعت حضرات میری ضرورت کے تحت اِمداد کرتے ہیں۔ ہر سال ساٹھ یوم کے لئے جماعت میں جاتا ہوں، جس کا خرچہ بھی ان حضرات سے لیتا ہوں، یعنی ان کو خرچے کے لئے کہتا ہوں، وہ لوگ دیتے ہیں خوشی سے۔ اس طرح گھر کا خرچہ بھی دیتے ہیں، بہرحال کوئی مقررہ وظیفہ نہیں ہے، کیا اس طرح کا عمل میرے لئے جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... یہ طرزِ عمل آپ کے لئے جائز ہے، لیکن اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ کسی سے کچھ نہ مانگا کریں، اللہ تعالیٰ کا کام، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محض اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کیا کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ جو اِنتظام فرمادیں، اس کو قبول کرلیا کریں۔ [1]

کیا اِمام کے لئے منبر پر زکوٰۃ و عطیات اپنے لئے لینے کا سوال کرنا جائز ہے؟

سوال:... اِمام صاحب نے مسجد کمیٹی کی اجازت کے بغیر جمعہ کی نماز کے بعد اِعلان کردیا کہ وہ مسجد کے مقروض ہیں، اور وہ اور لوگوں کے بھی مقروض ہیں، اور اس وقت ان کے حالات قابلِ رحم ہیں، لہٰذا وہ درخواست کرتے ہیں کہ زکوٰۃ، عطیات اور فطرے سے ان کی مدد کی جائے، اور انہوں نے اپنے آدمی مسجد کے دروازوں پر بٹھادیئے۔ کیا اِمام صاحب کے لئے اس طرح کی اپیل کرنا جائز ہے؟

جواب:... مسجد کے اِمام کا اس قسم کا اِعلان کرنا، جو آپ نے ذکر کیا ہے، نہایت ذلت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ کسی پر بُرا وقت نہ لائے۔ میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ اِمام کا بھوکوں مرجانا، اس قسم کے ذلت آمیز سوال سے بہتر ہے۔ باقی اہلِ محلہ اور اہلِ مسجد کو اِمام کی ضروریات کا خود ہی خیال رکھنا چاہئے۔

گھروں میں جاکر فیس لے کر قرآن پڑھانے والے کی اِمامت

سوال:... آج کل عموماً مساجد کے اِمام، لوگوں کے گھروں میں جاکر قرآن مجید پڑھاتے ہیں، اور بھاری فیسیں بھی لیتے ہیں، کیا ایسے اِمام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

جواب:... اس کے ناجائز ہونے کا شبہ کیوں ہوا...؟ واللہ اعلم!

ہاتھ پر پٹی بندھی ہو جس سے وضو پورا نہ ہوسکتا ہو تو نماز کا حکم

سوال:... اگر اِمام کے ہاتھ پر پٹی بندھی ہو، جس کی وجہ سے وضو پورا نہ ہوسکتا ہو، تو اس صورت میں وہ اِمامت کراسکتے ہیں؟ نیز اِمامت کرانے کی صورت میں مقتدیوں کی نماز میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟

جواب:... اگر کسی کے زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی اُتار کر اس جگہ کو دھونا زخم کو نقصان دیتا ہو، تو حکم ہے کہ وہ اس پٹی پر مسح

---

(۱) "وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ" الآية (الطّلاق: ۳).

کرلے اور اِردگرد کی جگہ کو دھولے، پٹی پر مسح کرنا غسل (دھونے) کے قائم مقام ہے۔ اس لئے ایسا شخص جس نے پٹی پر مسح کیا ہو، اِمام بن سکتا ہے، اس کی اِقتدا کرنے والوں کی نماز صحیح ہے۔[1]

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے والے کی اِمامت

سوال:... ایک شخص جب نماز پڑھتا ہے تو قیام کی حالت میں بجائے سجدے کی جگہ نگاہ رکھنے کے اِدھر اُدھر دیکھتا ہے، اگر وہ جماعت کرواتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ جماعت میں بھی اِدھر اُدھر دیکھتا ہو، کیا ایسے شخص کی اِمامت میں نماز پڑھنا دُرست ہے؟

جواب:... اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ ہے۔[2]

اسلام کے بارے میں تھوڑی سی معلومات رکھنے والے شخص کی اِمامت

سوال:... کوئی ایسا شخص جو انگریزی تو بہت پڑھا لکھا ہے، مگر دِینِ اسلام کے بارے میں اتنی معلومات نہیں رکھتا ہے، کیا وہ کبھی کبھی اِمامت کرسکتا ہے؟ کیا ایسی صورت میں اسے گناہ تو نہیں ملے گا؟

جواب:... اگر شرع شریف کا پابند ہے، نماز کے ضروری مسائل جانتا ہے، اور قرآن مجید بقدرِ ضرورت جانتا ہو، تو اِمامت کرسکتا ہے۔[3]

پنج وقتہ نمازوں کی اُجرت لینے والے کی اِقتدا

سوال:... میرے کزن کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ پانچ وقت کا نمازی ہے اور باجماعت نماز ادا کرتا ہے، لیکن آج کل سوائے چند ایک مولوی کے سب باقاعدہ اُجرت لیتے ہیں، ان کے محلے کے اِمام بھی اُجرت، تنخواہ کی صورت میں لیتے ہیں، اور تراویح کی اُجرت پہلے سے طے کرتے ہیں، اسے ایک مسجد کا علم ہے جہاں کے اِمام کچھ نہیں مانگتے، ہاں! اگر کوئی خوشی سے دے تو لے لیتے ہیں، لیکن وہ مسجد بہت دُور دُوسرے علاقے میں ہے، وہ سروس بھی کرتا ہے، اس لئے وہ وہاں جاکر نماز ادا نہیں کرسکتا، اب آپ بتائیں کہ اسے شریعت کی رُو سے نمازِ تراویح کہاں پڑھنی چاہئے، اپنے محلے کی مسجد میں یا گھر میں؟

جواب:... تراویح کی اُجرت جائز نہیں، اس کے بجائے الم ترکیف کے ساتھ تراویح پڑھی جائے،[4] پنج گانہ نماز کی اِمامت

---

(۱) ویجوز المسح علی الجبائر وان شدها علٰی غیر وضوء ... إلخ. (الجوهرة النيرة ص:۲۸، مطبع مجتبائی دهلی)، ويجوز إقتداء الغاسل بماسح الخف وبالماسح على الجبيرة. (عالمگيری ج:۱ ص:۸۴، باب الإمامة، الفصل الثالث).

(۲) ويكره أن يلتفت بوجهه يمينًا وشمالًا ... إلخ. (حلبی كبير ص:۳۵۱).

(۳) والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه الفواحش الظاهرة وحفظ قدر فرض ...... ثم الأحسن تلاوةً وتجويدًا للقراءة ... إلخ. (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۵۵۷، باب الإمامة).

(۴) قال العينی وشرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا، والآخذ والمعطی آثمان. (شامی ج:۶ ص:۵۶).

کی اُجرت کو متأخرین نے جائز رکھا ہے، اس لئے جماعت ترک نہ کی جائے، اور اپنی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔[1]

اِمام کی اجازت کے بغیر اِمامت کروانا

سوال:... ایک شخص نے تیرہ سال اِمام کے فرائض سرانجام دیئے، اور بعد میں اس نے اِمامت سے استعفیٰ دے دیا اور محلہ والوں نے اور اِمام مقرّر کیا، کچھ عرصے کے بعد اس نے بھی استعفیٰ دے دیا اور پھر محلہ والوں نے ایک اِمام مقرّر کیا، اور اب پہلا اِمام جس نے تیرہ سال اِمامت کی وہ آکر موجودہ اِمام کی موجودگی میں بلااجازت مصلے پر کھڑے ہوکر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... اب جبکہ وہ اِمام نہیں، تو اِمام کی اجازت کے بغیر اس کا نماز پڑھانا جائز نہیں۔[2]

کیا اِمام صرف عورتوں اور بچوں کی اِمامت کرسکتا ہے؟

سوال:... کیا اِمام صرف عورتوں اور بچوں کی اِمامت کراسکتا ہے؟ اِمام کے علاوہ کوئی بالغ مرد نہیں۔

جواب:... اگر بالغ مرد نہ ہوں تو بچوں اور عورتوں کے ساتھ بھی جماعت ہوسکتی ہے، اِمام کے پیچھے بچوں کی صف ہونی چاہئے، ان کے بعد عورتوں کی۔ اور اگر بچہ ایک ہو تو وہ اِمام کے دائیں جانب کھڑا ہوجائے اور عورت خواہ ایک ہو، وہ پچھلی صف میں کھڑی ہو۔[3]

کیا ایک اِمام دو مسجدوں میں اِمامت کرسکتا ہے؟

سوال:... ہمارے ایک دیہات میں دو مسجدیں کچھ فاصلے پر موجود ہیں، اور دونوں مسجدوں میں کافی نمازی ہوتے ہیں، لیکن اس پوری بستی کے اندر اِمام بننے کے لائق صرف اور صرف ایک آدمی ہے، کیا ایک ہی نماز مختلف اوقات میں دونوں مسجدوں میں وہی ایک اِمام نماز پڑھا سکتا ہے؟ کوئی گنجائش شریعت میں موجود ہے یا نہیں؟

جواب:... ایک شخص دو مرتبہ اِمامت نہیں کراسکتا، کیونکہ اس کی پہلی نماز فرض ہوگی اور دُوسری نفل، فرض پڑھنے والوں کی اِقتدا نفل والے کے پیچھے صحیح نہیں۔[4]

---

(۱) لأن ما أجازوه في محل الضرورة كالإستئجار لتعليم القرآن أو الفقه أو الأذان أو الإمامة خشية التعطيل لقلة رغبة الناس في الخير. (شامي ج:۶ ص:۶۹۱، وأيضًا ج:۶ ص:۵۵، ۵۶، كتاب الإجارة).

(۲) وأما الإمام الراتب فهو أحق من غيره وإن كان غيره أفقه منه. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۶۸)، صاحب البيت أولى بالإمامة من غيره. (فتاوىٰ سراجية ص:۱۶).

(۳) وأطلق في الواحد فشمل البالغ والصبي واحترز به عن المرأة فإنها لا تكون إلّا خلفه فلو كان معه رجل وامرأة فإنه يقيم الرجل عن يمينه والمرأة خلفها ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۷۴). وإن كان معه رجل وامرأة أقام الرجل عن يمينه والمرأة خلفه ...إلخ. (عالمگيری ج:۱ ص:۸۸، الفصل الخامس، الباب الخامس في الإمامة).

(۴) ولَا يصلي المفترض خلف المتنفل لأن الإقتداء بناء ووصف الفرضية معدوم في حق الإمام فلا يتحقق البناء على المعدوم. (هداية ج:۱ ص:۱۲۷، باب الإمامة).

فرض اکیلے ادا کرنے والا کیا جماعت کے ثواب کے لئے اِمامت کرسکتا ہے؟

سوال:... ایک آدمی جس نے فرض نماز پڑھ لی ہو، کیا وہ بعد میں آنے والے دُوسرے آدمی کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کی خاطر اِمامت کرسکتا ہے؟

جواب:... جو شخص نمازِ فرض اَدا کرچکا ہو، وہ اس نماز میں کسی دُوسرے کا اِمام نہیں بن سکتا۔ (۱)

دورانِ نماز اِمام کا وضو ٹوٹ گیا تو اُسے چاہئے کہ کسی کو خلیفہ بناکر اِشارے سے بقیہ نماز بتادے

سوال:... جماعت میں اِمام کا وضو جاتا رہا، اور اِمام کی جگہ دُوسرا کوئی نہیں، آیا اب نمازی بقیہ نماز کس طرح ادا کریں گے؟ اور کیا یہ نماز مکمل ہوگی؟ دُوسرے یہ کہ اِمام جاتے وقت اگلی صف میں کسی کو اپنی جگہ کھڑا کرگیا تو یہ دُوسرا اِمام نماز شروع سے پڑھائے گا یا جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہاں سے پڑھائے گا؟ اور سری نماز میں کیا پتا کہ سورۃ بھی پڑھ لی تھی یا نہیں؟ اور کیا اِمام کے چلے جانے سے جماعت کا ثواب ہوگا کہ نہیں؟ یا دوبارہ جماعت کرنا ہوگی؟ واضح اور مفصل جواب سے نوازیں۔

جواب:... اِمام کو اپنی جگہ کسی کو خلیفہ بنانا چاہئے، اگر نہ بنائے تو مقتدیوں میں سے کسی کو آگے بڑھ کر خود خلیفہ بن جانا چاہئے، اگر اِمام خلیفہ بنائے بغیر مسجد سے نکل گیا، اور اس کی جگہ کوئی دُوسرا نہیں آیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی۔ (۲)

اصل اِمام نے جہاں سے نماز چھوڑی، خلیفہ کو چاہئے کہ وہیں سے آگے شروع کردے۔ اگر اِمام کے ذمہ قراءت باقی تھی تو خلیفہ کو اس کا اِشارہ کردے، مثلاً زبان کی طرف اشارہ کردے، جس کے معنی یہ ہوں گے کہ قراءت باقی ہے، اور اگر قراءت کرچکا ہو تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اِشارہ کردے کہ رُکوع باقی ہے۔ (۳)

اگر صرف ایک مرد اور ایک عورت مقتدی ہو تو عورت کہاں کھڑی ہو؟

سوال:... تین افراد جن میں ایک عورت شامل ہے، باجماعت نماز ادا کرنا چاہتے ہیں، ایک مرد تو اِمام بنادیا جائے تو پیچھے ایک مرد رہ جاتا ہے، اب عورت کو پیچھے والے مقتدی کی کس جانب اور کتنے فاصلے سے اور کس طرح کھڑا ہونا ہوگا کہ تینوں باجماعت نماز ادا کرسکیں؟

جواب:... جو مرد مقتدی ہے، وہ اِمام کی داہنی جانب (ذرا سا پیچھے ہٹ کر) برابر کھڑا ہوجائے، عورت پچھلی صف میں اکیلی کھڑی ہو۔ (۴)

---

(۱) لأن الفرض لَا یتکرر۔ (شامی ج:۲ ص:۱۴)، ولَا یصلی المفترض خلف المتنفل، لأن الْإقتداء بناء ووصف الفرضیة معدوم فی حق الْإمام فلا یتحقق البناء علی المعدوم۔ (ھدایة ج:۱ ص:۱۲۷، باب الْإمامة)۔

(۲) وله أن یستخلف ما لم یجاوز الصفوف فی الصحراء وفی المسجد ما لم یخرج عنه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۹۵)۔

(۳) ولو تقدم یبتدئ من حیث انتھٰی إلیه الْإمام .... ولو ترک رکوعًا یشیر بوضع یده علٰی رکبته أو سجودًا یشیر بوضعھا علٰی جبھته أو قراءة یشیر بوضعھا علٰی فمه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۹۶)۔

(۴) فلو کان معه رجل وامرأة فإنه یقیم الرجل عن یمینه والمرأة خلفھا۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۷۴)۔

اِمام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

سوال:... آج کل تقریباً سبھی مسجدوں میں اِمام صاحب کے مصلے کے لئے محراب بنائے جاتے ہیں، اِمام صاحب کا مصلیٰ محراب میں کہاں ہونا چاہئے؟

جواب:... مسجد کی محراب تو قبلہ کی شناخت کے لئے ہوتی ہے، اِمام کا مصلیٰ محراب سے ذرا باہر ہونا چاہئے تاکہ اِمام جب کھڑا ہو تو اس کے پاؤں محراب سے باہر ہوں، اِمام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔[1]

اِمام اُوپر والی منزل سے بھی اِمامت کرسکتا ہے

سوال:... اگر مسجد میں ایک سے زائد منزل ہوں تو کیا اِمام اُوپر والی منزل سے اِمامت کرسکتے ہیں یا نچلی منزل میں اِمامت کرنا ہی ضروری ہے؟

جواب:... اُوپر کی منزل میں بھی اِمامت کرسکتے ہیں، لیکن بہتر، مناسب اور متوارث یہ ہے کہ اِمام نچلی منزل میں رہے۔[2]

ایئرکنڈیشنڈ مسجد اور اِمام کی اِقتدا

سوال:... اگر مسجد میں ایئرکنڈیشنڈ نصب کردیا جائے اور مسجد کی صورتِ حال کچھ اس طرح ہے کہ جب مسجد بھر جاتی ہے تو لوگ برآمدے میں نماز ادا کرتے ہیں، اور ایئرکنڈیشنر کے لئے ضروری ہے کہ مسجد کے دروازے بند رکھے جائیں، نیز اگر یہ صورتِ حال ہو کہ مسجد کے دروازے شیشے کے رکھے جائیں جس سے اندر کے نمازی دِکھائی دیں تو کیسا رہے گا؟

جواب:... اگر دروازے بند ہوں لیکن باہر والوں کو اِمام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے تو اِقتدا دُرست ہے، اسی طرح اگر دروازے شیشے کے لگادیئے جائیں تو بھی اِقتدا دُرست ہے، جب اِمام کی تکبیرات کی آواز مقتدیوں تک پہنچ سکے۔[3]

اَذان اور تکبیر کہنے والے کی اِمامت دُرست ہے

سوال:... جو شخص اَذان و تکبیر کہے اگر وہی جماعت کرادے تو آیا نماز دُرست ہے کہ نہیں؟

---

(۱) (وقیام الإمام فی المحراب لَا سجوده فیه) وقدماه خارجه، لأن العبرة للقدم (مطلقا) .... قلت أی لأن المحراب انما بنی علامة لمحل قیام الإمام لیکون قیامه وسط الصف کما هو السنة لَا لأن یقوم فی داخله فهو لأن کان من بقاع المسجد لٰکن أشبه مکانًا آخر فاورث الکراهة۔ (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۶۴۵، ۶۴۶، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة)۔

(۲) وکره .... وانفراد الإمام علی الدکان للنهی وقدر الإرتفاع بذراع ولَا بأس بما دونه، وقیل ما یقع به الإمتیاز وهو الأوجه ذکره الکمال وغیره (قوله للنهی) وهو ما أخرجه الحکم أنه صلی الله علیه وسلم نهی أن یقوم الإمام فوق ویبقی الناس خلفه وعللوه بأنه تشبه بأهل الکتاب ...إلخ۔ (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۶۴۶، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها)۔

(۳) وإن کان الباب مسدودًا والکوة صغیرة لَا یمکن النفوذ منها أو مشبکة فإن کان لَا یشتبه علیه حال الإمام برؤیة أو سماع لَا یمنع علٰی ما اختاره شمس الأئمة الحلوانی قال فی المحیط وهو الصحیح وکذا اختاره قاضیخان وغیره۔ (حلبی کبیر ص:۵۲۴)۔

جواب:... دُرست ہے![1]

پندرہ سالہ لڑکے کی اِمامت

سوال:... میری عمر ساڑھے پندرہ سال ہے، (میری قراءت، مشق، تجوید اچھی ہے)، اِمام صاحب کی غیرموجودگی میں ایک صاحب قراءت بالکل غلط کرتے ہوئے نماز پڑھاتے ہیں، میں اس وجہ سے نماز نہیں پڑھاتا کہ آیا میرے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... یہاں دو مسئلے ہیں:

۱:... پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ ہے، اور اس کی اِمامت صحیح ہے، خواہ اس کی داڑھی نہ آئی ہو۔[2]

۲:... ایک ایسے شخص کی موجودگی میں، جو قراءت صحیح کرسکتا ہے، کوئی ایسا شخص نماز پڑھائے جو بالکل غلط قراءت کرتا ہے تو پوری جماعت میں کسی کی نماز بھی نہیں ہوگی۔[3]

اس لئے آپ کو نماز پڑھانی چاہئے، اور آپ کی موجودگی میں غلط پڑھنے والا اِمام بنے گا تو سب کی نماز غارت ہوگی۔

بالغ آدمی کی اگر داڑھی نہ نکلی ہو تو بھی اس کی اِمامت صحیح ہے

سوال:... اِمامت کے لئے ایک مشت داڑھی ضروری ہے، لیکن جس شخص کی قدرتی داڑھی نہ ہو، اس کی اِمامت کیسی ہے؟ یا اگر بالغ ہے لیکن داڑھی ابھی تک نہیں آئی، اس کی کیا صورت ہے؟

جواب:... اگر عمر کے لحاظ سے بالغ ہے اور ابھی داڑھی نہیں نکلی، اس کی اِمامت صحیح ہے، اسی طرح جس شخص کی قدرتی داڑھی نہ ہو، اس کی اِمامت بھی صحیح ہے۔[4]

بالغ لڑکا جس کی ابھی داڑھی نہ آئی ہو، اُسے اِمام بنانا کیسا ہے؟

سوال:... آپ کی کتاب ”آپ کے مسائل اور اُن کا حل“ میں درج ہے کہ ایسا لڑکا جو پندرہ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہو اور بالغ ہوچکا ہو، لیکن ابھی تک اس کی داڑھی ظاہر نہ ہوئی ہو، اِمام کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔ میں نے یہاں کے ایک عالم سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ایسے وقت جبکہ کوئی دُوسرا آدمی نماز پڑھانے والا نہ ہو، تب ایسا لڑکا نماز پڑھا سکتا ہے، لیکن مستقل اِمامت مکروہ ہے، آپ صحیح مسئلے کی طرف رہنمائی فرمائیں۔

جواب:... آپ کے مولوی صاحب نے مسئلہ صحیح بتایا ہے، پندرہ سال کی عمر ہوجانے کے بعد لڑکا بالغ شمار کیا جائے گا، اور

---

(۱) وجاء أنس بن مالک إلى مسجد قد صُلِّيَ فيه فأذّن وأقام وصلّى جماعة. (صحيح البخارى ج:۱ ص:۸۹ باب فضل صلٰوة الجماعة).

(۲) (فإن لم يوجد فيهما) شيء (فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى). (درمختار مع الشامي ج:۶ ص:۱۵۳).

(۳) إذا أمّ أُمّيّ أُمّيًا وقارئًا فصلاة الجميع فاسدة عند أبي حنيفة ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۸۵)، أيضًا إمامة الأُمّي بقوم اى جائزة ولو كان خلفه قارى فصلٰوة الكل فاسدة. (فتاوىٰ سراجية ص:۱۵).

(۴) (ایضاً حاشیہ نمبر ۲ و) فالذكر البالغ تصح إمامته للكل ...إلخ. (درمختار مع الشامي ج:۱ ص:۵۷۷).

اس کا اِمامت کرانا صحیح ہے، لیکن اگر دُوسرے آدمی جماعت کرانے والے موجود ہوں تو ان کو اِمام بنانا چاہئے۔

بریلوی اِمام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال:... ہم پٹھان لوگ ہیں، ایک بات دِین اور شریعت سے متعلق ذہن میں بیٹھ جائے، پھر اس پر عمل ہر صورت میں کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ کیا بریلوی اِمام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے؟ اور اگر نماز پڑھی جائے تو کیا وہ نماز ہوجائے گی؟ علاوہ ازیں کیا بریلویوں کی مسجد میں تنہا نماز پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے؟ یعنی جماعت ہوچکنے کے بعد جاکر تنہا نماز پڑھی جائے تو؟

جواب:... اہلِ بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور اگر غالی نہ ہو تو تنہا پڑھنے سے بہتر ہے، اور اس سے بہتر یہ ہے کہ جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے... جبکہ صحیح العقیدہ اِمام میسر نہ ہو... اس کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے، اور اس کو لوٹا لیا جائے۔ البتہ اگر بدعت میں غلو کرنے والا ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، اکیلا پڑھے، ان کی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے۔[1]

بریلویوں کی مساجد میں اُن کے ائمہ کے پیچھے نماز اَدا کرنا

سوال:... ہم جب تبلیغ میں جاتے ہیں تو بعض اوقات بریلویوں کی مساجد میں تشکیل ہوجاتی ہے، اِمام کا عقیدہ ہمیں معلوم نہیں ہوتا، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب:... اگر اِمام کا عقیدہ معلوم نہ ہو، یا اِمام کے عقیدے کے بارے میں اِشتباہ ہو تو اپنی نماز دُہرالینی چاہئے۔ واللہ اعلم![2]

قائلینِ عدمِ سماعِ موتیٰ کی اِقتدا میں نماز اَدا کرنا

سوال:... قائلین عدم سماعِ موتیٰ علمائے کرام وقراء حضرات کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا کہ نہیں؟

جواب:... سماعِ موتیٰ مختلف فیہ ہے، اس لئے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا، اگرچہ میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ سماعِ موتیٰ فی الجملہ برحق ہے، والسلام۔

غیرمقلد کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال:... مقلد کی غیرمقلد کے پیچھے اِقتدا ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیا پھر رفع یدین بھی کرنا ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) إن كان هوى لَا يكفره به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلّا فلا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۴)۔

(۲) ويكره تقديم المبتدع ايضًا .... وانما يجوز الإقتداء به مع الكراهة إذا لم يكن ما يعتقده يؤدى إلى الكفر عند أهل السُّنّة، أما لو كان مؤديا إلى الكفر فلا يجوز أصلًا۔ (حلبی کبیر ص:۵۱۴)، وكذا كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها۔ وفي الشامية: بل قال في فتح القدير والحق التفصيل بين كون تلك الكراهة كراهة تحريم فتجب الإعادة أو تنزيه فتستحب ...إلخ۔ (شامی ج:۱ ص:۴۵۷)۔

جواب:... غیرمقلد اگر خوش عقیدہ ہو، یعنی ائمہ سلف کو بُرا بھلا نہ کہتا ہو اور مسائل میں مقتدیوں کے مذہب کی رعایت کرتا ہو، تو نماز اس کے پیچھے جائز ہے، رفع یدین میں مقلد اپنے اِمام کے مسلک کے مطابق عمل کرے۔ (۱)

شیعہ اِمام کی اِقتدا میں نماز

سوال:... اگر شیعہ اِمام ہو اور پیچھے مقتدی سنی ہوں، تو کیا سنی کی نماز ہوجائے گی؟

جواب:... شیعہ امامیہ کے عقائد کفریہ ہیں، اس لئے شیعہ امام کی اقتدا میں نماز جائز نہیں۔ (۲)

گناہوں سے توبہ کرنے والے کی اِمامت

سوال:... عبداللہ ماضی میں کبیرہ گناہوں کا مرتکب رہا، اب توبہ کرکے نمازی بن گیا ہے، نماز کے مسائل بھی سیکھے ہیں، تبلیغی جماعت میں وقت بھی لگایا ہے، لوگ اس کے ماضی کو نہیں جانتے، اس کو نیک سمجھتے ہیں، اگر لوگ فرض نماز کی اِمامت کے لئے اس کو کہیں تو کیا وہ اِمامت کرادیا کرے یا نہیں؟

جواب:... توبہ کے بعد اِمامت کراسکتا ہے، کیونکہ توبہ کی صورت میں پچھلے تمام گناہ ایسے معاف ہوجاتے ہیں جیسے کئے ہی نہیں گئے تھے۔ (۳)

میّت کو غسل دینے والے کی اِقتدا

سوال:... غاسل المیت کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے جو کہ اَحکاماتِ شریعت کو بھی نظرانداز کردیتا ہے؟

جواب:... میت کو غسل دینا تو عبادت ہے، (۴) اگر اور کوئی وجہ نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز بلاشبہ جائز ہے۔

نابینا عالم کی اِقتدا میں نماز صحیح ہے

سوال:... آنکھوں سے معذور (اندھے) اِمام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، حالانکہ ہمارے اِمام صاحب ایک بڑے عالم ہیں، لیکن آنکھوں سے معذور ہیں، تو کیا میں ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں، اور اگر نہیں تو کیا صرف جمعہ کی نماز پڑھ سکتا ہوں؟

---

(۱) إقتداء الحنفي بالشافعي يجوز إذا لم يكن متعصبًا ...... ويحتاط في مواضع الخلاف يعني لَا يصلي الوتر ركعة ...إلخ. (فتاوىٰ سراجية ص:۱۵، وأيضًا هندية ج:۱ ص:۸۴).

(۲) الصلٰوة خلف الرافضي الغالي وهو الذي ينكر خلافة أبي بكر رضي الله عنه .... لَا تجوز ...إلخ. (فتاوىٰ سراجية ص:۱۵، وأيضًا عالمگيري ج:۱ ص:۸۴).

(۳) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لَا ذنب له. رواه ابن ماجة. (مشكوٰة ص:۲۰۶، باب الإستغفار والتوبة).

(۴) عن الحسن عن عتّي عن أبي عن النبي صلى الله عليه وسلم .... قالوا: يا بني آدم! هٰذه سُنّتكم في موتاكم فكذاكم فافعلوا. (المستدرك حاكم ج:۱ ص:۳۴۵، كتاب الجنائز، طبع دار الفكر). أيضًا: وهو واجب على الأحياء بالإجماع. (العناية على فتح القدير ج:۱ ص:۴۴۷، باب الجنائز، طبع دار صادر، بيروت).

جواب:... نابینا اِمام کے پیچھے نماز اس صورت میں مکروہ ہے جبکہ وہ پاکی پلیدی میں احتیاط نہ کرسکتا ہو، ورنہ بلاکراہت صحیح ہے، جمعہ کا اور پنج گانہ نمازوں کا ایک ہی حکم ہے۔[۱]

نابینا دُوسرے سے زیادہ علم رکھتا ہو تو اِمامت دُرست ہے

سوال:... کیا نابینا اِمامت کراسکتا ہے؟

جواب:... پاک صاف ہو اور دُوسروں سے زیادہ علم رکھتا ہو تو اس کی اِمامت صحیح ہے، ورنہ مکروہ ہے۔[۲]

مقتدی ناراض ہوں تو نابینا شخص کی اِمامت مکروہ ہے

سوال:... نابینا کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے جبکہ اس کو اپنی پاکی حاصل کرنے میں تکلیف ہوتی ہے، اور وہ دُوسروں کا محتاج ہوتا ہے، اور اس نابینا کے ہوتے ہوئے دُوسرے نماز پڑھانے کے لئے موجود ہوتے ہیں، اور مقتدی حضرات اس نابینا سے کچھ ناراض ہیں، جس کی وجہ سے وہ مسجد میں نماز پڑھنا گوارا نہیں کرتے۔

جواب:... نابینا شخص اگر صاف ستھرا ہو اور دُوسروں سے زیادہ عالم ہو، تو اس کی اِمامت بلاکراہت صحیح ہے، ورنہ مکروہ ہے۔[۳] جب اس نابینا سے مقتدی ناخوش ہیں تو اس کو اِمام بنانا مکروہ ہے۔[۴]

اُنگلیوں سے محروم شخص کی اِمامت

سوال:... ہمارے علاقے میں ایک صاحب ہیں، جن کی ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران بائیں ہاتھ کی دو اُنگلیاں شہید ہوگئی ہیں، ان کے پاس ظاہری و باطنی دونوں علم موجود ہے، آیا پوچھنا یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر ان صاحب کے اندر اِمامت کی دُوسری شرائط پائی جاتی ہیں، یعنی بقدرِ ضرورت مسائل سے واقف ہے، صورت و سیرت کے لحاظ سے سنتِ نبوی کا پابند ہے، فسق و فجور سے پرہیز کرتا ہے، متقی اور پرہیزگار ہے، داڑھی شریعت کے مطابق ہے، تو دو اُنگلیوں کا شہید ہوجانا اِمامت سے مانع نہیں۔[۵]

---

(۱) (تبع ذلک صاحب البحر حیث قال) وقید کراهة إمامة الأعمٰی فی المحیط وغیره بأن لَا یکون أفضل القوم فإن کان أفضلهم فهو أولٰی ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۵۶۰، البحر الرائق ج:۱ ص:۳۶۹).

(۲) وقید کراهة إمامة الأعمٰی فی المحیط وغیره بأن لَا یکون أفضل القوم، فإن کان أفضلهم فهو أولٰی. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۶۹، کتاب الصلاة، باب الإمامة، طبع دار المعرفة، بیروت).

(۳) وقید کراهة إمامة الأعمٰی فی المحیط وغیره بأن لَا یکون أفضل القوم، فإن کان أفضلهم فهو أولٰی. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۶۹، کتاب الصلاة، باب الإمامة، طبع دار المعرفة، بیروت).

(۴) ولو أمّ قومًا وهم له کارهون إن الکراهة لفساد فیه أو لأنهم أحق بالإمامة منه کره له ذالک تحریمًا لحدیث أبی داوٗد لَا یقبل الله صلوٰة من تقدم قومًا وهم له کارهون، وإن هو أحق لَا، والکراهة علیهم. (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۵۵۹).

(۵) وأولی الناس بالإمامة أعلمهم بالسُّنّة أی بما یصلح الصلاة ویفسدها والمراد بالسُّنّة هنا الشریعة فإن تساووا فأقرؤهم لکتاب الله تعالٰی ...إلخ. (الجوهرة النیرة ج:۱ ص:۵۸).

معذور شخص کو اِمام بنانا، نیز غیر مستند کو اِمام بنانا

سوال:... انگلینڈ میں ایک رُجحان زیادہ ہوگیا ہے کہ مستند اِمام نہیں ہوتا، بس شرط پوری کرنے کے لئے کسی نہ کسی کو آگے پیش اِمام بنادیا جاتا ہے، یا اِنتظامیہ مساجد اپنی سہولت اور بچت کے لئے نااہل لوگوں کو اِمام مقرّر کردیتی ہے، جبکہ حدیث شریف ہے اِمام مسلمانوں کے سفیر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ لہٰذا ہر محاذ سے اسلامی تعلیم یافتہ مستند اِمام ہونا ضروری ہے، اس پس منظر میں سوال کا شرعاً جواب اپنے کالم میں دیجئے، تاکہ سب کا بھلا ہو۔

کیا معذور یعنی ایک کان یا ایک آنکھ یا ایک ہاتھ یا ایک ٹانگ یا جسم کا کوئی بھی عضو نہ ہو، یا اِسلامی تعلیمات اعلیٰ تعلیم نہ ہو، بس اُردو لکھ اور پڑھ لینے والا، یا قرآن غلط پڑھنے والا مسلمانوں کا اِمام مقرّر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مقرّر کرنے والوں کے لئے شرعاً کیا سزا ہے؟

جواب:... آنکھ، کان، ہاتھ اور ٹانگ سے معذور آدمی میں اِمامت کی شرائط موجود ہوں تو اس کو اِمام بنایا جاسکتا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اِمام ہر اِعتبار سے کامل ہو۔[1] اسی طرح اگر کوئی شخص عالم اور قاری نہیں ہے تو عالم اور قاری کی موجودگی میں اس کو اِمام نہ بنایا جائے۔[2] لیکن اگر کوئی عالم اور قاری نہ ملے تو ایسے شخص کو اِمام بنایا جاسکتا ہے جو اگرچہ ماہر قاری نہ ہو، مگر اس کے حروف اور تلفظ کی ادائیگی دُرست ہو۔ مسجد کمیٹی کو اِمامت کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے اِمام کا تقرّر کرنا چاہئے، اور نمازی حضرات کو چاہئے کہ اپنی نماز پڑھیں، خواہ مخواہ نہ اُلجھیں، ان کی نماز بہرحال ہوجائے گی، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نیک و فاجر کے پیچھے نماز پڑھو، بشرطیکہ اِمام بدعقیدہ نہ ہو۔[3] لیکن اگر اچھے عالم اور قاری کا اِنتظام ہوسکتا ہے تو کمیٹی کو بھی اپنی من پسند کے جاہل اور غیر قاری اِمام پر اِصرار نہیں کرنا چاہئے۔

لنگڑے لولے کی اِمامت

سوال:... کیا لنگڑے لولے آدمی کو اِمامت کرنی چاہئے، جبکہ غیر معذور اَفراد موجود ہوں؟

جواب:... اگر اَدائے اَرکان میں خلل واقع نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔[4]

معذور اِمام کی اِقتدا کرنا

سوال:... اگر کوئی اِمام صاحب عمر کے تقاضے کی وجہ سے بوجہ مجبوری (معذوری) دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں سیدھا

---

(۱) ثم الأحسن خلقًا بالضم ألفة بالناس ثم الأحسن وجهًا ... إلخ۔ وفي الشرح: قال في البدائع لَا حاجة إلى التكلف بل يبقى علٰى ظاهره لأنه صباحة الوجه سبب لكثرة الجماعة كما في البحر۔ (شامي ج:۱ ص:۵۵۷)۔

(۲) الأولٰى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۳)۔

(۳) قال صلى الله عليه وسلم: صلّوا خلف كل بر وفاجر۔ رواه مكحول عن أبي هريرة رضي الله عنه وأخرجه الدارقطني۔ (شرح عقيدة الطحاوية ص:۴۲۱)۔

(۴) وكذالك أعرج يقدم ببعض قدمه فالإقتداء بغيره أولٰى، تاترخانية۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۵۶۲ مطلب في إمامة الأمرد)۔

نہیں بیٹھ سکتے جس میں ترکِ واجب لازم آتا ہو، نیز قعدہ میں اسی عذر کی بنا پر اپنے دونوں پیروں کو بچھا کر بیٹھ جاتے ہوں تو ان کے پیچھے اِقتدا کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟ کیا دُوسرے قابل عالم اور قاری کے ہوتے ہوئے ان کی اِقتدا صحیح ہوگی؟ جبکہ مذکورہ اِمام صاحب عرصہ ۲۵، ۳۰ سال سے کسی مسجد میں اِمام ہوں، مقتدیوں کی بڑی تعداد اِمام صاحب کے پرانے ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز ادا کرنے میں کوئی اعتراض نہیں کرتی، ماسوائے چند اہلِ علم حضرات کے، کیا اس صورتِ حال کی ذمہ داری مسجد کی انتظامیہ پر بھی عائد ہوتی ہے؟

جواب:... جبکہ وہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھ نہیں سکتے، ان کے بجائے کسی اور کو اِمام مقرّر کرنا ضروری ہے، ورنہ سب کی نمازیں غارت ہوں گی،[1] اِمام صاحب اگر پرانے ہیں تو اہلِ محلہ کو چاہئے کہ ان کی خدمت واعانت کرتے رہیں۔

مسافر اِمام کی اِقتدا

سوال:... نمازِ قصر کس طرح پڑھی جاتی ہے؟ چند دن پہلے ایک صاحب ہمارے پاس ایک رات کے لئے آئے، عشاء کی نماز میں ہم نے انہیں اِمام بنایا کہ آپ ہمارے اِمام بنیں، سوانہوں نے نماز پڑھانے سے پہلے مطلع کیا کہ چونکہ میں مسافر ہوں، اس لئے دو رکعات فرض پڑھوں گا اور آپ کو بھی پڑھاؤں گا، باقی کی دو رکعات بجائے آپ سلام پھیرنے کے مزید آگے بذاتِ خود پڑھیں، اس کے بعد اِمام صاحب نے باقی سنتیں، وتر نفل پورے پڑھے، جاننا یہ چاہتا ہوں کہ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

جواب:... اِمام اگر مسافر ہو تو وہ نمازِ قصر پڑھے گا، اور اس کے پیچھے جو لوگ مقیم ہیں وہ اپنی باقی دو رکعتیں پوری کرلیں گے، ان صاحب نے صحیح مسئلہ بتایا۔ اور اگر اِمام مقیم ہو اور مقتدی مسافر ہو تو وہ اِمام کے ساتھ پوری نماز پڑھے گا، لیکن چار رکعت قضا والی نماز میں مسافر کا مقیم کی اِقتدا کرنا صحیح نہیں۔[2]

غیرشادی شدہ اِمام کی اِقتدا

سوال:... غیرشادی شدہ کے پیچھے نماز پڑھنا دُرست ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کس صورت میں؟ اور اگر نہیں دُرست تو کس صورت میں؟ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ غیرشادی شدہ کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی، اور ایسے کو اِمام مقرّر کرنا دُرست نہیں۔

جواب:... غیرشادی شدہ اگر نیک پارسا ہو تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، اور اس کو اِمام مقرّر کرنا بھی صحیح ہے۔[3]

---

(۱) وبناء .... الکامل علی الناقص لَا یجوز، لأن الضعیف لَا یصلح أساسًا للقوی ...إلخ. (الإختیار لتعلیل المختار ج:۱ ص:۶۰).

(۲) وان اقتدی المسافر بالمقیم فی الوقت أتم أربعًا لأنه یتغیر فرضه إلٰی أربع للتبعیة .... وان دخل معه فی فائتة لم تجزه لأنه لَا یتغیر بعد الوقت لإنقضاء السبب .... وان صلی المسافر بالمقیمین رکعتین سلم وأتم المقیمون صلاتهم ...إلخ. (هدایة ج:۱ ص:۱۶۶، ۱۶۷، باب صلاة المسافر).

(۳) فإن تساووا فأورعهم لقوله علیه السلام: من صلّٰی خلف عالم تقی فکأنما صلّٰی خلف نبی تولو فأورعهم الورع إجتناب الشبهات والتقوی إجتناب المحرّمات .... وروی الحاکم عنه صلی الله علیه وسلم ان سرکم أن تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم. (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۶، باب الإمامة).

حجام کی اِمامت کہاں تک دُرست ہے؟

سوال:... ایک آدمی حجام کا کاروبار کرتا ہے، وہ آدمی نماز کی نیت کرتا ہے، مسجد میں جاتا ہے، اتفاق سے پیش اِمام نہیں آتا اور مقتدیوں کے کہنے سے وہ نماز پڑھاتا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟

جواب:... اگر وہ شرع کا پابند ہے، قرآنِ کریم پڑھنا جانتا ہے اور نماز کے مسائل سے واقف ہے، تو اس کی اِمامت صحیح ہے۔ کسی حلال پیشے کو ذلیل سمجھنا جاہلی تکبر ہے، اسلام اس کی تعلیم نہیں دیتا۔ البتہ اگر وہ لوگوں کی داڑھیاں مونڈتا ہے یا خلافِ شرع بال بناتا ہے تو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔[1]

سجدے میں پاؤں کی اُنگلیاں نہ موڑنے والے کی اِقتدا میں نماز

سوال:... ہماری مسجد کے اِمام صاحب کی سجدے میں پاؤں کی ایک اُنگلی بھی نہیں مڑتی، جس سے شریعت کے مطابق سجدہ نہ ہوا، اور سجدہ نہ ہونے سے نماز نہ ہوئی، میں نے اس بارے میں اِمام صاحب کو متوجہ کیا مگر اس پر عمل نہ ہوا، مسجد کے چیئرمین کو لکھا، مگر انہوں نے بھی اس کا کوئی حل نہ لکھا، اب آپ بتائیں کہ اس اِمام کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟ جہاں میں کام کرتا ہوں وہاں سے اتنی دیر کی چھٹی نہیں ملتی کہ محلے سے باہر کی مسجد میں جاکر نماز ادا کروں؟

جواب:... اگر سجدے میں اُنگلیاں نہ مڑ سکیں مگر زمین کو لگی رہیں تو سجدہ صحیح ہے، اور اِمام صاحب کی اِمامت بھی صحیح ہے۔[2]

سر اور داڑھی کو خضاب لگانے والے کی اِمامت

سوال:... ہم جس دفتر میں کام کرتے ہیں، اس میں ہم نے ایک جگہ نماز ادا کرنے کے لئے مخصوص کرلی ہے، جہاں پر آفس کے اوقات میں ظہر اور عصر کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے، جو حافظ صاحب اس کی اِمامت فرماتے ہیں وہ یہاں اس ادارے میں ملازم ہیں، لیکن واضح رہے کہ اِمامت کے سلسلے میں وہ کوئی معاوضہ نہیں لیتے۔ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ اب کچھ دنوں سے انہوں نے اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو خضاب سے رنگنا شروع کردیا ہے، جس کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی، لہٰذا آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ آیا حنفی فقہ کے تحت ان کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے؟ اور جو لوگ ان کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں، کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... جو اِمام سیاہ خضاب لگاتا ہو، اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔[3]

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق ... إلخ۔ (درمختار) وفی الشامیة: (قوله وفاسق) من الفسق وهو الخروج عن الإستقامة ... إلخ۔ (شامی ج:۱ ص:۵۶۰)۔

(۲) (قوله وقدمیه) یجب إسقاطه، لأن وضع اصبع واحدة منهما یکفی ... إلخ۔ (شامی ج:۱ ص:۴۴۷)۔

(۳) وأما الخضاب بالسواد ومن فعل ذٰلک لیزین نفسه للنساء، ولیحبب نفسه الیهن فذٰلک مکروه وعلیه عامة المشائخ۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۵۹، کتاب الکراهیة، والباب العشرون)۔

اُستاذ کی بدرُعا والے شاگرد کی اِمامت

سوال:... ایک اِمامِ مسجد نے اپنے شاگرد کو کسی ذاتی تنازع کی بنا پر (زمین کا تنازع) بددُعا دی، اور چند دن بعد پیش اِمام کا انتقال ہوگیا، اور شاگرد اسی مسجد میں پیش اِمام بن جاتے ہیں، اب مقتدیوں میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس (موجودہ اِمام) کو اُستاذ کی بددُعا ہے، اس لئے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی، جبکہ دُوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ نماز ہوسکتی ہے، جبکہ اس گاؤں میں دُوسرا کوئی شخص نماز پڑھانے کے لائق اور قابل ہی نہیں ہے۔

جواب:... اُستاذ کی بددُعا اگر بے وجہ تھی تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے، اور اگر معقول وجہ کی بنا پر تھی تو شاگرد کو اُستاذ کے لئے بلندیٔ درجات کی دُعا کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگے، نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔

حدیث کے مقابلے میں ڈھٹائی کرکے داڑھی کتروانے والا اِمام سخت ترین مجرم ہے

سوال:... ہمارے یہاں مسجد میں ایک پیش اِمام ہیں، ان کی داڑھی تقریباً ایک اِنچ تھی، ان سے کسی نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ داڑھی بڑھاؤ، تو انہوں نے کہا کہ میں تو اور کٹاؤں گا۔ چنانچہ چند روز بعد انہوں نے اور کترائی آدھا اِنچ رہ گئی، جب ان سے کہا گیا کہ یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بس بال برابر کئے ہیں، اور ان کا کہنا ہے کہ حدیث میں کہیں بھی ایک مشت داڑھی رکھنے کا حکم نہیں ہے۔ یہ بات ان کی کس حد تک دُرست ہے؟ نیز ایسے اِمام کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:... اِمام ابویوسفؒ نے ایک بار حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوکی، کدو مرغوب تھا، مجلس میں ایک شخص نے حدیث سن کر کہا کہ: مجھے تو مرغوب نہیں! حضرتِ اِمامؒ نے حکم فرمایا کہ: اسے قتل کردو! یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے معارضہ کرتا ہے، اس نے توبہ کی۔[۱] یہ واقعہ آپ کے پیش اِمام پر صادق آتا ہے، ابویوسفؒ کی مجلس میں پیش اِمام آیا ہوتا تو وہ اس پیش اِمام کے قتل کا فتویٰ دیتے، اس لئے نہیں کہ یہ داڑھی کٹاتا ہے، بلکہ اس لئے کہ یہ فرمانِ نبوی کا معارضہ کرتا ہے۔

رہا اس کا یہ کہنا کہ حدیث میں کہیں بھی ایک مشت داڑھی رکھنے کا حکم نہیں آیا، اس سے پوچھئے کہ داڑھی کٹانے کا حکم کس حدیث میں آیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بڑھانے ہی کا حکم دیا ہے،[۲] البتہ بعض صحابہؓ سے ایک مشت سے زائد کا کاٹنا ثابت ہے،[۳] اس سے تمام فقہائے اُمت نے ایک مشت سے زائد کے کاٹنے کو جائز اور اس سے کم کے کاٹنے کو حرام فرمایا ہے۔ بہرحال اپنے اِمام صاحب سے کہئے کہ اپنے اس گستاخانہ کلمہ سے توبہ کریں اور اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ اگر اس پر بھی بات ان کی عقل میں نہ آئے

---

(۱) وفي الخلاصة عن أبي يوسف أنه قيل بحضرة الخليفة المأمون ان النبي صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم كان يحبّ القرع، فقال رجل: أنا لا أحبّه، فأمر أبو يوسف بإحضار النّطع والسيف فقال الرّجل: أستغفر الله ممّا ذكرته. (شرح فقه أكبر ص:۲۰۴).

(۲) عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خالفوا المشركين وفروا اللّحى واحفوا الشوارب. (صحيح البخاري ج:۲ ص:۸۷۵، باب تقليم الأظفار).

(۳) وكان ابن عمر إذا حجّ أو إعتمر قبض على لحيته فما فضل أخذه. (صحيح البخاري ج:۲ ص:۸۷۵ باب تقليم الأظفار).

تو اس کو امامت سے معزول کردیا جائے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں جب تک کہ توبہ نہ کرے۔[1]

ٹخنے ڈھانکنے والے کی اِمامت صحیح نہیں

سوال:... ایسے اِمام کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جو شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا عادی ہو؟

جواب:... شلوار، پاجامہ آدھی پنڈلی تک رکھنا سنتِ نبوی ہے، ٹخنوں تک رکھنے کی اجازت ہے، اور ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے،[2] اور نماز میں یہ فعل اور بھی بُرا ہے، جو اِمام شلوار، پاجامہ ٹخنوں سے نیچا رکھنے کا عادی ہو، اگر وہ اس سے باز نہ آئے تو اس کو اِمامت سے ہٹادینا ضروری ہے۔[3]

فاسق کی اِقتدا میں نماز ادا کرنا مکروہِ تحریمی ہے

سوال:... کیا فاسق کی اِقتدا میں نماز ادا کرنا جائز ہے؟

جواب:... فاسق کی اِقتدا میں ادا کی گئی نماز مکروہِ تحریمی ہے،[4] قاعدے کے لحاظ سے تو واجب الاعادہ ہونی چاہئے، مگر بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔[5]

تعویذات میں لگ کر وقت پر اِمامت نہ کرنے والے کا شرعی حکم

سوال:... ہمارے محلے کی دُوسری مسجد کا پیش اِمام جماعت کے وقت کی پابندی نہیں کرتا ہے، چوبیس گھنٹے تعویذ لکھنے، دَم کرنے کی بھاگ دوڑ میں لگا ہوا ہے، محرَم اور غیرمحرَم عورتوں کے جھرمٹ میں جا بیٹھتا ہے، ظہر کی نماز کے وقت ہر روز دیر سے آکر پہلے جماعت پڑھاتا ہے، اس کے بعد سنتیں پڑھتا ہے۔ اسی وجہ سے چند آدمی اس مسجد کو چھوڑ کر اَب دُوسری مسجد میں نماز پڑھنے جاتے ہیں، پیش اِمام کو کئی دفعہ سمجھایا ہے کہ نماز کے وقت کی پابندی کرو، لیکن وہ اپنے تعویذ لکھنے میں لگا ہے، اس بارے میں تفصیل سے جواب دیں کہ آیا وہ اِمامت کے قابل ہے یا نہیں؟

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد .... فاسق۔ وفی الشامیة: وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لَا یهتم لأمر دینه، وبأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه، وقد وجب علیهم إهانته شرعًا۔ (شامی ج:۱ ص:۵۶۰)۔

(۲) عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: إزرة المؤمن إلٰی أنصاف ساقیه، لَا جناح علیه فیما بینه وبین الکعبین، وما أسفل من ذٰلک ففی النار، قال ذٰلک ثلاث مرّات، ولَا ینظر الله یوم القیامة إلٰی من جرّ إزاره بطرًا۔ رواه أبو داوٗد وابن ماجة۔ (مشکوٰة ص:۳۷۴)۔

(۳) ویکره تقدیم .... الفاسق۔ (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۷)۔

(۴) ویکره إمامة فاسق۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید)۔

(۵) وفی المحیط لو صلّٰی خلف فاسق أو مبتدع أحرز ثواب الجماعة۔ (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۷ باب الإمامة، طبع دار صادر بیروت)۔ وفی الحاشیة: والفاسق لأنه لَا یهتم بأمر دینه وقال مالک لَا تجوز الصلاة خلفه لأنه لما ظهر منه الخیانة فی الأمور الدینیة لَا یؤتمن فی أهم الأمور وقلنا عبدالله بن عمرو أنس ابن مالک وغیرهما من الصحابة والتابعین صلّوا خلف الحجاج وکان أفسق أهل زمانه۔ (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۷)۔

جواب:... یہ شخص اس لائق نہیں کہ اس کو اِمام رکھا جائے، اس کو تبدیل کردینا چاہئے۔[1]

تعویذ کرنے والے شخص کی اِقتدا میں نماز پڑھنا

سوال:... ہمارے یہاں کچھ لوگوں میں اِختلاف ہے، اِختلاف یہ ہے کہ ایک مولوی صاحب تعویذ کرتے ہیں، تعویذ ہر قسم کے کرتے ہیں، اور تعویذ پر پیسے بھی لیتے ہیں، تو اس مولوی صاحب کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اس بات کا مکمل جواب دیں، کتاب کا نام، صفحہ نمبر، جلد نمبر۔

جواب:... جائز مقصد کے لئے تعویذ کرنا، جو قرآن و حدیث کے الفاظ پر مشتمل ہو، جائز ہے، اور اس پر اُجرت لینا بھی جائز ہے،[2] اور ایسے شخص کی اِقتدا میں نماز ہوجاتی ہے۔

وعدہ خلاف شخص کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال:... اگر کسی شخص نے کوئی وعدہ کیا ہو اور پورا نہ کرسکے، اور وجہ بتانے کی زحمت بھی گوارا نہ کرے، تو کیا یہ معاملہ وعدہ خلافی کے زُمرے میں نہیں آتا؟ دریافت کرنے پر عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ہمیں بھولنے کا مرض ہے، حالانکہ ہر کام پابندی سے وقت کے مطابق وہ شخص انجام دیتا ہے، اور کوئی پریشانی درپیش نہیں ہے۔ ایسا شخص اگر اِمامت کرے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ مسئلہ اہم ہے، اس لئے قرآن و حدیث کی روشنی میں میری رہنمائی فرمائیں۔

جواب:... کسی شخص سے وعدہ کرکے اس وعدے کو پورا نہ کرنا یہ نفاق کی علامت ہے،[3] البتہ اگر عذر ہو تو اس عذر کا اِظہار کردینا چاہئے، اور جو شخص بغیر عذر کے وعدہ خلافی کرے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔[4]

جھوٹ بولنے اور کبھی کبھی شرک کرنے والے شخص کی اِمامت

سوال:... میرے گھر کے سامنے جو مسجد ہے، اس کے اِمام صاحب جھوٹ بھی بولتے ہیں، اور کبھی کبھی شرک بھی کرتے ہیں، جھوٹ کا تو مجھے پتا ہے، لیکن شرک کا شک ہے، اور وہ جادو، تعویذ وغیرہ بھی کرتے ہیں، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

جواب:... اس اِمام کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے، اس اِمام کو بدل دو۔[5]

---

(۱) ویکرہ تقدیم .... الفاسق ...إلخ. (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۷).

(۲) استأجره لیکتب له تعویذًا لأجل السحر جاز، أی لأجل إبطاله وإلّا فالسحر نفسه معصیة بل کفر لا یصح الإستئجار علیه. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۶ ص:۹۳، مطلب فی أجرة صک القاضی والمفتی).

(۳) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: آیة المنافق ثلاث، زاد مسلم: وإن صام وصلّٰی زعم انه مسلم، ثم اتفقا: إذا حدّث کذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان. (مشکوٰة ص:۱۷).

(۴، ۵) ویکرہ تقدیم .... الفاسق ...إلخ. (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۷).

دُولہا کا سہرا باندھنے، مزار سے منّت کی چیزیں کھانے والے کی اِمامت

سوال:... ہماری مسجد کا اِمام شادی والے دن ڈھول باجے والوں کے ساتھ جاکر دُولہا کا سہرا باندھتا ہے، مسجد کے ساتھ واقع فقیر کے مزار پر دی جانے والی غیراللہ کی منّت کی چیزیں لے لیتا ہے، مسجد کے لئے کوئی شخص اس کو رقم دے کہ منتظم کو دے دو، تو خود کھا جاتا ہے، اور باوجود اس واقعے کے گواہ موجود ہونے کے، اِنکار کر دیتا ہے کہ مجھے رقم نہیں دی گئی۔ نیز اگر کوئی شخص اس کو قربانی کی کھالیں نہ دے تو اس کے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھانے سے انکار کر دیتا ہے، حالانکہ اِمام خود صاحبِ نصاب ہے، اس کے اس رویے کی وجہ سے کافی نمازی اس سے خفا ہیں، کیا کیا جائے؟

جواب:... اس شخص کو اِمام نہ رکھا جائے، کسی دُوسرے کو اِمام مقرّر کیا جائے، واللہ اعلم![1]

نمازِ فجر قضا کرنے والے کے پیچھے نماز اَدا کرنا

سوال:... ایسا شخص جو مسلسل فجر کی نماز قضا کر دے (جان بوجھ کر) تو اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب:... مکروہِ تحریمی ہے۔[2]

سود کی رقم سے اِمام کی تنخواہ

سوال:... اسٹیٹ بینک کی طرف سے تعمیر شدہ مسجد میں اِمامت کرانا اور بینک ہی کی طرف سے تنخواہ وصول کرنا جائز ہے یا یہ بھی بینک میں ملازمت کرنے جیسا فعل ہے جو کہ حرام بتایا جاتا ہے؟

جواب:... یہ مسجد اگر سود کی رقم سے بنی ہو تو اس میں نماز مکروہ ہے،[3] اور اِمام کو تنخواہ اگر سود کی رقم سے دی جاتی ہو تو یہ تنخواہ حرام ہے۔[4]

نماز کے مسائل سے ناواقف حافظ کی اِمامت کا شرعی حکم

سوال:... ایک صرف حافظِ قرآن ہے، اور وہ نماز کے مسائل سے بالکل کورا ہے، نہ واجبات کا علم ہے، نہ فرائض کا علم، تو اس کو اِمام بنانا جائز ہے کہ نہیں؟ جبکہ اس حافظ سے آدھے نمازی (مقتدی) مسائل کے نہ جاننے کی وجہ سے کافی متنفر ہیں، مگر مسجد کمیٹی

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد .... وفاسق. (الدر المختار ج:۱ ص:۵۵۹، ۵۶۰).

(۲) ویکرہ تقدیم ...... الفاسق. (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۷).

(۳) قال تاج الشریعة: أما لو أنفق مالًا خبیثًا ومالًا سببه الخبیث والطیب یکرہ، لأن اللہ لَا یقبل إلّا الطیب. (شامی ج:۱ ص:۶۵۸).

(۴) وفی حظر الأشباہ: الحرمة تتعدد مع العلم بها إلّا فی حق الوارث. (وفی الشامیة) .... وما نقل عن بعض الحنفیة من أن الحرام لَا یتعدی ذمتین .... هو محمول علٰی ما إذا لم یعلم بذالک، أما لو رأی المکاس مثلًا یأخذ من أحد شیئًا من المکس ثم یعطیه آخر ثم یأخذ من ذالک الآخر فهو حرام. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۵ ص:۹۸، مطلب الحرمة تتعدد).

والے یہ کہتے ہیں کہ کام چلتا رہے، ہم کو کسی عالم کی ضرورت نہیں۔ برائے کرم قرآن اور سنت اور فقہِ حنفی کی رُو سے دلائل دے کر جوابات عنایت فرمائیں۔

جواب:... جو شخص نماز کے ضروری مسائل سے بھی ناواقف ہو، اس کی اِمامت مکروہِ تحریمی ہے، اس کا وبال اِنتظامیہ پر ہے۔[1]

مال چوری کرنے، جھوٹ بولنے، غلط فتویٰ دینے والے اِمام کے پیچھے نماز

سوال:... جب باخبر ذرائع سے معلوم ہوجائے کہ مسجد کا پیش اِمام کئی ناجائز اُمور میں ملوّث ہے، مثلاً مسجد کے مال کی چوری کرنا، جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسمیں کھانا، غلط فتوے جاری کرنا، اور اپنے باپ اور اُستاد کی نافرمانی کرنا وغیرہ، تو اس کے پیچھے نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب:... اگر شرعی شہادت سے یہ اُمور ثابت ہوجائیں تو ایسے اِمام کی اِقتدا میں نماز مکروہِ تحریمی ہے۔[2]

جس کے گھر والے بے پردہ ہوں، اس کے پیچھے نماز

سوال:... منظور کی داڑھی کٹی ہوئی ہے، لیکن اس کے گھر میں شرعی پردہ ہے، حکیم متقی ہے، لیکن اس کے گھر میں پردہ نہیں ہے، ان دونوں میں سے اِمامت کے لائق کون ہے؟

جواب:... داڑھی کٹے کے پیچھے نماز جائز نہیں، اور جو شخص گھر والوں کو بے پردگی سے منع نہیں کرتا اور اس کی رضا سے بے پردگی ہوتی ہے، تو اس کی اِمامت بھی جائز نہیں۔[3]

بینک کے ملازم کی اِمامت مکروہِ تحریمی ہے

سوال:... اگر پیش اِمام بینک میں ملازم ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے (خاص کر اس کی ڈیوٹی سودی لین دین ہو) اور تنخواہ حرام ہے یا حلال؟

جواب:... بینک کی ملازمت جائز نہیں،[4] اور ایسے اِمام کی اِمامت مکروہِ تحریمی ہے،[5] بینک کی تنخواہ چونکہ سود سے ملتی ہے، اس لئے وہ بھی حلال نہیں۔

---

(۱) ویکرہ تقدیم العبد لأنہ لا یفرغ للتعلّم والأعرابی لأن الغالب فیھم الجھل۔ (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۷)۔

(۲) ویکرہ تقدیم .... الفاسق ...إلخ۔ (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۷)۔ أیضًا: ویکرہ إمامۃ عبد وأعرابی وفاسق وأعمٰی۔ (الدر المختار)۔ (قولہ وفاسق) من الفسق وھو الخروج عن الإستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذالک۔ (ردالمحتار ج:۱ ص:۵۵۹، ۵۶۰)۔

(۳) حوالہ سابقہ۔

(۴) عن جابر قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ ص:۲۴۴ الفصل الأوّل، باب الربا)۔

(۵) وتکرہ الصلاۃ خلف شارب الخمر وآکل الربا لأنہ فاسق۔ (الجوھرۃ النیرۃ ج:۱ ص:۵۸، أیضًا: فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۵۶۰)۔

بددیانت درزی اور ناحق زکوٰۃ لینے والے کی اِمامت

سوال:...ایک صاحب مال دار (صاحبِ نصاب) ہیں، وہ بجائے زکوٰۃ دینے کے زکوٰۃ لیتے ہیں، اور اِمامت کرتے ہیں۔ ایک صاحب بہت جھوٹ بولتے ہیں اور اِمامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ ایک صاحب درزی ہیں یا کٹنگ میکر ہیں، اور ضرورت سے زیادہ کپڑا لیتے ہیں، یعنی جتنا لیتے ہیں اتنا لگاتے نہیں، بچالیتے ہیں، بعض صورت میں نئے کی جگہ پرانا مال اندر لگادیتے ہیں اور نیا بچالیتے ہیں، اور اِمامت بھی کراتے ہیں، کیا ایسے اِماموں کے پیچھے نماز دُرست ہے؟

جواب:...مال دار (جس پر زکوٰۃ واجب ہے) کا زکوٰۃ لینا، جھوٹ بولنا اور درزی کا کپڑا چھپانا اور خیانت کرنا یہ سب گناہ ہیں، اور ان کا مرتکب فاسق ہے، اور فاسق کی اِمامت مکروہِ تحریمی ہے، کیونکہ عہدۂ اِمامت عزّت واحترام کا منصب ہے، جس کا وہ فاسق اہل نہیں، اس لئے ایسے شخص کی اِقتدا میں نماز جائز نہیں، بلکہ مکروہِ تحریمی ہے۔ [1]

فاسق اِمام اور اس کے حمایتی متولّی کا حکم

سوال:...جو اِمام پانچ وقت نماز پڑھائے، خطیب ہو، اور عیدین کی نماز بھی پڑھاتا ہو، اور داڑھی صرف سوا اِنچ کے قریب ہو، اور باوجود مقتدیوں کے اصرار کے پوری داڑھی نہ رکھتا ہو، اور یہ کہے کہ شادی کے بعد پوری داڑھی رکھوں گا، کیا ایسے اِمام کی اِمامت دُرست ہے؟ کیا نماز باجماعت ہوجاتی ہے؟ مسجد کے متولّی بضد ہیں کہ اسی کو اِمام رکھوں گا، یہ کم تنخواہ لیتا ہے۔

جواب:...یہ اِمام، حرام اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، اس لائق نہیں کہ اس کو اِمام رکھا جائے، اور اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اہلِ محلہ کا فرض ہے کہ اس کی جگہ کوئی اور اِمام رکھیں۔ اور اگر متولّی ایسے اِمام کے رکھنے پر بضد ہے تو وہ بھی معزول کئے جانے کے لائق ہے، لوگوں کی نمازیں غارت کرنے والے کو مسجد کا متولّی بنانا جائز نہیں۔ [2]

گناہِ کبیرہ کرنے والے کی اِمامت

سوال:...ایک شخص نے گناہِ کبیرہ کیا اور لوگوں میں بدنام ہوگیا، کیا وہ شخص بحیثیت اِمام نماز پڑھا سکتا ہے؟ اگر وہ شخص بحیثیت مقتدی میرے برابر میں کھڑا ہو تو کیا میری اور باقی نمازیوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟ جبکہ تمام نمازیوں کو اس بات کا علم ہے، کیا ہم اس سے دُعا سلام رکھ سکتے ہیں؟ کیا ہم کسی تقریب میں اکٹھے کھانا کھا سکتے ہیں؟ کیا بعد نمازِ عید گلے مل سکتے ہیں؟

جواب:...گناہِ کبیرہ کا مرتکب اگر توبہ کرکے آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کرلے تو اس کو اِمام بنانا جائز ہے، مسلمان خواہ کتنا

---

(۱) ویکرہ إمامة .... فاسق من الفسق وهو الخروج عن الإستقامة ولعل المراد من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذالك .... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لَا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا ...إلخ۔ (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۵۵۹، ۵۶۰)۔

(۲) أيضًا۔

ہی گناہگار ہو اس کے نماز میں شامل ہونے سے کسی کی نماز نہیں ٹوٹتی، اور اس کے ساتھ کھانا پینا بھی جائز ہے، کسی مسلمان کو ایسا ذلیل سمجھنا خود گناہِ کبیرہ ہے۔[1]

ولد الحرام اور بدعتی کی اِمامت

سوال:... بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:... فاسق، مبتدع اور ولد الحرام کی اِمامت مکروہِ تحریمی ہے، بشرطیکہ بدعتی کی بدعت حدِ کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہو، ورنہ اس کے پیچھے نماز ادا ہی نہیں ہوگی۔[2]

مسجد میں تصویر کشی کرنے والے کی اِمامت

سوال:... مسجد کی تقریب میں اِمام کے حکم پر ان کا معاون تصویر کشی کرتا ہے، منع کرنے پر اِمام کا حوالہ دیتا ہے، بعد ازاں اِمام صاحب دُوسرے دن قسم کھا کر انکار کرتے ہیں، کیا یہ فعل دُرست ہے اور ایسے اِمام کا کیا حکم ہے؟

جواب:... تصویر بنانا خصوصاً مسجد کو اس گندگی کے ساتھ ملوّث کرنا حرام اور سخت گناہ ہے،[3] اگر یہ حضرات اس سے اعلانیہ توبہ کا اعلان کریں اور اپنی غلطی کا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو ٹھیک، ورنہ ان حافظ صاحب کو اِمامت اور تدریس سے الگ کر دیا جائے، ان کے پیچھے نماز ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔[4]

فوٹو بنوانے والے اِمام کی اِقتدا میں نماز مکروہ ہے

سوال:... ہمارے محلے کی مسجد کے اِمام صاحب جو کہ الحمدللہ حافظ، قاری، عالمِ دِین ہیں، اور ماشاء اللہ سے شریعت کے پابند ہیں، لیکن ان میں یہ بات میں نے بارہا دیکھی اور محسوس کی ہے کہ وہ تصاویر وغیرہ کھنچواتے ہیں، چونکہ شریعت میں تصویر کھنچوانا اور کھینچنا دونوں حرام فعل ہیں، لہٰذا آپ مجھے بتائیں کہ ایسا کرنے والے اِمام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

---

(۱) عن خالد بن معدان عن معاذ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من عيّر أخاه بذنب لم يمت حتّٰى يعمله يعني من ذنب قد تاب منه. رواه الترمذي. (مشكوة ص:۴۱۴).

(۲) حوالہ سابقہ نیز قال المرغيناني: تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة .... وحاصله إن كان هوىً لَا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلّا فلا هٰكذا في التبيين والخلاصة. (عالمگيري ج:۱ ص:۸۴). أيضًا: وانما يجوز الإقتداء به مع الكراهة إذا لم يكن ما يعتقده يؤدي إلى الكفر عند أهل السُّنَّة أمّا لو كان مؤديا إلى الكفر فلا يجوز أصلًا كالغلاة من الروافض الذين يدعون الألوهية لعلي رضي الله عنه. (حلبي كبير ص:۵۱۴، باب الأولىٰ بالإمامة، طبع سهيل اكيڈمي).

(۳) وظاهر كلام النووي في شرح مسلم الإجماع على تحريم تصوير الحيوان وقال: وسواء صنعة لما يمتهن أو لغيره فصنعته حرام بكل حال. (شامي ج:۱ ص:۶۴۷).

(۴) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

جواب:...اگر کسی قانونی مجبوری کے لئے بنوائی ہے، تو نماز جائز ہے، اور اگر شوق سے بنواتا ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔[1]

باقاعدہ اِمام مقرّر نہ ہونے والی مسجد میں اِستحقاق نہ رکھنے والے کو اِمام مقرّر کرنے کی باز پُرس کس سے ہوگی؟

سوال:...جس مسجد میں اِمام مقرّر نہ ہو، یا موجود نہ ہو، اِمامت کا اِستحقاق کسے حاصل ہے؟ آج کل خشخشی داڑھی والے اِمام بہت ہیں۔

جواب:...خشخشی داڑھی والے کی نماز مکروہ ہے۔[2]

سوال:...جس کا اِستحقاق نہ ہو اِمامت کروانے کا ذمہ دار کون ہے اِمام، منتظمین یا مقتدی؟

جواب:...دونوں سے باز پُرس ہوگی۔

حرمین شریفین کے اَئمہ کے پیچھے نماز کیوں جائز ہے جبکہ وہاں بھی ویڈیو بنتی ہے؟

سوال:...گزشتہ چند دِنوں سے آپ کے ایک فتویٰ کے حوالے سے یہ مسئلہ چھاپ کر شائع کیا جارہا ہے کہ مووی بنانے والے اِمام کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس لئے اَئمہ حرمین کی اِقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ کیا یہ فتویٰ آپ نے جاری کیا ہے؟ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں۔

جواب:...میں نے ایک سوال کہ ایسے اِمام کی اِقتدا میں نماز جائز ہے جو خود مووی بنواتا ہو اور تصاویر وغیرہ کھنچواتا ہو، یہ جواب دیا تھا کہ اگر اِمام خود قصداً مووی بنوائے تو اس کی اِقتدا میں نماز جائز نہیں۔ اس مسئلے کو بنیاد بناکر بعض لوگوں نے اَئمہ حرمین شریفین کے خلاف مہم شروع کردی کہ ان کی اِقتدا میں بھی نماز جائز نہیں۔ حالانکہ مذکورہ سوال کے جواب میں کہیں بھی اَئمہ حرمین کا تذکرہ نہیں تھا۔ جبکہ ہماری اِطلاع کے مطابق اَئمہ حرمین حنبلی المسلک ہیں اور ان کے مسلک میں بھی مووی اور تصاویر بنانا جائز نہیں۔[3] حرمین میں جو نمازیں ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہیں، اس میں اَئمہ حرمین کی مرضی کا دخل نہیں، اس لئے ان کی اِقتدا میں نماز جائز ہے۔ بڑی محرومی کی بات ہوگی کہ بیت اللہ شریف اور مسجدِ نبوی کے اِمام کی اِمامت میں نماز اَدا نہ کی جائے، اور ان اَئمہ کو متنازع بنانے کی کوشش کی جائے۔ بیت اللہ شریف کی نماز کا ثواب ایک لاکھ، اور مسجدِ نبوی... زاد اللہ شرفاً... میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔[4]

---

(۱) ویکرہ تقدیم .... الفاسق .... الخ۔ (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۷، طبع دار صادر، بیروت)۔

(۲) وأخذ أطراف اللحیة والسُّنّة فیها القبضة .... ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیته .... الخ۔ قوله والسُّنّة فیها القبضة وهو أن یقبض الرجل لحیته فما زاد منها علٰی قبضة قطعه کذا ذکر محمد فی کتاب الآثار عن الإمام قال وبه أخذ محیط۔ (شامی ج:۶ ص:۴۰۷)۔

(۳) ایضاً حوالہ نمبر۱۔

(۴) فی شرح المشکوٰة: فإنه قال صلاة فی مسجدی بخمسین ألف صلاة وصلاة فی المسجد الحرام بمائة ألف صلاة۔ رواه ابن ماجة۔ (مرقاة المفاتیح ج:۱ ص:۴۴۵، الفصل الأوّل، باب المساجد ومواضع الصلوٰة)۔

اور جماعت کی صورت میں اس کا ثواب احادیثِ نبویہ کی روشنی میں کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے اس جماعت میں ضرور شرکت کرنی چاہئے، ایک نماز سے محرومی بھی بہت بڑی محرومی ہے۔

قادیانی لڑکے کا نکاح پڑھانے والے اِمام کے پیچھے نماز جائز نہیں

سوال:... ہمارے محلے کی مسجد کے اِمام صاحب نے ایک قادیانی شخص کا ایک مسلمان (سنی) لڑکی سے نکاح پڑھایا ہے، جس وقت مولانا صاحب نے نکاح پڑھایا، وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ لڑکا قادیانی ہے، لیکن شادی کے دوران ہی (یعنی تقریب کے دوران) مولانا کو آگاہ کردیا گیا کہ لڑکا قادیانی ہے، لیکن مولانا نے کوئی نوٹس نہیں لیا، واپس آنے پر جب مولانا سے بات کی گئی تو اس نے کہا: میں نکاح کی رجسٹری روک لوں گا۔ مگر مولانا صاحب نے ایسا نہ کیا اور نکاح کی رجسٹری کردی۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب:... قادیانی کا نکاح کسی مسلمان سے نہیں ہوسکتا...!

جن لوگوں کو معلوم تھا کہ لڑکا قادیانی ہے اور وہ قادیانیوں کے عقائد سے واقف بھی تھے، ان کا اِیمان جاتا رہا، وہ اپنے اِیمان اور نکاح کی تجدید کریں۔[1] اِمام صاحب چونکہ بے خبر تھے اس لئے وہ معذور تھے، بعد میں جب اِمام صاحب کو پتا چلا تو ان کو چاہئے تھا کہ اعلان کردیتے کہ لڑکا قادیانی ہے، اس لئے نکاح نہیں ہوا۔ لیکن شاید ان کو اس اِطلاع پر اِطمینان نہیں ہوا، اور اگر اِطمینان ہوگیا تھا کہ وہ لڑکا واقعی قادیانی ہے، اس کے باوجود خاموش رہے تو گنہگار ہوئے، جب تک اِمام صاحب اپنے موقف کی وضاحت نہ کریں، یا اپنی غلطی سے توبہ نہ کریں، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔

قاتل کی اِقتدا میں نماز

سوال:... قاتل کے پیچھے چاہے وہ قید میں ہو یا آزاد ہو، نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہاں اکثر قاتل لوگ نماز پڑھاتے ہیں؟

جواب:... قاتل کے پیچھے نماز جائز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **"صلوا خلف کل بر وفاجر"**[2] یعنی ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ہے، اگر قاتل نے اپنے گناہ سے توبہ کرلی ہو تو اس کے پیچھے نماز بلاکراہت جائز ہے، ورنہ مکروہِ تحریمی ہے۔[3]

---

(۱) لأن الرضاء بالکفر کفر۔ (شرح فقہ اکبر ص:۳۹)۔ ما یکون کفرًا إتفاقًا یبطل العمل والنکاح .... وما فیہ خلاف یؤمر بالإستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح۔ (الدر المختار مع الرد ج:۴ ص:۲۴۷، مطلب جملۃ من لَا یقتل إذا ارتد)۔

(۲) بیہقی ج:۴ ص:۱۹۔

(۳) ویکرہ تقدیم .... الفاسق لأنہ لَا یھتم بأمر دینہ۔ (الجوھرۃ النیرۃ ج:۱ ص:۵۸)۔

جھوٹ بولنے اور گالیاں دینے والے کے پیچھے نماز

سوال:... جس کمپنی میں ہم کام کرتے ہیں وہاں کی مسجد میں کسی پیش اِمام کا مستقل بندوبست نہیں ہے، ایک صاحب ہیں جو کہ ظہر کی نماز اکثر پڑھاتے ہیں، میں ان کو قریب سے جانتا ہوں، جھوٹ بولتے ہیں، ذرا سی بات پر ناراض ہوکر انتہائی غلیظ گالیاں بکتے ہیں۔ آپ سے صرف اتنی عرض ہے کہ کیا اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے جو کہ غیبت کرتا ہو، گالیاں بکتا ہو اور جھوٹ بولتا ہو؟

جواب:... ایسے اِمام کے پیچھے نماز مکروہ ہے،[1] مگر تنہا پڑھنے سے بہتر ہے۔[2]

سینما دیکھنے والے کی اِمامت

سوال:... جو شخص سینما میں جاکر فلم دیکھتا ہو، ٹیلی ویژن پر ناچ گانے بھی دیکھتا ہو، ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ پر گانے اور موسیقی بھی سنتا ہو، اور مسجد میں اِمامت بھی کرتا ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے، اس کو اِمام نہ بنایا جائے۔[3]

ٹی وی دیکھنے، گانا سننے والے کے پیچھے نماز

سوال:... جو مولوی، قاضی یا اِمام مسجد ٹی وی دیکھنے اور گانا سننے کا مشتاق ہو، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:... جو شخص ٹی وی دیکھتا اور گانے سنتا ہو وہ فاسق ہے، اس کو اِمامت سے ہٹادیا جائے، اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔[4]

حاجی، نمازی ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز اَدا کرنا

سوال:... ایک شخص حاجی، نمازی، چھوٹی داڑھی، ٹی وی، فلم، گانے وغیرہ سب ہی کچھ کرتا ہے، اور پھر اِمامت کے لئے بھی تیار ہوجاتے ہیں، تو کیا ان کے پیچھے نماز ہوجائے گی؟

جواب:... جائز نہیں۔[5]

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۴۱۱).

(۲) ولو صلّى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لٰكن لَا ينال مثل ما ينال خلف تقي، كذا في الخلاصة. (عالمگيري ج:۱ ص:۸۴).

(۳) ويكره إمامة فاسق من الفسق وهو الخروج عن الإستقامة ولعل المراد من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربوا ونحو ذالك .... وفي الشامية: وأمّا الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لَا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۵۵۹، ۵۶۰).

(۴) ايضًا.

(۵) ويكره تقديم .... الفاسق لأنه لَا يهتم لأمر دينه. (فتح القدير ج:۱ ص:۲۴۷). ايضاً حواله بالا.

فلم دیکھنے والے کی اِمامت

سوال:... ایک قاری جو کہ رمضان میں تراویح بھی پڑھائے اور اِمام صاحب کی غیر موجودگی میں جماعت بھی کراتا ہو، اور فلم بھی سینما گھر میں جاکر دیکھتا ہو، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے؟ کیا ہماری نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... ان کے پیچھے بہرحال نماز تو ہوجاتی ہے، لیکن جب اس کا علم ہے کہ ان حافظ صاحب یا اِمام صاحب کا کردار ایسا ہے تو ان حافظ صاحب کو اِمام بنانا مکروہ ہے، اور ان حافظ صاحب کے لئے بھی اِمام بننا مکروہ ہے، البتہ اگر بن گئے، نماز ہوجائے گی۔[1]

ٹی وی دیکھنے، فحش گالیاں دینے والے کی اِمامت

سوال:... جو اِمام اکثر و بیشتر ٹی وی بھی دیکھے اور فحش اور گندی قسم کی گالیاں بھی دیتا ہے، ایسے اِمام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب:... اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔[2]

مسجد کی چھت پر رہائش پذیر ٹی وی دیکھنے والے اِمام کی اِقتدا میں نماز

سوال:... ہمارے علاقے کی جامع مسجد کے پیش اِمام جو عرصہ دس ماہ سے مسجد کی بالائی چھت پر رہائش پذیر ہیں، یعنی مسجد کی حدود کے اندر رہتے ہیں، ان کے یہاں پر ٹی وی بھی ہے، جو اتنی زور سے بجایا، یا چلایا جاتا ہے کہ جس کی آواز سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے، اور اِمام صاحب جو کہ اِمامت فرماتے ہیں عشاء کے صرف فرض پڑھا کر اُوپر ٹی وی دیکھنے پہنچ جاتے ہیں تاکہ ڈرامہ یا خبرنامہ نہ نکل جائے۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ ایسے اِمام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ اور مسجد کی حدود میں ٹی وی دیکھنا اور چلانا جائز ہے؟ اور اگر ناجائز ہے تو ایسے اِمام کا کیا اِنتظام کیا جائے؟ نکال دیا جائے یا سزا دی جائے؟

جواب:... ٹی وی دیکھنا اور وہ بھی مسجد کی چھت پر گناہِ کبیرہ اور اِنتہائی غلط کام ہے۔ ایسا شخص اس لائق نہیں کہ اس کو اِمام رکھا جائے، اس کی اِقتدا میں نماز مکروہِ تحریمی ہے۔[3]

شراب پینے والے کی اِقتدا اور جماعت کا ترک کرنا

سوال:... میں نے ایک شخص کو شراب پیتے ہوئے بذاتِ خود دیکھا ہے، اور ایک دفعہ اتفاق سے اس شخص کو باجماعت نماز کی اِمامت کرتے ہوئے پایا، اس صورت میں اس کے پیچھے جماعت سے نماز ادا کروں یا نماز الگ پڑھوں؟ باجماعت نماز کی حیثیت کیا ہے، واجب ہے یا سنت ہے؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ ہو۔
(۲) ویکرہ تقدیم .... الفاسق ... الخ۔ (فتح القدیر ج:۱ ص:۲۴۷)۔ ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ۔
(۳) ایضاً۔

جواب:... ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو فاسق ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے،[۱] مگر تنہا پڑھنے سے بہتر ہے۔[۲] جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے،[۳] کبھی اتفاقاً جماعت نہ مل سکے تو خیر، ورنہ جماعت چھوڑنے کی عادت بنالینا گناہِ کبیرہ ہے۔[۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بہت وعیدیں فرمائی ہیں، اور اس کو منافقوں کی علامت فرمایا ہے۔[۵] علامہ حلبیؒ شرح منیہ (ص:۵۰۹) میں لکھتے ہیں: ''اَحکام اس کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں، چنانچہ جو شخص بلاعذر جماعت چھوڑ دے، وہ لائقِ تعزیر ہے، اور اس کی شہادت مردُود ہے، اور اگر اس کے ہمسائے اس پر سکوت کریں تو وہ بھی گناہگار ہیں۔''[۶]

رشوت خور کو اِمام بنانا دُرست نہیں

سوال:... اگر کوئی اِمامِ مسجد رشوت لیتا ہو تو اس کی اِقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب:... رشوت لینا گناہِ کبیرہ ہے،[۷] اس کا مرتکب فاسق ہے، اور فاسق کی اِمامت مکروہِ تحریمی ہے۔[۸]

سودخور کی اِقتدا میں نماز

سوال:... زید نے بینک سے مع ساتھی سوسائٹی والوں کے ساتھ سود پر رقم لی، زید وقتاً فوقتاً نماز کے فرائض بھی انجام دیا کرتا

---

(۱) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق. تنوير. (قوله: فاسق) وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر. (شامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة ج:۱ ص:۵۵۹، طبع ايچ ايم سعيد).

(۲) فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل، وإلّا فالإقتداء أولى من الإنفراد. (شامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة ج:۱ ص:۵۵۹، طبع ايچ ايم سعيد).

(۳) الجماعة سُنّة مؤكدة للرجال، وقيل: واجبة، وعليه العامة، فتسن أو تجب. (درمختار ج:۱ ص:۵۵۲، ۵۵۴، كتاب الصلاة، باب الإمامة).

(۴) وعند الخراسانيين إنما يأثم إذا اعتاده كما في القنية. (شامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج:۱ ص:۵۵۴، طبع ايچ ايم سعيد).

(۵) عن عبدالله بن مسعود قال: لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلوٰة إلّا منافق قد علم نفاقه أو مريض إن كان المريض ليمشي بين رجلين حتّى يأتي الصلاة وقال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم علّمنا سنن الهدى وان من سنن الهدى الصلاة في المسجد الذي يؤذّن فيه. (مشكوٰة، باب الجماعة وفضلها ص:۹۶، طبع قديمي).

(۶) وكذا الأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها من غير عذر يعزر وترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه. (حلبي كبير ص:۵۰۹، طبع سهيل اكيڈمي).

(۷) الكبيرة الرابعة والخامسة والسادسة .... والعشرون بعد الأربع مأة: أخذ الرشوة ولو بحق واعطائها بباطل والسعي فيها بين الراشي والمرتشي .... قال تعالى: ولَا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل وتدلوا بها إلى الحكام لتأكلوا فريقًا من أموال الناس وأنتم تعلمون .... وأخرج أبو داوٗد والترمذي .... لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي .... لعنة الله على الراشي والمرتشي .... والأحاديث التي ذكرتها صريحة في أكثر ذالك لما فيها من الوعيد الشديد واللعنة للراشي والمرتشي وللسفير بينهما. (الزواجر ج:۲ ص:۱۸۸، ۱۸۹).

(۸) (ويكره إمامة فاسق) من الفسق وهو الخروج عن الإستقامة ولعل المراد من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزنى وآكل الربوا ونحو ذالك. (درمختار ج:۱ ص:۵۵۹).

ہے، زید نے پہلے یہ نہیں بتایا تھا کہ میں سود میں ملوّث ہو چکا ہوں، جب مسجد والوں کو اس بات کا علم ہوا کہ زید نے بھی سود پر قرض لیا ہے، تو مسجد والوں نے زید کے بارے میں فتویٰ منگوایا، یہ فتویٰ زید کے خلاف گیا، جب یہ فتویٰ زید کو دِکھایا گیا تو زید نے کہا کہ: میں ایک ماہ پہلے ہی توبہ کر چکا ہوں۔ زید اپنے طور پر کہتا ہے، مگر کوئی گواہ نہیں، اور نہ ہی کسی کے سامنے توبہ کی، کسی سے کہتا ہے کہ میں ساری رقم ادا کر چکا ہوں، کسی سے کہتا ہے کہ دو ڈھائی ہزار روپیہ باقی ہے، جبکہ اب بھی سات آٹھ ہزار روپیہ سے زائد رقم زید کے ذمہ باقی ہے، جس کا سود ادا کر رہا ہے، جھوٹ بولنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

سوسائٹی والے زید کے ساتھیوں نے بتایا کہ زید سود پر قرضہ دِلانے والوں کا ڈائریکٹر ہے، بحیثیت ڈائریکٹر کے زید نے ہی اپنے ساتھیوں کو قرض لینے پر مائل کیا اور ان کا گواہ بنا، اور بینک والوں کو گارنٹی دی کہ ان لوگوں نے قرض ادا نہ کیا تو میں ادا کروں گا۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ: ''سود لینے والا، دینے والا، دستاویز لکھنے والا، گواہ بننے والا سب ایک ہی شمار کئے جائیں گے۔'' کیا ان کے لئے ایک ہی حکم ہے یا علیحدہ علیحدہ؟ اس صورت میں زید کے پیچھے نماز فرائض یا تراویح بلاکراہت جائز ہوسکتی ہے؟ کیا زید اِمامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے؟ شرعی طور پر جو بھی حکم ہو، بتایا جائے مہربانی ہوگی۔

جواب:... زید اگر آئندہ کے لئے سودی کاروبار سے توبہ کرتا ہے اور اپنے گزشتہ فعل پر نادم ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، اور اگر وہ اپنی غلطی کا اقرار کرکے آئندہ کے لئے باز رہنے کا عہد نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔[1]

نماز کے مقرّرہ وقت کا خیال نہ کرنے والے اِمام کا حکم

سوال:... پیش اِمام صاحب نے تمام نمازیوں کو ذہنی طور پر پریشانی سے دوچار کیا ہوا ہے، وجہ یہ ہے کہ نماز کے لئے جو ٹائم مقرّر کیا جاتا ہے، وہ مولانا صاحب کے حکم کے مطابق ہوتا ہے، مگر مولانا صاحب اس پر خود پابندی نہیں کرتے، مسجد کی گھڑی میں اگر چار پانچ منٹ جماعت کے لئے رہتے ہیں تو نمازی نوافل پڑھتے ہیں، مگر جیسے ہی نیت کرکے نماز شروع کی، مولانا صاحب جماعت کھڑی کردیتے ہیں۔ اسی بات کے پیشِ نظر کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ٹائم جماعت کا پورا ہوتا ہے اور مولانا صاحب کسی سے باتوں میں مشغول ہیں، تو چار پانچ منٹ اصل ٹائم سے اُوپر ہوجاتا ہے، اگر کوئی نمازی مولانا صاحب کو جماعت کا ٹائم ہونے کی یاددہانی کرائے تو اس کو ڈانٹ دیتے ہیں اور کہتے ہیں جس کو ٹائم سے نماز پڑھنی ہے، دُوسری کسی مسجد میں چلا جائے۔ خاص کر جمعہ کے دن تو جمعہ کی نماز کبھی اپنے مقرّر ٹائم پر نہیں پڑھائی، ٹائم دو بجے کا ہے، مگر ہمیشہ ڈھائی بجے کے بعد پڑھاتے ہیں، زیادہ تر مزدور پیشہ نمازی ہوتے ہیں، جو ڈیوٹی ٹائم پر بھی آتے ہیں، ان کو اپنی ڈیوٹی کی بھی فکر ہوتی ہے۔ آپ سے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ آیا مولانا صاحب کا اس طرح نمازیوں سے پیش آنا اور ان کو ذہنی تکلیف دینا کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:... اِمام کو مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہئے، یا تو نماز کا وقت ہی مقرّر نہ کیا جائے، یا مقرّرہ وقت پر نماز پڑھائی جائے، کبھی کسی ضرورت کی بنا پر دو چار منٹ زیادہ ہوجانا دُوسری بات ہے، اتنی رعایت مقتدیوں کو بھی اِمام کو دینی چاہئے۔

---

(۱) وکذا (أی یکرہ) الإقتداء بمن کان معروفًا بأکل الربا والفسق۔ (فتاویٰ قاضی خان علی عالمگیری ج:۱ ص:۹۱)۔

زبردستی مصلے پر کھڑے ہونے والے شخص کو اِمام رکھنا

سوال:... جو اِمام پہلے اِمامت سے اِنکار کردے اور کہے کہ مجھے اِمامت کے لئے نہ بلائیں، اور پھر کچھ عرصے بعد وہ زبردستی مصلے پر چڑھ جائے اور کہے کہ اِمامت میں کروں گا، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اس کو اِمام نہ رکھا جائے، اس کی جگہ کسی اور کو اِمام رکھا جائے۔

غسل نہ کرنے والا اِمام اگر بھولے سے جماعت کروادے تو اَب کیا کرے؟

سوال:... اِمام صاحب نے نماز پڑھائی، بعد میں پتا چلا کہ اِمام صاحب نے غسل نہیں کیا تھا، جبکہ غسل کرنا واجب تھا (اِحتلام وغیرہ کی وجہ سے)، تو جن لوگوں نے نماز پڑھی تھی، ان سب کو اِطلاع دینا ضروری ہے؟ اگر اس نے کہیں اور جماعت کرائی، اب ان کو اِطلاع نہیں دے سکتا، یا گاؤں میں پڑھایا تھا، لیکن اب اس کو پتا نہیں کہ کن کن لوگوں نے اس کے پیچھے نماز اَدا کی تھی، اور اس واقعے پر دو تین دن بھی گزر گئے ہوں، تو اس کا کیا تدارک ہے؟

جواب:... جس مسجد میں نماز پڑھائی تھی، اس میں اِعلان کرنا ضروری ہے کہ فلاں دِن کی نماز میں غلطی ہوگئی تھی، اس لئے جن حضرات نے اس دِن یہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہے، وہ اس کو دُہرالیں۔ [1]

کیا اِمام سنتِ مؤکدہ پڑھے بغیر اِمامت کرواسکتا ہے؟

سوال:... بعض اوقات اِمام صاحب دیر سے آتے ہیں اور جماعت کا وقت ہوجاتا ہے، جب ان سے جماعت کا کہتے ہیں تو پہلے سنت ادا کرتے ہیں پھر اِمامت کرتے ہیں، کیا اِمام کے لئے ضروری ہے کہ خواہ وقت ہوجائے وہ سنت نماز ضرور ادا کریں؟ کیا وہ بعد میں سنت ادا نہیں کرسکتے؟ ان دونوں مسائل کا جواب دیتے ہوئے پیشِ نظر رہے کہ ہم کارخانے کے کارکنان ہیں، اس لئے ڈیوٹی کے وقت کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔

جواب:... اِمام نے سنتیں نہ پڑھی ہوں تب بھی وہ جماعت کراسکتا ہے، اِمام صاحب کو چاہئے کہ سنتوں سے پہلے فارغ ہونے کا اہتمام کیا کریں اور اگر کبھی اِمام پہلے فارغ نہ ہوسکے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ اِمام کو سنتوں کا موقع دے دیا کریں، لیکن اگر کارکنوں کی مشغولی کی وجہ سے وقت کم ہو تو اِمام فرض پڑھانے کے بعد سنت پڑھے۔ [2]

اِقامت کے وقت اِمام لوگوں کو سیدھا کرسکتا ہے

سوال:... ہمارے ہاں مسجد میں جب نماز پڑھنے سے پہلے اِقامت تکبیر پڑھتے ہیں تو اِمام صاحب نمازیوں کو کہتے ہیں کہ

---

(۱) في الدر المختار: وإذا ظهر حدث إمامه وكذا كل مفسد في رأي مقتد بطلت فيلزم إعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادًا كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب أو فاقد شرط أو ركن. (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۵۹۱).

(۲) كفاية المفتي ج:۳ ص:۱۲۵، خير الفتاوى ج:۲ ص:۲۳۱.

آپ یہاں کھڑے ہوں اور آپ وہاں کھڑے ہوں، اِمام صاحب کو یہاں پر کیا حکم آیا ہے؟ کیا اِمام صاحب کو خاموش کھڑے رہنا چاہئے یا نمازیوں کو ہدایت دینا جائز ہے؟

جواب:… اگر نمازی آگے پیچھے ہوں یا صف میں جگہ خالی ہو تو اِمام کو ہدایت کرنی چاہئے۔[۱]

اِمام اور مقتدی کی نماز میں فرق

سوال:… مقتدی اور اِمام کی نماز میں خاص فرق کیا ہے؟ وہ کون کون سی عبادتیں ہیں جو آدمی اکیلا پڑھتا ہے اور اگر اِمام بن جائے تو نہ پڑھے؟

جواب:… اکیلے نماز اور اِمام کی نماز میں تو کوئی فرق نہیں، البتہ مقتدی، اِمام کے پیچھے قراءت نہیں کرے گا، باقی تمام ارکان اور دُعائیں پڑھے گا۔[۲]

کیا اِمام مقتدیوں کی نیت کرے گا؟

سوال:… مقتدی حضرات باجماعت نماز میں یہ کہتے ہیں کہ پیچھے اس اِمام صاحب کے، لیکن اِمام صاحب جب مقتدیوں کے آگے مصلے پر ہوتے ہیں کیا ان کو بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ آگے ان مقتدیوں کے، اس بارے میں تفصیل سے بتائیں۔

جواب:… زبان سے کہنے کی ضرورت تو مقتدیوں کو بھی نہیں،[۳] صرف یہ نیت کرنا کافی ہے کہ میں اکیلے نماز نہیں پڑھ رہا، اِمام کے ساتھ پڑھ رہا ہوں۔[۴] اِمام کو بھی یہ نیت کرنی چاہئے کہ میں دُوسروں کی اِمامت کر رہا ہوں، تاہم اگر وہ نیت نہ کرے تب بھی اِقتدا صحیح ہے۔[۵]

آہستہ آواز والے اِمام کی اِقتدا

سوال:… کیا ہمیں ایسے اِمام کے پیچھے نماز ادا کرنی چاہئے جس کی آواز ہم تک پہنچ تو رہی ہو لیکن یہ سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں؟

---

(۱) وینبغی للقوم إذا قاموا إلی الصلٰوۃ ان یتراصوا ویسدد الخلل ویسوو بین مناکبھم فی الصفوف ولَا بأس أن یأمرھم الإمام بذٰلک۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۷۵، عالمگیری ج:۱ ص:۸۹)۔

(۲) عن عبادۃ بن الصامت أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لَا صلٰوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعدًا، قال سفیان ھٰذا لمن یصلی وحدہ۔ (أبو داوٗد ص:۱۱۹، علم ص:۱۶۹)۔ فأما المقتدی فلا قراءۃ علیہ عندنا … إلخ۔ (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۱۰)۔

(۳) أما أصلھا أن یقصد بقلبھا فإن قصد بقلبہ وذکر بلسانہ کان أفضل … إلخ۔ (قاضی خان ج:۱ ص:۳۹)۔

(۴) ولو کان مقتدیًا ینوی ما ینوی المنفرد وینوی الإقتداء أیضًا لأن الإقتداء لَا یجوز بدون النیۃ … إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶۶)۔

(۵) والإمام ینوی ما ینوی المنفرد ولَا یحتاج إلٰی نیۃ الإمامۃ … إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶۶)۔

جواب:... اِمام کی آواز پہنچے یا نہ پہنچے، اِقتدا صحیح ہے اور ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آتی۔[1]

خلافِ ترتیب تلاوت کرنے والے اِمام کے پیچھے نماز

سوال:... کیا نماز میں قرآن کو ترتیب سے پڑھنا چاہئے؟ اگر ایسا ضروری ہے تو ایسا اِمام جو اس چیز کی پابندی نہ کرے تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے جبکہ اس کو اس بات کا علم بھی ہو؟

جواب:... قرآنِ کریم کو خلافِ ترتیب پڑھنا مکروہ ہے، جبکہ قصداً ایسا کیا جائے، اور اگر سہواً ایسا ہوجائے تو مکروہ نہیں، جہاں تک میرا خیال ہے کوئی اِمام قصداً خلافِ ترتیب نہیں پڑھ سکتا، بھولے سے ایسا ہوسکتا ہے، اس لئے نماز جائز ہے۔[2]

اتنی لمبی نماز نہ پڑھائیں کہ مقتدی تنگ ہوجائیں

سوال:... ہمارے علاقے کی مسجد کے اِمام صاحب عام نمازوں میں اتنی طویل قراءت پڑھتے ہیں کہ بعض اوقات بوڑھے نمازی لڑکھڑا کر گر پڑتے ہیں۔ بعض دیگر مقتدی درمیان میں بیٹھ جاتے ہیں، رُکوع اور سجود اتنے طویل ہوتے ہیں کہ بعض مقتدی بیس سے تیس بار تک تسبیحات پڑھتے ہیں، تشہد اور قعدے میں اتنی دیر لگتی ہے کہ گمان ہوتا ہے کہ اِمام صاحب سوگئے ہیں یا پھر خدانخواستہ ...... از راہِ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں ارشاد فرمائیے کہ ۱: اِمامت کے بارے میں کیا اَحکام ہیں؟ ۲: کیا رُکوع اور سجود کی تسبیحات سات سے زائد بار اور تشہد اور قعدے میں وقت بچے تو دیگر دُعائیں پڑھی جاسکتی ہیں؟

جواب:... آپ کے اِمام صاحب صحیح نہیں کرتے! اِمام کو چاہئے کہ نماز میں مقتدیوں کی رعایت کرے اور اتنی لمبی نماز نہ پڑھائے کہ لوگ تنگ ہوجائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اِمام ہو، وہ ہلکی نماز پڑھائے، کیونکہ مقتدیوں میں کوئی کمزور ہوگا، کوئی بیمار ہوگا، کوئی حاجت مند ہوگا۔[3] ایک اور حدیث میں حکم ہے کہ جماعت میں جو سب سے کمزور آدمی ہو اس کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھائے۔[4]

---

(۱) والحائل لَا يمنع الإقتداء إن لم يشتبه حال إمامه بسماع أو رؤية ولو من باب مشبك يمنع الوصول في الأصح۔ وفي الشامية: قوله بسماع أي من الإمام أو المكبّر تتارخانية. قوله أو رؤية ينبغي أن تكون الرؤية كالسماع، لَا فرق فيها بين أن يرى إنتقالَات الإمام أو أحد المقتدين۔ (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۵۸۶)۔

(۲) يجب الترتيب في سوَر القرآن فلو قرأ منكوسا أثم لٰكن لَا يلزمه سجود السهو ...إلخ۔ (در مختار مع الشامی ج:۱ ص:۵۴۷)۔

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا صلّٰى أحدكم للناس فليخفف فإن فيهم السقيم والضعيف والكبير، وإذا صلّٰى أحدكم لنفسه فليطول ماشاء. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۱۰۱)۔

(۴) عن علي أن معاذًا صلّٰى بقومه الفجر فقرأ سورة البقرة وخلفه رجل أعرابيٌّ معه ناضح له .... فقال النبي صلى الله عليه وسلم: صل بهم صلاة أضعفهم، فإن فيهم الصغير والكبير وذاالحاجة لَا تكن فتّانًا۔ (كنز العمال ج:۸ ص:۲۷۰، ايجاز الصلٰوة، هداية ج:۱ ص:۱۲۲، باب الإمامة)۔

اِمام کو چاہئے کہ نماز میں مناسب مقدار میں تلاوت کرے

سوال:... ہماری مسجد کے اِمام صاحب پنج وقتہ نماز میں قرآن شریف ختم کر رہے ہیں۔ اِمام صاحب عشاء اور فجر کی نمازوں میں، خاص کر فجر کی نماز میں کم و بیش تراویح کی طرح طویل تلاوت فرماتے ہیں، مقتدیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں، کمزور بھی اور بوڑھے بھی۔ ابھی حال ہی میں فجر کی نماز میں جب زیادہ طویل تلاوت ہوئی تو ایک بزرگ جو کہ کافی ضعیف ہیں اور کھڑے ہوکر نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، ان کو بیٹھنا پڑ گیا۔ میں کوئی عالمِ دِین نہیں ہوں، سنتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی لوگوں کا اِمام بن کر نماز پڑھائے تو چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھائے (یعنی طول نہ دے)، کیونکہ مقتدیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور کمزور بھی، بوڑھے بھی (جن کے لئے طویل نماز باعثِ زحمت ہوسکتی ہے)، اور جب تم میں سے کسی کو اکیلے نماز پڑھنی ہو تو جتنی چاہے لمبی نماز پڑھے۔

جواب:... یہ حدیث شریف جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے، صحیح ہے۔[1] اِمام صاحب اگر نماز میں قرآن کریم ختم کر رہے ہیں تب بھی مختصر قراءت کرسکتے ہیں، جس سے کمزور نمازیوں پر بار نہ ہو۔ بہرحال آپ کے اِمام صاحب یا تو "نماز میں ختمِ قرآن" نہ کریں، یا مناسب مقدار میں قراءت کیا کریں۔

نماز میں لمبی قراءت کیوں کی جاتی ہے؟ جبکہ نمازی تھکے ہوئے ہوتے ہیں؟

سوال:... میری ناچیز رائے میں نئی نسل کی دِین کی طرف سے بے رغبتی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مساجد میں ائمہ کرام طویل اور اُکتا دینے والی نماز پڑھاتے ہیں۔ عیسائی ہفتے میں ایک بار عبادت کرتے ہیں، لہٰذا پادری پورے ہفتے کی کسر نکال لیتے ہیں، چنانچہ انگریزی میں پادریوں کے متعلق سیکڑوں لطیفے مشہور ہیں۔ ہمارے مذہب میں خدا کے سامنے حاضری دن میں پانچ بار ہے، بلکہ ایک لحاظ سے مؤمن کی پوری زندگی عبادت ہے، لہٰذا مسجد کی عبادت (خصوصاً آج کے ہوش رُبا دور میں) جتنی مختصر ہوگی، لوگ اتنا ہی اس کی طرف زیادہ راغب ہوں گے۔ جمعہ میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اِمام صاحب مصلے پر پنکھے کے نیچے ٹھنڈی جگہ کھڑے ہیں، جبکہ باہر نمازی دُھوپ کے باعث پسینے میں شرابور ہو رہے ہیں، لیکن قراءت ہے کہ ختم ہونے پر نہیں آتی۔ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز میں اس بات کا خیال نہیں کیا جاتا کہ نمازیوں کو ابھی تراویح کی مشقت سے گزرنا ہے، اسی طرح وتروں کی اِمامت میں اس بات سے غرض نہیں ہوتی کہ لوگ تراویح کے تھکے ہوئے ہیں۔

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے کہ تم میں سے جو اِمام ہو وہ ہلکی پھلکی نماز پڑھائے، کیونکہ نمازیوں میں کوئی بیمار ہوگا، کوئی کمزور ہوگا، اور کوئی ضرورت مند ہوگا۔[2]

---

(۱) عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا أمّ أحدكم الناس فليخفف، فإن فيهم الصغير والكبير والضعيف والمريض، فإذا صلّى وحده فليصل كيف شاء۔ وفي رواية: فإن في الناس الضعيف والسقيم وذا الحاجة۔ (صحيح مسلم ج:۱ ص:۱۸۸، باب امر الأئمة بتخفيف الصلوٰة)۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا صلّى أحدكم للناس فليخفف، فإنّ في الناس الضعيف والسقيم وذا الحاجة۔ رواه مسلم۔ (مسلم ج:۱ ص:۱۸۸، طبع دهلي)۔

بہت بلند آواز سے تلاوت کرنا کیسا ہے؟

سوال:... ہماری مسجد کے قاری صاحب نماز میں قرآن مجید مختلف طرزوں میں پڑھتے ہیں، کبھی نعتیہ انداز میں، کبھی دھیمی آواز سے، اور زیادہ قرآن کی کیفیت یہ ہے کہ وہ قرآن مجید بہت اُونچی آواز سے پڑھتے ہیں، حالانکہ مسجد میں بہت تھوڑے نمازی ہوتے ہیں، اسی بات پر تمام نمازیوں کو اعتراض ہے کہ اتنی تیز آواز میں طرزیں بدل کر کیوں پڑھتے ہیں؟ اگر کوئی اعتراض کرے، تو کہتے ہیں کہ وہ ٹھیک پڑھتے ہیں۔

جواب:... قاری صاحب کا مقصود نمازیوں کو سنانا ہے، پس آواز اتنی اُونچی ہونی چاہئے کہ نمازیوں کو سنائی دے، اس سے زیادہ اُونچی آواز کرنا بے ضرورت ہے۔[1] واللہ اعلم!

تیسری صف تک آواز نہ پہنچنے والے کو اِمام بنانا

سوال:... اگر اِمام کی آواز اتنی کم ہو کہ تیسری صف والے مقتدی تکبیر نہ سن سکیں، تو کیا اسے "مکبّر" مقرّر نہ کرنا چاہئے؟ اس ذمہ داری کی نوعیت دین میں بیان فرمادیں۔

جواب:... اگر اِمام کی تکبیر مقتدیوں تک نہ پہنچ سکے تو پیچھے سے کسی بھی مقتدی کو بلند آواز سے تکبیر کہہ دینی چاہئے۔[2]

فرائض کی جماعت میں اِمام کو لقمہ دینا

سوال:... کیا تراویح کی نماز کے علاوہ اور نمازوں مثلاً: فجر، مغرب، عشاء میں لقمہ دینا جائز ہے؟ اگر اِمام لقمہ قبول کرلیتا ہے تو کیا نماز فاسد ہوجاتی ہے؟ اور کیا اس سلسلے میں علماء میں کوئی اختلاف ہے؟

جواب:... اگر اِمام نے آیت غلط پڑھ دی ہو تب تو لقمہ دینا ضروری ہے، تاکہ وہ دوبارہ صحیح پڑھے، اور اگر اِمام بقدرِ ضرورت قراءت کرچکا تھا، اس کے بعد اٹک گیا تو اس کو چاہئے کہ رُکوع کردے، مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے، لیکن اگر کسی مقتدی نے لقمہ دے دیا تب بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔[3]

---

(۱) وفی الدرر: ویجهر الإمام وجوبًا بحسب الجماعة فإن زاد علیه أساء. وفی الشرح: قوله فإن زاد علیه أساء وفی الزاهدی عن أبی جعفر: لو زاد علی الحاجة فهو أفضل إلّا إذا أجهد نفسه أو آذی غیره، قهستانی. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۵۳۲، فصل فی القراءة).

(۲) انه علیه الصلاة والسلام كان إمامًا وأبوبكر مبلغًا للناس تكبیره وبه استدل علٰی جواز رفع المؤذنین أصواتهم فی الجمعة والعیدین وغیرهما كما فی المجتبٰی. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۸۶ باب الإمامة).

(۳) وإن فتح علٰی إمامه لم تفسد ...... وأما إذا قرأ أو تحول ففتح علیه تفسد صلاة الفاتح، والصحیح إنها لَا تفسد صلاة الفاتح بكل حال ...... ولَا ینبغی للإمام أن یلجئهم إلی الفتح، لأنه یلجئهم إلی القراءة خلفه وأنه مكروه بل یركع إن قرأ قدر ما تجوز به الصلاة وإلّا ینتقل إلی آیة اخریٰ ... إلخ. (عالمگیریة ج:۱ ص:۹۹).

اِمام صاحب کی بھول ہمیشہ مقتدی کے غلط وضو کی وجہ سے نہیں ہوتی

سوال:... مغرب کی باجماعت نماز میں اِمام صاحب دُوسری رکعت میں التحیات کے بعد کھڑے ہونا بھول گئے، لقمہ دینے پر وہ اُٹھے اور سجدۂ سہو کے بعد نماز مکمل کرلی، نماز کے بعد اِمام صاحب نے فرمایا کہ: آپ مقتدیوں میں سے کسی کا وضو دُرست نہیں جو کہ یہ غلطی سرزد ہوئی، اور سرکارِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے۔ آپ سے یہ بات پوچھنی ہے کہ کیا یہ درست ہے؟ کیونکہ اس وقت جماعت میں سے بارش ہونے کے سبب ہم صرف پانچ نمازی تھے، اِمام صاحب کی اس بات نے ہم پانچوں کو تشویش میں مبتلا کردیا ہے، میں نے ایک دُوسرے صاحب سے یہ بات بھی سنی ہے کہ جب جماعت میں اِمام صاحب سے کوئی غلطی ہوجاتی ہے تو اس وقت حضرت خضر علیہ السلام مسجد میں تشریف لاتے ہیں اور آدمیوں کے بھیس میں نمازیوں سے مصافحہ کرتے ہیں۔

جواب:... یہ کہنا تو مشکل ہے کہ اِمام صاحب کو جب بھی بھول ہو، اس کا سبب ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ مقتدیوں میں سے کسی کا وضو صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ یہ کہنا صحیح ہے کہ دیگر اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے۔ آپ کے اِمام صاحب نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے، وہ سننِ نسائی (ج:۱ ص:۱۵۱) میں ہے،[1] جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۂ رُوم کی قراءت فرمائی، قراءت کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متشابہ لگ گیا، نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ٹھیک سے وضو نہیں کرتے، یہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے ہماری قراءت میں گڑبڑ ہوتی ہے۔ بہرحال اِمام صاحب کی بھول کا سبب کبھی مقتدیوں کی یہ کوتاہی بھی ہوسکتی ہے، اور کبھی خود اِمام کی کوتاہی، بلکہ یہی اغلب ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کے تشریف لانے اور نمازیوں سے مصافحہ کرنے کی بات میں نے کہیں نہیں سنی، نہ پڑھی۔

اِمام کا اپنے بچے کے رونے کی وجہ سے نماز توڑ دینا

سوال:... ہمارے محلے کی قریبی مسجد میں جو اِمام مقرّر ہیں، ایک دن عشاء کی نماز کی آخری رکعت میں اِمام صاحب سجدے میں گئے تو انہیں مسجد سے ملحقہ اپنے مکان سے اپنے بچے کے رونے کی آواز آئی، یہ نماز صحن میں ادا کی جارہی تھی، مسجد کے ہال سے اِمام صاحب کے گھر ایک دروازہ کھلتا ہے، اِمام صاحب سجدے میں نماز چھوڑ کر اپنے گھر چلے گئے، مقتدی کافی دیر سجدے میں رہے تو ان میں سے ایک مقتدی اُٹھ گیا، دیکھا تو اِمام صاحب غائب ہیں، اس طرح باقی مقتدیوں نے بھی نماز توڑ دی، بعد میں مقتدیوں نے جب اِمام صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اپنے بچے کے رونے کی آواز آئی تھی، میں یہ سمجھا کہ کوئی اسے اغوا کررہا ہے، حالانکہ اِمام صاحب کی بیوی گھر میں موجود تھیں۔ مقتدیوں نے نماز توڑ دی، بتایئے اس صورت میں انہیں کیا کرنا چاہئے تھا یا دوبارہ نماز باجماعت پڑھانی چاہئے تھی؟ ابھی پچھلے دنوں اِمام صاحب اِمامت کے دوران قراءت کرتے ہوئے بھول گئے، بعد میں ایک مقتدی نے ان سے اس کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بجائے مسئلہ بتانے کے یہ کہا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں، کسی

---

(۱) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ صلّٰی صلاۃ الصبح فقرأ الروم، فالتبس علیہ، فلما صلّٰی قال: ما بال أقوام یصلون معنا لَا یحسنون الطھور، فإنما یلبس علینا القرآن أولٰئک۔ (سنن نسائی ج:۱ ص:۱۵۱، القراءۃ فی الصبح بالرُّوم)۔

مقتدی نے وضو صحیح نہیں کیا۔ آپ ہی بتائیں کہ ایسے اعمال کرنے والے اِمام صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... بچے کے رونے کی آواز سن کر اِمام صاحب کے لئے نماز توڑنا جائز نہیں تھا، اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہ غلط کیا، اس سے اِمام صاحب اور مقتدیوں، سب کی نماز ٹوٹ گئی، اور نماز دوبارہ جماعت سے کرانی چاہئے تھی۔[۱] کسی کے وضو کرنے یا نہ کرنے کا اِمام کے بھولنے میں ہمیشہ دخل نہیں ہوتا، بعض مرتبہ اچھے اچھے عالم بھی بھول جاتے ہیں، یہ اتنی معیوب بات نہیں۔ دونوں مسئلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اِمام صاحب فقہ اور نماز کے مسائل سے ناواقف ہیں، بہتر یہ ہے کہ کسی عالم کو جو قراءت بھی جانتے ہوں اِمام مقرّر کیا جائے۔

اِمام کو اپنی نماز جماعت سے زیادہ اطمینان سے پڑھنی چاہئے

سوال:... دیکھا گیا ہے کہ پیش اِمام حضرات نماز کی جماعت تو بڑے اہتمام سے پڑھاتے ہیں اور بعد کی بقیہ رکعتیں جو بعد نماز جماعت ادا کرنی ہوتی ہیں، جلدی جلدی پڑھ کر نماز ختم کرلیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسا وہ دانستہ کرتے ہیں یا اس کے لئے کوئی شرعی جواز ہے؟ کیا جماعت کے علاوہ بقیہ رکعتیں سکون و آرام کے ساتھ ادا کرنی چاہئیں یا جلدی جلدی اِمام صاحب کی طرح؟

جواب:... فرض نماز تو مختصر پڑھانے کا حکم ہے، تاکہ بیماروں، بوڑھوں اور کمزوروں کی رعایت رکھی جاسکے، اپنی تنہا نماز آدمی کو زیادہ اطمینان سے پڑھنی چاہئے، جس غلطی کی آپ نے نشاندہی فرمائی ہے، وہ واقعی لائقِ اصلاح ہے۔[۲]

اِمام کو سنت کے لئے جگہ تبدیل کرنا

سوال:... اِمام فرائض پڑھا کر مصلے سے ہٹ کر نماز سنت ادا کرے یا وہاں اسی جگہ پر؟

جواب:... جگہ بدل لینا اور ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہوجانا چاہئے۔[۳]

نماز کے بعد اِمام کس طرف منہ کرکے بیٹھے؟

سوال:... کیا ہر نماز باجماعت کے بعد اِمام صاحب کا دُعا کے لے مقتدیوں کی طرف منہ کرکے بیٹھنا ضروری ہے یا سنت ہے؟

---

(۱) المصلی إذا دعاه أحد أبویه لَا یجیب ما لم یفرغ من صلاته إلّا أن یستغیث به لشيء لأن قطع الصلاة لَا یجوز إلّا لضرورة ... إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۹، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لَا یکره)۔

(۲) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذا صلّٰی أحدکم للناس فلیخفف، فإن فیهم السقیم والضعیف والکبیر، وإذا صلّٰی أحدکم لنفسه فلیطول ما شاء۔ متفق علیه۔ (مشکوٰة ص:۱۰۱)۔

(۳) (وإن) کانت صلاة بعدها سنة یکره له المکث قاعدًا .... لأن المکث یوجب اشتباه الأمر علی الداخل فلا یمکث ولٰکن یقوم ویتنحّٰی عن ذٰلک المکان ثم یتنفل ... إلخ۔ (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۶۰)۔

جواب:... نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرکے بیٹھنا کوئی ضروری نہیں ہے، دائیں بائیں جس طرف چاہے بیٹھ سکتا ہے۔[1]

اِمام صاحب کا نمازی کے سامنے منہ کرکے بیٹھنا جائز نہیں

سوال:... عشاء کی نماز باجماعت کا سلام پھیر کر اِمام صاحب مقتدیوں کی طرف منہ کرکے دُعا مانگتے ہیں اور دُعا ختم ہوجاتی ہے، اِمام صاحب اب بھی مقتدیوں کی طرف منہ کرکے بیٹھتے ہیں، ٹھیک اِمام صاحب کے پیچھے صفِ اوّل میں ایک نہایت ضعیف البصر ضعیف السماعت عمر رسیدہ بزرگ بیٹھتے ہیں، یہ بزرگ دُعا ختم ہونے پر حسبِ معمول سنتِ مؤکدہ ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور نیت باندھ کر نماز ادا کرنے لگتے ہیں، اِمام صاحب اب بھی ان بزرگ کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں۔

جواب:... نمازی کے سامنے اس کی طرف منہ کرکے بیٹھنا جائز نہیں،[2] اور نمازی کے سامنے سے اُٹھ کر چلے جانا جائز ہے۔

نماز کے بعد اِمام کو کعبہ کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھنا جائز ہے

سوال:... کیا بعد نماز اِمام کا کعبہ کی طرف یا قبلۂ اوّل کی طرف پیٹھ کرنا جائز ہے؟

جواب:... اِمام کو چاہئے کہ نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف پشت کرکے نہ بیٹھے،[3] بلکہ یا تو مقتدیوں کی طرف منہ کرکے بیٹھ جائے یا دائیں بائیں منہ کرکے بیٹھے۔[4]

فرض نماز کے بعد اِمام قبلہ ہی کی طرف منہ کئے کیوں دُعا مانگ لیتے ہیں؟

سوال:... نماز کے بعد خصوصاً فرض نماز کے بعد اِمام قبلے کی جانب منہ کرکے ہی دُعا مانگ لیتے ہیں، مقتدیوں کی جانب منہ نہیں پھیرتے، آیا ایسا کرنا احادیث واقوالِ سلف کی روشنی میں جائز ہے یا کیا صورت ہے؟

جواب:... اس کے عدمِ جواز کا شبہ کیوں ہوا...؟

ہر نماز کے بعد اِمام کا تین بار دُعا مانگنا

سوال:... ہر نماز کے بعد پیش اِمام کا تین بار دُعا مانگنا کیسا ہے؟

جواب:... ایک ہی بار جتنی چاہے دُعا کرے، ایک دفعہ دُعا کرکے ہاتھ پھیرنا، پھر دُعا کرنا پھر ہاتھ پھیرنا، بدعت ہے۔[5]

---

(۱) ثم اختلف المشائخ في كيفية الإنحراف .... وقال بعضهم هو مخير إن شاء إنحرف يمنة وإن شاء يسرة وهو الصحيح ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۶۰).

(۲) ولكنه يستقبل القوم بوجهه إن شاء إن لم يكن بحذائه أحد يصلي ...إلخ. (بدائع صنائع ج:۱ ص:۱۵۹).

(۳) فلا بأس بالقعود إلّا أنه يكره المكث على هيئته مستقبل القبلة ...إلخ. (بدائع ج:۱ ص:۱۵۹).

(۴) هو مخير إن شاء إنحرف يمنة وإن شاء يسرة وهو الصحيح. (بدائع صنائع ج:۱ ص:۱۶۰).

(۵) ''نماز کے بعد تین تین بار دُعا مانگنے کا اِلتزام بدعت ہے۔'' كفاية المفتي ج:۳ ص:۳۳۰ كتاب الصلوٰة.

اِمام سے اختلاف کی بنا پر مسجدِ نبوی میں نماز نہ پڑھنا بڑی محرومی ہے

سوال:... مسجدِ نبوی کی طرف جا کر وہاں نماز نہ پڑھنا (جو چالیس نمازوں کے برابر ہے) محض امام سے اختلاف کی بنا پر کیسا فعل ہے؟

جواب:... مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے، حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں ایسے طور پڑھیں کہ کوئی نماز فوت نہ ہو، اس کے لئے دوزخ سے برأت اور عذاب سے نجات کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے اور وہ نفاق سے بری ہوجاتا ہے۔ (مسندِ احمد ج:۳ ص:۱۵۵)[1] ان فضائل کے باوجود محض اِمام سے فقہی اختلاف کی بنا پر حرمِ نبوی کی نمازیں چھوڑ دینا کتنی بڑی محرومی اور بے توفیقی ہے، اس کا اندازہ بھی کیا جاسکتا ہے؟ اناللہ وانا الیہ راجعون...!

جس اِمام سے ناراضی ہو اس کی اِقتدا

سوال:... کسی اِمام سے ناراضی ہو تو ایسی صورت میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اِمام سے کسی دُنیوی سبب سے ناراضی رکھنا بُرا ہے، نماز اس کے پیچھے جائز ہے۔

اِمام کی توہین کرنے والے کی اسی اِمام کے پیچھے نماز

سوال:... گاؤں کے معزّزین کا ایک اجتماع برائے فلاح و بہبود منعقد ہوا، جس میں اِمام مسجد شریک ہوئے، باتوں باتوں میں ایک شخص نے مولوی صاحب کے اعتراض پر کہا کہ مولوی بکواس کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے، کیا یہ شخص مجمع عام کے سامنے اِمام کی بےعزّتی کرکے دوبارہ کسی جگہ فرض، واجب وغیرہ ان اِمام صاحب کی اِقتدا میں نماز ادا کرسکتا ہے؟ اس کے لئے شرعی تعزیر یا سزا کیا ہے؟ تاکہ آئندہ کے لئے سدِباب ہوسکے اور اِمام صاحب کی عزّت محفوظ رہ سکے، یاد رہے کہ مذکورہ اِمام صاحب عرصہ دس سال سے للہ فی اللہ دینی خدمات، عیدین، جمعہ، جنازہ، دُعا وغیرہ سرانجام دے رہے ہیں۔

جواب:... اِمام کی ناحق توہین کرکے وہ شخص گناہ کا مرتکب ہوا ہے، اس کو اس سے توبہ کرنی چاہئے اور اِمام صاحب سے معافی مانگنی چاہئے،[2] نماز اس کی اِمام صاحب کے پیچھے جائز ہے۔

اگر اِمام سے کسی مسئلے میں اختلاف ہوجائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:... میری دُکان کے سامنے مسجد ہے، آٹھ مہینے پہلے کا واقعہ ہے کہ عصر کی نماز کی جماعت ختم ہونے کے بعد ایک

---

(۱) عن أنس بن مالک عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: من صلّی فی مسجدی أربعین صلاة لَا یفوته صلاة کتبت له براءة من النار ونجاة من العذاب وبرئ من النفاق. (مسند احمد ج:۳ ص:۱۵۵).

(۲) (قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: المسلم) ...... (من سلم المسلمون) ...... (من لسانه) أی بالشتم واللعن والغیبة والبهتان والنمیمة والسعی الی السلطان وغیر ذٰلک ...... (ویده) بالضرب والقتل والهدم والدفع والکتابة بالباطل. (مرقاة شرح المشکوٰة ج:۱ ص:۶۳).

نمازی دوبارہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے، ان کے برابر دُوسرے نمازی نے ٹوکا کہ تم نے ابھی جماعت سے نماز پڑھی ہے، عصر کی نماز پڑھنے کے بعد کوئی نماز پڑھنا حرام ہے، ان صاحب نے جواب دیا کہ میں پچھلی قضا نماز پڑھوں گا، اس پر ٹوکنے والے نے وہی بات دُہرائی کہ کوئی بھی نماز پڑھنا حرام ہے، چاہے اِمام صاحب سے معلوم کرلو۔ دُوسرے نمازی بھی ان ٹوکنے والے کے ساتھ مل گئے اور اِمام صاحب کے پاس اس نمازی کو لے آئے، اِمام صاحب نے بھی یہی جواب دیا کہ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد کوئی بھی نماز پڑھنا حرام ہے۔ یہ سن کر میں نے نمازیوں سے کہا کہ میری معلومات کے تحت یہ قضا نماز پڑھ سکتے ہیں، ابھی مغرب میں کم سے کم ایک گھنٹہ ہے، میرے جواب دینے پر نمازی مجھ پر پلٹ گئے اور کہنے لگے: تم نے اِمام صاحب کی مخالفت کی ہے، اس وجہ سے اپنی نمازیں دوبارہ پڑھو۔ اس واقعے کے بعد میں نے اس مسجد میں نماز پڑھنی بند کردی، تھوڑے فاصلے پر دوسری مسجد میں باجماعت پڑھنی شروع کردی، مجھ کو آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ اِمام صاحب اور نمازیوں سے اس اختلاف پر دُوسری مسجد میں نماز پڑھنا کیا جائز ہے؟ اور کیا مجھ کو پچھلی نمازیں جو میں نے ان اِمام صاحب کے ساتھ پڑھیں، دوبارہ پڑھنی پڑیں گی؟

جواب:... افسوس ہے کہ بے علمی کی وجہ سے آپ حضرات میں سے کسی نے صحیح مسئلہ نہیں بتایا، آپ کے سوال میں چند مسائل ہیں، جنہیں الگ الگ لکھتا ہوں:

۱:... فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں،[1] لیکن قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں، مگر لوگوں کے سامنے قضا نماز مکروہ ہے،[2] الگ جگہ پڑھنی چاہئے۔

۲:... جس شخص کو قضا نماز پڑھنی ہو، صرف اسی شخص کا مقتدی بن سکتا ہے جو وہی قضا نماز پڑھ رہا ہو، مثلاً: ایک دن کی عصر کی نماز دو شخصوں کی فوت ہوگئی تھی، وہ دونوں جماعت کراسکتے ہیں، لیکن اگر اِمام کوئی نماز پڑھا رہا ہو اور مقتدی کی نماز اور ہو تو اِقتدا صحیح نہیں، مثلاً: اِمام آج کی عصر پڑھنا چاہتا ہے اور مقتدی قضا شدہ کل کی عصر پڑھنا چاہتا ہے تو اِقتدا صحیح نہیں ہوگی۔[3]

۳:... اِمام سے اگر مسئلے میں اختلاف ہوجائے خواہ اِمام کی غلطی ہو یا مقتدی کی، اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز صحیح ہے، اس کو نہیں لوٹایا جائے گا، اس لئے جن دوستوں نے آپ کو نماز لوٹانے کا مشورہ دیا، وہ غلط تھا، اور آپ کا اس مسجد کو چھوڑ کر دُوسری مسجد میں نماز شروع کردینا بھی اسی غلط مشورے کو قبول کرنے کا نتیجہ ہے، اس لئے یہ بھی غلطی ہے، آپ کی نماز اسی اِمام صاحب کے پیچھے جائز ہے۔

---

(۱) الفصل الثالث فی بیان الأوقات التی لَا تجوز فیها الصلاة وتکره فیها .... ومنها ما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس .... ومنها ما بعد صلاة العصر قبل التغیر۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۳)۔

(۲) ویکره قضاءها فیه، لأن التأخیر معصیة فلا یظهرها۔ (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۳۹۱)۔

(۳) ولَا یصلی المفترض خلف المتنفل لأن الِاقتداء بناء ووصف الفرضیة معدوم فی حق الِامام فلا یتحقق البناء علی المعدوم، قال: ولَا من یصلی فرضًا خلف من یصلّی فرضًا آخر، لأن الِاقتداء شرکة وموافقةً فلا بد من الِاتحاد۔ (هدایة ج:۱ ص:۱۲۷)۔

ایک مقتدی کی نماز خراب ہوگئی تو اس نے اسی نماز کی دُوسری جگہ اِمامت کی

سوال:... منیٰ میں اپنے نزدیکی خیمے میں نماز کے لئے گیا، وہ لوگ طائف (مسافت ۵۳ میل) سے حج کے لئے آئے تھے، جس کا مجھے بعد میں علم ہوا، ظہر کی نماز کا وقت تھا، انہوں نے نماز شروع کی، میں بھی ان میں شامل ہوگیا، اِمام جو کہ حافظِ قرآن تھا (لیکن داڑھی نہیں تھی) نے بالجہر (قراءت سے) الحمدللہ شریف اور سورۃ پڑھی، حالانکہ پیچھے سے کئی مرتبہ اللہ اکبر بھی کہا، دُوسری رکعت میں بھی اس نے اسی طرح قراءت سے الحمد شریف اور سورۃ پڑھی، اور پھر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا، کیونکہ انہوں نے قصر پڑھنی تھی، میں نے بھی سلام پھیر دیا، اِمام صاحب کو سمجھایا کہ جناب ظہر اور عصر میں بالجہر نہیں پڑھنی چاہئے، بہرحال مجھے اس نماز سے تسلی نہیں ہوئی، چونکہ میں مقامی یعنی مکۃ المکرمہ کا رہنے والا تھا، اس لئے میں نے قصر نماز نہیں پڑھنی تھی، بلکہ پوری ادا کرنی تھی، اس لئے میں اپنے خیمے میں آگیا جہاں میرے ساتھی اور بھائی نماز کے لئے تیار تھے، انہوں نے مجھے اِمامت کے لئے کہا اور میں نے ظہر کی نماز پڑھائی، برائے مہربانی یہ وضاحت فرمادیں کہ کیا یہ میرا عمل دُرست تھا؟ خاص طور پر اِمامت کرانا کیسا رہا؟

جواب:... دن کی نمازوں میں جہری قراءت دُرست نہیں،[1] جب آپ نے مقیم ہونے کے باوجود دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو آپ کی وہ نماز نہیں ہوئی، اس لئے آپ کا اِمامت کرانا صحیح تھا۔

حرمین شریفین کے اِمام کے پیچھے نماز نہ پڑھنا بڑی محرومی ہے

سوال:... میں چند دوستوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں کام کرتا ہوں، ابھی کچھ دنوں کے لئے پاکستان آیا ہوں، جب ہم مکہ مکرمہ میں ہوتے ہیں تو میرے دوستوں میں سے کوئی بھی حرمین شریفین کے اِمام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تھا، میں نے کئی مرتبہ ان کو سمجھایا، وہ کہتے تھے کہ یہ لوگ وہابی ہیں۔ پھر میں خاموش ہوجاتا تھا، لیکن یہاں آنے کے بعد بھی ان کے کوئی عمل میں تبدیلی نہیں آئی، بلکہ اِدھر تو کسی بھی اِمام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، چند خاص مسجدیں ہیں، ان کے سوا سب کو غیرمسلم قرار دیتے ہیں۔

جواب:... حرمین شریفین پہنچ کر وہاں کی نمازِ باجماعت سے محروم رہنا بڑی محرومی ہے۔[2] حرمین شریفین کے ائمہ، اِمام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں، متبعِ سنت ہیں، اگرچہ ہمارا ان کے ساتھ بعض مسائل میں اِختلاف ہے، لیکن یہ نہیں کہ ان کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھی جائے۔

اِمام کا نماز میں ہچکیوں کے ساتھ رونا

سوال:... اگر پیش اِمام دورانِ قراءت جہری پہلی ہی رکعت میں ہچکیوں کے ساتھ رونے لگے اور ساری نماز میں آخر تک یہی

---

(۱) ویجب الجهر فیما یجهر والمخافتة فیما یخافت هٰکذا فی التبیین ویجهر بالقراءة فی الفجر .... ویخفیها الإمام فی الظهر والعصر. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۲)۔

(۲) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: صلٰوة فی مسجدی هٰذا خیر من ألف صلٰوة فیما سواه إلّا المسجد الحرام. متفق علیه. (مشکوٰة ص:۶۷، باب المساجد ومواضع الصلاة)۔

کیفیت برقرار رہے، (ظاہر ہے کہ آنسو اور ناک بھی بہتی ہوگی) کیا ایسی صورت میں نماز میں کسی قسم کا نقص واقع ہوتا ہے؟ رونے اور ہچکیوں سے قراءت میں رُکاوٹ کئی مرتبہ ہوتی ہے، مگر بقدرِ ضرورت قراءت کے بعد بھی اس کو لمبا کرتا ہے، کیا ایسے موقع پر رُکوع میں چلا جانا بہتر نہیں ہے؟

جواب:... نماز میں آواز کے ساتھ رونا اور خوفِ آخرت یا حق تعالیٰ شانہٗ کی محبت وعظمت کی وجہ سے ہے، تو نماز میں خلل نہیں آتا، اور اگر کسی دُنیوی حادثے کی وجہ سے، یا کسی دُکھ درد کی وجہ سے ہو تو اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (۱)

زیادہ تنخواہ کی جعلی دستاویزات بنوانے والے اِمام اور کمیٹی دونوں گناہگار ہوں گے

سوال:... اگر اِمامِ مسجد کہیں کہ: طے شدہ معاملات کی رُو سے میری تنخواہ کم ہے، (اور سچ بھی یہی ہے) لیکن میرے بیوی بچوں کے ویزے کا معاملہ ہے، اس لئے مسجد کمیٹی میری تنخواہ کو کاغذات میں زیادہ لکھ کر ایک سرٹیفکیٹ بنادے، تاکہ میرے ویزے میں آسانی ہو، اس مجبوری کی وجہ سے اگر مسجد کمیٹی سرٹیفکیٹ بنادے تو اِمام صاحب یا کمیٹی والے گناہ گار ہوں گے یا نہیں؟

جواب:... یہ صحیح نہیں، کیونکہ اگر کاغذوں میں تنخواہ زیادہ لکھی جائے گی تو اِمام صاحب کو وہ تنخواہ دینی بھی پڑے گی، اور اگر زیادہ لکھی جائے اور تھوڑی دی جائے تو یہ جھوٹ ہوگا۔ (۲)

پگڑی کے بغیر نماز پڑھانا

سوال:... ہمارے محلے کی مسجد میں بعض اوقات اِمام صاحب کسی خاص مجبوری کی وجہ سے نماز نہیں پڑھا پاتے ہیں، جن کی غیرموجودگی میں مؤذِن صاحب بغیر پگڑی کے نماز پڑھاتے ہیں، یعنی صرف ٹوپی پہن کر پڑھاتے ہیں۔ تو مجھے بلکہ ہمارے محلے کے حضرات کو پوچھنا ہے کہ صرف اِمام صاحب نماز پڑھائے پگڑی باندھ کر وہ نماز سنت مؤکدہ ہے اور مقتدی اگر نماز پڑھائے بغیر پگڑی کے تو کیا وہ نماز بھی سنت مؤکدہ ہے یا غیرمؤکدہ؟

جواب:... پگڑی کے بغیر نماز ہوجاتی ہے، پگڑی پہننا سنتِ مؤکدہ نہیں، بلکہ سنتِ غیرمؤکدہ ہے، اور یہ صرف نماز کی سنت نہیں بلکہ عام سنت ہے۔ (۳)

اگر زید سمجھ کر اِمام کی اِقتدا کی، لیکن وہ بکر نکلا تو نماز کا حکم

سوال:... مسجد میں نماز باجماعت کے لئے اِمام صاحب مستقل ہیں، لیکن کبھی کبھی زید اور دُوسرے صاحبان جماعت کراتے

---

(۱) ولو أن في صلاته أو تأوه أو بكى فارتفع بكاؤه فحصل له حروف فإن كان من ذكر الجنّة أو النار فصلاته تامة وإن كان من وجع أو مصيبة فسدت صلاته. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۱).

(۲) لأن عين الكذب حرام. قلت: وهو الحق، قال تعالىٰ: قُتل الخراصون، وقال عليه الصلاة والسلام: الكذب مع الفجور وهما في النار، ولم يتعين عين الكذب للنجاة وتحصيل المرام. (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۲۷).

(۳) عن عبادة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالعمائم فإنها سيماء الملائكة وارخوها خلف ظهوركم. رواه البيهقي في شعب الإيمان. (مشكوٰة ص:۳۷۷).

ہیں، لہجے اور آواز میں مماثلت ہے، جس کی بنا پر جماعت میں شامل ہونے والے مستقل اِمام صاحب یعنی بکر کی اِمامت خیال کرتے ہیں، جبکہ نیت کرتے وقت اس اِمام کے پیچھے نماز کی نیت کرتے ہیں، لیکن جماعت یا پوری نماز کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اِمامت کسی اور نے کی، ایسی صورت میں کیا:

الف:...جماعت سے نماز ہوگی؟

ب:...اگر نہیں، تو آپ کیا کریں، کیونکہ ایسا متعدد بار ہوا، جس کا تعین ممکن نہیں؟

ج:...جماعت کے بعد معلوم ہو تو کیا صورت ہوگی؟

د:... پوری نماز ختم کرنے کے بعد معلوم ہو تو کیا کیا جائے؟

جواب:... یہ نیت کرلی جائے کہ میں اس اِمام کی اِقتدا میں نماز پڑھ رہا ہوں، نماز ہوجائے گی۔ (۱)

اِمام اگر بوڑھا ہونے کی وجہ سے اَرکانِ نماز میں دیر کرے تو مقتدی کیا کریں؟

سوال:... ہمارے اِمام صاحب کئی سالوں سے ہمیں نماز پڑھاتے ہیں، اور کافی کمزور ہیں۔ جب وہ سجدے میں جاتے ہیں یا سجدے سے اُٹھتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں، اور مقتدی لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں، اور وہ مقتدیوں کے بعد کھڑے ہوتے ہیں۔ یعنی مقتدی پہلے رُکن میں جاتے ہیں اور مولوی صاحب بعد میں۔ تو کیا اس سے ہماری نماز ہوجاتی ہے؟ حالانکہ ان کو کئی بار سمجھایا بھی ہے کہ آپ اب استعفاء دے دیں اور ہماری نماز خراب نہ کریں، لیکن وہ نہیں مانتے، کیا اس سے ہماری نمازوں پر اَثر پڑے گا؟

جواب:... ان کے اِستعفاء کی بات تو تم جانو، یا وہ جانیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں فرماتے تھے: ''اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں، اس لئے مجھ سے آگے نہ بڑھو، بلکہ جب میں رُکوع میں چلا جاؤں تب رُکوع میں جایا کرو، اور جب سجدے میں چلا جاؤں تب سجدے میں جایا کرو۔'' (۲)

اس لئے مقتدیوں کو چاہئے کہ اِمام کے حال کی رعایت کریں، اِمام اگر بوڑھا ہے یا کمزور ہے تو اس سے آگے نہ بڑھیں، کیونکہ اِمام سے آگے بڑھنا بڑے وبال کی بات ہے، ایک حدیث میں ہے: ''کیا وہ شخص اس سے نہیں ڈرتا جو اپنے اِمام سے آگے نکلتا ہے کہ اس کے سر کو گدھے کے سر سے بدل دیا جائے؟'' (۳)

---

(۱) واذا أراد المقتدی تیسیر الأمر علٰی نفسه ینبغی أن ینوی صلاة الإمام والإقتداء به أو ینوی أن یصلی مع الإمام ما یصلی الإمام کذا فی المحیط۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶۷)۔

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: یا أیها الناس! إنّی قد بَدُنْتُ فلا تسبقونی بالرکوع والسجود، ولٰکن اسبقکم انکم تدرکون ما فاتکم۔ لم یضبط عن شیوخنا بدنت أو بدنت واختار أبو عبید بدنت بالتشدید ونصب الدال یعنی کبرت ومن قال بدنت برفع الدال فإنه أراد کثیر اللحم۔ (السنن الکبریٰ للبیهقی ج:۲ ص:۹۳، باب یرکع برکوع الإمام ویرفع برفعه ولا یسبقه وکذٰلک فی السجود وغیره)۔

(۳) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال محمد صلی الله علیه سلم: أما یخشی الذی یرفع رأسه قبل الإمام أن یحوّل الله رأسه رأس حمار۔ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۸۲، مشکوٰة ج:۱ ص:۱۰۲)۔

مقتدی

دوبارہ اِمامت کرانے والے کی اِقتدا کرنا

سوال:... ہمارے یہاں ریاض میں عربی اِمام صاحب ظہر کی جماعت کراتے ہیں، اگر کوئی شخص جماعت سے رہ جائے تو دوبارہ اس کے ساتھ اِمام بن کر جماعت کراتے ہیں کہ اس طرح میری (اِمام) نیت نفلوں کی ہوتی ہے اور مقتدی فرض پڑھتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اگر اِمام کی نیت نفل کی ہو اور مقتدی کی نیت فرض کی، تو جماعت ہوجاتی ہے یا نہیں؟ صحابہ کرامؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِقتدا میں نماز ادا کرنے کے بعد محلوں میں جماعت کی اِمامت کراتے تھے یا نہیں؟

جواب:... حنفیہ کے نزدیک فرض پڑھنے والے کی اِقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں،[1] دیگر بعض ائمہ کے نزدیک جائز ہے،[2] وہ صاحب اپنے مسلک کے مطابق دوبارہ نماز پڑھاتے ہوں گے، لیکن کسی حنفی کو ان کی دوبارہ اِمامت کی اِقتدا کرنا صحیح نہیں، ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔[3]

کیا صرف تکبیرِ تحریمہ میں اِمام کے ساتھ شریک ہونے والے کو نماز مل گئی؟

سوال:... اگر مقتدی نے تکبیرِ تحریمہ کہہ لی، لیکن قعدہ میں اِمام کے ساتھ شامل ہونے کے لئے زمین پر گھٹنے ٹیکے ہی تھے کہ اِمام نے سلام پھیر دیا تو کیا مقتدی کو جماعت مل گئی؟

جواب:... اگر سلام سے پہلے تکبیرِ تحریمہ کہہ لی تو اِمام کے ساتھ شریک ہوگیا۔[4]

اِمام بالائی منزل پر ہو تو نچلی منزل والوں کی نماز

سوال:... ہمارے محلے کی مسجد زیرِ تعمیر ہے، مسجد ایک حصہ تعمیر ہوچکا ہے، جو دو منزلوں پر مشتمل ہے، مسجد کی تعمیر کے دوران

---

(۱) ولَا (يصح) إقتداء المفترض بالمتنفل. (هندية ص:۸۶، الفصل الثالث في بيان من يصلح إمامًا لغيره، باب الإمامة).

(۲) واكتفى الشافعية باشتراط توافق نظم صلاتي الإمام والمقتدى .... وتصح قدوة المؤدي بالقاضي (الأداء خلف القضاء) وعكسه والمفترض بالمتنفل وعكسه ...إلخ. (الفقه الإسلامي وأدلته ج:۲ ص:۲۲۷، إتحاد صلوٰة الإمام والمأموم، طبع بيروت).

(۳) ولَا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضًا آخر لأن إتحاد الصلوٰة شرط عندنا. (الدر المختار مع الرد ج:۱ ص:۵۷۹).

(۴) وإن أدرك الإمام في القعدة لَا يأتي بالثناء بل يكبر للإفتتاح ثم للإنحطاط ثم يقعد. هٰكذا في البحر الرائق. (ج:۱ ص:۹۱).

اسی حصے میں نماز باقاعدگی سے پڑھائی جاتی ہے، باجماعت نماز اس طرح ہوتی تھی کہ پیش امام صاحب بالائی منزل پر ہوتے تھے اور مقتدی بالائی اور زیریں دونوں جگہوں پر باجماعت نماز ادا کرتے تھے، دونوں منازل پر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ امام صاحب کی آواز پہنچانے کا انتظام تھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ چند حضرات کا کہنا ہے کہ نچلی منزل میں نماز پڑھنے والے نمازیوں کی نماز نہیں ہوئی، پیش امام کا مقتدی کے سامنے ہونا ضروری ہے، نیز پیش امام جس مقام پر کھڑا ہے اور مقتدی جس مقام پر کھڑا ہے اس مقام کی اُونچائی کی حد مقرر ہے۔ آپ سے اس مسئلے کی وضاحت کا خواست گار ہوں اور کیا وہ نمازیں جو ہم نے نچلی منزل میں باجماعت ادا کی ہیں، وہ ہوگئیں یا انہیں دوبارہ ادا کرنا چاہئے؟ اُمید ہے آپ تفصیل سے جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

جواب:... اگر بالائی منزل پر امام کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں، جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے، تو نچلے حصے والوں کی اِقتدا بھی صحیح ہے،[1] لیکن نچلی منزل کو چھوڑ کر امام صاحب کا اُوپر کی منزل پر جماعت کرانا مکروہ ہے۔[2]

سوال:... یہاں پر ایک مسجد زیرِ تعمیر ہے، اس کے لئے مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ مسجد کو دومنزلہ بنا رہے ہیں، کیونکہ جگہ چھوٹی ہے، جمعہ کی نماز میں نمازیوں کی کثرت ہونے کی وجہ سے اور بچوں کو قرآن شریف کی تعلیم کے لئے دُوسری منزل کا بھی پروگرام ہے، کچھ ساتھی یہ کہہ رہے ہیں کہ پہلی منزل کی چھت میں محراب کے مقابل گیلری رکھی جائے تاکہ امام صاحب کی آواز اُوپر جاسکے، ویسے لاؤڈ اسپیکر بھی لگائے جائیں گے، اگر لائٹ نہ ہو تو آواز کا مسئلہ تب ہی پیدا ہوگا، اور کہتے ہیں کہ اگر گیلری نہ چھوڑی گئی تو اُوپر کی منزل الگ ہوگئی اور نیچے کی الگ ہوگئی، لہٰذا اس مسئلے کا شرعی حل بتادیں تو نوازش ہوگی، گیلری رکھنی ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر اُوپر والوں کو امام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے، خواہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ، خواہ مکبّروں کے ذریعہ، تو اُوپر والوں کی اِقتدا صحیح ہے، خواہ گیلری ہو یا نہ ہو، ویسے گیلری کی تجویز بھی بہت مناسب ہے۔[3]

اِمام کے ساتھ ارکان کی ادائیگی

سوال:... جماعت کی نماز کے دوران اِمام جب رُکوع وسجود کرتا ہے، کیا اس کے ساتھ ساتھ یا بعد میں یعنی اِمام سجدے میں چلا جائے تب مقتدی کو سجدہ کرنا چاہئے یا اِمام کے ساتھ ساتھ؟

جواب:... مقتدی کا رُکوع وسجدہ اور قومہ وجلسہ اِمام کے ساتھ ہی ہونا چاہئے، بشرطیکہ مقتدی، اِمام کے رُکن شروع کرنے کے بعد اس رُکن کو شروع کرے، نیز یہ کہ اِمام سے آگے نکلنے کا اندیشہ نہ ہو، اگر اِمام کے اُٹھنے بیٹھنے کی رفتار سست ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر

---

(۱) ویکره أن یکون الإمام وحده علی الدکان وکذا القلب فی ظاهر الروایة کذا فی الهدایة وان کان بعض القوم معه فالأصح أنه لَا یکره، کذا فی محیط السرخسی۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۸، الباب السابع، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لَا یکره)۔

(۲) ولو صلّٰی علٰی رفوف المسجد إن وجد فی صحنه مکانًا کره کقیامه فی صف خلف صف فیه فرجة۔ وفی الشامیة: قوله کره لأن فیه ترکًا لِإکمال الصفوف۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۵۷۰ مطلب فی الکلام علی الصف الأوّل)۔

(۳) ولو قام علٰی سطح المسجد واقتدیٰ بإمام فی المسجد إن کان للسطح باب فی المسجد ولَا یشتبه علیه حال الإمام یصح الإقتداء۔ (هندیة ج:۱ ص:۸۸، الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الإقتداء وما لَا یمنع)۔

اس اِمام کے ساتھ ہی انتقال شروع کیا تو اِمام سے آگے نکل جائے گا تو ایسی حالت میں تھوڑا سا توقف کرنا چاہئے۔[1]

مقتدی تمام ارکان اِمام کی متابعت میں ادا کرے

سوال:... حضرت! میرے پاس سعودی عرب سے ایک مہمان آئے تھے، وہ ایک دن میرے ساتھ نماز پڑھنے گئے، نماز کے بعد فرمانے لگے کہ یہاں جماعت کی نماز میں ایک خطا ہوئی ہے، نماز کا حکم یہ ہے کہ اِمام جب اللہ اکبر پورا کہہ دیں اس کے بعد مقتدی اللہ اکبر کہیں، اس کے لئے فرمانے لگے کہ ضروری ہے کہ مقتدی بھی خیال فرمائیں اور اِمام بھی لفظ ''اللہ'' کو یا ''اکبر'' کو نہ کھینچے، بلکہ بہت جلدی سے اللہ اکبر کہیں، اسی طرح یہ بھی فرمانے لگے کہ حکم ہے کہ جب اِمام رُکوع میں جائیں یا سجدے میں جائیں یا سجدے سے اُٹھے تو جب تک اِمام اللہ اکبر پورا نہ کہہ لیں اس وقت تک مقتدی اللہ اکبر شروع نہ کریں اور نہ ہی رُکوع میں یا سجدے میں جائیں اور نہ ہی سجدے سے اُٹھیں۔ اسی طرح فرمانے لگے کہ یہی حکم رُکوع سے اُٹھنے کا ہے، اس طریقہ پر فرمانے لگے کہ یہی حکم سلام پھیرنے کا ہے۔ حضرت! آپ سے معلوم کرنا تھا کہ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو ہماری مساجد میں تو اکثر بہت سے مقتدیوں کی نماز اس حکم سے بہت مختلف ہے، جس کی پہلی وجہ تو لوگوں کی ناواقفیت ہے، اور دُوسری اہم وجہ یہ کہ ہماری مساجد میں اکثر اِمام حضرات ہر رُکن پر ''اللہ اکبر'' یا ''سمع اللہ لمن حمدہ'' یا سلام کافی لمبا کھینچتے ہیں۔

جواب:... آپ کے سعودی دوست کی بات اس حد تک دُرست ہے کہ مقتدی کے ارکان اِمام سے پہلے ادا نہیں ہونے چاہئیں، اور پھر اس میں کچھ تفصیل ہے، وہ یہ کہ اگر اِمام کی تحریمہ (پہلی تکبیر) سے پہلے مقتدی نے تحریمہ ختم کرلی تو اقتدا ہی صحیح نہیں ہوئی، اس لئے مقتدی کی نماز نہیں ہوئی۔ اور دُوسرے ارکان میں نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن سخت گناہگار ہوگا، مثلاً: اگر رُکوع، سجدہ میں پہلے چلا گیا تو اگر اِمام بھی اس کے ساتھ رُکوع، سجدے میں جاکر شریک ہوگیا تو مقتدی کی نماز تو ہوگئی مگر گناہگار رہا۔

خلاصہ یہ کہ اِمام سے آگے بڑھنا جائز نہیں، اور بعض صورتوں میں اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔[2]

اگر اِمام کو رُکوع کے بعد ملیں تو کیا اُس کے ساتھ نماز میں شامل ہوجائیں؟

سوال:... اگر نماز پڑھنے جائیں، وضو کر رہے ہوں اور پھر وضو کرنے کے بعد جب اندر پہنچے اور قاری صاحب یعنی پیش اِمام صاحب رُکوع میں چلے گئے ہوں، تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ جب رُکوع کر رہے ہوں تب تو ٹھیک ہے، لیکن اگر وہ رُکوع سے اُٹھ کر سجدے میں چلے جائیں تو کیا کریں؟ رُکوع کرکے سجدے میں چلے جائیں یا دوبارہ کھڑے ہونے کا اِنتظار کریں؟

---

(۱) والحاصل إن متابعة الإمام فی الفرائض والواجبات من غیر تأخیر واجبة۔ (شامی ص:۴۷۰)۔

(۲) وأجمعوا علٰی ان المقتدی لو فرغ من قوله الله قبل فراغ الإمام من ذٰلک لَا یکون شارعًا فی الصلاة فی أظهر الروایات کذا فی الخلاصة۔ (الهندیة ج:۱ ص:۶۹، الباب الرابع) وأیضًا: ویکره للمأموم ان یسبق الإمام بالرکوع والسجود وأن یرفع رأسه فیهما قبل الإمام کذا فی محیط السرخسی۔ (الهندیة ج:۱ ص:۱۰۷، الباب الرابع، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لَا یکره)۔

جواب:... بعد میں آنے والا کھڑا ہوکر نماز کی تکبیرِ تحریمہ کہے اور پھر جس حالت میں اِمام کو پائے اس کے ساتھ شریک ہوجائے، اگر اِمام کے رُکوع پر شریک ہوگیا تو اس کو یہ رکعت مل گئی، ورنہ اس رکعت کو شمار نہ کرے۔ (۱)

اگر اِمام کو رُکوع کے بعد پائے تو کیا شامل ہوجائے یا اِنتظار کرے؟

سوال:... اگر کوئی شخص اِمام کو قیام یا رُکوع کے علاوہ پائے تو کیا کرے؟ آیا نماز میں شامل ہوجائے یا قیام (یعنی دُوسری رکعت) کا اِنتظار کرے؟ کیونکہ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر ان کی کوئی رکعت نکل جائے تو وہ کھڑے ہوکر اِنتظار کرتے ہیں، تاکہ اِمام کھڑا ہو دُوسری رکعت کے لئے اور پھر ہم شامل ہوں نماز میں۔

جواب:... جس حالت میں اِمام کو پائے، فوراً اس کے ساتھ شریک ہوجائے، اِنتظار نہ کرے۔ (۲)

اگر اِمام رُکوع، سجدے وغیرہ میں ہو تو اِمام کے ساتھ شریک ہونا

سوال:... اگر اِمام رُکوع، سجدے، التحیات، یا اور کسی عمل میں ہے تو دیر سے آنے والا کیا کرے؟ آیا وہ نیت کرکے اللہ اکبر کہتا ہوا بغیر قیام کئے رُکوع سجدے میں شامل ہوجائے یا قیام بھی کرے؟

جواب:... کھڑا ہوکر تکبیرِ تحریمہ کہے، اور اِمام کے ساتھ شریک ہوجائے۔ (۳)

اِمام کی حرکت دیکھ کر تکبیر کہنے سے پہلے رُکوع سجدے میں جانے والے کی نماز

سوال:... جماعت کے دوران اگلی صف میں ایک صاحب اِمام صاحب کی اللہ اکبر کہنے سے پہلے ہی صرف اِمام صاحب کی حرکت دیکھ کر رُکوع یا سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ کیا صرف اِمام صاحب کی حرکت دیکھ کر رُکوع یا سجدے میں جانا ٹھیک ہے؟ یا اِمام صاحب کی اللہ اکبر کی آواز سن کر جانا چاہئے؟ مہربانی فرماکر جواب ضرور دیں۔

جواب:... اِمام کی تکبیر کا اِنتظار کرنا چاہئے، لیکن اگر اِمام کے اِنتقالات کے ساتھ اِنتقال کرے تب بھی جائز ہے، بشرطیکہ اِمام سے آگے نہ نکلے۔ (۴)

---

(۱) لو أدرک الإمام وهو راکع فکبّر قائمًا وهو یرید تکبیرة الرکوع جازت صلاته ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶۹، الباب الرابع فی صفة الصلاة)۔

(۲) وإن أدرک الإمام فی الرکوع والسجود یتحری إن کان أکبر رأیه أنه لو أتی به (الثناء) أدرکه فی شیء من الرکوع أو السجود یأتی به قائمًا وإلّا یتابع الإمام ولَا یأتی به ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۹۱، الفصل السابع فی المسبوق واللاحق)۔

(۳) لو أدرک الإمام وهو راکع فکبّر قائمًا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶۹، الباب السابع فی صفة الصلاة)۔

(۴) ویکره للمأموم أن یسبق الإمام بالرکوع والسجود وأن یرفع رأسه فیهما قبل الإمام۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۷، الباب الرابع، الفصل الثانی)۔

مقتدی تکبیر کب کہے؟

سوال:... مقتدی اِمام کے پیچھے کس طرح نماز ادا کریں؟ اِمام کے منہ سے "اللہ" نکلے فوراً عمل شروع کردیں؟

جواب:... اِمام کے تکبیر شروع کرنے کے بعد آپ تکبیر کہہ سکتے ہیں، مگر اس کا خیال رکھا جائے کہ تکبیر اِمام سے پہلے شروع نہ کیا جائے اور اِمام سے پہلے ختم بھی نہ کی جائے۔[1]

مقتدی کو تکبیریں آہستہ کہنی چاہئیں

سوال:... مردوں کے لئے فرض رکعتوں میں تکبیریں اور ثنا (ظہر اور عصر کے علاوہ) باآواز بلند پڑھنے کا حکم ہے، مسجد میں بھی (جماعت کے علاوہ) کیا ایسا کرنا چاہئے؟ عموماً لوگ مساجد میں فرائض بھی خاموشی سے ادا کرلیتے ہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... بلند آواز سے تکبیر اِمام کہتا ہے، مقتدی کو اور منفرد کو تکبیریں آہستہ کہنی چاہئیں، اور ثنا تو اِمام بھی آہستہ پڑھے۔[2]

مقتدی تکبیرات کتنی آواز سے کہے؟

سوال:... بعض لوگ باجماعت نماز پڑھتے ہوئے اِمام کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہتے ہیں اور کہتے بھی بالجہر ہیں، یعنی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے دو تین شخص بآسانی ان کی آواز سن اور سمجھ سکتے ہیں، کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... مقتدی کو تکبیر آہستہ کہنی چاہئے، اور آہستہ کا مطلب یہ ہے کہ آواز صرف اس کے کانوں کو سنائی دے۔[3]

اِمام کی اِقتدا میں ثنا کب تک پڑھے؟

سوال:... سرّی نماز و جہری نماز میں مقتدی کو ثنا کیسے ادا کرنی چاہئے، یعنی سرّی نماز میں کب تک اور جہری نماز میں کب تک پڑھنی چاہئے؟

جواب:... جب اِمام قراءت شروع کردے تو ثنا چھوڑ دینی چاہئے، اور سرّی نماز میں جب تک یہ خیال ہو کہ اِمام نے قراءت شروع نہیں کی ہوگی، ثنا پڑھ لے، اس کے بعد چھوڑ دے۔[4]

---

(۱) ویحرم مقارنا التحریمة الإمام عند أبی حنیفة رحمه الله تعالٰی وعندهما بعد ما احرم والفتوىٰ علىٰ قولهما هٰكذا فی المعدن .... والمقارنة .... ان یوصل المقتدی همزة الله براء اکبر کذا فی المصفٰی فی باب الحنفیة۔ (الهندیة ج:۱ ص:۶۸، الباب الرابع، فی صفة الصلاة)۔

(۲) (وجهر الإمام بالتکبیر) بقدر حاجته للإعلام بالدخول والإستقلال وکذا بالتسمیع والسلام، وأما المؤتم والمنفرد فیسمع نفسه (والثناء والتعوذ والتسمیة والتأمین) وکونهن سرًّا۔ (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۴۷۵، باب صفة الصلاة، مطلب فی التبلیغ خلف الإمام)۔

(۳) (وجهر الإمام بالتکبیر) .... وأما المؤتم والمنفرد فیسمع نفسه۔ (درمختار مع الشامی ج:۱ ص۴۷۵، باب صفة الصلاة، مطلب فی قولهم الإساءة دون الکراهة)۔

(۴) ولو أدرک الإمام بعد ما اشتغل بالقراءة قال ابن الفضل لَا یثنی، وقال غیره یثنی، وینبغی التفصیل إن کان الإمام یجهر لَا یثنی وإن کان یسر یثنی وهو مختار شیخ الإسلام۔ (الشامیة ج:۱ ص:۴۸۸، مطلب فی بیان المتواتر والشاذة)۔

مقتدی کی ثنا کے درمیان اگر اِمام فاتحہ شروع کردے تو مقتدی خاموش ہوجائے

سوال:... اِمام کے سورۂ فاتحہ شروع کرنے سے پہلے میں نے ثنا پڑھنی شروع کردی، اور درمیان میں اِمام نے سورۂ فاتحہ شروع کردی، اس وقت بقیہ ثنا اور تعوّذ وتسمیہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... جب اِمام قراءت شروع کردے تو ثنا پڑھنا وہیں پر بند کردے، تعوّذ وتسمیہ قراءت کے تابع ہیں، اس لئے ان کو اِمام اور منفرد پڑھے، مقتدی نہیں، مقتدی صرف ثنا پڑھ کر خاموش ہوجائے۔ (۱)

کیا اِمام کی قراءت کے وقت مقتدی ثنا پڑھ سکتا ہے؟

سوال:... ایک مقتدی اس وقت اِمام کی اِقتدا میں شامل ہوتا ہے جبکہ اِمام سورۂ فاتحہ کی قراءت شروع کرچکا ہے، کیا مقتدی قراءت میں ثنا پڑھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟

جواب:... جب اِمام قراءت شروع کردے تو مقتدی کو ثنا پڑھنے کی اِجازت نہیں۔ (۲)

مقتدی صرف ثنا پڑھے گا، تعوّذ وتسمیہ نہیں

سوال:... اِمام کے ساتھ نماز شروع کرنے سے قبل مقتدی کو ثنا، تعوّذ اور تسمیہ تینوں کلمات اَدا کرنے چاہئیں یا صرف ثنا اور تعوّذ پڑھنا چاہئے جیسا کہ نمازِ جنازہ میں صرف ثنا اور تعوّذ پڑھا جاتا ہے؟

جواب:... تعوّذ اور تسمیہ قراءت کے لئے ہیں، اِمام اور منفرد کو ثنا کے بعد قراءت بھی کرنی ہے، اس لئے وہ تعوّذ وتسمیہ بھی پڑھیں گے، اور مقتدی کو چونکہ قراءت نہیں کرنی، اس لئے وہ صرف ثنا پڑھے گا، تعوّذ وتسمیہ نہیں۔ (۳)

شافعی اِمام جب فجر میں قنوت پڑھے تو حنفی مقتدی خاموش رہے

سوال:... اکثر فجر کی دُوسری رکعت میں شافعی اِمام ہاتھ اُٹھاکر قنوت پڑھتے ہیں، جس میں پانچ، سات منٹ صَرف ہوتے ہیں، بحیثیت حنفی مسلک کے مجھے ہاتھ اُٹھاکر دُعا مانگنی چاہئے یا خاموشی سے کھڑا رہنا چاہئے؟ اگر اِمام کی اتباع میں ہاتھ اُٹھاکر دُعا مانگ لی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ نماز ہوگئی یا دوبارہ لوٹانی پڑے گی؟

---

(۱) ولو أدرک الإمام بعد ما اشتغل بالقرآن قال ابن الفضل لَا یثنی، وقال غیره یثنی، وینبغی التفصیل إن کان الإمام یجهر لَا یثنی وإن کان یسر یثنی وهو مختار شیخ الإسلام. (رد المحتار ج:۱ ص:۴۸۸، مطلب فی بیان المتواتر والشاذة).

(۲) وإذا أدرک الإمام وهو یجهر بالقراءة لَا یأتی بالثناء بل یستمع وینصت للآیة. (حلبی کبیر ص:۳۰۴، طبع سهیل اکیڈمی لاهور).

(۳) فاستعذ بالله الآیة فلا یأتی به المقتدی لأنه لَا یقرأ بخلاف الإمام والمنفرد. (حلبی کبیر ج:۱ ص:۳۰۴).

جواب:... ہمارے نزدیک قنوتِ فجر مشروع نہیں، اس لئے اس میں شافعی اِمام کی مطابقت نہ کی جائے، بلکہ خاموش کھڑا رہے۔[1]

کیا رفع یدین کرنے والے مقلد اِمام کی اِقتدا میں رفع یدین کریں؟

سوال:... اگر کبھی ایسے اِمام کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہو جو شافعی، مالکی یا حنبلی مسلک پر عامل ہوں، تو کیا اِمام کی اِتباع کرتے ہوئے مجھے بھی رفع یدین کرنا ہوگا؟ اگر اِتباع کرتے ہوئے رفع یدین کروں تو کیا جائز ہے؟ جبکہ میں حنفی مسلک پر عامل ہوں۔

جواب:... آپ اپنے مسلک پر عمل کریں، وہ اپنے مسلک پر عمل کریں۔[2]

حنفی عالم کی اِقتدا میں حنبلی مسلک کے لوگوں کا وتر پڑھنا

سوال:... ہمارے ایک رشتہ دار، دوحہ قطر میں ایک مسجد کے اِمام ہیں، وہاں کے لوگ مسلکاً حنبلی ہیں، اور ہمارے رشتہ دار حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، وہاں پر وتر ایک رکعت پڑھی جاتی ہے، کیونکہ حنبلی مسلک کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے، اور اِمام حنفی ہے، کیا یہ نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو اِمام کی یا مقتدیوں کی؟ یا دونوں کی؟

جواب:... فقہِ حنفی کے نزدیک ایک رکعت کی نماز نہیں ہوتی، اس لئے حنفی کو ایک رکعت وتر میں اِمام بنانا جائز نہیں، حنفی اِمام اور حنفی مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی، اور جب اِمام کی نماز نہ ہوئی تو حنبلی مقتدیوں کی نماز جائز نہیں؟ یہ حنبلی علماء سے تحقیق کرلی جائے، مجھے اس کی تحقیق نہیں۔[3]

فجر کی دُوسری رکعت میں قنوت پڑھنے والے اِمام کے پیچھے کیا کیا جائے؟

سوال:... یہاں پر یعنی ابوظہبی میں اکثر مساجد میں دیکھنے میں آیا ہے کہ نمازِ فجر کے دوران دُوسری رکعت میں رُکوع کے بعد اور سجدے سے پہلے کھڑے ہوکر اور ہاتھ اُٹھاکر اِمام اُونچی آواز سے طویل دُعا پڑھتا ہے، اور اس کے ساتھ تمام نمازی بھی دُعا پڑھتے ہیں اور آمین کہتے ہیں، ایسے بھی لوگ ہیں جن میں میں بھی شامل ہوں، اِمام کے ساتھ دُعا پڑھنے کی بجائے خاموشی سے کھڑے رہتے ہیں، اور جب اِمام دُعا ختم کرکے سجدے میں جاتا ہے تو ساتھ ہی سجدے میں چلے جاتے ہیں، قرآن وسنت کی روشنی میں اس دُعا کے پڑھنے یا نہ پڑھنے کے متعلق تفصیلاً جواب سے نوازیں۔

---

(۱) وان قنت الإمام فی صلاة الفجر يسكت من خلفه كذا فی الهداية ويقف قائمًا وهو الصحيح كذا فی النهاية. (الهندية ج:۱ ص:۱۱۱، الباب الثامن فی صلاة الوتر).

(۲) وأما الإقتداء بالمخالف فی الفروع كالشافعی فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة علیٰ إعتقاد المقتدی عليه الإجماع. (حلبی كبير ص:۵۱۲).

(۳) قال فی البحر وهو صريح فی أن صلاة ركعة فقط باطلة. (شامی ج:۲ ص:۵۳).

جواب:... یہ دُعائے قنوت کہلاتی ہے، جسے حضراتِ شافعیہ فجر کی نماز میں ہمیشہ پڑھتے ہیں، ہمارے نزدیک فجر کی نماز میں قنوت ہمیشہ نہیں پڑھی جاتی، بلکہ جب مسلمانوں کو کوئی اہم حادثہ پیش آجائے تو قنوتِ نازلہ پڑھی جاتی ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے حوادث کے موقع پر ہی پڑھنا ثابت ہے، بعد میں ترک فرمادیا تھا۔ پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور وہ فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھے تو اس کے قنوت پڑھنے کے دوران ہاتھ چھوڑ کر خاموش کھڑے رہیں اور جب امام سجدے میں جائے تو اس کے ساتھ سجدے میں چلے جائیں۔[1]

سرّی نمازوں میں مقتدی ثنا کے بعد کیا کرے؟

سوال:... نمازِ فرض میں اِمام کے پیچھے نماز پڑھنے کے دوران فجر، مغرب اور عشاء میں تو امام صاحب بلند آواز سے قراءت کرتے ہیں، مگر ظہر اور عصر میں بلند آواز سے قراءت نہیں کرتے، کیا مقتدی کو مندرجہ بالا دونوں نمازوں میں ثنا کے بعد کچھ پڑھنا چاہئے یا خاموشی سے اِمام کی اِقتدا کرنی چاہئے؟

جواب:... جماعت کی نماز میں قراءت اِمام کا وظیفہ ہے، مقتدی کو خاموشی کا حکم ہے، اس لئے خواہ دن کی نماز ہو یا رات کی، مقتدی کو ثنا پڑھنے کے بعد خاموش رہنا چاہئے،[2] اور دِل میں سورۂ فاتحہ پڑھ لے، مگر زبان سے الفاظ ادا نہ کرے۔

اِمام کے پیچھے قراءت کے معاملے میں اپنے اپنے مسلک پر عمل کریں

سوال:... بعض لوگ پیش اِمام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں، سورتیں خود بھی پڑھتے ہیں، کیا یہ بات مناسب ہے؟

جواب:... اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اِمام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہے، لہٰذا اِمام کے پیچھے سورتیں پڑھنا صحیح نہیں، اور اہلِ حدیث حضرات اِمام کے پیچھے صرف فاتحہ پڑھنے کا حکم کرتے ہیں، آپ جس مسلک کے ہوں اس پر عمل کریں، اختلافی مسائل میں دُوسروں سے اُلجھنا نہیں چاہئے۔[3]

مقتدی کا عصر یا ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ سوچنا بہتر ہے

سوال:... اِمام کے ساتھ عصر یا ظہر کے چار فرض پڑھ رہے ہوں تو کیا پہلی اور دُوسری رکعت کے قیام میں ہم الحمد شریف اور کوئی سورۃ ''سوچ'' سکتے ہیں یا نہیں، تاکہ کوئی دُنیاوی خیالات نہ آویں؟

---

(۱) وان قنت الإمام فی صلاة الفجر یسکت من خلفه کذا فی الهدایة ویقف قائمًا وهو الصحیح کذا فی النهایة. (الهندیة ج:۱ ص:۱۱۱، الباب الثامن فی صلاة الوتر).

(۲) (قوله والنصات المقتدی) فلو قرأ خلف إمامه کره تحریمًا ولَا تفسد فی الأصح. (الشامیة ج:۱ ص:۴۷۰)، وأیضًا مؤطا إمام محمد (ص:۹۷)، وأیضًا وتکره القراءة خلف الإمام عند أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما الله تعالٰی هکذا فی الهدایة. (الهندیة ج:۱ ص:۱۰۹، الباب السابع، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لَا یکره).

(۳) عن جابر بن عبدالله ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: من کان له إمام فقراءة الإمام له قراءة. (طحطاوی ج:۱ ص:۱۵۹، باب القراءة خلف الإمام، طبع مکتبه حقانیه).

جواب:... دِل میں ضرور سوچتے رہنا چاہئے، لیکن زبان سے الفاظ ادا نہ کئے جائیں۔

کیا سرّی نمازوں میں مقتدی دِل میں کوئی سورت پڑھ سکتا ہے؟

سوال:... جن نمازوں میں یعنی (ظہر، عصر) قراءت اُونچی آواز سے نہیں ہوتی، اس نماز میں مقتدی دِل میں قراءت یعنی الحمد شریف، قل شریف وغیرہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ میں نے کسی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ پڑھنا نہیں چاہئے، جبکہ اس نے کہیں پڑھا تھا کہ اگر پڑھے تو پڑھ بھی سکتا ہے، اگر نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

جواب:... زبان ہلائے بغیر دِل میں پڑھتا رہے۔ (۱)

مقتدی رُکوع و سجود میں کتنی بار تسبیح پڑھے؟

سوال:... مقتدی رُکوع اور سجود میں جتنی بار وقت ملے اتنی بار تسبیح کرسکتا ہے یا مقررہ حد تین بار ہی کہے؟ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ رُکوع میں وہ پانچ بار تسبیح کرسکا، پہلے سجدے میں سات بار، دُوسرے میں اِمام صاحب کے جلد اُٹھ جانے کے باعث تین ہی بار تسبیح کرسکا، کیا اس طریقے سے کوئی قباحت ہے؟

جواب:... تین بار کمال کا ادنیٰ درجہ ہے، اس سے زیادہ جتنی بار کہہ سکتا ہے کہہ لے، مگر طاق کی رعایت رکھے۔ (۲)

''ربنا لک الحمد'' کے بجائے ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہہ دینے سے کوئی خرابی نہیں آئی

سوال:... بکر نے غلطی سے پہلی رکعت میں ایک مرتبہ اِمام کے ساتھ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہا'' ربنا لک الحمد'' کے بجائے، اور پھر'' ربنا لک الحمد'' بھی کہا، تو کیا نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آئی؟

جواب:... کوئی خرابی نہیں آئی۔

اِمام سے پہلے سجدہ کرنا

سوال:... بعض مقتدی اِمام صاحب سے پہلے رُکوع یا سجدے میں چلے جاتے ہیں، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ ان لوگوں کی نماز ہوجاتی ہے جو اِمام صاحب سے پہلے رُکوع یا سجدہ کرتے ہیں؟

---

(۱) اس لئے کہ یہ قراءت نہیں ہے، قراءت کے لئے زبان سے الفاظ کی ادائیگی ضروری ہے۔ واما حد القراءة فنقول تصحیح الحروف أمر لا بد منه فإن صح الحروف بلسانه ولم یسمع نفسه لا یجوز وبه أخذ عامة المشائخ هكذا فی المحیط۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶۹، الفصل الأوّل فی فرائض الصلاة)۔

(۲) واختلف فی معنی قوله ذٰلک أدناه فقیل أدنی کمال السنة وقیل أدنی کمال التسبیح وقیل أدنی القول المسنون والأوّل أوجه وعلٰی کل فالزیادة علی الثلاث أفضل ویستحب ان یختم علٰی وتر خمس أو سبع أو تسع لحدیث الصحیحین: إن الله وتر یحب الوتر۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۳۵)۔

جواب:... مقتدی کا اِمام سے پہلے رُکوع اور سجدے میں جانا نہایت بُری حرکت ہے۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص اِمام سے پہلے سر اُٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر سے بدل دے؟''[1] (مشکوٰۃ ص:۱۰۲)

جو شخص اِمام سے پہلے رُکوع اور سجدے میں چلا جائے، اگر اِمام کے ساتھ رُکوع یا سجدے میں شریک ہوجائے تو اس کی نماز ہوجائے گی، اور اگر اِمام کے رُکوع اور سجدے میں جانے سے پہلے اُٹھ جائے تو اس کی نماز نہیں ہوگی، اِلَّا یہ کہ اِمام کے ساتھ یا اِمام کے بعد دوبارہ رُکوع وسجدہ کرے۔[2]

کیا اِمام سے پہلے رُکوع، سجدے میں جانا گناہ ہے؟

سوال:... کیا نماز پڑھتے ہوئے اِمام صاحب سے پہلے رُکوع سجدے میں جانا گناہ ہے؟

جواب:... جی ہاں! مقتدی کو کسی رُکن میں اِمام سے سبقت کرنا جائز نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اِمام سے پہلے رُکوع یا سجدے سے سر اُٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر سے بدل دیں۔[3]

اِمام سے پہلے دُوسرے رُکن میں چلے جانے والے کا شرعی حکم

سوال:... آج کل تیز رفتاری ہمارے ہر کام کا لازمی جزو بن چکی ہے، حتیٰ کہ دِین کے اَرکان کی ادائیگی میں بھی ہم غیرضروری تیزی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نماز ہی کو لے لیجئے، ابھی اِمام رُکوع سے اُٹھا ہی نہیں ہوتا کہ ہم سیدھے ہوچکے ہوتے ہیں، اِمام سجدے میں ہوتا ہے کہ ہم سر اُٹھا چکے ہوتے ہیں، اکثر تو ابھی اِمام نے پورا سلام بھی نہیں پھیرا ہوتا کہ ہم سلام پھیر کر اپنے آپ کو نماز سے فارغ کرلیتے ہیں، کچھ ایسی ہی صورت ایک ساتھی کو پیش آئی کہ پچھلے دِنوں اس نے نماز کے دوران دُوسرے سجدے میں اِمام سے پہلے سر اُٹھالیا، اب آپ یہ بتایئے کہ اس طرح کی نماز صحیح ہوگی؟

جواب:... قصداً اِمام سے پہلے اُٹھ جانا بڑا گناہ ہے،[4] مگر غلطی سے اُٹھ جائے تو گناہ نہیں، پھر اُٹھ جانے کے بعد اگر اگلے رُکن میں اِمام کے ساتھ شریک ہوجائے تب تو نماز صحیح ہوگئی، اور اگر اِمام سے پہلے اگلے رُکن کو بھی ختم کرلیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ مثلاً: کسی نے اِمام سے پہلے سجدے سے سر اُٹھالیا اور دُوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا، اِمام ابھی دُوسری رکعت کے لئے کھڑا نہیں ہوا

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أما يخشى الذي يرفع رأسه قبل الإمام أن يحوّل الله رأسه رأس حمار. متفق عليه. (مشكوة ص:۱۰۲).

(۲) فلو لم يركع أصلًا أو ركع ورفع قبل أن يركع إمامه ولم يعده معه أو بعده بطلت صلاته. (الشامية ج:۱ ص:۴۷۱، طبع ايچ ايم سعيد، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام).

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أما يخش الذي يرفع رأسه قبل الإمام أن يحوّل الله رأسه رأس حمار. متفق عليه. (مشكوة ج:۱ ص:۱۰۲).

(۴) ويكره للمأموم أن يسبق الإمام بالركوع والسجود وأن يرفع رأسه فيهما قبل الإمام. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۰۷، الباب السابع، الفصل الثاني).

تھا کہ یہ رُکوع میں چلا گیا، تو اس کی نماز فاسد ہوگئی، اور اگر دُوسری رکعت کے قیام میں اِمام اس کے ساتھ آملا تو نماز صحیح ہوگئی۔ [۱]

اِمام سے پہلے رُکوع، سجدہ وغیرہ میں چلے جانا

سوال:... میرا ایک دوست ہے، وہ نماز میں اِمام سے پہلے چلے جاتا ہے، جب اس کو منع کرتے ہیں تو کہتا ہے کہ اس سے نماز وغیرہ میں کوئی خرابی نہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس سے نماز میں کوئی فساد تو نہیں آتا؟ اور اگر کوئی حدیث ایسے فعل کی وعید میں ہو تو ذکر فرمادیجئے، اور ساتھ یہ بھی بتلائیں کہ جماعت کی نماز میں اِمام کے ساتھ کب جانا چاہئے؟ رُکوع سجدہ وغیرہ یعنی سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب:... نماز اِمام سے آگے پڑھنا حماقت ہے، کیونکہ جب تک نماز ختم نہیں ہوتی یہ شخص نماز سے فارغ تو ہو نہیں سکتا، پھر ارکان میں آگے بڑھنے سے کیا فائدہ؟ مقتدی کو اِمام کے پیچھے پیچھے رہ کر اَرکان ادا کرنے چاہئیں۔ [۲]

مقتدی نے اِمام سے پہلے سر اُٹھالیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال:... میں جمعۃ المبارک کی نماز پڑھ رہا تھا، جماعت کے دوران جب اِمام صاحب رُکوع کی حالت میں تھے تو ہمارے اُوپر سے ہوائی جہاز گزرنے لگا، جس کی آواز نے ہمیں (پچھلی صف والوں کو) اِمام صاحب کی آواز سننے نہ دی، اس کے بعد اِمام صاحب سجدے میں جانے لگے تو ہم بھی ''ربنا لک الحمد'' کہہ کر اِمام صاحب کے ساتھ مل گئے، لیکن چند سیکنڈ کے بعد ہم اپنے اندازے سے سجدے سے اُٹھ گئے، لیکن جبکہ اِمام صاحب ابھی سجدے ہی میں تھے، اس طرح ہم سے رُکن کی ادائیگی میں پہل ہوگئی، جبکہ میں نے علمائے کرام سے سنا ہے کہ جو آدمی باجماعت نماز کے دوران اِمام صاحب سے پہل کرے، اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے آدمی کی شکل گدھے جیسی ہوگی۔ ایسی صورتِ حال میں آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر ہمیں مطمئن فرمائیں کہ ہماری نماز ہوگئی یا نہیں؟ اگر واقعی نماز ٹوٹ گئی تھی تو پھر کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... قصداً اِمام سے پہلے اُٹھ جانا بڑا گناہ ہے، مگر غلطی سے اُٹھ جائے تو گناہ نہیں، [۳] پھر اُٹھ جانے کے بعد اگر اگلے رُکن میں اِمام کے ساتھ شریک ہوجائے تب تو نماز صحیح ہوگئی، [۴] اور اگر اِمام سے پہلے اگلے رُکن کو بھی ختم کرلیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ [۵] مثلاً: کسی نے اِمام سے پہلے سجدے سے سر اُٹھالیا اور دُوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا، اِمام ابھی دُوسری رکعت کے لئے کھڑا نہیں ہوا

---

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) ویکرہ للمأموم أن یسبق الإمام بالرکوع والسجود وأن یرفع رأسہ فیھما قبل الإمام۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۷، الباب السابع، الفصل الثانی)۔

(۳) ویکرہ للمأموم أن یسبق الإمام بالرکوع والسجود وأن یرفع رأسہ فیھما قبل الإمام ...إلخ۔ (الھندیۃ ج:۱ ص:۱۰۷، الباب السابع، الفصل الثانی)۔

(۴) ویدخل فیھا ما لو رکع قبل إمامہ ودام حتّٰی أدرکہٗ إمامہ فیہ۔ (الشامیۃ ج:۱ ص:۴۷۱، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۵) ایضًا نمبر ۲ أی فلو لم یرکع ...إلخ۔

تھا کہ یہ رُکوع میں چلا گیا، تو اس کی نماز فاسد ہوگئی، اور اگر دُوسری رکعت کے قیام میں امام اس کے ساتھ آملا تو نماز صحیح ہوگئی۔

مقتدی آخری قعدہ میں اور دُعائیں بھی پڑھ سکتا ہے

سوال:... اِمام جب آخری رکعت کے قعدہ میں ہو تو مقتدی دُرود شریف اور دُعا "یوم یقوم الحساب" تک پڑھنے کے بعد کیا مزید دُعائیں پڑھ سکتا ہے یا خاموش رہے، اِمام کے سلام پھیرنے تک؟

جواب:... اِمام کے سلام پھیرنے تک جو دُعائیں یاد ہوں ان میں سے جتنی چاہے پڑھتا رہے۔[1]

اِمام کی اِقتدا میں مقتدی کب سلام پھیرے؟

سوال:... باجماعت نماز میں اِمام صاحب نے نماز ختم کرنے کے لئے التحیات، دُرود شریف اور دُعا کے بعد سلام پھیر دیا، لیکن ایک مقتدی ابھی دُرود شریف ہی پڑھ رہا تھا، تو کیا مقتدی کو بھی جب اِمام صاحب نے نماز ختم کرنے کے لئے سلام پھیرا تھا، سلام پھیر دینا چاہئے یا مقتدی کو دُرود شریف اور دُعا پوری پڑھنے کے بعد سلام پھیرنا چاہئے؟

جواب:... اگر التحیات پوری نہیں ہوئی، تو اسے پوری کرے، اور اگر التحیات پڑھ چکا ہے تو اِمام کے ساتھ سلام پھیر لے، دُرود شریف کو پورا نہ کرے۔[2]

اِمام کے دُوسرے سلام سے پہلے مقتدی کا قبلہ سے پھر جانا

سوال:... ہماری مسجد کے اِمام صاحب بہت لمبا (دیر تک) سلام پھیرتے ہیں، ایک مقتدی اِمام صاحب کے دُوسرا سلام پھیرتے ہی منہ قبلے کی طرف سے پھیر لیتا ہے، جبکہ اِمام صاحب کا سلام ابھی پورا نہیں ہوتا، اس کا کہنا ہے کہ دُوسرا سلام پھیرتے وقت مقتدی اِمام کی اِقتدا سے آزاد ہو جاتا ہے، کیا اس کا یہ عمل دُرست ہے؟

جواب:... اِمام کو سلام اتنا لمبا نہیں کرنا چاہئے کہ مقتدیوں کا سلام درمیان ہی میں ختم ہو جائے، جو مقتدی اِمام کا دُوسرا سلام پورا ہونے سے پہلے ہی قبلہ سے ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے، اس کی نماز فاسد تو نہیں ہوگی، لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے، جب اس نے پانچ سات منٹ اِمام کے ساتھ صبر کیا ہے تو چند سیکنڈ اور بھی صبر کر لیا کرے۔[3]

---

(۱) ودعا بما يشبه الفاظ القرآن والسنة لا كلام الناس۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۴۹، كتاب الصلاة، طبع بيروت)۔

(۲) إذا أدرك الإمام في التشهد وقام الإمام قبل أن يتم المقتدي أو سلم الإمام في آخر الصلاة قبل أن يتم المقتدي التشهد فالمختار أن يتم التشهد .... ولو سلم الإمام قبل أن يفرغ المقتدي من الدعاء الذي يكون بعد التشهد أو قبل أن يصلّي على النبي صلى الله عليه وسلم فإنه يسلم مع الإمام۔ (الهندية ج:۱ ص:۹۰، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس)۔

(۳) والسنة في السلام أن تكون التسليمة الثانية أخفض من الأولى ...... اختلفوا في تسليم المقتدي قال الفقيه أبو جعفر المختار أن ينتظر إذا سلم الإمام عن يمينه يسلم المقتدي عن يمينه وإذا فرغ عن يساره يسلم المقتدي عن يساره ...إلخ۔ (الهندية ج:۱ ص:۷۷، الباب الرابع، الفصل الثالث)۔

اِمام سے پہلے سلام پھیرنا

سوال:... یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ باجماعت نمازوں میں مقتدی حضرات (بوڑھے، جوان اور نوعمر) اِمام سے پہلے ہی سلام پھیر دیتے ہیں، اِمام سے پہلے مقتدی کا عمل کہاں تک دُرست ہے؟ کیا یہ گناہگار نہ ہوئے؟ ایسے لوگوں کی نماز ہوئی کہ نہیں؟

جواب:... رُکوع سجدہ میں اِمام سے پہلے جانا گناہ ہے،[1] اگر مقتدی تشہد پڑھ چکا تھا تو اس کی نماز ہوگئی، لیکن اِمام سے پہلے سلام پھیرنا ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔[2]

مقتدی اگر قعدۂ اُولیٰ میں دونوں طرف سلام پھیر دے تو کیا کرے؟

سوال:... زید اِمام صاحب کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے، قعدۂ اُولیٰ میں زید نے بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا، اِمام صاحب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوگئے، موجودہ صورت میں زید کیا کرے گا؟ اور کیسے نماز پوری کرے؟

جواب:... مقتدی کو اِمام کے پیچھے سلام نہیں پھیرنا چاہئے، اگر سہواً ایسا ہوجائے تو اس کی نماز صحیح ہے، اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔[3]

اِمام کی اِقتدا میں نماز کا رُکوع رہ جانے والوں کی نماز نہیں ہوئی

سوال:... ایک مرتبہ عصر کی نماز میں اِمام صاحب پہلی رکعت کے رُکوع میں بغیر تکبیر کہے چلے گئے، لہٰذا ان کے ساتھ صرف وہ ہی لوگ رُکوع میں چلے گئے جو ان کے عین پیچھے تھے، چونکہ صف لمبی تھی، لہٰذا نمازیوں کی بڑی تعداد رُکوع سے رہ گئی۔ اِمام صاحب جب ''سمع اللہ......'' کہہ کر اُٹھے تو نمازی پریشان تھے کہ یہ کیا ماجرا ہوا؟ کچھ لوگ اس وقت رُکوع میں چلے گئے، اور کچھ اُٹھ گئے، بعد میں اِمام صاحب سے جب کہا گیا کہ ان نمازیوں کا کیا بنا جنھوں نے رُکوع نہیں کیا، تو اِمام صاحب نے کہا کہ ان کی بھی نماز ہوگئی، کیونکہ میں نے تو رُکوع کرلیا تھا، اور اِمام کی اِقتدا میں سب معاف ہے۔

جواب:... جن لوگوں نے اِمام کے ساتھ یا اِمام کے رُکوع سے اُٹھ جانے کے بعد رُکوع کرلیا، اس کے بعد سجدے میں گئے، ان کی نماز ہوگئی، اور جن لوگوں نے رُکوع نہیں کیا، قیام کے بعد سیدھے سجدے میں چلے گئے، ان کی نماز نہیں ہوئی، وہ اپنی لوٹالیں۔ اِمام صاحب نے جو مسئلہ بتایا ہے وہ صحیح نہیں، واجبات چھوٹ جائیں تو معاف ہیں، لیکن رُکوع، سجدہ فرائض ہیں، معاف نہیں۔[4]

---

(۱) ویکرہ للمأموم أن یسبق الإمام بالرکوع والسجود ...إلخ۔ (الھندیۃ ج:۱ ص:۱۰۷، الباب السابع، الفصل الثانی)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

(۳) لو سلم مع الإمام ساھیًا أو قبلہ لَا یلزمہ سجود السھو۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۹۱، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل السابع فی المسبوق واللاحق)۔

(۴) فلو لم یرکع (المسبوق) أصلًا ورکع ورفع قبل أن یرکع إمامہ ولم یعدہ معہ أو بعدہ بطلت صلاتہ۔ (شامی ج:۱ ص:۴۷۱، مطلب مھم فی تحقیق متابعۃ الإمام)۔

معذور شخص کا گھر بیٹھ کر لاؤڈاسپیکر پر اِمام کی اِقتدا کرنا

سوال:... میں ایک معذور شخص ہوں، جمعہ کی نماز کے لئے مسجد نہیں جاسکتا، مسجد میرے گھر سے بہت قریب ہے، لاؤڈاسپیکر سے خطبہ اور پوری نماز سنائی دیتی ہے، کیا میں گھر میں بیٹھ کر لاؤڈاسپیکر سے نمازِ جمعہ ادا کرسکتا ہوں؟

جواب:... اِقتدا کے لئے صرف اِمام کی آواز پہنچنا کافی نہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ صفیں وہاں تک پہنچتی ہوں، اگر درمیان میں کوئی نہر یا سڑک پڑتی ہو تو اِقتدا صحیح نہیں،[1] اس لئے آپ کا گھر بیٹھے جمعہ کی نماز میں شریک ہونا صحیح نہیں، اگر آپ عذر کی وجہ سے مسجد نہیں جاسکتے تو گھر پر ظہر کی نماز پڑھا کیجئے۔

کیا ٹیلی ویژن پر اِقتدا جائز ہے؟

سوال:... جناب بعض اوقات ٹیلی ویژن پر براہِ راست حرمِ پاک خانۂ کعبہ سے باجماعت نماز دِکھائی جاتی ہے، اگر بندہ ٹیلی ویژن کو دُوسرے کمرے میں رکھ کر اس کی آواز تیز رکھے اور ٹیلی ویژن کے اِمام کے ساتھ نماز پڑھے تو یہ نماز صحیح ہوگی یا پھر بغیر ٹیلی ویژن کے پڑھے؟

جواب:... جو طریقہ آپ نے لکھا ہے، اس سے اِمام کی اِقتدا صحیح نہیں ہوگی، نہ آپ کی نماز ہوگی۔[2]

مستقل اِمامت کی تنخواہ جائز ہے

سوال:... میں نے پڑھا ہے کہ اگر کوئی حافظِ قرآن تراویح پڑھانے کے لئے تنخواہ پہلے مقرّر کرلے تو اس کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز نہیں، جیسا کہ آج کل کے مولانا اور حافظِ قرآن مسجدوں میں مقرّرہ تنخواہوں پر نمازیں پڑھاتے ہیں، کیا ایسے حافظ صاحبان کے پیچھے تراویح اور دُوسری نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... مسجد کی مستقل اِمامت تنخواہ کے ساتھ جائز ہے،[3] صرف تراویح پڑھانے کی اُجرت جائز نہیں۔[4]

اِمام اور ایک مقتدی نے نماز شروع کی تو بعد میں دُوسرا مقتدی آگیا، اب کیا کریں؟

سوال:... کسی مسجد میں اِمام صاحب کے علاوہ صرف ایک ہی مقتدی ہے، اِمام صاحب اور مقتدی دونوں ساتھ کھڑے ہوکر جماعت کرتے ہیں، اسی اثنا میں دُوسرا آدمی بھی جماعت میں شامل ہوجاتا ہے، اب پیش اِمام صاحب آگے مصلے پر جائیں گے یا مقتدی

---

(۱) المانع من الإقتداء ثلاثة أشياء (منها) طريق عام يمر فيه العجلة والأوقار .... ومنها نهر عظيم ...إلخ. (الهندية ج:۱ ص:۸۷، الباب الخامس فى الإمامة، الفصل الرابع).

(۲) السابع فى المانع من الإقتداء يشترط لصحة الإقتداء إتحاد مكان الإمام والمأموم ...إلخ. (حلبى كبير ص:۵۳۳).

(۳) ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان ...إلخ. (درمختار ج:۶ ص:۵۵).

(۴) وقال العينى فى شرح الهداية: ويمنع القارى للدنيا، والآخذ والمعطى آثمان. (شامى ج:۶ ص:۵۶).

پیچھے ہٹ جائیں گے؟ اِمام وہیں کھڑے رہیں گے؟ جبکہ اِمام صاحب دُوسرے آدمی کے آنے کی آہٹ بھی سنتے ہیں اور وہ زور سے اللہ اکبر کہہ کر جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اِمام اور مقتدی دونوں وہیں کھڑے ہوتے ہیں، آنے والا شخص اِمام کا پیچھا چھوڑ کر دُوسری جانب کھڑا ہوکر نماز پڑھتا ہے، کیا یہ نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب:... نماز تو ہوگئی، لیکن بہتر ہوتا کہ پہلا مقتدی بھی پیچھے ہٹ جاتا، اور دونوں اِمام کے پیچھے کھڑے ہوجاتے۔[1]

جہری نماز میں اِمام تین آیات پڑھنے کے بعد بھول گیا یا غلط پڑھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟

سوال:... جہری نماز میں اِمام نے قراءت کی اور تین آیات کی تلاوت کے بعد اگلی آیات بھول گیا یا غلط پڑھ دیں تو مقتدی کو پیچھے سے لقمہ دینا چاہئے جبکہ نماز فرض ادا کی جارہی ہو؟

جواب:... اگر اِمام تین آیتوں کی مقدار پڑھ کر بھول جائے تو اس کو چاہئے کہ رُکوع کردے، مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے،[2] تاہم اگر مقتدی نے لقمہ دے دیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی،[3] اور اگر اِمام نے غلط پڑھ دیا ہو تو اس کی اِصلاح ضروری ہے۔

فرض نماز میں اِمام کو لقمہ دینا

سوال:... اگر اِمام صاحب فرض نماز پڑھا رہے ہوں، مثلاً: فجر کی نماز، وہ الحمد شریف کے بعد کوئی سورۃ پڑھتے ہوئے اٹک گئے تو پیچھے سے لقمہ دینا چاہئے کہ نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فرض نماز میں لقمہ نہیں دینا چاہئے، اور کچھ کہتے ہیں کہ لقمہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ برائے مہربانی جواب اخبار کے ذریعے بھی دیں اور جوابی لفافہ اِرسال کر رہا ہوں مہربانی کرکے جلد از جلد جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

جواب:... اگر اِمام اٹک جائے تو اس کو چاہئے کہ کوئی اور سورۃ شروع کردے یا رُکوع کردے، لوگوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے، لیکن اگر لقمہ دے دیا تو نماز ہوگئی۔[4]

اِمام کو رُکوع میں دیکھ کر شرکت کے لئے بھاگنا کیسا ہے؟

سوال:... اکثر دیکھا گیا ہے کہ جماعت کھڑی ہوئی تو آدمی آہستہ چل کر آرہا ہوتا ہے، لیکن جب دیکھتا ہے کہ اِمام صاحب

---

(۱) وإذا كان معه إثنان قاما خلفه. (عالمگیری ج:۱ ص:۸۸، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم).

(۲) (وينبغي) للإمام أن لا يلجئهم إليه بل يركع أو ينتقل إلى آية أخرى. (هداية ج:۱ ص:۱۲۶).

(۳) في الدر المختار: بخلاف فتح على إمامه فإنه لا يفسد مطلقًا لفاتح وآخذ بكل حال ...إلخ. قوله بكل حال أى سواء قرأ الإمام قدر ما تجوز به الصلاة أم لا، إنتقل إلى آية أخرى أم لا تكرر الفتح أم لا هو الأصح، نهر. (ردالمحتار ج:۱ ص:۶۲۲ مطلب المواضع التي لا يجب فيها رد السلام).

(۴) ولا ينبغي للإمام أن يلجئهم إلى الفتح لأنه يلجئهم إلى القراءة خلفه وانه مكروه بل يركع إن قرأ قدر ما تجوز به الصلاة وإلا ينتقل إلى آية أخرى. (عالمگیری ج:۱ ص:۹۹، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول).

رُکوع میں گئے تو بھاگنے لگتے ہیں، آیا ایسا کرنا نماز کو حاصل کرنے کے لئے دُرست ہے؟ اگر دُرست نہیں تو کیا جماعت کی نماز فوت ہونے دے کوئی گناہ نہیں ہوگا؟

جواب:... دوڑنا جائز نہیں، البتہ رکعت حاصل کرنے کے لئے تیز چلنے کا مضائقہ نہیں۔[1]

اگر اِمام بھول کر قراءت شروع کردے تو مقتدی لقمہ کیسے دے؟

سوال:... نماز میں اِمام بھول کر قراءت شروع کردے تو مقتدی کو کس طرح یعنی کن الفاظ سے لقمہ دینا چاہئے؟ کیا پھر اِمام کو سجدۂ سہو بھی کرنا ہوگا؟

جواب:... مقتدی "سبحان اللہ" کہہ دے، اِمام متنبہ ہوجائے گا۔[2] نماز میں چھوٹی تین آیتوں کی مقدار تیس حروف ہوتی ہے، پس اگر سری نماز میں اِمام نے تیس حروف کی مقدار جہراً پڑھ لی تو سجدۂ سہو لازم ہوگیا۔

اِمام کے ساتھ مقتدی بھی سجدۂ سہو کریں گے

سوال:... کوئی شخص جماعت کرا رہا ہے، یعنی اِمام، جب اس پر سجدۂ سہو لازم آتا ہے، وہ آخر قعدہ میں تشہد کے بعد جب سلام پھیرتا ہے، تو اس وقت مقتدی بھی سلام پھیریں گے، یعنی ان کو بھی سلام پھیرنا لازم آئے گا؟

جواب:... مقتدی بھی ایک طرف سلام پھیریں گے، مگر جن مقتدیوں کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں (یعنی وہ مسبوق ہوں) وہ اِمام کے ساتھ سلام نہ پھیریں، بلکہ سلام پھیرے بغیر اِمام کے ساتھ سجدۂ سہو کرلیں۔[3]

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا أقيمت الصلاة فلا تأتوها تسعون وائتوها تمشون وعليكم السكينة، فما أدركتم فصلّوا وما فاتكم فأتموا. (مسلم ج:۱ ص:۲۲۰، طبع انڈیا).

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التسبيح للرجال والتصفيق للنساء. (مسلم ج:۱ ص:۱۸۰، طبع انڈیا). ولو جهر الإمام فيما يخافت أو خافت فيما يجهر قدر ما تجوز به الصلاة يجب سجود السهو عليه وهو اي التقدير بمقدار ما تجوز به الصلاة هو الأصح وإلّا اي وإن لم يكن ذٰلك مقدار ما تجوز به الصلاة فلا اي فلا يجب عليه سجود السهو. (حلبي كبير ص:۴۵۷).

(۳) ثم المسبوق إنما يتابع الإمام في السهو دون السلام بل ينتظر الإمام حتى يسلم فيسجد فيتابعه في سجود السهو لا في السلام. (بدائع ج:۱ ص:۱۷۶، فصل في بيان من يجب عليه سجود السهو ومن لا يجب عليه، طبع ايچ ايم سعيد).

نماز کے دوران یا بعد میں دُعا وذِکر

دُعا کی اہمیت

سوال:...دُعا کی اہمیت پر روشنی ڈالئے۔

جواب:...دُعا، اللہ تعالیٰ سے مانگنے کو کہتے ہیں، اس کی اہمیت پر تو پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے، مگر اتنا سمجھنا کافی ہے کہ بندہ محتاجِ محض ہے، اور اللہ تعالیٰ غنی مطلق ہے، بندے کے پاس اپنی کوئی چیز نہیں، اور مالک کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہر چیز مانگنا اور ہمیشہ مانگتے رہنا بندے کی شان ہوتی ہے۔ بندے کو بندوں سے نہیں مانگنا چاہئے کہ وہ بھی اس کی طرح فقیرِ محض ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے۔ بندوں سے اگر مانگا جائے تو وہ ناخوش ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے اگر نہ مانگا جائے تو ناخوش ہوتا ہے۔[1]

دُعا کی اہمیت

سوال:...دُعا کی اہمیت پر روشنی ڈالئے۔

جواب:...دُعا کے معنی اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور اس کی بارگاہ میں اپنی احتیاج کا دامن پھیلانے کے ہیں۔ دُعا کی اہمیت اسی سے واضح ہے کہ ہم سراپا احتیاج ہیں اور ہر لحہ دُنیا و آخرت کی ہر بھلائی کے محتاج ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''دُعا مؤمن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور آسمان وزمین کا نور ہے۔''[2]

(مسندِ ابویعلیٰ، مستدرک حاکم)

ایک اور حدیث میں ہے:

''دُعا عبادت کا مغز ہے۔''[3] (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے:

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يسأل الله يغضب عليه. رواه الترمذي. (مشكوة ص:۱۹۵، كتاب الدعوات).

(۲) الدعاء سلاح المؤمن وعماد الدين ونور السماوات والأرض. (كنز العمال ج:۲ ص:۶۲، رقم الحديث:۳۱۱۷ طبع بيروت).

(۳) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدعاء مخ العبادة. (مشكوٰة ص:۱۹۴، كتاب الدعوات).

"دُعا عین عبادت ہے۔"[۱] (مسندِ احمد، نسائی، ابوداؤد، ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"دُعا رحمت کی کنجی ہے، وضو نماز کی کنجی ہے، نماز جنت کی کنجی ہے۔"[۲] (دیلمی بسندِ ضعیف)

ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دُعا کتنی محبوب ہے، اور کیوں نہ ہو؟ وہ غنیٔ مطلق ہے اور بندوں کا عجز و فقر ہی اس کی بارگاہِ عالی میں سب سے بڑی سوغات ہے۔ ساری عبادتیں اسی فقر و احتیاج اور بندگی و بے چارگی کے اظہار کی مختلف شکلیں ہیں۔ دُعا میں آدمی بارگاہِ الٰہی میں اپنی بے بسی و بے کسی اور عجز و قصور کا اعتراف کرتا ہے، اسی لئے دُعا کو عین عبادت بلکہ عبادت کا مغز فرمایا گیا، عبادت سے جس شخص کے دِل میں بندگی کی یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی، وہ عبادت کی حلاوت و شیرینی اور لذّت آفرینی سے محروم ہے۔

سوال:... سب سے افضل دُعا کون سی ہے؟

جواب:... حدیث میں ارشاد ہے کہ: تم اپنے رَبّ سے دُنیا و آخرت کی عفو و عافیت مانگو، کیونکہ دونوں چیزیں دُنیا میں بھی مل گئیں اور آخرت میں بھی تو تم کامیاب ہوگئے (ترمذی)۔[۳]

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھل گیا، اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے، اور اللہ تعالیٰ سے جتنی چیزیں مانگی جاتی ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ آدمی عافیت مانگے (ترمذی)۔[۴]

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے افضل دُعا یہ ہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ"[۵]

اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت:۲۰۱ میں جو دُعا مذکور ہے وہ بھی بہت جامع ترین دُعا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہی دُعا فرمایا کرتے تھے (صحیح بخاری و مسلم)۔[۶]

---

(۱) عن النعمان بن بشير رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدعاء هو العبادة. ثم قرأ: وقال ربكم ادعوني أستجب لكم. (مشكوة ص:۱۹۴، مستدرک حاكم ج:۱ ص:۴۹۱، كتاب الدعاء).

(۲) الدعاء مفتاح الرحمة، والوضوء مفتاح الصلاة، والصلاة مفتاح الجنّة. (كنز العمال ج:۲ ص:۶۲، رقم الحديث:۳۱۱۶، طبع مؤسسة الرسالة، بيروت).

(۳) عن أنس أن رجلًا جاء إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! أىّ الدعاء أفضل؟ قال: سل ربک العافية والمعافاة فى الدنيا والآخرة .... فإذا أعطيت العافية والمعافاة فى الدنيا والآخرة فقد أفلحت. رواه الترمذى. (مشكوة ج:۱ ص:۲۱۹).

(۴) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من فتح له منكم باب الدعاء فتحت له أبواب الرحمة وما سئل الله شيئًا يعنى أحب إليه من أن يسأل العافية. رواه الترمذى. (مشكوة ج:۱ ص:۱۹۵، كتاب الدعوات).

(۵) عن أنس أن رجلًا جاء إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! أىّ الدعاء أفضل؟ قال: سل ربک العافية والمعافاة فى الدنيا والآخرة. ثم أتاه فى اليوم الثانى .... فقال له مثل ذلک. (مشكوة ج:۱ ص:۲۱۹، باب جامع الدعاء).

(۶) عن أنس قال: كان أكثر دعاء النبى صلى الله عليه وسلم: اللّٰهم آتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. متفق عليه. (مشكوة ج:۱ ص:۲۱۸، باب جامع الدعاء، مسلم ج:۲ ص:۳۴۴).

سوال:... کن اوقات کی دُعائیں مؤثر ہوتی ہیں؟

جواب:... رحمتِ خداوندی کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے، اور ہر شخص جب چاہے اس کریم آقا کی بارگاہ میں بغیر کسی روک ٹوک کے اِلتجا کرسکتا ہے، اس لئے دُعا تو ہر وقت ہی مؤثر ہوتی ہے، بس شرط یہ ہے کہ کوئی مانگنے والا ہو اور ڈھنگ سے مانگے۔ دُعا کی قبولیت میں سب سے زیادہ مؤثر چیز آدمی کی عاجزی اور لجاجت کی کیفیت ہے، کم از کم ایسی لجاجت سے تو مانگو جیسے ایک بھیک منگا سوال کیا کرتا ہے۔

حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ غافل دِل کی دُعا قبول نہیں فرماتے۔''[1] اور قرآن مجید میں ہے: ''کون ہے جو قبول کرتا ہے بے قرار کی دُعا، جبکہ اس کو پکارے۔''[2] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دُعا کی قبولیت کے لئے اصل چیز پکارنے والے کی بے قراری کی کیفیت ہے۔ قبولیتِ دُعا کے لئے ایک اہم شرط لقمہ حلال ہے حدیث میں ارشاد ہے کہ: ''ایک شخص گرد و غبار سے اَٹا ہوا، پراگندہ بال، دُور دراز سے سفر کرکے (حج کے لئے) آتا ہے، اور وہ بڑی لجاجت سے ''یارَبّ! یارَبّ!'' پکارتا ہے، لیکن اس کا کھانا حرام کا، پینا حرام کا، لباس حرام کا، اس کی دُعا کیسے قبول ہو؟'' (صحیح مسلم)۔[3]

قبولیتِ دُعا کے لئے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ آدمی جلد بازی سے کام نہ لے، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی کسی حاجت کے لئے دُعائیں مانگتا ہے، مگر جب بظاہر وہ مراد بر نہیں آتی تو مایوس ہوکر نہ صرف دُعا کو چھوڑ دیتا ہے بلکہ... نعوذ باللہ... خدا تعالیٰ سے بدظن ہوجاتا ہے، حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: ''بندے کی دُعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لے۔ عرض کیا گیا: جلد بازی سے کیا مطلب؟ فرمایا: یوں کہنے لگے کہ میں نے بہت دُعائیں کیں مگر قبول ہی نہیں ہوتیں۔''[4]

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آدمی کی ہر دُعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، مگر قبولیت کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں، کبھی بعینہٖ وہی چیز عطا کردی جاتی ہے جو اس نے مانگی تھی، کبھی اس سے بہتر چیز عطا کردیتے ہیں، کبھی اس کی برکت سے کسی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں، اور کبھی بندے کے لئے اس کی دُعا کو آخرت کا ذخیرہ بنادیتے ہیں، اس لئے اگر کسی وقت آدمی کی منہ مانگی مراد پوری نہ ہو تو دِل توڑ کر نہ بیٹھ جائے، بلکہ یہ یقین رکھے کہ اس کی دُعا تو ضرور قبول ہوئی ہے، مگر جو چیز وہ مانگ رہا ہے، وہ شاید علمِ الٰہی میں اس کے لئے موزوں نہیں، یا اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز عطا کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ:

---

(۱) وعنه (أى أبى هريرة) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ادعوا الله وأنتم موقنون بالإجابة واعلموا أنّ الله لا يستجيب دعاءً من قلب غافل لَاهٍ. (مشكوٰة ص:۱۹۵، كتاب الدعوات).

(۲) "اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ" (النمل:۶۲).

(۳) عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لا يقبل إلّا طيّبًا .... ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يا رَبّ! يا رَبّ! ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فأنّى يستجاب لذٰلك. رواه مسلم. (مشكوٰة ج:۱ ص:۲۴۱، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال).

(۴) وعنه (أى أبى هريرة) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يستجاب للعبد ما لم يدع بإثم أو قطيعة رحم، ما لم يستعجل، قيل: يا رسول الله! ما الإستعجال؟ قال: يقول: قد دعوتُ وقد دعوتُ فلم ار يستجاب لى، فيستحسر عند ذٰلك ويدع الدعاء. رواه مسلم. (مشكوٰة ج:۱ ص:۱۹۴، كتاب الدعوات).

''اللہ تعالیٰ مؤمن کو قیامت کے دن بلائیں گے، اور اسے اپنی بارگاہ میں باریابی کا اِذن دیں گے، پھر ارشاد ہوگا کہ: میں نے تجھے مانگنے کا حکم دیا تھا اور قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا، کیا تم مجھ سے دُعا کیا کرتے تھے؟ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ! میں دُعا تو کیا کرتا تھا۔ ارشاد ہوگا کہ: تم نے جتنی دُعائیں کی تھیں میں نے سب قبول کیں۔ دیکھو! تم نے فلاں وقت فلاں مصیبت میں دُعا کی تھی، اور میں نے وہ مصیبت تم سے ٹال دی تھی، بندہ اقرار کرے گا کہ واقعی یہی ہوا تھا۔ ارشاد ہوگا: وہ تو میں نے تم کو دُنیا ہی میں دے دی تھی، اور دیکھو! تم نے فلاں وقت، فلاں مصیبت میں مجھے پکارا تھا، لیکن بظاہر وہ مصیبت نہیں ٹلی تھی، بندہ عرض کرے گا کہ: جی ہاں! اے رَبّ! یہی ہوا تھا، ارشاد ہوگا: وہ میں نے تیرے لئے جنت میں ذخیرہ بنا رکھی ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعے کو نقل کر کے فرمایا ہے:

''مؤمن بندہ اللہ تعالیٰ سے جتنی دُعائیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ایک ایک کی وضاحت فرمائیں گے کہ یا تو اس کا بدلہ دُنیا ہی میں جلدی عطا کر دیا گیا، یا اسے آخرت میں ذخیرہ بنا دیا گیا، دُعاؤں کے بدلے میں جو کچھ مؤمن کو آخرت میں دیا جائے گا، اسے دیکھ کر وہ تمنا کرے گا کہ کاش! دُنیا میں اس کی کوئی بھی دُعا قبول نہ ہوئی ہوتی۔''[۱] (مستدرک)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے، جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ اسے خالی ہاتھ لوٹا دے۔''[۲] (ترمذی، ابنِ ماجہ)

الغرض! دُعا کرتے وقت قبولیت کا کامل یقین اور وثوق ہونا چاہئے، اور اگر کسی وقت بظاہر دُعا قبول نہ ہو، تب بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے، بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ میری اس دُعا کے بدلے مجھے بہتر چیز عطا فرمائیں گے، مؤمن کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ:

یابم او را یا نہ یابم جستجوئے می کنم
حاصل آید یا نیاید آرزوئے می کنم

---

(۱) عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: یدعو الله بالمؤمن یوم القیامة حتّٰی یوقفه بین یدیه، فیقول: عبدی! إنّی أمرتک أن تدعونی ووعدتک أن أستجیب لک، فهل کنت تدعونی؟ فیقول: نعم یا رَبّ! فیقول: أما إنک لم تدعنی بدعوة إلّا أستجیب لک، فهل لیس دعوتنی یوم کذا وکذا لغم نزل بک أن أفرج عنک ففرجت عنک؟ فیقول: نعم یا رَبّ! فیقول: فإنّی عجلتها لک فی الدنیا، ودعوتنی یوم کذا وکذا لغم نزل بک أن أفرج عنک، فلم تر فرجًا؟ قال: نعم یا رَبّ! فیقول: إنّی أدخرت لک بها فی الجنة کذا وکذا۔ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: فلا یدع الله دعوة علیها عبده المؤمن إلّا بین له إما أن یکون عجل له فی الدنیا وإما أن یکون أدخر له فی الآخرة، قال: فیقول المؤمن فی ذٰلک المقام: یا لیته لم یکن عجل له فی شیء من دعائه۔ (مستدرک ج:۱ ص:۴۹۴، کتاب الدعاء)۔

(۲) عن سلمان قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إنّ ربکم حیی کریم یستحیی من عبده إذا رفع یدیه أن یردهما صفرًا۔ رواه الترمذی وأبوداوٗد۔ (مشکوٰة ج:۱ ص:۱۹۵، کتاب الدعوات)۔

حضراتِ عارفینؒ نے اس بات کو خوب سمجھا ہے، وہ قبولیت کی بہ نسبت عدمِ قبولیت کے مقام کو بلندتر سمجھتے ہیں، اور وہ تفویض وتسلیم کا مقام ہے۔

حضرت پیرانِ پیر شاہِ جیلاں غوثِ اعظم قطب جیلانی قدس اللہ روحہٗ فرماتے ہیں کہ:

"جب آدمی پر کوئی افتاد پڑتی ہے تو وہ اسے اپنی ذات پر سہارنے کی کوشش کرتا ہے، اور کسی دُوسرے کو اس کی اطلاع دینا پسند نہیں کرتا، اور جب وہ قابو سے باہر ہوجاتی ہے، تو عزیز و اقارب اور دوست احباب سے مدد کا خواستگار ہوتا ہے، اور اسبابِ ظاہری کی طرف دوڑتا ہے، جب اس سے بھی کام نہیں نکلتا تو بارگاہِ خداوندی میں دُعا والتجا کی طرف متوجہ ہوتا ہے، خود بھی گڑگڑا کر دُعائیں کرتا ہے اور دُوسروں سے بھی کراتا ہے، اور جب اس پر بھی وہ مصیبت نہیں ٹلتی تو بارگاہِ جلال میں سرِ تسلیم خم کردیتا ہے، اپنی بندگی و بے چارگی اور عبدیت پر نظر کرتے ہوئے رضائے مولیٰ پر راضی ہوجاتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ یہ تفویض وتسلیم کا مقام ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کرتا ہے۔" (تاریخ دعوت وعزیمت، از مولانا ابوالحسن علی ندوی)

بعض اکابر نے قبولیتِ دُعا کے سلسلے میں عجیب بات لکھی ہے، عارف رُومی قدس اللہ روحہٗ فرماتے ہیں کہ: تمہاری دُعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟ اس لئے کہ تم پاک زبان سے دُعا نہیں کرتے۔ پھر خود ہی سوال کرتے ہیں: جانتے ہو پاک زبان سے دُعا کرنے کا مطلب کیا ہے؟ پاک زبان سے دُعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم دُوسروں کی زبان سے دُعا کراؤ، وہ اگرچہ گناہگار ہوں، مگر تمہارے حق میں ان کی زبان پاک ہے۔

یہ ناکارہ عرض کرتا ہے کہ: پاک زبان سے دُعا کرنے کی ایک اور صورت بھی ہے، وہ یہ کہ کسی دُوسرے موٴمن کے لئے دُعا کی جائے، آپ کو جو چیز اپنے لئے مطلوب ہے، اس کی دُعا کسی دُوسرے موٴمن کے لئے کیجئے تو ان شاء اللہ آپ کو پہلے ملے گی۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ: جب موٴمن دُوسرے موٴمن کے لئے پس پشت دُعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: "اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ، وَلَکَ" یعنی اے اللہ! اس کی دُعا کو قبول فرما، اور پھر دُعا کرنے والے کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ تجھے بھی یہ چیز عطا فرمائے۔"[1]

گویا فرشتوں کی پاک زبان سے دُعا کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کسی موٴمن کے لئے دُعا کریں، چونکہ اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں اور پھر دُعا کرنے والے کے حق میں بھی دُعا کے قبول ہونے کی درخواست کرتے ہیں، شاید اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک موٴمن کی دُوسرے موٴمن کے حق میں غائبانہ دُعا قبول ہوتی ہے۔[2]

بہرحال دُعا تو ہر شخص کی قبول ہوتی ہے، اور ہر وقت قبول ہوتی ہے (خواہ قبولیت کی نوعیت کچھ ہی ہو)، تاہم بعض اوقات

---

(۱) دعاء المرء المسلم مستجاب لأخيه بظهر الغيب عند رأسه ملک موکّل به کلّما دعا لأخيه بخير قال الملک: آمين ولک مثل ذٰلک. (کنز العمال ج:۲ ص:۹۸، حديث نمبر:۳۳۱۰).

(۲) عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: إنّ أسرع الدعاء إجابة دعوة غائب لغائب. رواه الترمذي وأبوداؤد. (مشکوٰة ص:۱۹۵، کتاب الدعوات).

ایسے ہیں جن میں دُعا کی قبولیت کی زیادہ اُمید کی جاسکتی ہے، ان میں سے چند اوقات ذکر کرتا ہوں:

۱:... سجدے کی حالت میں۔ حدیث میں ہے کہ: "آدمی کو حق تعالیٰ شانہ کا سب سے زیادہ قرب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، اس لئے خوب کثرت اور دِل جمعی سے دُعا کیا کرو" (صحیح مسلم)۔ [۱]

مگر حنفیہ کے نزدیک فرض نمازوں کے سجدے میں وہی تسبیحات پڑھنی چاہئیں جو حدیث میں آتی ہیں، یعنی "سبحان ربی الأعلٰی" کریم آقا کی تعریف وثنا بھی دُعا اور درخواست ہی کی مد میں شمار ہوتی ہے، اور نفل نمازوں کے سجدے میں جتنی دیر چاہے دُعائیں کرتا رہے۔ [۲]

۲:... فرض نماز کے بعد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ: کس وقت کی دُعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا: "رات کے آخری حصے کی اور فرض نمازوں کے بعد کی" (ترمذی)۔ [۳]

۳:... سحر کے وقت۔ حدیث میں ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی ہے تو زمین والوں کی طرف حق تعالیٰ کی نظرِ عنایت متوجہ ہوتی ہے اور اعلان ہوتا ہے کہ: "کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کروں؟ ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ اس کی دُعا قبول کروں؟ ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ میں اس کی بخشش کروں؟" یہ سلسلہ صبحِ صادق تک جاری رہتا ہے (صحیح مسلم)۔ [۴]

۴:... موٴذن کی اَذان کے وقت۔ [۵]

۵:... بارانِ رحمت کے نزول کے وقت۔ [۶]

۶:... اَذان اور اِقامت کے درمیان۔ [۷]

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فأكثروا الدعاء. رواه مسلم. (مشكوة ص:۸۴، باب التشهد).

(۲) وكذا لا يأتي في ركوعه وسجوده بغير التسبيح على المذهب وما ورد محمول على النفل ...إلخ. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۵۰۵).

(۳) عن أبي أمامة قال: قيل: يا رسول الله! أي الدعاء أسمع؟ قال: جوف الليل الآخر ودبر الصلوات المكتوبات. رواه الترمذي. (مشكوة ص:۸۹، باب الذكر بعد الصلوات).

(۴) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة إلى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر يقول: من يدعوني فأستجيب له، من يسألني فأعطيه، من يستغفرني فأغفر له. متفق عليه. وفي رواية لمسلم: ثم يبسط يديه ويقول: من يقرض غير عدوم ولا ظلوم، حتى ينفجر الفجر. (مشكوة ص:۱۰۹، باب التحريض على قيام الليل).

(۵) عن عبدالله بن عمرو أن رجلًا قال: يا رسول الله! إن المؤذنين يفضلوننا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قل كما يقولون، فإذا انتهيت فسل تعطه. (سنن أبي داؤد ج:۱ ص:۷۸، باب ما يقول إذا سمع الأذان).

(۶) تفتح أبواب السماء ويستجاب الدعاء في أربعة مواطن: عند إلتقاء الصفوف في سبيل الله، وعند نزول الغيث، وعند إقامة الصلاة، وعند رؤية الكعبة. (كنز العمال ج:۲ ص:۱۰۱ حديث نمبر:۳۳۴۴).

(۷) عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يرد الدعاء بين الأذان والإقامة. (سنن أبي داؤد ج:۱ ص:۷۷، باب في الدعاء بين الأذان والإقامة).

۷:...سفر کی حالت میں۔[1]

۸:...بیماری کی حالت میں۔[2]

۹:...زوال کے وقت۔[3]

۱۰:...دن رات میں ایک غیر معین گھڑی۔[4]

یہ اوقات احادیث میں مروی ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ: اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے متعلقین اور اپنے مال کے حق میں بددُعا نہ کیا کرو، دن رات میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جس میں جو دُعا کی جائے، قبول ہو جاتی ہے، ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددُعا بھی اسی گھڑی میں ہو اور وہ قبول ہو جائے (تو پھر پچھتاتے پھرو گے) (صحیح مسلم وغیرہ)۔[5]

دُعا کا صحیح طریقہ

سوال:...بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دُعا مانگنی چاہئے یا اس طرح سے دُعا جلد قبول ہوتی ہے، نیز بزرگانِ دین کی منتیں بھی مانتے ہیں، جبکہ بعض اس میں اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسائل کا حل یعنی دُعا صرف خدا تعالیٰ سے مانگنی چاہئے۔ آپ یہ بتائیں قرآن و حدیث کی روشنی میں کہ دُعا مانگنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب:...دُعا مانگنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے، پھر اپنے لئے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے مغفرت کی دُعا کرے، پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہتا ہے، مانگے۔[6] سب سے بڑا وسیلہ تو اللہ تعالیٰ کی رحیمی و کریمی کا واسطہ دینا ہے، اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین کے طفیل اللہ تعالیٰ سے مانگنا

---

(۱) عن أبی هریرة أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ثلاث دعوت مستجابات، لَا شک فیهنّ: دعوة الوالد ودعوة المسافر ودعوة المظلوم. (سنن أبی داوٗد ج:۱ ص:۲۱۵، باب الدعاء بظهر الغیب).

(۲) عنِ ابن عباس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: خمسٌ دعوات یستجاب لهنّ: دعوة المظلوم حتّٰی ینتصر، ودعوة الحاج حتی یصدر، ودعوة المجاهد حتّٰی یفقد، ودعوة المریض حتّٰی یبرأ، ودعوة الأخ لأخیه بظهر الغیب، ثم قال: وأسرع هٰذه الدعوات إجابة: دعوة الأخ بظهر الغیب. رواه البیهقی. (مشکوٰة ص:۱۹۶، کتاب الدعوات).

(۳) روی عن ثوبان أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یستحب أن یصلّی بعد نصف النهار، فقالت عائشة: یا رسول الله! إنّی أراک تستحب الصلاة هٰذه الساعة. قال: تفتح فیها أبواب السماء وینظر الله تبارک وتعالٰی بالرحمة إلٰی خلقه، وهی صلاة کان یحافظ علیها آدم ونوح وابراهیم وموسٰی وعیسٰی. رواه البزار. (اعلاء السنن ج:۷ ص:۳۲، تتمة فی صلاة فیئ الزوال).

(۴) عن جابر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا تدعوا علٰی أنفسکم، ولَا تدعوا علٰی أولادکم، ولَا تدعوا علٰی أموالکم، لَا توافقوا من الله ساعةً یسأل فیها عطاءً فیستجیب لکم. رواه مسلم. (مشکوٰة ص:۱۹۴، کتاب الدعوات).

(۵) ایضاً۔

(۶) عن عبدالله بن مسعود قال: کنت أصلی والنبی صلی الله علیه وسلم وأبوبکر وعمر معهم فلما جلست بدأت بالثناء علی الله تعالٰی ثم الصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم ثم دعوت لنفسی فقال النبی صلی الله علیه وسلم: سل تعطه سل تعطه. رواه الترمذی. (مشکوٰة ص:۸۷، باب الصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم).

بھی جائز ہے،[1] حدیثِ پاک میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ سے فتح کی دُعا کیا کرتے تھے (مشکوٰۃ شریف ص:۴۴۷، بروایت شرح السنۃ)۔[2]

اللہ ربّ العزّت سے دُعا مانگنے کا بہترین طریقہ

سوال:... دُعا مانگنے کی فضیلت بارہا بیان ہوچکی ہے، اور میں نے بہت سی کتابوں میں بھی دُعا مانگنے کی برکت، قبولیت اور ضرورت کا مطالعہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ ''مانگو!''، میں ایک گناہگار عاجز بندی ہوں، میری معلومات اور مطالعہ محدود ہے، زندگی کے مسائل میں بھی گھری ہوئی ہوں، خدا کا شکر ہے کہ رزقِ حلال میسر ہے، نماز کے بعد جو دُعا بچپن میں بھی یاد کی ہوگی وہ تو خود بخود زبان سے ہر نماز کے بعد ادا ہوجاتی ہے: ''ربنا اٰتنا فی الدنیا''، مگر اس کے بعد کوئی اور دُعا یا قرآن پڑھنا چاہوں کہ اپنے مسائل کے متعلق کوئی دُعا مانگوں تو مجھے الفاظ نہیں ملتے، میری زبان گنگ ہوجاتی ہے، بس یوں لگتا ہے کہ ہر موئے تن دُعا بن گیا ہے، دِل میں یہ خیال آتا ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک، عالم الغیب ہے، وہ ہر دِل کی بات جانتا ہے، اس کو کیا بتایا جائے، اب میں نہیں جانتی کہ میرا یہ فعل دُرست ہے کہ نہیں؟ اُمید ہے کہ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں گے۔

جواب:... یہ تو واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں، اس کے باوجود ہمیں دُعا کا حکم فرمایا، ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حکمت ہوگی اور وہ حکمت ہمارے فقر و احتیاج کا اظہار ہو، جو عبدیت کا اعلیٰ مقام ہے، اور اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنے میں ایک طرح کا استغناء ہے، جو شانِ بندگی کے منافی ہے، باقی دُعا دِل سے بھی ہوسکتی ہے اور زبان سے بھی، اور آپ کا یہ فقرہ کہ ''بس یوں لگتا ہے کہ ہر موئے تن دُعا بن گیا ہے'' دِل کی دُعا کی طرف اشارہ کرتا ہے، تاہم بہتر ہے کہ زبان سے بھی مانگا جائے، اور کچھ نہ سوجھے تو یونہی کہہ لے کہ: یا اللہ! میں سراپا فقیر ہوں، میں ایک ایک چیز میں محتاج ہوں، اپنی ضرورتوں اور حاجتوں سے خود بھی واقف نہیں، اور آپ میری ساری ضرورتوں کو جانتے ہیں، پس مجھے دُنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں عطا فرمائیے اور ساری مضرّتوں سے حفاظت فرمائیے۔

دُعا کے الفاظ دِل ہی دِل میں ادا کرنا بھی صحیح ہے

سوال:... جس طرح نماز میں قراءت دِل سے ادا کرنا صحیح نہیں، بلکہ قراءت کی آواز کا کانوں تک واضح طور پر پہنچنا ضروری ہے، کیا اسی طرح دُعا کے الفاظ باآواز ادا کرنا ضروری ہے؟ میرے ساتھ اکثر یہ ہوتا ہے کہ دُعا کرتے کرتے ہونٹوں کی جنبش رُک جاتی ہے، اور دُعا کے الفاظ دِل ہی دِل میں ادا ہونے لگتے ہیں، کیا دُعا کرنے کا یہ طریقہ صحیح نہیں ہے؟

---

(۱) وقال السبکی: یحسن التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی ربّہ ولم ینکرہ أحد من السلف ولَا الخلف إلّا ابن تیمیۃ فابتدع ما لم یقلہ عالم قبلہ. (شامی ج:۶ ص:۳۹۷، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع).

(۲) عن أمیّۃ بن خالد ابن عبداللہ بن أسید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یستفتح بصعالیک المہاجرین. رواہ فی شرح السُّنّۃ. (مشکوٰۃ ص:۴۴۷، باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم).

جواب:... صحیح ہے، دُعا دِل سے بھی ہوسکتی ہے۔[1]

بددُعا کے اثرات سے تلافی کا طریقہ

سوال:... ٹیلی ویژن پر ایک پروگرام آتا ہے، اس میں مولوی صاحب سوالوں کے جواب دیتے ہیں، اس دفعہ انہوں نے ایک سوال کا جواب یوں دیا کہ سمجھ میں نہ آسکا، لہٰذا آپ کی خدمتِ اقدس میں سوال پیش کر رہا ہوں، یقین ہے کہ جواب ضرور دیں گے، بہت بہت مہربانی ہوگی۔

سوال یوں تھا کہ ایک آدمی نے کسی کے لئے بددُعا کی، تو وہ کچھ عرصے بعد مشکلات میں مبتلا ہوگیا، تو جس صاحب نے بددُعا کی اس نے سوچا کہ شاید یہ میری بددُعا کا اثر تھا، تو انہوں نے پوچھا کہ اگر وہ بددُعا کا اثر تھا تو کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ اس کے لئے تلافی کی جائے۔ مولانا صاحب نے جواب دیا کہ تکلیفیں تو خدا کی طرف سے آتی ہیں اور پہلے دن سے لکھی جاچکی ہیں، کسی کی بددُعا نہیں لگتی، جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ مظلوم اور یتیم کی بددُعا بہت جلد قبول ہوتی ہے، لہٰذا آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ بددُعا قبول ہوتی ہے کہ نہیں؟

جواب:... مولانا صاحب کی یہ بات تو بالکل صحیح ہے کہ ہر تکلیف پہلے سے لکھی ہوئی ہے، مگر یہ صحیح نہیں کہ کسی کی بددُعا نہیں لگتی، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن بھیجا تھا تو ان کو رُخصت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ: ''مظلوم کی بددُعا سے ڈرتے رہنا، کیونکہ اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔''[2] اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث میں مظلوم اور کمزور کی بددُعا سے ڈرایا گیا ہے۔

دراصل جو شخص مظلوم ہو، مگر اپنی کمزوری کی وجہ سے بدلہ لینے کی طاقت نہ رکھتا ہو، اس کا مقدمہ ''سرکاری'' ہوجاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کا انتقام لینے کے لئے خود آگے بڑھتے ہیں، ہم نے سیکڑوں ظالموں کو انتقامِ الٰہی کا نشانہ بنتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس لئے کمزوروں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنے سے آدمی کو کانپنا چاہئے، اللہ تعالیٰ اپنے قہر و غضب سے محفوظ رکھیں۔ اور تلافی کی صورت یہ ہے کہ مظلوم سے معافی مانگ لے اور اس کو راضی کرلے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی سچی توبہ کرے کہ آئندہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

مظلوم کا ظالم کو بددُعا دینا

سوال:... کیا مظلوم، ظالم کو بددُعا دے سکتا ہے؟

---

(۱) قال تعالٰی: "اُدعوا ربکم تضرّعًا وخفیة إنّه لَا یحب المعتدین" (الأعراف:۵۵). عن أبی موسٰی قال: کنا مع النبی صلی الله علیه وسلم فی سفر فجعل الناس یجهرون بالتکبیر فقال النبی صلی الله علیه وسلم: أیها الناس! اربعوا علٰی أنفسکم، إنکم لیس تدعون أصم ولَا غائبًا، إنکم تدعونه سمیعًا قریبًا وهو معکم ...إلخ. (صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۴۶، کتاب الذکر والدعاء).

(۲) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لمعاذ بن جبل حین بعثه إلی الیمن .... واتق دعوة المظلوم فإنه لیس بینه وبین الله حجاب. (صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۲۳، باب بعث أبی موسٰی ومعاذ بن جبل إلی الیمن قبل حجّة الوداع، طبع میر محمد کتب خانه).

جواب:... مظلوم کا ظالم کے لئے بددُعا کرنا جائز ہے، لیکن اگر صبر کرے اور بددُعا نہ کرے تو اُولوالعزمی کی بات ہے۔

دُعا کس طرح کرنی چاہئے؟

سوال:... میں نے پڑھا ہے کہ دُعا کرتے وقت دُرود شریف کے بعد اللہ جل شانہٗ کی تعریف و توصیف میں جتنے عمدہ کلمات کہہ سکتا ہو کہہ ڈالے، اور قرآنی دُعائیں پڑھے، اس کے بعد اِسمِ اعظم اور اَسمائے حسنیٰ پڑھیں، تو کون کون سی قرآنی دُعائیں پڑھتے ہیں بتادیں، اور اِسمِ اعظم سے مراد اللہ کے ننانوے نام ہی ہیں نا؟

جواب:... دُعا کے آداب میں سے ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، ''الحمدللہ رب العالمین'' سب سے بہتر حمد و ثنا ہے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھیں، پھر تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دُعا و اِستغفار کریں،[1] پھر دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں ایک اِسمِ اعظم، ننانوے اسمائے حسنیٰ میں وہ بھی آجاتا ہے۔[2]

دُعا کے آداب

سوال:... نماز کے بعد بغیر دُرود شریف کے بیاروں کے لئے دُعا کرنا کیسا ہے؟ دُعا قبول ہوگی یا نہیں؟

جواب:... دُعا کے آداب میں سے یہ ہے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے، پھر اپنے لئے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دُعائے مغفرت کرے، پھر جو حاجت ہو وہ مانگے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نماز پڑھ رہا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی حاضرِ خدمت تھے، میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجا، پھر میں نے اپنے لئے دُعا کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مانگ تجھ کو دیا جائے گا! مانگ تجھ کو دیا جائے گا!''[3] (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۸۷)۔

---

(۱) عن عبداللہ بن مسعود قال: کنت أصلی والنبی صلی اللہ علیہ وسلم وأبوبکر وعمر معہ فلما جلست بدأت بالثناء علی اللہ تعالٰی ثم الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم دعوت لنفسی، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: سل تعطہ، سل تعطہ. رواہ الترمذی. (مشکوٰۃ ص:۸۷، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم).

(۲) عن أسماء بنت یزید أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إسم اللہ الأعظم فی ھاتین الآیتین: وإلٰھکم إلٰہ واحد لَا إلٰہ إلّا ھو الرحمٰن الرحیم، وفاتحۃ آل عمران: الٓمّٓ اللہ لا إلٰہ إلّا ھو الحیّ القیّوم. رواہ الترمذی وابوداوٗد وابن ماجۃ والدارمی. (مشکوٰۃ ص: ۲۰۰، کتاب أسماء اللہ تعالٰی).

(۳) عن عبداللہ بن مسعود قال: کنت أصلی والنبی صلی اللہ علیہ وسلم وأبوبکر وعمر معہ فلما جلست بدأت بالثناء علی اللہ تعالٰی ثم الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم دعوت لنفسی، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: سل تعطہ سل تعطہ. رواہ الترمذی. (مشکوٰۃ ص:۸۷، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم).

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: ”دُعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے، اس میں سے کوئی چیز اُوپر نہیں چڑھتی، یہاں تک کہ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھو“ (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۸۷)۔[1]

دُعا میں کسی بزرگ کا واسطہ دینا

سوال:... دُعا مانگتے وقت یہ کہنا کیسا ہے کہ: ”یا اللہ! فلاں نیک بندے کی خاطر میرا فلاں کام کردے“؟

جواب:... مقبولانِ الٰہی کے طفیل دُعا کرنا جائز ہے۔[2]

فرض، واجب یا سنت کے سجدوں میں دُعا کرنا

سوال:... فرض یا واجب، سنت، نفل نمازوں کے سجدوں میں دُعا کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ اگر غیرعربی میں ہو تو حرج ہے کہ نہیں؟

جواب:... نماز کے سجدے میں قرآن و حدیث میں وارد شدہ دُعا کرنا جائز ہے، غیرعربی میں دُرست نہیں، فرض نماز میں اگر سجدے کے طویل ہونے سے مقتدیوں کو تنگی لاحق ہو تو امام کو چاہئے کہ سجدے میں تسبیحات پر اکتفا کرے،[3] اپنی الگ نماز میں جتنی چاہے سجدے میں دُعائیں کرے۔[4]

فرض نماز کے بعد دُعا کی کیفیت کیا ہونی چاہئے؟

سوال:... بعض امام صاحب ہر نماز کے بعد دُعا عربی میں مانگتے ہیں، کیا اُردو میں دُعا مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ دُعا مختصر ہونی چاہئے یا لمبی؟

---

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال: إن الدعاء موقوف بين السماء والأرض لَا يصعد منها بشیء حتّٰی تصلی علٰی نبيک. رواه الترمذی. (مشکوٰة ص:۸۷، کتاب الدعوات).

(۲) عندنا وعند مشائخنا رحمهم الله تعالٰی يجوز التوسل فی الدعوات بالأنبياء والصالحين من الأولياء والشهداء والصديقين فی حياتهم وبعد وفاتهم بأن يقول فی دعائه: اللّٰهم إنی أتوسل إليک بفلان أن تجيب دعوتی وتقضی حاجتی، إلٰی غير ذالک. (المهند علی المفند، الجواب عن السؤال الرابع ص:۳۲ طبع مکتبة العلم). أيضًا: إن التوسل بجاه غير النبی صلی الله عليه وسلم لَا بأس به أيضًا إن كان المتوسل بجاهه مما علم أن له جاهًا عند الله تعالٰی کالمقطوع بصلاحه وولَايته. (رُوح المعانی ج:۶ ص:۱۲۸، سورة المائدة:۳۵، طبع دار إحياء التراث العربی، أيضًا: إمداد الفتاویٰ ج:۵ ص:۳۰۳، طبع انڈيا).

(۳) وإن كان إمامًا لَا يزيد علٰی وجه يملّ القوم كذا فی الهداية. (الهندية ج:۱ ص:۷۵، الفصل الثالث فی سنن الصلاة).

(۴) وكذا لَا يأتی فی ركوعه وسجوده بغير التسبيح علی المذهب وما ورد محمول علی النفل ...إلخ. (الدر المختار ج:۱ ص:۵۰۵، ۵۰۶، باب صفة الصلاة، طبع ايچ ايم سعيد).

جواب:... فرض نماز کے بعد دُعا مختصر ہونی چاہئے،[1] اور آہستہ کی جانی چاہئے،[2] اپنے اپنے طور پر جس شخص کی جو حاجت ہو اس کے لئے دُعا کرے، عربی الفاظ ہمیشہ بلند آواز سے نہ کہے جائیں۔[3]

کیا نماز کے بعد تسبیحات ضروری ہوتی ہیں؟

سوال:... ہر نماز کے بعد نماز کی جو دُعائیں ہوتی ہیں مثلاً دُعائے اِستغفار اور آیت الکرسی وغیرہ پڑھنا ضروری ہوتی ہیں یا نہیں؟

جواب:... نماز کے بعد کے اَذکار اور آیت الکرسی اور تسبیحات ضروری نہیں، مگر ان کی بڑی فضیلت آئی ہے، ان کا اہتمام کرنا چاہئے۔[4] غیرضروری سمجھ کر چھوڑ دینا بڑی محرومی کی بات ہے۔

فرض نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر "بسم الله الذی لَا إِلٰه إِلّا هو الرحمٰن ... الخ" پڑھنا

سوال:... میرا معمول ہے کہ میں فرض نماز کا سلام پھیر کر سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دُعا پڑھتا ہوں: "بسم الله الذی لَا إِلٰه إِلّا

---

(۱) عن عائشة رضی الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سلّم لَا يقعد إلّا مقدار ما يقول اللّٰهم أنت السلام ومنك السلام، تباركت ذا الجلال والإكرام. (جامع الترمذی ج:۱ ص:۳۹ أبواب الصلاة، باب ما يقول إذا سلم، صحيح مسلم ج:۱ ص:۲۱۸). أيضًا: وفي الدر المختار (ج:۱ ص:۵۳۱، كتاب الصدقة) ويكره تأخير السُّنّة إلّا بقدر اللّٰهم أنت السلام.

(۲) عن النبی صلى الله عليه وسلم أنه قال: خير الدعاء الخفی .... وعن أنس رضی الله عنه مرفوعًا، ودعوة السر تعدل سبعين دعوة فی العلانية. (إعلاء السُّنن ج:۲ ص:۹۳، أبواب الوتر). وفی ردالمحتار (ج:۲ ص:۵۰۷) وأما الأدعية والأذكار فبالخفية أولٰی، قلت: ويجتهد فی الدعاء، والسُّنّة أن يخفی صوته لقوله تعالٰی: أدعوا ربكم تضرعًا وخفية. وقال العلامة الآلوسی فی رُوح المعانی (ج:۸ ص:۱۳۹، طبع دار إحياء التراث العربی) وجاء من حديث أبی موسٰی الأشعری أنه صلى الله عليه وسلم قال لقوم يجهرون: أيها الناس! إربعوا علٰی أنفسكم، إنكم لَا تدعون أصم ولَا غائبًا، إنكم تدعون سميعًا بصيرًا، وهو معكم، وهو أقرب إلٰی أحدكم من عنق راحلته. والمعنٰی إرفقوا بأنفسكم واقصروا من الصياح فی الدعاء.

(۳) الإصرار علٰی المندوب يبلغه إلٰی حد الكراهة. (السعاية ج:۲ ص:۲۶۵، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، طبع سهيل اكيڈمی). أيضًا: قال الطيبی: وفيه أنّ من أصر علٰی أمر مندوب وجعله عزمًا، ولم يعمل بالرُّخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (مرقاة المفاتيح ج:۲ ص:۱۴ كتاب الصلاة، باب فی الدعاء فی التشهد، طبع أصح المطابع بمبئی).

(۴) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لأن أقول سبحان الله والحمد لله ولَا إلٰه إلّا الله والله أكبر أحبّ إلیّ ممّا طلعت عليه الشمس. (مشكوٰة ص:۲۰۰). أيضًا: وعن كعب بن عجرة رضی الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: معقبات لَا يخيب قائلهن أو فاعلهن دبر كل صلٰوة مكتوبة: ثلاثًا وثلاثين تسبيحة، ثلاثًا وثلاثين تحميدة، وأربعًا وثلاثين تكبيرة. (صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب إستحباب الذكر بعد الصلٰوة وبيان صفته ج:۱ ص:۲۱۹). وفی الدر المختار (ج:۱ ص:۵۳۰) كتاب الصلاة: ويستحب أن يستغفر ثلاثًا، ويقرأ آية الكرسی والمعوذات ويسبح ويحمده ويكبّر ثلاثًا وثلاثين، ويهلل تمام المائة ويدعو، ويختم بسبحان ربك.

هو الرحمٰن الرحيم، اللّٰهم أذهب عنّي الهم والحزن" تو ایک صاحب نے میرے کو باتوں ہی باتوں میں میرے اس عمل کو سراہا تو ایک اور صاحب جو ہماری اس محفل میں شریک تھے، اور دِین دار آدمی تھے، انہوں نے کہا کہ یہ بھی کوئی بات ہے جو آپ اسے سراہتے ہیں، یہ کوئی خاص خوبی کی بات نہیں، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ عمل بدعت ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ عمل بدعت ہے یا نہیں؟ اگر بدعت ہے تو میں چھوڑ دوں۔ مولانا صاحب! ایک بزرگ قسم کے آدمی تھے، تو انہوں نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ تم وظائف وغیرہ ''حصن حصین'' میں دیکھ کر پڑھا کرو، تو یہ دُعا بھی میں نے اسی کتاب سے سیکھی تھی، اب آپ یہ بتائیں کہ یہ کتاب مستند ہے کہ نہیں؟ کیونکہ ان صاحب نے مندرجہ بالا دُعا کو بدعت کہہ کر شک میں ڈال دیا ہے۔

جواب:... ''حصن حصین'' کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ روایت طبرانی نے ''اوسط'' میں اور ابنِ سنی نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے،[1] اور اس کی سند کمزور ہے۔[2]

فرض نماز کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے

سوال:... میرے علم میں ہے کہ فرض نماز کے بعد اگر کوئی شخص ہاتھ اُٹھا کر دُعا نہیں مانگتا تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز اس کو لوٹا دیتے ہیں، بعض آدمی کہتے ہیں کہ نماز کے بعد کی دُعا فرض نہیں، میں کہتا ہوں کہ فرض نماز کے بعد دُعا ضرور مانگنی چاہئے۔ کون سا نقطۂ نظر دُرست ہے؟

جواب:... فرض نماز کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے،[3] لیکن اگر کوئی دُعا نہ مانگے تو کوئی گناہ نہیں۔

فرض نماز کے بعد دُعا کی شرعی حیثیت

سوال:... نماز کے بعد دُعا کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بعض لوگ سلام پھیر کر بغیر دُعا مانگے اُٹھ جاتے ہیں، اور کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد دُعا نہیں مانگی۔ بعض کہتے ہیں کہ کبھی مانگی کبھی نہیں مانگی۔ صحیح صورت کیا ہے؟ قرآن اور سنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں تاکہ آگاہی ہو۔

---

(۱) دیکھئے: حصن حصین مترجم ص:۲۲۳، طبع دارالاشاعت۔

(۲) وعن أنس بن مالک أن النبی صلی اللہ علیه وسلم کان إذا صلی وفرغ من صلاته مسح بیمینه علٰی رأسه وقال: بسم اللہ الذی لَا إله إلّا هو الرحمٰن الرحیم، اللّٰهم أذهب عنّي الهم والحزن۔ وفی روایة مسح جبهته بیده الیمنی، وقال فیها اللّٰهم أذهب عن الغم والحزن۔ رواه الطبرانی فی الأوسط والبزار بنحوه بأسانید، وفیه زید العمی وقد وثقه غیر واحد، وضعفه الجمهور، وبقیة رجال أحد إسنادی الطبرانی ثقات، وفی بعضهم خلاف۔ (مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۱۰۷، باب الدعاء فی الصلاة وبعدها، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت)۔

(۳) عن أبی أمامة قال: قیل یا رسول اللہ! أیّ الدعاء أسمع؟ قال: جوف اللیل الآخر ودبر الصلوات المکتوبة۔ (مشکوٰة ص:۸۹، جامع الترمذی ج:۲ ص:۱۸۷، أبواب الدعوات)۔

جواب:... نماز کے بعد دُعا مانگنے کا حکم آیا ہے، اس لئے فرض نمازوں کے بعد دُعا تو ضرور کرنی چاہئے[1]، البتہ اس دُعا میں مقتدی اِمام کے پابند نہیں، کوئی تھوڑی دُعا مانگے، یا لمبی، اپنی اپنی دُعا مانگیں، واللہ اعلم!

فرض نماز کے بعد کلمہ بغیر آواز کے پڑھنا

سوال:... فرض نماز پڑھنے کے بعد پہلے جب ہم چھوٹے ہوتے تھے تو نماز کے بعد اُونچی آواز سے کلمہ شریف پڑھا جاتا تھا، مگر اَب اکثر مسجدوں میں کلمہ شریف بلند آواز سے نہیں پڑھا جاتا، کیا یہ کلمہ شریف پڑھنا جائز ہے یا کوئی اور چیز پڑھنی چاہئے؟ اگر اور کوئی چیز پڑھنی ہے تو اس کو بھی ساتھ ہی لکھ دیں۔

جواب:... نمازوں کے بعد بہت سے اَذکار اور دُعائیں منقول ہیں[2]، مگر ان کو آہستہ پڑھنا چاہئے، آواز میں آواز ملاکر بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھنا جس سے نمازیوں کو تشویش ہو، جائز نہیں۔[3]

جماعت کے بعد زور و شور سے ''حق لا اِلٰہ اِلَّا اللہ'' کا وِرد کرنا

سوال:... جماعت ختم ہونے کے بعد لوگ زور و شور سے تسبیح (حق لا اِلٰہ اِلَّا اللہ) پڑھنا شروع کردیتے ہیں، جس کی وجہ سے جو لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں، خلل پڑتا ہے، کیا یہ تسبیح جماعت کے بعد پڑھنا جائز ہے؟

جواب:... مسجد میں بلند آواز سے ذِکر کرنا جس سے نمازیوں کو تشویش ہو، اور ان کی نماز میں خلل پڑے، جائز نہیں۔[4]

---

(۱) عن معاذ بن جبل قال: لقيت النبی صلی الله عليه وسلم، فقال لی: يا معاذ! إنّی أحبّک، فلا تدع أن تقول فی دبر كل صلٰوة: اللّٰهم أعنی علٰی ذكرک وشكرک وحسن عبادتک۔ (عمل اليوم والليلة لِابن السنی ص:۱۰۵، باب ما يقول فی دبر صلاة الصبح، رقم الحديث:۱۱۸، طبع مكتبة الشيخ)۔ وعن أنس بن مالک رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم أنه قال: ما من عبد بسط كفيه فی دبر كل صلٰوة ثم يقول: اللّٰهم إلٰهی وإلٰه إبراهيم وإسحاق ويعقوب، وإلٰه جبرئيل وميكائيل وإسرافيل عليهم السلام، أسألک أن تستجيب دعوتی، فإنی مضطر، وتعصمنی فی دينی فإنی مبتلٰی، وتنالنی برحمتک فإنی مذنب، وتنفی عنی الفقر فإنی متمسكن، إلّا كان حقًا علی الله عزّ وجلّ أن لا يرد يديه خائبتين۔ (عمل اليوم والليلة لِابن السنی ص:۱۲۱، رقم الحديث:۱۳۸)۔

(۲) عن أمّ سلمة ... رضی الله عنها ... كان رسول الله صلی الله عليه وسلم إذا صلّی الصبح قال: اللّٰهم إنی أسئلک علمًا نافعًا، وعملًا متقبلًا ورزقًا طيبًا۔ (عمل اليوم والليلة لِابن سنی ص:۱۰۰ رقم الحديث:۱۱۰)۔ عن أبی أمامة قال: ما دنوت من رسول الله صلی الله عليه وسلم فی دبر صلٰوة مكتوبة ولَا تطوع إلّا سمعته يقول: اللّٰهم اغفر لی ذنوبی وخطاياى كلها، اللّٰهم أعشنی واجبرنی واهدنی لصالح الأعمال والأخلاق، إنه لَا يهدی لصالحها ولَا يصرف سيئها إلّا أنت۔ (أيضًا ص:۱۰۲، رقم الحديث:۱۱۴)۔

(۳) وفی حاشية الحموی عن الإمام الشعرانی: أجمع العلماء سلفًا وخلفًا علٰی إستحباب ذكر الجماعة فی المساجد وغيرها إلّا أن يشوّش جهرهم علٰی نائم أو مصل أو قارئ۔ (شامی ج:۱ ص:۶۶۰ مطلب فی رفع الصوت بالذكر)۔ أيضًا: نعم الجهر المفرط ممنوع شرعًا، وكذا الجهر الغير المفرط إذا كان فيه إيذاء لأحد من نائم أو مصل أو حصلت فيه شبهة رياء أو لوحظت فی خصوصيات غير مشروعة۔ (مجموعه رسائل اللكنوی، سباحة الفكر فی الجهر بالذكر ج:۳ ص:۳۴)۔

(۴) ایضاً۔

نمازوں کے بعد "سبحان اللہ، الحمدللہ، لا إلٰہ إلَّا اللہ" پڑھنا

سوال:... نمازوں کے بعد سبحان اللہ، الحمدللہ، لا إلٰہ إلَّا اللہ اور اللہ اکبر پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... آپ نے "سبحان اللہ، الحمدللہ لا إلٰہ إلَّا اللہ، اللہ اکبر" لکھا ہے، حدیث میں ہے کہ (قرآن مجید کے بعد) یہ چار کلمات سب سے افضل ترین کلمات ہیں۔[1]

فرض نمازوں کے بعد دُعا کا ثبوت

سوال:... پانچوں نمازوں کے بعد اِمام کے ساتھ تمام نمازی بھی ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے ہیں، لیکن اب کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہاتھ اُٹھا کر ہر نماز کے بعد دُعا مانگنا بدعت ہے، اور یہ کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں، اب ہم اس اُلجھن میں مبتلا ہیں کہ دُعا مانگیں یا نہ مانگیں؟ اُمید ہے آپ ہماری رہنمائی فرمائیں گے۔

جواب:... پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ "بدعت" کسے کہتے ہیں؟ "بدعت" اس عمل کا نام ہے جس کی صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو قولاً تعلیم دی ہو، نہ عملاً کرکے دِکھایا ہو، نہ وہ عمل سلفِ صالحین کے درمیان معمول و مروّج رہا ہو،[2] لیکن جس عمل کی صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہو یا خود کبھی اس پر عمل کرکے دِکھایا ہو، وہ "بدعت" نہیں، بلکہ سنت ہے۔[3]

اس کے بعد مندرجہ ذیل اُمور پیشِ نظر رکھئے:

۱:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدّد احادیث میں نمازِ فرض کے بعد دُعا کی ترغیب دی ہے اور اس کو قبولیتِ دُعا کے مواقع میں شمار فرمایا ہے۔[4]

۲:... صحیح احادیث میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانے اور دُعا کے بعد ان کو چہرے پر پھیرنے کو آدابِ دُعا میں ذکر فرمایا ہے۔[5]

۳:... متعدّد احادیث میں فرض نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دُعا کرنا ثابت ہے، یہ تمام اُمور ایسے ہیں کہ کوئی

---

(۱) عن سمرة بن جندب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أفضل الكلام أربع: سبحان الله والحمد لله ولا إله إلّا الله والله اكبر، وفي رواية: أحبّ الكلام إلى الله أربع: سبحان الله والحمد لله ولا إله إلّا الله والله أكبر لا يضرّك بأيهنّ بدأت. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۲۰۰، باب ثواب التسبيح والتحميد).

(۲) بأنها (أي البدعة) ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دينا قويمًا وصراطًا مستقيمًا، فافهم. (رد المحتار ج:۱ ص:۵۶۰، ۵۶۱ كتاب الصلوٰة، باب الإمامة).

(۳) السُّنّة معناها في اللغة: الطريقة والعادة، وفي إصطلاح الفقهاء: العبادة النافلة، وإصطلاح المحدثين والأصوليين: ما صدر عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير القرآن من قول أو فعل أو تقرير اهـ. (تيسير الوصول ص:۱۳۷، الباب الثاني في مباحث السُّنّة، طبع مكتبه صديقه ملتان).

(۴) عن أبي أمامة قال: قيل: يا رسول الله! أي الدعاء أسمع؟ قال: جوف الليل الآخر ودبر الصلوات المكتوبات. (مشكوٰة ص:۸۹، باب الذكر بعد الصلوات).

(۵) عن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطّهما حتّٰى يمسح بهما وجهه. رواه الترمذي. (مشكوٰة ص:۱۹۵، كتاب الدعوات).

صاحبِ علم جس کی احادیثِ طیبہ پر نظر ہو، ان سے ناواقف نہیں، اس لئے فقہائے اُمت نے فرض نمازوں کے بعد دُعا کو آداب و مستحبات میں شمار کیا ہے۔ امام نوویؒ شرح مہذب (ج:۳ ص:۴۴۸) میں لکھتے ہیں:

"الدعاء للإمام والمأموم والمنفرد مستحب عقب كل الصلوات بلا خلاف۔"

یعنی نمازوں کے بعد دُعا کرنا بغیر کسی اِختلاف کے مستحب ہے، امام کے لئے بھی، مقتدی کے لئے بھی اور منفرد کے لئے بھی۔ علومِ حدیث میں امام نوویؒ کا بلند مرتبہ جس کو معلوم ہے، وہ کبھی اس متفق علیہ مستحب کو بدعت کہنے کی جسارت نہیں کرسکتا۔ اور فرض نماز جب باجماعت ادا کی گئی ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بعد دُعا صورۃً اِجتماعی ہوگی، لیکن امام اور مقتدی ایک دُوسرے کے پابند نہیں، بلکہ اپنی اپنی دُعا کر رہے ہیں، اس لئے امام کا پکار پکار کر دُعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین، آمین کہنا صحیح نہیں، ہر شخص کو اپنی اپنی دُعا کرنی چاہئے،[1] اور سنن و نوافل کے بعد امام کا مقتدیوں کے انتظار میں بیٹھے رہنا اور پھر سب کا مل کر دُعا کرنا یہ بھی صحیح نہیں۔[2]

سوال:... فرضوں کے بعد اجتماعی طور سے دُعا کرنے کا حدیث سے ثبوت کیا ہے؟

جواب:... فرض نماز کے بعد دُعا کی متعدّد احادیث میں ترغیب و تعلیم دی گئی ہے، اور ہاتھ اُٹھانے کو دُعا کے آداب میں سے شمار فرمایا گیا ہے، تفصیل کے لئے امام جزریؒ کی "حصن حصین" کا مطالعہ کرلیا جائے۔ امام بخاریؒ نے "كتاب الدعوات" میں ایک باب "الدعاء بعد الصلوٰة" کا رکھا ہے (ج:۲ ص:۹۳۷)، اور ایک باب "رفع الأيدى فى الدعاء" کا قائم کیا ہے (ج:۲ ص:۹۳۸)،[3] اور دونوں کو احادیثِ طیبہ سے ثابت فرمایا ہے۔ اس لئے فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دُعا کا معمول خلافِ سنت

---

(۱) هل يكره رفع الصوت بالذكر والدعاء؟ قيل: نعم، وفى الشامية: (قوله: قيل: نعم) يشعر بضعفه مع أنه مشى عليه فى المختار والملتقى، فقال: وعن النبى صلى الله عليه وسلم أنه كره رفع الصوت عند قراءة القرآن والجنازة والزحف والذكر. (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۶ ص:۳۹۸، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع)۔ أيضًا: الجهر المفرط ممنوع شرعًا، وكذا الجهر الغير المفرط إذا كان فيه إيذاء لأحد من نائم أو مصل أو حصلت فيه شبهة رياء أو لوحظت فى خصوصيات غير مشروعة۔ (سباح الفكر مشموله مجموعه رسائل لكهنوى ج:۳ ص:۳۴)۔

(۲) ورحم الله طائفة من المبدعة فى بعض أقطار الهند حيث واظبوا على أن الإمام ومن معه .... إذا فرغوا من فعل السُّنن والنوافل يدعو الإمام عقب الفاتحة جهرًا بدعاء مرة ثانية والمقتدون يؤمّنون على ذالك وقد جرى العمل منهم بذالك على سبيل الإلتزام والدوام حتّى ان بعض العوام إعتقدوا ان الدعاء بعد السُّنن والنوافل باجتماع الإمام والمأمون ضرورى واجب .... وأيم الله إن هذا أمر محدث فى الدين۔ (اعلاء السُّنن ج:۳ ص:۱۶۷، كتاب الصلاة، باب الإنحراف بعد السلام وكيفيته وسنة الدعاء والذكر بعد الصلاة، طبع إدارة القرآن كراچى)۔

(۳) عن أبى هريرة قالوا: يا رسول الله! ذهب أهل الدثور بالدرجات والنعيم المقيم، قال: كيف ذاك؟ قالوا: صلّوا كما صلّينا وجاهدوا كما جاهدنا، وأنفقوا من فضول أموالهم، وليست لنا أموال، قال: أفلا أخبركم بأمر تدركون من كان قبلكم وتسبقون من جاء بعدكم، ولا يأتى أحد بمثل ما جئتم إلّا من جاء بمثله، تسبحون فى دبر كل صلاة عشرًا وتحمدون عشرًا وتكبرون عشرًا۔ وعن ورّاد مولى المغيرة بن شعبة قال: كتب المغيرة إلى معاوية ابن أبى سفيان أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول فى دبر صلوٰته إذا سلّم: لا إله إلّا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شىء قدير، اللّٰهم لا مانع لما أعطيت ولا معطى لما منعت، ولا ينفع ذا الجد منك الجدُّ۔ (صحيح بخارى ج:۲ ص:۹۳۷، كتاب الدعوات، باب الدعاء بعد الصلوٰة)۔ عن أنس عن النبى صلى الله عليه وسلم رفع يديه حتّى رأيت بياض ابطيه۔ (بخارى ج:۲ ص:۹۳۸ باب رفع الأيدى فى الدعاء، طبع نور محمد كتب خانه)۔

نہیں، خلافِ سنت وہ عمل کہلاتا ہے جو شارع علیہ السلام نے خود نہ کیا ہو، اور نہ اس کی ترغیب دی ہو۔

مقتدی اِمام سے پہلے دُعا مانگ کر جاسکتا ہے

سوال:... فجر کی نماز میں اِمام وظیفہ پڑھ کر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں، میں چونکہ ملازم ہوں، ساڑھے آٹھ بجے ڈیوٹی پر حاضری دینا ہوتی ہے، دُودھ لانا، ناشتہ تیار کرنا، پھر کھانا، کپڑے بدل کر تیار ہوکر بس کا انتظار کرنا، ایسی صورت میں کیا میں ان کے ساتھ دُعا میں شریک ہوں یا اپنی مختصر دُعا مانگ کر مسجد سے آجاؤں؟

جواب:... اِمام کے ساتھ دُعا مانگنا کوئی ضروری نہیں، آپ نماز سے فارغ ہوکر اپنی دُعا کر کے آسکتے ہیں۔ [1]

کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے تھے؟

سوال:... کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرنے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کیا کرتے تھے؟ اگر کیا کرتے تھے تو کوئی حدیث بحوالہ بیان کریں۔

جواب:... نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کی صراحت تو منقول نہیں، البتہ فرض نماز کے بعد دُعا کرنے کی ترغیب آئی ہے، اور ہاتھ اُٹھا کر مانگنا دُعا کے آداب میں سے فرمایا ہے۔ اس لئے فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا ارشاداتِ نبوی کے عین مطابق ہے، مگر بلند آواز سے دُعا نہ کی جائے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل پیدا ہو۔

نماز کے بعد عربی اور اُردو میں دُعائیں

سوال:... نماز سے فارغ ہوکر میں دُرودِ ابراہیمی، سورۂ فاتحہ اور ایک دُعا "ربنا اٰتنا فی الدنیا" پڑھ کر باقی دُعا اُردو میں مانگتا ہوں، کیونکہ مزید دُعائیں (عربی) میں یاد نہیں ہیں، کیا میرا یہ عمل مسنون ہے؟

جواب:... کوئی حرج نہیں۔

سنتوں کے بعد اجتماعی دُعا کرنا بدعت ہے

سوال:... ظہر اور عشاء کی سنتوں کے بعد دو دفعہ دُعا کرتا ہوں، اور یہ دُعا اجتماعیت کے ساتھ کر رہا ہوں، خواص کے لئے اور عوام کے لئے دُعا بحیثیت اجتماعی بدعتِ سیئہ ہے یا بدعتِ حسنہ؟ شرعی جواب ارشاد فرمائیں۔

---

(۱) کیونکہ اِمام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کا تعلق اِمام سے ختم ہوجاتا ہے، اس لئے مقتدیوں کے لئے فرض نماز کے بعد اِمام کے ساتھ اجتماعی طور پر دُعا کرنا ضروری نہیں۔

جواب:... سنتوں کے بعد اجتماعی دُعا کے لئے اِمام اور مقتدیوں کا بیٹھے رہنا، اور پھر مل کر دُعا کرنا صحیح نہیں، اس کا اہتمام والتزام بدعت ہے،[1] بدعت کا لفظ مطلق بولا جائے تو بدعتِ سیئہ ہی مراد ہوتی ہے۔

نماز کے بعد دُعا اُونچی آواز سے مانگنا

سوال:... زید کہتا ہے کہ فرض نماز کے بعد اِمام کا اُونچی آواز میں دُعا مانگنا مکروہ ہے، فقہِ حنفیہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب:... اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دُعا آہستہ مانگنی چاہئے، اُونچی آواز سے دُعا کی عادت کرلینا دُرست نہیں، کبھی مقتدیوں کی تعلیم کے لئے بلند آواز سے کوئی جملہ کہہ دے تو مضائقہ نہیں۔[2]

دُعا کے وقت آسمان کی طرف نظر اُٹھانا

سوال:... حضرت جابر بن سمرہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''لوگو! نماز میں نظریں آسمان کی طرف نہ اُٹھاؤ، خدشہ ہے کہ یہ نظریں اُچک لی جائیں اور واپس نہ آئیں۔'' مسئلہ یہ ہے کہ کیا یہ حدیثِ پاک دُعا کے وقت آسمان پر جو انسان نظریں اُٹھاتا اور ہاتھ پھیلا کر اپنے رَبّ سے مانگتا ہے، اس پر بھی صادق آتی ہے؟ یعنی دُعا کے وقت بھی کیا نظریں اُوپر نہ اُٹھائی جائیں؟ (یہ حدیث شریف صحیح مسلم سے ہے)۔

جواب:... اِمام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ بعض حضرات نے خارجِ نماز میں بھی دُعا میں آسمان کی طرف نظریں اُٹھانے کو مکروہ کہا ہے، مگر اکثر علماء قائل ہیں کہ مکروہ نہیں، کیونکہ آسمان دُعا کا قبلہ ہے۔[3]

---

(۱) ورحم الله طائفة من المبتدعة في بعض أقطار الهند حيث واظبوا على أن الإمام ومن معه يقومون بعد المكتوبة بعد قرأتهم: اللّٰهم أنت السلام ومنك السلام إلخ ثم إذا فرغوا من فعل السُّنن والنوافل يدعو الإمام عقب الفاتحة جهرًا بدعاء مرة ثانية، والمقتدون يؤمّنون على ذالك، وقد جرى العمل منهم بذالك على سبيل الإلتزام والدوام حتّٰى ان بعض العوام إعتقدوا أن الدعاء بعد السُّنن والنوافل بإجتماع الإمام والمأمون ضروري واجب .... ومن لم يرض بذالك يعزلونه علن الإمامة ويطعنونه، ولَا يصلون خلف من لَا يصنع بمثل صنيعهم، وأيم الله! إن هذا أمر محدث في الدين. (إعلاء السُّنن ج:۳ ص:۱۶۷، كتاب الصلاة، باب الإنحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة، طبع إدارة القرآن كراچي). أيضًا: عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (بخاري ج:۱ ص:۳۷۰ كتاب الصلح). نیز تفصیل کے لئے دیکھئے: كفاية المفتي ج:۳ ص:۳۳۶ تا ۳۴۰۔

(۲) عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: خير الدعاء الخفي .... وعن أنس رضي الله عنه مرفوعًا: دعوة السر تعدل سبعين دعوة في العلانية. (إعلاء السُّنن ج:۶ ص:۹۳ أبواب الوتر). وفي ردالمحتار (ج:۲ ص:۵۰۷) كتاب الحج: وأما الأدعية والأذكار فبالخفية أولٰى، قلت: ويجتهد في الدعاء، والسُّنّة أن يخفي صوته لقوله تعالٰى: أدعوا ربكم تضرّعًا وخفيةً. وفي الفتاوى الهندية (ج:۵ ص:۳۱۸) كتاب الكراهية، الباب الرابع: إذ دعا بالدعاء المأثور جهرًا ومعه القوم أيضًا ليعلموا الدعاء لَا بأس به. مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: نفائس مرغوبہ، تالیف: مفتی کفایت اللہ صاحب۔

(۳) وفي شرح المسلم للنووي: قال القاضي عياض: واختلفوا في كراهة رفع البصر إلى السماء في الدعاء في غير الصلٰوة فكرهه شريح وآخرون وجوزه الأكثرون وقالوا لأن السماء قبلة الدعاء كما أن الكعبة قبلة الصلٰوة ...إلخ. (مسلم شريف ج:۱ ص:۱۸۱).

دُعا مانگتے وقت ہاتھ کہاں تک اُٹھائے جائیں؟

سوال:... کچھ عرصہ پہلے بچوں کے کالم میں طریقۂ نماز سکھاتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ دُعا مانگتے وقت خیال رکھنا چاہئے کہ ہاتھ کندھوں سے اُوپر نہ جائیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... جی ہاں! عام حالات میں یہی صحیح طریقہ ہے،[1] البتہ نمازِ استسقاء میں اس سے زیادہ اُٹھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے،[2] دُعا میں عاجزی اور مسکنت کی کیفیت ہونی چاہئے۔

دُعا مانگتے وقت ہاتھ کہاں ہونے چاہئیں؟

سوال:... دُعا کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ یعنی صرف بیٹھ کر دونوں ہاتھوں کو شانوں تک اُٹھا کر ہی دُعا کی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اِختیار کرنا موجبِ گناہ تو نہیں ہے؟ کیا بصورتِ عاجزی بندہ اپنے رَبّ کے حضور سجدے کی طرح سر کو رکھ کر دُعا کرے تو یہ طریقہ خلافِ سنت تو نہیں ہوگا؟ بعض اہلِ علم کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ سجدے کے انداز میں دُعا کرنا غیرمسنون ہے، اس سے اِجتناب کیا جائے۔

جواب:... ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا کمالِ سنت ہے،[3] اگر ہاتھ اُٹھائے بغیر دُعا کرلے تب بھی کوئی حرج نہیں، اور سجدے میں دُعا کرنا جائز ہے، مگر نمازوں کے بعد سب کے سامنے ایسا کرنا صحیح نہیں، گھر کے اندر تنہائی میں ایسا کرلے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

سجدے میں دُعا مانگنا جائز ہے

سوال:... میں نے سنا ہے کہ سجدے میں گر کر دُعا نہیں مانگنی چاہئے کیونکہ نیت کے بغیر سجدہ نہیں ہوتا۔

جواب:... سجدے میں دُعا مانگنے میں یہ تفصیل ہے کہ سجدہ یا تو نماز کا ہوگا یا بغیر نماز کے، اگر نماز کا سجدہ ہو تو سجدے کے اندر دُعائیں کرنا جائز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ دُعا عربی زبان میں کرے، بلکہ قرآن و حدیث میں جو دُعائیں آتی ہیں، ان کو اِختیار کرے،[4] (فرض نماز میں اِمام کو سجدے میں دُعائیں نہیں کرنی چاہئیں تاکہ مقتدیوں پر بار نہ ہو)،[5] اور اگر سجدہ نماز کے علاوہ ہو تو لوگوں کے سامنے

---

(۱) عن سهل بن سعد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كان يجعل اصبعيه حذاء منكبيه ويدعو. (مشكوٰة شريف ص:۱۹۶).

(۲) عن أنس قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم: لا يرفع يديه في شيء من دعائه إلّا في الإستسقاء فإنه يرفع حتّٰى يُرىٰ بياض ابطيه. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۱۳۱، باب الإستسقاء).

(۳) وقال أبو موسى الأشعري رضي الله عنه: دعا النبي صلى الله عليه وسلم ثم رفع يديه، ورأيت بياض إبطيه. (صحيح البخاري ج:۲ ص:۹۳۸ كتاب الدعوات، باب رفع الأيدي في الدعاء). (قوله فيبسط يديه حذاء صدره) كذا روي عن ابن عباس من فعل النبي صلى الله عليه وسلم، قنيه عن تفسير السمان ...إلخ. (فتاوىٰ شامي ج:۱ ص:۵۰۷، كتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للمجائي).

(۴) ينبغي ان يدعو في صلاته بدعاء محفوظ وأما في غيرها فينبغي أن يدعو بما يحضره ...إلخ. (شامي ج:۱ ص:۵۲۳).

(۵) وإن كان إمامًا لَا يزيد علىٰ وجه يمل القوم ...إلخ. (الهندية ج:۱ ص:۷۵، الفصل الثالث في سنن الصلوٰة ...إلخ).

اور فرض نمازوں کے بعد سجدے میں گر کر دُعائیں نہ کرے۔[1] ہاں! تنہائی میں سجدے میں گر کر دُعائیں کرنے کا مضائقہ نہیں۔[2]

دُعا کے بعد سینے پر پھونک مارنا

سوال:... جب لوگ دُعا مانگ لیتے ہیں تو بعض لوگ اپنے سینے میں پھونک مارتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:... کوئی وظیفہ پڑھ کر پھونکتے ہوں گے، اور یہ جائز ہے۔[3]

اِمام کا نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دُعا مانگنا

سوال:... فجر اور عصر کی نماز کے بعد اِمام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف تقریباً پشت کر کے کیوں دُعا مانگتا ہے؟

جواب:... کیونکہ نماز سے تو فارغ ہوچکے، اب مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہئے، باقی نمازوں میں چونکہ مختصر دُعا کے بعد سنتوں کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں، اس لئے اس مختصر وقفے میں مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، اور فجر اور عصر کے بعد تسبیحات پڑھ کر دُعا کی جاتی ہے، اس لئے طویل وقفہ ہونے کی وجہ سے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھتے ہیں، نماز کے بعد اِمام کو رُخ بدل لینا چاہئے خواہ دائیں جانب کرلے یا بائیں جانب، یا مقتدیوں کی طرف، بہرحال مقتدیوں کی طرف پشت کر کے نہ بیٹھے۔[4]

---

(۱) أما بغير سبب فليس بقربة ولَا مكروه وما يفعل عقيب الصلاة فمكروه لأن الجهال يعتقدونها سُنّة أو واجبة وكل مباح يؤدي إليه فمكروه انتهى. (شامي ج:۲ ص:۱۲۰، قبيل باب صلاة المسافر).

(۲) وحاصله ان ما ليس لها سبب لا تكره ما لم يؤد فعلها إلى إعتقاد الجهلة سُنّيتها كالتي يفعلها بعض الناس بعد الصلاة ...إلخ. (شامي ج:۲ ص:۱۲۰، قبيل باب صلاة المسافر).

(۳) عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا اشتكى يقرأ في نفسه بالمعوّذات وينفث فلما اشتد وجعه كنت أقرأ عليه وامسح عليه بيده رجاء بركتها. (سنن أبي داوٗد ج:۲ ص:۱۸۹، باب كيف الرقى، حديث نمبر:۳۹۰۵).

(۴) عن سمرة بن جندب قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صلّى صلاة أقبل علينا بوجهه. (بخاري شريف ج:۱ ص:۱۱۷). وفي صلاة لَا تطوع بعدها كالفجر والعصر يكره المكث قاعدًا في مكانه مستقبل القبلة والنبي عليه الصلٰوة والسلام سمى هذا بدعة ...إلخ. (عالمگيري ج:۱ ص:۷۷). وكذا يكره مكثه قاعدًا في مكانه مستقبل القبلة في صلاة لَا تطوع بعدها ...إلخ. (شامي ج:۱ ص:۵۳۱). أيضًا: وأما بيان ما يستحب للإمام أن يفعله عقيب الفراغ من الصلاة، فنقول إذا فرغ الإمام من الصلاة فلا يخلوا إما إن كانت صلاة لَا تصلى بعدها سُنّة أو كانت صلاة تصلى بعدها سُنّة فإن كانت صلاة لَا تصلى بعدها سُنّة كالفجر والعصر، فإن شاء الإمام قام، وإن شاء قعد في مكانه يشغل بالدعاء ...... لما روى أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا فرغ من صلاة الفجر إستقبل بوجهه أصحابه .... ثم اختلفت المشائخ في كيفية الإنحراف .... وقال بعضهم: هو مخير إن شاء إنحرف يمنة، وإن شاء يسرة، وهو الصحيح .... وإن كانت صلاة بعدها سُنّة، يكره له المكث قاعدًا. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۳۹۳، ۳۹۴، كتاب الصلاة، فصل وأما بيان ما يستحب للإمام، طبع رشيديه).

نماز کے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا ناجائز ہے

سوال:… ہماری مسجد میں نمازِ عشاء کے فوراً بعد ذکر و اذکار کا سلسلہ جاری ہوجاتا ہے، ذکر اتنی بلند آواز سے کیا جاتا ہے کہ آواز احاطۂ مسجد سے باہر تک سنائی دیتی ہے، (بتیاں گل کردی جاتی ہیں)، جبکہ نمازی عشاء دیر تک پڑھتے رہتے ہیں، شور سے نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے، مفصل تحریر کریں آیا یہ کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:… ایسے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا جبکہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں، دُرست نہیں، حضراتِ فقہاء نے اس کو ناجائز لکھا ہے۔[1]

مسجد میں اجتماعی ذکر بالجہر کہاں تک جائز ہے؟

سوال:… ہماری مسجد بلکہ اس علاقے کی تمام مساجد میں صبح کی نماز کے بعد، بلکہ بعض جگہ لاؤڈاسپیکر بھی لگاکر سلام پھیرنے کے فوراً بعد کلمہ طیبہ کا ذکر ہوتا ہے، اور بعد میں دُرود شریف ان الفاظ کے ساتھ: "**صل علٰی نبینا صل علی محمد**"۔ البتہ ہماری مسجد میں مسبوق اپنی رکعت ایک یا دو پڑھ لیتے ہیں، اس کے بعد اُونچا ذکر چیخ چلاکر درمیانہ جہر بھی نہیں، بلکہ زور لگاکر ایک سُر کے ساتھ تمام نمازی ذکر کرتے ہیں، اور پھر وہ ذکر مسنون یعنی آیت الکرسی اور تسبیح ۳۳ بار، تحمید ۳۳ بار، اور تکبیر ۳۴ بار بھی پڑھتے ہیں۔ اور ایک دفعہ اجتماعی دُعا مانگی جاتی ہے، ایسا ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ دُوسری مسجد میں سلام کے بعد تین دفعہ استغفراللہ آہستہ پڑھتے ہیں اور آیت الکرسی اور "**اللّٰھم اجرنی من النار**" ۷ دفعہ، اور تسبیحاتِ مسنونہ، بعدہٗ ایک بار دُعا ہوتی ہے۔ آپ ارشاد فرمائیں کہ آہستہ طریقہ مسنون ہے حضرت کا فرمایا ہوا یا کہ اُونچا ذکر کرنا یعنی بہت اُونچا ذکر کرنے والے ثواب پر ہیں؟ اس وقت کوئی سویا ہوا نہیں ہوتا، اگر سویا ہوا ہو تو اس کو نماز کے لئے اُٹھایا جاتا ہے تاکہ صبح کی نماز قضا نہ ہوجائے، اور مسجد کے قریب کوئی بیمار بھی نہیں ہوتا، اور نہ کوئی نمازی ہوتا ہے۔ محلے کے لوگ اکثر آجاتے ہیں، ہاں عورتیں گھروں پر پڑھتی ہوں تو ہوں گی۔ ایسے وقت ایسی صورت میں کون سا ذکر مسنون ہے، اور کون سا ذکر بدعت اور منع ہے؟ تاکہ ہم لوگ ذکرِ مسنون کریں اور ذکرِ بدعت بند کردیں۔ اُونچا ذکر کرنے والے بڑے بڑے اشتہار پیش کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت علیؓ اور صحابہ کرامؓ اُونچا ذکر کرتے تھے، ہم بھی اہلِ سنت والجماعت ہیں، بلکہ یہ علامت ہے، جو کوئی کلمہ بعد نماز اُونچا پڑھے وہ سنی حنفی ہے، اور جو اُونچا ذکر نہ کرے وہ ذکر کے مانعین سے ہے، عذاب کے مستحق ہیں، وہابی ہیں، وغیرہ وغیرہ، جھگڑا کرتے ہیں۔

جواب:… ۱: نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جس سے مسبوق نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے، جائز نہیں، اور اس مقصد

---

(۱) قوله ورفع صوت بذكر .... أجمع العلماء سلفًا وخلفًا على إستحباب ذكر الجماعة فى المساجد وغيرها إلّا أن يشوّش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ ...إلخ. (شامى ج:۱ ص:۲۶۰، مطلب فى رفع الصوت بالذكر). وأيضًا فالإسرار أفضل حيث خيف الرياء وتأذى المصلين أو النيام ...إلخ. (شامى ج:۶ ص:۳۹۸، طبع سعيد).

کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال اور بھی بُرا ہے۔[1] حدیث میں علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت یہ ارشاد فرمائی ہے: "**وارتفعت الأصوات فی المساجد**"[2] یعنی مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد میں آوازیں بلند کرنا اُمت کے بگاڑ کی علامت ہے۔

۲:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، سلف صالحینؒ سے جو طریقہ منقول ہے وہ یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہوکر زیرِ لب تسبیحات اور اذکارِ مسنونہ پڑھے جائیں، اور آہستہ ہی دُعا کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی تعلیم کے لئے کوئی کلمہ بلند آواز سے بھی فرمادیتے تھے، بلند آواز سے کبھی دُعا ہوجائے جبکہ اس سے کسی کی نماز میں خلل نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جہری دُعا کو معمول بنالینا اور سنت کی طرح اس کی پابندی کرنا صحیح نہیں۔

۳:... ذکر اور دُعا کا تعلق بندے اور معبودِ برحق جل شانہ کے درمیان ہے، بلند آواز سے، خصوصاً لاؤڈ اسپیکر پر ذکر اور دُعا کی اَذان دینا اس کی رُوح کے منافی ہے، اور اس میں ریا اور مخلوق کی طرف التفات کا خطرہ زیادہ سے زیادہ ہے، اس لئے مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا چاہئے، اور اگر کوئی اس کے خلاف کرتا ہے تو اس سے اُلجھنے کی ضرورت نہیں۔[3]

دورانِ نماز اُنگلیوں پر تسبیحات شمار کرنا

سوال:... میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ نماز میں الحمدللہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر وغیرہ ہاتھ پر یا تسبیح پر نہیں پڑھنی چاہئے، اس سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے، اگر یہ بات سچ ہے تو ہم کیسے ان الفاظ کو پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... نماز میں اُنگلیوں پر یا تسبیح پر گننا واقعی مکروہ ہے، صلوٰۃ التسبیح میں ان کلمات کے گننے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس کی تدبیر یہ ہے کہ ایک ایک اُنگلی کو ذرا سا دباتے رہیں۔[4]

آیتیں، سورتیں اور تسبیحات اُنگلیوں پر شمار کرنا

سوال:... آیتیں، سورتیں یا تسبیحات اُنگلیوں پر شمار کرنا مکروہاتِ نماز میں شامل ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ نماز کے بعد جو ہم تسبیح اُنگلیوں پر شمار کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) الجهر المفرط ممنوع شرعًا، وكذا الجهر الغير المفرط إذا كان فيه إيذاء لأحد من نائم أو مصل، أو حصلت فيه شبهة رياء أو لوحظت فيه خصوصيات غير مشروعة كما صرح به علي القارئ في شرح مشكوٰة والحصكفي في الدر المختار وغيرها. (سباحة الفكر في الجهر بالذكر، الباب الأوّل، مشموله رسائل لكنوى ج:۳ ص:۳۴).

(۲) (وظهرت الأصوات) أي رفعها (في المساجد) وهذا مما كثر في هذا الزمان وقد نص بعض علمائنا بأن رفع الصوت في المسجد ولو بذكر حرام. (مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح ج:۵ ص:۱۷۶، باب أشراط الساعة).

(۳) أيضًا.

(۴) ويكره عد الآي والتسبيح باليد .... والأظهر ان الخلاف في الكل كذا في التبيين. (هندية ج:۱ ص:۱۰۵). اما خارجها فلا يكره كعده بقلبه أو بغمزة أنامله وعليه يحمل ما جاء من صلاة التسبيح. (درمختار ج:۱ ص:۲۵۰).

جواب:... آیات یا تسبیحات کا اُنگلیوں پر گننا نماز کے اندر مکروہ ہے،[1] نماز سے باہر مکروہ نہیں، بلکہ مامور بہ ہے۔[2]

تسبیحاتِ فاطمی کی فضیلت

سوال:... میں نے ایک حدیث میں پڑھا ہے کہ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، مطلب یہ ہے کہ سو دانوں کی یہ تسبیح جو شخص روزانہ صبح فجر کے وقت اور عشاء کی نماز کے بعد یا ہر نماز کے بعد پڑھے گا تو قیامت کے دن اس کا مرتبہ بہت ہی بلند ہوگا؟

جواب:... آپ نے صحیح لکھا ہے، یہ کلمات "تسبیحاتِ فاطمی" کہلاتے ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سکھائے تھے۔ حدیث میں ان کے بہت سے فضائل آئے ہیں،[3] جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدنی قدس سرہٗ کے رسالے "فضائلِ ذکر" میں جمع کردیئے گئے ہیں، یہ پاکیزہ کلمات ہر نماز کے بعد اور رات کو سوتے وقت بڑے اہتمام سے پڑھنے چاہئیں۔

نماز کے بعد کی تسبیحات اُنگلیوں پر گننا افضل ہے

سوال:... میں نے کہیں یہ مسئلہ پڑھا تھا کہ نماز کے بعد پڑھی جانے والی تسبیح (۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر) ہاتھ کی اُنگلیوں پر گن کر پڑھنا مکروہ ہے۔ گزارش ہے کہ آپ اس سلسلے میں یہ فرمائیں کہ آیا یہ مسئلہ دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:... دُرست نہیں! اُنگلیوں پر تسبیحات کا گننا نہ صرف جائز ہے، بلکہ حدیث شریف میں تسبیحات کو اُنگلیوں پر گننے کا حکم آیا ہے:

> "عن یسیرة رضی اللہ عنہا، وکانت من المهاجرات قالت: قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علیکن بالتسبیح والتهلیل والتقدیس واعقدن بالأنامل فانهنّ مسؤلات مستنطقات ولَا تغفلن فتنسین الرحمة۔" (رواہ الترمذی وابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۲۰۲)
>
> ترجمہ:... "حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا جو ہجرت کرنے والیوں میں سے تھیں، فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا کہ: تسبیح و تہلیل اور تقدیس کو اپنے اُوپر لازم کرلو اور ان کو اُنگلیوں پر گنا

---

(۱) وکرہ تنزیھًا (عد الآی والسور والتسبیح بالید فی الصلاة مطلقًا) ولو نفلًا أما خارجها فلا یکرہ۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۶۵۰، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیها)۔

(۲) عن یسیرة رضی اللہ عنہا، وکانت من المهاجرات قالت: قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علیکن بالتسبیح والتهلیل والتقدیس واعقدن بالأنامل فانهن مسؤلات مستنطقات ولَا تغفلن فتنسین الرحمة۔ (مشکوٰۃ ص:۲۰۲)۔

(۳) عن کعب بن عجرة رضی اللہ تعالٰی عنه عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: معقبات لَا یخیب قائلهن أو فاعلهن دبر کل صلٰوة: ثلاثًا وثلاثین تسبیحة، وثلاثًا وثلاثین تحمیدة، وأربعًا وثلاثین تکبیرة۔ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۲۱۹، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة وبیان صفته)۔

کرو، کیونکہ ان سے سوال کیا جائے گا اور ان کو بلوایا جائے گا، اور ذکر سے غفلت نہ کیا کرو، ورنہ رحمت سے بھلادی جاؤ گی۔"

چلتے پھرتے تسبیح کرنا

سوال:... میں نے کراچی میں مردوں اور عورتوں کو راستہ چلتے پھرتے تسبیح کرتے دیکھا ہے، اکثریوں بھی دیکھا ہے کہ سڑک پار کر رہے ہیں مگر تسبیح کے دانے چلتے رہتے ہیں، پچھلے دنوں میں نے بس اسٹاپ پر ایک عورت کو دیکھا آدھے سے زیادہ سر کھلا ہوا تھا، کھڑی تسبیح کر رہی تھی، میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں، کیا تسبیح کرنے کا یہ طریقہ دُرست ہے؟

جواب:... تسبیح پڑھنا چلتے پھرتے بھی جائز ہے، بلکہ بہت اچھی بات ہے کہ ہر وقت آدمی ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے، اگر کوئی تسبیح کے دوران غلط کام کرتا ہے تو اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔[1]

تسبیح بدعت نہیں، بلکہ ذکرِ الٰہی کا ذریعہ ہے

سوال:... آپ نے ایک سوال کے جواب میں چلتے پھرتے تسبیح پڑھنے کو جائز، بلکہ بہت اچھی بات لکھا ہے، یہاں پر میرا مقصود آپ کے علم میں کسی قسم کا شک وشبہ کرنا نہیں۔ بلاشبہ آپ کا علم وسیع ہے، مگر جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے وہ یہ کہ تسبیح کے دانے پڑھنا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں داخل نہ تھا، اور نہ ہی اسے ذکر اللہ کہا جاسکتا ہے، ذکر اللہ کے عملی معنی اس سے بالکل مختلف ہیں، یہ ایک شرعی بدعت ہے جو آج کل ہماری زندگی میں فیشن کی شکل میں داخل ہوگئی ہے، اُمید ہے آپ اس مسئلے پر مزید کچھ روشنی ڈالیں گے۔

جواب:... تسبیح بذاتِ خود مقصود نہیں، بلکہ ذکر کے شمار کرنے کا ذریعہ ہے، بہت سی احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ فلاں ذکر اور فلاں کلمہ کو سو مرتبہ پڑھا جائے تو یہ اجر ملے گا، حدیث کے طلبہ سے یہ احادیث مخفی نہیں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس تعداد کو گننے کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ ضرور اختیار کیا جائے گا، خواہ اُنگلیوں سے گنا جائے یا کنکریوں سے، یا دانوں سے۔ اور جو ذریعہ بھی اختیار کیا جائے وہ بہرحال اس شرعی مقصد کے حصول کا ذریعہ ہوگا۔ اور جو چیز کسی مطلوبِ شرعی کا ذریعہ ہو وہ بدعت نہیں کہلاتا، بلکہ فرض کے لئے ایسے ذریعہ کا اختیار کرنا فرض، اور واجب کے لئے ایسے ذریعہ کا اختیار کرنا واجب ہے، اسی طرح مستحب کے لئے ایسے ذریعہ کا اختیار کرنا مستحب ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ حج پر جانے کے لئے بحری، بری اور فضائی تینوں راستے اختیار کئے جاسکتے ہیں، لیکن اگر کسی زمانے میں ان میں سے دو راستے مسدود ہوجائیں، صرف ایک ہی کھلا ہو تو اسی کا اختیار کرنا فرض ہوگا، اور اگر تینوں راستے کھلے ہوں تو ان میں کسی ایک کو لاعلی التعیین اختیار کرنا فرض ہوگا۔ اسی طرح جب تسبیحات و اذکار کا گننا عند الشرع مطلوب ہے اور اس کے حصول کا ایک ذریعہ تسبیح بھی ہے، تو اس کو بدعت نہیں کہیں گے، بلکہ دُوسرے ذرائع میں سے ایک ذریعہ کہلائے گا، اور چونکہ تمام ذرائع میں زیادہ آسان ہے، اس لئے اس کو ترجیح ہوگی۔

---

(۱) قال (صلی اللہ علیہ وسلم): لَا یزال لسانک رطبًا من ذکر اللہ۔ (مشکوٰۃ، ص:۱۹۸، باب ذکر اللہ)۔

۲:... متعدّد احادیث سے ثابت ہے کہ کنکریوں اور دانوں پر گننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا اور نکیر نہیں فرمائی، چنانچہ:

الف:... سنن ابی داؤد (ج:۱ ص:۲۱۰ باب التسبیح بالحصی) اور مستدرک حاکم (ج:۱ ص:۴۸۵) میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

"انه دخل مع النبی صلی الله علیه وسلم علی امرأة وبین یدیها نوی أو حصی تسبح به فقال: اخبرک بما هو ایسر علیک من هذا وافضل .... الحدیث۔" (سکت علیه الحاکم وقال الذهبی صحیح)۔

ترجمہ:... "وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاتون کے پاس گئے، جس کے آگے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں، جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جو اس سے زیادہ آسان اور افضل ہے؟.....الخ۔"

ب:... ترمذی (ج:۲ ص:۱۷۷) اور مستدرک حاکم (ج:۱ ص:۵۴۷) پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

"قالت: دخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وبین یدی اربعة آلاف نواة اسبح بهن، فقال: یا بنت حی! ما هذا؟ قلت: اسبح بهن! قال: قد سبحت منذ قمت علی رأسک اکثر من هذا، قلت: علمنی یا رسول الله! قال: قولی: سبحان الله عدد ما خلق من شیٔ۔" (قال الحاکم هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه، وقال الذهبی صحیح)۔

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، میرے آگے چار ہزار گٹھلیاں تھیں، جن پر میں تسبیح پڑھ رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا: میں ان پر تسبیح پڑھ رہی ہوں! فرمایا: میں جب سے تیرے پاس کھڑا ہوا ہوں، میں نے اس سے زیادہ تسبیح پڑھ لی ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بھی سکھایئے۔ فرمایا: یوں کہا کر: سبحان الله عدد ما خلق من شیٔ۔"

حدیثِ اوّل کے ذیل میں صاحبِ "عون المعبود" لکھتے ہیں:

"هذا اصل صحیح لتجویز السبحة بتقریره صلی الله علیه وسلم فانه فی معناها اذ لا فرق بین المنظومة والمنثورة فیما یعد به ولا یعتد بقول من عدها بدعة۔"

(عون المعبود ج:۱ ص:۵۵۵)

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گٹھلیوں پر نکیر نہ فرمانا، تسبیح کے جائز ہونے کی صحیح اصل ہے۔ کیونکہ تسبیح بھی گٹھلیوں کے ہم معنی ہے، کیونکہ شمار کرنے کے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ گٹھلیاں پروئی ہوئی ہوں یا بغیر پروئی ہوئی ہوں، اور جو لوگ اس کو بدعت شمار کرتے ہیں، ان کا قول لائق اعتبار نہیں۔"

۳:... تسبیح، ایک اور لحاظ سے بھی ذکرِ الٰہی کا ذریعہ ہے، وہ یہ کہ تسبیح ہاتھ میں ہو تو زبان پر خود بخود ذکر جاری ہوجاتا ہے، اور تسبیح نہ ہو تو آدمی کو ذکر یاد نہیں رہتا، اسی بنا پر تسبیح کو ''مذکرہ'' کہا جاتا ہے، یعنی یاد دِلانے والی، اور اسی بنا پر صوفیہ اس کو ''شیطان کے لئے کوڑا'' کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ شیطان دفع ہوجاتا ہے، اور آدمی کو ذکر سے غافل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا، پس جب ذِکرِ الٰہی میں مشغول رہنا مطلوب ہے اور تسبیح کا ہاتھ میں ہونا اس مشغولی کا ذریعہ ہے، تو اس کو بدعت کہنا غلط ہوگا، بلکہ ذریعۂ ذِکرِ الٰہی ہونے کی وجہ سے اس کو مستحب کہا جائے تو بعید نہ ہوگا۔

دُرود شریف کا ثواب زیادہ ہے یا اِستغفار کا؟

سوال:... دُرود شریف کا ثواب زیادہ ہے یا اِستغفار کا؟

جواب:... دونوں کا ثواب اپنی اپنی جگہ ہے، اِستغفار کی مثال برتن مانجھنے کی ہے، اور دُرود شریف کی مثال برتن قلعی کرنے کی۔

مختصر دُرود شریف

سوال:... ہم اکثر سنتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے دُرود شریف بھیجو، تو مولانا صاحب! آپ دُرود بھیجنے کا کوئی آسان طریقہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ دُرود شریف میں کون سا دُرود افضل ہے؟

جواب:... سب سے افضل دُرود شریف تو وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، اور مختصر دُرود شریف یہ بھی ہے: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ''، اس دُرود شریف کی تین تسبیح صبح کو، تین تسبیح شام کو پڑھی جائیں، اتنی فرصت نہ ہو تو صبح و شام ایک ایک تسبیح ہی پڑھ لی جائے، اس کے علاوہ جب بھی فرصت و فراغت ملے دُرود شریف کو وردِ زبان بنانا چاہئے۔

نماز والے دُرود شریف میں ''سیّدنا و مولانا'' کا اضافہ کرنا

سوال:... نماز میں التحیات اور تشہد کے بعد والے دُرود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ناموں سے پہلے ''سیّدنا و مولانا'' پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:... ہمارے ائمہ سے تو یہ مسئلہ منقول نہیں، درمختار میں اس کو شافعیہ کے حوالے سے مستحب لکھا ہے، اور اس سے موافقت کی ہے۔[1]

روضۂ اقدس پر دُرود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں

سوال:... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود و سلام بھیجنا جائز ہے؟ اور جب ہم پڑھتے ہیں تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں؟

---

(۱) وندب السیادة لأن زیادة الأخبار بالواقع عن سلوک الأدب فھو أفضل من ترکه ذکرہ الرملی الشافعی وغیرہ۔ (الدر المختار ج:۱ ص:۵۱۳، باب صفة الصلاة، طبع ایچ ایم سعید)۔

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود و سلام پڑھنے کا تو حکم ہے، اور اس کے بے شمار فضائل آئے ہیں، مگر اس کے الفاظ اور اس کا وہی طریقہ صحیح ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے، آج کل جو لوگ گا گا کر دُرود و سلام پڑھتے ہیں، یہ طریقہ نہ صرف خلافِ سنت ہے، بلکہ محض ریاکاری ہے۔ دُرود شریف اگر روضۂ اقدس پر پڑھا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں، ورنہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔ [1]

ایک مجلس میں اسمِ مبارک پر پہلی بار دُرود شریف واجب اور ہر بار مستحب ہے

سوال:... لانڈھی کالونی ایریا-۳بی میں رحمانیہ مسجد واقع ہے، وہاں پر مجھے نمازِ جمعہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے، امامِ محترم نماز سے پون گھنٹہ پہلے تقریر فرماتے ہیں، دورانِ تقریر "رسول اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم" کا لفظ بار بار زبان پر آتا ہے، مگر اس طرح کہ: "رسول اللہ نے فرمایا، حضور نے فرمایا"، "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نہیں کہتے، مجھے ذاتی طور پر بہت تکلیف ہوتی ہے، کیا اس طرح نامِ مبارک... صلی اللہ علیہ وسلم... لینا بے ادبی نہیں؟

جواب:... ایک مجلس میں پہلی بار جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی آئے تو دُرود شریف... صلی اللہ علیہ وسلم... پڑھنا واجب ہے، اور ہر بار اسمِ مبارک کے ساتھ دُرود پڑھنا واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے۔ جی نہیں چاہتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام لیا جائے اور دُرود شریف نہ پڑھا جائے، خواہ ایک مجلس میں سو بار نامِ مبارک آئے، ہر بار "صلی اللہ علیہ وسلم" کہنا مستحب ہے۔ [2]

دُعا کی قبولیت کے لئے اوّل و آخر دُرود شریف کا ہونا زیادہ اُمید بخش ہے

سوال:... کیا دُعا کے اوّل اور آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے بغیر دُعا قبول نہیں ہوتی؟

جواب:... دُعا کے اوّل و آخر دُرود شریف کا ہونا دُعا کی قبولیت کے لئے زیادہ اُمید بخش ہے، [3] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: دُعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کے اوّل و آخر میں دُرود شریف نہ ہو۔ [4]

---

(۱) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّی علیّ نائيًا أبلغته. رواه البيهقی. (مشكوة ص:۸۷، باب الصلوة علی النبی صلی الله عليه وسلم، الفصل الثالث).

(۲) وقد جزم بهذا القول أيضًا المحقق ابن الهمام فی زاد الفقير فقال: .... وايجابها كلما ذكر إلّا أن يتحد المجلس فيستحب التكرار بالتكرار ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۵۱۶، ۵۱۷، مطلب هل نفع الصلاة عائد للمصلی).

(۳) ونص العلماء علٰی إستحبابها (الصلاة علی النبی صلی الله عليه وسلم) فی مواضع .... وأوّل الدعاء وأوسطه وآخره. (شامی ج:۱ ص:۵۱۸، مطلب نص العلماء علٰی إستحباب الصلاة علی النبی فی مواضع).

(۴) عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال: إن الدعاء موقوف بين السماء والأرض لَا يصعد منها شیء حتّٰی تصلی علٰی نبيک. رواه الترمذی. (مشكوة ص:۸۷). وكذا عن علی رضی الله عنه. (ترمذی ج:۱ ص:۹۶).

بغیر وضو دُرود شریف پڑھنا جائز ہے

سوال:... بغیر وضو دُرود شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ میں اوّل و آخر دُرود شریف پڑھ کر خدا سے دُعا مانگتا ہوں، کیا اس طرح دُعا مانگنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:... بغیر وضو کے دُرود شریف پڑھنا جائز ہے، اور دُعا کے اوّل و آخر دُرود شریف پڑھنا دُعا کے آداب میں سے ہے،(۱) حدیث میں اس کا حکم آیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: ''دُعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف نہ پڑھا جائے۔''(۲)

دُرود شریف کی کثرت موجبِ سعادت و برکت ہے

سوال:... میں ہر نماز کے بعد دُرود شریف کی ایک تسبیح پڑھتا ہوں، کیا دُرود شریف زیادہ سے زیادہ پڑھ سکتا ہوں؟

جواب:... اپنی صحت، قوت اور فرصت کا لحاظ رکھتے ہوئے جتنا زیادہ دُرود شریف پڑھیں موجبِ سعادت و برکت ہے۔(۳)

خالی اوقات میں دُرود شریف کی کثرت کرنی چاہئے

سوال:... خالی اوقات میں مساجد یا گھر پر دُرود شریف یا اِستغفار پڑھیں تو دونوں میں افضل دُرود کون سا ہوگا؟

جواب:... دونوں اپنی جگہ افضل ہیں، آپ دُرود شریف کی کثرت کریں۔(۴)

دُرود شریف بھی اُٹھتے بیٹھتے پڑھنا جائز ہے

سوال:... دُرود شریف کھڑے ہوکر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ اُٹھتے بیٹھتے اللہ کی حمد و ثنا کرنی چاہئے۔

جواب:... دُرود شریف بھی اُٹھتے بیٹھتے پڑھنا جائز ہے۔(۵)

بے نمازی کی دُعا قبول نہ ہونا

سوال:... کیا نماز نہ پڑھنے والوں کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں؟ اور ایسے لوگ جو دُعائیں کرتے ہیں ان دُعاؤں کا اللہ کے

---

(۱) (قوله ومستحبة في كل أوقات الأمكان) أي حيث لا مانع ونص العلماء على إستحبابها في مواضع .... وأوّل الدعاء، وأوسطه، وآخره. (الدر مع الشامية ج:۱ ص:۵۱۸، مطلب نص العلماء على إستحباب الصلاة على النبي).

(۲) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: إن الدعاء موقوف بين السماء والأرض لا يصعد منها شيء حتى تصل على نبيك. رواه الترمذي. (مشكوة ص:۸۷، وكذا عن علي رضي الله عنه، ترمذي ج:۱ ص:۹۶، باب الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم).

(۳،۴) عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم عليّ صلوة. رواه الترمذي. (ترمذي ج:۱ ص:۶۴). وعن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلّى عليّ واحدة صلّى الله عليه عشر صلوات وحُطت عنه عشر خطيئات، ورفعت له عشر درجات. (مشكوة ص:۸۶).

(۵) ومستحبة في كل أوقات الإمكان أي حيث لا مانع ...إلخ. (ردالمحتار ج:۱ ص:۵۱۸، مطلب نص العلماء على إستحباب الصلاة).

نزدیک کوئی مرتبہ ہے؟ ایسی دُعائیں کوئی مطلب رکھتی ہیں؟

جواب:... دُعا تو کافر کی بھی قبول ہوسکتی ہے،[1] باقی جو شخص نماز نہیں پڑھتا، اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے صحیح نہیں، اس کی دُعا قبول بھی ہوجائے تو یہ ایسا ہی ہوگا کہ جیسے کتے کو روٹی ڈال دی جاتی ہے۔

ستر ہزار بار کلمہ شریف پڑھ کر بخشنے سے مردے سے عذاب ٹل جاتا ہے

سوال:... میں نے کچھ عرصہ قبل کسی جگہ پڑھا تھا کہ ایک شخص فوت ہوگیا، دُوسرے کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے، کسی نے اس کو بتایا تھا کہ کلمہ شریف سوا لاکھ دفعہ (تعداد مجھے ٹھیک سے یاد نہیں) پڑھ کر اس کو اس کا ثواب پہنچائے تو اللہ پاک اس کا عذاب دُور کردیں گے، لہٰذا انہوں نے یہ پڑھا اور پھر دوبارہ خواب میں دیکھا کہ اس شخص کا عذاب دُور ہوچکا ہے، اس سلسلے میں کچھ بزرگوں کے نام تھے جو مجھے یاد نہیں، کیا ایسی کوئی چیز ہے؟

جواب:... اس قسم کا واقعہ ہمارے شیخ حضرتِ اقدس مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہٗ نے شیخ ابو یزید قرطبیؒ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: "میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ "لا الٰہ الا اللہ" پڑھے، اس کو دوزخ سے نجات ملے، میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا، جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کشف ہے، جنت و دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے، مجھے اس کی صحت میں کچھ تردّد تھا، ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا، کہ دفعۃً اس نے چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ: میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے، اس کی حالت مجھے نظر آئی۔

قرطبیؒ کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا، مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں، جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہوجائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا اُن نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے، اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دِل میں چپکے ہی سے بخشا تھا، اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی، مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ: چچا! میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹادی گئی۔

قرطبیؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس قصے سے دو فائدے ہوئے، ایک تو اس برکت کی جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی، اس کا تجربہ ہوا، دُوسرے اس نوجوان کی سچائی کا مجھے یقین ہوگیا۔"[2]

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعائے مغفرت کرسکتے ہیں؟

سوال:... عام طور پر ہم اپنے عزیز و اقرباء (مرحومین) کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں، اور قرآن مجید اور

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: "امن یجیب المضطر إذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الأرض" (النمل: ۶۲)۔ قال تعالیٰ: فإذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین أی الدعاء أی لَا یدعون معہ غیرہ لأنھم فی شدۃ ولَا یکشفھا إلّا ھو، فلما نجاھم إلی البر إذا ھم یشرکون۔ (تفسیر جلالین ص: ۳۴۰، العنکبوت، طبع قدیمی کتب خانہ)۔

(۲) فضائل ذکر ص: ۸۴، ۸۵ طبع دھلی۔

نوافل پڑھ کر ان کو ثواب پہنچاتے ہیں، اور خدا تعالیٰ سے ان کے لئے جنت الفردوس کی دُعا مانگتے ہیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ کامل انسان تھے اور جن کے متعلق غلطی یا تقصیر کا تصور بھی گناہ ہے، تو کیا ان کے لئے مغفرت کی دُعا مانگنی چاہئے یا نہیں؟

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تو گناہگاروں کی مغفرت ہوگی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعائے مغفرت کی ضرورت نہیں، بلکہ بلندیٔ درجات کی دُعا کرنی چاہئے۔ سب سے بہترین تحفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں دُرود شریف ہے، اور نفلی عبادات کا ثواب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور بخشنا چاہئے، کہ یہ ہماری محبت و تعلق کا تقاضا ہے، مثلاً: قربانی کے موقع پر گنجائش ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کی جائے، صدقہ و خیرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا جائے، حج و عمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا جائے۔[1]

اِستغفار سب کے لئے کیا جاسکتا ہے

سوال:... اِستغفار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اپنے بھائیوں کے لئے اِستغفار کیا کرو، یہ سمجھائیں کہ زندہ بھائی یا مردہ بھائی کے لئے اِستغفار کا کیا طریقہ ہے؟ اور پھر یہ اِستغفار ان بھائیوں کے لئے کیا فائدہ پہنچاتا ہے؟

جواب:... اِستغفار زندوں اور مُردوں سب کے لئے کیا جاسکتا ہے، مثلاً: عربی میں یہ الفاظ بہت جامع ہیں: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ'' اور اُردو میں یہ الفاظ کہہ لے کہ: ''یا اللہ! میری اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی بخشش فرما۔''

رہا یہ کہ مسلمان کے لئے اِستغفار کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص پوری اُمت کے لئے اِستغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کی بھی بخشش فرمادیتے ہیں۔ اور جس شخص کے لئے بہت سے مسلمان اِستغفار کر رہے ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی دُعا کی برکت سے اس شخص کی بھی مغفرت فرمادیتے ہیں، گویا پوری اُمت کے لئے اِستغفار کرنے کا فائدہ اِستغفار کرنے والے کو بھی پہنچتا ہے، اور جن کے لئے اِستغفار کیا جائے ان کو بھی، کیونکہ اِستغفار کے معنی بخشش کی دُعا کرنے کے ہیں، اور یہ دُعا کبھی رائیگاں نہیں جاتی، جس کے لئے اِستغفار کیا جائے، گویا اس کی مغفرت کی شفاعت کی جاتی ہے، اور حق تعالیٰ شانہ اہلِ ایمان کی شفاعت کو قبول فرماتے ہیں۔

''رات کے آخری تہائی حصہ'' کی وضاحت اور اس میں عبادت

سوال:... میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے دُنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور جو دُعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، مراد کتنے بجے ہیں؟ یعنی ۳ بجے یا ۲ بجے؟

---

(۱) قلت: وقول علمائنا له أن يجعل ثواب عمله لغيره يدخل فيه النبي صلى الله عليه وسلم فإنه أحق بذلك حيث أنقذنا من الضلالة، ففي ذٰلك نوع شكر وإسداء جميل له، والكامل قابل لزيادة الكمال. (الشامي ج:۲ ص:۲۴۴).

یعنی صحیح وقت کون سا ہے؟ اور یہ کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھنی چاہئے اور پھر دُعا مانگنی چاہئے یا کوئی اور طریقہ ہو؟ جواب ضروری دیں، منتظر رہوں گی۔

جواب:... غروبِ آفتاب سے صبحِ صادق تک کا وقت تین حصوں میں تقسیم کردیا جائے تو آخری تہائی مراد ہے، مثلاً آج کل مغرب سے صبحِ صادق تک تقریباً ۹ گھنٹے کی رات ہوتی ہے، اور سوا ایک بجے تک دو تہائی رات گزر جاتی ہے، سوا ایک بجے سے صبحِ صادق تک وہ وقت ہے جس کی فضیلت حدیث میں بیان کی گئی ہے،[1] اس وقت وضو کر کے چار سے لے کر بارہ رکعتوں تک جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دے، نمازِ تہجد میں پڑھنی چاہئے، اس کے بعد جتنی دُعائیں مانگ سکے مانگے۔

عہد نامہ، دُعائے گنج العرش، دُرودِ تاج وغیرہ کی شرعی حیثیت

سوال:... میں نے اربعین نووی پڑھی جس کے صفحہ:۱۶۸ پر دُعائے گنج العرش، دُرودِ لکھی، عہد نامہ، وغیرہ کے متعلق شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے۔ میں چند دُعاؤں کو آپ کی رائے شریف کی روشنی میں دیکھنا چاہتا ہوں، ان دُعاؤں کے شروع میں جو فضیلت لکھی ہوئی ہے، اس سے آپ بخوبی واقف ہوں گے، زیادہ ہی فضیلت ہے جو تحریر نہیں کی جاسکتی، کیا یہ لوگوں نے خود تو نہیں بنائیں؟

آپ صرف یہ جواب دیں ان میں سے کون سی دُعا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور کون سی نہیں؟ اگر ثابت ہے تو جو شروع میں فضیلتیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں؟ اگر نہیں تو کیا ہم کو ان دُعاؤں کو پڑھنا چاہئے یا کہ نہیں؟ کیا یہ دُشمنانِ اسلام کی سازش تو نہیں؟

دُعائیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱:- وصیت نامہ۔ ۲:- دُرودِ ماہی۔ ۳:- دُرودِ لکھی۔ ۴:- دعائے گنج العرش۔ ۵:- دُعائے جمیلہ۔
۶:- دُعائے عکاشہ۔ ۷:- عہد نامہ۔ ۸:- دُرودِ تاج۔ ۹:- دُعائے مستجاب۔

جواب:... ''وصیت نامہ'' کے نام سے جو تحریر چھپتی اور تقسیم ہوتی ہے، وہ تو خالص جھوٹ ہے، اور یہ جھوٹ تقریباً ایک صدی سے برابر پھیلایا جارہا ہے، اسی طرح آج کل ''معجزۂ زینب علیہا السلام'' اور ''بی بی سیدہ کی کہانی'' بھی سوجھوٹ گھڑ کر پھیلائی جارہی ہے۔

دیگر دُرود و دُعائیں جو آپ نے لکھی ہیں، وہ کسی حدیث میں تو وارد نہیں، نہ ان کی کوئی فضیلت ہی احادیث میں ذکر کی گئی ہے، جو فضائل ان کے شروع میں درج کئے گئے ہیں، ان کو صحیح سمجھنا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ یہ خالص جھوٹ ہے، اور جھوٹی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا وبالِ عظیم ہے۔ جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے، یہ بات تو قطعی ہے کہ یہ الفاظ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ نہیں، بلکہ کسی شخص نے محنت و ذہانت سے ان کو خود تصنیف کرلیا ہے، ان میں سے بعض الفاظ فی الجملہ صحیح ہیں، اور

---

(۱) عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: ينزل الله تبارک وتعالٰی إلی السماء الدنيا كل ليلة ين يمضی ثلث الليل الأوّل فيقول: أنا الملک من ذا الذی يدعونی فأستجب له. الحديث. (ترمذی شريف ج:۱ ص:۵۹).

قرآن وحدیث کے الفاظ سے مشابہ ہیں، اور بعض الفاظ قواعدِ شرعیہ کے لحاظ سے صحیح بھی نہیں، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تو کیا ہوتے!

یہ کہنا مشکل ہے کہ ان دُعاؤں اور دُرود کا رواج کیسے ہوا؟ کسی سازش کے تحت یہ سب کچھ ہوا ہے یا کتابوں کے ناشروں نے مسلمانوں کی بے علمی سے فائدہ اُٹھایا ہے؟ ہمارے اکابرین ان دُعاؤں کے بجائے قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی کے منقول الفاظ کو بہتر سمجھتے ہیں، اور اپنے متعلقین اور احباب کو ان چیزوں کے پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

نمازوں کے بعد مصافحہ کی رسم بدعت ہے

سوال:... میں دیکھتا ہوں کہ بالخصوص فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد، اس کے علاوہ ظہر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد بالعموم مصلّی حضرات جناب اِمام صاحب سے (جو نماز پڑھاتے ہیں) اس کے بعد آپس میں ایک دُوسرے سے مصافحہ کیا کرتے ہیں، یہ مصافحہ بعد نماز کیسا ہے؟ براہ کرم اَحکامِ شرعی فقہِ حنفیہ کے مطابق مطلع فرمائیں۔

جواب:... نمازوں کے بعد مصافحہ کو فقہاء نے بدعت لکھا ہے، اس لئے اس کا التزام نہ کیا جائے۔[1]

نماز کے بعد بغل گیر ہونا یا مصافحہ کرنا بدعت ہے

سوال:... باجماعت نماز کے بعد مقتدیوں کا آپس میں بغل گیر ہونا، ہاتھ ملانا باعثِ ثواب ہے، سنت یا واجب ہے؟

جواب:... نہ سنت ہے، نہ واجب، بلکہ بدعت ہے،[2] اگر کوئی شخص دُور سے آیا ہو اور نماز کے بعد ملے تو اس کا مصافحہ ومعانقہ کرنا جائز ہے۔[3]

فرض نمازوں کے فوراً بعد اور سنتوں سے قبل کسی سے ملنا کیسا ہے؟

سوال:... میرے بھائی جان مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے فرض پڑھ کر سلام پھیرا، برابر والے صاحب نے بھی سلام پھیرا، وہ بھائی جان کے بہت پُرانے دوست نکلے، کافی عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی تھی، اس لئے دونوں نے مصافحہ وغیرہ کیا، اور پھر بقیہ نماز پڑھ لی۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ غلط ہے، پہلے آپ لوگ پوری نماز پڑھ لیتے، کچھ نے کہا کوئی بات نہیں۔ آپ ضرور بتائیے کہ واقعی غلطی ہوگئی؟

جواب:... اگر کسی سے اس طرح ملاقات ہو جیسی کہ آپ کے بھائی کی اپنے دوست سے ہوئی تھی، تو فرض نماز کے بعد بھی

---

(۱) ونقل في تبيين المحارم عن الملتقط انه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال، لأن الصحابة رضي الله عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض. ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية انها بدعة مكروهة لا أصل لها في الشرع ...إلخ. (شامي ج:۶ ص:۳۸۱، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء).

(۲) أيضًا

(۳) اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء. (شامي ج:۶ ص:۳۸۱).

دُعا اور مصافحہ جائز ہے، مگر آواز اُونچی نہ ہو جس سے نمازی پریشان ہوں۔ [1]

عیدین کی دُعا کب ہونی چاہئے؟

سوال:... آپ کی کتاب ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' میں عیدین کے خطبے میں دُعا کے متعلق یوں لکھا ہے: ''دُعا بعض حضرات نماز کے بعد کرتے ہیں، اور بعض خطبے کے بعد، دونوں کی گنجائش ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور فقہاء سے اس سلسلے میں کچھ منقول نہیں۔'' جبکہ اسی مسئلے کے متعلق ''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' جلد:۵ صفحہ:۲۳۱ پر ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ: ''عیدین کی نماز کے بعد دُعا مانگنا تو مثل تمام نمازوں کے مسنون و مستحب ہے، مگر خطبے کے بعد دُعا مانگنا ثابت اور جائز نہیں۔'' اس سلسلے میں صحیح مسئلہ کیا ہے؟

جواب:... میں نے اپنے اکابر کو خطبے کے بعد دُعا مانگتے دیکھا ہے، نماز کے بعد دُعا کرلی جائے یا خطبے کے بعد، دونوں کی گنجائش ہے، اس سے زیادہ میں نہیں جانتا، واللہ اعلم!

ہدایت اور اللہ کی رضا کی دُعا

سوال:... میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے ہدایت سے نواز دے، میرا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے سو فیصد راضی ہوجائیں، اور میرے ذمے جو فرائض اور حقوق ہیں ان کی ادائیگی کرسکوں، کیا یہ دُعا مانگنا صحیح ہے؟

جواب:... بس یہ دُعا کافی ہے کہ یا اللہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دِین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، اور مجھ سے جو کوتاہیاں اور لغزشیں ہوں، انہیں محض اپنے فضل اور اِحسان سے معاف فرما۔ اپنے لئے مغفرت کی دُعا کرتے رہیں۔

تعریف و توصیف کے الفاظ بھی دُعا ہیں

سوال:... نماز کے بعد دُعا جہاں تک میرا خیال ہے دُعائیہ الفاظ سے ہونی چاہئے، یا پھر اللہ تعالیٰ کی توصیف و تعریف کے ساتھ دُعا مانگی جاسکتی ہے۔ ہماری مسجد کے اِمام صاحب مغرب کی نماز کے بعد ہاتھ اُٹھاکر ''قل یا عبادی الذین اسرفوا.... انہ ھو الغفور الرحیم'' پڑھتے ہیں، ان الفاظ میں اِخراجات سے متعلق اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے، دُعائیہ کوئی بات نہیں ہے۔ اسی طرح فجر کی نماز کے بعد ہاتھ اُٹھاکر ''قل اللھم مالک الملک .... وترزق من تشاء بغیر حساب'' پڑھتے ہیں، ان میں بھی دُعائیہ الفاظ نہیں ہیں، اس میں اللہ کی توصیف تو ہے، لیکن طلب نام کی بات نہیں ہے۔ بغیر حساب کے بعد اگر رزق میں وسعت طلب کی جائے تو دُعا بنتی ہے، اس پر ایک دو

(۱) اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء. (شامی ج:۶ ص:۳۸۱، کتاب الحظر والإباحة، باب فی الإستبراء).

صاحبان لاریب کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی مولوی صاحب ''رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ'' والی دُعا بھی مانگتے ہیں، جو کہ خالص انفرادی دُعا ہے، اِجتماعی نہیں ہے۔ میرا موقف یہ ہے کہ یہ دُعا اِمام کو مقتدیوں کے ساتھ نہیں مانگنی چاہئے، اس سلسلے میں آپ میری رہنمائی فرمائیں۔

جواب:... اللہ تعالیٰ کی تعریف اور توصیف کے کلمات ادا کرنا بھی دُعا ہے، اسی طرح "**قل اللّٰھم مالک الملک**" سے "**بغیر حساب**" تک یہ بھی دُعا ہے، اور "**ربّ اجعلنی مقیم الصلوٰۃ**" یہ بھی دُعا ہے، الغرض جتنے کلمات اللہ کی تعریف اور توصیف کے کہے جائیں، وہ سب دُعا میں شامل ہیں، واللہ اعلم!

ان چیزوں پر بحث و مباحثہ نہیں ہونا چاہئے۔ والسلام!

مسبوق و لاحق کے مسائل

جماعت شروع ہونے کے بعد شامل ہونا

سوال:... "مسبوق" کسے کہتے ہیں؟ اسی طرح "لاحق" کس کو کہتے ہیں؟

جواب:... جس شخص سے اِمام کی نماز کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں، اور وہ بعد کی رکعتوں میں اِمام کے ساتھ شریک ہوا ہو اس کو "مسبوق" کہتے ہیں۔ جو شخص ابتدا میں اِمام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا تھا، مگر کسی وجہ سے اس کی بعد کی رکعتیں اِمام کے ساتھ نہیں ہوئیں، اس کو "لاحق" کہتے ہیں۔ مثلاً جو شخص اِمام کے ساتھ دُوسری رکعت میں شریک ہوا وہ "مسبوق" ہے، اور جو شخص اِمام کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک تھا، مگر دُوسری رکعت میں کسی وجہ سے شریک نہیں رہا، وہ "لاحق" ہے۔[1]

مسبوق کی نماز کی ادائیگی کا طریقہ

سوال:... حنفی فقہ کے مطابق ظہر، عصر اور عشاء کی فرض نماز با جماعت میں اگر کسی شخص کو تیسری رکعت میں، چوتھی رکعت میں، چوتھی رکعت کے رُکوع کے بعد سے التحیات تک یا سلام پھیرنے سے پہلے شامل ہونے کا موقع ملے تو وہ شخص اپنی نماز کس طرح مکمل کرے؟ تفصیل اس کی بھی درکار ہے کہ باقی رکعتوں میں کس رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ اور کس رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ تلاوت کرنا ہے؟ مجموعی طور پر التحیات کتنی ہو جائیں گی؟

اسی طرح مغرب کی نماز میں اگر کسی شخص کو تیسری رکعت میں رُکوع سے پہلے اور تیسری رکعت کے رُکوع کے بعد سے التحیات یا سلام پھیرنے سے پہلے جماعت میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہو تو وہ شخص چھوٹی ہوئی باقی نماز کس طرح پوری کرے گا؟

جواب:... جس کی ایک یا اس سے زیادہ رکعتیں رہ گئی ہوں، وہ مسبوق کہلاتا ہے۔[2] اور مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جو رکعتیں اِمام کے فارغ ہونے کے بعد پوری کرے گا، وہ قراءت کے لحاظ سے پہلی ہیں، پس وہ پہلی رکعت میں ثنا، تعوّذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورۃ پڑھے گا۔ دُوسری میں فاتحہ (مع بسم اللہ) اور سورۃ پڑھے گا، اور تیسری میں صرف فاتحہ پڑھے گا، اس کے ساتھ سورۃ نہیں ملائے گا۔ اور التحیات

---

(۱) واعلم أن المسبوق هو من وقع شروعه مع الإمام بعد ما فاته الركعة الأولى معه، واللاحق من شرع معه قبل فواتها ثم فاته شيء فيما بعد ...إلخ. (حلبي كبير ص:۴۶۷، فصل في سجود السهو).

(۲) المسبوق من سبقه الإمام بجميع ركعاتها أو بعضها. (قواعد الفقه ص:۴۸۲، الميم).

بیٹھنے کے لحاظ سے یہ پچھلی رکعتیں ہیں، پس اگر اِمام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو ایک رکعت اور پڑھ کر قعدہ کرے، یہ اس کا پہلا قعدہ ہوا، پھر دو رکعتیں پڑھ کر آخری قعدہ کرے۔[1]

فرضوں کی آخری رکعت میں شامل ہونے والا بقیہ نماز کس طرح ادا کرے؟

سوال:... چار رکعت کی نماز میں آخری رکعت میں شامل ہونے والا مقتدی بقایا تین رکعت کس طرح ادا کرے گا؟

جواب:... ایک رکعت پڑھ کر قعدہ کرے اور دو رکعتیں پڑھ کر پھر قعدہ کرے۔[2] پہلی رکعت جو وہ پڑھے گا اس میں سبحانک اللّٰھم پڑھے[3] اور کوئی سورۃ پڑھے، اور دُوسری رکعت میں صرف الحمد شریف اور سورۃ، اور تیسری رکعت میں صرف الحمد شریف پڑھے۔

مسبوق اِمام کے پیچھے کتنی رکعات کی نیت باندھے؟

سوال:... اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جماعت کھڑی ہوچکی ہوتی ہے، اور ہم دیر سے جماعت میں شامل ہوتے ہیں، جبکہ کچھ رکعتیں نکل بھی جاتی ہیں، لیکن ہم نیت تمام رکعتوں کی اِمام کے پیچھے کی باندھتے ہیں، جبکہ ہماری کچھ رکعتیں نکل بھی جاتی ہیں جو ہم بعد میں خود پوری کرتے ہیں۔ آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کو جماعت میں شامل ہوتے وقت جبکہ ہم کو بعض اوقات یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کتنی رکعتیں ہوئی ہیں؟ ہم کو نیت پوری رکعتوں کی اِمام کے پیچھے باندھنی چاہئے یا صرف اتنی ہی رکعت کی نیت باندھیں جو اِمام کے ساتھ جماعت میں ملیں؟

جواب:... اِمام کے پیچھے اِمام کی اِقتدا کی نیت کرکے نماز شروع کردیں، جتنی رکعتیں رہ گئی ہوں وہ بعد میں پوری کرلیں، رکعتوں کے تعین کی ضرورت نہیں۔[4]

---

(۱) ومنها أنه يصلي أوّلًا ما أدرک مع الإمام ثم يقضي ما سبق .... ومنها أنه يقضي أوّل صلاته في حق القراءة وآخرها في حق التشهد حتّٰى لو أدرک رکعة من المغرب، ففي رکعتين وفصل بقعدة فيکون بثلاث قعدات وقرأ في کل فاتحة وسورة .... ولو أدرک رکعة من الرباعية فعليه أن يقضي رکعة يقرأ فيها الفاتحة والسورة ويتشهد ويقضي رکعة أخرٰى کذٰلک ولَا يتشهد وفي الثالثة بالخيار والقراءة أفضل هٰکذا في الخلاصة، ولو أدرک رکعتين قضٰى رکعتين بقراءة. (فتاوٰى عالمگيري ج:۱ ص:۹۱، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق).

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) والمسبوق يأتي بالثناء إذا أدرک الإمام حال المخافتة ثم إذا قام إلٰى قضاء ما سبق يأتي به أيضًا کذا ذکره في الملتقط ووجهه ان القيام إلٰى قضاء ما سبق کتحريمة اخرٰى للخروج به من حکم الإقتداء إلٰى حکم الإنفراد. (حلبي کبير ص:۳۰۴، باب صفة الصلاة، أحکام المسبوق).

(۴) (ومنها) انه يصلي أوّلًا ما أدرک مع الإمام ثم يقضي ما سبق کذا في محيط السرخسي. (فتاوٰى هندية ج:۱ ص:۹۲، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق.

بعد میں شامل ہونے والا کس طرح رکعتیں پوری کرے؟

سوال:... مسبوق یعنی جس کی اِمام کے پیچھے کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں، وہ اپنی بقیہ رکعات کس طرح ادا کرے؟ اِمام کے ساتھ تین رکعت ادا کیں اور ایک رکعت اس کی رہ گئی، اِمام کے پیچھے دو رکعت ادا کیں، اور اس کی دو رکعتیں باقی رہ گئیں، اِمام کے پیچھے ایک رکعت ادا کی بقیہ تین رکعات اس کی باقی ہیں؟

جواب:... اگر ایک رکعت رہ گئی ہو تو اُٹھ کر جس طرح پہلی رکعت پڑھی جاتی ہے "سبحانک اللّٰھم" سے شروع کردے، اور سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر رکعت پوری کرے۔[1] اور اگر دو رکعتیں رہ گئی ہوں تو اُٹھ کر پہلی دو رکعتوں کی طرح پڑھے، یعنی پہلی میں "سبحانک اللّٰھم" سے شروع کرے اور سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھ کر رُکوع کرے، دُوسری رکعت سورۂ فاتحہ سے شروع کرے۔[2] اور اگر تین رکعتیں رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت "سبحانک اللّٰھم" سے شروع کرکے سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھے اور اس رکعت پر قعدہ کرے، دُوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھے، تیسری میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے اور آخری قعدہ کرے۔[3]

عصر کی آخری دو رکعات میں شامل ہونے والا پہلی دو رکعات کیسے پڑھے گا؟

سوال:... ایک آدمی عصر کی نماز پڑھنے پہنچا، اور آخری دو رکعتوں میں مولوی صاحب کے ساتھ شامل ہوگیا، جماعت کی تو یہ آخری دو رکعات ہیں، جو بغیر قراءت کے ہوں گی، مگر جو آدمی دو آخری رکعات میں شامل ہوا ہے، ان کی پہلی دو رکعات ہیں۔ جب مولوی صاحب نے سلام پھیرا اور آدمی بقایا دو رکعتوں کے لئے اُٹھا تو یہ آدمی قراءت کے ساتھ یہ دو رکعات اَدا کرے گا یا بغیر قراءت کے؟ اور اگر یہ قراءت کے ساتھ بقایا نماز پوری کرے گا تو اس کی نماز اُلٹی تو نہیں ہوگی؟ کیونکہ بغیر قراءت کے نماز پہلا اور قراءت والی بعد میں ہوگئی؟

جواب:... آخری دو رکعتوں میں تو یہ اِمام کے ساتھ تھا، جو رکعتیں اِمام کی تھیں، وہی اس کی بھی تھیں، اور اِمام سے فارغ یہ شخص اپنی رہی ہوئی رکعتیں پڑھے گا، اس لئے ان میں قراءت کرے گا، اس کی رکعتوں کی ترتیب مجبوری کی وجہ سے اُلٹ گئی۔[4]

اِمام کے ساتھ آخری رکعت میں شامل ہونے والا بقیہ نماز کس طرح ادا کرے؟

سوال:... اگر آدمی جماعت سے آخری رکعت میں شامل ہو، تو بقیہ نماز کیسے ادا کرے گا؟ یعنی آخری رکعت میں الحمد، رُکوع

---

(۱) فإذا قام إلى قضاء ما سبق يأتي بالثناء ويتعوذ للقراءة .... (وبعد أسطر) منها يقضي أوّل صلاته في حق القراءة وآخرها في حق التشهد ... إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۹۱، کتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل السابع)۔

(۲) ولو أدرك ركعتين قضى ركعتين بقراءة ... إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۹۱، کتاب الصلاة، الباب الخامس)۔

(۳) ولو أدرك ركعة من الرباعية فعليه أن يقضي ركعة يقرأ منها الفاتحة والسورة ويتشهد ويقضي ركعة اخرىٰ كذٰلك ولا يتشهد ... إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۹۱، کتاب الصلاة، الباب الخامس، كذا في الشامي ج:۱ ص:۵۹۷)۔

(۴) منها أنه يصلي أوّلًا ما أدرك مع الإمام ثم يقضي ما سبق كذا في محيط السرخسي .... ولو أدرك ركعتين قضى ركعتين بقراءة۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۹۱، کتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل السابع)۔

وسجدہ کے بعد کیا التحیات، دُرود اور دُعا پڑھے یا خاموش بیٹھا رہے گا؟

جواب:... اِمام کے ساتھ التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھ کر خاموش ہوجائے، اِمام کے سلام پھیرنے کے بعد اُٹھ کر ثنا، تعوّذ، تسمیہ، فاتحہ، سورۃ پڑھ کر رکعت پوری کرکے پہلا قعدہ کرے، اور التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھ کر اُٹھ جائے، دُوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ اور سورۃ کے ساتھ، اور تیسری صرف سورۂ فاتحہ (مع بسم اللہ) کے ساتھ پوری کرکے آخری قعدہ کرے۔[۱]

مسبوق کی باقی رکعات اس کی پہلی شمار ہوں گی یا آخری؟

سوال:... نماز باجماعت میں بعد میں شامل ہونے والے مقتدی کی ایک یا دو رکعت چھوٹ جائیں تو ان رکعتوں کو کس ترتیب سے پورا کرے؟ شروع کی سمجھ کر یا آخری سمجھ کر؟ ظاہر ہے دونوں میں فرق سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا ہے، نیز ثنا کس وقت پڑھے، نماز میں شمولیت کے وقت یا بقیہ رکعتیں پوری کرتے وقت؟

جواب:... باقی ماندہ رکعتیں قراءت کے اعتبار سے تو پہلی ہیں، پس اُٹھ کر پہلی رکعت "سبحانک اللّٰھم" سے شروع کرے،[۲] اور فاتحہ کے ساتھ کوئی سورۃ بھی ملائے، اور دُوسری میں فاتحہ اور سورۃ، اور تیسری میں صرف فاتحہ پڑھے۔ لیکن التحیات بیٹھنے کے لحاظ سے یہ رکعتیں آخری ہیں، پس اگر اِمام کے ساتھ ایک رکعت ملی ہو تو ایک رکعت اور پڑھ کر قعدہ کرنا ضروری ہے، اور باقی دو رکعتیں ایک قعدے میں ادا کرے۔[۳]

رُکوع میں شامل ہونے والا ثنا اور نیت کے بغیر شامل ہوسکتا ہے

سوال:... جماعت شروع ہوچکی ہوتی ہے، اور ہم اس وقت جماعت میں شامل ہوتے ہیں جس وقت اِمام رُکوع میں جانے کی تکبیر کہہ رہا ہوتا ہے، اگر ہم اس وقت نیت باندھنے کے الفاظ اور ثنا پڑھتے ہیں تو اتنی دیر میں رُکوع ہوچکا ہوتا ہے، اور ہماری ایک رکعت جماعت سے نکل جاتی ہے، کیا اس وقت جبکہ جماعت رُکوع میں ہو اور ہمارے پاس اتنا وقت نہ ہو کہ ہم نیت کے الفاظ اور ثنا کو پڑھ سکیں، فوراً جماعت میں شامل ہوکر رُکوع میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... زبان سے نیت کے الفاظ پڑھنا ضروری نہیں، بس دِل میں یہ نیت کرکے کہ فلاں نماز اِمام کی اِقتدا میں شروع کر

---

(۱) إن المسبوق ببعض الركعات يتابع الإمام في التشهد الأخير إذا أتم التشهد لا يشتغل بما بعده من الدعوات .... ولو أدرك ركعة من الرباعية فعليه أن يقضي ركعة يقرأ فيها الفاتحة والسورة، ويتشهد ويقضي ركعة أخرىٰ كذٰلك ولا يتشهد وفي الثالثة بالخيار والقراءة أفضل، هٰكذا في الخلاصة. (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۹۱، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق، طبع رشيديه).

(۲) والمسبوق يأتي بالثناء إذا أدرك الإمام حال المخافتة ثم إذا قام إلى قضاء ما سبق به يأتي به أيضًا كذا ذكره في الملتقط. (حلبي كبير ص:۳۰۴، صفة الصلاة، أحكام المسبوق، طبع سهيل اكيڈمي).

(۳) ایضاً حوالہ نمبرا دیکھئے۔

رہا ہوں،[1] کھڑے کھڑے اللہ اکبر کہیں اور رُکوع میں چلے جائیں، ثنا نہ پڑھیں۔[2]

جو شخص پہلی رکعت میں شریک ہو وہ اس وقت تک ثنا پڑھ سکتا ہے جب تک اِمام نے قراءت شروع نہ کی ہو، جب اِمام نے قراءت شروع کردی تو مقتدیوں کو ثنا پڑھنے کی اجازت نہیں، اور اگر سرّی نماز ہو تو یہ اندازہ کرلینا چاہئے کہ اِمام نے ثنا سے فارغ ہوکر قراءت شروع کردی ہوگی یا نہیں؟ اگر اندازہ ہو کہ اِمام قراءت شروع کرچکا ہے تو ثنا نہ پڑھی جائے۔[3]

بعد میں آنے والا رُکوع میں کس طرح شامل ہو؟

سوال:... دورانِ نماز جب اِمام رُکوع میں ہوتے ہیں، تو نئے آنے والے نمازی فوراً اللہ اکبر کہہ کر رُکوع میں چلے جاتے ہیں، بعض لوگ ایک لحہ سیدھے کھڑے ہوکر رُکوع میں شامل ہوتے ہیں، بعض کھڑے ہوکر ثنا پڑھتے ہیں، پھر رُکوع میں جاتے ہیں، اس دوران بعض مرتبہ یا تو اِمام صاحب رُکوع سے کھڑے ہوجاتے ہیں یا اُٹھ رہے ہوتے ہیں، تو اس سلسلے میں شرعی طریقہ کار کیا ہے؟

جواب:... حکم یہ ہے کہ بعد میں آنے والا شخص کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیرِ تحریمہ کہہ کر رُکوع میں چلا جائے، تکبیر کے بعد قیام کی حالت میں ٹھہرنا کوئی ضروری نہیں، پھر اگر اِمام کو عین رُکوع کی حالت میں جا ملا تو رکعت مل گئی، خواہ اس کے رُکوع میں جانے کے بعد اِمام فوراً ہی اُٹھ جائے، اور اس کو رُکوع کی تسبیح پڑھنے کا بھی موقع نہ ملے، اور اگر ایسا ہوا کہ اس کے رُکوع میں پہنچنے سے پہلے اِمام رُکوع سے اُٹھ گیا تو رکعت نہیں ملی۔[4]

دُوسری رکعت میں شامل ہونے والا اپنی پہلی رکعت میں سورۃ ملائے گا

سوال:... میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد گیا، لیکن مجھے کچھ دیر ہوگئی تھی، جماعت ہو رہی تھی، اور اِمام صاحب ایک رکعت پڑھا چکے تھے، میں جماعت کے ساتھ دُوسری رکعت میں شامل ہوگیا، اب آپ یہ فرمائیں کہ جب میں یہ رکعت ادا کروں تو میں اس رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھوں یا پھر سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دُوسری سورۃ بھی پڑھنی چاہئے؟ کیونکہ میری جو رکعت چھوٹ گئی تھی اس میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دُوسری قرآنی سورۃ بھی پڑھی گئی تھی۔

جواب:... جو رکعت اِمام کے ساتھ آپ کو نہیں ملی وہ آپ کی پہلی رکعت تھی، اِمام کے فارغ ہونے کے بعد جب آپ اس کو

---

(۱) النية إرادة الدخول في الصلاة والشرط أن يعلم بقلبه أيّ صلاة يصلّي ... إلخ. (هندية ج:۱ ص:۶۵، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع في النية).

(۲) ومدرك الإمام في الركوع لَا يحتاج إلى تكبيرتين ... إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۸۲)، وأيضًا وان أدرك الإمام في الركوع أو السجود يتحرّىٰ إن كان أكبر رأيه أنه لو أتى به أدركه في شيء من الركوع أو السجود يأتي به قائمًا وإلّا يتابع الإمام ولَا يأتي به. (فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۹۱، الباب الخامس، الفصل السابع).

(۳) (منها) انه إذا أدرك الإمام في القراءة في الركعة التي يجهر فيها لَا يأتي بالثناء كذا في الخلاصة. (عالمگيري ج:۱ ص:۹۰، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق).

(۴) وان أدرك إمامه راكعًا فكبّر ووقف حتّٰى رفع رأسه لم يدرك الركعة ولو ركع مقتد فادركه إمامه فيه صح. (كنز الدقائق مع البحر ج:۲ ص:۸۲، ۸۳).

ادا کریں گے، اس میں سبحانک اللّٰھم، بسم اللہ، اعوذ باللہ، سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی سورۃ پڑھیں گے۔ [۱]

مغرب کی تیسری رکعت میں شامل ہونے والا بقیہ نماز کس طرح ادا کرے؟

سوال:... مغرب کے وقت فرض میں اگر کوئی تیسری رکعت میں جماعت کے ساتھ شامل ہو، تو بقیہ دو رکعتیں کس طرح ادا کرے؟ قراءت اور التحیات، دُرود و دُعا سب کی ادائیگی وضاحت سے سمجھائیے۔

جواب:... پہلی رکعت میں ثنا، سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے، اور دو رکعت پوری کرکے قعدہ میں بیٹھ جائے اور صرف التحیات پڑھ کر اُٹھ جائے، دُوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر رکعت پوری کرے اور آخری قعدہ کرے، اس میں التحیات، دُرود شریف اور دُعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔ [۲]

اِمام کے ساتھ ایک رکعت کے بعد شامل ہو تو باقی نماز کس طرح ادا کرے؟

سوال:... جماعت کی نماز کے دوران دیر ہوجائے تو باقی نماز جو کہ نکل گئی ہے کس طرح پوری کی جائے؟ مثلاً: مغرب کی نماز میں ایک رکعت نکل گئی ہے تو اِمام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہونے کے بعد ثنا پڑھیں یا سورۂ فاتحہ سے نئی رکعت شروع کریں؟ اور اس رکعت میں کوئی قرآنی سورۃ ملائیں کہ نہیں؟ مختصر یہ کہ بقیہ نماز اِمام کی چھوڑی ہوئی ترتیب سے پڑھیں یا اپنی نماز کی ترتیب کو قائم رکھیں؟

جواب:... جس شخص کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں رہ گئی ہوں، وہ اِمام کے سلام پھیرنے کے بعد جب کھڑا ہو، تو یوں سمجھئے کہ وہ اب نماز شروع کر رہا ہے، پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورۃ پڑھے، دُوسری میں بسم اللہ شریف کے ساتھ فاتحہ اور پھر سورۃ پڑھے، تیسری میں صرف فاتحہ (مع بسم اللہ شریف) پڑھے۔ [۳]

مغرب کی تیسری رکعت میں اِمام کے ساتھ شامل ہونے والا پہلی دو رکعتیں کس طرح ادا کرے؟

سوال:... ایک مقتدی مغرب کی جماعت کے ساتھ تیسری رکعت میں شامل ہوتا ہے، پہلی دو رکعت کی ادائیگی کہاں سے

---

(۱) فإذا قام إلى قضاء ما سبق يأتي بالثناء ويتعوّذ للقراءة .... منها يقض أوّل صلاته في حق القراءة وآخره في حق التشهد ...إلخ۔ (هندية ج:۱ ص:۹۱، الباب الخامس، الفصل السابع، شامي ج:۱ ص:۵۹۶، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع أو السجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده)۔

(۲) حتى لو أدرك (أي المسبوق) مع الإمام ركعة من المغرب فإنه يقرأ في الركعتين الفاتحة والسورة ويقعد في أوليهما، لأنها ثنائية۔ (حلبي كبير ص:۴۶۸)۔

(۳) والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد حتى يثني ويتعوّذ ويقرأ .... فيما يقضيه أي بعد متابعة لإمامه .... (قوله حتى يثني إلخ) تفريع على قوله منفرد فيما يقضيه بعد فراغ إمامه، فيأتي بالثناء والتعوّذ لأنه للقراءة ويقرأ لأنه يقضي أوّل صلاته في حق القراءة كما يأتي۔ (درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۵۹۶، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع أو السجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده)۔

شروع کرے گا؟ اور کیسے ادا کرے گا؟ اس کا جواب ذرا تفصیل سے دیں۔

جواب:... اس کو ایک رکعت تو اِمام کے ساتھ مل گئی، اُٹھ کر پہلی رکعت میں ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ، فاتحہ اور سورۃ پڑھے اور رکعت پوری کر کے قعدہ کرلے۔ التحیات پڑھ کر کھڑا ہو اور تیسری رکعت سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ پڑھے اور اس کے ساتھ سورۃ بھی ملائے، اور رکعت پوری کر کے آخری التحیات میں بیٹھے۔ (۱)

مسبوق، اِمام کے آخری قعدہ میں التحیات کتنی پڑھے؟

سوال:... بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جاتے ہیں تو جماعت کھڑی ہو چکی ہوتی ہے، اور دو یا تین رکعتیں پڑھی جاچکی ہوتی ہیں، مسئلے کے مطابق نیت کر کے جماعت کے ساتھ شامل ہوجانا چاہئے اور جب اِمام سلام پھیرے تو بغیر سلام پھیرے وہ آدمی جو دیر سے آیا ہے اُٹھ کر وہ نماز مکمل کرے جو وہ پہلے نہیں پڑھ سکا۔ پوچھنے والا مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت چوتھی رکعت کے بعد التحیات پر بیٹھا جاتا ہے تو جو آدمی دیر سے نماز میں شامل ہوا ہے وہ التحیات پوری پڑھے یا دُرود شریف تک پڑھے اور پھر خاموش بیٹھ جائے؟

جواب:... یہ شخص صرف التحیات پوری کرے، دُرود شریف اور دُعا نہ پڑھے، بہتر تو یہ ہے کہ وہ اس قدر آہستہ التحیات پڑھے کہ اِمام کے فارغ ہونے تک اس کی التحیات ہی پوری ہو، اور اگر اِمام سے پہلے التحیات سے فارغ ہوجائے تو "**اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ**" مکرّر پڑھتا رہے۔ (۲)

بعد میں جماعت میں شریک ہونے والا، اِمام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے

سوال:... اگر کوئی شخص آخر نماز جماعت میں شریک ہونے آیا، اسی حالت میں اس شخص نے ارادہ قعدہ کیا، قبل اس کے بیٹھنے کے اِمام نے سجدۂ سہو کیا، آیا اس شخص کو کیا حکم ہے، اِمام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے یا نہ؟ اگر نہ کرے تو اس کی نماز ہوگی یا نہ ہوگی؟

جواب:... اس شخص پر سجدۂ سہو میں اِمام کے ساتھ شرکت واجب ہے، (۳) اگر شریک نہیں ہوتا تو گناہگار ہوگا، کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اِمام جس حال میں ہو، مسبوق کو اسی حال میں شامل ہوجانا چاہئے، (۴) اِمام بعض اوقات قعدہ یا سجدے میں ہوتا ہے تو لوگ اس کے اُٹھنے کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں تاکہ قیام میں آئے تو ہم شریک ہوں، یہ غلط ہے۔

---

(۱) يقضي أوّل صلاته في حق القراءة وآخرها في حق التشهد ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۹۱)، حتى لو أدرك (أى المسبوق) مع الإمام ركعة من المغرب فانه يقرأ في الركعتين الفاتحة والسورة ويقعد في أولهما لأنها ثنائية. (حلبی کبیر ص:۴۶۸).

(۲) (ومنها) ان المسبوق ببعض الركعات يتابع الإمام في التشهد الأخير واذا أتم التشهد لَا يشتغل بما بعده من الدعوات ثم ماذا يفعل تكلموا فيه وعن ابن شجاع أنه يكرر التشهد أى قوله اشهد أن لَا إله إلّا الله وهو المختار كذا في الغيائية. (هندية ج:۱ ص:۹۱، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق).

(۳) ثم المسبوق إنما يتابع الإمام في السهو دون السلام بل ينتظر الإمام حتى يسلم فيسجد فيتابعه في سجود السهو لَا في سلامه. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۷۶).

(۴) لأن متابعة الإمام واجبة، قال النبي صلى الله عليه وسلم: تابع إمامك على أى حال وجدته ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۷۵).

مسبوق، اِمام کی متابعت میں سجدۂ سہو کس طرح کرے؟

سوال:... اگر اِمام نے سجدۂ سہو کیا تو مسبوق بھی سجدہ تو کرے گا لیکن اِمام کی متابعت میں سلام بھی پھیرے یا صرف سجدۂ سہو ہی کرے؟

جواب:... مسبوق اِمام کی متابعت میں سجدۂ سہو تو ضرور کرے، مگر سلام نہ پھیرے، بلکہ سلام پھیرے بغیر اِمام کے ساتھ سجدۂ سہو کرلے۔[1]

مسبوق اگر اِمام کے ساتھ سلام پھیر دے تو باقی نماز کس طرح پڑھے؟

سوال:... اگر چار فرض کی جماعت ہو رہی ہو، اور کوئی شخص دو رکعت کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور بھول کر اِمام کے ساتھ سلام پھیر لے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟ دوبارہ چار فرض پڑھے یا دو فرض پڑھ کر سجدۂ سہو کرے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اِمام کے پیچھے سجدۂ سہو کرنا جائز نہیں، اور کچھ کہتے ہیں کہ اُٹھ کر دو رکعتیں ادا کرکے سجدۂ سہو کرلے، اگر بغیر جماعت کے بھول جائے تو بھی کیا کرے؟

جواب:... اگر اِمام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا تو اُٹھ کر نماز پوری کرلے، سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں، اور اگر اِمام کے فارغ ہونے کے بعد سلام پھیرا تو نماز پوری کرکے آخر میں سجدۂ سہو کرے۔[2]

مسبوق کب کھڑا ہو؟

سوال:... اگر جماعت میں پہلی، دُوسری یا تیسری رکعت چھوٹ جائے تو کب کھڑا ہونا چاہئے؟ جب اِمام ایک طرف سلام پھیرلے یا دونوں طرف سلام پھیر لینے کے بعد؟

جواب:... جب اِمام دُوسری طرف کا سلام شروع کرے تو مسبوق کھڑا ہوجائے، ایک طرف سلام پھیرنے پر کھڑا نہ ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اِمام کے ذمہ سجدۂ سہو ہو۔[3]

کیا مسبوق اِمام کے سلام کے بعد تکبیر کہہ کر کھڑا ہوگا؟

سوال:... اِمام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق کو تکبیر کہہ کر کھڑا ہونا چاہئے یا بغیر تکبیر کہے؟

جواب:... تکبیر کہہ کر کھڑا ہوگا۔[4]

---

(۱) ثم المسبوق إنما يتابع الإمام في السهو دون السلام بل ينتظر الإمام حتّٰى يسلم فيسجد فيتابعه في سجود السهو لا في سلامه. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۷۶).

(۲) وهل يلزمه سجود السهو لأجل سلامه ينظر ان سلم قبل تسليم الإمام أو سلما معًا لا يلزمه لأن سهوه سهو المقتدى وسهو المقتدى متعطل وان سلم بعد تسليم الإمام لزمه لأن سهوه بسهو المنفرد فيقضى ما فاته ثم يسجد للسهو في آخر صلٰوته ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۷۶).

(۳) لأن أوان قيامه (أى المسبوق) للقضاء بعد خروج الإمام من الصلاة، فينبغى أن يؤخر القيام عن السلام ...إلخ. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۷۷).

(۴) لأنه فيما يقضى بمنزلة المفرد. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۷۵).

نمازی کے سامنے سے گزرنا

اَن جانے میں نمازی کے سامنے سے گزرنا

سوال:... اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور دُوسرا کوئی اس کے آگے سے اَن جانے میں گزر جائے تو کیا نماز ٹوٹ جائے گی؟ اور کیا آگے سے نکلنے والے کو گناہ ہوتا ہے؟

جواب:... نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے،[1] مگر اس سے نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر کوئی بے خیالی میں گزر گیا تو معذور ہے۔[2]

نمازی کے بالکل سامنے سے اُٹھ کر جانا

سوال:... نماز پڑھتے ہوئے شخص کے سامنے سے کتنا فاصلہ رکھ کر گزرا جاسکتا ہے؟ اگر کوئی شخص نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کی پچھلی صف میں ٹھیک اس کے پیچھے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے تو کیا وہ شخص اپنی جگہ سے اُٹھ کر جاسکتا ہے؟ اور اگر نہیں جاسکتا تو یہ پابندی کتنی صفوں تک برقرار رہتی ہے؟

جواب:... اگر کوئی شخص میدان میں یا بڑی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو دو تین صفوں کی جگہ چھوڑ کر اس کے آگے سے گزرنے کی گنجائش ہے، اور چھوٹی مسجد میں مطلقاً گنجائش نہیں، جو شخص نمازی کے بالکل سامنے بیٹھا ہو، اس کو اُٹھ کر جانے کی اجازت ہے۔[3]

بلاعذر نمازی کے آگے سے گزرنے پر سخت وعید ہے

سوال:... عموماً لوگ فرض نماز کی ادائیگی کے بعد جلد از جلد صفوں سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں اور بسا اوقات نمازیوں کے آگے سے گزرنے والا گناہگار ہے؟ نیز اس کے لئے کیا حکم ہے؟

---

(۱) عن أبی جُهیم قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیه لکان أن یقف أربعین خیرًا له من أن یمر بین یدیه ...إلخ. (مشکوٰة ص:۷۴، باب السترة). وفی البحر: ان المار آثم للحدیث لو یعلم المار بین یدی المصلی ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۱۶، باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها).

(۲) (قوله أو مروره إلخ) .... أی لا یفسدها أیضًا مروره ذٰلک وإن أثم المار. (شامی ج:۱ ص:۶۳۴، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها).

(۳) فحاصل المذهب علی الصحیح إن الموضع الذی یکره المرور فیه هو أمام المصلی فی مسجد صغیر وموضع سجوده فی مسجد کبیر وفی الصحراء ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۱۸، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها).

جواب:... اگر کوئی عذر لاحق نہ ہو تو مسبوق کی نماز ختم ہونے کا اِنتظار کرلینا چاہئے، نمازی کے آگے سے گزرنے پر اَحادیث میں سخت وعید وارِد ہوئی ہے۔[۱]

نمازی کے سامنے سے کس طرح نکلیں جبکہ لوگ نفلوں وغیرہ میں مصروف ہوجاتے ہیں

سوال:... مسجد میں فرض نماز کے بعد لوگ نوافل مختلف جگہوں پر اَدا کرتے ہیں، ایسی صورت میں اگلی صفوں میں سے نکلنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ جبکہ نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ قرار دیا گیا ہے۔

جواب:... نمازی کے آگے سے گزرنے کی ضرورت نہیں، اگر پیچھے لوگ نماز پڑھ رہے ہیں تو اپنی جگہ پر ہی نماز پڑھے، لیکن چند انچ اِدھر اُدھر ہوجائے۔[۲]

نمازی کے آگے منہ کرکے کھڑے ہونا

سوال:... نمازی کے آگے سے گزرنے کی سخت ممانعت آئی ہے، یہ تقریباً ہر مسلمان جانتا ہے، مگر میں نے اکثر دیکھا ہے کہ کچھ حضرات نمازی کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوجاتے ہیں کہ وہ نماز ختم کرے تو ہم گزریں، آیا اس طرح نمازی کے آگے منہ کرکے کھڑے ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... نمازی کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا صحیح نہیں، اگر کوئی شخص نمازی کے بالکل سامنے بیٹھا ہو، وہ اُٹھ کر جاسکتا ہے، اس کو نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ نہیں ہوگا، اور اگر نمازی کے فارغ ہونے کا اِنتظار کرنا ہو تو اس کی طرف پشت کرکے بیٹھ جائے۔[۳]

کیا سجدہ کی حالت میں نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے؟

سوال:... گزشتہ دنوں ظہر کی نماز کے وقت ایک نمازی دُوسرے نمازی کے آگے سے (بحالتِ نماز) گزرا، منع کرنے پر موصوف نے فرمایا کہ میں اس وقت گزرا ہوں جبکہ مذکورہ نمازی سجدے کی حالت میں تھا، اور سجدے کی حالت میں نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ سجدے کی حالت میں نماز کے آگے سے گزرا جاسکتا ہے؟

جواب:... جس طرح قیام کی حالت میں نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے، اسی طرح سجدے کی حالت میں بھی گزرنا منع

---

(۱) عن أبي جهيم يسأله ماذا سمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم في المار بين يدى المصلى فقال أبو جهيم: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو يعلم المار بين يدى المصلى ماذا عليه لكان أن يقف أربعين خير له من أن يمر بين يديه. (ترمذى ج:۱ ص:۴۵، باب ما جاء في سترة المصلى، أيضًا: مشكوٰة ص:۷۴، باب السترة).

(۲) ولو صلّى إلى وجه إنسان وبينهما ثالث ظهره إلى وجه المصلى لم يكره كذا في التمرتاشي. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۰۸، كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره).

(۳) الإستقبال إلى المصلى مكروه سواء كان المصلى في الصف الأوّل أو في الصف الأخير كذا في المنية. ولو صلّى إلى ظهر رجل يتحدث لا يكره ...إلخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۰۸، كتاب الصلاة، الباب السابع).

ہے، دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ (۱)

ان صورتوں میں کون گناہگار ہوگا، نمازی یا سامنے سے گزرنے والا؟

سوال:... کچھ لوگ ایسی جگہ نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں جو گزرگاہ ہو، ایسی حالت میں اگر کسی نمازی کے آگے سے کوئی آدمی گزر جائے تو کون گناہگار ہے، گزرنے والا یا نمازی جو زبردستی دُوسروں کا راستہ مسدود کرتا ہے؟

جواب:... فقہاء نے اس کی تین صورتیں لکھی ہیں:

۱:... اگر نمازی کے لئے کسی اور جگہ نماز پڑھنے کی گنجائش نہ ہو اور گزرنے والوں کے لئے دُوسری جگہ سے گزرنے کی گنجائش ہے تو گزرنے والا گناہگار ہوگا۔ (۲)

۲:... دُوسری اس کے برعکس، کہ نمازی کے لئے دُوسری جگہ گنجائش تھی، مگر گزرنے والے کے لئے اور کوئی راستہ نہیں، تو اس صورت میں نمازی گناہگار ہوگا۔ (۳)

۳:... دونوں کے لئے گنجائش ہو، نمازی کے لئے دُوسری جگہ نماز پڑھنے کی، اور گزرنے والے کے لئے کسی اور طرف سے نکلنے کی، اس صورت میں دونوں گناہگار ہوں گے، بہرحال اس میں نمازیوں کو بھی احتیاط کرنی چاہئے اور گزرنے والوں کو بھی۔ (۴)

نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روکنا

سوال:... اگر کوئی نمازی کے آگے سے گزر جائے تو کیا حالتِ نماز میں مزاحمت کرنا جائز ہے؟

جواب:... ہاتھ کے اشارے سے روک دے، اگر وہ باز نہ آئے تو جانے دے، وہ خود گناہگار ہوگا۔ (۵)

تکیہ یا کوئی اور چیز نمازی کے سامنے ہو تو آگے سے گزرنا کیسا ہے؟

سوال:... نماز کے وقت نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت کی گئی ہے، بعض اوقات ہم نماز پڑھنے سے پہلے، سامنے تکیہ یا کوئی اور چیز رکھ لیتے ہیں، اس سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اب نمازی کے آگے سے ضرورت کے تحت گزر سکتے ہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

---

(۱) ویکرہ للمار أن یمر بین یدی المصلی ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۱۷).

(۲) الأولی أن یکون للمار مندوحة عن المرور بین یدی المصلی ولم یتعرض المصلی لذٰلک فیختص المار بالإثم إن مر. (شامی ج:۱ ص:۶۳۵، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا، مطلب إذا قرأ تعالٰی جد بدون الف).

(۳) والثانیة مقابلتھا وھی أن یکون تعرض للمرور والمار لیس له مندوحة عن المرور فیختص المصلی بالإثم دون المار ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۶۳۵، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا).

(۴) الثالثة ان یتعرض المصلی للمرور ویکن للمار مندوحة فیأثمان أما المصلی فلتعرضه وأما المار فلمرورہ مع إمکان أن لا یفعل ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۶۳۵، طبع ایچ ایم سعید، مطلب إذا قرأ تعالٰی جد بدون ألف لا تفسد).

(۵) ویدرء المار ...... لقوله علیه السلام فادرؤا ما استطعتم ویدرء بالإشارة ...إلخ. (ھدایة ج:۱ ص:۱۳۹، باب ما یفسد الصلاة). أیضًا: ان المار آثم لقوله علیه السلام: لو علم المار بین یدی المصلی ماذا علیه من الوزر لوقف أربعین ...إلخ. (ھدایة ج:۱ ص:۱۳۸، باب ما یفسد الصلاة).

جواب:... آگے رکھنے کی چیز کم سے کم ایک ہاتھ لمبی ہونی چاہئے، صرف تکیہ رکھ لینا کافی نہیں۔[1]

شیشے کا دروازہ بند کر کے نمازی کے سامنے سے گزرنا

سوال:... نمازی سے کتنے آگے سے ہم گزر سکتے ہیں؟ اکثر مسجدوں میں شیشے کے دروازے ہوتے ہیں، لوگ ان دروازوں کو بھیڑ کر نمازی کے آگے سے گزر جاتے ہیں، جبکہ اس طرح نمازی کی توجہ نماز سے ہٹ ہوگی، آیا اس طرح گزرنا صحیح ہے؟ دُوسرا یہ کہ ان شیشوں میں نمازی کا عکس آتا ہے، اس طرح نماز پڑھنا صحیح ہے؟

جواب:... اگر نمازی کے آگے سے دروازہ بند کردیا جائے تو گزرنا صحیح ہے، چاہے شیشے کا دروازہ ہو۔[2]

نماز کے لئے سترے کی اُونچائی، چوڑائی، موٹائی کیسی ہونی چاہئے؟

سوال:... نمازی کے آگے سے گزرنے کے لئے جو رُکاوٹ (سترہ) رکھی جاتی ہے، اس کی اُونچائی، چوڑائی، موٹائی کتنی ہونی چاہئے؟

جواب:... ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ لمبی ہونی چاہئے، موٹائی کا کوئی لحاظ نہیں، بس قریب سے نظر آنی چاہئے۔[3]

نمازی کے آگے کتنے فاصلے سے گزر سکتے ہیں؟

سوال:... نمازی کے آگے سے کتنے فاصلے تک گزرا جاسکتا ہے؟ بعض دو تین صفیں چھوڑ کر اور بعض لوگ آگے کچھ ٹوپی وغیرہ رکھ کر گزرتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب:... بڑی مسجد میں دو تین صفیں چھوڑ کر گزرا جاسکتا ہے، سجدے کی جگہ سے گزرنا ممنوع ہے۔[4]

نمازی کے سامنے سے کوئی چیز اُٹھانے کا نماز پر اثر

سوال:... نماز کے دوران اگر کوئی شخص نمازی کے ایک طرف کھڑا ہوکر دُوسری طرف کی چیز (سامنے سے) اُٹھالے تو کیا اس سے نمازی کی نیت ٹوٹے گی یا نہیں؟

---

(۱) سترة بقدر ذراع طولًا وغلظ اصبع لتبدو للناظر ...إلخ۔ (قوله بقدر ذراع) بيان لأقلها، والظاهر ان المراد به ذراع اليد كما صرح به الشافعية وهو شبران۔ (درمختار مع الرد المحتار ص:۶۳۷، مطلب إذا قرأ تعالٰى جد بدون ألف لَا تفسد)۔

(۲) (ويغرز) ...... (سترة بقدر ذراع طولًا وغلظ اصبع) لتبدو للناظر ...إلخ۔ (درمختار ج:۱ ص:۶۳۷)۔

(۳) سترة بقدر ذراع طولًا وغلظ اصبع لتبدو للناظر بقربه۔ وفي الشامية (قوله بقدر ذراع) بيان لأقلها، والظاهر ان المراد به ذراع اليد۔ (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۶۳۷، مطلب إذا قرأ تعالٰى جد بدون الف لَا تفسد)۔

(۴) ولو مر مار في موضع سجوده لَا تفسد وان أثم وتكلموا في الموضع الذي يكره المرور فيه والأصح انه موضع صلاته من قدمه إلٰى موضع سجوده كذا في التبيين، قال مشايخنا إذا صلى راميًا بصره إلٰى موضع سجوده فلم يقع بصره عليه لم يكره وهو الصحيح كذا في الخلاصة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۴، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأوّل)۔

جواب:... نمازی کے سامنے سے کوئی چیز اُٹھالینے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔[۱]

چھوٹا بچہ اگر سامنے سے گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال:... گزشتہ جمعہ کی نماز پڑھنے کی غرض سے مسجد جانے لگا تو میرا چھوٹا بچہ جس کی عمر تقریباً پونے تین سال ہے، زبردستی شامل ہوگیا، اسے پچھلی صف میں بٹھادیا، مگر جب نماز شروع ہوئی اور اِمام صاحب نے قراءت شروع کی تو اس بچے نے صفوں کے درمیان چلنا شروع کردیا، جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوا، آپ سے دریافت یہ کرنا چاہوں گا کہ کیا ان نمازیوں کی نماز خراب یا فاسد ہوگئی جن کے سامنے سے بچہ گزرا تھا؟

جواب:... اتنے چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہیں لے جانا چاہئے، حدیث شریف میں چھوٹے بچوں کو مسجد میں لے جانے کی ممانعت آئی ہے،[۲] مگر اس کے گزرنے سے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوتی، البتہ بچے کے اس طرح گھومنے پھرنے سے نمازیوں کی توجہ ضرور بٹ جاتی ہے۔[۳]

بچوں کا نمازی کے آگے سے گزرنا

سوال:... میرے چھوٹے بچے جن کی عمر زیادہ سے زیادہ چار سال ہے، دورانِ نماز سامنے سے گزرتے ہیں اور میرے سامنے کھیلتے رہتے ہیں، اگرچہ میں اپنے سامنے دوران نماز کوئی چھوٹی میز یا لوٹا رکھ لیتی ہوں، کیا بچوں کا سامنے سے گزر جانا طرفین کا گناہ تو نہیں؟

جواب:... کوئی گناہ نہیں، البتہ بچے سمجھدار ہوں تو ان کو سمجھایا جائے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت بُری بات ہے۔[۴]

بلی وغیرہ کا نمازی کے سامنے آجانا

سوال:... اگر کسی وقت نماز پڑھتے ہوئے کوئی جاندار شے مثال کے طور پر بلی وغیرہ جائے نماز کے سامنے آجائے تو کیا کرنا چاہئے؟ اور ان چیزوں کو ہٹانے سے نیت تو نہیں ٹوٹتی؟ اگر ٹوٹ جائے تو کیا دوبارہ نماز پڑھنی چاہئے؟

---

(۱) أو مر مار فی موضع سجوده لَا تفسد وان أثم .... وهو مرور المار فی موضع سجود المصلی فإنما لَا یفسدها عند عامة العلماء۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۱۶، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، أیضًا هدایة ج:۱ ص:۱۳۸)۔

(۲) وفی الدر المختار: ویحرم إدخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجیسهم وإلّا فیکره۔ وفی رد المحتار (قوله فیحرم) لما أخرجه المنذری مرفوعًا جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم .... والمراد بالحرمة کراهة التحریم لظنیة الدلیل۔ (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۱ ص:۶۵۱، ۶۵۶، مطلب فی أحکام المسجد)۔

(۳) عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: لَا یقطع الصلاة مرور شیء فادروٴا ما استطعتم ولو مر لَا تقطع الصلاة۔ (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۱۷)۔

(۴) أن الصبی ینبغی أن یؤمر بجمیع المأمورات وینهی عن جمیع المنهیات۔ (فتاویٰ شامی ج:۱ ص:۳۵۲، کتاب الصلاة، طبع ایچ ایم سعید)۔

جواب:... بلی وغیرہ کو ہٹانے کی ضرورت نہیں، نہ اس کے سامنے آنے سے نماز میں کوئی خلل آتا ہے، اور اگر ہاتھ کے اشارے سے بلی کو ہٹادیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ [1]

طواف کرنے والے کا نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے

سوال:... نمازی کے سامنے سے گزر جانے میں کیا حرج ہے؟ جبکہ خانۂ کعبہ میں طواف کرنے والے ہر وقت نماز پڑھنے والوں کے سامنے سے گزرتے رہتے ہیں۔

جواب:... نمازی کے آگے سے گزرنا جائز نہیں، [2] طواف کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ طواف بھی نماز کے حکم میں ہے، اس لئے طواف کرنے والا نمازی کے آگے سے گزر سکتا ہے۔ [3]

حرم اور مسجدِ نبوی میں نمازی کے آگے سے گزرنے کا حکم

سوال:... حرم شریف، مسجدِ نبوی میں نمازی کے آگے سے گزرنا پڑتا ہے، بچا نہیں جاسکتا، یہاں کیا حکم ہے؟

جواب:... یہ بھی پہلے لکھ چکا ہوں کہ نمازی کے سجدے کی جگہ سے نہ گزریں، اتنی جگہ چھوڑ کر گزرنے کی گنجائش ہے۔ [4]

سوال:... حرم شریف اور مسجدِ نبوی میں نمازی کے آگے سے گزرنا، پھلانگ کر جانا، زبردستی جگہ بنانا، جگہ نہ دینا، لڑنا، جھگڑنا، پیٹھ پیچھے بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا، پیروں پر قرآن شریف رکھنا، قبلہ رُخ پیروں کا رکھنا، قرآن شریف کی طرف پیروں کا رکھنا، قرآن شریف کے اُوپر سے جوتوں کا ہاتھ میں پکڑ کر لے جانا، قرآن شریف کے پاس جوتوں کا رکھنا۔ حرم شریف، مسجدِ نبوی کی توسیع میں تھوکنا، اکثر پاکستانیوں کو دیکھا گیا ہے؟

جواب:... ان تمام اُمور سے اِحتراز کرنا چاہئے، ورنہ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ "نیکی برباد، گناہ لازم" کا مصداق بن کر آئیں۔

---

(۱) عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: لَا یقطع الصلاة مرور شیء فادرؤا ما استطعتم ولو مر لَا تقطع الصلاة. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۲۷).

(۲) عن أبی جهیم قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیه لکان أن یقف أربعین خیرًا له من أن یمرّ بین یدیه ...إلخ. (مشکٰوة ص:۷۴، باب السترة، أیضًا: البحر الرائق ج:۲ ص:۱۶).

(۳) ذکر فی حاشیة المدنی لَا یمنع المار داخل الکعبة وخلف المقام وحاشیة المطاف عن المطلب بن أبی وداعة أنه رأی النبی صلی الله علیه وسلم یصلی مما یلی باب بنی سهم والناس یمرون بین یدیه، ولیس بینهما سترة، وهو محمول علی الطائفین فیما یظهر، لأن الطواف صلاة ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۶۳۶).

(۴) أیضًا.

عورتوں کی نماز کے چند مسائل

عورت پر نماز کب فرض ہوتی ہے؟

سوال:... کتنی عمر میں عورت پر نماز فرض ہوتی ہے؟

جواب:... جوان ہونے کا وقت معلوم ہو تو اس وقت سے نماز فرض ہے، ورنہ عورت پر نو سال پورے ہونے پر دسویں سال سے نماز فرض سمجھی جائے گی۔ [1]

عورت کو نماز میں کتنا جسم ڈھانپنا ضروری ہے؟

سوال:... اکثر لوگ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کے وقت ضروری پوشیدہ کپڑا (سینہ بند) ضرور پہنے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ کپڑا یعنی سینہ بند کفن میں بھی شامل ہے، جبکہ اکثر جگہوں پر لکھا ہوا ہے کہ ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم ڈھکا ہوا ہونا چاہئے۔ اب آپ فرمائیے کہ کون سی بات دُرست ہے اور آیا سینہ بند نماز کے وقت ضروری ہے؟

جواب:... عورت کو نماز میں ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ باقی سارا بدن ڈھکنا ضروری ہے، سینہ بند ضروری نہیں، جن لوگوں نے سینہ بند کو ضروری کہا، انہوں نے غلط کہا۔ [2]

ایسے باریک کپڑوں میں جن سے بدن جھلکے، نماز نہیں ہوتی

سوال:... ہم گرمیوں میں لان اور وائل کے باریک کپڑے پہنتے ہیں اور اسی حال میں نماز بھی پڑھتے ہیں، تو کیا ہماری نماز قبول ہوجاتی ہوگی؟ کیونکہ ہماری ایک عزیزہ نے بتایا تھا کہ ان کپڑوں میں نماز قبول نہیں ہوتی، کیونکہ ان میں سے جسم جھلکتا ہے۔

جواب:... جو کپڑے ایسے باریک ہوں کہ ان کے اندر سے بدن نظر آئے، ان سے نماز نہیں ہوتی، نماز کے لئے دوپٹہ موٹا استعمال کرنا چاہئے۔ [3]

---

(۱) وأدنی مدته له ...... ولها تسع سنین هو المختار ...إلخ۔ (درمختار مع شامی ج:۲ ص:۱۵۴)۔

(۲) ویستر عورته .... وبدن الحرة کلها عورة إلّا وجهها وکفیها، لقوله علیه السلام: المرأة عورة مستورة والإستثناء لعضوین للإبتلاء بإبدائها۔ (هدایة ج:۱ ص:۷۶، باب شروط الصلوٰة التی تتقدمها)۔

(۳) وفی شرح شمس الأئمة السرخسی إذا کان الثوب رقیقًا بحیث یصف ما تحته أی لون البشرة لَا یحصل به ستر العورة إذ لَا ستر مع رؤیة لون البشرة ...إلخ۔ (حلبی کبیر ص:۲۱۴)۔

عورت کا ننگے سر یا ننگے بازو نماز پڑھنا

سوال:... بعض خواتین نماز کے دوران اپنے بال نہیں ڈھانکتیں، دوپٹہ انتہائی باریک استعمال کرتی ہیں یا پھر اتنا مختصر ہوتا ہے کہ کہنیوں سے اُوپر بازو بھی ننگے ہوتے ہیں، اور ستر پوشی بھی ٹھیک طرح سے ممکن نہیں ہوتی، ایسی خواتین سے جب کچھ کہا جائے تو وہ فرماتی ہیں کہ جب بندوں سے پردہ نہیں تو اللہ سے کیا؟ آپ کے خیال سے کیا ایسے نماز ہو جاتی ہے؟ اور اگر ہوتی ہے تو کیسی؟

جواب:... چہرہ، دونوں ہاتھ گٹوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک، ان تین اعضاء کے علاوہ نماز میں پورا بدن ڈھکنا عورت کے لئے نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔[1] خواتین کا یہ کہنا کہ: ''جب بندوں سے پردہ نہیں، تو خدا سے کیا پردہ؟'' بالکل غلط منطق ہے، اللہ تعالیٰ سے تو کپڑے پہننے کے باوجود آدمی چھپ نہیں سکتا، تو کیا پورے کپڑے اُتار کر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جائے گی؟ پھر بندوں سے پردہ نہ کرنا ایک مستقل گناہ ہے جو عورت اس گناہ میں مبتلا ہو اس کے لئے یہ کیسے جائز ہو گیا کہ وہ نماز میں بھی ستر نہ ڈھانکے؟ الغرض عورتوں کا یہ شبہ، شیطان نے ان کی نمازیں غارت کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے۔

بچہ اگر ماں کا سر درمیانِ نماز ننگا کر دے تو کیا نماز ہو جائے گی؟

سوال:... چھ ماہ سے لے کر تین سال کی عمر کے بچے کی ماں نماز پڑھ رہی ہے، بچہ ماں کے سجدے کی جگہ لیٹ جاتا ہے، جب ماں سجدے میں جاتی ہے تو بچہ ماں کے اُوپر پیٹھ پر بیٹھ جاتا ہے، اور سر سے دوپٹہ اُتار دیتا ہے، اور بالوں کو بھی بکھیر دیتا ہے، کیا اس حالت میں ماں کی نماز ہو جاتی ہے؟

جواب:... نماز کے دوران سر کھل جائے اور تین بار ''سبحان اللہ'' کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے گی،[2] اور اگر سر کھلتے ہی فوراً ڈھک لیا تو نماز ہوگئی۔[3]

ساڑی باندھ کر نماز پڑھنا

سوال:... وہ عورتیں جو اکثر ساڑی باندھتی ہیں کیا وہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتیں؟

جواب:... ان کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے،[4] اور لباس ایسا پہنیں جس میں بدن نہ کھلتا ہو، بیٹھ کر ان کی نماز نہ ہوگی، اگر بدن پورا ڈھکا ہوا ہو تو نماز ساڑی میں بھی ہو جائے گی، مگر ساڑی خود ناپسندیدہ لباس ہے۔

---

(۱) (وبدن المرأة الحرة كلها عورة إلّا وجهها وكفيها وقدميها) ...إلخ. (حلبي كبير ص:۲۱۰).

(۲) ويمنع حتى انعقادها كشف ربع عضو قدر أداء ركن بلا صنعه من عورة غليظة أو خفيفة على المعتمد. (وفي الشامية (قوله قدر أداء ركن) وذاك قدر ثلاث تسبيحات ...إلخ. (فتاوىٰ شامية ج:۱ ص:۴۰۸، باب شروط الصلاة).

(۳) واحترز عما إذا انكشف ربع عضو أقل من قدر أداء ركن فلا يفسد إتفاقًا .... واعلم ان هذا التفصيل في الإنكشاف الحادث في أثناء الصلاة. (فتاوىٰ شامية ج:۱ ص:۴۰۸، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد).

(۴) ومنها القيام ...... في فرض ...... لقادر عليه وعلى السجود ...إلخ. (درمختار ج:۱ ص:۴۴۵، باب صفة الصلاة).

کیا ساڑی پہننے والی عورت بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہے؟

سوال:... ساڑی پہننے والی بعض مستورات کا کہنا ہے کہ: ''چونکہ ہم ساڑی پہنتے ہیں، اس لئے ہم فرض اور سنت نمازیں بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں'' کیا ان کا یہ عمل دُرست ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ ضعیف العمر نہیں، نہ ہی بیماری یا معذوری ہے۔

جواب:... نفل نماز تو بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے،[1] گو بیٹھ کر پڑھنے کا آدھا ثواب ملے گا، لیکن فرض نماز بیٹھ کر نہیں ہوتی، کیونکہ قیام نماز کا رُکن ہے، مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی۔ اور اُصول یہ ہے کہ نماز کا رُکن فوت ہوجائے تو نماز نہیں ہوتی، لہٰذا جو عورتیں فرض نماز بغیر معذوری کے بیٹھ کر پڑھتی ہیں، ان کی نماز نہیں ہوتی۔[2] ہاں! جسم کا صحیح طریقے سے ڈھانکنا ضروری شرط ہے، چاہے ساڑی ہو، چاہے شلوار پاجامہ۔[3]

نماز میں سینے پر دوپٹہ ہونا اور بانہوں کا چھپانا لازمی ہے

سوال:... کیا نماز پڑھتے وقت سینے پر دوپٹے کا ہونا اور ہاتھ دوپٹے کے اندر چھپانا لازمی ہے؟

جواب:... پہنچوں تک ہاتھ کھلے ہوں تو مضائقہ نہیں، سینے پر اوڑھنی ہونی چاہئے۔[4]

سجدے میں دوپٹہ نیچے آجائے تو بھی نماز ہوجاتی ہے

سوال:... میرا مسئلہ یہ ہے کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو نماز پڑھتے ہوئے اگر دوپٹہ سجدے کی جگہ آجائے تو کیا سجدہ ہوسکتا ہے؟ اکثر ایسا ہوجاتا ہے کہ دوپٹے کے اُوپر ہی سجدہ ہوجاتا ہے۔

جواب:... کوئی حرج نہیں، نماز صحیح ہے۔[5]

خواتین کے لئے اَذان کا انتظار ضروری نہیں

سوال:... کیا خواتین گھر پر نماز کا وقت ہوجانے پر اَذان سنے بغیر نماز پڑھ سکتی ہیں یا اَذان کا انتظار کرنا ضروری ہے؟

جواب:... وقت ہوجانے کے بعد خواتین کے لئے اوّل وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے، ان کو اَذان کا انتظار ضروری نہیں، البتہ اگر وقت کا پتہ نہ چلے تو اَذان کا انتظار کریں۔[6]

---

(۱) ويجوز أن يتنفل القادر على القيام قاعدًا بلا كراهة ...إلخ. (فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۱۱۳، الباب التاسع في النوافل).

(۲) وفي الدر المختار (ج:۱ ص:۴۴۵) ومنها القيام في فرض لقادر عليه ..... لأن القيام ركن فلا يترك مع القدرة عليه.

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱، ۲ ملاحظہ ہو۔

(۴) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ دیکھیں۔

(۵) وأشار بالكور إلى أن كل حائل بينه وبين الأرض متصل به، فإن حكمه كذالك يعني الصحة كما لو سجد على فاضل ثوبه أو كمه على مكان طاهر ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۳۷).

(۶) كان أولى للنساء أن يصلين في أوّل الوقت لأنهنّ لا يخرجن إلى الجماعة ...إلخ. (فتاوىٰ شامية ج:۱ ص:۳۶۷، مطلب في طلوع الشمس من مغربها).

عورتوں کا چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:... عورتوں یا لڑکیوں کو چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر باپردہ جگہ ہو تو جائز ہے، مگر گھر میں ان کی نماز افضل ہے۔ (۱)

بیوی شوہر کی اِقتدا میں نماز پڑھ سکتی ہے

سوال:... عورت تو مسجد نہیں جاسکتی، مگر عورت اپنے شوہر کے پیچھے باجماعت نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں، جبکہ خاوند کے علاوہ غیر کوئی مرد نہ ہو، صرف زوجین ہوں؟

جواب:... بیوی، شوہر کی اِقتدا میں نماز پڑھ سکتی ہے، (۲) مگر برابر کھڑی نہ ہو بلکہ پیچھے کھڑی ہو۔ (۳)

گھر میں عورت کا نمازِ تراویح باجماعت پڑھنا

سوال:... کیا عورت باجماعت نماز نہیں پڑھ سکتی؟ جبکہ گھر میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہو اور صرف گھر کے آدمی نماز ادا کر رہے ہوں، اور اگر ادا کرسکتی ہے تو کیا اِمام کو عورت کی نیت کرنی پڑے گی؟

جواب:... اگر گھر میں جماعت کا اہتمام ہوسکے تو بہت ہی اچھی بات ہے، گھر کی مستورات بھی اس جماعت میں شریک ہوجائیں، مگر مرد لوگ فرض نماز مسجد میں پڑھ کر آیا کریں، (۴) اِمام کو عورت کی نیت ضروری ہے۔ (۵)

عورت، عورتوں کی اِمامت کرسکتی ہے، مگر مکروہ ہے

سوال:... اسلام میں عورت بھی اِمامت کے فرائض انجام دے سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب:... عورت مردوں کی اِمامت تو نہیں کرسکتی، اگر عورتوں کی اِمامت کرے تو یہ مکروہ ہے۔ (۶)

---

(۱) عن ابن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: صلٰوة المرأة فی بیتها أفضل من صلاتها فی حجرتها، وصلٰوتها فی مخدعها أفضل من صلٰوتها فی بیتها. رواه أبوداوٗد. (مشکٰوة ج:۱ ص:۹۶، باب الجماعة وفضلها، الفصل الثانی).

(۲) وذکر القدوری انه إذا فاتته الجماعة جمع بأهله فی منزله ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۵۶).

(۳) واذا کان مع الإمام امرأة أقامها خلفه، لأن محاذاتها مفسدة ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۵۹).

(۴) وان اقیمت التراویح بالجماعة فی المسجد وتخلف عنها أفراد الناس وصلّٰی فی بیته لم یکن مسیئًا .... والصحیح إن للجماعة فی بیته فضله وللجماعة فی المسجد فضیلة أخریٰ ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۷۳، وأیضًا: حلبی کبیر ص:۴۰۲).

(۵) إمامة الرجل للمرأة جائزة إذا نوی الإمام إمامتها ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۸۵، کتاب الصلاة).

(۶) ویکره إمامة المرأة للنساء فی الصلوات کلها ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۸۵، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إمامًا لغیره، وأیضًا البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۵۷).

عورتوں کا کسی گھر میں جمع ہوکر نماز باجماعت ادا کرنا بدترین بدعت ہے

سوال:... ہمارے محلے میں کوئی دس پندرہ گھر ہیں، جمعہ کے روز سب عورتیں ہمارے گھر میں نماز پڑھتی ہیں، ان میں سے ایک خاتون اُونچی آواز میں نماز پڑھتی ہیں اور باقی خواتین ان کے پیچھے، کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ جو خاتون نماز پڑھاتی ہیں، ان کے ہاتھ اور پاؤں پر نیل پالش لگی ہوتی ہے، اور کچھ خواتین آدھی آستین کی قمیص پہن کر آتی ہیں، ان کے متعلق اسلام کی رُو سے بتایئے کہ اس طرح نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... سوال میں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ یہ عورتیں جو نماز پڑھتی ہیں آیا وہ جمعہ کی نماز پڑھتی ہیں یا نفل نماز؟ اگر وہ اپنے خیال میں جمعہ کی نماز پڑھتی ہیں تو اُن کی جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، کیونکہ جمعہ کی نماز میں اِمام کا مرد ہونا شرط ہے، لہٰذا اُن کی جمعہ کی نماز نہ ہوئی[1]... یہ نفل نماز ہوئی جس کا ذکر آگے آتا ہے... اور ظہر کی نماز اُن کے ذمہ رہ گئی۔ اور اگر وہ نفل نماز پڑھتی ہیں تو عورتوں کا جمع ہوکر اس طرح نفل نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا بدترین بدعت ہے، اور متعدّد غلطیوں کا مجموعہ ہے، جس کی وجہ سے وہ سخت گناہگار ہیں۔[2] اور نیل پالش[3] اور آدھی آستین والی عورتوں کی تو اِنفرادی نماز بھی نہیں ہوتی۔[4]

عورتوں کو اَذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہئے؟

سوال:... عورتوں کو اَذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہئے؟ کیونکہ عام طور سے سننے میں آیا ہے کہ پہلے مرد نماز پڑھ کر گھر آجائیں تو اس کے بعد عورتوں کو پڑھنی چاہئے؟

جواب:... فجر کی نماز تو عورتوں کو اوّل وقت میں پڑھنا افضل ہے، اور دُوسری نمازیں مسجد کی جماعت کے بعد پڑھنا افضل ہے۔[5]

عورتیں جمعہ کے دن نماز کس اَذان کے بعد پڑھیں؟

سوال:... جمعہ کی نماز میں دو اَذانیں ہوتی ہیں، اور چونکہ جمعہ کی نماز عورتوں پر فرض نہیں، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عورتوں کو

---

(۱) وأما المرأة والصبي العاقل فلا يصح منهما إقامة الجمعة لأنهما لا يصلحان للإمامة في سائر الصلوات ففي الجمعة أولٰى ...إلخ۔ (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۶۲)۔

(۲) واعلم ان التنفل بالجماعة علٰى سبيل التداعي مكروه .... فعلم ان كلا من صلاة الرغائب .... بالجماعة بدعة مكروة۔ (حلبي كبير ص:۴۳۳)۔

(۳) وفي فتاوىٰ ما وراء النهر إن لقي من موضع الوضوء قدر رأس إبرة أو لزق بأصل ظفره طين يابس أو رطب لم تجز۔ (فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۴ كتاب الطهارة، الباب الأوّل، الفصل الأوّل في فرائض الوضوء)۔

(۴) ص:۵۳۴ کا حاشیہ نمبر۱، ۲ دیکھیں۔

(۵) الأفضل للمرأة في الفجر الغلس وفي غيرها الإنتظار إلى فراغ الرجال عن الجماعة ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۶۰)۔

پہلی اَذان پر ظہر کی نماز ادا نہیں کرنی چاہئے، بلکہ جب مسجدوں میں نماز ختم ہوجائے تو وہ ظہر کی نماز ادا کریں، آپ ہمیں اس کا شرعی طور پر حل ضرور بتائیں۔

جواب:... عورتوں پر ایسی کوئی پابندی نہیں، وقت ہونے کے بعد وہ نمازِ ظہر پڑھ سکتی ہیں۔

عورت جمعہ کی کتنی رکعات پڑھے؟

سوال:... یہ بتادیجئے کہ عورتوں کے لئے جمعہ کی نماز میں کتنی رکعتیں ہوتی ہیں؟

جواب:... عورت اگر مسجد میں جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھے تو اس کے لئے بھی اتنی ہی رکعتیں ہیں جتنی مردوں کے لئے، یعنی پہلے چار سنتیں، پھر دو فرض، پھر چار سنتیں مؤکدہ، پھر دو سنتیں غیر مؤکدہ۔[1] عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، اس لئے اگر وہ اپنے گھر پر نماز پڑھیں تو عام دنوں کی طرح ظہر کی نماز پڑھیں۔[2]

عورتوں کی جمعہ اور عیدین میں شرکت

سوال:... بعض حضرات اس پر زور دیتے ہیں کہ عورتوں کو جمعہ، جماعت اور عیدین میں ضرور شریک ہونا چاہئے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمعہ، جماعت اور عیدین میں عورتوں کی شرکت ہوتی تھی، بعد میں کون سی شریعت نازل ہوئی کہ عورتوں کو مساجد سے روک دیا گیا؟

جواب:... جمعہ، جماعت اور عیدین کی نماز عورتوں کے ذمہ نہیں ہے۔[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت زمانہ چونکہ شر و فساد سے خالی تھا، ادھر عورتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اَحکام سیکھنے کی ضرورت تھی، اس لئے عورتوں کو مساجد میں حاضری کی اجازت تھی، اور اس میں بھی یہ قیود تھیں کہ باپردہ جائیں، میلی کچیلی جائیں، زینت نہ لگائیں، اس کے باوجود عورتوں کو ترغیب دی جاتی تھی کہ وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تمنعوا نسائکم المساجد، وبیوتھن خیر لھن۔" (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۹۶)

ترجمہ:... "اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو، اور ان کے گھر ان کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا:

---

(۱) (وسن) مؤکدا قبل الظھر وأربع قبل الجمعة وأربع بعدھا بتسلیمة۔ (درمختار ج:۲ ص:۱۲، مطلب فی القنوت النازلة)۔ أیضًا: وقبل الظھر والجمعة وبعدھا أربع کذا فی المتون۔ (ھندیة ج:۱ ص:۱۱۲، الباب التاسع فی النوافل)۔ أیضًا: وعن أبی یوسف أنه ینبغی ان یصلی أربعا ثم رکعتین ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۵۲)۔

(۲) حتی لَا تجب الجمعة علی العبید والنسوان ...إلخ۔ (ھندیة ج:۱ ص:۱۴۴)۔ وکفاھم أداء الظھر۔ (حلبی کبیر ص:۵۴۳)۔

(۳) قال فی التنویر وشرحه: ویکرہ حضورھن الجماعة ولو لجمعة، وعید، ووعظ مطلقًا، ولو عجوزًا لیلًا علی المذھب المفتیٰ به لفساد الزمان ...إلخ۔ (درمختار علی الشامیة ج:۱ ص:۵۶۶)۔

"صلٰوة المرأة في بيتها افضل من صلٰوتها في حجرتها، وصلٰوتها في مخدعها افضل من صلٰوتها في بيتها۔" (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۹۶)

ترجمہ:... "عورت کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا، اپنے گھر کی چار دیواری میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور اس کا پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا اگلے کمرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔"

مسندِ احمد میں حضرت اُمِّ حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قد علمت انک تحبين الصلٰوة معي وصلٰوتک في بيتک خير لک من صلٰوتک في حجرتک، وصلٰوتک في حجرتک خير من صلٰوتک في دارک، وصلٰوتک في دارک خير لک من مسجد قومک، وصلٰوتک في مسجد قومک خير لک من صلٰوتک في مسجدي. قال: فأمرت فبني لها مسجد في اقصى شئ من بيتها واظلمه، فكانت تصلي فيه حتى لقيت الله عز وجل۔" (مسندِ احمد ج:۱ ص:۳۷۱، وقال الهيثمي ورجاله رجال الصحيح غير عبدالله بن سويد الأنصاري، وثقه ابن حبان، مجمع الزوائد ج:۲ ص:۳۴)

ترجمہ:... "مجھے معلوم ہے کہ تم کو میرے ساتھ نماز پڑھنا محبوب ہے، مگر تمہارا اپنے گھر کے کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا گھر کے احاطے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور احاطے میں نماز پڑھنا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں (میرے ساتھ) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ: حضرت اُمِّ حمید رضی اللہ عنہا نے یہ ارشاد سن کر اپنے گھر کے لوگوں کو حکم دیا کہ گھر کے سب سے دُور اور تاریک ترین کونے میں ان کے لئے نماز کی جگہ بنادی جائے، چنانچہ ان کی ہدایت کے مطابق جگہ بنادی گئی، وہ اسی جگہ نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جاملیں۔"

ان احادیث میں عورتوں کے مساجد میں آنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشائے مبارک بھی معلوم ہوجاتا ہے اور حضراتِ صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذوق بھی۔

یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ سعادت کی بات تھی، لیکن بعد میں جب عورتوں نے ان قیود میں کوتاہی شروع کردی جن کے ساتھ ان کو مساجد میں جانے کی اجازت دی گئی تو فقہائے اُمت نے ان کے جانے کو مکروہ قرار دیا۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے:

"لو ادرک رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل" (صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۲۰، صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۸۳، مؤطا امام مالک ص:۱۸۴)

ترجمہ:... ''عورتوں نے جونئی رَوش اختراع کرلی ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد سے روک دیتے، جس طرح بنواسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔''

حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد ان کے زمانے کی عورتوں کے بارے میں ہے، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے زمانے کی عورتوں کا کیا حال ہوگا...؟

خلاصہ یہ کہ شریعت نہیں بدلی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو شریعت کے بدلنے کا اختیار نہیں، لیکن جن قیود و شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مساجد میں جانے کی اجازت دی، جب عورتوں نے ان قیود و شرائط کو ملحوظ نہیں رکھا تو اجازت بھی باقی نہیں رہے گی، اس بنا پر فقہائے اُمت نے، جو درحقیقت حکمائے اُمت ہیں، عورتوں کی مساجد میں حاضری کو مکروہ قرار دیا، گویا یہ چیز اپنی اصل کے اعتبار سے جائز ہے، مگر کسی عارضے کی وجہ سے ممنوع ہوگئی ہے۔ اور اس کی مثال ایسی ہے کہ وبا کے زمانے میں کوئی طبیب امرود کھانے سے منع کردے، اب اس کے یہ معنی نہیں کہ اس نے شریعت کے حلال و حرام کو تبدیل کردیا، بلکہ یہ مطلب ہے کہ ایک چیز جو جائز و حلال ہے، وہ ایک خاص موسم اور ماحول کے لحاظ سے مضرِ صحت ہے، اسی لئے اس سے منع کیا جاتا ہے۔

عورتوں کے مسجد میں حاضر ہونے پر بندش کیوں لگائی گئی ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں حاضر ہوتی تھیں؟

سوال:... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں بھی جماعت میں شرکت کرتی تھیں، آج کل کے گندے ماحول میں عورتوں کو جماعت میں شریک نہ ہونا ہی بہتر ہے، لیکن عورتوں کو جماعت میں شریک نہ ہونے کی بندش کس نے لگائی، کیونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منع نہیں فرمایا تھا؟

جواب:... بندش تو کسی نے نہیں لگائی، اب بھی عورتیں بعض جگہ جاتی ہیں، لیکن حضراتِ فقہاء نے خوفِ فتنہ اور فسادِ زمانہ کی بنا پر ان کے جانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔[1] صحیح بخاری، مسلم، موطا اور ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اِرشاد ہے کہ عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جونئی صورتیں اِختیار کرلی ہیں، اگر آپ ان کو دیکھ لیتے تو ان کو مساجد میں آنے سے منع کردیتے جیسا کہ بنواسرائیل کی عورتوں کو منع کردیا گیا تھا (جامع الاصول ج:۱۱ ص:۲۰۱)۔[2]

---

(۱) ویکرہ حضورھنّ الجماعة ولو لجمعة، وعید، ووعظ مطلقًا، ولو عجوزًا لیلًا علی المذهب المفتٰی به لفساد الزمان. (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۵۶۶، باب الإمامة).

(۲) ولو أدرک رسول الله صلی الله علیه وسلم ما أحدث النساء لمنعهنّ المسجد کما منعت نساء بنی إسرائیل. (بخاری ج:۱ ص:۱۲۰، طبع نور محمد کراچی، جامع الأصول ج:۱۱ ص:۲۰۱، طبع دار البیان، بیروت).

عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا

سوال:...آج کل عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے، کیا عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا صحیح ہے؟

جواب:...عورتوں کی حاضری مسجد میں مکروہ ہے، مگر یہ کہ وہاں پردے کا انتظام ہو۔[۱]

عورت خاص ایام میں نماز کے بجائے ذکر و تسبیح کرے

سوال:...نماز پڑھنا سب مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، ہم بہت سی لڑکیاں آفس وغیرہ میں کام کرتی ہیں، ظہر کی نماز کا وقت آفس کے کام کے دوران ہوتا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ پاکیزگی کے دوران تو ہم نماز پڑھ لیتے ہیں، مگر ناغہ کے دنوں میں کیا کریں؟ ایک جاننے والی نے بتایا کہ تب بھی نماز پڑھ لیا کروں (یعنی اس طرح جائے نماز پر بیٹھ کر بارہ رکعتیں پڑھ لیا کروں)، میں اُلجھن میں ہوں، کیا ناغہ کے دنوں میں نماز (ظہر کی) نہ پڑھوں یا پھر جاننے والی کے کہنے پر عمل کروں؟ (اصل میں آفس بہت چھوٹا ہے اور علیحدگی میں جہاں کمرہ بند کر کے بندہ بیٹھ جائے، نماز پڑھنے کی جگہ نہیں)۔

جواب:...عورت کو ''خاص ایام'' میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں، اس لئے اس خاتون نے آپ کو جو مسئلہ بتایا، وہ قطعاً غلط ہے،[۲] لیکن خاص ایام میں عورت کے لئے یہ بہتر ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے مصلے پر بیٹھ کر کچھ ذکر و تسبیح کر لیا کرے۔[۳]

خواتین کی نماز کی مکمل تشریح

سوال:...خواتین کی نماز کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں، خاص طور سے سجدے کی حالت کیا ہوگی؟

جواب:...عورتوں کی نماز بھی مردوں ہی کی طرح ہے، البتہ چند اُمور میں ان کی نسوانیت اور ستر کے پیشِ نظر ان کے لئے مردوں سے الگ حکم ہے، ذیل میں قیام، رُکوع، سجود اور قعدہ کے عنوانات سے ان کے مخصوص مسائل کا ذکر کرتا ہوں:

---

(۱) ویکرہ حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقًا ولو عجوزًا لیلًا علی المذهب المفتٰی به لفساد الزمان۔ وفی الشامیة أی مذهب المتأخرین ... إلخ۔ (شامی ج:۱ ص:۵۶۶، باب الإمامة)۔

(۲) (ومنها) ان یسقط عن الحائض والنفساء الصلاة فلا تقضی هکذا فی الکفایة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸، الباب السادس فی الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع فی أحکام الحیض والنفاس)۔ وعن أبی سعید الخدری ..... قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ألیس إذا حاضت لم تصل ولم تصم۔ (بخاری، کتاب الغسل ج:۱ ص:۴۴، باب ترک الحائض الصوم، مسلم کتاب الإیمان ج:۱ ص:۶۰، باب بیان نقص الإیمان)۔ وعن معاذة قالت: سألتُ عائشة رضی الله عنها فقلت: ما بال الحائض تقضی الصوم ولَا تقضی الصلاة؟ فقالت: أحروریةٌ أنت؟ قلتُ: لستُ بحروریة ولٰکنی أسأل! قالت: یصیبنا ذٰلک فنؤمر بقضاء الصوم ولَا نؤمر بقضاء الصلاة۔ (أبوداوٗد، کتاب الطهارة ج:۱ ص:۳۵، باب فی الحائض لَا تقضی الصلوات، نسائی ج:۱ ص:۳۱۹)۔

(۳) ویستحب للحائض إذا دخل وقت الصلاة أن تتوضأ وتجلس عند مسجد بیتها تسبح وتهلل قدر ما یمکنها أداء الصلاة لو کانت طاهرة کذا فی السراجیة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۳۸، الباب السادس فی الدماء، الفصل الرابع فی أحکام الحیض)۔

قیام:

۱:...عورتوں کو قیام میں دونوں پاؤں ملے ہوئے رکھنے چاہئیں، یعنی ان میں فاصلہ نہ رکھیں، اسی طرح رُکوع اور سجدے میں بھی ٹخنے ملائے رکھیں، (جبکہ مردوں کے لئے یہ حکم ہے کہ قیام میں ان کے قدموں کے درمیان چار پانچ اُنگلیوں کا فاصلہ رہنا چاہئے)۔[1]

۲:...عورتوں کو خواہ سردی وغیرہ کا عذر ہو یا نہ ہو، ہر حال میں چادر یا دوپٹہ وغیرہ کے اندر ہی سے ہاتھ اُٹھانے چاہئیں، باہر نہیں نکالنے چاہئیں،[2] (جبکہ مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر انہوں نے چادر اوڑھ رکھی ہو تو تکبیرِ تحریمہ کے وقت چادر سے باہر نکال کر ہاتھ اُٹھائیں)۔[3]

۳:...عورتوں کو صرف کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے چاہئیں،[4] (جبکہ مردوں کو اتنے اُٹھانے چاہئیں کہ انگوٹھے، کانوں کی لو کے برابر ہو جائیں، بلکہ کانوں کی لو کو لگ جائیں)۔[5]

۴:...عورتوں کو تکبیرِ تحریمہ کے بعد سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئیں،[6] (جبکہ مردوں کو ناف کے نیچے)۔

۵:...عورتیں ہاتھ باندھتے وقت صرف اپنی داہنی ہتھیلی بائیں کی پشت پر رکھ لیں، حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے، (جبکہ مردوں کے لئے یہ حکم ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کو گٹے سے پکڑ لیں اور درمیان کی تین اُنگلیاں کلائی پر سیدھی رکھیں)۔[7]

رُکوع:

۱:...رُکوع میں عورتوں کو زیادہ جھکنا نہیں چاہئے، بلکہ صرف اس قدر جھکیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں،[8] (جبکہ

---

(۱) وینبغی أن یکون بین قدمیه أربع أصابع فی قیامه۔ کذا فی الخلاصة۔ (الهندیة ج:۱ ص:۷۳، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الثالث فی سنن الصلاة وآدابها وکیفیتها)۔

(۲، ۳) (اخراج الرجل کفیه من کمیه عند التکبیر) للإحرام لقربه من التواضع إلّا لضرورة کبرد، والمرأة تستر کفیها حذرًا من کشف ذراعیها۔ (مراقی الفلاح مع الحاشیة الطحطاویة ص:۱۵۱)۔

(۴) (و) أما (المرأة) فإنها (ترفع) یدیها عند التکبیر (حذاء ثدییها) بحیث تکون رؤس أصابعها حذاء منکبیها لأن ذٰلک أستر لها وأمرها مبنی علی الستر ...الخ۔ (کبیری ص:۳۰۰، طبع سهیل اکیڈمی لاهور)۔

(۵) إذا أراد الدخول فی الصلاة کبر ورفع یدیه حذاء أذنیه حتی یحاذی ابهامیه شحمتی أذنیه وبرؤس الأصابع فروع أذنیه کذا فی التبیین۔ (الهندیة ج:۱ ص:۷۳، کتاب الصلاة، طبع رشیدیه)۔

(۶) (و) أما (المرأة) فإنها (تضعها تحت ثدییها) بالإتفاق لأنه أستر لها۔ (کبیری ص:۳۰۱)۔

(۷) (ثم یضع یمینه علی یساره) .... (ویقبض بیده الیمنیٰ رسغ یده الیسریٰ) .... فکیفیة الجمع أن یقع کف الیمنیٰ علیٰ کف الیسریٰ ویحلق الأبهام والخنصر علی الرسغ ویبسط الأصابع الثلاثة علی الذراع .... (ویضعهما) الرجل (تحت السرة) ...الخ۔ (کبیری شرح منیة ص:۳۰۰)۔

(۸) والمرأة تنحنی فی الرکوع یسیرا۔ (الهندیة ج:۱ ص:۷۴، الفصل الثالث فی سنن الصلاة وآدابها)۔

مردوں کو یہ حکم ہے کہ اس قدر جھکیں کہ کمر بالکل سیدھی ہوجائے اور سر اور سرین برابر ہوجائیں)۔ [1]

۲:... عورتوں کو رُکوع میں دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں کشادہ کئے بغیر (بلکہ ملاکر) رکھنی چاہئیں، [2] (جبکہ مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ رُکوع میں ہاتھوں کی اُنگلیاں کشادہ رکھیں)۔ [3]

۳:... عورتیں رُکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں، مگر زیادہ زور نہ دیں، [4] (جبکہ مردوں کے لئے حکم ہے کہ ہاتھوں کا گھٹنوں پر خوب زور دے کر رُکوع کریں)۔ [5]

۴:... رُکوع میں عورتیں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھ لیں، مگر گھٹنے کو پکڑے نہ رہیں، [6] (جبکہ مردوں کو حکم ہے کہ اُنگلیوں سے گھٹنوں کو مضبوط پکڑلیں)۔ [7]

۵:... رُکوع میں عورتوں کو اپنی کہنیاں اپنے پہلوؤں سے ملی ہوئی رکھنی چاہئیں، یعنی سمٹی ہوئی رہیں، [8] (جبکہ مردوں کو حکم ہے کہ کہنیوں کو پہلوؤں سے الگ رکھیں)۔

سجدہ:

۱:... سجدے میں عورتوں کو کہنیاں زمین پر بچھی ہوئی رکھنی چاہئیں، (جبکہ مردوں کو کہنیاں زمین پر بچھانا مکروہ ہے)۔ [9]

۲:... عورتوں کو سجدے میں دونوں پیر اُنگلیوں کے بل پر کھڑے نہیں کرنے چاہئیں، بلکہ دونوں پیر داہنی طرف نکال کر کولہوں

---

(۱) ویبسط ظهره حتى لو وضع على ظهره قدح من ماء لاستقر ولا ينكس رأسه ولا يرفع يعني مسوى رأسه بعجزه كذا في الخلاصة. (الهندية ج:۱ ص:۷۴، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها).

(۲) ولكن تضم يديها. (الهندية ج:۱ ص:۷۴، أيضًا: حاشية الطحطاوي على المراقي ص:۱۴۱).

(۳) ويفرج بين أصابعه. (الهندية ج:۱ ص:۷۴).

(۴) ولا تعتمد ولا تفرج أصابعها. (الهندية ج:۱ ص:۷۴).

(۵) ويعتمد بيديه على ركبتيه كذا في الهندية ج:۱ ص:۷۴.

(۶) وتضع على ركبتيها وضعا وتنحني ركبتيها. (الهندية ج:۱ ص:۷۴).

(۷) (سننها) وأخذ ركبتيه بيديه ... الخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۲).

(۸) ولا تجافي عضديها كذا في الزاهدي. (الهندية ج:۱ ص:۷۴).

(۹) وفي مراقي الفلاح: وافتراش ذراعيه وهو بسطها على الأرض حالة السجود إلّا للمرأة. وفي حاشية الطحطاوي: وافتراش ذراعيه لقول عائشة رضي الله تعالى عنها كان النبي صلى الله عليه وسلم ينهى عن عقبة الشيطان وأن يفترش الرجل ذراعيه افتراش السبع. رواه البخاري. (حاشية طحطاوي على مراقي الفلاح ص:۱۹۲، فصل في المكروهات). أيضًا عن ابن عمر مرفوعًا إذا جلست المرأة في الصلاة وضعت فخذها على فخذها الأخرى فإذا سجدت ألصقت بطنها على فخذها كأستر ما يكون، فإن الله تعالى ينظر إليها يقول: يا ملائكتي! أشهدكم إني قد غفرت لها. (بيهقي ج:۲ ص:۲۲۳).

پر بیٹھیں اور خوب سمٹ کر اور دَب کر سجدہ کریں، سرین اُٹھائے ہوئے نہ رکھیں[1] (جبکہ مردوں کو چاہئے کہ سجدے میں دونوں پاؤں اُنگلیوں کے بل کھڑے رکھیں، اور سرین پاؤں سے اُٹھائے رکھیں)۔[2]

۳:... سجدے میں عورتوں کا پیٹ رانوں سے ملا ہوا ہونا چاہئے، اور بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہونے چاہئیں، غرضیکہ خوب سمٹ کر سجدہ کریں[3] (جبکہ مردوں کا پیٹ رانوں سے اور بازو پہلوؤں سے الگ رہنے چاہئیں)۔[4]

قعدہ:

۱:... التحیات میں بیٹھتے وقت مردوں کے برخلاف عورتوں کو دونوں پیر داہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا چاہئے، یعنی سرین زمین پر رہے، پیر پر نہ رکھیں[5] (جبکہ مردوں کے لئے حکم ہے کہ قعدہ میں اپنا داہنا پاؤں کھڑا رکھیں، اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں)۔[6]

---

(۱) وفی الطحطاوی: (ویسن وضع المرأة یدیها ...إلخ) المرأة تخالف الرجل فی مسائل منها هذه ومنها: انها لَا تخرج کفیها من کمیها عند التکبیر وترفع یدیها حذاء منکبیها ولَا تفرج أصابعها فی الرکوع وتنحنی فی الرکوع قلیلًا بحیث تبلغ حد الرکوع فلا تزید علٰی ذٰلک لأنه أستر لها وتلزق مرفقیها بجنبیها فیه وتلزق بطنها بفخذیها فی السجود وتجلس کلتا رجلیها من الجانب الأیمن وتضع فخذیها علٰی بعضها وتجعل الساق الأیمن علی الساق الأیسر کما فی مجمع الأنهر. (حاشیة الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح ص:۱۴۱، طبع میر محمد کتب خانه آرام باغ، کراچی).

(۲) وإذا رفع رأسه من السجدة الثانیة فی الرکعة الثانیة افترش رجله الیسریٰ وجلس علیها ونصب الیمنیٰ نصبا ووجه أصابعه نحو القبلة ووضع یدیه علٰی فخذیه وبسط أصابعه کذا فی الهدایة. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۵، الفصل الثالث فی سنن الصلٰوة وآدابها).

(۳) عن یزید بن حبیب رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرّ علی امرأتین تصلیان، فقال: إذا سجدتما فضمّا بعض اللحم إلی الأرض، فإن المرأة لیست فی ذٰلک کالرجل. (مراسیل أبی داوٗد ص:۸).

(۴) وجافیٰ أی باعد الرجل بطنه عن فخذیه وعضدیه عن إبطیه لأنه أبلغ فی السجود بالأعضاء .... والمرأة تخفض فتضم عضدیها لجنبیها وتلزق بطنها بفخذیها لأنه أستر لها ثم رفع رأسه. (مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح علٰی هامش الطحطاوی ص:۱۵۴، فصل فی کیفیة ترکیب أفعال الصلاة).

(۵) وإن کانت امرأة جلست علٰی الیتها الیسریٰ وأخرجت رجلیها من جانب الأیمن. کذا فی الهدایة. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۵). أیضًا ویسن افتراش الرجل رجله الیسریٰ ونصب الیمنیٰ وتوجیه أصابعها نحو القبلة کما ورد عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما. ویسن تورک المرأة بأن تجلس علٰی الیتها وتضع الفخذ علی الفخذ وتخرج رجلیها من تحت ورکها الیمنیٰ لأنه أستر لها. (مراقی الفلاح علٰی هامش الطحطاوی ص:۱۴۶).

(۶) وإذا رفع رأسه من السجدة الثانیة فی الرکعة الثانیة افترش رجله الیسریٰ وجلس علیها ونصب الیمنیٰ نصبا ...إلخ. (مراقی الفلاح علٰی هامش الطحطاوی ج:۱ ص:۷۵).

۲:... عورتیں قعدہ میں ہاتھوں کی اُنگلیاں ملی ہوئی رکھیں، (جبکہ مردوں کو چاہئے کہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیں، نہ کھلی رکھیں نہ ملائیں)۔[1]

عورتوں کی نماز کے دیگر مسائل

۱:... جب کوئی بات نماز میں پیش آئے، مثلاً: نماز پڑھتے ہوئے کوئی آگے سے گزرے اور اسے روکنا مقصود ہو تو عورت تالی بجائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی اُنگلیوں کی پشت بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے،[2] (جبکہ مردوں کو ایسی ضرورت کے لئے "سبحان اللہ" کہنے کا حکم ہے،[3] مگر عورتیں "سبحان اللہ" نہ کہیں، بلکہ اُوپر لکھے ہوئے طریقے کے مطابق تالی بجائیں)۔

۲:... عورت، مردوں کی اِمامت نہ کرے۔[4]

۳:... عورتیں اگر جماعت کرائیں تو جو عورت اِمام ہو وہ آگے بڑھ کر کھڑی نہ ہو، بلکہ صف کے بیچ میں کھڑی ہو،[5] (عورتوں کی تنہا جماعت مکروہ ہے)۔[6]

۴:... فتنہ وفساد کی وجہ سے عورتوں کا مسجدوں میں جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔[7]

۵:... عورت اگر جماعت میں شریک ہو تو مردوں اور بچوں سے پچھلی صف پر کھڑی ہو۔[8]

---

(۱) وإذا فرغ الرجل من سجدتي الركعة الثانية .... ووضع يديه على فخذيه وبسط أصابعه وجعلها منتهية إلى رأس ركبتيه. (مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي ص:۱۵۵، فصل في كيفية تركيب أفعال الصلاة). أيضًا ويضع يديه في الركوع على ركبتيه متعمدًا بهما ويفرج أصابعه ولا يندب إلى التفريج إلّا في هذه الحالة ليكون أمكن من الأخذ بالركبة والإعتماد ولا إلى الضم إلّا في حال السجود لتكون رؤس الأصابع متوجهة إلى القبلة وفيما سواهما وهو حال الرفع عند التكبير والوضع في التشهد يترك على ما عليه العادة من غير تكلف ضم ولا تفريج لعدم ما يقتضي أحدهما دون الآخر. (حلبي كبير ص:۳۱۵، باب صفة الصلاة).

(۲) أما النساء فإنهنّ يصفقن وكيفيته أن يضرب بظهور الأصابع اليمنى على صفحة الكف من اليسرى ...إلخ. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۰۴، كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الأوّل).

(۳) ويدرأ المار إذا لم يكن بين يديه سترة أو مر بينه وبين السترة بالإشارة أو بالتسبيح كذا في الهداية. وقالوا هذا في حق الرجال ...إلخ. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۰۴، الباب السابع، الفصل الأوّل).

(۴) لا يجوز إقتداء رجل بامرأة هٰكذا في الهداية. (عالمگيري ج:۱ ص:۸۵، كتاب الصلاة، الباب الخامس).

(۵) فإن فعلن وقفت الإمام وسطهن وبقيامها وسطهن لا تزول الكراهة ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۸۵).

(۶) ويكره إمامة المرأة للنساء في الصلوات كلها من الفرائض والنوافل ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۸۵).

(۷) والفتوى اليوم على الكراهة في كل الصلوات لظهور الفساد ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۸۹).

(۸) يقوم الرجال أقصى ما يلي الإمام ثم الصبيان ثم الخنثى ثم الإناث ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۸۹، كتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الخامس، طبع رشيديه).

۶:...عورت پر جمعہ فرض نہیں، لیکن اگر جمعہ کی نماز میں شریک ہوجائے تو اس کا جمعہ ادا ہوجائے گا، اور ظہر کی نماز ساقط ہوجائے گی۔[۱]

۷:...عورتوں کے ذمہ عیدین کی نماز واجب نہیں۔[۲]

۸:...عورتوں پر اَیامِ تشریق، یعنی فرض نمازوں کے بعد کی تکبیراتِ تشریق واجب نہیں، البتہ اگر کوئی عورت جماعت میں شریک ہوئی ہو، تو اِمام کی متابعت میں اس پر بھی واجب ہے،[۳] مگر بلند آواز سے تکبیر نہ کہے، کیونکہ اس کی آواز بھی ستر ہے۔[۴]

۹:...عورتوں کو فجر کی نماز جلدی اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے، اور تمام نمازیں اوّل وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔[۵]

۱۰:...عورتوں کو نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنے کی اجازت نہیں، نماز خواہ جہری یا سرّی، ان کو ہر حال میں آہستہ قراءت کرنی چاہئے، بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک چونکہ عورت کی آواز ستر ہے، اس لئے اگر وہ بلند آواز سے قراءت کرے گی تو اس کی نماز فاسد

---

(۱) لَا تجب الجمعة علٰى مسافر ولَا امرأة ولَا مريض .... فإن حضروا فصلوا مع الناس اجزاهم عن فرض الوقت ...إلخ. (هداية ج:۱ ص:۱۶۹، طبع شركت علميه ملتان).

(۲) تجب صلٰوة العيد علٰى كل من تجب عليه الجمعة كذا فى الهداية. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۵۰، ولَا تجب عليها الجمعة)م.

(۳) یہ اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے، حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو اِختیار فرمایا ہے، صاحبینؒ کے نزدیک مردوں کی طرح عورتوں پر بھی تکبیراتِ تشریق پڑھنا واجب ہے، اور اس مسئلے میں فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے، لہٰذا عورتوں پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہے۔ چنانچہ الجوهرة النيرة میں ہے: (قوله: والتكبير عقيب الصلٰوة) هٰذا على الإطلاق انما هو علٰى قولهما لأن عندهما التكبير تبع للمكتوبة فيأتى به كل من يصلى المكتوبة، وأما عند أبى حنيفة لَا تكبير إلّا على الرجال الأحرار المكلفين .... وفى الخجندى: التكبير انما يؤدى بشرائط خمسة علٰى قول أبى حنيفة .... وعلى الرجال دون النساء وإن صلين بجماعة إلّا إذا اقتدين برجل ونوىٰ إمامتهن .... وقال أبو يوسف ومحمد التكبير يتبع الفريضة فكل من أدى فريضة فعليه التكبير والفتوىٰ علٰى قولهما ...إلخ. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۱۵، باب صلاة العيدين، طبع حقانيه ملتان، أيضًا: عالمگيرى ج:۱ ص:۱۵۲، كتاب الصلاة، أيضًا: درمختار ج:۲ ص:۱۷۹، كتاب الصلاة). قال فى البحر الرائق: وأما عندهما فهو واجب علٰى كل من يصلى المكتوبة لأنه تبع لها، فيجب على المسافر والمرأة والقروىّ. قال فى السراج الوهاج والجوهرة: الفتوىٰ علٰى قولهما فى هٰذا أيضًا فالحاصل أن الفتوىٰ علٰى قولهما فى آخر وقته وفيمن يجب عليه. (البحر الرائق ج:۲ ص:۱۷۹، باب العيدين، عالمگيرى ج:۱ ص:۱۵۲، الدر المختار ج:۲ ص:۱۸۰، طبع ايچ ايم سعيد كراچى).

(۴) والمرأة تخافت بالتكبير لأن صوتها عورة. (البحر الرائق ج:۲ ص:۱۷۹، باب العيدين).

(۵) والمستحب للرجل الإبتداء فى الفجر .... إلّا لحاج بمزدلفة فالتغليس أفضل كمرأة مطلقًا، وفى غير الفجر الأفضل لها إنتظار فراغ الجماعة. قوله مطلقًا أى ولو فى غير مزدلفة لبناء حالهن على الستر وهو فى الظلام أتم. (الدر المختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۳۶۶ مطلب فى طلوع الشمس من مغربها).

ہوجائے گی۔[1]

۱۱:... عورت اَذان نہیں دے سکتی۔[2]

۱۲:... عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے، بلکہ اپنے گھر میں اس جگہ جو نماز کے لئے مخصوص ہو، اعتکاف کرے،[3] اور اگر گھر میں کوئی جگہ نماز کے لئے مخصوص نہ ہو تو اعتکاف کے لئے کسی جگہ کو مقرر کرلے۔[4]

---

(۱) وفي الدر المختار: وصوتها على الراجح .... (قوله على الراجح) عبارة البحر عن الحلية أنه الأشبة، وفي النهر وهو الذي نبغي اعتماده ومقابله ما في النوال: نغمة المرأة عورة، وتعلمها القرآن من المرأة أحب. قال عليه الصلاة والسلام: "التسبيح للرجال والتصفيق للنساء" فلا يحسن أن يسمعها الرجل. وفي الكافي ولَا تلبي جهرًا لأن صوتها عورة ومشى عليه في المحيط في باب الأذان بحر. قال في الفتح: وعلى هذا لو قيل إذا جهرت بالقراءة في الصلاة فسدت كان متجها، ولهٰذا منعها عليه الصلاة والسلام من التسبيح بالصوت لإعلام الإمام بسهوه إلى التصفيق. (شامي ج:۱ ص:۴۰۶، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة).

(۲) وأما أذان المرأة فلأنها منهية عن رفع صوتها لأنها يؤدى إلى الفتنة ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۷۷). أيضًا كره أذان المرأة فيعاد ندبا ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۵۴، كتاب الصلاة، الباب الثاني، الفصل الأوّل).

(۳) والمرأة تعتكف في مسجد بيتها ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۲۱۱ الباب السابع في الإعتكاف، كتاب الصوم).

(۴) ولو لم يكن في بيتها مسجد تجعل موضعا منه مسجدًا فتعتكف فيه كذا في الزاهدى. (هندية ج:۱ ص:۲۱۱، كتاب الصوم، الباب السابع في الإعتكاف، طبع رشيديه كوئٹه).

کن چیزوں سے نماز فاسد یا مکروہ ہو جاتی ہے؟

غیر اسلامی لباس پہن کر نماز ادا کرنا

سوال:... غیر اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے سے ہماری اللہ کے نزدیک کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ ایسی صورت میں ہماری نماز قبول ہوتی ہے، جب ہم غیر اسلامی لباس پہن کر نماز پڑھتے ہیں؟

جواب:... نماز قبول ہونے کے دو مطلب ہیں، ایک فرضیت کا اُتر جانا، اور دُوسرے نماز کے ان تمام انوار و برکات کا نصیب ہونا جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھے ہیں۔ جو شخص غیر اسلامی لباس پہن کر یا غیر شرعی اُمور کا ارتکاب کرتے ہوئے نماز پڑھتا ہو، فرض تو اس کا ادا ہو جائے گا، لیکن چونکہ عین نماز کی حالت میں بھی اس نے ایسی شکل و وضع بنا رکھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ اور مبغوض ہے، اس لئے اس کی نماز مکروہ ہے، اور اس پر نماز کے ثمرات پورے طور پر مرتب نہیں ہوں گے۔[1]

نماز کے وقت مردوں کا ٹخنوں سے نیچے پاجامہ، شلوار پہننا

سوال:... مردوں کو ٹخنوں کے نیچے پاجامہ یا شلوار پہننا اور نماز کے وقت ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا شلوار کا ہونا شرعاً جائز ہے یا حرام ہے؟

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ جو پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ دوزخ میں ہے۔ اس لئے شلوار یا پاجامے کا ٹخنوں سے نیچے کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اور نماز میں گناہِ کبیرہ کا اِرتکاب اور بھی بُرا ہے۔[2]

کیا داڑھی نہ رکھنے والے کی نماز مکروہ ہے؟

سوال:... کیا یہ دُرست ہے کہ جو شخص داڑھی نہیں رکھتا، اس کی نمازیں مکروہ ہو جاتی ہیں؟

---

(۱) ثم القبول قسمان أحدهما: أن يكون الشيء مستجمعًا للأركان والشرائط ويراد فيه الصحة والأجزاء، والثاني: كون الشيء يترتب عليه من وقوعه عند الله جل ذكره موقع الرضا وتترتب عليه الثواب والدرجات وهذه المرتبة بعد الأولٰى ...إلخ۔ (معارف السنن ج:۱ ص:۲۹، باب ما جاء لَا تقبل صلاة بغير طهور) وأيضًا ويكره للمصلي كل ما هو من أخلاق الجبابرة عمومًا لأن الصلوٰة مقام التواضع والتذلل والخشوع وهو ينافي التكبّر والتجبّر۔ (كبيری ص:۳۴۸)۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار۔ رواه البخاری۔ (مشكوٰة ص:۳۷۳، كتاب اللباس، طبع قديمی)۔

جواب:... داڑھی منڈانا حرام ہے، اور حرام فعل کا اثر نماز میں بھی رہے گا، اس لئے نماز مکروہ ہوجائے تو کچھ بعید نہیں۔[1]

ناپاک کپڑوں میں پڑھی ہوئی نماز دوبارہ پڑھی جائے

سوال:... نماز سے پہلے آدمی کو معلوم ہو کہ میرے کپڑے خراب ہیں، لیکن وہ نماز کے وقت ہونے پر بھول جائے اور نماز پڑھ لے، نماز میں یاد آنے پر یا بعد میں یاد آئے تو کیا اس کی نماز ہوگئی؟

جواب:... اگر بدن یا کپڑے پر اتنی نجاست لگی ہو جو نماز سے مانع ہے تو نماز نہیں ہوگی، اگر بھولے سے نماز شروع کردی اور نماز ہی میں یاد آگیا تو فوراً نماز کو چھوڑ دے اور نجاست کو دُور کرکے دوبارہ نماز پڑھے، اور اگر نماز کے بعد یاد آیا تب بھی دوبارہ نماز پڑھے۔[2]

کھلے گریبان کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:... نمازیوں کی اکثریت دُرست طریقے پر نماز ادا نہیں کرتی، اور نماز کے ارکان پوری طرح ادا کرنے کے بجائے نماز بھگتانے کی کوشش کی جاتی ہے، جو نماز کی اصل رُوح کے منافی ہے۔ ایک بہت بڑی غلطی جس کی طرف آج تک کسی نے توجہ نہیں دی، وہ یہ ہے کہ اکثر نمازیوں کا گریبان (دادا گیروں کی طرح) کھلا ہوتا ہے اور جھک کر عاجزی وانکساری کے ساتھ کھڑے ہونے کے بجائے سینہ تان کر کھڑے ہوجاتے ہیں، جبکہ اس کے برعکس اگر کوئی نمازی یا شخص بادشاہِ وقت کے رُوبرو پیش ہو تو اس کا طرزِ عمل کیا یہی ہوگا؟ قطعی نہیں، مولانا محترم! جواب دیں کہ بادشاہوں کے بادشاہ، خالقِ دوجہاں، خداوند تعالیٰ کے حضور اس طرزِ عمل کا مظاہرہ کرنے والے اپنے اعمال کو ضائع کر رہے ہیں یا ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں؟

جواب:... کھلے گریبان کے ساتھ نماز جائز ہے، لیکن بند کرلینا بہتر ہے، اور قیام کی حالت میں آدمی کو اپنی اصلی وضع پر کھڑا ہونا چاہئے، نہ اکڑ کر کھڑا ہو، اور نہ جھک کر۔[3]

بغیر رومالی کی شلوار یا پاجامہ میں نماز

سوال:... شلوار یا پاجامہ اگر بغیر رومالی کے ہو تو نماز ہوجائے گی؟

---

(۱) عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: عشر من الفطرة: قص الشوارب وإعفاء اللحية .....الخ. (صحيح مسلم ج:۱ ص:۱۲۹). وأما الأخذ منها وهي دون ذلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. (فتاوىٰ شامى ج:۲ ص:۴۱۸، باب ما يفسد الصوم وما لَا يفسده، مطلب فى الأخذ من اللحية، فتح القدير ج:۲ ص:۷۷، البحر ج:۲ ص:۳۰۲).

(۲) النجاسة نوعان .... والغليظة إذا زادت علىٰ قدر الدرهم تمنع جواز الصلاة. (الفتاوى الخانية علىٰ هامش الهندية ج:۱ ص:۱۸، كتاب الطهارة، فصل فى النجاسة التى تصيب الثوب).

(۳) "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ" (البقرة:۲۳۸). أيضًا ويكره للمصلى كل ما هو من أخلاق الجبابرة عمومًا لأن الصلاة مقام التواضع والتذلل والخشوع وهو ينافى التكبّر والتجبّر. (حلبى كبير ص:۳۴۸، طبع سهيل اكيڈمى لَاهور).

جواب:... ہوجائے گی، بشرطیکہ شلوار یا پاجامہ پاک ہو اور اعضاء کی ساخت نظر نہ آتی ہو۔ [۱]

چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا

سوال:... ہمارے محلے کی جامع مسجد میں ایک صاحب مجھ سے نماز سے پہلے کہنے لگے کہ گھڑی کی چین پہن کر نماز مت پڑھا کرو، کیونکہ اس سے نماز نہیں ہوتی، میں نے ان سے وجہ پوچھی تو وہ فرمانے لگے کہ چین ایک قسم کی دھات ہے اور کسی بھی قسم کی دھات مردوں پر حرام ہے، لہٰذا اس سے نماز قبول نہیں ہوتی، آپ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں، میں بہت ہی شش و پنج میں پڑ گیا ہوں۔

جواب:... ان صاحب کا "فتویٰ" غلط ہے، گھڑی کی چین جائز ہے اور اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں، مردوں کے لئے سونا اور چاندی کا پہننا حرام ہے، (البتہ مرد حضرات چاندی کی انگوٹھی جس کا وزن ساڑھے تین ماشے سے زیادہ نہ ہو، پہن سکتے ہیں)، باقی دھاتیں مرد کے لئے حرام نہیں، البتہ زیور مردوں کے لئے نہیں، عورتوں کے لئے ہوتا ہے، اور گھڑی کی چین ان زیورات میں شامل نہیں۔ [۲]

سونا پہن کر نماز ادا کرنا

سوال:... ایک اہم مسئلہ آپ کی خدمت میں لکھنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ سونے کی انگوٹھی پہن کر نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ سونا چونکہ مرد کے لئے حرام ہے، اور حرام چیز پہن کر نماز پڑھنا کہاں تک جائز ہے؟

جواب:... نماز، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہے، جو شخص عین حاضری کی حالت میں بھی فعلِ حرام کا مرتکب ہو اور حق تعالیٰ شانہٗ کے اَحکام کو توڑنے پر مصر ہو، خود ہی سوچ لیجئے کہ کیا اس کو قرب و رضا کی دولت میسر آئے گی...؟ الغرض سونا یا کوئی اور حرام چیز پہن کر نماز پڑھنا دُرست نہیں، اگرچہ نماز کا فرض ادا ہوجائے گا۔ [۳]

ریشم یا سونا پہن کر اور بغیر داڑھی کے نماز پڑھنا

سوال:... میں نے سنا ہے کہ ریشمی کپڑا اور سونا مرد پر حرام ہیں، اور اگر کوئی شخص ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی، کیا یہ بات دُرست ہے؟ کیونکہ داڑھی منڈوانا بھی حرام ہے، کیا بغیر داڑھی کے نماز قبول ہوسکتی ہے؟

جواب:... یہ تمام اُمور ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہیں، اور جو شخص عین نماز کی حالت میں خدا کی نافرمانی کرتا ہو، اس کو ظاہر ہے کہ

---

(۱) تطهير النجاسة من بدن المصلي .... واجب (وبعد أسطر) .... ستر العورة شرط لصحة الصلاة إذا قدر عليه. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۸، کتاب الطهارة، الفصل الأوّل في الطهارة وستر العورة).

(۲) ولَا يتحلّى الرجل بذهب وفضّة مطلقًا ولَا يتختم إلّا بالفضّة لحصول الإستغناء بها فيحرم بغيرها. (درمختار ج:۶ ص:۳۵۸)، وفي الشامية قال اتخذه من ورق ولَا تتمه مثقالًا ...إلخ. (ج:۶ ص:۳۵۹، کتاب الحظر والإباحة).

(۳) ويكره للمصلي كل ما هو من أخلاق الجبابرة عمومًا لأن الصلاة مقام التواضع والتذلل والخشوع وهو ينافي التكبر والتجبّر. (حلبی کبیر ص:۳۴۸، طبع سهیل اکیڈمی لاهور).

نماز کا پورا ثواب نہیں ملے گا، خصوصاً جبکہ اس کو اس نافرمانی پر ندامت بھی نہ ہو۔[1] نماز تو ہو جائے گی، مگر مرد کو سونے کی انگوٹھی اور ریشم پہننا حرام ہے،[2] (گو عورت کو سونا اور ریشم پہننا حرام نہیں ہے)۔

مرد کو سونا پہن کر نماز اَدا کرنا

سوال:... سونا پہننا مرد پر حرام ہے، لیکن اگر مرد سونا پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کیا اس کی نماز اَدا ہوگئی یا نہیں؟

جواب:... فقہی فتوے کی رُو سے تو نماز اَدا ہو جائے گی، لیکن جو شخص عین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے موقع پر حرام کا اِرتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہو، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں گے یا ناراض؟ اس کو خود سوچ لیجئے...![3]

سونے کے دانت لگوا کر نماز پڑھنا

سوال:... اگر کسی شخص نے سونے کا دانت لگوایا ہے، تو کیا اس سے نماز ہو جاتی ہے؟ کیا سونے کا دانت لگوانا جائز ہے؟

جواب:... سونے کا دانت لگانا جائز ہے، نماز ہو جائے گی۔[4]

ننگے سر مسجد میں آنا

سوال:... عموماً شہروں میں اکثر نمازی مسجد میں آتے ہیں، ان کے سر پر کپڑا نہیں ہوتا، اِدھر مسجد والے ننگے سر حضرات کے لئے ٹوپیوں کا انتظام کرتے ہیں، بسااوقات ٹوپیاں اُٹھانے کے لئے نمازی کے آگے سے بھی گزر جاتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ گھر سے ننگے سر آنا اور مسجد والوں کا ٹوپیوں کا انتظام کرنا شرعاً دُرست ہے یا نہیں؟ پھر ٹوپیاں رکھنے والے اسے کارِ خیر تصوّر کرتے ہیں۔

جواب:... ننگے سر بازاروں میں پھرنا مروّت اور اسلامی وقار کے خلاف ہے، اور فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسے شخص کی شہادت شرعی عدالت میں معتبر نہیں، اس لئے مسلمان کو ننگے سر رہنا ہی نہیں چاہئے۔[5] مسجدوں میں جو ٹوپیاں رکھی جاتی ہیں، اگر وہ صاف ستھری اور عمدہ ہوں، تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح ہے، اور وہ پھٹی پرانی یا میلی کچیلی ہوں جن کو پہن کر آدمی کارٹون نظر آنے لگے، ان کے ساتھ نماز مکروہ ہے،[6] اور نمازیوں کے آگے سے گزرنا گناہ ہے۔[7]

---

(۱) دیکھئے گزشتہ صفحہ حاشیہ نمبر ۳۔

(۲) (قوله وكره إلخ) لأن النص حرم الذهب والحرير على ذكور الأمة بلا قيد البلوغ ... إلخ. (شامي ج:۶ ص:۳۶۲).

(۳) عن علي رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم أخذ حريرًا فجعله في يمينه فأخذ ذهبًا فجعله في شماله ثم قال: ان هذين حرام على ذكور أمتي. رواه أحمد. (مشكوة ص:۳۷۸).

(۴) إذا جدع أنفه أو أذنه أو سقط سنه فأراد أن يتخذ سنا آخر، فعند الإمام يتخذ ذلك من الفضة فقط، وعند محمد من الذهب أيضًا. (رد المحتار ج:۵ ص:۳۱۸، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس).

(۵) ولَا تقبل شهادة من يسمع الغناء .... وكذا كل ما يخل بالمروءة ... إلخ. (درمختار مع الشامي ج:۵ ص:۴۸۲).

(۶) وكذلك يكره أن يصلي في ثياب البزلة وهو ما لَا يصان ولَا يحفظ من الدنس ونحوه أو في ثياب المهنة .... وهي الخدمة ... إلخ. (حلبي كبير ص:۳۴۹، طبع سهيل اكيڈمي لاهور).

(۷) قال ابو جهيم: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو يعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه لكان أن يقف أربعين خيرًا له من أن يمر بين يديه ... إلخ. (بخاري ج:۱ ص:۷۳، طبع نور محمد كراچي، مسلم ج:۱ ص:۱۹۷، طبع قديمي).

کپڑا نہ ملنے کی صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا

سوال:... اگر کسی کو مسجد میں ٹوپی یا سر پر ڈالنے کے لئے کپڑا نہ ملے تو کیا وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب:... یہاں تین مسئلے ہیں:

۱:... آج کل لوگوں میں ننگے سر رہنے اور اسی حالت میں بازاروں میں گھومنے پھرنے کا رواج ہے، اور یہ خلاف مروّت ہے، مسلمان کو بازاروں میں ننگے سر نہیں پھرنا چاہئے۔

۲:... چونکہ عام طور سے لوگوں کے پاس سر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہیں ہوتی، اس لئے مسجد میں ٹوپیاں رکھنے کا رواج ہے، تاکہ لوگ نماز کے وقت ان کو پہن لیا کریں، ان میں اکثر بدشکل، میلی کچیلی اور شکستہ ہوتی ہیں، ایسی ٹوپیوں کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ ان کو پہن کر آدمی کسی سنجیدہ محفل میں نہیں جاسکتا، لہٰذا احکم الحاکمین کے دربار میں ان کو پہن کر حاضری دینا خلافِ ادب ہے۔[۱]

۳:... ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[۲]

کیسی ٹوپی میں نماز پڑھنا چاہئے؟

سوال:... کیسی ٹوپی میں نماز پڑھنا چاہئے؟

جواب:... جس ٹوپی کو پہن کر آدمی شرفاء کی محفل میں جاسکے، اس کے ساتھ نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے۔[۳]

چمڑے کی قراقلی ٹوپی میں نماز جائز ہے

سوال:... چمڑے کی ٹوپی یعنی قراقلی ٹوپی پہننا کیسا ہے؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس ٹوپی سے نماز نہیں ہوتی۔

جواب:... قراقلی ٹوپی پہننا مباح ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

جرابیں پہن کر نماز ادا کرنا صحیح ہے

سوال:... اگر پائینچے اُوپر ہوں اور جرابیں پہن لیں تو کیا نماز ہوجائے گی؟ کیونکہ جرابیں پہن لینے سے ٹخنے چھپ جاتے ہیں؟

جواب:... اس کا کوئی حرج نہیں۔[۴]

---

(۱) وکذا یکرہ أن یصلی فی ثیاب البذلة .... أو فی ثیاب المھنة .... وھی الخدمة والعمل تکمیلًا لرعایة الأدب فی الوقوف بین یدیه تعالٰی بما أمکن من تجمیل الظاھر والباطن فی قوله تعالٰی: خذوا زینتکم عند کل مسجد إشارة إلٰی ذالک۔ (حلبی کبیر ص:۳۴۹، طبع سهیل اکیڈمی لاهور، عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۶، طبع رشیدیه)۔

(۲) ویکرہ أن یصلی حاسرًا أی حال کونه کاشفًا رأسه تکاسلًا أی لأجل الکسل ...إلخ۔ (حلبی کبیر ص:۳۴۹)۔

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر۱ صفحہ ھٰذا۔

(۴) عن المغیرة بن شعبة قال: رأیت النبی صلی الله علیه وسلم یمسح علی الخفین علٰی ظاھرھما۔ رواہ الترمذی وأبوداؤد وعنه قال: توضأ النبی صلی الله علیه وسلم ومسح علی الجوربین والنعلین۔ رواہ أحمد والترمذی وأبوداؤد وابن ماجة۔ (مشکوٰة ص:۵۴)۔

چشمہ لگا کر نماز ادا کرنا صحیح ہے، اگر سجدے میں خلل نہ پڑے

سوال:... عینک (چشمہ) پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا کیسا ہے؟ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ چشمہ لگا کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے، کیونکہ انہوں نے مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا کرامت اللہ کو دیکھا کہ وہ نماز میں چشمہ اُتار کر نماز ادا کرتے تھے۔ لیکن دُوسرے لوگوں کا خیال ان کے برعکس ہے۔

جواب:... اگر نظر کا چشمہ ہو اور اس کے بغیر زمین وغیرہ اچھی طرح نظر نہیں آتی ہے تو چشمہ اُتارے بغیر نماز پڑھی جائے تو اچھا ہے، اور اگر چشمے کے بغیر سجدے کی جگہ وغیرہ دیکھنے میں دِقت نہیں ہوتی ہے یا نظر کا چشمہ نہیں ہے تو اُتار دینا بہتر ہے، تاہم چشمہ لگا کر نماز ادا کرنے سے بھی نماز ادا ہوجاتی ہے، اس سے نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا، البتہ چشمہ لگانے کی صورت میں اگر سجدہ صحیح طور پر نہیں ہوتا، ناک یا پیشانی زمین پر نہیں لگتی تو چشمہ اُتار دینا ضروری ہے۔ بہرحال چشمہ لگا کر نماز پڑھنے میں اگر سجدہ وغیرہ میں خلل واقع نہ ہوتا ہو تو نماز صحیح اور دُرست ہے، البتہ سجدے کی جگہ وغیرہ چشمے کے بغیر نظر آنے کی صورت میں اُتار دینا اَوْلیٰ و افضل ہے۔[۱]

نوٹ پر تصویر ناجائز ہے، گو کہ جیب میں ہونے سے نماز ہوجائے گی

سوال:... مسجد خدا کا گھر ہے، اس میں کسی انسان کی تصویر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جبکہ مسلمان بھائیوں کی جیب میں نوٹوں پر چھپی ہوئی تصاویر ہوتی ہیں، اور وہ نماز ادا کرتے ہیں، نوٹوں پر تصویر چھاپنا کیوں ضروری ہے؟ عوام تو قائدِ اعظم کا احترام کرتے ہیں، اگر ان کی تصویر نوٹ پر نہ ہو تو کیا فرق پڑے گا؟ کیا اس طرح جیب میں تصویر ہونے سے نماز ہوجاتی ہے؟ اگر نہیں تو اس کے لئے اسلام نے کیا فرمایا ہے اور ہم کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... نوٹوں پر تصویر کا چھاپنا شرعی طور پر جائز نہیں،[۲] یہ دورِ جدید کی ناروا بدعت ہے، اور اس کی وجہ سے متعلقہ محکمہ اور اربابِ اقتدار گناہگار ہیں، تاہم نوٹوں کے جیب میں ہونے کی صورت میں نماز صحیح ہے۔[۳]

مسجد میں لگے ہوئے شیشے کے سامنے نماز ادا کرنا

سوال:... ہماری مسجد میں، بلکہ بہت سی مسجدوں میں شیشے کی کھڑکیاں اور دروازے ہوتے ہیں کہ جن میں نمازی کا اپنا عکس نظر آتا ہے، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس سے نمازی کی نماز میں کوئی فرق پڑتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) ولو سجد علی الحشیش .... إن استقر جبهته وأنفه ویجد حجمه یجوز وان لم یستقر لا ...إلخ. (خلاصة الفتاویٰ ج:۱ ص:۵۴، کتاب الصلاة، طبع رشیدیه کوئٹه).

(۲) وظاهر کلام النووی فی شرح مسلم الإجماع علیٰ تحریم صورة الحیوان وقال: وسواء صنعه لما یمتهن أو لغیره، فصنعته حرام بکل حال. (شامی ج:۱ ص:۶۴۷، مطلب إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة).

(۳) (قوله لا المستتر بکیس أو صرة) بأن صلی ومعه صرة أو کیس فیه دنانیر أو دراهم فیها صور صغار فلا تکره لإستتارها بحر. (شامی ج:۱ ص:۶۴۸). (وأیضًا) ویکره التصاویر علی الثوب .... أما إذا کانت فی یده وهو یصلی لا بأس به لأنه مستور بثیابه ...إلخ. (خلاصة الفتاویٰ ص:۵۸، کتاب الصلاة، طبع رشیدیه).

جواب:... اگر اس سے نمازی کی توجہ بٹے تو مکروہ ہے، ورنہ نہیں۔[۱]

کسی تحریر پر نظر پڑنے یا آواز سننے سے نماز نہیں ٹوٹتی

سوال:... کیا حالتِ نماز میں اگر جائے نماز پر رکھی ہوئی کوئی چیز پڑھ لی جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے؟ آپ بتائیں کہ حالتِ نماز میں اگر کسی کی کہی ہوئی آواز سنی جائے، اور حالتِ نماز میں اس آواز کا مفہوم سمجھ لیا جائے تو کیا نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

جواب:... کسی لکھی ہوئی چیز پر نظر پڑ جائے اور آدمی اس تحریر کا مفہوم سمجھ جائے، لیکن زبان سے تلفظ ادا نہ کرے، تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔[۲] اسی طرح کسی کی آواز کان میں پڑنے اور اس کا مفہوم سمجھ لینے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔

دورانِ نماز گھڑی پر وقت دیکھنا، چشمہ اُتارنا، مٹی کو پھونک مار کر اُڑانا

سوال:... اگر کوئی شخص دورانِ نماز ہاتھ یا دیوار کی گھڑی وقت معلوم کرنے کے لئے جان بوجھ کر دیکھ لے۔

۲:... دورانِ نماز ٹوپی اُٹھا کر سر پر رکھ لے، جبکہ سجدہ کرتے وقت سر سے ٹوپی گرگئی ہو۔

۳:... سجدہ کرتے وقت سجدہ کی جگہ مٹی کو پھونک مار کر اُڑانے کے بعد سجدہ کرے۔

۴:... چشمہ اُتارنا بھول گیا، سجدہ کرتے وقت چشمہ اُتارے، کیونکہ چشمہ پہنے ہوئے سجدے میں ناک اور پیشانی بیک وقت نہیں لگتے۔

پوچھنا یہ ہے کہ ان باتوں سے نماز میں کیا فرق آتا ہے؟ کیا نماز دُہرائی جائے گی یا سجدۂ سہو کیا جائے گا؟

جواب:... جان بوجھ کر گھڑی دیکھنا مکروہ ہے، اور خشوع کے منافی ہے۔[۳]

۲:... ایک ہاتھ سے ٹوپی اُٹھا کر سر پر رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں، دونوں ہاتھ استعمال نہ کرے۔[۴]

---

(۱) فصل من آدابها .... ومنها نظر المصلی سواءً کان رجلًا أو امرأة إلٰی موضع سجوده قائمًا حفظًا له عن النظر إلٰی ما یشغله عن الخشوع۔ (مراقی الفلاح علٰی هامش الطحطاوی ص:۱۵۱، طبع میر محمد کتب خانه)۔

(۲) لو نظر المصلی إلٰی مکتوب وفهمه .... ولم تفسد صلاته لعدم النطق بالکلام ...إلخ۔ (مراقی الفلاح علٰی هامش الطحطاوی، فصل فیما لَا یفسد الصلاة ص:۱۸۷)۔

(۳) فالأصل فیه أنه ینبغی للمصلی أن یخشع فی صلاته ...إلخ۔ (البدائع الصنائع ص:۲۱۵)، أیضًا لو نظر المصلی إلٰی مکتوب وفهمه سواء کان قرآنًا أو غیره قصد الإستفهام أو لَا أساء الأدب ولم تفسد صلاته لعدم النطق بالکلام (قصد الإستفهام) بهٰذا علم أن ترک الخشوع لَا یخل بالصحة بل بالکمال .... (أساء الأدب) لأن فیه إشتغالًا عن الصلاة وظاهره أن الکراهة تنزیهیة وهٰذا إنما یکون بالقصد۔ (حاشیة الطحطاوی مع المراقی الفلاح ص:۱۸۷، فصل فیما لَا یفسد الصلاة، طبع میر محمد کتب خانه)۔

(۴) ولو سقطت قلنسوته فإعادتها أفضل إلّا إذا حتاجت لتکویر أو عمل کثیر۔ (شامی ج:۱ ص:۶۴۱)۔ وفیه ان القول الثانی ان ما یعمل عادة بالیدین کثیر۔ (ص:۶۲۵)۔ أیضًا ان رفع القلنسوة .... بعمل قلیل إذ سقطت أفضل من الصلاة مع کشف الرأس ...إلخ۔ (حلبی کبیر ص:۴۴۳، طبع سهیل اکیڈمی لَاهور)۔

۳:... یہ فعل مکروہ ہے۔[1]

۴:... ایک ہاتھ سے اُتار دے تو یہ مکروہ نہیں۔

ان چاروں صورتوں میں نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں، نہ سجدۂ سہو کی۔[2]

نماز کی حالت میں گھڑی پر وقت دیکھنا

سوال:... نماز کے اندر گھڑی میں وقت دیکھنا کیسا ہے (قصداً اور سہواً)؟

جواب:... قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے، بلاقصد ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔[3]

نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا

سوال:... کیا نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھ سکتے ہیں؟ کیونکہ میرا حافظہ بہت کمزور ہے، اور میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو چار رکعت اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ اور سورۂ یٰسین، اور دُوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ دُخان، اور تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ الم سجدہ، اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ ملک پڑھے، اور یہ عمل تین، پانچ یا سات جمعہ تک برابر کرے تو حافظہ تیز ہوجائے گا۔ اگر نماز میں قرآن دیکھ کر نہیں پڑھ سکتے تو مجھے کوئی اور عمل بتائیں جس سے میرا حافظہ تیز ہوجائے۔

جواب:... حفظِ قرآن کے لئے یہ عمل تو صحیح ہے، مگر نماز میں دیکھ کر قرآن پڑھنا صحیح نہیں، اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔[4] آپ محنت کرکے یہ سورتیں یاد کرلیں، پھر یہ نماز پڑھیں۔

عملِ کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے

سوال:... ہمارے ایک ساتھی دورانِ نماز اپنے اعضاء کو مختلف انداز میں حرکت دیتے رہتے ہیں، مثلاً: کبھی سر کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں، جیب میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں، انگوٹھی کو اُنگلی میں ہلاتے رہتے ہیں، اِدھر اُدھر دیکھنے لگتے ہیں، غرض کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز کی حالت میں نہیں۔ حالتِ نماز میں اس قسم کی حرکات کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے (بلاعذر)، میں نے یہ

---

(۱) إن الله كره لكم ثلاثًا: العبث في الصلاة ... إلخ. (شامی ج:۱ ص:۶۴۰، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية).

(۲) .... بهٰذا علم ان ترک الخشوع لَا يخل بالصحة بل بالكمال ... إلخ. (حاشية الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح، باب فيما لَا يفسد الصلاة ص:۱۸۷، طبع میر محمد کتب خانه).

(۳) اعلم ان الفعل .... فإن كان أجنبيا من الصلاة ليس فيه تتميم لها ولَا فيه دفع ضرر فهو مكروه أيضًا. (حلبی کبیر ص:۳۴۵، طبع سهیل اکیڈمی لَاهور).

(۴) ويفسدها .... قراءته من مصحف أی ما فيه قرآن مطلقًا لأنه تعلم قوله لأنه تعلم ذكروا لأبی حنيفة فی علة الفساد وجهين، احدهما: أن حمل المصحف والنظر فيه وتقليب الأوراق عمل كثير، والثانی أنه تلقن من المصحف فصار كما إذا تلقن من غيره. (شامی ج:۱ ص:۶۲۴، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، طبع ایچ ایم سعید کراچی).

بات جب ان کو بتائی تو انہوں نے نماز کے فاسد ہوجانے کو بالکل مسترد کردیا، بلکہ ناراضگی کا اظہار کیا، ان کے اس تأثر سے میں عجیب اُلجھن میں پڑ گیا۔

جواب:... حنفی مذہب کا فتویٰ یہ ہے کہ عملِ کثیر سے نماز فاسد ہوجاتی ہے،[1] اور ایسے عمل کو عملِ کثیر کہتے ہیں کہ اس کو دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے،[2] جس کام کے لئے دونوں ہاتھوں کا استعمال کیا جائے وہ بھی عملِ کثیر ہے،[3] اور اگر ایک ہی ہاتھ سے ایک رُکن میں بار بار کوئی عمل کیا جائے، وہ بھی عملِ کثیر بن جاتا ہے۔[4] آپ نے اپنے ساتھی کی جو حالت لکھی ہے، وہ عملِ کثیر کے تحت آتی ہے، اور اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اس کا اس مسئلے کو نہ ماننا اس کی ناواقفی ہے۔

نماز میں جسم کو مختلف انداز سے حرکت دینا صحیح نہیں

سوال:... بعض حضرات نماز پڑھتے ہوئے اس کی بنیادی رُوح اور اس کی وضع قطع کو ہی تبدیل کردیتے ہیں، یعنی اس قدر جلدی پڑھیں گے کہ ایسا لگے کہ کوئی جلدی ہو، ایک صاحب رُکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہی نہیں ہوتے اور سیدھے سجدے میں چلے جاتے ہیں، تکبیر کے لئے ہاتھ اُٹھانے کے بعد واپس لاتے وقت دونوں بازوؤں کو مختلف انداز میں عجیب طرح سے حرکت دیتے ہیں، اور سجدے میں جانے سے پہلے چند لمحوں تک اُکڑوں بیٹھنے کے انداز میں قائم رہتے ہیں۔ غرضیکہ ان کی نماز ایک بالکل ہی مختلف اور عجیب تأثر دیتی ہے، جب ان کو کچھ کہا جائے تو وہ قرآن اور حدیث سے ثبوت مانگتے ہیں، ایسے لوگوں کو کیا جواب دیا جائے؟ اور ان کی نماز کیسی ہے؟

جواب:... ایسے حضرات کی نماز بعض صورتوں میں تو ہوتی ہی نہیں، اور بعض صورتوں میں مکروہ ہوتی ہے، چنانچہ رُکوع کے بعد سیدھے کھڑے نہ ہونا، اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے نہ بیٹھنا ترکِ واجب ہے،[5] اور ایسی نماز واجب الاعادہ ہے،[6] اور ہاتھوں کو غیرضروری حرکت دینا اور سجدے کو جاتے ہوئے درمیان میں غیرضروری توقف کرنا مکروہ ہے۔[7]

---

(۱) ویفسدها کل عمل کثیر لیس من أعمالها ولَا لِاصلاحها ...الخ۔ (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۶۲۴)۔

(۲) (والثالث) انه لو نظر إلیه ناظر من بعید إن کان لَا یشک انه فی غیر الصلاة فهو کثیر مفسد، وان شک فلیس بمفسد ...الخ۔ (الفتاوی الهندیة ج:۱ ص:۱۰۳، کتاب الصلاة، الباب السابع)۔

(۳) (الأوّل) إن ما یقام بالیدین عادة کثیر ...الخ۔ (هندیة ج:۱ ص:۱۰۳، کتاب الصلاة، الباب السابع)۔

(۴) وما عمل بواحد قلیل ...... إلّا إذا تکرر ثلاثًا متوالیة ...الخ۔ (شامی ج:۱ ص:۶۲۵، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۵) (قوله وکذا فی الرفع منهما) أی یجب التعدیل أیضًا فی القومة من الرکوع والجلسة بین السجدتین ...الخ۔ (شامی ج:۱ ص:۴۶۴، وأیضًا حلبی کبیر ص:۲۹۵)۔

(۶) (وان کان ترکه) الواجب (عمدًا أثم ووجب) علیه (إعادة الصلاة) تغلیظًا له۔ (مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح علٰی هامش الطحطاوی ص:۲۵۱ باب سجود السهو)، قال فی التنجیس: کل صلاة ادیت مع الکراهة فإنها تعاد لَا علٰی وجه الکراهة۔ (مراقی الفلاح علٰی هامش الطحطاوی ص:۱۸۹)۔

(۷) یکره للمصلی أن یعبث بثوبه أو لحیته أو جسده ...الخ۔ (هندیة ص:۱۰۵، کتاب الصلاة، الباب السابع)۔

نماز میں مونچھوں پر ہاتھ پھیرنا فعلِ عبث ہے

سوال:... ہمارے علاقے میں زیادہ تر پولیس والے ہیں، اور عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب بھی وہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں تو زیادہ تر مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں، اب یہ بتائیں کہ نماز میں مونچھوں پر ہاتھ پھیرنے سے نماز پوری ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب:... مونچھوں پر ہاتھ پھیرنا فعلِ عبث ہے، اس سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔[1]

نماز میں کپڑے سمیٹنا یا بدن سے کھیلنا مکروہ ہے

سوال:... میں اکثر دیکھتا ہوں کہ بعض نمازی نماز پڑھتے وقت اپنے کپڑوں کی شکنیں دُرست کرتے رہتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب:... نماز میں اپنے بدن سے یا کپڑے سے کھیلنا مکروہ ہے۔[2]

رُکوع میں جاتے ہوئے تکبیر بھول جائے تو بھی نماز ہوگئی

سوال:... اگر کوئی شخص نماز میں قیام سے رُکوع میں جاتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہنا بھول گیا یا اکثر بھولتا ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... نماز میں تکبیرِ تحریمہ فرض ہے،[3] اس کے علاوہ باقی تمام تکبیرات سنت ہیں،[4] اس لئے اگر رُکوع کو جاتے ہوئے تکبیر بھول گیا تو نماز ہوگئی، سجدۂ سہو بھی لازم نہیں۔[5]

رُکوع میں سجدے کی تسبیح پڑھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

سوال:... نماز پڑھتے ہوئے کوئی غلطی ہوجائے، مثلاً: رُکوع میں ''سبحان ربی العظیم'' کی جگہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' یا سجدے

---

(۱) ویکرہ أن یعبث بثوبہ أو بشیء من جسدہ۔ (حلبی کبیر ص:۳۴۹، طبع سہیل اکیڈمی لاہور)۔

(۲) وکرہ .... عبثہ بہ أی بثوبہ وبجسدہ للنھی إلّا لحاجۃ (قولہ وعبثہ) ھو فعل لغرض غیر صحیح .... (قولہ للنھی) وھو ما أخرجہ القضاعی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم إن اللہ کرہ لکم ثلاثًا، العبث فی الصلاۃ .... وھی کراھۃ تحریم ...إلخ۔ (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۶۴۰، مطلب فی الکراھۃ التحریمیۃ والتنزیھیۃ)۔

(۳) وھی أی الفرائض الست المتفق علیھا تکبیرۃ الإفتتاح ...إلخ۔ (حلبی کبیر ص:۲۵۶)۔ فرائض نفس الصلاۃ ستۃ: الأول: التحریمۃ قائمًا، لقولہ علیہ السلام: مفتاح الصلاۃ الطھور وتحریمھا التکبیر۔ (اللباب فی شرح الکتاب ج:۱ ص:۶۹، باب صفۃ الصلاۃ، طبع قدیمی کتب خانہ)۔

(۴) (وسننھا) .... وتکبیر الرکوع وکذا الرفع منہ بحیث یستوی قائمًا ...إلخ۔ (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۴۷۶)۔

(۵) ترک السنۃ لَا یوجب فسادًا ولَا سھوًا ...إلخ۔ (درمختار مع الشامی ج:۱ ص:۴۷۴، باب شروط الصلاۃ)۔

میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کی جگہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' یا کوئی لفظ نکل جائے تو کیا نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:...اگر سجدے میں ''سبحان ربی العظیم'' یا رُکوع میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہہ لیا تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آیا، نماز صحیح ہے۔[1]

نماز میں بہ مجبوری زمین پر ہاتھ ٹیک کر اُٹھنے میں کوئی حرج نہیں

سوال:...میری عمر اس وقت چالیس سال کے قریب ہے، جسم بھاری ہے، میں نماز میں اُٹھتے بیٹھتے وقت ہاتھ مٹھی کی شکل میں زمین پر جمالیتی ہوں، اس سے نماز میں تو کوئی خلل نہیں پڑتا؟

جواب:...آپ کا ہاتھوں کو زمین پر جما کر اُٹھنا چونکہ مجبوری کی وجہ سے ہے، اس لئے کوئی حرج نہیں، بغیر ضرورت کے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔[2]

کیا نماز میں دائیں پاؤں کا انگوٹھا دبا کر رکھنا ضروری ہے؟

سوال:...کیا نماز پڑھتے وقت دائیں پاؤں کا انگوٹھا اتنی مضبوطی سے دبا کر رکھنا چاہئے کہ اگر پانی پاؤں کے پاس سے گزرے تو انگوٹھے کی جگہ سوکھی رہے؟

جواب:...یہ کوئی مسئلہ نہیں۔

سجدے میں قدم زمین پر لگانا

سوال:...میں نے نماز کی حالت میں سجدے میں لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنا سیدھا پاؤں زمین سے اُٹھا لیتے ہیں، اور میں نے مسجد کے امام صاحب سے یہ مسئلہ معلوم کیا، تو وہ کہنے لگے کہ نماز پڑھنے کی حالت میں سجدہ کرتے وقت پاؤں کو پوری طرح اُٹھانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، میں نے لوگوں کی نماز فاسد ہونے سے بچانے کے لئے آپ سے یہ مسئلہ پوچھا ہے؟

جواب:...سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں کی اُنگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرنا سنت ہے،[3] دونوں پاؤں زمین سے لگانا

---

(۱) السُّنَّة فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم، إلّا إن کان لَا یحسن الظاء فیبدل به الکریم لئلا یجری علٰی لسانه العزیم فتفسد به الصلٰوة. (شامی ج:۱ ص:۴۹۴، باب شروط الصلاة، طبع ایچ ایم سعید کراچی).

(۲) فإذا فرغ من السجدة الثانیة ینهض قائمًا علٰی صدر قدمیه ولَا یقعد ولَا یعتمد بیدیه علی الأرض عند النهوض إلّا من عذر ...إلخ. (حلبی کبیر ص:۳۲۳، طبع سہیل اکیڈمی لاہور).

(۳) (قوله ووجه أصابع رجلیه نحو القبلة) لحدیث أبی حمید فی صحیح البخاری أنه علیه الصلاة والسلام کان إذا سجد وضع یدیه .... واستقبل بأطراف أصابع رجلیه القبلة، ونص صاحب الهدایة فی التجنیس علٰی أنه إن لم یوجه الأصابع نحوها فإنه مکروہ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۳۹، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، أیضًا: منحة الخالق علٰی هامش البحر الرائق ج:۱ ص:۳۳۶ طبع دار المعرفة، بیروت).

واجب ہے،[1] اور بلا عذر ایک پاؤں کا اُٹھائے رکھنا مکروہِ تحریمی ہے، اور دونوں میں سے ایک پاؤں کا کچھ حصہ زمین سے لگانا فرض ہے، خواہ ایک ہی اُنگلی لگائی جائے، فرض ادا ہوجائے گا۔[2] اور اگر دونوں پاؤں زمین سے اُٹھائے اور تین بار "سبحان اللہ" کہنے کی مقدار اُٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہوجائے گی، اُنگلی زمین سے لگنے کی شرط یہ ہے کہ فقط ناخن زمین سے نہ چھوئے، بلکہ اُنگلی کے سرے کا گوشت بھی زمین سے چھوجائے، یعنی اُنگلی زمین پر مڑ جائے۔

نماز میں ڈکار لینا مکروہ ہے

سوال:... بعض حضرات نماز میں موٹی موٹی ڈکاریں لیتے ہیں، جس سے آس پاس والوں کو بڑی کراہیت ہوتی ہے، دورانِ نماز ڈکار لینا شرعاً کیسا فعل ہے؟

جواب:... نماز میں ڈکار لینا مکروہ ہے، اس کو روکنے کی کوشش کی جائے، اور جہاں تک ممکن ہو آواز پست رکھی جائے۔[3]

نماز میں جمائیاں لینا

سوال:... نماز کی حالت میں بہت زیادہ جمائی آتی ہے، کیا نماز کی حالت میں جمائی لینے سے گناہ تو نہیں ہوتا؟

جواب:... جہاں تک ہوسکے منہ بند رکھنے کی کوشش کرے، نماز میں جمائیاں لینا مکروہ ہے۔[4]

---

(۱) وقال: فی الحلیة: والأوجه علٰی منوال ما سبق هو الوجوب لما سبق من الحدیث، أی علٰی منوال ما حققه شیخه من الإستدلال علٰی وجوب وضع الیدین والرکبتین، وتقدم أنه أعدل الأقوال، فکذا هنا یکون وضع القدمین کذالک، واختاره أیضًا فی البحر والشرنبلالیة. (رد المحتار علی الدر المختار ج:۱ ص:۴۹۹، باب صفة الصلاة، مطلب فی إطالة الرکوع للجائی، أیضًا: البحر ج:۱ ص:۳۳۶، باب صفة الصلاة، طبع دار المعرفة، بیروت).

(۲) إذا رفع قدمیه فی السجود فإنه لَا یصح لأن السجود مع رفعهما بالتلاعب أشبه منه بالتعظیم والإجلال ویکفیه وضع إصبع واحدة فلو لم یضع الأصابع أصلًا ووضع ظهر القدم فإنه لَا یجوز، لأن وضع القدم بوضع الأصبع، وإذا وضع قدمًا ورفع آخر جاز مع الکراهة من غیر عذر کما أفاده قاضی خان ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۳۶ کتاب الصلاة، طبع بیروت). أیضًا: ولو سجد ولم یضع قدمیه علی الأرض لَا یجوز، ولو وضع احداهما جاز مع الکراهة ان کان بغیر عذر ..... ووضع القدم بوضع أصابعه وإن وضع اصبعا واحدا ...إلخ. (فتاویٰ عالمگیریة ج:۱ ص:۷۰، وأیضًا حلبی کبیر ص:۲۸۵). وفی الدر المختار (ومنها السجود) بجبهته وقدمیه، ووضع اصبع واحدة منهما شرط وفی الشامیة وأفاد أنه لو لم یضع شیئًا من القدمین لم یصح السجود ...إلخ. (شامی ج:۱ ص:۴۴۷، بحث الرکوع والسجود).

(۳) ویکره السعال والتنحنح قصدًا وإن کان مدفوعا إلیه لَا یکره کذا فی الزاهدی. (هندیة ج:۱ ص:۱۰۷). أیضًا ومن الأدب دفع السعال ما استطاع تحرزًا عن المفسد فإنه إذا کان بغیر عذر یفسد، وکذا الجشاء. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۱۵۱، فصل من آدابها ای الصلاة، طبع میر محمد کتب خانه).

(۴) وآدابها .... کظم فمه عند التثاؤب. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۳) ومن الأدب کظم فمه عند التثاؤب فإن لم یقدر غطاه بیده أو کمه لقوله صلی الله علیه وسلم التثاؤب فی الصلاة من الشیطان فإذا تثاؤب احدکم فلیکظم ما استطاع. (کظم فمه عند التثاؤب) أی إمساکه وسده ولو یأخذ شفتیه بسنه ...إلخ. (حاشیة طحطاوی مع المراقی ص:۱۵۱، فصل من آدابها، طبع میر محمد کتب خانه).

نماز میں میٹھی چیز حلق میں جانے سے نماز ٹوٹ گئی

سوال:... اگر وضو کے بعد کوئی میٹھی چیز کھالی، پھر نماز پڑھنے لگے، نماز کے دوران منہ میں بھی مٹھاس محسوس ہوتی ہو اور اس کی مٹھاس کا مزا کچھ باقی ہو، اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہو، تو کیا نماز صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر صرف ذائقہ ہی باقی ہے تو نماز ہوجائے گی، اور اگر وہ میٹھی چیز منہ میں باقی ہو اور تحلیل ہوکر حلق میں چلی گئی ہو تو نماز فاسد ہوجائے گی۔[1]

کیا نماز میں منصوبے بنانا جائز ہے؟

سوال:... ایک صاحب نے بتلایا کہ نماز میں دُنیاوی باتوں کے بارے میں سوچنا اور کسی کام کے بارے میں منصوبے بنانا جائز اور دُرست ہے، اور مثال دی کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ وغیرہ نماز میں جنگ کے منصوبے بنایا کرتے تھے۔ اب میرے دِل میں یہ بات کھٹک رہی ہے کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ نماز میں کوئی دُنیاوی خیال آجائے تو نماز نہیں ہوتی۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:... ان صاحب کی یہ بات بالکل غلط ہے، نماز توجہ الی اللہ کے لئے ہوتی ہے، اور دُنیاوی باتیں از خود سوچنا اور ان کے منصوبے بنانا توجہ الی اللہ کے منافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو منقول ہے کہ: ''میں نماز میں لشکر تیار کرتا ہوں'' اس پر دُنیاوی باتوں کو قیاس کرنا غلط ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد تھے، اور نماز میں حضوری کے وقت ان کو من جانب اللہ جہاد کے لئے تدابیر القاء کی جاتی تھیں، یہ ان کی اپنی سوچ نہیں ہوتی تھی، بلکہ القائے ربانی ہوتا تھا، اور بلاشبہ ان کی مثال ایسی ہے کہ بوقتِ حضوری وزیرِ اعظم کو بادشاہ کی جانب سے ہدایات دی جاتی ہیں۔ حضرت عمرؓ چونکہ منشائے الٰہی کی تعمیل فرماتے تھے، اس لئے ان کو من جانب اللہ اس کی ہدایات القاء کی جاتی تھیں۔ اور نماز میں خیالات کا آنا بُرا نہیں، جبکہ یہ نماز کی طرف پوری طرح متوجہ رہے، البتہ خیالات لانا بُرا ہے، اس لئے سوال کا یہ فقرہ صحیح نہیں کہ ''نماز میں کوئی دُنیاوی خیال آجائے تو نماز نہیں ہوتی۔''[2]

نماز کے دوران ''لاحول'' پڑھنا

سوال:... نماز کے دوران شیطان کو دُور کرنے کے لئے لاحول پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... نماز میں جو اذکار مقرّر ہیں، ان ہی کو پڑھنا چاہئے، ''لاحول'' کے بجائے نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کی طرف توجہ رکھی جائے، شیطان خود ہی دفع ہوجائے گا۔

---

(۱) ولو أكل شيئًا من الحلاوة ابتلع عينها فدخل في الصلاة فوجد حلاوتها في فيه فابتلعها لَا تفسد صلاته، ولو ادخل الفانيذ أو السكر في فيه ولم يمضغه لكن يصلي والحلاوة تصل إلى جوفه تفسد صلاته كذا في الخلاصة. (الهندية ج:١ ص:١٠٢، كتاب الصلاة، الباب السابع، أيضًا ج:١ ص:١٥١).

(٢) (قوله للنهي) وهو ما أخرجه القضاعي عنه صلى الله عليه وسلم إن الله كره لكم ثلاثًا: العبث في الصلاة ...إلخ. (شامي ج:١ ص:٦٤٠، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية، طبع ايج ايم سعيد).

دورانِ نماز وساوس کو دُور کرنے کے لئے لاحول ولاقوۃ...الخ پڑھنا

سوال:... میں پانچوں وقت نماز پابندی سے پڑھتا ہوں، مجھے نماز میں کوئی شیطانی وسوسہ آتا ہے تو میں جماعت سے نماز پڑھتا ہوا "لاحول ولاقوۃ اِلَّا باللہ" پڑھتا ہوں، کیا نماز پڑھتے ہوئے لاحول پڑھنا جائز ہے؟

جواب:... پڑھنا تو جائز ہے،[1] مگر وساوس کا اصل علاج یہ ہے کہ ان کی طرف اِلتفات ہی نہ کیا جائے، نماز کی طرف توجہ پھیر لی جائے۔

نماز کے دوران آنکھیں بند نہ کی جائیں

سوال:... یہ بات تو میرے علم میں ہے کہ نماز کے دوران آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں، بلکہ مختلف ارکانِ نماز میں نظریں اپنی مخصوص جگہوں پر ہونی چاہئیں، لیکن میں صرف اپنی توجہ قائم رکھنے کے لئے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھتا ہوں، اگر آنکھیں بند نہ کروں تو نظر کے ساتھ ساتھ ذہن بھی بھٹکنے لگتا ہے، بعض اوقات میں دُعا بھی آنکھیں بند کر کے مانگتا ہوں، برائے مہربانی یہ وضاحت فرمائیں کہ میرا یہ عمل دُرست ہے یا مجھے ہر صورت میں آنکھیں کھول کر ہی نماز پڑھنی چاہئیں؟

جواب:... آنکھیں بند کرنے سے اگرچہ ذہن میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ نماز میں آنکھیں بند نہ کی جائیں۔[2]

خیالات سے بچنے کے لئے آنکھیں بند کرنا

سوال:... میرا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں جب نماز پڑھتی ہوں تو آنکھیں سجدے کی طرف تو ہوتی ہیں لیکن آس پاس کی چیزیں بھی نظر آتی ہیں، اور خیال بھی ان کی طرف چلا جاتا ہے، اس طرح سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، کیا اس صورت میں آنکھیں بند کی جاسکتی ہیں؟

جواب:... غیراختیاری طور پر اگر آس پاس کی چیزوں پر نظر پڑ جائے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوگا،[3] آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں، آنکھیں بند کرنے سے یکسوئی حاصل ہوجاتی ہے اور خیالات کے منتشر ہونے میں مدد ملتی ہے، اس کے باوجود آنکھیں کھول کر نماز پڑھنا افضل ہے، اور آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے جبکہ مستقل طور پر آنکھوں کو بند رکھا جائے، اور اگر کبھی کھول دے اور کبھی بند کرلے تو کراہت نہیں۔[4]

---

(۱) ولو وسوسه الشيطان فقال لَا حول ولَا قوّة إلّا بالله العلي العظيم إن كان ذلك في أمر الآخرة لَا تفسد ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۰۰، كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الأوّل، طبع رشيديه).

(۲) وفي الدرر وتغميض عينيه للنهي إلّا لكمال الخشوع. وفي الرد (قوله للنهي) أي في حديث إذا قام احدكم في الصلاة فلا يغمض عينيه .... في البدائع بأن السنة أن يرى ببصره إلى موضع سجوده .... (قوله إلّا لكمال الخشوع) بأن خاف فوت الخشوع بسبب رؤية ما يفرق الخاطر فلا يكره ...إلخ. (درمختار مع الشامي ج:۱ ص:۶۴۵).

(۳) واما النظر بمؤخر العين يمنة أو يسرة من غير تحويل الوجه فليس بمكروه ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۱۵).

(۴) حاشیہ نمبر۲ صفحہ ہذا۔

اگر دورانِ نماز دِل میں بُرے بُرے خیالات آئیں تو کیا نماز پڑھنا چھوڑ دیں؟

سوال:... محترم! میں جب بھی نماز پڑھنے مسجد میں جاتا ہوں تو نماز کے دوران طرح طرح کے دُنیاوی خیالات ذہن میں آتے ہیں، اور بعض اوقات تو ایسے گندے گندے خیالات ذہن میں آتے ہیں کہ پھر دِل یہ کہتا ہے کہ اب نماز نہیں پڑھوں گا، کیونکہ اس طرح تو ثواب کے بجائے اور گناہ ہوگا، لہٰذا آپ بتائیں کہ اگر نماز کے دوران بُرے خیالات آئیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب:... نماز میں ازخود خیالات کا لانا بُرا ہے، بغیر اختیار کے ان کا آجانا بُرا نہیں، بلکہ خیالات آئیں اور آپ نماز کی طرف متوجہ رہنے کی کوشش کریں اور دھیان نماز کی سورتوں اور دُعاؤں پر جمانے کی کوشش کریں تو آپ کو مجاہدے کا ثواب ملے گا، لہٰذا نماز میں خیالات آنے سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ورنہ شیطان خوش ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ شیطان نماز میں تو وسوسے ڈالتا رہتا ہے، اور نماز کے بعد کہتا ہے: ''تو نے کیا نماز پڑھی؟ ایسی نماز سے تو نہ پڑھنا بہتر ہے، ایسی نماز بھلا کیا قبول ہوگی؟'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب وہ ایسا وسوسہ ڈالے تو اس سے کہہ دیا کرو کہ: میرا معاملہ تیرے ساتھ نہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے!''[1]... جس مالک نے مجھے اپنے دربار میں سر جھکانے کی توفیق دی ہے، وہ اپنی رحمت سے دِل جھکانے کی توفیق بھی دے گا، اور اسے قبول بھی فرمائے گا، مردُود! تو خود تو ملعون اور رحمتِ خداوندی سے مایوس ہے، مجھے بھی رحمت سے مایوس کرکے اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے...۔

اس لئے آپ کا سوال کہ خیالات آنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہوگی، اور ان شاء اللہ بالکل صحیح ہوگی، خواہ لاکھ وسوسے آئیں، (مگر خیالات خود نہ لائے جائیں)۔[2]

نماز میں خیالات کا آنا

سوال:... خدا کے فضل و کرم سے پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں، لیکن نماز کے دوران غلط قسم کے خیالات آتے ہیں، کوشش

---

(۱) عن القاسم بن محمد أن رجلًا سأله فقال: إني اهم في صلاتي فيكثر ذالك عليّ، فقال له: امض في صلٰوتك فإنه لن يذهب ذالك عنك حتّى تنصرف وأنت تقول: ما أتممت صلٰوتي. رواه مالك. (مشكٰوة ص:١٩). وفي المرقاة: فقال له امض في صلٰوتك سواء كانت الوسوسة خارج الصلاة أو داخلها ولَا تلتفت إلٰى موانعها فإنه لن يذهب ذالك عنك .... حتّى تنصرف أي تفرغ من الصلاة وأنت تقول للشيطان: صدقت! ما أتممت صلٰوتي، لٰكن ما أقبل قولك ولَا أتمها ارغاما لك ونقضا لما أردته مني وهٰذا أصل عظيم لدفع الوسواس وقمع هواجس الشيطان في سائر الطاعات. (المرقاة ج:١ ص:١٢١، الفصل الثالث، باب في الوسوسة، طبع بمبئي انڈيا).

(۲) وعن القاسم بن محمد ان رجلًا سأله فقال إني أهم في صلواتي فيكثر ذٰلك علي، فقال له: إمض في صلواتك فإنه لن يذهب ذٰلك عنك حتى تنصرف وانت تقول ما اتممت صلوتي. رواه مالك. (مشكٰوة ص:١٩، باب الوسوسة). وفي مرقاة المفاتيح ج:١ ص:١٢١ (وأنت تقول) للشيطان صدقت (ما أتممت) لٰكن ما أقبل قولك ولَا أتمها ارغامًا لك ونقضا لما أردته مني وهٰذا أصل عظيم لدفع الوساوس وقمع هواجس الشيطان في سائر الطاعات والحاصل: ان الخلاص من الشيطان إنما هو بعون الرحمٰن والإعتصام بظواهر الشريعة وعدم الإلتفات إلى الخطرات والوساوس الذميمة ولَا حول ولَا قوّة إلّا بالله العلي العظيم. (مرقاة شرح مشكٰوة ج:١ ص:١٢١، طبع بمبئي).

کے باوجود ان خیالات سے چھٹکارا نہیں پاتا، اُمید ہے آپ مجھے ایسی رائے دیں گے کہ جسے اپنا کر اطمینان سے نماز پڑھ سکوں۔ یاد رہے کہ میں جمعہ کی نماز کے علاوہ سب نمازیں اکیلے پڑھتا ہوں، کیونکہ میں سعودی عرب کے صحرا میں رہتا ہوں اور جو افراد میرے ساتھ ہیں وہ وقت پر نماز نہیں پڑھتے، اور میں مقررہ وقت پر نماز پڑھتا ہوں، کیونکہ قرآن میں پڑھا ہے کہ: ''بے شک نماز مؤمنین پر وقتِ مقررہ پر فرض ہے۔''

جواب:... نماز اکیلے پڑھنے کے بجائے اَذان اور جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئے، اپنے دو چار ساتھیوں کو اس کے لئے آمادہ کرلینا کچھ بھی مشکل نہیں، تھوڑے سے اہتمام کی ضرورت ہے۔[1] نماز میں غیراختیاری طور پر جو خیالات آتے ہیں، ان کا کوئی حرج نہیں، خود نماز کی طرف متوجہ رہنا چاہئے، اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کی طرف دھیان رکھا جائے اور سوچ کر پڑھا جائے۔[2]

سوال:... میں طالبِ علم ہوں اور اللہ کے فضل سے پانچ وقت کی نماز بھی پڑھتی ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے آگے بڑی عاجزی اور انکساری اور گناہگاروں کی طرح حاضر ہوتی ہوں، لیکن پھر بھی نماز پڑھتے وقت دِل میں طرح طرح کے خیالات آتے رہتے ہیں، باوجود ترک کرنے کے ختم نہیں ہوتے، بلکہ بڑھ جاتے ہیں، اس کے لئے بہت پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ کوئی حل بتائیں۔

جواب:... نماز میں خیالات و وساوس کا آنا غیراختیاری ہے، اس پر مؤاخذہ نہیں، البتہ خیالات کا لانا اختیاری ہے، اس لئے اگر خیالات ازخود آئیں تو ان کی پروا نہ کی جائے،[3] نہ ان کی طرف التفات کی جائے، بلکہ نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کی طرف دھیان رکھا جائے، اور جو کچھ پڑھیں سوچ سوچ کر پڑھیں، اگر خیال بھٹک جائے تو پھر متوجہ ہوجائیں، اگر آپ نے اس تدبیر پر عمل کیا تو نہ صرف یہ کہ نماز کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، بلکہ آپ کو اس محنت و مجاہدے کا مزید ثواب ملے گا۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ نماز سے پہلے یہ دھیان کرلیا کریں کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہی ہوں۔

مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی، لیکن بآواز ہنسنے سے ٹوٹ جاتی ہے

سوال:... کیا نماز پڑھتے وقت مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی؟ میرا خیال ہے کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے، جبکہ میرے دوست کا کہنا

---

(۱) عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: صلٰوة الجماعة تفضل علٰی صلٰوة الرجل وحده بسبع وعشرین درجة۔ (سنن ترمذی ج:۱ ص:۵۲، أبواب الصلٰوة، باب ما جاء فی فضل الجماعة۔ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: صلٰوة الرجل فی جماعة تزید علٰی صلواته فی بیت وصلٰوته فی سوقه بضعًا وعشرین درجة۔ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۳۲، قدیمی، کتاب المساجد)۔ والجماعة سنة مؤکدة للرجال، وقیل واجبة وعلیه العامة فتسن أو تجب۔ ثمرته تظهر فی الإثم بترکها مرة........ علی الرجال العقلاء البالغین الأحرار القادرین علی الصلٰوة بالجماعة۔ (درمختار مع رد المحتار ج:۱ ص:۵۵۲، ۵۵۴، طبع سعید، ایضًا حلبی کبیر ص:۵۰۸، طبع سهیل اکیڈمی)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(۳) ایضاً گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ و ۲ ملاحظہ ہو۔

ہے کہ کھلکھلا کر ہنسنے سے نماز ٹوٹتی ہے، مسکرانے سے نہیں۔

جواب:... صرف مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی، بشرطیکہ ہنسنے کی آواز پیدا نہ ہو، اور اگر اتنی آواز پیدا ہوجائے کہ برابر کھڑے شخص کو سنائی دے تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔[1]

نماز میں قصداً پیر و مرشد کا تصور جائز نہیں

سوال:... ایک صاحب کا کہنا ہے کہ نماز پڑھتے وقت اپنے پیر و مرشد کا تصور کرنا چاہئے، تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... نماز میں پیر و مرشد کا قصداً تصور کرنا جائز نہیں، نماز میں صرف خدا تعالیٰ کا تصور کرنا چاہئے۔[2]

نماز اور تلاوتِ قرآن میں آنے والے وساوس پر توجہ نہ دیں

سوال:... میں جب بھی نماز کے لئے کھڑی ہوتی ہوں اور نیت باندھ لیتی ہوں، تو طرح طرح کے وسوسے اور خیالات آنے شروع ہوجاتے ہیں، یہی کیفیت قرآن شریف پڑھتے وقت بھی ہوتی ہے، کوئی حل بتائیں۔

جواب:... وہ خیالات آپ کے ذہن میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں، نماز اور قرآن ایک روشنی ہے، اس روشنی میں وہ نظر آنے لگتے ہیں، اور جب یہ لائٹ بجھ جاتی ہے، تو وہ خیالات بھی گم ہوجاتے ہیں۔ آپ نماز اور قراءت کی طرف متوجہ رہا کریں، ان خیالات کی کوئی پروا نہ کریں، آپ کو نماز کا پورا ثواب ملے گا، اگر توجہ بٹ جائے تو پھر جوڑ لیا کریں۔[3]

نماز پڑھتے وقت جو خیالات آئیں اُن کی طرف توجہ ہرگز نہ دیں

سوال:... میں صوم و صلوٰۃ کا پابند ہوں، مجھے اکثر طور پر ہر نماز میں وسوسہ بہت ہوتا ہے، جب بھی میں اکیلا نماز پڑھتا ہوں، تو مجھے بہت سے خیالات آتے ہیں، مجھے نماز میں سورۃ الحمد شریف کے بعد اپنے ارادے کے مطابق جو سورۃ پڑھنی ہوتی ہے، تو میں بھول کر دُوسری سورۃ پڑھنا شروع کردیتا ہوں، جب مجھے سورۃ پڑھتے وقت یاد آتا ہے تو میں اس سورۃ کو آدھا میں چھوڑ کر اور سورۃ پڑھنا شروع کرتا ہوں جو مجھے پہلے پڑھنے کا خیال ہوتا ہے۔

---

(۱) القهقهة في كل صلٰوة فيها ركوع وسجود تنتقض الصلاة والوضوء، والضحك يبطل الصلاة ولا يبطل الطهارة، والتبسم لا يبطل الصلاة ولا الطهارة ...إلخ. (الهندية ج:۱ ص:۱۲، وأيضًا حلبي كبير ص:۲۴۱، ۲۴۲).

(۲) فالأصل فيه (أي في الإستحباب) انه ينبغي للمصلي أن يخشع في صلاته (وبعد أسطر) ولا يتشاغل بشيء غير صلاته ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۱۵).

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله تجاوز لأمتي عما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتكلم به ...إلخ. (مسلم، باب بيان تجاوز الله عن حديث النفس ج:۱ ص:۷۸، طبع قديمي كتب خانه). عن القاسم بن محمد أن رجلًا سأله فقال إني أهم في صلٰوتي فيكثر ذٰلك عليّ، فقال له: امض في صلٰوتك فإنه لن يذهب ذٰلك عنك حتى تنصرف وأنت تقول ما أتممت صلٰوتي. رواه مالك. (مشكٰوة ج:۱ ص:۱۹، باب في الوسوسة). وفي المرقاة في شرح الحديث: (وأنت تقول) للشيطان صدقت (ما أتممت صلواتي) لٰكن ما أقبل قولك ولا أتمها ارغامًا لك ونقضًا لما أردته مني وهٰذا أصل عظيم لدفع الوساوس وقمع هواجس الشيطان في سائر الطاعات. (مرقاة المفاتيح شرح مشكٰوة المصابيح ج:۱ ص:۱۲۱، طبع بمبئي).

جواب:... فرض نماز تو جماعت کے ساتھ پڑھا کیجئے، اکیلے نماز پڑھنے میں جو خیالات آتے ہیں، ان کو آنے دیجئے، اور یوں سمجھ لیجئے کہ بندھا ہوا کتا بھونک رہا ہے، اسے بھونکنے دیجئے۔ جو سورۃ شروع کرلیں، اس کو مکمل کرلیا کیجئے، اس کو چھوڑ کر دُوسری سورۃ شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔ (۱)

نماز میں آنے والے وساوس کا علاج

سوال:... میں جب بھی نماز پڑھنا شروع کرتا ہوں تو ذہن میں بہت بُرے خیالات آتے ہیں، جیسے ان کی تصویر میرے بالکل سامنے ہو، بہت کوشش کرتا ہوں کہ یہ خیالات نہ آئیں، لیکن بہت مجبور ہوں، اور ساتھ ہی اگر کوئی شور شرابہ ہو تو نماز میں بھول جاتا ہوں، کیا میری نماز ہوجاتی ہے یا کہ نہیں؟ اور اس کا کوئی رُوحانی حل فرمائیں۔

جواب:... نماز شروع کرنے سے پہلے چند لمحے یہ تصوّر کرلیا کریں کہ میری بارگاہِ ربّ العزّت میں پیشی ہو رہی ہے۔ اگر جج کے سامنے کسی شخص کے قاتل ہونے یا نہ ہونے کی پیشی ہو رہی ہو، تو ظاہر بات ہے کہ اس کو خیالات نہیں آئیں گے، پس آپ یہ تصوّر کرکے کہ میں سب سے بڑے احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہو رہا ہوں اور میرے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے فیصلہ ہونے والا ہے۔ اس کی پابندی کریں گے تو اِن شاء اللہ آپ کو وساوس اور خیالات سے نجات مل جائے گی۔

غیر اِختیاری بُرے خیالات کی پروا نہ کریں

سوال:... میرے ذہن میں اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف کلمات آتے ہیں، میں اس سلسلے میں بہت پریشان ہوں، دن کے دُوسرے اوقات میں کم جبکہ نماز اور قرآن کی تلاوت کے دوران زیادہ آتے ہیں، میں بہت توبہ کرتی ہوں، اِستغفار پڑھتی ہوں، اکثر اس بُری عادت پر قابو پالیتی ہوں، مگر پھر سے بُرے خیالات آنے لگتے ہیں۔ آپ برائے مہربانی مجھے اس پریشانی سے چھٹکارا دِلانے کے لئے کوئی تدبیر کریں اور مجھے کوئی حل بتائیں، میں روز روز پتا نہیں کتنی گناہگار ہوتی ہوں۔

جواب:... غیر اِختیاری خیالات پر نہ گناہ ہے، نہ مؤاخذہ، نہ ایمان میں کوئی نقص۔ اس لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، نہ ان کے آنے سے پریشان ہوں، نہ ان کے ہٹانے کی فکر کریں، یوں سمجھیں کہ کتا بھونک رہا ہے، بھونکنے دیں، اِن شاء اللہ خود دفع ہوجائے گا۔ (۲)

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تجاوز لأمّتی عما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتکلم به ...إلخ. (مسلم، باب بیان تجاوز الله عن حدیث النفس ج:۱ ص:۷۸)، عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: صلٰوة الرجل فی جماعة تزید علی صلٰوته فی بیته وصلٰوة فی سوقه بضعًا وعشرین درجة. (مسلم ج:۱ ص:۱۳۴، طبع قدیمی کتب خانه).

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان الله تجاوز لأمّتی عما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتکلم به ...إلخ. (مسلم، باب بیان تجاوز الله عن حدیث النفس ج:۱ ص:۷۸). عن القاسم بن محمد أن رجلًا سأله فقال إنی أهم فی صلوٰتی فیکثر ذٰلک علیّ، فقال له: امض فی صلوٰتک فإنه لن یذهب ذٰلک عنک حتی تنصرف وأنت تقول ما أتممت صلوٰتی. رواه مالک. (مشکوٰة ج:۱ ص:۱۹، باب فی الوسوسة).

غیر اختیاری وساوس کا علاج

سوال:... مولانا صاحب! میں ایک وقت تک وساوس کا شکار رہتی ہوں، حالانکہ مجھے احساس ہے کہ یہ سب فضول خیالات ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ میں پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں، اس وجہ سے مجھے بھوک بھی نہیں لگتی، دِل بے چین رہتا ہے، وزن بھی کم ہوگیا، مجھے کوئی حل بتائیں، میں زندگی بھر آپ کو دُعا دیتی رہوں گی۔

جواب:... غیر اختیاری طور پر جو خیالات اور وساوس آتے ہیں، ان کی وجہ سے نہ ایمان میں خلل آتا ہے، نہ آدمی مردود ہوتا ہے۔ ان وساوس کا علاج یہ ہے کہ ان کی پروا نہ کی جائے، بلکہ جب بھی کوئی بُرا خیال آئے فوراً "لا إلٰہ إلَّا اللہ" پڑھ کر آدمی دُوسری طرف متوجہ ہوجائے۔

آپ بالکل مطمئن رہیں، اور صبح و شام تین مرتبہ قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کیا کریں۔[1]

بُرے خیالات پر مؤاخذہ نہیں ہوگا

سوال:... کبھی کبھی میرے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ نعوذ باللہ ہمارا مذہب اسلام صحیح ہے کہ نہیں؟ اور کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا خیال آتا ہے، تو کبھی اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی غلط خیال آتا ہے۔ ایک حدیث کچھ روز پہلے سنی ہے کہ جس کے دِل میں شک ہوگا، اُس کو قبر میں سوالات سخت ہوں گے۔ اور شاید اس کا حال مسلمان جیسا نہ ہو۔ میں اللہ کے فضل سے مذہبی دِماغ کا لڑکا ہوں، ان سوچوں سے کیا انسان مسلمان رہتا ہے؟ ان خیالات کی وجہ سے میں نے آپ کو خط لکھنے کی زحمت گوارا کی ہے کہ آپ میری یہ اُلجھن دُور کردیں۔

جواب:... اگر آدمی ان بُرے خیالات کو بُرا سمجھتا ہو، تو ان پر کوئی مؤاخذہ نہیں، کیونکہ یہ غیر اختیاری چیز ہے۔[2]

نماز کے دوران ذہن میں خیالات چھاجائیں تو کیا کیا جائے؟

سوال:... نماز پڑھتے وقت تو میں جسم کے کسی حصے کو اُوپر نیچے نہیں کرتا ہوں، اور نہ ہی اُوپر نیچے، اِدھر اُدھر دیکھتا ہوں، لیکن اندرون ذہن خیالات چھائے رہتے ہیں، جس کے جھٹکنے کی کوشش بھی کرتا ہوں، لیکن پھر بھی آجاتے ہیں۔

جواب:... اندرونی خیالات کی پروا نہ کریں، البتہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو چند سیکنڈ پہلے یہ تصوّر کرلیا کریں کہ میری پیشی اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہورہی ہے، اور میں یا تو معافی لے کر آؤں گا یا مجرم بن کر...!

(۱، ۲) عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله تجاوز لأمتی عما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتكلم به ... إلخ. (مسلم، باب بيان تجاوز الله عن حديث النفس ج:۱ ص:۷۸ طبع قديمى كتب خانه).

نماز میں وسوسوں سے بچنے کی تدبیر

سوال:... نماز پڑھتے وقت اِدھر اُدھر کے خیالات آتے ہیں، کیا میری نماز ہوجاتی ہے؟ کوئی ایسی صورت بتایئے کہ نماز صحیح پڑھ سکوں۔

جواب:... نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے، اس کو سوچ سمجھ کر توجہ سے پڑھا کیجئے۔

نماز میں دُنیوی خیالات آنے کا علاج

سوال:... نماز کی ادائیگی کے دوران اگر ذہن میں مختلف دُنیاوی خیالات آتے ہوں تو کیا نماز قبول ہوگی؟

جواب:... نماز شروع کرنے سے پہلے چند لمحے اس بات کا تصوّر کرلیا جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں، اور حق تعالیٰ شانہٗ مجھ سے باز پُرس فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد توجہ نماز کی طرف کرکے نماز پڑھی جائے، ان شاء اللہ نماز میں توجہ منتشر نہیں ہوگی۔ بہرحال آپ اس کی پروا کئے بغیر نماز کی طرف دھیان رکھ کر نماز پڑھتے رہیں۔[1]

نماز کی ادائیگی کے بعد وقت میں تردّد ہو تو کیا کریں؟

سوال:... میں نے دو مرتبہ مغرب کی نماز اَدا کی ہے، میں نے وقت کے مطابق وضو کرکے نماز (فرض) ادا کی، سلام پھیرنے کے بعد مجھے اَذان کی آواز سنائی دی، میں نے اَذان سننے کے بعد دوبارہ نماز مغرب (فرض+سنت) ادا کی، میری پہلی نماز بھی صحیح تھی (صرف فرض پڑھے تھے) اس کے بعد دُوسری نماز (مکمل) ادا کی، لہٰذا اس سلسلے میں مجھے کیا حکم ہے؟

جواب:... فرض نماز دو مرتبہ نہیں پڑھی جاتی،[2] غالباً آپ کو اَذان سننے کے بعد شک ہوا کہ آپ نے نماز وقت سے پہلے پڑھ لی، اس لئے آپ نے دوبارہ پڑھنا ضروری سمجھا، اگر آدمی کو تردّد ہوجائے کہ میں نے وقت کے اندر نماز پڑھی ہے یا وقت سے پہلے؟ تو اس کو دوبارہ پڑھ لینی چاہئے۔[3]

نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

سوال:... نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) ان تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك. الحديث. (مسلم، كتاب الإيمان ج:۱ ص:۲۷، طبع قديمي).
أيضًا: في المرقاة: وهٰذا من جوامع الكلم فإن العبد إذا قام بين يدي مولاه لم يترك شيئًا مما قدر عليه من إحسان العمل ولَا يلتفت إلى ما سواه .... ولذا قال فإن لم تكن تراه أي تعامله معاملة من تراه فإنه يراك أي فعامل معاملة من يراك أو فاحسن في عملك فإنه يراك. وفي رواية: فإن لم تره أي بأن غفلت عن تلك المشاهدة المحصلة لغاية الكمال فلا تغفل عما يجعل لك أصل الكمال .... وحاصل الكلام فإن لم تكن تراه مثل الرؤية المعنوية فلا تغفل فإنه يراك. (مرقاة شرح المشكوٰة ج:۱ ص:۵۳ الفصل الأوّل، كتاب الإيمان).
(۲) لأن الفرض لَا يتكرر. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۴۵۸، مطلب كل صلوٰة اديت مع كراهة التحريم).
(۳) وانما يجزيه أن ينوي فرض الوقت إذا كان يصلي في الوقت ...إلخ. (عالمگيري ج:۱ ص:۶۶، كتاب الصلاة).

جواب:... حنفی مذہب میں نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ قہقہہ لگانے والا بالغ ہو، بیدار ہو، اور نماز رکوع اور سجدہ والی ہو۔ پس اگر بچے نے یا نماز کے اندر سوئے ہوئے نے قہقہہ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹے گا، البتہ نماز فاسد ہوجائے گی۔ [۱] اسی طرح اگر نمازِ جنازہ میں قہقہہ لگایا تو نماز فاسد ہوجائے گی، مگر وضو نہیں ٹوٹے گا۔ [۲] اور نماز سے باہر قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، مگر قہقہہ لگانا مکروہ ہے کہ یہ غفلت کی علامت ہے۔ [۳]

نماز میں ہنسنا

سوال:... نماز میں ہنسنا اور اس طرح ہنسنا کہ صرف ناک سے آواز آئی، منہ سے آواز نہیں نکلی، تو کیا اس سے نماز ٹوٹ جائے گی؟

جواب:... اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ [۴]

نماز کے اندر رونا

سوال:... نماز کے دوران یا قرآن پاک پڑھتے ہوئے رونا آجائے تو کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ اور ایک وضو سے کتنی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں؟ یا وضو کتنی دیر تک قائم رہتا ہے؟

جواب:... اگر اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا آئے تو اس سے نہ نماز ٹوٹتی ہے، نہ وضو، اور اگر کسی دُنیوی حادثے سے نماز میں آواز سے رو پڑے تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی، وضو نہیں ٹوٹے گا۔ [۵] وضو کرنے کے بعد جب تک وضو توڑنے والی کوئی بات پیش نہ آئے (مثلاً: ریح خارج ہونا)، اس وقت تک وضو قائم رہتا ہے، [۶] اور ایک وضو سے جتنی نمازیں چاہے پڑھ سکتا ہے۔

---

(۱) القهقهة في كل صلاة فيها ركوع وسجود وتنقض الصلاة والوضوء عندنا .... ولا تنقض الطهارة خارج الصلاة .... والقهقهة من الصبي في حال الصلاة لا تنقض الوضوء كذا في المحيط ولو قهقه نائمًا في الصلاة فالصحيح انها لا تبطل الوضوء ولا الصلاة ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۲، كتاب الطهارة، الباب الثاني).

(۲) أو في صلاة الجنازة تبطل ما كان فيها ولا تنقض الطهارة ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۲، كتاب الطهارة، الباب الثاني، أيضًا در مع الرد ج:۱ ص:۱۴۴، أركان الوضوء أربعة).

(۳) وأما الإفراط فيه فإنه يورث كثرة الضحك تميت القلب وتورث الضغينة في بعض الأحوال وتسقط المهابة والوقار .... ولأن الضحك يدل على الغفلة عن الآخرة، قال صلى الله عليه وسلم: لو تعلمون ما أعلم، لبكيتم كثيرًا ولضحكتم قليلًا! (إحياء العلوم ج:۳ ص:۱۲۸، النهي عن المزاح).

(۴) والتبسم لا يبطل الصلاة ولا الطهارة. (عالمگیری ص:۱۲، الفصل الخامس في نواقض الوضوء).

(۵) (أو بكى) فيها (فارتفع بكاؤه) أي حصل منه صوت مسموع (إن كان من ذكر الجنّة أو النار) أو نحو ذلك ....لم يفسد صلاته .... (وإن كان من وجع أو مصيبة) .... تفسد صلاته ...إلخ. (حلبي كبير ص:۴۳۶).

(۶) (قوله وينقضه خروج نجس منه) أي وينقض الوضوء خروج نجس من المتوضئ ...إلخ. (البحر الرائق ج:۱ ص:۳۱، كتاب الطهارة).

نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر دُرود پڑھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

سوال:... اگر نماز میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آجائے، یعنی قراءت میں یا دُرود شریف وغیرہ میں تو کیا نماز کے دوران بھی "صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ دینا چاہئے؟ اس سے نماز تو نہیں ٹوٹتی؟

جواب:... نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر دُرود شریف نہیں پڑھا جاتا، لیکن اگر پڑھ لیا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔[1]

نماز کے دوران اگر چھینک آئے تو کیا "الحمدللہ" کہنا چاہئے؟

سوال:... کیا نماز کے دوران اگر چھینک آجائے تو "الحمدللہ" کہنا چاہئے، جیسا کہ عام حالت میں کہتے ہیں؟

جواب:... نماز میں نہیں کہنا چاہئے، لیکن اگر کہہ لیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔[2]

نماز میں رُومال سے نزلہ صاف کرنا

سوال:... مولانا صاحب! آپ سے نماز کے متعلق ایک مسئلہ معلوم کرنا تھا، میں نے ایک شخص کو نماز باجماعت پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ ہاتھ میں رکھے ہوئے رُومال سے نزلہ صاف کر رہے تھے۔ میں نے جب ان سے پوچھا کہ یہ کرنا دُرست ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ دُرست ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ فلاں مولانا صاحب نے اس کو عذر کہا ہے، جبکہ میں نے اپنی جامع مسجد کے امام صاحب سے یہ مسئلہ پوچھا تو وہ کہتے ہیں کہ قیام میں کوئی بھی چیز ہاتھ میں نہیں لینی چاہئے، اگر نزلہ گر رہا ہو تو آپ ہاتھ سے صاف کرسکتے ہیں۔ مولانا صاحب! آپ اس مسئلے میں میری مدد فرمائیں۔

جواب:... نزلے کی شدّت ہو تو کوئی حرج نہیں۔[3]

نماز کی حالت میں منہ میں آنے والی بلغم نگلنا

سوال:... نماز کی حالت میں منہ میں بلغم آجائے اور اس کو نگل لیا جائے تو نماز میں کوئی خلل تو واقع نہ ہوگا۔

جواب:... جی نہیں![4]

---

(۱) أو سمع اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال صلی اللہ علیہ وسلم .... وإن لم یرد به الجواب بل قصد ثناء وصلٰوة علٰی سبیل الإستیناف لَا تفسد صلوته ...إلخ. (حلبی کبیر ص:۴۴۴).

(۲) ولو عطس المصلی فقال: الحمد للہ لَا تفسد صلوته ...إلخ. (حلبی کبیر ص:۴۳۹، أیضًا هندیة ج:۱ ص:۹۸).

(۳) ویکره أن یرمی بزاقه إلّا أن یضطر فیأخذه بثوبه أو یلقیه تحت رجله الیسری إذا صلّی خارج المسجد. (مراقی الفلاح علٰی هامش الطحطاوی ص:۱۹۱، فصل فیما یفسد الصلاة).

(۴) ایضاً۔

نماز میں اُردو زبان میں دُعا کرنا کیسا ہے؟

سوال:... کیا ہم نماز پڑھتے وقت سجدے میں اپنی زبان میں یعنی اُردو میں اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کر سکتے ہیں؟

جواب:... نہیں! ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی۔[1]

آخری قعدہ چھوڑنے والے کی نماز باطل ہوگئی

سوال:... اگر اِمام صاحب چار فرض والی رکعت میں دُوسری رکعت میں بیٹھنے کے بجائے تیسری رکعت میں بیٹھے، ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ مقتدی نے اللہ اکبر کہا تو وہ فوراً کھڑے ہوگئے، پھر وہ چوتھی رکعت میں نہیں بیٹھے، بلکہ وہ کھڑے ہوگئے، پانچویں رکعت میں بھی نہیں بیٹھے، بلکہ وہ چھٹی رکعت میں بیٹھے، تو انہوں نے التحیات پڑھنے کے بعد سجدۂ سہو کیا، اور پھر انہوں نے سارا پڑھ کر سلام پھیر کر نماز ختم کی۔ تو کیا نماز ہوگئی؟ اور اگر نماز ہوگئی تو کتنی رکعت ہوئیں؟ فرض کے علاوہ نفل بھی ہوگئی یا نہیں؟

جواب:... مقتدیوں کو چاہئے تھا کہ اِمام کو چوتھی رکعت پر بیٹھنے کا لقمہ دیتے، بہرحال جب اِمام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو فرض نماز باطل ہوگئی، اور یہ نفلی نماز ہوگئی، کیونکہ آخری قعدہ فرض ہے، اور فرض کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی، اِمام اور مقتدی دوبارہ نماز پڑھیں۔[2]

---

(۱) (قوله يفسد الصلاة التكلم) لحديث مسلم إن صلاتنا هذه لا يصلح فيها شيء من كلام الناس انما هو التسبيح والتكبير وقراءة القرآن ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها).

(۲) (الأولى رجل صلّى الظهر) ونحوها (خمسا) بأن قيد الخامسة بالسجدة (ولم يقعد على رأس الرابعة بطلت فرضيته وتحولت صلوته نفلًا ...إلخ. (حلبي كبير ص:۲۹۰، السادس القعدة الأخيرة).

نماز توڑنے کے عذرات

مالی نقصان پر نماز کو توڑنا جائز ہے

سوال:... ہمارے محلے کی مسجد کے پیش اِمام صاحب نے مغرب کی نماز شروع کی، ایک رکعت کے بعد انہوں نے سلام پھیر دیا، اس کے بعد وہ وضوخانہ میں گئے، اور اپنی گھڑی اُٹھا کر لائے، پھر انہوں نے دوبارہ تکبیر پڑھوائی اور نماز شروع کی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اِمام صاحب نے گھڑی کی خاطر نماز کو کیوں توڑا؟ اور تکبیر دوبارہ کیوں کہی گئی؟

جواب:... ایک درہم (قریباً ساڑھے تین ماشے چاندی) کے نقصان کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ دینے کی اجازت ہے،[۱] اقامت کو دیر ہوجائے تو اِقامت دوبارہ کہنی چاہئے،[۲] آپ کے اِمام صاحب نے دونوں مسئلوں میں شریعت کے مطابق عمل کیا، لوگوں کا اعتراض ناواقفی کی بنا پر ہے۔

ایک درہم مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑنا جائز ہے

سوال:... اگر نماز کے دوران جیب سے کچھ پیسے یا روپے گر جائیں اور کوئی دُوسرا شخص ان روپوں کو اُٹھا کر لے جا رہا ہو تو کیا نماز توڑ کر اس سے وہ روپے واپس لینے چاہئیں یا نماز پڑھتے رہنا چاہئے؟ یہ حرکت اگر کوئی شخص نفل، سنت یا فرض باجماعت میں کرے تو ہم کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... نماز کو توڑ کر اس کو پکڑ لینا صحیح ہے، نماز خواہ فرض ہو یا نفل اور جماعت کی ہو یا بغیر جماعت کے، نماز کے دوران اگر ایک درہم چاندی (۳۰۶۱۸، ۳ گرام) کی مالیت کے برابر چیز کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز کو توڑ دینا جائز ہے۔[۳]

نماز کے دوران گمشدہ چیز یاد آنے پر نماز توڑ دینا

سوال:... وضو کے دوران وضوخانے میں ہم اگر اپنی کوئی خاص چیز گھڑی یا چشمہ وغیرہ بھول جائیں اور وہ ہم کو نماز کے

---

(۱) رجل قام إلى الصلاة فسرق منه شيء قيمته درهم له أن يقطع الصلاة ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۰۹).

(۲) ولا ينبغي للمؤذن أن يتكلم في الأذان أو في الإقامة أو يمشي فإن تكلم بكلام يسير لا يلزمه الإستقبال. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۵، الفصل الأوّل في صفته وأحوال المؤذن).

(۳) رجل قام إلى الصلاة فسرق منه شيء قيمته درهم له أن يقطع الصلاة ويطلب السارق سواء كانت فريضة أو تطوعًا لأن الدرهم مال ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۰۹، كتاب الصلاة، الباب السابع، ومما يتصل بذالك مسائل).

دوران یاد آئے تو ہم اس صورت میں کیا کریں؟

جواب:... نماز توڑ کر اس کو اُٹھالائیں۔[۱]

کسی شخص کی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا

سوال:... اگر ایک آدمی بیمار ہے اور بیماری کی حالت میں بے ہوش ہے، اس کے پاس عورتیں کافی ہیں، مرد صرف ایک ہے، اس نے بھی فرض نماز کی نیت کرلی ہے، نمازی نے صرف ایک رکعت پڑھی ہے کہ اتنے میں عورتوں نے شور مچادیا کہ بیمار فوت ہو رہا ہے تو نمازی نماز توڑ سکتا ہے؟

جواب:... اگر اس کی جان بچانے کی کوئی تدبیر کرسکتا ہے، تو نماز توڑ دے، اور اگر وہ مر چکا ہے تو نماز توڑنے کا کیا فائدہ؟[۲]

اگر کوئی بے ہوش ہوکر گر جائے تو اس کو اُٹھانے کے لئے نماز توڑ سکتے ہیں؟

سوال:... نماز جماعت کے ساتھ ہو رہی ہے، اور کوئی نمازی بوجہ کمزوری یا کسی اور وجہ سے گر کر بے ہوش ہوجائے تو کیا ساتھ کھڑے ہوئے آدمی کو نماز توڑ کر اسے اُٹھانا چاہئے یا نماز جاری رکھنی چاہئے؟ براہِ کرم یہ بتائیں کہ ہمیں اس وقت کیا کرنا ہے جبکہ آدمی نیچے تڑپ رہا ہو؟

جواب:... نماز توڑ کر اس کو اُٹھانا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ اس کو مدد نہ ملنے کی وجہ سے اس کی جان ضائع ہوجائے۔[۳]

نماز میں زہریلی چیز کو مارنا

سوال:... اگر نماز میں اچانک کہیں سے کوئی زہریلا کیڑا آجائے اور نمازی کی طرف بڑھے تو کیا نمازی نیت توڑ سکتا ہے؟

جواب:... اگر اس کو مارنے کے لئے عملِ کثیر کی ضرورت نہ ہو تو نماز کو توڑے بغیر اس کو ماردیں، اور اگر عملِ کثیر کی ضرورت ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کو مارنے کے لئے نماز کا توڑ دینا جائز ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر نماز توڑے بغیر اس کو مار سکتے ہوں تو ٹھیک، ورنہ اس کے لئے نماز توڑ سکتے ہیں۔[۴]

---

(۱) ان القطع (أی الصلاة) یکون حرامًا ومباحًا .... والمباح إذا خاف فوت مال ... إلخ۔ (شامی ج:۲ ص:۵۲)۔

(۲) والحاصل ان المصلی متی سمع أحدا یستغیث .... وکان له قدرة علٰی اغاثته وتخلیصه وجب علیه اغاثته وقطع الصلاة فرضًا کان أو غیره۔ (شامی ج:۲ ص:۵۱، باب إدراک الفریضة)۔

(۳) أن القطع (أی الصلاة) یکون .... واجبًا .... والواجب لِإحیاء نفس۔ (شامی ج:۲ ص:۵۲)۔

(۴) (لَا) یکره (قتل حیة أو عقرب) إن خاف الأذی ...... (مطلقًا) ولو بعمل کثیر علی الأظهر لٰکن صحح الحلبی الفساد وقال الشامی (قوله لٰکن صحح الحلبی الفساد) حیث قال تبعًا لِابن الهمام فالحق فیما یظهر هو الفساد، والأمر بالقتل لَا یستلزم صحة الصلاة مع وجوده کما فی صلاة الخوف، بل الأمر فی مثله لِإباحة مباشرته وإن کان مفسدًا للصلاة ... إلخ۔ (شامی مع درمختار ج:۱ ص:۶۵۱، مطلب الکلام علٰی اتخاذ المسجد)۔

نماز کے دوران بھڑ، شہد کی مکھی وغیرہ کو مارنا

سوال:... اگر باجماعت نماز پڑھتے ہوئے پاؤں، سر یا کان پر کوئی بھڑ، شہد کی مکھی یا کوئی کیڑا کاٹ لے تو اسے یعنی جانور (بھڑ، کیڑا اور شہد کی مکھی) کو مارنے کی اجازت ہے؟

جواب:... اگر اس کے ایذا دینے کا خوف ہو اور عملِ کثیر کے بغیر مار سکے تو مار دے، اس سے نماز نہیں ٹوٹے گی، ورنہ نماز توڑ کر مار دے۔[1]

دروازے پر فقط دستک سن کر نماز توڑنا جائز نہیں

سوال:... ہم نماز پڑھ رہے ہیں، اس وقت کوئی ہم کو دُوسرے کمرے میں سے آواز دیتا ہے، جس کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہم نماز میں مشغول ہیں، یا کوئی دروازے پر دستک دے اور ہم نماز پڑھ رہے ہوں اور گھر میں ہمارے سوا کوئی اور نہ ہو، ایسے وقت آنے والا بھی جلدی میں ہو تو کیا ایسے میں نماز کی نیت توڑی جاسکتی ہے؟ اور اگر توڑی جاسکتی ہے تو نماز توڑنے کا طریقہ بتائیں؟

جواب:... یہ آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ وہ جلدی میں ہے؟ بہرحال کسی ایسی شدید ضرورت کے لئے جس کے نقصان کی تلافی نہ ہوسکے، نیت توڑ دینا جائز ہے،[2] اور محض دستک سن کر نماز توڑنا جائز نہیں۔

والدین کے پکارنے پر کب نماز توڑی جاسکتی ہے؟

سوال:... ایک صاحب نے مضمون بعنوان "والدین کا احترام" میں لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے (حدیث کا نام نہیں لکھا) کہ "رَبّ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور رَبّ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔"

پھر لکھتے ہیں کہ: روایت میں ہے (کس کی روایت ہے؟ کوئی حوالہ نہیں) کہ اگر والدین کسی تکلیف و پریشانی کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز بھی توڑ کر ان کو جواب دے اور اگر بلاضرورت پکاریں، ان کو یہ معلوم نہیں کہ تم نماز میں ہو تو بھی سنت و نفل نماز توڑ کر جواب دو، اگر یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ تم نماز میں ہو پکاریں تو ہر طرح کی نماز توڑ کر ان کو جواب دو۔

براہِ کرم آپ فرمائیں کہ کس حدیث میں یہ حکم ہے؟ یا کون سی مستند روایت ہے کہ والدین کے احترام میں نماز توڑ دینے کی ہدایت کی گئی ہے؟

جواب:... درمختار (باب ادراک الفریضۃ) میں لکھا ہے کہ: اگر فرض نماز میں ہو تو والدین کے بلانے پر نماز نہ توڑے، اِلَّا یہ کہ وہ کسی ناگہانی آفت میں مبتلا ہو کر اس کو مدد کے لئے پکاریں (اس صورت میں والدین کی خصوصیت نہیں، بلکہ کسی کی

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ دیکھیں۔

(۲) ایضاً۔

جان بچانے کے لئے نماز توڑنا ضروری ہے)، اور اگر نفل نماز میں ہو اور والدین کو اس کا علم ہو تو نہ توڑے، اور اگر ان کو علم نہ ہو تو نماز توڑ کر جواب دے۔[۱]

خلاصہ یہ کہ دو صورتوں میں نماز نہیں توڑے گا، اور ایک صورت میں توڑے گا۔ جہاں تک روایت کا تعلق ہے، حدیث میں جریج راہب کا قصہ آتا ہے کہ اس کو اس کی ماں نے پکارا، وہ نماز میں تھا، اس لئے جواب نہ دیا، بالآخر والدہ نے بددُعا دی، اور وہ بددُعا ان کو لگی، لمبا قصہ ہے، غالباً وہ نفل نماز میں تھے، اور ان کی والدہ کو اس کا علم نہیں تھا، اس لئے ان کو نماز توڑ کر جواب دینا چاہئے تھا۔[۲]

نماز کن حالات میں توڑی جاسکتی ہے؟

سوال:... نماز پڑھتے وقت کون سی مجبوری کے تحت نماز توڑی جاسکتی ہے؟ مثلاً: ریح خارج ہوجائے، خطرناک کیڑا قریب آنے لگے، گھر میں اکیلے پڑھ رہے ہوں اور کوئی دروازے پر آجائے، گھر میں اکیلے پڑھ رہے ہوں اور سویا ہوا بچہ اُٹھ کر رونے لگے، چولہے پر ہانڈی رکھ کر بھول گئے، جسم سے خون بہنے لگ جائے، کیا ایسے حالات میں نماز توڑنے سے گناہ ہوگا؟

جواب:... جو عذر آپ نے لکھے ہیں، ان میں نماز توڑنا صحیح ہے، کیونکہ ایسی تشویش کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہوگا، واللہ اعلم![۳]

---

(۱) ويجب القطع لنحو انجاء غريق أو حريق، ولو دعاه أحد أبويه في الفرض لا يجيبه إلّا أن يستغيث به، وفي النفل إن علم أنه في الصلاة فدعاه لا يجيبه وإلّا أجابه. والحاصل أن المصلي متى سمع أحدًا يستغيث وإن لم يقصده بالنداء، أو كان أجنبيًا وإن لم يعلم ما حل به أو علم وكان له قدرة على إعانته وتخليصه وجب عليه إغاثته وقطع الصلاة فرضًا كانت أو غيره .... فلا تجوز إجابته (الأم) بخلاف ما إذا لم يعلم أنه في الصلاة فإنه يجيبه، لما علم في قصة جريج الراهب، ودعاء أمه عليه. (شامي ج:۲ ص:۵۱، ۵۲).

(۲) عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لم يتكلم في المهد إلّا ثلاثة عيسٰى وكان في بني إسرائيل رجل يقال له جريج يصلي جاءته أمّه فدعته فقال أجيبها أو أصلي، فقالت: اللهم لا تمته حتّٰى تريه وجوه المومسات وكان جريج في صومعته فتعرضت له إمرأة فكلمته فأبى فأتت راعيا فأمكنته من نفسها فولدت غلامًا فقيل لها: ممن؟ فقالت: من جريج! فأتوه فكسروا صومعته وأنزلوه وسبوه فتوضأ وصلى ثم أتى الغلام فقال: من أبوك يا غلام؟ فقال: الراعي! قالوا: نبني صومعتك من ذهب، قال: لا، إلّا من طين. (بخاري ج:۱ ص:۴۸۹، باب قول الله عزّ وجلّ واذكر في الكتٰب مريم).

(۳) وكره ...... صلاته مع مدافعة الأخبثين أو احدهما أو لريح للنهي. وفي الشامية: قال في الخزائن: سواء كان بعد شروعه أو قبله فإن شغله قطعها إن لم يخف فوت الوقت وإن أتمها أثم. (شامي ج:۱ ص:۶۴۱، مطلب في الخشوع).

نماز میں وضو کا ٹوٹ جانا

دورانِ نماز ریاح روکنے والے کی نماز کا حکم

سوال:…دورانِ نماز ریاح خارج ہونے کا اندیشہ ہو تو کیا ایسے میں ہم ریاح روک سکتے ہیں؟ اور اگر ہم روک لیتے ہیں تو کیا نماز ہو جاتی ہے؟

جواب:…ایسا کرنا مکروہ ہے، نماز ہو جاتی ہے۔[1]

دورانِ نماز وضو ٹوٹ جانے پر بقیہ نماز کی ادائیگی

سوال:…دورانِ نماز اگر وضو ٹوٹ جائے تو بقیہ نماز کس طرح ادا کرنی چاہئے؟

جواب:…نماز کو وہیں چھوڑ کر چپ چاپ وضو کر آئے، کسی سے بات چیت نہ کرے، اور جہاں سے نماز چھوڑی تھی، واپس آکر وہیں سے دوبارہ شروع کرلے، مگر اس کے مسائل بڑے دقیق ہیں، عوام کے لئے مناسب یہی ہے کہ وضو کرنے کے بعد از سرِ نو نماز شروع کریں، اور اگر اِمام صاحب کا وضو ٹوٹ جائے تو صف میں سے کسی کو آگے کر دے اور خود وضو کر کے مقتدیوں کی صف میں شریک ہو جائے،[2] بے وضو نماز پڑھتے رہنا جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے اندیشہ کفر ہے۔[3]

مقتدی یا اِمام کا وضو ٹوٹ جائے تو جماعت سے کس طرح نکل کر نماز پوری کرے؟

سوال:…میں نے ایک مولانا سے پوچھا کہ مقتدی اگلی صف میں کھڑا ہے، جماعت بہت بڑی ہے، اس کا وضو ٹوٹ جاتا

---

(۱) ويكره أن يدخل في الصلٰوة وقد أخذه غائط أو بول لقوله عليه الصلٰوة والسلام: لَا صلٰوة بحضرة الطعام ولَا وهو يدافعه الأخبثان. متفق عليه. (كبيرى ص:۳۶۶). وأيضًا عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لَا يحل لرجل يؤمن بالله واليوم الآخر أن يصلّي وهو حَقِنٌ حتى يتخفف. (سنن أبي داؤد ج:۱ ص:۱۲، شامي ج:۱ ص:۶۴۱).

(۲) ومن سبقه الحدث في الصلٰوة انصرف فإن كان إمامًا إستخلف وتوضأ وبنٰى .... ولنا قوله عليه السلام: من قاء أو رعف أو أمذى في صلٰوته فلينصرف وليتوضأ وليبن على صلٰوته ما لم يتكلم. (هداية ج:۱ ص:۱۲۸، وكذا في البدائع ج:۱ ص:۲۲۰، فصل في بيان ما يفسد الصلاة).

(۳) ان الصلاة بغير الطهارة متعمدًا ليس بكفر ...... وقيل كفر كالصلاة إلى غير القبلة أو مع ثوب النجس عمدًا، لأنه كالمستخف والأصح انه لو صلّى إلى غير القبلة أو مع ثوب النجس لَا يكفر، لأن ذٰلك يجوز أداؤه بحال ولو صلّى بغير طهارة متعمدًا يكفر، لأن ذٰلك يحرم لكل حال فيكون مستخفًا. (مرقاة شرح المشكٰوة ج:۱ ص:۲۷۳، باب ما يوجب الوضوء، الفصل الأوّل، طبع بمبئي).

ہے، تو وہ کیا کرے؟ وہ کہتے ہیں کہ اگر پیچھے جانے کی جگہ نہ ہو تو وہیں بیٹھا رہے، بعد میں علیحدہ نماز پڑھے۔ لیکن دُوسرے مولانا سے پوچھا تو وہ کہتے ہیں کہ ہر ممکن کوشش کرکے وہ پیچھے باہر نکلے اور وضو کرکے دوبارہ شامل ہوجائے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ دونوں مسئلوں میں کون سا صحیح ہے؟ اور اگر اِمام صاحب کا وضو ٹوٹ جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... جس کا وضو ٹوٹ جائے وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر صف سے باہر نکل جائے اور وضو کرکے دوبارہ جماعت میں شامل ہوجائے، اگر اِمام ہو تو پیچھے کسی مقتدی کو آگے بڑھا کر اِمام بنادے اور خود وضو کرکے جماعت میں شریک ہوجائے۔ صف سے نکلنے کی گنجائش نہ ہو تو صف کے آگے سے گزر کر ایک طرف کو نکل جائے، جس کا وضو ٹوٹ گیا ہو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وضو کے بعد نماز شروع سے ادا کرے اور اگر کسی طرح نکلنا ممکن ہی نہ ہو تو نماز توڑ کر نماز سے خارج ہوجائے (یعنی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے)۔[1]

دو رکعات کے بعد وضو ٹوٹ جانے کے بعد کتنی رکعتیں دوبارہ پڑھے؟

سوال:... فرض، سنت اور نفل چار رکعت کی نیت کی، دو رکعت کے بعد وضو ٹوٹ گیا، تو وہ چار رکعت پڑھے یا دو رکعت پڑھے؟ کیونکہ وہ دو رکعت پڑھ چکی ہے، اور کسی سے بات بھی نہیں کی، فوراً وضو کرلیا۔

جواب:... فرض، وتر اور سنتِ مؤکدہ تو پوری دوبارہ پڑھے، نفل اور غیرمؤکدہ سنتیں دو ہی پڑھ لینا جائز ہے۔[2]

نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ وضو نہیں تھا، تو دوبارہ پڑھے

سوال:... مسئلہ یوں ہے کہ میں نے عصر کی نماز سے قبل وضو کیا، بعد ازاں میرا وضو ٹوٹ گیا، لیکن مغرب کے وقت میرا پکا خیال تھا کہ میرا عصر کے وقت کا ابھی تک وضو ہے، اس طرح میں نے نمازِ مغرب ادا کرلی، لیکن کچھ آدھے گھنٹے کے بعد مجھے سو فیصد یاد آگیا کہ میں نے یہ نماز بے وضو پڑھی، کیونکہ وضو تو بعد از نمازِ عصر ٹوٹ گیا تھا، کیا میری نماز ہوگئی ہے یا نہیں؟

جواب:... جب آپ کو سو فیصد یقین ہوگیا کہ نماز بے وضو پڑھی ہے، تو بے وضو تو نماز نہیں ہوتی، اس لئے اس کا لوٹانا فرض ہے۔[3]

---

(۱) (وان سبقه الحدث توضأ وبنى) لقوله عليه السلام: من قاء أو رعف فى صلوته فلينصرف وليتوضأ وليبن على صلوته ما لم يتكلم فإن كان منفردًا إن شاء عاد إلى مكانه، وان شاء أتمها فى منزله والمقتدى والإمام يعودان إلّا أن يكون الإمام قد أتم الصلوٰة فيتخيران، والإستيناف أفضل لخروجه عن الخلاف .... وان كان إمامًا استخلف لقوله عليه الصلاة والسلام: أيما إمام سبقه الحدث فى الصلاة فلينصرف ولينظر رجلًا لم يسبق بشىء فليقدمه ليصلى بالناس. (الإختيار لتعليل المختار، أيضًا: هداية ج:۱ ص:۱۲۸، باب الحدث فى الصلاة، ج:۱ ص:۶۳ طبع دار المعرفة بيروت).

(۲) ومن ثمة صرحوا بأنه لو نوى أربعًا لَا يجب عليه بتحريمتها سوى الركعتين فى المشهد عن أصحابنا وأن القيام إلى الثالثة بمنزلة تحريمة مبتدأة، حتى ان فساد الشفع الثانى لَا يوجد فساد الشفع الأوّل. (شامى مع درمختار ج:۱ ص:۴۵۹).

(۳) عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم: لَا تقبل صلوٰة بغير طهور الحديث. (ترمذى ج:۱ ص:۲).

وضو ٹوٹنے والا شخص صف سے کس طرح نکلے؟

سوال:... اگر کسی مقتدی کا وضو ٹوٹ جائے تو اس کو صف سے کس طرح نکلنا چاہئے؟

الف:... وہ صف میں کھڑے ہوئے نمازیوں کے سامنے چلتا ہوا باہر نکل جائے؟

ب:... اپنی جگہ پر پچھلی صف والے شخص کو کھڑا کر کے باہر نکل جائے؟

جواب:... دونوں صورتیں صحیح ہیں، مگر دُوسری بہتر ہے۔[1]

بڑے اِجتماع کی نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو کیا کیا جائے؟

سوال:... مسئلہ ہے کہ وضو ٹوٹ جائے تو فوراً نماز توڑ دے اور صفوں کو چیرتا ہوا باہر نکل جائے۔ سوال یہ ہے کہ رائے ونڈ میں بہت بڑا اِجتماع ہوتا ہے، جس کی صفیں ساٹھ یا ستر سے بھی زیادہ ہوتی ہیں، اگر اُدھر کوئی پہلی صف میں کھڑا ہوا اور اس کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟ اور اتنے بڑے مجمع کو چیرنا بہت دُشوار ہے، کیا سیدھا نکل جائے نمازیوں کے سامنے سے یا وہیں بیٹھا رہے؟

جواب:... صف کے آگے سے گزرتا ہوا نکل جائے، کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر نماز توڑ کر وہیں بیٹھ جائے، جماعت ختم ہونے کے بعد چلا جائے، تو بھی ٹھیک ہے۔ وضو ٹوٹنے کے بعد نماز میں شریک نہ رہے۔[2]

نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو کس طرح صف سے نکلے؟

سوال:... جماعت میں کوئی شخص اگلی صف میں کھڑا ہو، اچانک وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرنا چاہئے جبکہ نکلنے کی کوئی جگہ بھی نہ ہو؟

جواب:... پچھلی صف سے کسی کو آگے کرتا جائے، یا صف کے آگے سے گزر کر دیوار کے ساتھ سے نکل جائے۔[3]

دورانِ نماز وضو ٹوٹنے والا بقیہ نماز کیسے پوری کرے؟

سوال:... مقتدی کا وضو ٹوٹ گیا، وہ وضو کرنے کے لئے چلا گیا، اس دوران اس نے کسی سے کلام نہ کیا، بعد میں آ کر وہ اپنی بقایا نماز اَدا کرے گا یا دوبارہ پوری نماز اَدا کرے گا؟

جواب:... بہتر تو یہ ہے کہ نئے سرے سے نماز شروع کرے، لیکن اگر چاہے تو اسی نماز کو پوری کرلے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اِمام نماز سے ابھی تک فارغ نہ ہوا تو نماز کا جتنا حصہ اس کی غیرحاضری میں ہوچکا ہے، پہلے اس کو اَدا کرکے اِمام کے ساتھ مل جائے، اور اگر اس کے آنے تک اِمام فارغ ہوچکا ہے، تو جتنی نماز رہتی ہے اس کو اس طرح ادا کرے گویا اِمام کے پیچھے ہے۔[4]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۲) ایضاً۔

(۳) ایضاً۔

(۴) ایضاً۔

معذور کے اَحکام

وضو اور تیمّم نہ کرسکے تو نماز اور تلاوت کیسے کرے؟

سوال:... میں نے آپ کے کالم میں پڑھا تھا کہ بغیر وضو کے قرآنِ پاک کو چھونا جائز نہیں، لیکن میں تو وضو کر ہی نہیں سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معذور کرکے چارپائی پر بٹھادیا ہے، مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں چارپائی سے نیچے اُتر سکوں، مجھے ماں ہی نہلاتی ہیں اور وہی پیشاب کرواتی ہیں، مجھے قرآنِ پاک کی تلاوت کا بہت شوق ہے، تو کیا میں بغیر وضو کے قرآن مجید کو چھوسکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ''اگر تم نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھو، اور اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے ہو تو لیٹ کر پڑھو'' مگر میں تو نہ تیمم کرسکتا ہوں نہ وضو، نماز کس طرح پڑھوں؟ اگر بغیر وضو کے نماز پڑھی جاسکتی ہے تو آپ مجھے بتائیں۔

جواب:... کوئی دُوسرا آدمی آپ کو وضو کرادیا کرے،[1] اور قرآنِ پاک کی تلاوت آپ بغیر وضو بھی کرسکتے ہیں، قرآن مجید کے اوراق کسی کپڑے وغیرہ کے ساتھ اُلٹ لیا کریں۔[2]

معذور کی نماز کس طرح ہوتی ہے؟

سوال:... جناب میں پیشاب کی بیماری میں مبتلا ہوں، پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا ہوں، اور قرآن مجید بھی بلاناغہ پڑھتا ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ میں جب بھی پیشاب کرکے اُٹھوں یا اِستنجا کرکے اُٹھوں پیشاب کے قطرے کپڑوں میں گر جاتے ہیں۔ دُوسری بات یہ ہے کہ میں گیس ٹربل کا مریض بھی ہوں اور منٹ منٹ بعد مجھے گیس بھی خارج ہوجاتی ہے، میں نے نماز کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نماز میں ریح کو روکنا نہیں چاہئے اور اِستنجا کرنے کے بعد بھی پیشاب گر جائے تو نماز کی کیا صورت ہوگی؟ یہ نماز معذور کی نماز ہوگی یا نہیں؟ بعض اوقات شیطان حملہ کرتا ہے کہ ایسی صورت میں نماز نہ پڑھا کروں، مگر میں نماز چھوڑنا نہیں چاہتا، ہر نماز میں تازہ وضو کرتا ہوں، جمعہ کو دو دفعہ وضو کرتا ہوں، میری اس پریشانی کو دُور کرکے مشکور فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

جواب:... نماز تو آپ نہ چھوڑیں، آپ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شرعاً معذور ہیں، ہر نماز کے وقت کے

---

(۱) (وعدم بغيره) إلّا لعذر، وأما استعانته عليه الصلٰوة والسلام بالمغيرة فلتعليم الجواز۔ (وفي الشامية) وظاهر ما في شرح المنية انه لَا كراهة أصلًا إذا كانت بطيب قلب ومحبة من المعين من غير تكليف من المتوضئ وعليه مشى في هدية ابن العماد۔ (در مع الشامي ج:۱ ص:۱۲۲، مطلب في مباحث الإستعانة في الوضوء بالغير)۔

(۲) المحدث إذا كان يقرأ القرآن بتقليب الأوراق بقلم أو سكين لَا بأس به كذا في الغرائب۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۱۷)۔ أيضًا: ولَا يجوز للمحدث والجنب مس المصحف إلّا بغلافه۔ (الإختيار ج:۱ ص:۱۳)۔

لئے ایک دفعہ وضو کرلینا کافی ہے، نماز کے لئے کپڑا الگ رکھا کریں، اگر وہ نماز کے دوران ناپاک ہوجائے تو بعد میں اتنا حصہ دھولیا کریں۔[1]

معذور کب شمار ہوگا؟

سوال:... میرا وضو نہیں رہتا، میں نے اخبار میں معذور کا مسئلہ پڑھا تھا، میں اس کی تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں، میرا وضو زیادہ تر ہوا کے خارج ہونے کی وجہ سے ٹوٹتا ہے، اور کبھی زیادہ وقت بھی برقرار رہتا ہے، میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ نماز اور قرآن کے لئے کیا کروں؟

جواب:... نماز سے پہلے جب وضو کرو تو اچھی طرح اطمینان کرلو تاکہ نماز وضو کے ساتھ پڑھ سکو، بہرحال تم معذور نہیں ہو۔[2]

معذور اگر فجر کی اَذان سے پہلے وضو کرلے تو کیا نماز پڑھ سکتا ہے؟

سوال:... اگر کوئی شخص معذور کے حکم میں ہو (یعنی) ہر نماز کے لئے اسے نیا وضو کرنا پڑتا ہو۔ اس صورت میں فجر کی نماز میں صبح صادق شروع ہونے کے بعد فجر کی اَذان سے پہلے اگر وضو کرلے تو نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب:... فجر کا وقت ہوجائے تو اس کا وضو کرنا صحیح ہے۔[3]

اگر پاؤں ٹخنے سے کٹا ہوا ہو تو مصنوعی پاؤں کو دھونا ضروری نہیں

سوال:... میں ایک پیر سے معذور ہوں، وہ ایک حادثے میں ضائع ہوگیا تھا، میں مصنوعی ٹانگ لگاکر دفتر جاتا ہوں، دفتر میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں پیر کو کھول کر وضو کروں اور کسی جگہ پر بیٹھ کر نماز ادا کرسکوں، ایسی صورت میں تیمم کرکے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرسکتا ہوں؟ اکثر شادی کی تقریبات یا کسی کی موت پر اگر جاؤں تو وہاں بھی یہی مشکل پیش ہوتی ہے کہ نماز کس طرح ادا کروں؟ اس لئے مجھے کوئی ایسا طریقہ بتائیں جس سے نماز ادا کرسکوں۔

جواب:... ٹخنے کے اُوپر سے اگر پاؤں کٹا ہوا ہے تو مصنوعی پاؤں کھولنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس پاؤں کا دھونا ساقط

---

(۱) (وصاحب عذر من به سلس) بول لَا يمكنه إمساكه (أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو إستحاضة) ...... (ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) بأن لَا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليًا عن الحدث (ولو حكما). (درمختار مع التنوير ج:۱ ص:۳۰۵).

(۲) وصاحب عذر ...... ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لَا يجد في جميع وقتها زمنًا يتوضأ ويصلي فيه خاليًا عن الحدث. (درمختار مع التنوير ج:۱ ص:۳۰۵).

(۳) (حكمه الوضوء لكل فرض) اللام للوقت كما في لدلوك الشمس قوله اللوم للوقت أي فالمعنى لوقت كل صلاة ...إلخ. (شامي ج:۱ ص:۳۰۶، مطلب في أحكام المعذور، طبع ايچ ايم سعيد).

ہو چکا ہے،[1] اگر آپ بیٹھ کر سجدہ کر سکتے ہیں تو کرسی پر بیٹھ کر اشارہ کافی نہیں، اور اگر رُکوع اور سجدہ دونوں اشارے سے ادا کرتے ہیں تو کرسی پر بیٹھ کر اشارہ کرنا بھی صحیح ہے۔[2]

بیماری کی وجہ سے وضو نہ ٹھہرنے پر ادائیگیٔ نماز

سوال:... آپ نے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں بیان کیا تھا کہ حالتِ مجبوری میں نماز قضا نہیں کرنی چاہئے، جبکہ حالتِ مجبوری میں وضو ہی نہیں ہوتا، مہربانی فرما کر اس کے بارے میں تفصیل سے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

جواب:... یہ آپ کو کسی نے غلط بتایا، شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی کا وضو بیماری کی وجہ سے نہ ٹھہرتا ہو تو وہ معذور کہلائے گا، اور نماز کے وقت اس کو ایک بار وضو کر لینا کافی ہے۔ اس کے بعد وقت کے اندر جتنی نمازیں چاہے پڑھتا رہے، اس خاص عذر کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اور جب نماز کا وقت نکل جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اب دوبارہ وضو کر لے۔ مثلاً: کسی معذور نے فجر کے وقت وضو کیا تو جب سورج نکل آیا تو اس کا وضو ختم ہو گیا، سورج نکلنے کے بعد جب وضو کرے تو ظہر کی نماز کا وقت ختم ہونے تک اس کا وضو رہے گا، اور جب ظہر کا وقت ختم ہوا تو اس کا وضو بھی جاتا رہا۔ الغرض ہر وقتِ نماز کے لئے ایک بار وضو کر لیا کرے، بس کافی ہے، اس دوران اس خاص عذر کی وجہ سے اس کے وضو میں فرق نہیں آئے گا، ہاں! کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو اور بات ہے۔[3]

پیشاب پاخانے کی حاجت کے باوجود نماز ادا کرنا مکروہ ہے

سوال:... میرا ایک مسئلہ یہ ہے کہ مجھے قبض رہتا ہے، جس کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتی، جب میں نماز پڑھنے کھڑی ہوتی ہوں تو حاجت پیش آتی ہے، تو میں دوبارہ وضو کر لیتی ہوں، لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نیت باندھنے کے بعد حاجت ہوتی ہے، پھر بھی میں نماز پوری پڑھ لیتی ہوں۔ میں پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ کیا اس حالت میں مجھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ اگر نہیں پڑھنی چاہئے تو یہ بتائیں کہ وضو کرنے کے بعد کچھ رکعت پڑھنے کے بعد اگر وضو ٹوٹ جاتا ہے تو کیا دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھی جائے یا وہیں سے جہاں سے ٹوٹی تھی؟

جواب:... پیشاب پاخانے کا تقاضا ہو تو نماز مکروہِ تحریمی ہے، اگر وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے دوبارہ نیت باندھنی چاہئے۔[4]

---

(۱) (والثالث غسل الرجلين) ويدخل الكعبان في الغسل عند علمائنا الثلاثة والكعب هو العظم الناتي .... ولو قطعت يده أو رجله فلم يبق من المرفق والكعب شيء سقط الغسل ولو بقي وجب كذا في البحر الرائق. (الفتاوى الهندية ج:١ ص:٥، كتاب الطهارة، الباب الأوّل).

(۲) إذا عجز المريض عن القيام صلّى قاعدًا يركع ويسجد .... فإن لم تستطع الركوع والسجود أو في ايماء يعني قاعدًا لأنه وسع مثله. (هداية ج:١ ص:١٦١، باب صلوٰة المريض).

(۳) (وصاحب عذر من به سلس) بول لَا يمكنه إمساكه .... (وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلّي) به (فيه فرضًا ونفلًا) فإذا خرج الوقت بطل أي ظهر حدثه السابق. (درمختار مع التنوير ج:١ ص:٣٠٥،٦).

(۴) (ويستحب لمدافعة الأخبثين) وفي الشامية: ان كان ذٰلك يشغله أي يشغل قلبه عن الصلاة وخشوعها فأتمها يأثم، لأدائها مع الكراهة التحريمية ...إلخ. (درمختار مع الشامي ج:١ ص:٦٥٤).

لیکوریا کے مرض والی عورت نماز کس طرح ادا کرے؟

سوال:... آج کل خواتین میں لیکوریا کی بیماری عام ہے، اور تقریباً سو میں سے اَسّی، پچاسی فیصد خواتین اسی بیماری میں مبتلا ہیں، آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں نماز انہی کپڑوں میں پڑھ لینی چاہئے، یا پھر کپڑے بدلنا ہوں گے؟ نجاست اگر کپڑے پر ہو اور اسے دھولیں تب انہی کپڑوں سے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ نماز پڑھتے وقت اگر نجاست خارج ہوجائے تو نماز لوٹانا ہوگی؟

جواب:... اس مرض میں خارج ہونے والا پانی ناپاک ہوتا ہے،[۱] جو کپڑا اس سے آلودہ ہوجائے اس میں نماز نہ پڑھی جائے، البتہ کپڑے کے ناپاک حصے کو دھوکر پاک کرلیا جائے تو اس میں نماز دُرست ہے۔

جہاں تک نماز لوٹانے کا تعلق ہے، اس کے لئے معذور کا مسئلہ سمجھ لینا چاہئے۔ جس شخص کا کسی مرض کی وجہ سے وضو نہ ٹھہرتا ہو، وہ معذور کہلاتا ہے۔ ایک شرط معذور بننے کے لئے ہے، اور ایک معذور رہنے کے لئے۔ معذور بننے کے لئے شرط یہ ہے کہ نماز کے پورے وقت میں اس کو اتنی مہلت نہ ملے کہ وہ طہارت کے ساتھ نماز پڑھ سکے،[۲] ایسے شخص کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کرلیا کرے، جب تک وہ وقت باقی ہے، اس خاص عذر کی وجہ سے اس کا وضو ساقط نہیں ہوگا، جب وقت نکل جائے تو دوبارہ وضو کرلے۔ جب کوئی شخص ایک بار معذور بن جائے تو اس کے معذور رہنے کی حد یہ ہے کہ وقت کے اندر اس کو کم از کم ایک بار یہ عذر پیش آئے، اگر پورا وقت گزر گیا اور اس کو یہ عذر پیش نہیں آیا، تو یہ معذور نہیں ہے۔

پس جن خواتین کو ایام سے پاک ہونے کے بعد لیکوریا کی اتنی شدّت ہو کہ وہ پورے وقت کے اندر طہارت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتیں، ان پر معذور کا حکم جاری ہوگا، اور ان کو ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کرلینا کافی ہوگا، لیکن اگر اتنی شدّت نہ ہو تو وہ معذور نہیں، اگر وضو کے بعد نماز سے پہلے یا نماز کے اندر پانی خارج ہوجائے تو ان کو دوبارہ وضو کرکے نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔[۳]

قطرہ قطرہ پیشاب آنے پر ادائیگیٔ نماز

سوال:... زید کو تکلیف ہے کہ پیشاب قطرہ قطرہ ہوکر آتا رہتا ہے، کپڑے پاک نہیں رہ سکتے، تو وہ نماز پڑھنے کے لئے کیا کرے؟

جواب:... ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرلیا کرے اور نماز کے لئے صاف چادر ساتھ رکھا کرے، نماز سے فارغ ہوکر

---

(۱) ومن وراء باطن الفرج فانه نجس قطعًا ككل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولد أو قبيله اهـ. (شامی ج:۱ ص:۳۱۳، باب الأنجاس، طبع ایچ ایم سعید).

(۲) وصاحب عذر .... إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لَا يجد في جميع وقتها زمنًا يتوضا ويصلي فيه خاليًا عن الحدث .... وهذا شرط في العذر في حق الإبتداء وفي حق البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت ولو مرة وفي حق الزوال يشترط إستيعاب الإنقطاع تمام الوقت. (الدر المختار ج:۱ ص:۳۰۵).

(۳) ومن به سلس البول أى عدم إستمساكه والمستحاضة .... وكذا من به الرعاف الدائم وانفلات الريح أو إستطلاق البطن يتوضئون لوقت كل صلاة فيصلون بذالك الوضوء في الوقت ما شاؤا من الفرائض والنوافل .... فإذا خرج الوقت بطل وضوءهم .... وكان عليهم إستيناف الوضوء لصلاة أُخرىٰ ... إلخ. (حلبی کبیر ص:۱۳۳).

اس کو اُتار دیا جائے، لیکن اگر کبھی چادر نہ ہو تو پاجامہ کا اتنا حصہ جس کے بارے میں اندیشہ ہو کہ وہ ناپاک ہوگیا ہوگا، وقتاً فوقتاً دھولیا کرے، بہرحال جس طرح بھی بن پڑے وہ نماز ضرور پڑھے۔[1]

ریح کی معذوری کے ساتھ جماعت میں شرکت

سوال:... تخلیق کے اعتبار سے انسانی زندگی میں پاخانہ پیشاب اور ریح وغیرہ کا بننا اور خارج ہونا فطری تقاضا ہے، ان کے اخراج کو روکنا طب کے اعتبار سے انتہائی مضر ہے، حتیٰ کہ اگر ریح کے روکنے سے اس کا رُخ دِل کی طرف ہوجائے تو حرکتِ قلب بند ہوجانے سے موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کے روکنے سے نماز میں خلل بھی پیدا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بھی جب رُجوعِ قلب نہ ہو تو نماز باطل ہوسکتی ہے، لہٰذا جب خدا خود ارشاد فرماتا ہے کہ دین میں جبر نہیں، تو پھر ہم کس طور پر اخراج کو روکنے سے اپنے آپ کو فطری تقاضوں پر ظلم کرکے مہلک امراض میں مبتلا ہونے کی دعوت دیتے ہیں، ان چیزوں کی تکمیل میں بھی تو مشیت کا ہاتھ ہے۔ علاوہ ازیں جس شخص کو ریح کے اخراج کا شدید عارضہ لاحق ہو تو پھر کب تک وضو کرتا رہے گا؟ نماز توڑتا رہے گا؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ بحالتِ مجبوری معاف بھی کرسکتا ہے، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ ایسے شخص کو احتیاط سے کام لے کر آخری صف میں نماز ادا کرنا انتہائی مستحسن معلوم ہوتا ہے تاکہ دُوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ پیدا ہو۔

جواب:... ایسا شخص جس کا وضو نہ ٹھہرتا ہو، معذور کہلاتا ہے، معذور بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس پر نماز کا پورا وقت اس حال میں گزر جائے کہ وہ پورے وقت میں فرض رکعتیں بھی بغیر عذر کے نہ پڑھ سکے، اور جب ایک دفعہ معذور بن گیا تو معذور رہنے کے لئے یہ شرط ہے کہ پورے وقت میں اس کو کم سے کم ایک بار یہ عذر ضرور پیش آئے، اگر پورا وقت گزر گیا اور اس کو یہ عذر پیش نہیں آیا (مثلاً: ریح صادر نہیں ہوئی) تو یہ شخص معذور نہیں رہا۔ معذور کا حکم یہ ہے کہ اس کے لئے ہر نماز کے وقت کے لئے ایک بار وضو کرلینا کافی ہے، اس عذر کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اور جب وقت نکل جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اب دُوسرے وقت کے لئے دُوسرا وضو کرے۔[2]

ذہنی معذور نماز کس طرح اَدا کرے؟

سوال:... بوجہ فالج اور ذہنی بیماری جس میں میرا آدھا ذہن مفلوج ہوگیا تھا، جو اَب بحمداللہ کسی حد تک ٹھیک ہوگیا ہے، لیکن اس نے میری یادداشت پر یہ اثر چھوڑا ہے، کبھی تو نماز بالترتیب، قیام، رُکوع، سجدہ اور متن کے ساتھ یاد رہتی ہے، جب پڑھنے لگتا ہوں تو نہ صرف متن گڈمڈ ہوجاتا ہے، یعنی آیتیں آگے پیچھے ہوجاتی ہیں بلکہ غلط یاد آتی ہیں، تمام وقت شک میں مبتلا رہتا ہوں کہ کچھ غلط پڑھ گیا ہوں۔ دوبارہ، سہ بارہ صحیح پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں، لیکن پڑھنے کے بعد یاد آتا ہے کہ صحیح نہیں تھیں، میرا دِل چاہتا ہے کہ نماز پڑھوں لیکن اس ڈَر سے نہیں پڑھتا کہ غلط پڑھنے کے گناہ سے نہ پڑھنے کا گناہ میری معذوری ہے۔ کیا ارکانِ نماز یعنی قیام، سجدہ، رُکوع

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔
(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲، ۳ ملاحظہ ہو۔

بغیر کچھ پڑھے بھی ادا کئے جاسکتے ہیں؟ یہ بھی بتاؤں کہ بیماری کی وجہ سے نماز باجماعت سے مکمل معذور ہوں، گھر میں بیٹھ کر نماز کے ارکان اَدا کرسکتا ہوں، پڑھ نہیں سکتا۔ ویسے لوگوں کو شریعت کے مسئلے اُردو میں نماز کی طرف راغب (خواہ لالچ دے کر) اور نمازیوں کی پابندی کی تلقین کرتا رہتا ہوں، خود بھی نیک کام کرتا رہتا ہوں اور دُوسروں کو بھی ان کاموں پر عمل کی تاکید کرتا ہوں، میرے لئے کیا مناسب ہے؟

جواب:... آپ ذہنی طور پر چونکہ معذور ہیں، اس لئے جس طرح بھی بن پڑتی ہے، نماز پڑھتے رہئے، اور تقدیم وتأخیر سے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، جہاں تک ممکن ہے توجہ سے پڑھنے کی کوشش کیجئے، بار بار دُہرانے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔

جس کا وضو قائم نہ رہتا ہو وہ نماز کس طرح اَدا کرے؟

سوال:... میں اِنتہائی پریشان ہوں کیونکہ رمضان کی آمد آمد ہے، اس لئے آپ سے مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ میرا وضو قائم نہیں رہتا، جس کی وجہ سے میں نماز بھی قائم نہیں رکھ سکتا، جبکہ میں پہلے نماز اور قرآن شریف کا بھی پابند تھا، لیکن اب میں نہ تو نماز کی پابندی کرسکتا ہوں اور نہ ہی قرآن شریف پڑھ سکتا ہوں، کیونکہ وضو قائم نہیں رہتا۔ جس کی وجہ سے ذہنی کوفت اُٹھانی پڑتی ہے، گھر میں لڑائی ہوتی ہے کہ نماز پڑھو، قرآن شریف پڑھو۔ اب میں مزید ذہنی اُلجھن کا شکار ہوتا جارہا ہوں، کیونکہ میں باجماعت نماز نہیں پڑھ سکتا اور اکیلے نماز دُکان پر پڑھوں یا گھر پر، ایک ذہنی اِنتشار سا رہتا ہے اور نہ دِل‌جمعی حاصل ہوتی ہے۔

جواب:... اگر آپ کا وضو قائم نہیں رہتا، مثلاً: فجر کے پورے وقت میں آپ فرض کی دو رکعتیں اِطمینان سے نہیں پڑھ سکتے، اسی طرح دُوسری نمازیں، تو آپ معذور کے حکم میں ہیں۔[1]

معذور آدمی کو ایک وقت میں ایک بار وضو کرلینا کافی ہے، جب تک وضو موجود ہے، اس عذر کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن جب وقت گزر جائے گا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اس وقت نیا وضو کرے۔ مثلاً: آپ نے ظہر کا وقت شروع ہونے کے بعد وضو کیا تو جب تک ظہر کا وقت باقی ہے آپ کا وضو باقی سمجھا جائے گا، اور اس وضو کے ساتھ آپ جتنی چاہیں فرض نفل نمازیں پڑھ سکتے ہیں، قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت کرسکتے ہیں، اور جب ظہر کا وقت گزر جائے گا، تو آپ کا یہ وضو ختم ہوجائے گا۔ عصر کی نماز کے لئے نیا وضو کرلیجئے، اسی طرح پانچوں وقتوں میں آپ نیا وضو کرلیا کریں، اور وقت کے اندر اندر اس وضو سے جتنی فرض یا نفل نمازیں چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔[2]

---

(۱) وصاحب عذر .... ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لَا يجد فى جميع وقتها زمنًا يتوضأ ويصلّى فيه خاليًا عن الحدث. (درمختار مع التنوير ج:۱ ص:۳۰۵، باب الحيض، طبع ايچ ايم سعيد).

(۲) وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلّى به فيه فرضًا ونفلًا فإذا خرج الوقت بطل (وضوءه). (درمختار مع التنوير ج:۱ ص:۳۰۵، باب الحيض، طبع ايچ ايم سعيد).

نماز پڑھاتے وقت مجھے معلوم تھا کہ مذی یا پیشاب کا قطرہ میرے کپڑوں پر لگا ہوا ہے تو نماز ہوجائے گی؟

سوال:... جہاں میں نوکری کرتا تھا آفس میں، وہاں میں نماز بھی پڑھاتا تھا، تو مجھے قطروں کی بیماری ہے، تو ایک مرتبہ میں نے نماز پڑھائی تو مجھے معلوم تھا کہ قطرہ پیشاب کا یا مذی میرے کپڑوں پر لگا ہوا ہے، لیکن میں نے اِستنجا اور وضو کیا تھا، لیکن کپڑا نہیں دھوسکا تھا، اور اسی حالت میں، میں نے نماز پڑھائی، تو کیا نماز ہوگئی؟ اور اگر نہیں ہوئی تو اب کیا کرنا ہوگا؟ اور جنھوں نے میرے پیچھے نماز پڑھی تھی ان کی نماز کا کیا ہوگا؟ اور اب تو میں نے وہ آفس بھی چھوڑ دیا ہے۔

جواب:... نجاست کا پھیلاؤ اگر ایک روپیہ (جس کی تصویر ایک روپے کے نوٹ پر چھپی ہوئی ہے) کے برابر ہو یا اس سے کم ہو، تو نماز ہوگئی، ورنہ نہیں ہوئی، غالب یہ ہے کہ قطرے کا پھیلاؤ اس سے کم ہوگا۔[1]

اگر دِل مطمئن نہ ہو تو وہاں نماز کے وقت اِعلان کردیا جائے کہ فلاں دن کی فلاں نماز جو میں نے پڑھائی تھی، اس میں کچھ غلطی ہوگئی، جو حضرات اس نماز میں شریک تھے، وہ اپنی نماز لوٹالیں۔

قطرے کی شکایت والی عورت نماز کس طرح پڑھے؟

سوال:... مجھے قطرے کی شکایت ہے، جو حد سے بڑھ چکی ہے، یہاں تک کہ میں چار فرض بھی پاکیزگی سے نہیں پڑھ پاتی ہوں، میں نماز تو پڑھتی ہوں لیکن اس بیماری کی وجہ سے بددِلی ہوجاتی ہے، اور پابندی نہیں ہوپاتی۔ مجھے یہ بتائیں کہ خدا کے ہاں میری کتنی گرفت ہے؟ نادم بھی ہوں، خوف زدہ بھی ہوں، آخرت کی طرف سے فکرمند بھی ہوں۔

جواب:... آپ شلوار بدل لیا کریں، یا پیشاب جہاں لگا ہو، اس کو دھولیا کریں، اگر وضو نہیں ٹھہرتا تو پروا نہ کریں، اسی طرح نماز پڑھتی رہیں، ہر نماز کے وقت کے لئے ایک بار وضو کرلیا کریں، جب تک وقت باقی رہے گا، آپ کا وضو قائم سمجھا جائے گا، وقت ختم ہوجائے گا تو دوبارہ وضو کرلیا کریں، اور جو نمازیں قضا ہوگئی ہیں، ان کو بھی اَدا کرلیں۔[2]

پیشاب کے قطرات والا وضو کس طرح کرے اور نماز کب پڑھے؟

سوال:... مجھے پیشاب کی تکلیف ہے، پیشاب کرنے کے بعد قطرہ قطرہ تقریباً ایک گھنٹے تک آتا رہتا ہے، اس طرح نہ میں صحیح طور پر نماز اَدا کرسکتا ہوں اور نہ دُوسرے کام (فرائض) پیشاب روک کر بھی نماز اَدا کرنا منع ہے اور دُوسری موجودہ صورت میں معذور کی نماز ہوتی ہے؟

---

(۱) وقدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر وخرء الدجاج وبول الحمار جازت الصلوٰة معه وان زاد لم تجز۔ (فتح القدير ج:۲ ص:۱۴۰)۔

(۲) وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلى به فيه فرضًا ونفلًا فإذا خرج الوقت بطل (وضوءه)۔ (درمختار مع التنوير ج:۱ ص:۳۰۵، باب الحيض، طبع ايچ ايم سعيد)۔

جواب:... جس شخص کو ریح صادر ہونے یا قطرے آنے کی بیماری ایسی ہو کہ وہ پورے وقتِ نماز اس عذر کے بغیر فرض رکعتیں بھی ادا نہ کرسکے، وہ شرعاً معذور ہے۔ معذور کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت کے لئے ایک بار وضو کرلے، جب تک نماز کا وقت باقی ہے، اس عذر سے اس کا وضو ساقط نہیں ہوگا، (کسی دُوسری چیز سے وضو ٹوٹ جائے تو وضو دوبارہ کرنا ہوگا)۔ اور جب نماز کا وقت ختم ہوگیا تو معذور کا وضو بھی ختم ہوگیا، اب دُوسری نماز کے لئے دوبارہ وضو کرلے۔ الغرض نماز کے وقت کے اندر اس کا وضو قائم سمجھا جائے گا، اور اس عذر کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا۔ وقت کے اندر وہ اس وضو سے جتنی نمازیں چاہے پڑھے، قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ [۱]

پیشاب کے قطرے آنے والا نماز کس طرح پڑھے؟

سوال:... میں آپ جناب سے معذور کے اَحکام کے بارے میں چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں، اگر کسی کو پیشاب کے بعد قطرے آنے کی بیماری ہو تو اس کے کپڑوں کی پاکی یا ناپاکی کا کیا حکم ہے؟ اگر وضو کے بعد پیشاب خطا ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ قطرہ خطا ہوجانے کے بعد وضو رہا؟ نماز سے پہلے کپڑے دھونا ضروری ہے تو اس کا وضو کتنی دیر تک قائم رہ سکتا ہے؟ اگر وضو کے دوران پیشاب خطا ہوجائے تو کیا حکم ہے؟ نماز کے دوران پیشاب خطا ہوجائے تو کیا حکم ہے؟ اگر پیشاب کے علاوہ رقیق مادّہ خارج ہوجائے تو کیا حکم ہے؟ رمضان میں اِحتلام ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:... یہ شخص معذور ہے، اور اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد ایک بار وضو کرلیا کرے، جب تک وقت باقی ہے، پیشاب کا قطرہ خطا ہونے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اور وقت ختم ہوجائے تو نیا وضو کرلے۔ بہتر یہ ہوگا کہ نماز کے لئے کپڑا الگ رکھے اور دُوسرے وقت میں کپڑا الگ رکھے، نماز کے وقت جو کپڑا پہنا ہے، اگر اس میں پیشاب خطا ہوجائے تو اس کو پاک کرلے۔ [۲]

مسلسل پیشاب آنے کی بیماری سے معذور ہوجاتا ہے

سوال:... مجھے بیماری لاحق ہے، مسلسل پیشاب کے قطرے آتے ہیں، جس کی وجہ سے میں مستقل باوضو اور پاک نہیں رہ سکتا، ڈاکٹروں اور حکیموں سے بہت علاج کرایا، مگر افاقہ نہیں ہوا، اس مرض کی وجہ سے میں باجماعت نماز ادا نہیں کرسکتا، میرے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب:... اگر قطرے مستقل آتے ہیں تو آپ معذور کے حکم میں ہیں، ایک دفعہ وضو کرکے ایک وقت کی نماز ادا کریں، اسی

---

(۱) وصاحب عذر من به سلسل بول لَا يمكنه إمساكه أو إستطلاق بطن أو انفلات ريح .... ان إستوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لَا يجد في جميع وقتها زمنًا يتوضأ ويصلي فيه خاليًا عن الحدث .... وحكمه الوضو لكل فرض ثم يصلّي به فيه فرضًا ونفلًا فإذا خرج الوقت بطل (وضوءه) ...إلخ. (درمختار مع التنوير ج:۱ ص:۳۰۶).

(۲) وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلّي به فيه فرضًا ونفلًا فإذا خرج الوقت بطل ...إلخ. (درمختار مع التنوير ج:۱ ص:۳۰۵، باب الحيض، طبع ايچ ايم سعيد).

طرح ہر وقت کے لئے الگ الگ وضو کرنا ہوگا، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ [۱]

پیشاب کے قطرے آنے والا نماز کس طرح ادا کرے؟

سوال:... میں پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھتا ہوں، مگر ایک سبب ہے کہ جس کی وجہ سے کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ نماز پڑھنا چھوڑ دُوں۔ وجہ یہ ہے کہ مجھے پیشاب کرنے کے بعد قطرہ قطرہ پیشاب ٹپکتا رہتا ہے، چاہے جتنی دیر بھی بیت الخلا میں گزاروں، پیشاب کا قطرہ ٹپک ہی جاتا ہے، تو آپ مجھے بتایئے کہ ایسی صورتِ حال میں نماز ترک کردُوں یا جاری رکھوں؟ کیا مجھے نماز جاری رکھنے میں عذاب ہوگا؟ جلد ہی جواب دیجئے۔

جواب:... نماز جاری رکھیں، ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کریں، قطرے آتے ہیں تو آنے دیں، مگر ایسا کیا کریں کہ نماز سے کافی دیر پہلے پیشاب سے فارغ ہولیں، اور جب قطرے بند ہوگئے تب کپڑا بدل کر وضو کرلیں۔ [۲]

پیشاب کی بیماری، اور نماز بھول جانے والے کی نمازوں کا حکم

سوال:... میرے مرحوم والد صاحب نماز کے پابند تھے، آخری وقت میں بھی سخت بیماری کی حالت میں بھی انہوں نے نماز ترک نہیں کی، لیکن آخری عمر میں ان کو پیشاب کی تکلیف رہی، جس کی بنا پر آپریشن کروانا پڑا، جس کی وجہ سے ہر وقت پیشاب آتا رہتا، جس سے ان کے کپڑے اور بستر تک بھیگے رہتے، مگر وہ نماز کے وقت وضو کرکے بستر پر لیٹے لیٹے نماز اَدا کرتے، ایسی حالت میں نماز کی ادائیگی کیسی ہے؟ کبھی کبھی جب وہ سوتے ہوتے تو ہم ان کے آرام اور بیماری کی خاطر ان کو نہیں جگاتے تھے، جس سے ان کی نماز قضا ہوجاتی، جس کا علم ان کو نہیں ہوتا تھا، اور نہ ہی ہم ان کو بعد میں خبر کرتے، ہمارا یہ عمل کیسا تھا؟

جواب:... اس حالت میں بھی ان پر نماز فرض تھی، اور وہ جس طرح اَدا کرتے تھے، صحیح تھی، آپ لوگوں نے جو نمازیں قضا کرائیں، ان کی وجہ سے آپ گنہگار ہوئے، ان نمازوں کا فدیہ اَدا کردیا جائے، دن کی وتر سمیت چھ نمازیں، اور ہر نماز کا صدقۂ فطر کے برابر فدیہ ہے۔ [۳]

جس شخص کا کان مسلسل بہتا ہو، وہ معذور شمار ہوگا

سوال:... میرا دایاں کان خراب ہے، جو اکثر بہتا رہتا ہے، میں رُوئی سے اچھی طرح صاف کرکے وضو کرلیتا ہوں، اور نماز اَدا کرتا ہوں، بعض دفعہ نماز کے بعد اگر کان میں اُنگلی ڈالوں تو اُنگلی کو پانی لگ جاتا ہے، اگر میں وضو کے بعد کان میں رُوئی رکھ لوں تو

---

(۱) وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلي به فيه فرضًا ونفلًا فإذا خرج الوقت بطل ...إلخ. (درمختار مع التنوير ج:۱ ص:۳۰۵).

(۲) وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلي به فيه فرضًا ونفلًا فإذا خرج الوقت بطل ...إلخ. (درمختار مع التنوير ج:۱ ص:۳۰۶).

(۳) وفدية كل صلاة ولو وترا ...... كصوم يوم على المذهب. (الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۳۲۶، أيضًا ج:۲ ص:۷۳).

نماز ہوجائے گی؟ اگر نماز کے بعد رُوئی نکالوں اور اس کے ساتھ پانی لگا ہو تو نماز ہوگئی یا دوبارہ پڑھوں؟ اگر رُوئی نہ رکھوں اور نماز اَدا کرچکنے کے بعد اُنگلی کے ساتھ پانی لگ جائے تو نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب:... کان اگر بہتا ہے تو آپ معذور ہیں، کان میں رُوئی رکھ لیا کریں، اور وقت کے اندر جتنی چاہیں فرض و نفل نمازیں پڑھتے رہیں، جب نئی نماز کا وقت داخل ہوجائے تو نیا وضو کرلیا کریں۔[1]

کیا معذوری کی صورت میں نماز اِشارے سے جائز ہے؟

سوال:... گھٹنے کی تکلیف کی وجہ سے میں صحیح طرح نماز اَدا نہیں کرسکتا، لہٰذا کرسی پر بیٹھ کر لکڑی وغیرہ رکھ کر یا صرف اِشارے کے ذریعے سجدہ کرسکتا ہوں یا نہیں؟

جواب:... معذوری کی صورت میں اس کی اجازت ہے۔[2]

پاخانے کے راستے سے کیڑے گرنے والے کی نماز اور اِعتکاف دُرست ہے

سوال:... میرے پیٹ میں کیڑے ہیں، جو قضائے حاجت کے علاوہ بھی پاخانے کی جگہ سے جھڑتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں کہ آیا میں پاک ہوں یا نہیں؟ برائے کرم آپ نماز، کپڑے، غسل اور وضو کے اَحکام واضح فرمائیں، نیز کیا میں اِعتکاف بیٹھ سکتا ہوں؟

جواب:... ایسے آدمی کو نماز تو نہیں پڑھانی چاہئے، باقی مجبوری کی وجہ سے نماز اس کی ہوجائے گی، اِعتکاف کرنا بھی صحیح ہے، واللہ اعلم![3]

بادی بواسیر والا ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرے

سوال:... بعض لوگوں کو بادی بواسیر کی شکایت ہوتی ہے، اور باوضو ہونے کے باوجود وہ اپنے آپ کو بے وضو محسوس کرتے ہیں، یعنی اگر وہ وضو بھی کریں تو پاخانے کے مقام پر وہ یوں محسوس کرتے ہیں جیسے مقام پاخانے پر کیڑے وغیرہ حرکت کرتے ہوں، یا یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہوا خارج ہورہی ہے، اور بعض یوں محسوس کرتے ہیں کہ گرمائش کی وجہ سے یا پاخانے کے مقام پر پسینہ ہو، وہ یہ حالات ہمیشہ یا بعض اوقات کبھی کبھار محسوس کرتے ہیں، لہٰذا تحریر کریں کہ اس کا وضو کیسے قائم رہ سکتا ہے اور کب تک؟ یا یہ صرف وہم ہے اور اس کی طرف توجہ نہ دی جائے؟

---

(۱) وصاحب عذر .... وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلي به فيه فرضًا ونفلًا فإذا خرج الوقت بطل ... إلخ. (درمختار مع التنوير ج:۱ ص:۳۰۶).

(۲) ان المريض لو قدر على القيام دون الركوع والسجود فإنه يخير بين القيام والقعود. (البحر الرائق ج:۱ ص:۲۹۲).

(۳) لَا يجوز بناء القوى على الضعيف .... والطاهر بصاحب العذر للأصل المذكور. (حلبي كبير ص:۵۱۶).

جواب:... یہ شخص ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرے۔ [۱]

خروجِ ریح کی شکایت ہو تو معذور شمار ہوگا

سوال:... مجھے گیس کی تکلیف ہے، اور ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا پڑتا ہے، تقریباً ستر فیصد سے نوے فیصد نمازوں میں اِخراجِ ریح کی شکایت پر گمان یا دباؤ ہوتا ہے۔ چند علماء سے مشورہ کرنے کے بعد کہ اس صورتِ حال میں میرا شمار معذوروں میں ہوتا ہے، میں ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرتا ہوں، کیا میرا ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرلینا کافی ہے؟

جواب:... اگر وضو نہیں ٹھہرتا تو آپ معذور ہیں۔ [۲]

گیس کے دباؤ سے پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہو تو نماز کا حکم

سوال:... میں گیس کا مریض ہوں، وضو کے بعد اکثر گیس کا دباؤ ہوتا ہے، لیکن ریح خارج نہیں ہوتی، جس سے پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہوتی رہتی ہے، کیا اس حالت میں نماز اَدا ہوجاتی ہے؟

جواب:... معذوری کی حالت میں نماز ہوجائے گی۔ [۳]

---

(۱) وصاحب عذر .... وحکمه الوضوء لکل فرض ثم یصلی به فیه فرضًا ونفلًا ...الخ۔ (درمختار مع التنویر ج:۱ ص:۳۰۵)۔

(۲) وصاحب عذر ومن به سلس بول لَا یمکنه إمساکه إن استوعب عذر تمام وقت صلاة مفروضة ...الخ۔ (درمختار مع التنویر ج:۱ ص:۳۰۵)۔

(۳) ایضاً۔

نمازِ وتر

تہجد کے وقت وتر پڑھنا افضل ہے

سوال:... فرض نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئے اور نفل نماز گھر میں، اس بارے میں حدیث بھی ہے۔ مزید معلومات کے لئے آپ سے رُجوع کیا ہے، اگر وتر تہجد کے وقت پڑھیں تو کیسا ہے؟ عشاء کے وقت افضل ہے یا تہجد کے وقت افضل ہے؟

جواب:... جو شخص جاگنے کا بھروسا رکھتا ہو، اس کے لئے تہجد کے وقت وتر پڑھنا افضل ہے۔ اور جو بھروسا نہ رکھتا ہو، اس کے لئے عشاء کے بعد پڑھ لینا بہتر ہے۔ (۱)

وتر تہجد سے پہلے پڑھے یا بعد میں؟

سوال:... اگر وتر عشاء کی نماز کے بعد نہ پڑھے جائیں بلکہ تہجد کی نماز کے ساتھ پڑھے جائیں، اس صورت میں پہلے تین رکعات وتر کی پڑھی جائیں اور بعد میں تہجد کی رکعتیں یا پہلے تہجد کی رکعتیں پڑھیں اور بعد میں وتر کی تین رکعتیں؟ نیز یہ کہ تہجد کی رکعتیں اگر کبھی چار، کبھی چھ، کبھی آٹھ اور کبھی دس، بارہ پڑھی جائیں تو کوئی حرج تو نہیں؟

جواب:... اگر جاگنے کا بھروسہ ہو تو وتر تہجد کی نماز کے بعد پڑھنا افضل ہے، اس لئے اگر صبح صادق سے پہلے وقت میں اتنی گنجائش ہو کہ نوافل کے بعد وتر پڑھ سکے گا تو پہلے تہجد کے نفل پڑھے، اس کے بعد وتر پڑھے، اور اگر کسی دن آنکھ دیر سے کھلے اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر نوافل میں مشغول رہا تو کہیں وتر قضا نہ ہوجائیں، تو ایسی صورت میں پہلے وتر کی تین رکعتیں پڑھ لے، پھر اگر صبح صادق میں کچھ وقت باقی ہو تو نفل بھی پڑھ لے، تہجد کی نماز کا ایک معمول تو مقرر کرلینا چاہئے کہ اتنی رکعتیں پڑھا کریں، پھر اگر وقت کی وجہ سے کمی بیشی ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔ (۲)

---

(۱) وتأخير الوتر إلى آخر الليل لو اثق بالإنتباه وإلّا فقبل النوم ... إلخ. (التنوير وشرحه ج:۲ ص:۳۶۹). وأيضًا ويستحب تأخيره إلى آخر الليل ولا يكره كما يكره تأخير سنة العشاء تبعًا لها. (الفتاوى الهندية ج:۱ ص:۱۱۱).

(۲) (ويستحب) تأخير العشاء إلى ثلث الليل والوتر إلى آخر الليل لمن يثق بالإنتباه ومن لم يثق بالإنتباه أوتر قبل النوم. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۲، كتاب الصلاة، الباب الأوّل، الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات).

شبِ قدر، شبِ براءت وغیرہ میں وتر آخرِ شب میں پڑھنا

سوال:... میں نے سنا ہے کہ عبادت کی راتوں یعنی شبِ براءت، شبِ قدر وغیرہ میں عشاء کی نماز میں وتر نہیں پڑھنے چاہئیں، جب تمام عبادت ختم کرنی ہو تو آخر میں وتر پڑھے جائیں، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... اگر رات کو جاگنا ہو اور معلوم ہو کہ آخرِ شب میں وتر پڑھ سکتے ہیں، تو وتر اس وقت پڑھنے چاہئیں، واللہ اعلم![1]

وتر کی نیت کس طرح کی جائے؟

سوال:... جب وتر، تہجد کی نماز کے بعد پڑھے تو نیت کرتا ہوں تین رکعت نماز وتر وقت عشاء کا یا تہجد؟ کیونکہ عشاء کا وقت صبح کی نماز سے پہلے تک رہتا ہے۔

جواب:... وتر میں آج کی رات کے وتر کی نیت کی جاتی ہے۔[2]

اگر وتر کی نماز پڑھنے کے بعد پتا چلا کہ صبح صادق شروع ہوگئی ہے تو کیا وتر ہوگئے؟

سوال:... میں نے تہجد میں صبح صادق سے تین منٹ پہلے وتر نماز کی نیت کی، اور جلدی سے تین منٹ میں پڑھ لی، لیکن جب گھڑی دیکھی تو پتا چلا کہ میں نے تو درحقیقت صبح صادق شروع ہونے کے بعد وتر نماز پڑھی تھی، اب بتایئے مجھے اس کو دوبارہ پڑھنا پڑے گا یا نہیں؟

جواب:... وتر کی نماز آپ کی ہوگئی، وقت کے اندر پڑھی تو اَدا ہوئی، اور وقت کے بعد پڑھی تو قضا ہوگئی۔[3]

بغیر عذر کے وتر بیٹھ کر ادا کرنا صحیح نہیں

سوال:... اگر کسی وجہ سے نماز بیٹھ کر پڑھے تو کیا عشاء کی نماز میں وتر بھی بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہوکر؟

جواب:... بغیر عذر کے فرض اور وتر بیٹھ کر ادا کرنے سے نماز نہیں ہوگی، اور اگر کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہو تو مجبوری ہے۔[4]

ایک رکعت وتر پڑھنا صحیح نہیں

سوال:... کیا تین وتر کے بجائے ایک وتر بھی پڑھ سکتے ہیں؟

---

(۱) (ویستحب) تأخیر العشاء إلی ثلث اللیل والوتر إلی آخر اللیل لمن یثق بالإنتباہ ومن لم یثق بالإنتباہ أوتر قبل النوم۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۲)۔

(۲) وفی الوتر ینوی صلاۃ الوتر۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۶۶)۔

(۳) أیضًا۔

(۴) ولَا یجوز أن یوتر قاعدًا مع القدرۃ علی القیام وعلٰی راحلتہ من غیر عذر ھٰکذا فی محیط السرخسی۔ (الفتاوی الھندیۃ ج:۱ ص:۱۱۱، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر)۔

جواب:... نہیں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک رکعت پر اکتفا کرنا ثابت نہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمولِ مبارک تین رکعات وتر کا تھا، جیسا کہ متعدّد احادیث میں آیا ہے، اس لئے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تنہا ایک رکعت وتر نہیں، اس مسئلے کی بقدرِ ضرورت تفصیل میری کتاب ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم حصہ دوم'' میں ملاحظہ فرمالی جائے۔ (۱)

وتر کی تیسری رکعت میں دُعائے قنوت بھول جانا

سوال:... نمازِ وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور دُوسری سورۃ پڑھنے کے بعد ''اللہ اکبر'' کہہ کر کانوں کی لوکو ہاتھ لگاکر دوبارہ ہاتھ باندھ کر دُعائے قنوت پڑھی جاتی ہے، اس کے بعد رُکوع میں جاتا ہے، اگر کوئی سورۂ فاتحہ اور دُوسری سورۃ پڑھ کر رُکوع میں مکمل جھک گیا ہے اور اسے فوراً ہی یاد آجاتا ہے کہ میں نے دُعائے قنوت پڑھنی تھی، کیا وہ رُکوع سے واپس آسکتا ہے؟ جبکہ اس نے رُکوع کی ایک تسبیح بھی نہیں پڑھی تھی۔ دُوسری صورت میں ایک تسبیح رُکوع میں پڑھ چکا ہے، اس مسئلے کا کیا حل ہے؟ آیا وہ مکمل رُکوع کرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے یا رُکوع سے واپس آکر دُعائے قنوت پڑھے اور بعد میں سجدۂ سہو کرے؟

جواب:... اگر رُکوع میں چلا گیا یا اس کے قریب پہنچ گیا کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں کو لگ گئے تو واپس نہ لوٹے، بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کرلے، (۲) اور اگر اتنا نہیں جھکا کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچ جائیں تو کھڑا ہوکر قنوت پڑھ لے، اس صورت میں سجدۂ سہو نہیں۔

وتر میں دُعائے قنوت کے بجائے ''قل ھو اللہ'' پڑھنا

سوال:... کیا وتر میں دُعائے قنوت کی جگہ تین دفعہ سورۂ اِخلاص پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... دُعائے قنوت یاد کرنی چاہئے، جب تک وہ یاد نہ ہو، "ربنا اٰتنا" والی دُعا پڑھ لیا کریں، یا کم از کم "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ" تین مرتبہ کہہ لیا کریں، سورۂ اِخلاص دُعائے قنوت کی جگہ نہیں پڑھی جاتی۔ (۳)

رمضان کے وتروں میں مقتدی کے لئے دُعائے قنوت

سوال:... رمضان شریف میں جب اِمام کے پیچھے نمازِ وتر پڑھی جاتی ہے تو کیا مقتدی کو بھی دُعائے قنوت پڑھنی چاہئے؟

جواب:... دُعائے قنوت کا پڑھنا اِمام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے، اس لئے مقتدیوں کو دُعائے قنوت ضرور

---

(۱) والوتر ثلاث ركعات لا يفصل بينهن بسلام كذا في الهداية. (هندية ج:۱ ص:۱۱۱)، اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم ج:۲ ص:۱۵۷ تا ۱۹۸، طبع مکتبہ لدھیانوی۔

(۲) ولو نسي القنوت فتذكر في الركوع فالصحيح انه لا يقنت في الركوع ولا يعود إلى القيام هكذا في التتارخانية. (الهندية ج:۱ ص:۱۱۱، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر).

(۳) وليس في القنوت دعاء مؤقت كذا في التبيين والأولى أن يقرأ اللّٰهم إنا نستعينك .... إلخ. ومن لم يحسن القنوت يقول ربنا اٰتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. كذا في المحيط. أو يقول اللّٰهم اغفر لنا، ويكرر ذٰلك ثلاثًا وهو إختيار أبي الليث كذا في السراجية. (الهندية ج:۱ ص:۱۱۱، كتاب الصلاة، الباب الثامن).

پڑھنی چاہئے۔[1]

رُکوع کے بعد دُعائے قنوت پڑھنے کا حکم

سوال:... رُکوع کرنے کے بعد دُعائے قنوت پڑھیں تو دوبارہ رُکوع کرنا ہوگا یا نہیں؟ یاد رہے اس سے پہلے کرچکے ہیں۔

جواب:... رُکوع کے بعد دُعائے قنوت کی اجازت نہیں، بس سجدۂ سہو کرلیا جائے۔[2]

وتر کی دُعائے قنوت رُکوع میں یاد آنے پر قیام میں واپس آنے والے کی نماز

سوال:... ایک شخص وتر کی نماز پڑھتا ہے، اس میں وہ دُعائے قنوت کو بھول گیا، جب رُکوع میں پہنچا تو وہ یاد آگئی، رُکوع سے پھر قیام میں چلا گیا اور دُعائے قنوت پڑھی، پھر رُکوع کیا۔ کیا اس کی نماز ہوگئی یا کچھ فرق ہے؟

جواب:... جب قنوت بھول کر رُکوع میں چلا گیا تھا تو اَب کھڑا نہیں ہونا چاہئے تھا، نماز پوری کرکے سجدۂ سہو کرلیتا تو نماز صحیح ہوجاتی۔ اب جو رُکوع سے اُٹھ کر قنوت کے لئے کھڑا ہوگیا تو بُرا کیا، اور دوبارہ جو رُکوع کیا اس کی ضرورت نہ تھی، پہلا رُکوع باقی تھا، بہرحال اگر اس نے سجدۂ سہو کرلیا تو اس کی نماز ہوگئی، ورنہ نماز کا اِعادہ کرے۔[3]

وتر میں سجدۂ سہو

سوال:... وتر میں سجدہ بھول جانے کی صورت میں سجدۂ سہو کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... وتر میں بھی سجدۂ سہو کیا جائے گا۔[4]

دُعائے قنوت کی جگہ سورۂ اِخلاص پڑھنا

سوال:... ہمارے محلے میں بہت سے لوگ وتر کی نماز میں دُعائے قنوت کی جگہ سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

جواب:... دُعائے قنوت کی جگہ سورۂ اخلاص پڑھنا غلط ہے۔ اگر دُعائے قنوت یاد نہ ہو تو کوئی دُوسری دُعا پڑھ لیں، مثلاً: "ربنا آتنا ... الخ" یا تین مرتبہ "اللّٰھم اغفر لی" ہی پڑھ لے۔[5]

---

(۱) والقنوت واجب علی الصحیح .... والمختار فی القنوت الإخفاء فی حق الإمام والقوم ھٰکذا فی النھایۃ۔ (ھندیۃ ج:۱ ص:۱۱۱)۔

(۲) ومنھا القنوت فإذا ترکہ یجب علیہ السھو وترکہ یتحقق برفع رأسہ من الرکوع۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۸، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو)۔

(۳) ولو نسی القنوت فتذکر فی الرکوع فالصحیح انہ لَا یقنت فی الرکوع ولَا یعود إلی القیام فإن عاد إلی القیام وقنت لم یعد الرکوع لم تفسد صلاتہ .... ویسجد للسھو ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۱۱ الباب الثامن فی الوتر)۔

(۴) وحکم السھو فی الفرض والنفل سواء کذا فی المحیط۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۶، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر)۔

(۵) ومن لم یحسن القنوت یقول ربنا آتنا فی الدنیا ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۱۱، الباب الثامن فی الوتر)۔

دُعائے قنوت یاد نہ ہو تو کوئی دُوسری دُعا پڑھ سکتے ہیں

سوال:...اگر دُعائے قنوت یاد نہ ہو تو اس کے بجائے کوئی دُوسری دُعا پڑھ لی جائے تو وتر کی نماز ہو جائے گی یا سجدۂ سہو بھی کرنا پڑے گا؟

جواب:...کوئی اور دُعا پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی، جب تک قنوت یاد نہ ہو، اس کو یاد کر لینا چاہئے۔ (۱)

دُعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا ''ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ'' الخ پڑھنا

سوال:...عشاء کی نماز میں وتر میں ہم دُعائے قنوت کی جگہ ''ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار'' پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:...دُعائے قنوت یاد کرنی چاہئے، جب تک یاد نہ ہو ''ربنا آتنا ...الخ'' پڑھ لیا کریں۔ (۲)

وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ اِخلاص پڑھنا ضروری نہیں

سوال:...نمازِ وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اِخلاص پڑھتے ہیں، پھر تکبیر کے لئے کانوں کی لو کو ہاتھ لگا کر دوبارہ ہاتھ باندھ کر دُعائے قنوت پڑھتے ہیں، کیا یہ لازمی ہے کہ وتروں کی تیسری رکعت میں سورۂ اِخلاص ہی پڑھنی چاہئے؟ یا کوئی اور سورۃ بھی پڑھ لی جائے تو کوئی گناہ تو نہیں؟

جواب:...وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ اِخلاص ہی پڑھنا ضروری نہیں، کوئی اور سورۃ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (۳)

وتر کی تیسری رکعت میں الحمد دوبارہ نہ پڑھیں

سوال:...وتر نماز میں تیسری (آخری) رکعت میں دوبارہ تکبیر کے بعد ''الحمد شریف'' اور کوئی سورۃ لگا کر ''دُعائے قنوت'' پڑھنی چاہئے یا صرف دُعائے قنوت پڑھ لینی چاہئے؟

جواب:...تیسری رکعت میں پہلے الحمد شریف اور کوئی سورۃ پڑھی جائے، پھر تکبیر کہہ کر صرف دُعائے قنوت پڑھی جائے، دُعائے قنوت والی تکبیر کے بعد دوبارہ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی۔ (۴)

---

(۱) والأولٰی أن یقرأ اللّٰھم إنا نستعینک .... ومن لم یحسن القنوت یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار، کذا فی المحیط. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۱۱، کتاب الصلاة، الباب الثامن فی صلاة الوتر).

(۲) أیضًا.

(۳) ولَا ینبغی أن یوقّت شیئا من القرآن فی الوتر ...الخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۷۳).

(۴) إذا فرغ من القراءة فی الرکعة الثالثة کبّر ورفع یدیه حذاء أذنیه ویقنت قبل الرکوع فی جمیع السنة. (ھندیة ج:۱ ص:۱۱۱).

غیر رمضان میں نمازِ وتر کی جماعت کیوں نہیں ہوتی؟

سوال:... نمازِ وتر رمضان کے علاوہ باجماعت کیوں نہیں پڑھی جاتی؟

جواب:... صحابہ کرامؓ کے وقت سے یوں ہی چلا آتا ہے۔[1]

عشاء کی فرض نماز چھوٹنے پر کیا وتر باجماعت پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:... اگر کوئی شخص عشاء کی فرض نماز کے بعد آتا ہے، یعنی اس کی جماعت نکل گئی تو کیا وہ تراویح کے بعد باجماعت وتر نہیں پڑھ سکتا؟ ذرا تفصیل سے اور حوالے سے بتائیں۔

جواب:... علامہ شامیؒ نے قہستانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس شخص نے فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں (بلکہ علیحدہ پڑھے ہوں) وہ وتر کی جماعت میں شریک نہیں ہوسکتا، لیکن یہ قول ضعیف ہے۔[2] صحیح یہ ہے کہ شریک ہوسکتا ہے، جیسا کہ علامہ طحطاویؒ نے درمختار کے حاشیہ میں تصریح کی ہے،[3] اور اگر فرض کی جماعت ہی نہیں ہوئی تو وتر کی نماز باجماعت پڑھنا صحیح نہیں۔[4]

عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ نماز نہیں ہوئی، تو کیا وتر بھی دوبارہ پڑھے؟

سوال:... اگر کسی نے بعد فراغت صلوٰۃ العشاء کے معلوم کیا کہ اس کے فرض کسی وجہ سے نہیں ہوئے، تو کیا اَب وہ صرف قضا فرضوں کی کرے یا وتر بھی دوبارہ قضا کرے؟ کیونکہ یہ فعل عمداً نہ تھا، بلکہ بھول سے ہوا۔

جواب:... صرف عشا قضا کرے، وتر کی قضا نہیں۔[5]

عشا کے فرض سے پہلے وتر پڑھنا

سوال:... بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ عشاء کی نماز میں فرض سے پہلے وتر پڑھ لیتے ہیں، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

---

(۱) ويوتر بجماعة في رمضان فقط عليه إجماع المسلمين، كذا في التبيين. (هندية ج:۱ ص:۱۱۶).

(۲) في التتارخانية عن التتمة أنه سأل علي بن أحمد عمن صلى الفرض والتراويح وحده أو التراويح فقط هل يصلي الوتر مع الإمام؟ فقال: لا اهـ. ثم رأيت القهستاني ذكر تصحيح ما ذكره المصنف، ثم قال: لكنه إذا لم يصلّ الفرض معه لا يتبعه في الوتر اهـ. (فتاوىٰ شامي ج:۲ ص:۴۸، مبحث صلاة التراويح).

(۳) ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح قوله ولو تركوا الجماعة في الفرض عبد بالجمع لأن المنفرد لو صلى العشاء وحده فله أن يصلي التراويح مع الإمام منح لكن تعليل الشرح يعم المنفرد. (حاشية طحطاوي على الدر المختار ج:۱ ص:۲۹۷، باب الوتر والنوافل، طبع رشيديه).

(۴) بقي لو تركها الكل هل يصلون الوتر بجماعة؟ قوله بقي إلخ الذي يظهر أن جماعة الوتر تبع لجماعة التراويح وإن كان الوتر نفسه أصلًا في ذاته لأن سُنّة الجماعة في الوتر إنما عرفت بالأثر تابعة للتراويح. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۲ ص:۴۸، مبحث صلاة التراويح).

(۵) لو صلى الوتر قبل العشاء ناسيًا أو صلاهما فظهر فساد العشاء دون الوتر فإنه يصح الوتر ويعيد العشاء وحدها عند أبي حنيفة رحمه الله. (عالمگيري ج:۱ ص:۵۱، كتاب الصلاة، الباب الأوّل في المواقيت).

جواب:... فرض سے پہلے وتر نہیں ہوسکتے، اور میں نے آج تک کسی کو ایسا کرتے دیکھا بھی نہیں۔ [1]

نمازِ وتر اکیلے ادا کرتے وقت جہر سے پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:... نمازِ وتر کو جہر سے پڑھنا مکروہ ہے یا مفسدِ نماز ہے جبکہ بلا جماعت اَدا کی جائے؟

جواب:... نمازِ وتر میں جہری قراءت کرنا جائز ہے۔ [2]

کیا وتر کے بعد کوئی بھی نماز نہیں پڑھ سکتے؟

سوال:... "**اجعلوا الصلوٰة العشاء الآخرة الوتر**" عشاء کی وتروں کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ (بخاری شریف) یہ سوال ایک عالمِ دین نے کیا ہے کہ وتروں کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے، حالانکہ بڑے بڑے عالم حضرات بھی وتروں کے بعد نماز پڑھتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب:... آپ نے جو لفظ نقل کئے ہیں وہ تو حدیث کی کسی کتاب میں نہیں، صحیح بخاری شریف (ج:۱ ص:۱۳۶) میں یہ ارشاد نقل کیا ہے: "**اجعلوا اٰخر صلٰوتکم باللیل وترًا**" یعنی رات کی نماز (جس سے مراد نمازِ تہجد ہے) کے آخر میں وتر پڑھا کرو۔ یہ حکم اہلِ علم کے نزدیک استحباب کے لئے ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے، [3] مگر عام معمول وتر کے بعد نفل پڑھنے کا نہیں تھا، اس لئے اگر کوئی وتر کے بعد نفل پڑھتا ہے تو اسے منع نہ کیا جائے۔ البتہ عام لوگ یہ نفل بیٹھ

---

(۱) ولَا یقدم الوتر علی العشاء لوجوب الترتیب ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۱، کتاب الصلاة، الباب الأوّل)۔

(۲) والمنفرد .... إن کانت صلاة یجهر فیها بالقراءة فهو بالخیار إن شاء جهر وإن شاء خافت وذکر الکرخی إن شاء جهر بقدر ما یسمع أذنیه ولَا یزید علی ذالک وذکر فی عامة الروایات مفسرًا انه بین خیارات ثلاث إن شاء جهر وأسمع غیره وإن شاء جهر وأسمع نفسه وإن شاء أسر القراءة أما کون له أن یجهر فلأن المنفرد إمام فی نفسه وللإمام أن یجهر۔ (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۶۱، فصل أما الواجبات الأصلیة فی الصلوٰة)۔

(۳) عن أمّ سلَمة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین وقد روی نحو هذا عن أبی أُمامة وعائشة وغیر واحد من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم۔ (ترمذی ج:۱ ص:۱۵۸)، عن ثوبان ...... فإذا أوتر أحدکم فلیرکع رکعتین۔ (دارمی ج:۱ ص:۳۱۲)۔ عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یوتر بتسع رکعات .... ورکع رکعتین وهو جالس بعد الوتر ...إلخ۔ (سنن ابی داوٗد ج:۱ ص:۱۹۸، باب صلاة اللیل)۔ (تطبیق روایات از ابن قیمؒ) علامہ شوکانی نے ابن قیم سے نقل کیا ہے کہ یہ دو نفل دُوسری حدیث "عشاء کی آخری نماز وتر ہونی چاہئے" کے خلاف نہیں ہے، بلکہ یہ رکعتین وتر کی تکمیل کے لئے ہیں، جیسے سنتیں فرائض کی تکمیل کے لئے ہوتی ہیں، چنانچہ وہ نقل کرتے ہیں: قال ابن قیم فی الهدیٰ وقد اشکل هذا یعنی حدیث الرکعتین بعد الوتر علیٰ کثیر من الناس فظنوه معارضًا لقوله صلی الله علیه وسلم: "اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا" ثم حکی عن مالک وأحمد ما تقدم وحکی عن طائفة ما قدمنا عن النووی ثم قال: والصواب ان یقال إن هاتین الرکعتین تجریان مجری السنة وتکمیل الوتر فإن الوتر عبادة مستقلة ولَا سیما ان قیل بوجوبه فتجری الرکعتین بعده مجری سنة المغرب من المغرب فإنها وتر النهار والرکعتان بعدها تکمیل لها فکذلک الرکعان بعد وتر اللیل۔ (نیل الأوطار ج:۳ ص:۳۶)۔

کر پڑھتے ہیں، یہ غلط ہے، یہ نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھنے چاہئیں۔[1]

اگر وتر اور تہجد کی نماز رہ جائے تو؟

سوال:... میں روزانہ تہجد کی نماز پڑھتی ہوں، اس لئے عشاء میں وتر چھوڑ دیتی ہوں، اور تہجد کے بعد پڑھتی ہوں، آج رات ہم دیر سے اُٹھے، سحری ختم ہوچکی تھی، اس لئے تہجد کی نماز رہ گئی، اب وتر جو میں نے چھوڑے ہیں اور تہجد کی نماز بھی، کیا اس کی قضا پڑھ سکتی ہوں؟

جواب:... اگر دیر سے آنکھ کھلے اور صبحِ صادق ہونے میں کچھ وقت ہو تو وتر تو صبحِ صادق سے پہلے پڑھ لینے ضروری ہیں، اور اگر صبحِ صادق کے بعد آنکھ کھلے تو فجر کی سنتوں سے پہلے وتر پڑھ لینے چاہئیں،[2] نفل کی قضا نہیں ہوتی،[3] لیکن جس شخص کی تہجد رہ گئی ہو وہ اشراق کے وقت تہجد کے نفل پڑھ لے، انشاء اللہ اس کو تہجد کا ثواب مل جائے گا۔[4]

---

(۱) ويتنفل مع قدرته على القيام قاعدًا .... وفيه أجر غير النبي صلى الله عليه وسلم على النصف إلّا بعذر ...إلخ. (التنوير مع شرحه ج:۲ ص:۳۶، ۳۷، باب الوتر والنوافل).

(۲) ويجب القضاء بتركه ناسيا أو عامدا وان طالت المدة ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۱۱).

(۳) أن الأصل في السنة أن لَا تقضى لإختصاص القضايا بالواجب. (هداية ج:۱ ص:۱۵۳، باب النوافل).

(۴) عن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نام عن حزبه أو عن شيء منه فقرأه فيما بين صلٰوة الفجر وصلٰوة الظهر كتب له كأنما قرأه من الليل. رواه مسلم. (مشكٰوة ص:۱۱۰). وفي المرقاة: وأخرج عن الحسن انه قال: من عجز بالليل كان له في أوّل النهار مستعتب ومن عجز بالنهار كان له في أوّل الليل مستعتب اهـ (مرقاة شرح المشكٰوة ج:۲ ص:۱۴۶، باب القصد في العمل، الفصل الأوّل، طبع بمبئی).

سنت نمازوں کی ادائیگی

سنتِ مؤکدہ اور غیر مؤکدہ

سوال:… سنتِ مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:… جس چیز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر پابندی فرمائی ہو، اور جس کے ترک کو لائقِ ملامت قرار دیا گیا ہو، وہ سنتِ مؤکدہ ہے، اور جس چیز کی ترغیب دی گئی ہو، مگر اس کے چھوڑنے پر ملامت نہ کی گئی ہو، وہ سنتِ غیر مؤکدہ ہے، اور اسی کو مستحب اور مندوب بھی کہا جاتا ہے۔[1]

سنن ونوافل کیوں اور کس کے لئے پڑھے جاتے ہیں؟

سوال:… نماز ہم پر فرض ہے، اس کو ہم پڑھتے ہیں، فرض کے علاوہ سنتیں کیوں ضروری ہیں؟ فرض اللہ کے واسطے اور سنتیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہیں، یہ "واسطے" پر بھی ذرا روشنی ڈالئے تاکہ مسئلہ معلوم ہوجائے۔

جواب:… نماز تو چاہے فرض ہو، چاہے سنت ونفل، سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتی ہیں،[2] یہ خیال غلط ہے کہ سنتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں۔ فرض نماز میں جو کمی (یعنی خشوع وخضوع میں جو کمی) رہ جاتی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے سنتیں اور نفل ہیں۔[3]

کیا آج کے مشینی دور میں صرف فرض پڑھ لینا کافی ہے؟

سوال:… کیا فرض نمازوں میں صرف فرض ادا کرنے سے نماز ہوجاتی ہے، جبکہ سنت، نفل، وتر واجب نہ پڑھے جائیں؟

---

(۱) والذی ظهر للعبد الضعیف أن السنة ما واظب علیه النبی صلی الله علیه وسلم، لکن ان کانت لا مع الترک فهی دلیل السنة المؤکدة، وان کانت مع الترک أحیانًا فهی دلیل غیر المؤکدة ...الخ۔ (الشامی ج:۱ ص:۱۰۵)۔ أیضًا ومن السنن سنة هدی هی ما واظب علیها النبی صلی الله علیه وسلم مع الترک أحیانًا علی سبیل العبادة ویقال لها السنة المؤکدة وما کانت علی سبیل العادة فهی السنة الزائدة، وان واظب علیها النبی صلی الله علیه وسلم۔ (قواعد الفقه لعمیم الإحسان ص:۳۲۸، طبع صدف پبلشرز کراچی)۔

(۲) قوله تعالیٰ: "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ" (طه:۱۴)۔

(۳) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: ان اول ما یحاسب به العبد یوم القیامة من عمله صلٰوته فإن صحت فقد أفلح وأنجح وإن فسدت خاب وخسر، وان انتقص من فریضة قال الربّ: انظروا هل لعبدی من تطوع فیکمل بها ما انتقص من الفریضة ثم یکون سائر عمله علی ذٰلک۔ رواه الترمذی۔ (ج:۱ ص:۵۵)۔

ہمارے ایک عزیز کا کہنا ہے کہ آج کے مشینی دور میں کس کو اتنی فرصت ہے کہ سنت و نفل بھی پڑھے؟ نیز غیر ممالک جو کہ اسلامی ہیں، مسلمان عورتیں و مرد اسی طریقے سے صرف فرض پڑھ کر نماز ادا کرتے ہیں، اور اگر انہیں منع کیا جائے تو کہتے ہیں کہ انسان کی نیت دُرست ہونی چاہئے، اور بالکل ہی نماز چھوڑ دینے سے بہتر ہے صرف فرض ہی پڑھ لئے جائیں، کیا نماز پڑھنے کا یہ طریقہ دُرست ہے؟

جواب:... فرض تو فرض ہے، اور وتر کی نماز واجب ہے، گویا عملاً وہ بھی فرض ہے، اس کا چھوڑنا گناہ ہے، اور اگر وقت پر نہ پڑھ سکے تو قضا لازم ہے۔[1] سنتِ مؤکدہ کا چھوڑنا بُرا ہے، اور اس کے چھوڑنے کی عادت بنالینا بھی گناہ ہے۔[2] سنتِ غیرمؤکدہ اور نوافل میں اختیار ہے، خواہ پڑھے، یا چھوڑ دے۔[3]

مشینی دور کی مصروفیات کے باوجود خرافات کے لئے، گپ شپ کے لئے، تفریح کے لئے اور نامعلوم کن کن چیزوں کے لئے وقت نکالا جاتا ہے، تو مشینی دور کی عدیم الفرصتی کا نزلہ نماز ہی پر کیوں گرایا جاتا ہے؟ رہا یہ کہ ''آدمی کی نیت دُرست ہونی چاہئے'' بالکل بجا ہے، لیکن اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آدمی کا عمل خراب ہونا چاہئے؟ نیت کے ساتھ عمل کا دُرست ہونا بھی تو ضروری ہے! ورنہ نری نیت سے کیا ہوگا...؟

سنتیں اور نوافل پڑھنے کی شرعی حیثیت

سوال:... دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں، ان فرائض کے ساتھ جو سنتیں اور نوافل پڑھے جاتے ہیں، کیا ان کی ادائیگی بھی اتنی ہی ضروری ہے؟ اگر ہے تو ہم انہیں فرض نمازیں کیوں نہیں کہتے؟ سنتوں کے بارے میں کیا اَحکامات ہیں؟ اور کیا ان کا نہ پڑھنے والا گناہگار ہے؟ مسلمانوں کے چند فرقوں میں سنتیں پڑھنے کا رواج نہیں ہے، اس کے علاوہ نوافل بھی پڑھ لینا ان کے ہاں اچھا ہے، مگر ضروری نہیں، جبکہ وہ بھی اسلام کے ماننے والے ہیں، اَز راہِ کرم تفصیلی جواب دیں۔

جواب:... نماز کی فرض رکعت کا اَدا کرنا ضروری ہے، اور جو شخص اَدا نہ کرے وہ اعلیٰ درجے کا فاسق ہے، اور بعض اَئمہ کے نزدیک کافر ہے۔[4] اسی طرح نمازِ وتر کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ اور سنتیں دو قسم کی ہیں: مؤکدہ، غیرمؤکدہ۔ مؤکدہ سنتوں کا تارک لائقِ ملامت ہے، اور اللہ تعالیٰ کے یہاں درجات سے محروم ہے۔ اور غیرمؤکدہ سنتوں کا تارک لائقِ ملامت نہیں، لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ دُوسرے لوگوں کی بہ نسبت اس شخص کے درجات میں کمی ہوئی۔[5]

---

(۱) باب الوتر والنوافل (هو فرض عملًا وواجب اعتقادًا وسنة ثبوتًا) وفي الشامية (قوله هو فرض عملًا) أي يفترض عمله أفعله بمعنى أنه يعامل معاملة الفرائض في العمل فيأثم بتركه ..... ويجب ترتيبه وقضائه ...إلخ. (الشامي ج:۲ ص:۳).

(۲) الذي يظهر من كلام أهل المذهب ان الإثم منوط بترك الواجب أو السُّنّة المؤكدة على الصحيح لتصريحهم بأن من ترك سنن الصلاة الخمس قيل لا يأثم والصحيح أنه يأثم. (الشامي ج:۱ ص:۱۰۴).

(۳) ایضاً۔

(۴) من ترك صلوته لزمه قضاؤها سواء تركها بعذر غير مسقط أو بغير عذر خلافًا لأحمد فإن عنده إذا تركها عمدًا بغير عذر لا يلزمه قضاؤها لكونه صار مرتدًا والمرتد لا يؤمر بقضاء ما تركه إلّا إذا تاب. (حلبي كبير ص:۵۲۹).

(۵) ان السُّنّة المؤكدة والواجب متساويان رتبة في استحقاق الإثم بالترك ...إلخ. (شامي ج:۲ ص:۱۷۷).

کیا سنت نمازیں پڑھنے کا بھی حکم ہے؟

سوال:... ہم دن میں جو پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں، ان نمازوں میں صرف فرض نماز پڑھنے کا حکم ہے یا سنت نماز بھی پڑھنا لازمی ہے؟ محلے کے دو حضرات کہتے ہیں کہ حدیث میں صرف فرض نماز پڑھنے کا حکم ہے، لہٰذا سنت نہیں پڑھنا چاہئے۔ فرض نماز کا اللہ حکم دیتا ہے، سنت پڑھنے کا نہیں۔ میں آپ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ سنت نماز کب پڑھنے کا حکم ہوا؟ قرآن کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں تاکہ دو حضرات کی غلط فہمی دُور کرسکوں۔

جواب:... سنت اور نفل نمازیں، فرض کی تکمیل کے لئے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن جب نمازوں کا حساب ہوگا اور فرض نمازوں کے وزن میں کمی ہوگی تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ میرے بندے کے نامۂ عمل میں کچھ نوافل بھی تو ہوں گے، ان کو شامل کرکے وزن پورا کرو۔[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیع درجات کے باوجود سنن اور نوافل کا اہتمام فرماتے تھے۔ جن سنتوں اور نفلوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام فرمایا، اور جن کے فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائے، ایک اُمتی کے لئے ان کا اہتمام بھی ضروری ہے، ہاں جو شخص اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا محتاج نہ سمجھتا ہو، اس سے گفتگو عبث ہے۔

آفس میں کام کی زیادتی کی وجہ سے ظہر کی سنتیں چھوڑنا

سوال:... آفس میں کام بہت ہوتا ہے، تو کیا میں ظہر کی سنتیں چھوڑ سکتا ہوں نماز مختصر کرنے کے لئے؟

جواب:... ظہر سے پہلے چار سنتیں مؤکدہ ہیں، ان کو حتی الوسع چھوڑنا نہیں چاہئے، اِختصار پسندی کا نزلہ نماز ہی پر کیوں گرایا جائے؟ دُوسرے غیرضروری کاموں کو بھی تو مختصر کیا جاسکتا ہے...![2]

کیا ظہر کی سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے؟

سوال:... میں ایک اسکول میں ٹیچر بھی ہوں، اس لئے اسکول سے واپسی پر تھکن اور دیر ہوجانے کی وجہ سے ظہر کی نماز کے

---

(۱) رواه الترمذی ج:۱ ص:۵۵، باب ان اوّل ما یحاسب به العبد یوم القیامة الصلاة۔ عن حریث بن قبیصة .... فقال (أبوهریرة) سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: إن أوّل ما یحاسب به العبد یوم القیامة من عمله صلٰوته، فإن صلحت فقد أفلح وأنجح، وإن فسدت فقد خاب وخسر، فإن انتقض من فریضة شیئًا قال الرب تبارک وتعالٰی: انظروا هل لعبدی من تطوع فیکمل بها ما انتقص من الفریضة ثم یکون سائر عمله علٰی ذالک۔ (ترمذی ج:۱ ص:۵۵ کتاب الصلاة، باب أوّل ما یحاسب به العبد یوم القیامة الصلاة)۔

(۲) عن عائشة قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من ثابر علٰی ثنتی عشرة رکعة من السُّنّة بنی الله له بیتًا فی الجنة، أربع رکعات قبل الظهر، ورکعتین بعدها، ورکعتین بعد المغرب، ورکعة بعد العشاء۔ رواه الترمذی۔ (معارف السُّنن ج:۴ ص:۵۵)۔ وعن عائشة رضی الله عنها أن النبی صلی الله علیه وسلم کان لَا یدع أربعًا قبل الظهر ورکعتین قبل الغداة۔ (معارف السُّنن ج:۴ ص:۱۰۲)۔ وسن مؤکدا أربع قبل الظهر .... ورکعتان بعد الظهر ...إلخ۔ (رد المحتار مع در المختار ج:۲ ص:۱۲-۱۵، کتاب الصلاة، مطلب فی السُّنن والنوافل)۔

صرف فرض ہی پڑھ پاتی ہوں، آپ یہ فرمائیے کہ اس سے میری ظہر کی نماز ادا ہو جائے گی یا صرف فرض پڑھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی؟

جواب:... ظہر کی نماز میں فرض رکعتوں سے پہلے چار سنت مؤکدہ ہیں، اور فرض کے بعد دو رکعت مؤکدہ ہیں، ان کو نہیں چھوڑنا چاہئے، آپ خواہ ذرا آرام کر کے پڑھ لیا کریں، مگر مؤکدہ سنتیں حتی الوسع نہ چھوڑا کریں۔[1]

وقت کی تنگی کی وجہ سے سنتیں ترک کرنا

سوال:... میں نویں جماعت کا طالب ہوں، ہمارا اسکول دوپہر کی شفٹ کا ہے، اور ظاہر ہے کہ ظہر کی نماز ہمیں اسکول میں ادا کرنی پڑتی ہے، اس طرح ہمیں اسکول میں نماز کے لئے صرف اتنا وقت ملتا ہے کہ صرف چار فرض ادا کئے جائیں، جبکہ ظہر کی نماز سے پہلے چار سنت مؤکدہ پڑھنے کا وقت نہیں ملتا، بتائیے ہم کیا کریں؟ نماز قضا کر کے کسی اور نماز کے ساتھ پڑھیں یا پھر چار فرض ہی پڑھ لیں؟

جواب:... نماز قضا تو نہ کی جائے، لیکن سنتوں کا چھوڑنا بُری بات ہے، اساتذہ سے اتنا وقت لینا چاہئے کہ سنتیں بھی پڑھ جاسکیں۔[2]

دُکان کھولنے کی وجہ سے سنن مؤکدہ چھوڑ دینا

سوال:... میں ایک دُکان میں کام کرتا ہوں، اور جب میں فرض نماز باجماعت پڑھ لوں تو اکثر فرض نماز کے بعد سنت مؤکدہ ہوتی ہیں، ان کو دُکان کھولنے کے سبب ترک کر دیتا ہوں، اس بارے میں مجھے تفصیل سے لکھ دیں۔

جواب:... دُکان کھولنے کی جلدی میں سنت مؤکدہ کا چھوڑ دینا جائز نہیں، ہاں! نوافل چھوڑ دیئے جائیں تو مضائقہ نہیں۔[3]

کیا سنت و نوافل مسجد میں پڑھنا افضل ہے؟

سوال:... ہم نے ان سے کہا کہ فرض نماز کے بعد کے سنت اور نوافل گھر پر پڑھنا افضل ہے، تو انہوں نے اس بات سے بھی انکار کیا کہ نہیں مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔

جواب:... نوافل اور سنت گھر پر پڑھنا افضل ہے، بشرطیکہ گھر پر اطمینان اور سکون سے پڑھ سکے، لیکن اگر گھر پر سکون و اطمینان سے پڑھنے کا موقع میسر نہ ہو، تو مسجد ہی میں پڑھ لینا بہتر ہے۔[4]

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنت نمازیں گھر میں ادا فرماتے تھے؟

سوال:... ہمارے خطیب صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض کے بعد کی نمازیں گھر میں اُدا کیا کرتے

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ کیجئے۔

(۲، ۳) السُّنّة المؤكدة قريبة من الواجب في لحوق الإثم ويستوجب تاركها التضليل واللوم. (شامي ج:۲ ص:۱۲).

(۴) الأفضل في السنن والنوافل في المنزل لقوله عليه السلام: صلاة الرجل في المنزل أفضل إلّا المكتوبة ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۱۳، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل).

تھے، اس لئے سنتیں وغیرہ گھر میں پڑھنی چاہئیں یہ بات دُرست ہے کہ نہیں؟ اگر دُرست ہے تو کیا فرض نماز سے پہلے کی سنت گھر میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... سنتیں گھر ہی میں پڑھنے کا حکم ہے، مگر آج کل گھروں کا ماحول اطمینان و سکون کا نہیں رہا، اس لئے مسجد ہی میں سنتیں پڑھ لی جاتی ہیں۔ اگر کسی کو گھر میں پڑھنے میں زیادہ سکون و اطمینان ہو تو گھر میں پڑھنا ہی افضل ہے۔ (۱)

سنتِ مؤکدہ کا ترک کرنا کیسا ہے؟

سوال:... سنتِ مؤکدہ کن مجبوریوں کی بنا پر ترک کی جاسکتی ہے؟ کیا انہیں وقت گزرنے کے بعد بھی ادا کیا جاسکتا ہے؟

جواب:... سفر، مرض یا وقت کی تنگی کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تو دُوسری بات ہے، ورنہ سنتِ مؤکدہ کا ترک کرنا بہت بُرا ہے۔ (۲) وقت گزرنے کے بعد سنت کی قضا نہیں ہوسکتی، اور فجر کی سنتیں نصف النہار سے پہلے پہلے پڑھ لینی چاہئیں۔ (۳)

سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

سوال:... سنتیں آدمی مسجد میں بھی پڑھ سکتا ہے اور گھر پر بھی، سنا ہے گھر پر پڑھنا افضل ہے؟

جواب:... گھر پر سنتیں پڑھنا افضل ہے، مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ گھر کا ماحول پُرسکون ہو اور اس کو گھر جاتے ہی گھریلو کاموں کی تشویش لاحق نہ ہوجائے، اگر ایسا اندیشہ ہو تو مسجد میں سنتیں پڑھنا افضل ہے۔ (۴)

کیا سنت و نفل نماز میں وقتِ نماز کی نیت شرط ہے؟

سوال:... کیا سنت اور نوافل میں بھی وقتِ نماز کی نیت کرنی چاہئے؟

جواب:... سنت و نفل کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے، اس میں وقت اور رکعات کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ (۵)

---

(۱) الأفضل فی السُّنن والنوافل فی المنزل لقوله علیه السلام: صلاة الرجل فی المنزل أفضل إلّا المکتوبة ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۱۳، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل).

(۲) ان السُّنّة المؤکدة والواجب متساویان رتبة فی استحقاق الإثم بالترک ...إلخ. (شامی ج:۲ ص:۱۷۷).

(۳) ولَا یقضیها إلّا بطریق التبعیة، وفی الشامیة: أی لا یقض سنة الفجر إلّا إذا فاتت مع الفجر فیقضیها تبعا لقضائه لو قبل الزوال ...إلخ. (درمختار مع الشامی ج:۲ ص:۵۷). أیضًا: وقال محمد تقضی إذا ارتفعت الشمس قبل الزوال واحتج بحدیث لیلة التعریس انه صلی الله علیه وسلم قضاهما بعد طلوع الشمس قبل الزوال فصار ذالک وقت قضائهما .... ولهٰذا لَا یقضی غیرهما من السُّنن ولَا هما یقضان بعد الزوال. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۸۸، فصل وأما بیان أن السُّنّة إذا فاتت عن وقتها).

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر۱۔

(۵) وکفی مطلقًا نیة الصلاة ...إلخ. (درمختار ج:۱ ص:۴۱۷)، أیضًا: ویکفیه مطلق النیة للنفل والسُّنّة والتراویح وهو الصحیح ...... (وبعد أسطر) ولَا یشترط نیة عدد الرکعات. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۵، ۶۶ باب النیة).

سنت، نفل، وتر کی اکٹھی نیت دُرست نہیں

سوال:... کیا ہم اکٹھی رکعت کی نیت باندھ سکتے ہیں؟ یعنی مثلاً: عشاء کی نماز کے فرض امام کے ساتھ پڑھ کر باقی ۲ سنت، ۲ نفل، ۳ وتر، ۲ نفل کی ایک ہی دفعہ نیت باندھ لی جائے۔

جواب:... سنت، نفل، وتر الگ الگ نمازیں ہیں، ان کی اکٹھی نیت باندھنا دُرست نہیں۔ [۱]

کیا سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پڑھی جاتی ہے؟

سوال:... فرض نماز اور سنت کی نیت میں کیا فرق ہے؟ کیونکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرض اللہ تعالیٰ کے لئے اور سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پڑھی جاتی ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... سنت نماز بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے پڑھی جاتی ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں پڑھی جاتی ہے، اس لئے فرض اور سنت کی نیت میں کوئی فرق نہیں، بس ایک کے لئے فرض کی نیت کی جاتی ہے اور دُوسری کے لئے سنت کی، عبادت دونوں اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے۔ [۲]

فرض سے پہلے وتر اور سنتیں پڑھنا صحیح نہیں

سوال:... ہمارے گاؤں میں دو شخص عشاء کی سنتِ مؤکدہ اور وتر فرضوں سے پہلے یعنی جماعت ہونے سے پہلے پڑھ لیتے ہیں، اور جماعت دیر سے ہوتی ہے، اس لئے وہ ایسا کرتے ہیں، آیا اس طرح نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... یہ تو ظاہر ہے کہ فرض کے بعد کی مؤکدہ سنتیں تو بعد ہی میں ہوسکتی ہیں، کیونکہ وہ فرض کے تابع ہیں، یہی وجہ ہے کہ اگر فرض و سنت پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ فرض نماز نہیں ہوئی تو فرض کے ساتھ بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں گی، جب تک فرض نماز ہی نہیں پڑھی، بعد کی سنتیں کیسے ادا ہوسکتی ہیں؟ وتر کی نماز اگرچہ مستقل نماز ہے، فرض کے تابع نہیں، لیکن عشاء اور وتر میں ترتیب لازم ہے، اس لئے وتر کا عشاء کے فرض سے پہلے ادا کرنا صحیح نہیں، [۳] البتہ اگر فرض سنت اور وتر ادا کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض نماز کسی وجہ سے صحیح نہیں ہوئی تھی تو فرض اور سنت کا اعادہ لازم ہے، مگر وتر صحیح ہوگئے۔ [۴]

---

(۱) الواجبات والفرائض لَا تتأدى بمطلق النية إجماعًا ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۵، کتاب الصلاة).

(۲) قوله تعالىٰ: "وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ" (طٰه:۱۴). ويكفيه مطلق النية للنفل والسُّنّة .... (وبعد أسطر) والإحتياط في السنن أن ينوى الصلاة متابعًا لرسول الله صلى الله عليه وسلم، كذا في الذخيرة. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۵).

(۳) أما قولهم أنه لَا وقت لها فليس كذالك بل لها وقت وهو وقت العشاء إلَّا ان تقديم العشاء عليها شرط عند التذكر. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۷۱، فصل وأما الصلاة الواجبة فنوعان صلاة الوتر وصلاة العيدين).

(۴) حتى لو تبين أن العشاء صلاها بلا طهارة دون التراويح والوتر اعاد التراويح مع العشاء دون الوتر .... واما اعادة التراويح وسائر سنن العشاء فمتفق عليها ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۱۵، وأيضًا البحر الرائق ج:۱ ص:۲۵۹).

کیا فجر کی سنتوں کی بھی قضا ہوتی ہے؟

سوال:... قضا نماز میں صرف فرض پڑھے جاتے ہیں، مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز قضا ہوجائے تو اس کی سنتیں بھی پڑھنی چاہئیں، اگر یہ اس وجہ سے ہے کہ فجر کی سنتیں مؤکدہ ہیں، تو پھر ظہر کی بھی مؤکدہ ہیں، کیا ان کی بھی قضا پڑھنی چاہئے؟

جواب:... فجر کی سنتوں کی تاکید بہت زیادہ ہے، اس لئے اگر نمازِ فجر فوت ہوجائے تو سورج طلوع ہونے کے بعد زوال سے پہلے اس کو سنتوں سمیت پڑھنے کا حکم ہے، لیکن اگر زوال سے پہلے نمازِ فجر قضا نہیں کی تو بعد میں صرف فرض پڑھے جائیں، وقت نکل جانے کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ باقی کسی سنت کی قضا نہیں۔ (۱)

قضا سنت کی نیت کس طرح کریں؟

سوال:... محترم! آپ نے فرمایا ہے کہ فجر کی نماز اگر قضا ہوجائے تو دوپہر سے پہلے سنتوں کے ساتھ قضا کرنی چاہئے۔ تو محترم! سوال یہ ہے کہ قضا سنتوں کی نیت کس طرح ہوگی؟

جواب:... بس سنتِ فجر کی نیت کرلینا کافی ہے۔ (۲)

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو بعد طلوع پڑھیں

سوال:... اخبار جنگ میں "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے زیرِ عنوان آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ: "صبحِ صادق کے بعد سنتِ فجر کے علاوہ نوافل مکروہ ہیں، سنتوں سے پہلے بھی اور بعد بھی۔" اس سلسلے میں وضاحت طلب بات یہ ہے کہ اگر کسی کی سنتیں رہ جائیں اور وہ سنتیں پڑھے بغیر فجر کی جماعت میں شریک ہوجائے تو یہ بتایا گیا ہے کہ اب سورج طلوع ہونے کے بعد سنتیں پڑھے، تو جب صرف نوافل مکروہ ہیں تو سنتوں پر یہ پابندی کیوں ہے؟ سنتیں تو نوافل کی تعریف میں نہیں آتیں۔

جواب:... اس مسئلے میں سنتوں اور نفلوں کا ایک ہی حکم ہے، فرض کے بعد طلوع سے پہلے فجر کی سنتیں پڑھنا بھی دُرست نہیں۔ (۳)

نمازِ فجر کے بعد فجر کی سنتیں ادا کرنا

سوال:... نمازِ فجر کی دو رکعت سنت کے بارے میں سنا ہے کہ یہ فرض نماز سے قبل لازماً ادا کرنی چاہئے، لیکن ہمارے محلے کی

---

(۱) والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها إلّا ركعتي الفجر إذا فاتتا مع الفرض يقضيهما بعد طلوع الشمس إلى وقت الزوال ثم يسقط هٰكذا في المحيط السرخسي ...... وإذا فاتتا بدون الفرض لَا يقضي عندهما خلافًا لمحمد ...إلخ. (الهندية ج:۱ ص:۱۱۲، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل).

(۲) ويكفيه مطلق النية للنفل والسُّنَّة ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۱۲، الباب التاسع في النوافل).

(۳) وإذا فاتته ركعتا الفجر لَا يقضيها قبل طلوع الشمس ...إلخ. (هداية ج:۱ ص:۱۵۲). أيضًا: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس. (جامع ترمذي ج:۱ ص:۵۷، باب ما جاء في إعادتهما بعد طلوع الشمس).

مسجد میں یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ نمازی حضرات مذکورہ سنتوں کو چھوڑ کر فرض نماز باجماعت پڑھ لیتے ہیں، اور نماز فرض مکمل ہونے پر اکیلے کھڑے ہوکر دو رکعت سنت ادا کرلیتے ہیں۔

جواب:... فقہِ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر جماعت کی دُوسری رکعت (بلکہ تشہد بھی) مل جانے کی توقع ہو تو کسی الگ جگہ پر فجر کی سنتیں پہلے ادا کرے، تب جماعت میں شریک ہو، ورنہ جماعت میں شریک ہوجائے[۱] اور سنتیں سورج نکلنے کے بعد اشراق کے وقت پڑھے۔[۲] فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک نفل نماز ممنوع ہے، البتہ قضا نمازیں، سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ جائز ہے۔[۳]

سنن مؤکدہ میں سے صبح کی مؤکدہ سنتوں کی افضلیت کی کیا وجہ ہے؟

سوال:... پانچوں وقت کی سنت مؤکدہ میں صبح کی دو رکعات سنت مؤکدہ کو افضل کہا جاتا ہے، افضلیت کی وجہ سے آگاہی بخشی جائے۔

جواب:... نمازِ فجر کی سنتوں کی حدیث شریف میں بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔[۴]

فجر کی جماعت کھڑی ہوجائے تو سنتیں کب ادا کی جائیں؟

سوال:... فجر کی نماز کے لئے جماعت کھڑی ہوجاتی ہے، کیا بعد میں آنے والا شخص جلدی سے سنت ادا کرسکتا ہے؟ جبکہ خدشہ لاحق ہو کہ کم از کم ایک رکعت تو باجماعت نہیں مل سکے گا، اگر اسے پہلے رکعت کے ساتھ شامل ہونا ہے تو سنت کی ادائیگی کب کرے گا؟ کیا جماعت کے فوری بعد سنت ادا کئے جاسکتے ہیں؟ یا طلوعِ آفتاب کے بعد؟ طلوعِ آفتاب کے بعد سنت کی ادائیگی کے لئے کیا وہاں بیٹھے رہنا ضروری ہے یا کام کاج میں لگا جاسکتا ہے؟

جواب:... اگر اس شخص کو اِطمینان ہو کہ سنت فجر ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہوسکتا ہے، تو اس کو چاہئے کہ کسی الگ جگہ میں سنتیں پڑھنے کے بعد جماعت میں شریک ہوجائے، اور اگر یہ خیال ہو کہ سنتیں پڑھنے کی صورت میں جماعت فوت

---

(۱) ومن انتهى إلى الإمام في صلٰوة الفجر وهو لم يصل ركعتي الفجر إن خشي أن تفوته ركعة ويدركه الأخرىٰ يصلّي ركعتي الفجر عند باب المسجد ثم يدخل لأنه أمكنه الجمع فضيلتين وان خشي فوتها دخل مع الإمام۔ (هداية ج:۱ ص:۱۵۲)۔ وفي حاشية الهداية: قوله مع الإمام وحكي عن الفقيه ابي جعفر انه علىٰ قول أبي يوسف وأبي حنيفة يصلي ركعتي الفجر ان رجأ وجدان القعدة أيضًا لأن إدراك التشهد عندهما كإدراك كله. (حاشيه نمبر ۱۱ هداية ج:۱ ص:۱۵۲، باب إدراك الفريضة، كذا في الهندية ج:۱ ص:۱۲۰، الباب العاشر في إدراك الفريضة)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ کیجئے۔

(۳) وكره نفل .... ولو سنة الفجر بعد صلاة الفجر .... لَا يكره قضاء فائتة .... وسجدة تلاوة وصلاة جنازة ...إلخ۔ (درمختار ج:۱ ص:۳۷۵، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، وأيضًا البحر ج:۱ ص:۲۶۴)۔

(۴) والسنن آكدها سنة الفجر لما في الصحيحين عن عائشة رضي الله عنها لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم علىٰ شيء من النوافل أشد تعاهدا منه علىٰ ركعتي الفجر، وفي مسلم ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها، وفي أبي داوٗد ولَا تدعوا ركعتي الفجر ولو طردتكم الخيل۔ (شامي ج:۲ ص:۱۴، كتاب الصلاة، مطلب في السُّنن والنوافل)۔

ہو جائے گی تو سنتیں نہ پڑھے بلکہ نماز میں شریک ہو جائے اور سنتیں سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔[۱]

فجر کی سنتیں کب ادا کریں؟

سوال:... فجر کی سنتیں اگر باجماعت نماز کھڑی ہو اور دُوسری رکعت کے رُکوع میں ہو تو سنتیں چھوڑی جاتی ہیں، تو پھر سنتیں کس وقت ادا کی جائیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد فوراً سنتیں ادا کی جائیں۔

جواب:... نمازِ فجر کے بعد نوافل پڑھنے کی بہت سی احادیث میں ممانعت آئی ہے، اس لئے اگر فجر کی سنتیں پہلے نہ پڑھی جاسکیں تو ان کو نمازِ فجر کے بعد پڑھنا جائز نہیں، بلکہ سورج نکلنے کے بعد اشراق کے وقت پڑھے۔[۲]

اگر امام فجر کی نماز پڑھا رہا ہو تو سنتیں کس جگہ پڑھی جائیں؟

سوال:... ایک بزرگ فجر کی سنتوں کے متعلق مسائل بیان فرما رہے تھے، تو انہوں نے فرمایا: جب جماعت کھڑی ہو تو وہاں پر سنتوں کا پڑھنا دُرست نہیں ہے، مگر بیچ میں اگر کوئی چیز حائل ہو، مثلاً دیوار ہو، ستون ہو، یا کوئی پردہ وغیرہ ہو تو اس کے پیچھے پڑھنا دُرست ہے۔ مگر ایک دُوسرے صاحب نے کہا کہ صرف دیوار یا پردہ ہونا کافی نہیں ہے، بلکہ جہاں تک اِمام کی قراءت کی آواز جائے وہاں تک سنتوں کا پڑھنا جائز نہیں۔ آپ اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:... اگر مسجد کے دو حصے ہوں، اِمام اندر کے حصے میں نماز پڑھا رہا ہو تو صحن یا برآمدے میں سنتیں پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر ایسے دو حصے نہ ہوں تو کسی چیز کی اوٹ میں ہو کر پڑھنا جائز ہے۔[۳]

فجر کی سنتوں کی تقدیم و تاخیر پر علمی بحث

سوال:... دو سنت فجر، فرض نماز کھڑی ہونے کے بعد پڑھنا کیسا ہے؟ اس سلسلے میں ایک دفعہ آپ کو تحریر کیا تھا جس میں

---

(۱) وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لإشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل وإلّا بأن رجا إدراك ركعة في ظاهر المذهب، وقيل التشهد لَا يتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكانًا، وإلّا تركها، لأن ترك المكروه مقدم على فعل السُّنّة، (قوله: وإلّا تركها) فإن كان الإمام في الصيفي فصلوته اياها في الشتوى أخف من صلوتها في الصيفي وعكسه، وأشد ما يكون كراهة أن يصليها مخالطًا للصف كما يفعله كثير من الجهلة. (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۲ ص:۵۶، ۵۷).

(۲) وإذا فاتته ركعتا الفجر لَا يقضيها قبل طلوع الشمس لأنى يبقى نفلًا مطلقًا وهو مكروه بعد الصبح. (هداية ج:۱ ص:۱۳۲، باب إدراك الفريضة). أيضًا: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس. (ترمذی ج:۱ ص:۵۷، باب ما جاء في إعادتهما بعد طلوع الشمس).

(۳) ثم السُّنّة المؤكدة التي يكره خلافها في سُنّة الفجر وكذا في سائر السُّنن، هو أن لَا يأتي بها مخالطًا للصف بعد شروع القيام في الفريضة ولَا خلف الصف من غير حائل، وإن يأتي بها إما في بيته وهو أفضل، أو عند باب المسجد إن أمكنه ذالك بأن كان، ثم موضع يليق للصلوٰة، وإن لم يمكنه ذالك ففي المسجد الخارج إن كانوا يصلون في الداخل. أو في الداخل إن كانوا في الخارج، إن كان هناك مسجدان: صيفيّ وشتويّ، وإن كان المسجد واحدًا فخلف اسطوانة، ونحو ذالك كالعمود والشجر وما أشبههما في كونهما حائلًا، والإتيان بها خلف الصف من غير حائل مكروه، ومخالطًا للصف كما يفعله كثير من الجهال أشد كراهة لما فيه من مخالفة الجماعة أيضًا. (حلبي كبير ص:۳۹۶، فصل في النوافل، فروع).

حضرت نے کہا تھا کہ حدیثِ تقریری پر حدیث قولی مقدم ہوتی ہے، اور صحابہؓ کے آثار بھی موجود ہیں کہ قیامِ فرض کے بعد جماعت میں شامل ہونے سے قبل دو سنت پڑھنا بہتر ہے، ورنہ طلوعِ شمس کے بعد پڑھے۔

۱:... قولی حدیث کہ سنتِ فجر بعد طلوعِ شمس پڑھو۔ (ترمذی جلد:۱)

۲:... قولی حدیث کہ سنتِ فجر بعد جماعت پڑھو، اگر جماعت کھڑی ہوجائے۔ (صحاحِ ستہ کی کسی کتاب میں ہے)

۳:... فرض نماز کھڑی ہونے کے بعد کوئی نماز نہیں۔

۴:... سنت کو جماعت کے درمیان پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار جلد:۱)

۵:... صبح کے فرض کے بعد سنت پڑھ سکتا ہے۔ (ہدایہ جلد:۱، شرح وقایہ)

۶:... جس نے فجر تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کہی گئی، تو نماز توڑ ڈالے، اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا ہو۔ (شرح وقایہ، ہدایہ)

(جب فرض نہیں پڑھ سکتا تو سنت کیوں پڑھے)

اب صرف یہ پوچھنا ہے کہ قولی حدیث دونوں طرف ہے، تقریری حدیث کا قاعدہ ساقط ہوگیا۔

ہماری فقہ بھی اس بات کی اجازت دے رہی ہے کہ صبح کی نماز کے بعد دو سنت پڑھ سکتا ہے اگر بوقتِ ضرورت ہم بھی ایسا ہی کرلیں تو کیا حرج ہے؟ اگر وقت ہو تو بعد طلوعِ شمس ادا کرلیں۔

جواب:... ہمارے ائمہ کے نزدیک بالاتفاق فجر کی قضا شدہ سنتوں کو فرض کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے پڑھنے کی اجازت نہیں[۱]، آپ نے نمبر:۵ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے جو لکھا ہے کہ: ''صبح کے فرض کے بعد سنت پڑھ سکتا ہے'' یہ صحیح نہیں، میں نے ہدایہ، شرح وقایہ دونوں کو دیکھا، دونوں میں ممانعت لکھی ہے، ہدایہ کی عبارت یہ ہے:

''واذا فاتته رکعتا الفجر لَا یقضیهما قبل طلوع الشمس لأنه یبقیٰ نفلًا ملطقًا وھو مکروه بعد الصبح.'' (ہدایہ ج:۱ ص:۱۵۹، باب ادراک الفریضۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

۱:... قولی حدیث طلوعِ شمس کے بعد پڑھنے کی ترمذی (ج:۱ ص:۵۷، باب ما جاء فی اعادتهما بعد طلوع الشمس) کی ہے۔[۲]

یہ روایت مستدرک حاکم (ج:۱ ص:۲۷۴) میں بھی ہے، امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

۲:... قولی حدیث ''سنتِ فجر بعد نماز پڑھو'' مجھے کسی کتاب میں نہیں ملی، البتہ ایک واقعہ ابوداؤد اور ترمذی میں ہے کہ: ''ایک

---

(۱) ولَا یصلی أحد عند طلوع الشمس وعند الزوال وعند الغروب .... فأما الصلاة فی الأوقات الثلاثة فالأصل ما رویٰ عن النبی صلی الله علیه وسلم فی الآثار المتواترة أنه نهی عن الصلاة فی هذه الأوقات الثلاثة، منها حدیث ابن عمر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم لَا یتحری أحدکم فیصلی عند طلوع الشمس، ولَا عند غروبها فإنها تطلع بین قرنی شیطان. (شرح مختصر الطحاوی ج:۱ ص:۵۲۷، طبع دار السراج، بیروت).

(۲) الفاظ حدیث: عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلها بعد ما تطلع الشمس. (ترمذی ج:۱ ص:۵۷، باب ما جاء فی إعادتهما بعد طلوع الشمس).

شخص نے فجر کی نماز کے بعد سنتیں پڑھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: صبح کی چار رکعتیں ہیں؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ فرمایا: فلا اذن! (پھر نہیں)۔'' یہ روایت اوّل تو کمزور ہے، علاوہ ازیں ہمارے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ: ''تب بھی جائز نہیں!''[1]

۳:... یہ حدیث صحیح ہے کہ: ''جب فرض نماز کی اِقامت ہوجائے تو فرض کے سوا کوئی اور نماز نہیں''[2] اسی لئے ہمارے ائمہ احناف فرماتے ہیں کہ مسجد میں نہ پڑھی جائیں، بلکہ خارجِ مسجد یا کسی اوٹ میں پڑھی جائیں۔ جیسا کہ آپ نے نمبر:۴ میں درمختار سے نقل کی ہے، عین صف میں پڑھنا مکروہ ہے۔[3]

۵:... جماعت کی نماز کھڑی ہوجائے تو فرض نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہونے کا حکم ہے، کیونکہ تنہا نماز کے بجائے جماعت کے ساتھ پڑھے گا۔ لیکن سنت چھوڑ کر جماعت میں شریک ہوگا تو سنتیں قضا ہوجائیں گی، جبکہ ان کے پڑھنے کی تاکید ہے۔ بہرحال فجر کے بعد سنتیں پڑھنے کی اجازت نہیں، متواتر احادیث میں فجر اور عصر کے بعد نماز کی ممانعت آئی ہے۔[4]

سنتیں پڑھنے کے دوران اَذان یا اِقامت کا ہوجانا

سوال:... اَذان یا اِقامت ہو تو سنتوں کی نماز ختم کردینی چاہئے یا نہیں؟

---

(۱) حدثنا .... محمد عن سعيد بن سعيد عن محمد بن إبراهيم عن جده قيس قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فأقيمت الصلاة فصليت معه الصبح ثم انصرف النبي صلى الله عليه وسلم فوجدني أصلي فقال: مهلًا يا قيس! أصلاتان معًا؟ قلت: يا رسول الله! إنه لم أكن ركعت ركعتي الفجر، قال: فلا إذًا، .... قال أبو عيسى: وانما يروى هذا الحديث مرسلًا .... قال أبو عيسى: وسعد بن سعيد هو أخو يحيى ابن سعيد الأنصاري وقيس هو جد يحيى بن سعيد ويقال: هو قيس بن عمرو، ويقال: هو قيس بن فهد، واسناد هذا الحديث ليس بمتصل محمد بن إبراهيم التيمي لم يسمع من قيس ...إلخ. (جامع الترمذي ج:۱ ص:۵۷)۔ قال العلامة البنوري رحمه الله:......... فلا إذن .... واختلف الحنفية والشافعية في مراده فقال الحنفية: معناه: فلا تصل إذن، وإن لم تصلهما فكان قوله صلى الله عليه وسلم للإنكار .... ثم إن إستعمال قوله "فلا إذن" للإنكار كثير منها ما في صحيح مسلم: قال: شيخنا: لما سبق إنكاره صلى الله عليه وسلم فسكوته بعده لَا يدل على الإذن۔ (معارف السُّنن ج:۴ ص:۹۳، ۹۲)۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: معارف السُّنن ج:۴ ص:۹۳ تا ۹۸، تحقيق قوله "فلا إذن" بذل المجهود ج:۲ ص:۲۶۴، باب من فاتته حتى يقضيها، طبع إمدادية)۔

(۲) عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلّا المكتوبة۔ (صحيح مسلم ج:۱ ص:۲۴۷، أبو داؤد ج:۱ ص:۱۸۰)۔

(۳) وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لإشتغاله بسُنّتها تركها .... وإلّا لَا يتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكانًا وإلّا تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السُّنّة، (قوله عند باب المسجد) .... فإن لم يكن على باب المسجد موضع للصلاة يصليها في المسجد خلف سارية من سواري المسجد، وأشدها كراهة أن يصليها مخالطًا للصف مخالفًا للجماعة۔ (ردالمحتار مع الدر المختار ج:۲ ص:۵۶، أيضًا: عالمگيری ج:۱ ص:۱۱۳)۔

(۴) عن ابن عباس قال: شهد عندي رجال مرضيون وارضاهم عندي عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب۔ (بخاری ج:۱ ص:۸۲، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، أيضًا: شرح مختصر الطحاوي ج:۱ ص:۵۳۷، طبع دار السراج، بيروت)۔

جواب:...اَذان پر سنتوں کی نماز ختم کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ اِقامت کے بارے میں سوال ہوسکتا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر غیرمؤکدہ سنتوں یا نفلوں کی نیت باندھ رکھی ہو تو دو رکعت پوری کرکے سلام پھیر دے،[1] اور اگر ظہر یا جمعہ سے پہلے کی چار سنتیں پڑھ رہا تھا کہ ظہر کی نماز کھڑی ہوگئی یا جمعہ کا خطبہ شروع ہوگیا تو ان کو پورا کرے، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے دوگانے میں ہو تو دو رکعت پوری کرکے سلام پھیر دے، اور بعد میں چار رکعتوں کی قضا کرے،[2] اور اگر دُوسرے دوگانے میں ہو تو چار رکعتوں کو پورا کرلے، درمیان میں نہ توڑے۔[3]

ظہر اور عشاء کی سنتیں اگر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں؟

سوال:...اگر ایک شخص نمازِ ظہر کی پہلی چار سنتیں ادا نہیں کرسکتا اور جماعت کھڑی ہوچکی ہے اور وہ جماعت کی نماز اِمام صاحب کے ساتھ پڑھ لیتا ہے تو بعد میں اس شخص کے لئے کیا حکم ہے کہ وہ پہلی چار سنتیں کس طرح ادا کرے؟ جبکہ ظہر کی پہلی چار سنتیں مؤکدہ ہیں اور عشاء کی پہلی چار سنتیں غیرمؤکدہ ہیں۔

جواب:...ان کو فرضوں کے بعد پڑھے، پہلے دو رکعتیں بعد والی پڑھ لے، پھر چار رکعتیں پہلے والی پڑھے، اگر پہلے چار، پھر دو پڑھ لے تب بھی صحیح ہے۔[4]

فرض سے پہلے والی چار رکعت سنتوں میں سے صرف دو رکعت پڑھ سکا تو کیا کرے؟

سوال:...فرضوں سے قبل ادا کی جانے والی سنتیں اگر چار رکعتیں ہوں اور وقت دو رکعتوں کا ہو، یعنی جماعت کھڑی ہونے میں صرف دو منٹ باقی ہوں، تو کوئی آدمی لاعلمی کی وجہ سے سنتیں پڑھنا شروع کردیتا ہے تو دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتا ہے، کیونکہ جماعت کھڑی ہوگئی ہے، تو کیا فرضوں کے بعد اس کو پھر سے چار سنتیں ادا کرنا پڑیں گی یا دو جو پہلے ادا کی جاچکی ہیں وہ پہلے والی اور دو سنتیں اور پڑھ لینی چاہئیں؟

---

(۱) ولو شرع فی التطوع ثم اقیمت المکتوبة اتم الشفع الذی فیه ولا یزید علیه کذا فی محیط السرخسی۔ (هندیة ج:۱ ص:۱۲۰، کتاب الصلاة، الباب العاشر فی إدراک الفریضة).

(۲) ولو کان فی السنة قبل الظهر والجمعة فاقیم أو خطب یقطع علٰی رأس الرکعتین، یروی ذٰلک عن أبی یوسف رحمه الله تعالٰی وقد قیل یتمها، کذا فی الهدایة. (هندیة ج:۱ ص:۱۲۰، کذا فی البحر ج:۲ ص:۷۲، باب إدراک الفریضة).

(۳) ثم اعلم ان هذا کله حیث لم یقم إلی الثالثة أما إن قام إلیها وقیدها بسجدة ففی روایة النوادر یضیف إلیها رابعة ویسلم ...إلخ۔ (شامی ج:۲ ص:۵۴، مطلب صلٰوة رکعة واحدة باطلة).

(۴) وأما الأربع قبل الظهر إذا فاتته وحدها بأن شرع فی صلٰوة الإمام ولم یشتغل بالأربع فعامتهم علٰی أنه یقضیها بعد الفراغ من الظهر ما دام الوقت باقیا وهو الصحیح، هٰکذا فی المحیط وفی الحقائق یقدمها الرکعتین عندهما، وقال محمد رحمه الله تعالٰی: یقدم الأربع وعلیه الفتوٰی. (هندیة ج:۱ ص:۱۱۲، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، وأیضًا فی الشامی ج:۲ ص:۵۸، وأیضًا فی البحر ج:۲ ص:۸۱).

جواب:... ظہر سے پہلے کی چار سنتیں مؤکدہ ہیں،[1] اگر وقت کم ہو تو ان کو جماعت سے پہلے شروع ہی نہ کیا جائے اور اگر غلطی سے شروع کرلی تھیں تو ان کو پورا کرکے سلام پھیرے،[2] اور اگر دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو فرض نماز کے بعد چار رکعت پڑھے،[3] اور عصر اور عشاء سے پہلے کی چار سنتیں غیرمؤکدہ ہیں، اگر ان کے دوران جماعت کھڑی ہوجائے تو دو رکعت پر سلام پھیر دے، باقی دو رکعتیں بعد میں پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں۔[4]

ظہر کی چار سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھ سکیں تو کب پڑھیں؟

سوال:... اگر فرض نماز سے پہلے کے سنت مثلاً: ظہر کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت اگر فوت ہوجائیں تو کیا فرض نماز کے بعد اَدا کرنا ضروری ہے؟ اگر ضروری ہے تو کس ترتیب سے ادا کی جائیں؟ یعنی پہلے ادا کی جائیں یا آخر میں؟

جواب:... اگر ظہر سے پہلے کی چار سنتیں فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو بعد میں پڑھ لے، خواہ بعد کی دو سنتیں پہلے اور چار سنتیں بعد میں پڑھے، یا اس کے برعکس۔[5]

اَذان سے قبل سنتیں ادا کرنا

سوال:... کسی مسجد میں جاکر ظہر کی سنتیں ادا کریں کیونکہ ظہر کا وقت ہوچکا ہے، اگر اس مسجد میں اَذان بعد میں ہو تو کیا ہمیں سنتوں کو لوٹانا پڑے گا؟

جواب:... اگر آپ مسجد میں جاکر سنتیں پڑھ چکے ہیں، اور اَذان بعد میں ہوتی ہے، تو سنتوں کو لوٹانا ضروری نہیں۔[6]

سنتوں کے دوران جماعت کھڑی ہوجائے تو کیا دُوسری رکعت میں سلام پھیر دے؟

سوال:... اگر آدمی نماز کے لئے چار رکعت کی نیت کرتا ہے اور فرض نماز باجماعت شروع ہوگئی ہے تو نمازی جان بوجھ کر اگر دُوسری رکعت میں ہی سلام پھیر دے تو کیا نماز ہوجائے گی؟

---

(۱) سن ...... وقبل الظهر ...... أربع ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۱۲، وأيضًا درمختار مع شامی ج:۲ ص:۱۲).

(۲) واختلفوا فی السنة قبل الظهر أو الجمعة إذا اقيمت أو خطب الإمام فالصحيح انه يتمها أربعا ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۷۶).

(۳) ولو أفسدها قضى أربعا ...إلخ. (شامی ج:۲ ص:۱۱، مطلب فی لفظة ثمان)، وایضاً حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ھذا۔

(۴) ولو شرع فی التطوع ثم اقيمت المكتوبة أتم الشفع الذی فيه ولَا يزيد عليه، كذا فی محيط السرخسی. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۲۰، كتاب الصلاة، الباب العاشر فی إدراك الفريضة).

(۵) وأما الأربع قبل الظهر إذا فاتته وحدها بأن شرع فی صلاة الإمام ولم يشتغل بالأربع فعامتهم على أنه يقضى بعد الفراغ من الظهر ما دام الوقت باقيًا، وهو الصحيح، هكذا فی المحيط. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۱۲، الباب التاسع فی النوافل).

(۶) ومنها الوقت لأن الوقت كما هو سبب لوجوب الصلٰوة فهو شرط لأدائها ...إلخ. (بدائع ج:۱ ص:۱۲۱).

جواب:... اگر آپ نے سنتوں کی نیت باندھی، ادھر جماعت کھڑی ہوگئی، تو دو رکعت پر سلام پھیر دینا صحیح ہے، سنتیں بعد میں پڑھ لیں۔[1]

سنتِ مؤکدہ کی آخری دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورۃ پڑھنی ضروری ہے

سوال:... کیا سنتِ مؤکدہ کی آخری دو رکعتوں میں الحمد شریف اور سورۃ پڑھنا لازمی ہے، یا صرف سورۃ بھی پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:... سنتِ مؤکدہ، غیرمؤکدہ، نفل اور وتر کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا واجب ہے، ورنہ نماز نہیں ہوگی،[2] اور اگر سورۂ فاتحہ بھول گیا یا سورۃ ملانا بھول گیا سجدۂ سہو واجب ہوگا،[3] صرف فرض نماز ایسی ہے کہ اس کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت فرض ہے، پچھلی دو رکعتوں میں قراءت فرض نہیں،[4] بلکہ سورۂ فاتحہ بطور استحباب پڑھی جاتی ہے۔[5]

سنتوں کے لئے جگہ بدلنا

سوال:... باجماعت نماز پڑھنے کے بعد اکثر لوگوں کو اپنی جگہ بدلتے دیکھا ہے، کیا ایسا کرنا دُرست ہے؟ اگر دُرست ہے تو کس سمت کو جگہ بدلنی چاہئے؟ (نیز ایسا کرنا سنت ہے یا بدعت؟)۔ اِمام بھی ایسا ہی کرتا ہے کہ باجماعت نماز پڑھانے کے بعد محراب چھوڑ کر پیچھے چلا آتا ہے، اور اپنی جگہ کسی اور کو بھیج دیتا ہے، کیا یہ بھی کوئی سنت ہے؟

جواب:... فرض نماز سے فارغ ہوکر اِمام اور مقتدی دونوں کے لئے جگہ بدل لینا مستحب ہے۔ سنن ابوداؤد (ج:۱ ص:۱۴۴) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے:

"ایعجز احدکم ان یتقدم او یتأخر عن یمینه او عن شماله یعنی فی السبحة۔"

ترجمہ:... "کیا تم میں سے ایک آدمی اس بات سے قاصر ہے کہ فرض نماز کے بعد جب سنت شروع کرے تو ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہولیا کرے۔"

---

(۱) ولو کان فی السُّنَّة قبل الظهر والجمعة فأقیم أو خطب یقطع علی رأس الرکعتین ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۰، کتاب الصلاة، الباب العاشر فی إدراک الفریضة)۔

(۲) (قوله وکل النفل والوتر) أی القراءة فرض فی جمیع رکعات النفل والوتر ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۶۰، وأیضًا در مع الرد ج:۲ ص:۲۹، مطلب فی صلاة الحاجة)۔

(۳) وإن کان فی النفل والوتر وجب علیه لوجوبها فی الکل ...إلخ۔ (وبعد أسطر) فلو لم یقرأ شیئًا مع الفاتحة .... لزمه السجود ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۱۰۱)۔

(۴) (قوله والقراءة فرض فی رکعتی الفرض ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۵۹، وأیضًا در مع الرد ج:۲ ص:۲۸)۔

(۵) قراءة فاتحة الکتاب .... وضم سورة .... فی الأولیین من الفرض۔ وهل یکره فی الآخریین؟ المختار: لَا۔ وفی رد المحتار: وفی أظهر الروایات لَا یجب لأن القراءة فیهما مشروعة من غیر تقدیر، والْإقتصار علی الفاتحة مسنون لَا واجب۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۱ ص:۴۵۹، مطلب کل صلٰوۃ ادیت مع کراهة التحریم)۔

چار رکعتوں والی غیرمؤکدہ سنتوں اور نفلوں کا افضل طریقہ

سوال ۱:... ہماری مسجد میں سنت نماز (غیرمؤکدہ) عصر اور عشاء کی نماز سے پہلے مختلف طریقوں سے ادا کی جاتی ہے، میں اور بعض دُوسرے لوگ تو ظہر کی نماز کی سنتوں کی طرح ادا کرتے ہیں، مگر بعض لوگ دو رکعات پڑھ کر بیٹھنے کے بعد التحیات کے بعد دُرود اور دُعا بھی پڑھتے ہیں، پھر تیسری رکعت میں "**سبحانک اللّٰھم**" سے پڑھنا شروع کرتے ہیں اور باقی نماز عام نمازوں کی طرح۔ آپ میری رہنمائی فرمائیں اور بتائیں کہ کون سا طریقہ زیادہ موزوں ہے؟

سوال ۲:... کیا عصر اور عشاء کی چار سنتیں (غیرمؤکدہ) دو دو سنتیں کرکے الگ الگ پڑھی جاسکتی ہیں؟

جواب ۱:... غیرمؤکدہ سنتوں اور نفلوں کی دو رکعت پر التحیات کے بعد درود شریف اور دُعا پڑھنا، اور تیسری رکعت میں "**سبحانک اللّٰھم**" سے شروع کرنا افضل ہے،[1] اگر صرف التحیات پڑھ کر اُٹھ جائے اور تیسری رکعت الحمد شریف سے شروع کردے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

جواب ۲:... پڑھ سکتے ہیں۔[2]

نمازِ جمعہ کی سنتوں کی نیت کس طرح کی جائے؟

سوال:... نمازِ جمعہ میں چار سنتیں فرضوں سے قبل اور چار سنتیں اور دو سنتیں فرضوں کے بعد جو ہیں، ان سنتوں کی نیت بالترتیب تحریر کریں۔ اور فرضوں کی نیت بھی بتائیں اور یہ بتائیں کہ جمعہ کے دو فرضوں سے قبل چار سنتیں پڑھنے کا وقت نہ ملے اور خطبہ شروع ہوچکا ہو تو ان کو کس وقت پڑھنا چاہئے؟ اس وقت ان سنتوں کی نیت میں کیا کہنا چاہئے؟

جواب:... سنت کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے،[3] وقت اور رکعات کے تعین کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کوئی کرنا چاہے تو پہلی سنت میں "سنت قبل از جمعہ" کی اور بعد والی سنتوں میں "بعد از جمعہ" کی نیت کرلی جائے، جمعہ سے پہلے کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو

---

(۱) وفی الدر المختار: (وفی البواقی من ذوات الأربع یصلی علی النبی) صلی الله علیه وسلم (ویستفتح) ویتعوّذ ...إلخ. وفی الشامی: إما إذا کانت سنة أو نفلا فیبتدی کما ابتدا فی الرکعة الأولٰی یعنی یأتی بالثناء والتعوّذ ...إلخ. (درمختار مع الشامی ج:۲ ص:۱۱، مطلب قولهم کل شفع من النفل صلاة، وأیضًا البحر الرائق ج:۲ ص:۶۰).

(۲) اما النفل فلأن کل شفع منه صلاة علٰی حدة .... ولهٰذا لَا یجب بالتحریمة الأولٰی إلّا رکعتان فی المشهور عن أصحابنا ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۶۰). أیضًا السنة رکعتان قبل الفجر ...... وأربع قبل العصر وان شاء رکعتین .... وأربع قبل العشاء وأربع بعدها وان شاء رکعتین .... وخیر لِاختلاف الآثار قوله لِاختلاف الآثار فإنه أخرج أبو داوٗد وأحمد وابن خزیمة وابن حبان فی صحیحهما والترمذی عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: رحم الله امرأ صلّٰی قبل العصر أربع، قال الترمذی حسن غریب وأخرج أبو داوٗد عن عاصم بن ضمرة عن علی رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی قبل العصر رکعتین ورواه الترمذی وأحمد فقالَا أربعا بدل رکعتین. (فتح القدیر ج:۱ ص:۳۱۵، باب النوافل، طبع بیروت).

(۳) وأما إذا کانت الصلاة نفلًا فإنه یکفیه مطلق نیة الصلاة .... وفی السُّنَّة إذ ینوی السُّنَّة وفی الوتر أن ینوی الوتر وکذا فی صلاة العیدین. (الجوهرة النیرة ج:۱ ص:۴۷).

بعد کی سنتوں کے بعد ادا کرلے، اور ان میں قبل از جمعہ کی نیت کرے۔

نمازِ جمعہ کی کتنی سنتیں مؤکدہ ہیں؟

سوال:... نمازِ جمعہ میں دو رکعت فرض سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سنتوں کے بارے میں ارشاد فرمائیں، کیا پہلے کی چار سنت اور بعد میں پڑھی جانے والی چھ (چار اور دو) سنتیں مؤکدہ ہیں؟ اگر کوئی نہ پڑھے تو گناہگار ہوگا؟ ہمارے ایک بزرگ فرماتے ہیں: فرض کے بعد کی چار سنتیں پڑھنا ضروری نہیں۔

جواب:... جمعہ کے بعد کی سنتوں میں اختلاف ہے، فتویٰ اس پر ہے کہ جمعہ کے بعد چھ سنتیں ہیں، پہلے چار سنتیں مؤکدہ اور پھر دو غیر مؤکدہ، اگر کوئی شخص ترتیب بدل لے کہ پہلے دو پڑھے پھر چار پڑھے تب بھی کوئی حرج نہیں۔[1]

عشاء کی چار سنتیں مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ؟

سوال:... نمازِ عشاء کی پہلی چار سنتیں مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ؟ اور ان کا پڑھنا لازم ہے یا نہیں؟ رہنمائی فرمائیں۔

جواب:... عصر اور عشاء کی پہلی چار سنتیں غیر مؤکدہ ہیں، ان کا پڑھنا فضیلت کی چیز ہے، مگر ضروری نہیں۔[2]

عشاء کی بعد کی دو سنتیں پہلے پڑھنا صحیح نہیں

سوال:... ہمارے علاقے کی مسجد میں کچھ اصحاب ایسے نماز پڑھنے آتے ہیں، جو کہ عشاء کی نماز کی شروع کی چار سنت کے بجائے دو پڑھتے ہیں، ایک صاحب نے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہ بعد کی دو سنت پہلے ادا کرلیتے ہیں، تو کیا بعد کی دو سنتیں پہلے پڑھی جاسکتی ہیں؟

جواب:... فرض کے بعد کی سنتیں فرض کے تابع ہیں، فرض ادا کرنے سے پہلے ان کو ادا کرنا صحیح نہیں، بلکہ اگر فرض اور سنتیں پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض نماز کسی وجہ سے صحیح نہیں ہوئی اور سنتیں صحیح پڑھ لی تھیں، تو فرض کو لوٹانے کے بعد سنتوں کو لوٹانا بھی ضروری ہے، پہلے کی پڑھی ہوئی سنتیں کافی نہیں۔[3]

---

(۱) وعلى استنان الأربع بعدها (الجمعة) ما في صحيح مسلم عن أبي هريرة مرفوعًا إذا صلّى أحدكم الجمعة فليصل بعدها أربعا .... وعن أبي يوسف انه ينبغي ان يصلي أربعًا ثم ركعتين .... والأفضل عندنا أن يصلي أربع ثم ركعتين ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۵۳). وروى عن علي بن أبي طالب أنه أمر أن يصلي بعد الجمعة ركعتين ثم أربعًا ...إلخ. (جامع الترمذي ج:۱ ص:۶۹ أبواب الجمعة).

(۲) (قوله وندب الأربع قبل العصر والعشاء) ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۵۳).

(۳) قال في الهندية: حتى لو تبين ان العشاء صلاها بلا طهارة دون التراويح والوتر أعاد التراويح مع العشاء .... لمتفق عليها ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۱۵، فصل في التراويح، وأيضًا البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۸۸).

قضا نمازیں

نماز قضا کرنے کا ثبوت

سوال:... ارکانِ اسلام، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی ہر مسلمان مرد اور عورت پر قرآن و سنت کی رُو سے فرض ہے۔ قضا روزے کے متعلق قرآنِ حکیم میں واضح حکم ہے کہ اگر کوئی مسلمان رمضان کے مہینے میں سفر میں یا بیمار ہونے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں جب عذر باقی نہ رہے تو روزے رکھ کر پورے کرے۔ آپ سے دریافت کرنا ہے کہ کیا قرآنِ کریم میں نماز کی قضا اور ادائیگی کے بارے میں ایسے ہی واضح اَحکام موجود ہیں؟ براہِ مہربانی آیات کے حوالے سے نشاندہی فرمائیں۔

جواب:... نماز کی قضا کے بارے میں قرآنِ کریم میں صراحت نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نماز سے سو یارہ جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے۔[1] قصداً نماز ترک کرنے کی اسلام میں گنجائش ہی نہیں، اس لئے جس نے قصداً نماز چھوڑ دی ہو اس کی قضا کا بھی قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں صریح حکم نہیں، البتہ فقہائے اُمت نے قضا کے اَحکامات بیان فرمائے ہیں،[2] اور بعض اس کے بھی قائل ہیں کہ چونکہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا مسلمان ہی نہیں رہتا، اس لئے اس کے ذمہ نمازوں کی قضا نہیں، ان کے قول کے مطابق وہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرے۔[3]

قضا نماز کا اِنکار اور اس کا جواب

سوال:... ہمارے ایک دوست جو بحمداللہ پنج وقتہ نماز کے عادی ہیں اور نماز کو اوّل وقت میں ادا کرنے کی ہرممکن کوشش کرتے ہیں، نماز کی قضا کے قائل نہیں ہیں، ان کے اِستدلال حسبِ ذیل ہیں:

دلیل نمبر۱:... "اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا"۔ اس آیت سے وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ نماز

---

(۱) ولنا قول النبی صلی الله علیه وسلم من نام عن صلاة أو نسیها فلیصلها إذا ذکرها ... إلخ۔ (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۳۱)۔ ...... فی الصحیحین .... من نام عن صلوٰة أو نسیها فلیصلها إذا ذکرها لَا کفارة لها إلّا ذٰلک ... إلخ۔ (فتح القدیر مع الهدایة، باب قضاء الفوائت ج:۱ ص:۳۴۷)۔

(۲) باب قضاء الفوائت، لم یقل المتروکات ظنًّا بالمؤمنین خیرًا لأن ظاهر حال المسلم ان لَا تترک الصلاة وانما تفوته من غیر قصد لعذر۔ (حاشیة طحطاوی مع المراقی ص:۲۳۹، طبع میر محمد کتب خانه، درمختار ج:۲ ص:۶۲)۔

(۳) وأفاد بذکره الترتیب فی الفوائت والوقتیة لزوم القضاء وهو ما علیه الجمهور وقال الإمام أحمد: إذا ترکها عمدًا بغیر عذر لَا یلزمه قضاءها لکونه صار مرتدًا والمرتد لَا یؤمر إذًا بقضاء ما ترکه إذا تاب۔ (حاشیة طحطاوی ص:۲۳۹، باب قضاء الفوائت، طبع میر محمد کتب خانه)۔

وقتِ مقرّر پر فرض ہے۔ جس طرح ایک جہاز کا ملازم اگر وقت پر نہ بیٹھ جائے تو جہاز اس کا اِنتظار نہیں کرے گا، اور ملازم کے پاس اپنی نوکری بچانے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ منیجر صاحب کے حضور معافی مانگ لے۔ بالکل اسی طرح نماز چھوٹ جانے کی صورت میں انسان کے پاس صرف یہی چارہ ہے کہ وہ خدا کے حضور گڑگڑائے، روئے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا سچا پکا عہد کرے، اور پوری کوشش کرے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔

دلیل نمبر ۲:...عورتوں پر ان کے مخصوص ایام میں نماز معاف ہوتی ہے، مگر روزے کی قضا کرنی پڑتی ہے، جس کا مطلب ہے کہ روزے کی قضا ہے، مگر نماز کی قضا نہیں، ورنہ اس کی بھی قضا پاکی کے بعد کرنی پڑتی۔

ہم نے ان سے کہا کہ ''جس طرح قرض کو وقتِ مقرّرہ پر لوٹانا فرض ہے، وقت گزر جانے کے بعد وہ قرض معاف نہیں ہوجائے گا، بلکہ قرض دینے والے کو نہ صرف قرض لوٹانا پڑے گا بلکہ اس سے معافی بھی مانگنی پڑے گی۔'' مگر ان کا اِستدلال یہ ہے کہ کیونکہ قرض حقوق العباد میں ہے، اس لئے وقتِ مقرّر کے بعد بھی لوٹانا ضروری ہے، اگر حقوق اللہ کا قرض ہوتا تو معاف ہوجاتا ''بشرطِ استغفار'' اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ اللہ کی عبادت کرے، لیکن جب وہ مرتد ہوکر اللہ کا دُشمن بن جاتا ہے، وہ وقت جو صرف اللہ کی عبادت کے لئے تھا، اللہ کی دُشمنی میں صَرف کرتا ہے، حقوق اللہ کی خلاف ورزی کرتا ہے، اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماکر اپنا حق معاف کردیتے ہیں، اور اس کے اسلام کو پھر سے قبول فرمالیتے ہیں۔ ''ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا'' اُمید ہے کہ قرآن وحدیث اور ائمہ کرام کے فتاویٰ سے اِستدلال فرمائیں گے۔

جواب:...ائمہ فقہاء کا اِرشاد ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز قضا کردے تو اس پر لازم ہے کہ قضا کرنے کے گناہ سے توبہ کرکے نماز قضا کرے۔[1] اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کے ظہر کے وقت سو روپے اَدا کرنے لازم تھے، اس نے اس وقت ادا نہیں کئے، تو روپے تو اس کے ذمے بدستور واجب الادا ہے، اور وقت پر اَدا نہ کرنا الگ جرم ہوا۔

اگر یہ صاحب نماز کی قضا کو نہیں مانتے، تو ان سے بحث نہ کی جائے، کہ بحث کا کوئی فائدہ نہیں، واللہ اعلم!

قضائے عمری کی شرعی حیثیت

سوال:...قضائے عمری نمازوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ انہیں ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب:...جو نمازیں قضا ہوگئی ہیں، ان کا اَدا کرنا ضروری ہے، کیونکہ اگر زندگی میں ادا نہ کیں تو مرنے کے بعد اس کی سزا بھگتنی پڑے گی، اس لئے آسان صورت یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز بھی پڑھ لی جائے، آہستہ آہستہ ساری نمازیں ادا ہوجائیں گی۔ اور ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اگر فرصت ہو تو ایک دن میں کئی نمازیں پڑھ لی جائیں، لیکن جتنی نمازیں پڑھی جائیں ان

---

(۱) إذ التأخير بلا عذر كبيرة لَا تزول بالقضاء بل بالتوبة أى بعد القضاء وأما بدونه فالتأخير باق فلم تصح التوبة منه لأن من شروطها الإقلاع عن المعصية ...إلخ۔ (درمختار ج:۲ ص:۶۲، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوات)۔

کا حساب رکھا جائے۔[۱]

کیا قضا نماز پڑھنا گناہ ہے؟

سوال:... میری لڑکی نے محض اس وجہ سے کہ کسی نے اس سے کہا کہ روزانہ قضا نماز پڑھنے سے تو گناہ ہوتا ہے، نماز پڑھنی چھوڑ دی، اب آپ بتائیے کہ کیا کریں؟

جواب:... آپ کی لڑکی کو کسی نے غلط بتایا، نماز کو قضا کر دینا گناہ ہے، پڑھنا گناہ نہیں[۲] بلکہ فرض ہے،[۳] عجیب بات ہے کہ اس نے گناہ کو تو چھوڑا نہیں اور فرض کو چھوڑ کر گناہ پر گناہ کا اضافہ کرلیا۔ توبہ استغفراللہ! اب اس کو چاہئے کہ نماز چھوڑنے کے گناہ سے توبہ کرے اور جتنے دن کی نمازیں اس نے چھوڑی ہیں ان کو قضا کرلے۔[۴]

قضا نماز کی نیت اور طریقہ

سوال:... قضا نماز کی نیت کا کیا طریقہ ہے؟ نیز یہ کہ اگر دو تین وقت کی نماز رہ گئی ہو اور اسے ایک یا ڈیڑھ ماہ گزر گیا ہو تو اس کی نماز کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب:... ہر نماز قضا کرتے وقت یہ نیت کرلے کہ اس وقت کی (مثلاً: ظہر کی) جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی کو قضا کرتا ہوں، اور قضا نماز کو پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز کا ہے، صرف نیت میں قضا نماز کا ذکر کرنا ہوگا۔[۵]

قضا نمازیں پڑھنے کا طریقہ

سوال:... میری بہت سی نمازیں قضا ہیں، آپ بتائیے کہ ان نمازوں کو کس طرح اَدا کیا جائے؟ کیونکہ زندگی کا تو کوئی بھروسہ نہیں ہے، قضا نماز پڑھنے کا طریقہ وضاحت سے فرمائیے۔

جواب:... جب سے آپ بالغ ہوئی ہیں، اس وقت سے حساب لگائیں کہ کتنی نمازیں آپ کے ذمے ہیں، پھر ہر نماز کے

---

(۱) کل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضاءها .... سواء كانت الفوائت كثيرة أو قليلة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۱)، لأنه عليه السلام أخرها يوم الخندق ثم أداء .... ذلک ان المشركين شغلوا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أربع صلوة يوم الخندق حتى ذهب من الليل ما شاء الله فأمر بلالًا فأذّن ثم أقام فصلى الظهر، ثم أقام فصلى العصر، ثم أقام فصلى المغرب، ثم أقام فصلى العشاء. (رد المحتار ج:۲ ص:۶۲، باب قضاء الفوائت، جامع ترمذی ج:۱ ص:۴۳).

(۲) والتأخير بلا عذر كبيرة لَا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج فالقضاء مزيل لإثم الترک لَا لإثم التأخير. (حاشية طحطاوی ص:۲۳۹، باب قضاء الفوائت، أيضًا درمختار ج:۲ ص:۶۲، باب قضاء الفوائت).

(۳) وفي التنوير: وقضاء الفرض ...... فرض ...الخ. (در مع الرد ج:۲ ص:۶۶، مطلب في تعريف الإعادة).

(۴) ایضاً صفحہ ہٰذا کا حاشیہ نمبر۱، ۲ ملاحظہ ہو۔

(۵) كثرت الفوائت نوى أوّل ظهر عليه أو آخره (قوله كثرت الفوائت ...الخ) مثاله لو فاته صلاة الخميس والجمعة والسبت فإذا قضاها لَابد من التعيين لأن فجر الخميس مثلًا غير فجر الجمعة فإن أراد تسهيل الأمر، يقول: أوّل فجر، مثلًا فإنه إذا صلاه يصير ما يليه أوّلًا ...الخ. (درمختار مع الشامی ج:۲ ص:۷۶، باب قضاء الفوائت).

ساتھ ایک نماز قضا کرلیا کریں، اور نیت یہ کیا کریں کہ میری پہلی نماز (مثلاً: فجر کی) جو میرے ذمے ہے وہ ادا کرتی ہوں۔ [1]

قضا نماز کی کون سی نیت صحیح ہے؟

سوال:... پہلے میں نیت قضا نماز کی اس طرح کرتی تھی کہ: ''نیت ۴ رکعت فرض عشاء کی نماز قضا'' اب یہ کرتی ہوں کہ: ''میرے ذمے جو عشاء کی نمازیں ہیں ان میں سے پہلی نماز ادا کرتی ہوں۔'' مجھے پہلے بھی یہ نیت معلوم تھی مگر کچھ سمجھ نہ آنے کی وجہ سے پہلی ہی نیت کرتی رہی، کیا دونوں نیت دُرست ہیں یا نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی؟

جواب:... دُوسری نیت صحیح ہے، پہلی صحیح نہیں۔ [2]

قضائے عمری کی نماز کی نیت کس طرح کی جائے؟

سوال:... قضائے عمری کی نماز کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟ کیا فجر تا عشاء اور وتر کی نمازیں ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں ادا کی جاسکتی ہیں؟

جواب:... قضائے عمری کا کوئی وقت نہیں ہوتا، جب بھی موقع ملے، دن یا رات کی نماز پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو، اور نیت یہ کی جاتی ہے کہ اس وقت کی جتنی قضا نمازیں میرے ذمے ہیں، اس میں سے سب سے پہلی نماز اَدا کرتی ہوں۔ [3]

ملازمت کی وجہ سے دن کی ساری نمازیں اِکٹھے ادا کرنا

سوال:... ہمارے بعض دوست سارا دن ملازمت وغیرہ میں مصروف رہنے کی بنا پر رات کو گھر آکر تمام نمازیں یعنی ظہر، عصر، مغرب عشاء کو اِکٹھے جمع کرکے پڑھتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ ان دوستوں کی کیا نماز جائز ہوگی؟ یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو ان کے لئے نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ اور اگر ایسے حضرات کے بارے میں کوئی حدیث ہو تو ضرور ذکر کیجئے گا۔

جواب:... نمازوں کو ان کے مقرّرہ اوقات پر اَدا کرنا چاہئے، نمازوں کو قضا کرنا بڑا وبال ہے۔ [4]

(۱، ۲) إذا كثرت الفوائت نوىٰ أوّل ظهر عليه أو آخره ... إلخ. (شامي ج:۲ ص:۷۶، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، طبع ايچ ايم سعيد). وإذا كثرت الفوائت يحتاج لتعيين كل صلاة يقضيها لتزاحم الفروض والأوقات كقوله أصلي ظهر الإثنين ثامن عشر جمادى الثانية سنة أربع وخمسين وألف وهذا فيه كلفة فإذا أراد تسهيل الأمر عليه نوى أوّل ظهر (وقوله عليه) أدرك وقته ولم يصله فإذا نواه كذالك فيما يصليه يصير أوّلًا فيصح بمثل ذٰلك ... إلخ. (مراقي الفلاح علىٰ هامش الطحطاوي ص:۲۴۲، باب قضاء الفوائت، طبع مير محمد كتب خانه).

(۳) إذا كثرت الفوائت نوىٰ أوّل ظهر عليه أو آخره ... إلخ. (شامي ج:۲ ص:۷۶)، ثم ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقته إلّا ثلاثة وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت المغرب، فإنه لا تجوز الصلاة في هذه الأوقات، كذا في البحر الرائق. (الفتاوى الهندية ج:۱ ص:۱۲۱، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت). ایضاً حوالہ بالا۔

(۴) "إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا" (النساء:۱۰۳). والتأخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج فالقضاء مزيل لإثم الترك لا لإثم التأخير. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي ص:۲۳۹، باب قضاء الفوائت).

ظہر کی نماز عصر کے ساتھ ادا کرنے کی عادت بنانا

سوال:… میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک وکیل ہوں، اور کوشش کرتی ہوں کہ میری نمازیں مکمل اور وقت پر اَدا ہوجائیں، لیکن تقریباً روز ایسا ہوتا ہے کہ جب میں کورٹ سے آفس آتی ہوں تو ظہر کا وقت ہوتا ہے، اس وقت زیادہ تر آفس میں کلائنٹ یا میرے ساتھی وکیل بیٹھے ہوتے ہیں، جب کوئی نہیں ہوتا تب تو میں نماز پڑھ لیتی ہوں، مگر اکثر کوئی نہ کوئی لازمی ہوتا ہے، اور ان کے سامنے مجھے نماز پڑھنا مناسب نہیں لگتا، کیونکہ عورتوں کے لئے حکم ہے کہ نماز کوشش کریں کہ تنہائی میں پڑھیں، لہٰذا میں تقریباً روزانہ ہی گھر آکر عصر کے ساتھ چار رکعت فرض پڑھ لیتی ہوں، یعنی چار رکعت فرض ظہر کے اور چار رکعت فرض عصر کے۔ اب آپ مجھے بتائیے کہ میری روزانہ جو ظہر کی نماز قضا ہوجاتی ہے، اس کا کس قدر گناہ ہوگا؟

جواب:… فرض نماز قضا کرنا گناہِ کبیرہ ہے،[1] اور یہ میں نہیں بتاسکتا کہ اس کا وبال کتنا ہوگا؟ ہاں! اتنا جانتا ہوں کہ دُنیا کا کوئی جرم نماز قضا کرنے سے بڑھ کر نہیں۔ اور میں تو عورتوں کی وکالت کو بھی جائز نہیں سمجھتا، اس میں ہزارہا خرابیاں اور مفاسد ہیں۔ مگر یہ باتیں اس زمانے کے لوگوں کو سمجھانا مشکل ہے، جب تک ملک الموت پیغام لے کر نہیں آتا، اس وقت تک نظر چونکہ دُنیا پر ہے، اس لئے یہ باتیں بعید معلوم ہوتی ہیں، اور لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتیں، لیکن جب موت کا فرشتہ رُوح قبض کرے گا، اور قبر کی کوٹھڑی میں بند کردیا جائے گا، تو یہ باتیں بغیر سمجھانے کے خود بخود سمجھ میں آنے لگیں گی۔ افسوس ہے کہ دُنیا کی دِلچسپیوں اور غیراَقوام کی تقلید نے مسلمانوں کا ایمان اتنا کمزور کردیا ہے کہ ان کو دِین کی باتیں سمجھانا بھی مشکل ہے۔

جان بوجھ کر نماز قضا کرنا گناہِ کبیرہ ہے

سوال:… میں ایک ٹیچر ہوں اور میں جس اسکول میں پڑھاتی ہوں وہاں وضو اور نماز کی جگہ کا انتظام نہیں، اس لئے ظہر کی نماز چلی جاتی ہے، کیا میں ظہر کی نماز عصر کی نماز کے ساتھ پڑھ سکتی ہوں؟ اور قضا صرف فرضوں کی ہوگی یا سنتوں کی بھی؟ قضا کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

جواب:… جب آپ اسکول میں اُستانی ہیں تو وضو اور نماز کا انتظام ذرا سے اہتمام سے کیا جاسکتا ہے، آپ آسانی سے وہاں لوٹا اور مصلیٰ رکھواسکتی ہیں، محض اس عذر کی وجہ سے ظہر کی نماز قضا کردینے کا معمول بنالینا گناہِ کبیرہ ہے۔[2] بہرحال اگر ظہر کی نماز قضا ہوجائے تو اس کو نمازِ عصر سے پہلے پڑھ لینا چاہئے،[3] قضا صرف فرض رکعتوں کی ہوتی ہے، سنتوں کی نہیں۔[4] قضا نماز کی نیت بھی

(۱) إذ التأخير بلا عذر كبيرة لَا تزول بالقضاء بل بالتوبة أي بعد القضاء أما بدونه فالتأخير باق فلم تصح التوبة منه، لأن من شروطها الإقلاع عن المعصية ...إلخ۔ (شامي ج:۲ ص:۶۲، باب قضاء الفوائت)۔

(۲) إذ التأخير بلا عذر كبيرة لَا تزول بالقضاء بل بالتوبة ...إلخ۔ (درمختار مع الشامي ج:۲ ص:۶۲)۔

(۳) ومنها تقدم قضاء الفائتة التي يتذكرها إذا كانت الفوائت قليلة ...إلخ۔ (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۳۱)۔

(۴) والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها ...إلخ۔ (هندية ج:۱ ص:۱۱۲، الباب التاسع في النوافل)۔

عام نمازوں کی طرح کی جاتی ہے، مثلاً: یہ نیت کرلیا کریں کہ آج کی ظہر کی قضا ادا کرتی ہوں۔[1]

قضا نمازوں کا حساب بلوغت سے ہے اور نماز میں سستی کی مناسب سزا

سوال:... نماز کب فرض ہوتی ہے؟ یعنی میں ایک بیس سال کی لڑکی ہوں اور اپنی زندگی کی تمام قضا نمازیں ادا کرنا چاہتی ہوں، مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا کہ میں کتنے عرصے کی نمازیں ادا کروں؟ یعنی جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ سات سال سے اپنے بچوں کو نماز کا حکم کرو اور دس سال کی عمر میں مار کر پڑھاؤ، تو کیا دس سال کی عمر میں نماز فرض ہوگئی؟ یا پھر میں جب سے جوان ہوئی تو نماز روزے اور پردے کے اَحکامات مجھ پر عائد ہوئے تب سے نماز فرض ہوئی؟ اس طرح سے مجھ پر پانچ سال کی نمازیں قضا ہیں، اور پہلے فرمان کی تعمیل کے آئینے میں دیکھا جائے تو دس سال کی۔ اگر آپ وضاحت فرمادیں تو بہت شکرگزار رہوں گی۔ دُوسری بات یہ کہ ان قضا نمازوں کو کیسے ادا کیا جائے؟ دراصل مولانا صاحب! جس زمانے میں نماز کی پابندی نہیں کرتی تھی اس زمانے میں بھی رمضان المبارک اور امتحانوں کے دنوں میں نماز ادا کرتی رہی ہوں، اور اب صحیح یاد نہیں کہ کتنی نمازیں ادا ہیں اور کتنی قضا؟ اس لئے تعدادِ نماز کے بارے میں کیا طریقہ ہوگا؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہر نماز کے بعد دو نفل پڑھ لئے جائیں تو قضا نماز کا قرض اُتر جاتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک میں قضا نمازوں کے فرض ادا کئے جائیں، کیونکہ رمضان المبارک میں تو ایک نماز ستر نمازوں کے برابر ہوتی ہے، اس طرح سے تمہاری قضا نمازیں ادا ہوجائیں گی۔ کیا یہ صحیح طریقہ ہے؟ براہِ کرم میرے سوالوں کے جواب دے کر مجھے کشمکش کی حالت سے نکالیں، میں زندگی بھر آپ کی ممنون رہوں گی، میں پابندی سے نماز ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں، کیا آپ بتائیں گے کہ میں نماز کا شوق اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے کیا کروں؟ نماز قضا ہونے کی صورت میں، میں نے اپنے آپ کو سزا دینے کا فیصلہ کیا ہے، یعنی فاقہ کرنے کی سزا یا پھر اپنے جسم کے کسی حصے کو زخمی کرنے کی سزا، کیا یہ دُرست ہے؟ اُمید ہے کہ آپ مجھے مطمئن کرنے کی کوشش فرمائیں گے اور دُعا فرمائیں گے کہ خدا آپ کی اس بدنصیب اور نالائق بیٹی کو نماز کی لگن دے، آمین!

جواب:... اگرچہ بچوں کو نماز پڑھانے کا حکم ہے، مگر نماز فرض اس وقت ہوتی ہے جب آدمی جوان (بالغ) ہوجائے، آپ اندازہ کرلیں کہ اس وقت سے کتنی نمازیں آپ کے ذمہ ہوں گی؟ پھر جتنے سال کا اندازہ ہو، اتنے سال ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا بھی پڑھ لیا کریں، اور اگر زیادہ پڑھ لیں تو اور بھی اچھا ہے۔[2] باقی یہ غلط ہے کہ نفل پڑھنے سے قضا نماز کا قرض اُتر جاتا ہے، یا یہ کہ

---

(۱) ص:۶۱۶ کا حاشیہ نمبر ۱، ۲ ملاحظہ ہو۔

(۲) کل صَلٰوة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضاءها .... سواء كانت الفوائت كثيرة أو قليلة ..... (وبعد أسطر)..... صبى صلّى العشاء ثم نام واحتلم وانتبه قبل طلوع الفجر يقضى العشاء ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۲۱، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت، وأيضًا درمختار مع الشامى ج:۲ ص:۷۶). وفى الطحطاوى: من لَا يدرى كمية الفوائت يعمل بأكبر رأيه فإن لم يكن له رأى يقضى حتّى يتيقن أنه لم يبق عليه شىء. (حاشية طحطاوى على المراقى ص:۲۴۳).

رمضان المبارک میں قضا پڑھنے سے ستر قضا نمازیں اُتر جاتی ہیں۔[1] نماز کی پابندی کے لئے کوئی مناسب سزا مقرّر کی جاسکتی ہے، جس سے نفس کو تنبیہ ہو، مثلاً: ایک وقت کا فاقہ یا کچھ صدقہ یا ایک نماز قضا ہونے پر دس نفل پڑھنا، مگر جسم کو زخمی کرنے کی سزا نامناسب ہے۔

قضا نمازوں کا حساب بلوغت سے ہوگا یا سات سال کی عمر سے؟

سوال:... قضا نمازوں کی ادائیگی کے لئے حکم ہے کہ لڑکا یا لڑکی بالغ ہوجائے تو اس وقت سے لے کر اَب تک کی نمازوں کا حساب کرکے ادا کرے، جبکہ نماز کا حکم سات سال کی عمر سے دیا گیا ہے۔ کیا جو شخص قضا نمازوں کو اَدا کرنے کا اِرادہ کرے تو صرف وہ نمازیں ادا کرے جو بالغ ہونے کے بعد قضا ہوئی ہیں یا وہ نمازیں بھی ادا کرے جو سات سال کی عمر اور بالغ ہونے کے درمیان چھوٹی ہیں؟

جواب:... اگر کچھ نمازیں رہ گئی ہوں تو بالغ ہونے کے بعد کا حساب ہوگا، یعنی جتنی نمازیں بالغ ہونے کے بعد رہی ہیں، ان کی قضا لازم ہوگی۔[2] اور یہ جو آپ نے سات سال کا ذکر کیا ہے، یہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز پڑھواؤ، اور دس سال کا ہوجائے تو مار کر نماز پڑھاؤ، اور لڑکے لڑکی کا بستر بھی الگ کردو۔[3]

نماز، روزے کس طرح قضا کریں؟

سوال:... میں نے کبھی نماز، روزے پابندی سے نہیں رکھے، کئی بار روزانہ نماز پڑھی مگر چند دنوں بعد پھر چھوڑ دی، یہی حال روزوں کا بھی ہے۔ میں نے کبھی پورے مہینے کے روزے نہیں رکھے، بلکہ بعض اوقات تو پورے مہینے میں صرف دو تین روزے رکھے ہیں، مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ میں نے کتنے دنوں کی نماز پڑھی ہے اور کب کتنے روزے رکھے؟ اب اگر میں ان نمازوں کی قضا ادا کرنا چاہوں تو کس طرح کروں؟ اور کتنی عمر کے حساب سے کروں؟

جواب:... ۱۲ سال کی عمر پوری ہونے پر اپنے ذمے نماز اور روزہ فرض سمجھ کر اس وقت سے لے کر اَب تک کتنی نماز اور کتنے روزے بنتے ہیں؟ ان کا حساب لگالیں، اور پھر اَندازہ کریں کہ آپ نے کتنی نمازیں پڑھی ہوں گی اور کتنے روزے رکھے ہوں گے؟

---

(۱) إعلم انهم قد أحدثوا في آخر جمعة شهر رمضان أمورًا مما لَا أصل لها، والتزموا أمورًا لَا أصل للزومها .... فمنها: القضاء العمري، حدث ذٰلك في بلاد خراسان وأطرافها، وبعض بلاد اليمن وأكنافها، ولهم في ذٰلك طرق مختلفة ومسالك متشتة، فمنهم من يصلي في آخر جمعة رمضان خمس صلوات قضاءً بأذان وإقامة مع الجماعة، ويجهرون في الجهرية، ويسرون في السرية، وينوون لها بقولهم: نويت أن أصلي أربع ركعات مفروضة قضاءً لما فات من الصلوات في تمام العمر مما مضى، ويعتقدون أنها كفارة لجميع الصلوات الفائتة فما مضى. (مجموعه رسائل اللكنوي، رسالة ردع الإخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان ج:۲ ص:۳۴۹، طبع إدارة القرآن كراچي. أيضًا كفايت المفتي ج:۳ ص:۳۸۴، كتاب الصلٰوة، قضائے عمری کی حیثیت).

(۲) صبي صلى العشاء ثم نام واحتلم وانتبه قبل طلوع الفجر يقضي العشاء ...إلخ. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۲۱).

(۳) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين، وفرقوا بينهم في المضاجع. رواه أبوداوٗد. (مشكوة ۵۸ الفصل الثاني، كتاب الصلاة).

جتنی نمازیں اور روزے آپ کے ذمے ہیں، ان کو حساب سے قضا کرنا شروع کردیجئے، اور جب اِطمینان ہوجائے کہ سب نمازیں اور روزے پورے ہوچکے ہوں، اس وقت قضا کرنا بند کردیجئے۔ (۱)

گیس کی بیماری کی وجہ سے نماز چھوڑنے والا کس طرح نماز قضا کرے؟

سوال:... ایک شخص اپنی زندگی میں نماز شروع کرنے کے بعد دانستہ طور پر یا مجبوراً مثلاً گیس وغیرہ خارج ہونے کی وجہ سے بہت سی نمازیں قضا کرلیتا ہے، بعض نمازیں جن کا اسے حساب نہیں، یعنی بالکل ترک نہیں کرتا، دن میں دو تین نمازیں پڑھ لیتا ہے، اسے کس طرح قضا نماز پڑھنی چاہئے؟

جواب:... یہ تو وہی شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ اس کی کتنی نمازیں رہ گئی ہوں گی؟ ان کا حساب کرکے قضا کرنا شروع کردے، اور جب اتنی نمازیں پوری ہوجائیں تو قضا پڑھنا بند کردے، اور ہر نماز کی قضا کرتے وقت یہ نیت کرلیا کرے کہ اس وقت کی (مثلاً: فجر کی) جتنی نمازیں میرے ذمے ہیں ان میں سے سب سے پہلی نماز ادا کرتا ہوں۔ (۲)

کب تک قضا نمازیں پڑھی جائیں؟

سوال:... میری عمر تقریباً ۶۰ برس ہے، اور پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر ہوں، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں پچھلے کئی برسوں سے نماز قضا ادا کرتا چلا آرہا ہوں، اور یہ قضا میں ان ایام کی ادا کر رہا ہوں جبکہ میں سن بلوغت (۱۲ سال کی عمر) پر پہنچنے کے بعد یعنی اوائل عمر (اسکول اور کالج) کے دوران قضا کرتا رہا ہوں، اور یہ عرصہ میری اپنی یاد میں تقریباً ۲۰ تا ۲۵ سال کا ہے، آپ مشورہ دیجئے کہ اس قضا کو کب تک جاری رکھوں؟ کیا قضا دو فرض ادا کروں یا سنت اور دو فرض؟

جواب:... جتنے سال کی نمازیں اندازاً آپ کے ذمہ ہیں، جب پوری ہوجائیں تو قضا کرنے کا سلسلہ بند کردیجئے، قضا صرف فرض و وتر کی ہوتی ہے، (۳) سنت کی نہیں۔ (۴) اور قضا صرف دو فرض کی نہیں ہوتی بلکہ جو نماز قضا ہوئی ہے اس کی جتنی رکعتیں ہوں ان کو قضا کیا جاتا ہے، یعنی فجر کی دو رکعتیں، ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعتیں، اور مغرب کی تین رکعتیں، عشاء کی چار رکعت فرض کے

---

(۱) (خاتمة) من لا يدرى كمية الفوائت يعمل بأكبر رأيه فإن لم يكن له رأى يقضى حتى يتيقن أنه لم يبق عليه شيء ...إلخ. (حاشية الطحطاوى على المراقى ص:۲۴۳، باب قضاء الفوائت).

(۲) إذا كثرت الفوائت نوى أوّل ظهر عليه أو آخره ...إلخ. (شامى ج:۲ ص:۷۶). وإذا كثرت الفوائت يحتاج لتعيين كل صلاة يقضيها .... فإذا أراد تسهيل الأمر عليه نوى أوّل ظهر عليه. (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص:۲۴۲). من لا يدرى كمية الفوائت يعمل بأكبر رأيه فإن لم يكن له رأى يقضى حتى يتيقن أنه لم يبق عليه شيء. (حاشية طحطاوى على المراقى ص:۲۴۳).

(۳) وكذا حكم الوتر ...... لأنه فرض عملى عنده خلافًا. (فتاوىٰ شامى ج:۲ ص:۷۳، مطلب فى إسقاط الصلوٰة عن الميت)، وفى الفتاوىٰ رجل يقضى الفوائت فإنه يقضى الوتر ...إلخ. (هداية ج:۱ ص:۱۴۳).

(۴) والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۱۲، الباب التاسع فى النوافل).

ساتھ تین رکعت وتر کی بھی قضا کی جائے۔ [1]

عمر کے نامعلوم حصے میں نمازیں قضا ہونے کا شبہ ہو تو کیا کرے؟

سوال:... جس شخص کو علم نہیں کہ میں نے عمر کے کس حصے میں نماز باقاعدہ پڑھنی شروع کی تھی، عمر کا اندازہ نہیں تھا، ویسے اپنی یادداشت میں اس نے کوئی نماز نہیں چھوڑی، اگر کوئی نماز قضا ہوگئی تو دُوسری نماز کے ساتھ ادا کرلیا، اب اسے تشویش ہے کہ شاید میری کچھ نمازیں بلوغت کے بعد رہ گئی ہیں یا نہیں؟ تو اب اس کو اپنی تسلی کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

جواب:... احتیاطاً کچھ عرصہ نمازیں قضا پڑھتا رہے، یہاں تک کہ اسے اطمینان ہوجائے کہ اب کوئی نماز اس کے ذمہ نہیں ہوگی، [2] لیکن اس کو چاہئے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ ملائے، [3] اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان نمازوں کو فجر و عصر کے بعد نہ پڑھے، [4] نیز مغرب اور وتر کی نماز کی تیسری رکعت پر قعدہ کرکے ایک رکعت اور ملالیا کرے۔ [5]

قضا نمازیں پہلے پڑھیں یا وقتی نمازیں؟

سوال:... قضا نمازیں پہلے پڑھی جائیں یا پوری نماز ادا کرنے کے بعد؟

جواب:... قضا نمازوں کے بارے میں چند مسائل ہیں:

اوّل:... قضا نماز کا کوئی وقت نہیں ہوتا، جب بھی موقع ملے پڑھ لے، بشرطیکہ وقتِ مکروہ نہ ہو۔ [6]

دوم:... جس شخص کے ذمہ چھ یا اس سے زیادہ قضا شدہ نمازیں ہوں، اس کے لئے قضا نماز اور وقتی نماز کے درمیان ترتیب کا

---

(۱) ومن حکمه أن الفائتة تقضی علی الصفة التی فاتت عنه ... إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۲۱).

(۲) وفی العتابية عن أبی نصر رحمه الله فيمن يقضی صلوات عمره من غير أنه فاته شیء يريد الإحتياط ...... فحسن ... إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۲۴، كتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت).

(۳) يقرأ فی الركعات كلها الفاتحة مع السورة ... إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۲۴).

(۴) والصحيح أنه يجوز إلّا بعد صلاة الفجر والعصر وقد نقل ذلك كثير من السلف لشبهة الفساد كذا فی المضمرات. (هندية ج:۱ ص:۱۲۴، كتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت).

(۵) وإن لم يستيقن أنه هل بقی عليه وتر أو لم يبق فإنه يصلی ثلاث ركعات ويقنت ثم يقعد قدر التشهد ثم يصلی ركعة أخرىٰ ... إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۲۵).

(۲ تا ۵) ومن قضی صلاة عمره مع أنه لم يفته شیء منها إحتياطًا قيل يكره وقيل لَا يكره لأن كثيرًا من السلف قد فعل ذلك لٰكن لَا يقضی فی وقت تكره فيه النافلة، والأفضل أن يقرأ فی الأخيرتين السورة مع الفاتحة لأنها نوافل من وجه فلأن يقرأ الفاتحة والسورة فی أربع الفرض علی إحتماله أولٰی من أن يدع الواجب فی النفل ويقنت فی الوتر ويقعد قدر التشهد فی الثالثة ثم يصلی ركعة رابعة فإن كان وترًا فقد أداه وإن لم يكن فقد صلی التطوع أربعًا ولَا يضره القعود وكذا يصلی المغرب أربعًا بثلاث قعدات. (حاشية الطحطاوی علی المراقی ص:۲۴۳).

(۶) ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقت له إلّا ثلاثة وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب فإنه لَا تجوز الصلاة فی هذه الأوقات ... إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۸۶).

لحاظ ضروری نہیں، خواہ قضا پہلے پڑھے، خواہ وقتی نماز، دونوں طرح جائز ہے۔[1]

سوم:... جس شخص کے ذمہ چھ سے کم نمازیں قضا ہوں وہ "صاحبِ ترتیب" کہلاتا ہے، اس کو پہلے قضا شدہ نمازیں پڑھنا لازم ہے، تب وقتی نماز پڑھے۔[2] البتہ اگر بھول کر کسی طرح وقتی نماز پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں، قضا اب پڑھ لے،[3] اور اگر قضا تو یاد تھی مگر وقتی نماز کا وقت بھی تنگ ہوگیا تھا کہ اگر قضا پہلے پڑھے تو وقتی نماز بھی قضا ہوجائے گی، تو اس صورت میں وقتی نماز پہلے پڑھ لینا ضروری ہے، قضا بعد میں پڑھ لے۔[4]

گزشتہ قضا نمازیں پہلے پڑھیں یا حالیہ قضا نمازیں؟

سوال:... بہت سالوں کی نمازیں قضا ہوں تو کیا ان کو ادا کرنے سے پہلے ہم ایک دو وقت کی حالیہ نماز قضا ادا نہیں کرسکتے؟ میرا مطلب ہے کہ آج کل مجھ سے ظہر یا عصر کی کسی وقت کی نماز چھوٹ جاتی ہے تو میں اگلی نماز پڑھنے سے پہلے پچھلی نماز کی قضا کرلوں یا پہلے پچھلے سالوں کی قضا نمازیں ادا کروں؟ ویسے میں نے قضا نمازیں پڑھنی شروع کی ہیں۔ میں ۱۹۶۱ء میں پیدا ہوئی اور میں نے ۱۹۷۱ء کے شروع دن کی نمازوں سے قضا شروع کی ہے، تو محترم! اس ضمن میں یہ بتادیں کہ قضا نماز کی نیت کرتے وقت مہینے اور تاریخ کا حوالہ دینے کے لئے چاند کا مہینہ اور تاریخ ادا کریں یا عیسوی مہینے کے دنوں سے بھی قضا ادا ہوجائے گی؟ کیونکہ نیت تو خدا جانتا ہے، میں عیسوی سال کے مہینے اور تاریخ کے ساتھ فلاں وقت کی قضا نماز کی نیت کرتی ہوں، آپ بتادیں میرا یہ عمل دُرست ہے؟ کیونکہ چاند کی تاریخیں تو یاد نہیں، اس کے علاوہ جو خاص ایام کی نمازیں چھوٹتی ہیں وہ بھی ادا کرنی چاہئیں یا وہ نمازیں معاف ہیں؟

جواب:... جب سے آپ نے نماز کی پابندی شروع کی ہے، نئی قضا شدہ نمازوں کو تو ساتھ کے ساتھ پڑھ لیا کیجئے، ان کو پرانی قضا شدہ نمازوں میں شامل نہ کیا کیجئے،[5] بہت سی قضا نمازیں جمع ہوجائیں تو ظاہر ہے کہ ہر نماز کے دن کا یاد رکھنا مشکل ہے، اس لئے ہر نماز میں بس یہ نیت کرلیا کیجئے کہ اس وقت (مثلاً ظہر کی) کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی نماز ادا کرتی

(۱) (قوله وصيرورتها ستا) أى ويسقط الترتيب بصيرورة الفوائت ست صلوات لدخولها فى حد الكثرة المفضية للحرج ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۹۱). ويسقط الترتيب بأحد ثلاثة أشياء .... والثالث إذا صارت الفوائت الحقيقة أو الحكمية ستا ...إلخ. (مراقى على هامش الطحطاوى ص:۲۴۱).

(۲) الترتيب بين الفائتة والوقتية وبين الفوائت مستحق كذا فى الكافى حتّى لا يجوز أداء الوقتية قبل قضاء الفائتة كذا فى محيط السرخسى. (هندية ج:۱ ص:۱۲۱، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت).

(۳) ثم الترتيب يسقط بالنسيان وبما هو فى معنى النسيان كذا فى المضمرات. (هندية ج:۱ ص:۱۲۲).

(۴) ويسقط الترتيب عند ضيق الوقت كذا فى محيط السرخسى. (هندية ج:۱ ص:۱۲۲).

(۳ و ۴) ويسقط الترتيب بأحد ثلاثة أشياء، الأوّل ضيق الوقت عن قضاء كل الفوائت وأداء الحاضرة للزوم العمل بالمتواتر حينئذٍ .... والثانى النسيان لأنه لا يقدر على الإتيان بالفائتة مع النسيان لا يكلف الله نفسًا إلّا وسعها ولأنه لم يصر وقتها موجودًا بعدم تذكرها فلم تجتمع مع الوقتية. (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص:۲۴۰، ۲۴۱).

(۵) (وقالوا) فيمن ترك صلوات كثيرة مجانة ثم ندم على ما صنع واشتغل بأداء الصلوات فى مواقيتها قبل أن يقضى شيئًا من الفوائت فترك صلوٰة ثم صلّى أخرىٰ وهو ذاكر لهٰذه الفائتة الحديثة انه لا يجوز ويعجل الفوائت الكثيرة القديمة كأنها لم تكن ويجب عليه مراعاة الترتيب ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۳۷).

ہوں۔[1] "خاص ایام" میں نماز فرض نہیں ہوتی، اگر آپ کو ناغے کے دنوں کی صحیح تعداد معلوم ہو تو ان دنوں کی نمازیں قضا کرنے کی ضرورت نہیں۔

قضا نمازوں کی ترتیب

سوال:... قضا نمازوں کی روزانہ ترتیب فرمائیں۔

جواب:... قضا نمازوں کی تعداد چھ ہوجائے تو ترتیب ساقط ہوجاتی ہے، دن کی نمازیں رات کو اور رات کی نمازیں دن کو جب چاہے قضا کرسکتا ہے۔[2]

حالتِ قیام کی قضا نمازیں مسافر کتنی پڑھے؟

سوال:... حالتِ قیام کی قضا شدہ نمازیں اگر مسافر اَدا کرے تو اس کی ترتیب کیا ہوگی؟

جواب:... جو ترتیب حضر میں قضا کرنے کی ہے، وہ سفر میں ہے، سفر اور حضر سے نماز قضا میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔[3]

قضا نمازیں ذمہ ہوں تو صاحبِ ترتیب کب ہوگا؟

سوال:... جس شخص کی پچھلے سالوں کی نمازیں رہ گئی ہوں اور اَب پابندی سے پڑھے تو صاحبِ ترتیب ہے یا پہلے قضائے عمری ادا کرنے کے بعد ہوگا؟

جواب:... جب تمام نمازیں قضا کرلے گا تو صاحبِ ترتیب ہوگا۔[4]

پانچ نمازوں سے کم قضا والا جماعت میں شامل ہوگیا اور قضا یاد آگئی تو کیا کرے؟

سوال:... ایسا شخص جس کی نماز بالعموم قضا نہ ہوتی ہو، کبھی کبھار کوئی نماز فجر قضا ہوجائے اور وہ ظہر سے قبل ادا کرنا بھول جائے اور ظہر کی نماز میں شامل ہوجائے، یا اپنے طور پر ظہر پڑھ لے، دورانِ نماز یا بعد میں خیال آئے کہ نماز فجر کی قضا رہ گئی تو ایسی صورت میں اس کی نماز ظہر ہوجائے گی یا اس کا اِعادہ لازم آئے گا؟ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ صاحبِ ترتیب نے اگر پہلے قضا ادا نہیں کی تو اس کی دُوسری نماز نہیں ہوگی، اگر وہ جماعت میں شامل ہے تو یاد آتے ہی نکل جائے۔ اگر یہ شخص آخری صف میں ہے تب تو جماعت

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ ہو۔

(۲) یسقط الترتیب عند کثرة الفوائت ان تصیر ستا بخروج وقت الصلاة السادسة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۳). ویسقط الترتیب بأحد ثلاثة أشیاء .... والثالث إذا صارت الفوائت الحقیقة أو الحکمیة ستًا، لأنه لو وجب الترتیب فیها لوقعوا فی حرج عظیم وهو مدفوع بالنص والمعتبر خروج وقت السادسة فی الصحیح ...إلخ. (مراقی الفلاح علیٰ هامش الطحطاوی ص:۲۴۱).

(۳) فلو فاتته صلٰوة المسافر وقضاها فی الحضر یقضیها مقصورة کما لو أداها وکذا فائتة الحضر تقضی فی السفر تامة. (شامی ج:۲ ص:۱۳۵، کتاب الصلاة، مطلب فی الوطن الأصلی ووطن الإقامة).

(۴) ولو قضی بعض الفوائت حتّٰی زالت الکثرة عاد الترتیب عند البعض ...إلخ. (حلبی کبیر ج:۱ ص:۵۳۳).

سے نکلنا آسان ہے، لیکن درمیان ہے تو ایسا عمل ممکن نہیں ہے، اس مسئلے کی وضاحت فرمائیے۔

جواب:... یہ مسئلہ صاحبِ ترتیب کا ہے، جس شخص کے ذمے پانچ سے زیادہ قضا نمازیں نہ ہوں وہ صاحبِ ترتیب کہلاتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے فوت شدہ نماز کو قضا کرے، پھر وقتی نماز پڑھے، اگر بھول کر وقتی نماز اَدا کرلی، بعد میں فوت شدہ نماز یاد آئی، تو اس کی وہ نماز صحیح ہوگئی، فوت شدہ نماز کو قضا کرلے۔ اور اگر وقتی نماز شروع کرنے سے پہلے اس کو فوت شدہ نماز یاد تھی، یا نماز کے دوران یاد آگئی تو فوت شدہ نماز کو قضا کرکے وقتی نماز کو دوبارہ پڑھے۔[1] آپ نے جو صورت لکھی ہے کہ فجر کی نماز اس کے ذمے تھی اور وہ ظہر کی جماعت میں شامل ہوگیا، اور جماعت سے نکلنا بھی دُشوار ہے تو جماعت کے ساتھ نماز پوری کرلے، مگر یہ اس کی نفل نماز ہوگئی، فجر کی نماز قضا کرنے کے بعد ظہر کی نماز لوٹالے۔

مختلف اوقات کی قضا شدہ نمازیں کیسے ادا کریں؟

سوال:... اگر کسی مسلمان کی فرض نماز قضا ہوتی ہیں اور یہ مختلف اوقات کی ہیں، اب وہ ان نمازوں کی قضا کس طرح ادا کرے؟ ہر نماز کے مقررہ پر یا کسی بھی وقت اِکٹھی قضا ادا کرے۔

جواب:... جس شخص کے ذمے پانچ سے زیادہ قضا شدہ نمازیں ہوں، اس کے ذمے ترتیب واجب نہیں، وہ دن رات میں جب چاہے ان نمازوں کی قضا پڑھ سکتا ہے، خواہ سب کو اِکٹھی پڑھ لے۔[2]

دُوسری جماعت کے ساتھ قضائے عمری کی نیت سے شریک ہونا

سوال:... کسی وقت کی فرض نماز اکیلے یا باجماعت ادا کرلیں، اور دُوسری جگہ جائیں جہاں اس وقت جماعت کھڑی ہو رہی ہو تو کیا ہم قضائے عمری کی نیت کرکے اس میں شامل ہوسکتے ہیں؟ مثلاً: عصر ہم نے پڑھ لی، اب کسی جگہ ہم نے عصر کی جماعت ہوتے دیکھی تو ہم عصر کی چار رکعت قضائے عمری کی نیت کرکے اس میں شامل ہوسکتے ہیں؟

جواب:... دُوسری نماز میں قضاء کی نیت سے شریک ہونا جائز نہیں،[3] صرف نفل کی نیت سے شریک ہوسکتے ہیں، اور وہ بھی صرف ظہر اور عشاء کی نماز میں۔ فجر، عصر اور مغرب کی نماز پڑھ لی ہو تو نفل کی نیت سے بھی شریک نہیں ہوسکتے۔[4]

---

(۱) ولو تذكره صلاة قد نسيها بعد ما أدى وقتية جازت الوقتية كذا في فتاوى قاضيخان. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۲)، وإذا صلّى الظهر وهو ذاكر أنه لم يصل الفجر فسد ظهره ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۲).

(۲) ويسقط الترتيب عند كثرة الفوائت وهو الصحيح، وحد الكثرة أن تصير الفوائت ستًا بخروج وقت الصلاة السادسة ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۳، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، أيضًا: مراقي الفلاح ص:۲۴۱).

(۳) (قوله وبمفترض فرضًا آخر) سواء تغاير الفرضان اسمًا أو صفة كمصلي ظهر أمس بمصلي ظهر اليوم ...إلخ. (درمختار مع الشامي ج:۱ ص:۵۷۹ باب الإمامة).

(۴) فإن كان قد صلاها ثم دخل المسجد فإن كان صلاة لَا يكره التطوع بعدها شرع في صلاة الإمام وإلّا لَا. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۸۷). وأيضًا: ثلاثة أوقات لَا يصح فيها شيء من الفرائض والواجبات .... والأوقات الثلاثة المذكورة يكره فيها النافلة كراهة تحريم. (مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي ص:۱۰۱، فصل في الأوقات المكروهة).

کیا سفر کی مجبوری کی وجہ سے روزانہ نماز قضا کی جاسکتی ہے؟

سوال:... میں اسٹیل مل (جو کہ پپری میں واقع ہے) میں ملازمت کرتا ہوں، مجھے اسٹیل مل لے جانے اور واپس گھر پہنچانے کے لئے مل کی طرف سے گاڑی کا انتظام موجود ہے، اسٹیل مل کے کام کے اوقات کچھ اس طرح سے ہیں کہ چھٹی کے بعد اگر میں گاڑی کے ذریعہ سیدھا گھر آتا ہوں تو کبھی عصر کی، کبھی مغرب کی اور کبھی عصر اور مغرب دونوں کی نمازوں کا وقت نکل جاتا ہے، مجبوراً مجھے راستے میں اُتر کر نماز پڑھنی پڑتی ہے، کیا میرے لئے شرعاً جائز ہے کہ میں ان نمازوں کی قضا روزانہ عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھ لیا کروں؟

جواب:... نماز کا قضا کرنا جائز نہیں،[1] آپ حضرات کو انتظامیہ سے درخواست کرنی چاہئے کہ آپ کے سفر میں نماز کا انتظام ہو، کیونکہ یہ مسئلہ تمام ملازمین کا ہے۔ ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ آپ مثلِ اوّل ختم ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھ کر بس پر سوار ہوا کریں اور مغرب کی نماز آخری وقت میں گھر آکر پڑھ لیا کریں۔ مغرب کا وقت عشاء کا وقت داخل ہونے تک رہتا ہے، عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے مغرب پڑھ لی جائے تو قضا نہیں ہوگی۔[2]

مہمانوں کے اِحترام میں نماز قضا کرنا

سوال:... میں ایک اُستاد ہوں، الحمدللہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں، یوں تو ہمارے کالج میں کچھ اساتذہ ایسے بھی ہیں جو پابندی سے نماز پڑھتے ہیں، اور بعض سرے سے پڑھتے ہی نہیں۔ لیکن جو پابندی سے باجماعت نماز پڑھتے ہیں، ان میں سے ایک پروفیسر کے پاس چند طالبات تشریف لائیں تو وہ ان کے اِحترام میں اس قدر محو رہے کہ مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا، ہم نماز کے لئے اُٹھنے لگے تو ہم نے اپنے ساتھی سے کہا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے چلئے نماز پڑھ آئیں، تو انہوں نے فرمایا کہ مہمانوں کے اِحترام میں نماز قضا کی جاسکتی ہے۔ اور واقعی ہمارے اس ساتھی نے طالبات کے اِحترام میں نماز قضا کردی، جبکہ ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے آج تک باجماعت نماز قضا نہیں کی، کیا مہمانوں کے اِحترام میں نماز قضا کرنا صحیح ہے؟

جواب:... نماز کو عین میدانِ جنگ میں بھی جب دونوں افواج بالمقابل کھڑی ہوں، قضا کرنا صحیح نہیں، ورنہ "نمازِ خوف" کا

---

(۱) والتأخير بلا عذر كبيرة لَا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج فالقضاء مزيل لإثم الترك لَا لإثم التأخير. (حاشية الطحطاوى مع المراقى ص:۲۳۹، باب قضاء الفوائت).

(۲) فعندهما إذا صار ظل كل شيء مثله خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر وهو رواية محمد عن أبى حنيفة رضى الله عنه، وإن لم يذكره فى الكتاب نصًّا فى خروج وقت الظهر. (المبسوط، باب مواقيت الصلاة ج:۱ ص:۲۹۰، طبع المكتبة الغفارية كوئته). .... وقول الطحاوى وبقولهما نأخذ يدل على أنه المذهب. (حاشية الطحطاوى على المراقى ص:۹۴، كتاب الصلوٰة، طبع مير محمد). وأوّل وقت المغرب منه أى من غروب الشمس إلٰى قبيل غروب الشفق الأحمر على المفتى به وهو رواية عن الإمام وعليها الفتوىٰ. (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص:۹۵)، ولَا يجمع بين فرضين فى وقت ...... بعذر كسفر ومطر وحمل المروى فى الجمع على تأخير الأولىٰ إلٰى قبيل آخر وقتها وعند فراغه دخل وقت الثانية فصلاها فيه ...إلخ. (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص:۹۶).

حکم نازل نہ ہوتا۔ مہمانوں کے اِحترام میں نماز قضا کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے...؟[۱]

تھکاوٹ یا نیند کے غلبے کی وجہ سے نماز قضا کرنا

سوال:...کوئی شخص تھکاوٹ یا نیند کے غلبے سے نماز قضا کر کے پڑھتا ہے، کیا یہ دونوں چیزیں عذر میں شامل ہوں گی یا بندہ گناہگار ہوگا؟

جواب:...اگر کبھی اتفاقاً آنکھ لگ گئی، سویا رہ گیا اور آنکھ نہیں کھلی تب تو گنہگار نہیں، اور اگر سستی اور تساہل کی وجہ سے نماز قضا کردیتا ہے، یا نماز کے وقت سوتے رہنے کا معمول بنالیتا ہے، تو گناہگار ہے۔[۲]

اگر فرض دوبارہ پڑھے جائیں تو بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں

سوال:...اگر اِمام سے جماعت کے دوران غلطی ہوجائے، اس غلطی کا احساس اس وقت ہو جب فرض نماز کے بعد کی سنتیں اور نفلیں بھی پڑھی جاچکی ہیں، تو دوبارہ فرض پڑھانے کے، بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھنا پڑیں گے یا نہیں؟

جواب:...بعد کی سنتیں فرض کے تابع ہیں، اگر سنتیں پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض نماز صحیح نہیں ہوئی تو فرض کے ساتھ سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں،[۳] البتہ وتر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔[۴]

صاحبِ ترتیب کی نماز قضا ہونے پر جماعت میں شرکت

سوال:...اگر صاحبِ ترتیب کی نمازِ ظہر قضا ہوئی، عصر کے وقت وہ مسجد میں آیا تو عصر کی جماعت ہو رہی تھی، تو کیا اب وہ عصر جماعت کے ساتھ ادا کرے یا پہلے ظہر قضا پڑھے؟

جواب:...صاحبِ ترتیب کو پہلے ظہر پڑھنی چاہئے، خواہ عصر کی جماعت نہ مل سکے۔[۵]

---

(۱) لَا خلاف ان صلاة الخوف كانت مشروعة في زمن النبي صلى الله عليه وسلم أما بعده فعلىٰ قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ بقيت مشروعة وهو الصحيح هكذا في الزاد ...إلخ. (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۵۴، الباب العشرون في صلاة الخوف، كتاب الصلوة). تفصیل کے لئے دیکھئے: أبوداوٗد ج:۱ ص:۱۷۴، كتاب الصلوة، باب صلوة الخوف، طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

(۲) والتأخير بلا عذر كبيرة. (حاشية طحطاوي على المراقي ص:۲۳۹). من نام عن صلوة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۱۳۱ وكذا في الفتح ج:۱ ص:۳۴۷).

(۳) فلا تجوز قبل العشاء لأنها تبع للعشاء فلا تجوز قبلها كسنة العشاء ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۸۸).

(۴) من صلى العشاء علىٰ غير وضوء وهو لَا يعلم ثم توضأ فأوتر ثم تذكر اعاد صلوٰة العشاء بالإتفاق ولَا يعيد الوتر ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۷۲ فصل وأما بيان وقته، طبع ایچ ایم سعید).

(۵) ومن فاتته الصلاة قضاها إذا ذكرها، وقدمها لزومًا علىٰ صلاة الوقت فلو عكس لم تجز الوقتية ولزمه إعادتها. (اللباب في شرح الكتاب ص:۹۲، باب قضاء الفوائت). الترتيب بين الفائتة والوقتية وبين الفوائت مستحق كذا في الكافي حتىٰ لَا يجوز أداء الوقتية قبل قضاء الفائتة، كذا في محيط السراجي. (فتاویٰ هندية ج:۱ ص:۱۲۱).

صاحبِ ترتیب کی نماز

سوال:... ایک سوال کہ ''صاحبِ ترتیب قضا پہلے پڑھے یا فرض جماعت کے ساتھ جو کہ ہو رہی تھی وہ پڑھے'' آپ نے فرمایا قضا پہلے پڑھے، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کوئی اور نماز نہیں سوائے فرض کے'' تو پھر کس دلیل کی بنیاد پر آپ نے جماعت کی نماز کے بجائے بلا جماعت نماز پڑھنے کی تلقین کی؟

جواب:... صاحبِ ترتیب کے ذمہ جو نماز ہے وہ بھی تو فرض ہے، اس لئے پہلے وہ ادا کرے گا۔[1]

قضا نماز کس وقت پڑھنی ناجائز ہے؟

سوال:... قضا نماز کون سے وقت میں پڑھنی جائز نہیں؟ کیا عصر کی جماعت کے بعد قضا نماز ہو جاتی ہے؟ کیونکہ میں عصر کے بعد بھی قضا نماز پڑھتا ہوں، مجھے کئی لوگوں نے منع کیا ہے کہ عصر کی جماعت کے بعد قضا نماز نہیں ہوتی۔

جواب:... تین اوقات ایسے ہیں جن میں کوئی نماز بھی جائز نہیں، نہ قضا، نہ نفل:

۱:... سورج طلوع ہونے کے وقت، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے اور دُھوپ کی زردی جاتی رہے۔

۲:... غروب سے پہلے جب سورج کی دُھوپ زرد ہو جائے، اس وقت سے لے کر غروب تک، (البتہ اگر اس دن کی عصر کی نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت بھی پڑھ لینا ضروری ہے، نماز کا قضا کر دینا جائز نہیں)۔

۳:... نصف النہار کے وقت، یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔[2]

ان تین اوقات میں تو کوئی نماز بھی جائز نہیں، ان کے علاوہ تین اوقات ہیں جن میں نفل نماز جائز نہیں، قضا نماز اور سجدۂ تلاوت کی اجازت ہے:[3]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ ہو۔

(۲) عن عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه قال: ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا ان نصلي فيهن أو نقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغة حتّٰى ترفع، وحين يقوم قائم الظهيرة حتّٰى تميل، وحين تضيف للغروب حتّٰى تغرب. (جامع ترمذی ج:۱ ص:۲۰۰، طبع سعید). الأوقات التي يكره فيها الصلٰوة خمسة، ثلاثة يكره فيها التطوع والفرض، وذٰلک عند طلوع الشمس ووقت الزوال وعند غرب الشمس إلّا عصر يومه فإنها لَا يكره عند غروب الشمس. (فتاویٰ تاتارخانية ج:۱ ص:۴۰۷، كتاب الصلٰوة، طبع إدارة القرآن).

(۳) قال رضي الله عنه: وعن التنفل بعد صلٰوة الفجر والعصر، لَا عن قضاء فائتة وسجدة تلاوة وصلاة جنازة. (تبيين الحقائق ج:۱ ص:۲۳۲، كتاب الصلٰوة، طبع بيروت دار الكتب العلمية). وبعد صلاة فجر وصلاة عصر .... لَا يكره قضاء فائتة ولو وترًا أو سجدة تلاوة أو صلٰوة جنازة. (درمختار مع الرد ج:۱ ص:۳۷۵).

۱:...صبح صادق کے بعد نمازِ فجر سے پہلے صرف سنتِ فجر پڑھی جاتی ہے، اس کے علاوہ کوئی نفلی نماز اس وقت جائز نہیں۔[۱]

۲:...فجر کی نماز کے بعد طلوعِ آفتاب تک۔[۲]

۳:...عصر کی نماز کے بعد غروب (سے پہلے دُھوپ زرد ہونے) تک۔[۳]

ان تین اوقات میں نوافل کی اجازت نہیں، نہ تحیۃ المسجد، نہ تحیۃ الوضو، نہ دوگانہ طواف۔[۴] البتہ قضا نماز ان اوقات میں جائز ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ ان اوقات میں قضا نماز لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائے، بلکہ تنہائی میں پڑھے۔[۵]

قضا نمازیں گھر میں پڑھی جائیں یا مسجد میں؟

سوال:...میں نے کسی مستند کتاب شاید بہشتی زیور میں پڑھا تھا کہ قضا نمازوں کا گھر میں پڑھنا بہتر ہے، مسجد میں قضا نماز پڑھنے کو منع کیا گیا ہے، ہمارے ایک عزیز اپنی اگلی پچھلی تمام نمازیں جو قضا ہوگئی تھیں مسجد میں ادا کر رہے ہیں، میں نے کہا کہ آپ قضا نمازیں گھر میں پڑھیں تو بہتر ہے، وہ یہ بات نہیں مانتے، اور کہتے ہیں کہ قضا نماز ان کے علم کے مطابق مسجد میں پڑھنا دُرست ہے۔ اس سلسلے میں کتاب و سنت کی رہنمائی میں ہماری مدد فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

جواب:...مسجد میں بھی قضا نمازوں کا پڑھنا جائز ہے، مگر لوگوں کو یہ پتہ نہ چلے کہ یہ قضا نمازیں پڑھتا ہے، کیونکہ نماز کا قضا کرنا گناہ ہے، اور گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے۔[۶]

جماعت کھڑی ہونے سے پہلے قضا نماز پڑھنا

سوال:...فجر کی اَذان کے بعد جماعت کھڑی ہونے میں آدھ گھنٹہ باقی تھا، میں نے گزشتہ رات عشاء کی نماز جو قضا ہوگئی تھی چار فرض اور تین وتر قضا پڑھ لئے، بعد میں فجر کی سنتیں ادا کیں۔ ایک صاحب میرے برابر بیٹھے ہوئے فرمانے لگے کہ صبح صادق

(۱ تا ۳) ویکره التنفل بعد طلوع الفجر بأكثر من سنة قبل أداء الفرض لقوله صلى الله عليه وسلم ليبلغ شاهدكم غائبكم ألا لا صلٰوة بعد الصبح إلّا ركعتين .... ويكره التنفل بعد صلاته أي فرض الصبح ويكره التنفل بعد صلاة فرض العصر وان لم تتغير الشمس لقوله عليه السلام لا صلٰوة بعد صلٰوة العصر حتّى تغرب الشمس ولا صلاة بعد صلاة الفجر حتّى تطلع الشمس. رواه الشيخان. (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص:۱۰۱، فصل فى الأوقات المكروهة، وأيضًا تبيين الحقائق ج:۱ ص:۲۳۴، طبع دار الكتب العلمية بيروت، وكذا فى البحر الرائق ج:۱ ص:۴۳۸، طبع رشيدية، مبسوط ج:۱ ص:۳۰۱، باب مواقيت الصلٰوة).

(۴) والأوقات الثلاثة المذكورة يكره فيها النافلة كراهة تحريم ولو كان لها سبب كالمنذور وركعتى الطواف وركعتى الوضوء وتحية المسجد والسنن والرواتب ...إلخ. (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص:۱۰۱).

(۵) ولا يقضى الفوائت فى المسجد وانما يقضيها فى بيته كذا فى الوجيز لكردى. (الفتاوىٰ الهندية ج:۱ ص:۱۲۵، كتاب الصلٰوة، الباب الحادى عشر، طبع رشيدية).

(۶) وفى الدر المختار: وينبغى أن لا يطلع غيره على قضائه لأن التأخير معصية فلا يظهرها، وفى الشامية (قوله وينبغى إلخ) تقدم فى باب الأذان أنه يكره قضاء الفائتة فى المسجد وعلله الشارح بما هنا من ان التأخير معصية فلا يظهرها ...إلخ. (درمختار مع الشامى ج:۲ ص:۷۷، مطلب إذا أسلم المرتد هل تعود حسنته أم لا).

کے بعد سے صرف فجر کی سنتیں اور فرض پڑھتے ہیں، دُوسری کوئی نماز نہیں پڑھتے۔ جبکہ میری معلومات کے مطابق قضا نماز سوائے مکروہ وقت کے ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے، مہربانی فرما کر میری رہنمائی فرمائیں۔

جواب:... آپ کی معلومات صحیح ہیں، قضا نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن لوگوں کے سامنے قضا نماز پڑھنا صحیح نہیں، کیونکہ یہ بھی اظہارِ گناہ کی ایک شکل ہے۔ (۱)

قضا نمازیں پنج وقتہ نمازوں سے قبل و بعد پڑھنا

سوال:... میری بہت سی نمازیں فرض اور وتر قضا ہوگئی ہیں (تعداد معلوم نہیں) میں روزانہ پانچوں وقت کی نمازوں سے قبل اور بعد میں بھی اپنی قضا نمازیں ادا کر رہا ہوں، مثلاً: عصر کی اَذان کے بعد مسجد میں جاکر پہلے ۴ رکعت نماز فرض عصر قضا پڑھتا ہوں، بعد میں امام کے ساتھ نماز عصر ادا کرتا ہوں، کیا ایسا کرنا دُرست ہے؟ رہنمائی فرمائیے۔

جواب:... دُرست ہے، مگر لوگوں کو پتا نہیں چلنا چاہئے کہ قضا نمازیں پڑھ رہا ہے۔ (۲)

فجر کی سنت بھی قضا کرے گا

سوال:... اگر صبح اُٹھنے میں دیر ہوجائے اور فجر کی نماز جاتی رہے تو کیا سورج نکلنے کے بعد فرض نماز کی قضا کے ساتھ سنت کی بھی قضا پڑھنی ہوگی؟

جواب:... اگر خدانخواستہ فجر کی نماز سے پہلے سورج نکل آئے تو اِشراق کے وقت سے پہلے سنتیں پڑھی جائیں اور پھر فرض پڑھے جائیں۔ (۳)

قضا نماز کی جماعت ہوسکتی ہے

سوال:... قضا نماز کی جماعت ہوسکتی ہے؟

جواب:... اگر چند افراد کی ایک ہی وقت کی نماز قضا ہوگئی ہو تو ان کو جماعت کے ساتھ ادا کرنی چاہئے، لیلۃ التعریس کا واقعہ مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُفقاء نے آخرِ شب میں پڑاؤ کیا تھا، فجر کی نماز کے لئے جگانا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذمہ تھا، لیکن تھکن کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے ان کی آنکھ لگ گئی، اور سورج طلوع ہونے کے بعد سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، رفقاء کو اُٹھایا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وادی سے کوچ کرنے کا حکم فرمایا، اور آگے

---

(۱) وفي شرح التنوير وينبغي ان لَا يطلع غيره علٰى قضاءه لأن التأخير معصية فلا يظهرها۔ (شامي ج:۲ ص:۷۷)۔ وفيها شلامية: (قوله وينبغي) تقدم في باب الأذان أنه يكره قضاء الفائتة في المسجد وعلله الشارح بما هنا من ان التأخير معصية فلا يظهرها۔ (أيضًا حوالہ بالا)۔

(۲) حوالہ بالا۔

(۳) والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها إلّا ركعتي الفجر إذا فاتتا مع الفرض يقضيها بعد طلوع الشمس إلٰى وقت الزوال ثم يسقط ... إلخ۔ (عالمگيري ج:۱ ص:۱۱۲، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل)۔

جا کر اَذان و اقامت کے ساتھ جماعت کرائی۔ نماز کے قضا ہونے کا یہ واقعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر اختیاری طور پر پیش آیا، اس سے اُمت کو قضا نماز کے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔[1]

قضائے عمری کے ادا کرنے کے سستے نسخوں کی تردید

سوال:... بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعۃ الوداع کے دن قضائے عمری کی نماز پڑھنی چاہئے، وہ اس طرح کہ جمعہ کے وقت دو رکعت قضائے عمری کی نیت سے پڑھی جائے۔ کہتے ہیں کہ اس سے پورے سال کی نمازیں ادا ہوجاتی ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... **لَا حول ولَا قوّۃ اِلَّا باللہ!** سوال میں جو بعض لوگوں کا خیال ذکر کیا گیا ہے، بالکل غلط ہے، اور اس میں تین غلطیاں ہیں:

اوّل:... شریعت میں "قضائے عمری" کی کوئی اصطلاح نہیں، شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ مسلمان کو نماز قضا ہی نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک فرض جان بوجھ کر قضا کردے، اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے۔[2]

دوم:... یہ کہ جو شخص غفلت و کوتاہی کی وجہ سے نماز کا تارک رہا، پھر اس نے توبہ کرلی اور عہد کیا کہ وہ کوئی نماز قضا نہیں کرے گا، تب بھی گزشتہ نمازیں اس کے ذمہ باقی رہیں گی، اور ان کا قضا کرنا اس پر لازم ہوگا،[3] اور اگر زندگی میں اپنی نمازیں پوری نہیں کرسکا تو مرتے وقت اس کے ذمہ وصیت کرنا ضروری ہوگا کہ اس کے ذمہ اتنی نمازیں قضا ہیں ان کا فدیہ ادا کردیا جائے، یہی حکم زکوٰۃ، روزہ اور حج وغیرہ دیگر فرائض کا ہے، اس قضائے عمری کے تصور سے شریعت کا یہ سارا نظام ہی باطل ہوجاتا ہے۔[4]

---

(۱) عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قفل من غزوة خيبر سار ليلة حتى أدركه الكرى عرس وقال لبلال إكلأ لنا الليل، فصلى بلال ما قدر له ونام رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه فلما تقارب الفجر استند بلال إلى راحلته موجه الفجر فغلبت بلالًا عيناه وهو مستند إلى راحلته فلم يستيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا بلال ولا أحد من أصحابه حتى ضربتهم الشمس فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم أوّلهم إستيقاظًا ففزع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: اى بلال! فقال بلال: أخذ بنفسى الذى أخذ بنفسک، قال: اقتادُوا فاقتادوا رواحلهم شيئًا ثم توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم وأمر بلالًا فأقام الصلوة فصلى بهم الصبح، فلما قضى الصلوة قال: من نسى الصلوة فليصلها إذا ذكرها فإن الله تعالى قال وأقم الصلوة لذكرى. رواه مسلم. (مشكوة ص:۶۶، ۶۷، كتاب الصلوة، باب فيه وصلان، طبع قديمى كتب خانه).

(۲) وعن أبى الدرداء رضى الله عنه قال: أوصانى خليلى أن لا تشرک بالله شيئًا وان قطعت وحرقت ...... ولا تترک صلوة مكتوبة متعمدًا فمن تركها متعمدًا فقد برئت منه الذمة. (مشكوة ص:۵۹، كتاب الصلوة، الفصل الثالث).

(۳) والتأخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج فالقضاء مزيل لاثم الترک .... وأفاد بذكره الترتيب فى الفوائت والوقتية لزوم القضاء. (حاشيه طحطاوى ص:۲۳۹). كل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضاءها سواءً ترک عمدًا أو سهوًا أو بسبب نوم وسواءً كانت الفوائت كثيرة أو قليلة. (فتاوى عالمگيرى ج:۱ ص:۱۲۱ الباب الحادى عشر، قضاء الفوائت).

(۴) ولزم عليه الوصية بما قدر عليه ...... وبقى بذمته حتى أدركه الموت من صوم فرض وكفارة ظهار ...... والوصية بالحج والصدقة المنذورة .... لصوم كل يوم .... وكذا يخرج لصلاة كل وقت من فرض اليوم والليلة حتى الوتر لأنه فرض عملى عند الإمام. (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص:۲۳۸).

سوم:... کسی چیز کی فضیلت کے لئے ضروری ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو، کیونکہ بغیر وحیِ الٰہی کے کسی چیز کی فضیلت اور اس کا ثواب معلوم نہیں ہوسکتا۔ ماہِ رجب کی نماز اور روزوں کے بارے میں، اسی طرح جمعۃ الوداع کی نماز اور روزے کے بارے میں جو فضائل بیان کئے جاتے ہیں، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً ثابت نہیں،[1] اس لئے ان فضائل کا عقیدہ رکھنا بالکل غلط ہے۔ شریعت کا مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک فرض ترک کردے تو ساری عمر کی نفلی عبادت بھی اس ایک فرض کی تلافی نہیں کرسکتی، اور یہاں یہ مہمل بات بتائی جاتی ہے کہ دو رکعت نفل نماز سے ساری عمر کے فرض ادا ہوجاتے ہیں۔[2]

جاگنے کی راتوں میں نوافل کے بجائے قضا نمازیں پڑھنا

سوال:... کیا بہت سی قضا نمازیں جلد ادائیگی کے لحاظ سے جاگنے کی راتوں میں نفل کے بدلے پڑھی جاسکتی ہیں؟ اور کیا یہ قضا نمازیں بجائے نوافل کے جمعہ کے دوران خانۂ کعبہ اور مسجدِ نبوی میں ادا کی جاسکتی ہیں؟

جواب:... قضا نماز جس وقت بھی پڑھی جائے ادا ہوجائے گی،[3] جس شخص کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اس کو نوافل کے بجائے قضا نمازیں پڑھنی چاہئیں، خواہ جاگنے والی راتوں میں پڑھے یا مسجدِ نبوی میں یا حرمِ مکہ میں۔[4]

قضا نمازیں ادا کرنے کے بارے میں ایک غلط روایت

سوال:... آپ کے کالم میں اکثر قضا نمازوں کے بارے میں پڑھا، قضا نمازوں کے بارے میں پچھلے دنوں ایک حدیث نظر سے گزری، پیشِ خدمت ہے۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور اسے معلوم نہ ہو کہ کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں؟ تو اسے چاہئے کہ پیر کی رات میں پچاس رکعات نماز پڑھ لے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اِخلاص پڑھے اور فارغ ہوکر دُرود پڑھے، ان رکعات کو اللہ تعالیٰ سب قضا نمازوں کا کفارہ کردے گا، اگرچہ وہ ایک سو برس کی کیوں نہ ہوں۔"

یہ ہے قضا نمازوں کے بارے میں حدیث۔

---

(۱) فعلم أن كلا من صلوة الرغائب ليلة أوّل جمعة من رجب وصلوة البرائة ليلة النصف من شعبان والصلوة القدر ليلة السابع والعشرون من رمضان بالجماعة بدعة مكروهة .... وقال الشيخ النووى وهاتان الصلاتان بدعتان مذمومتان منكرتان قبيحتان .... واما صلوة الليلة القدر فلا ذكر لها بين العلماء أصلًا وليس فيها حديث صحيح فهى أولى بالكراهة منهما. (حلبى كبير ص:۴۳۳، ۴۳۴، تتمات من النوافل).

(۲) خير الفتاوىٰ ج:۲ ص:۲۰۹، ما يتعلق بقضاء الفوائت.

(۳) ثم ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقت له ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۲۱).

(۴) وفى الحجّة والإشتغال بالفوائت أولى وأهم من النوافل ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۲۵، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت، وأيضًا شامى ج:۲ ص:۷۴، باب قضاء الفوائت).

جواب:... مگر یہ حدیث لائقِ اعتماد نہیں، محدثین نے اس کو موضوع - من گھڑت کہا ہے۔[1] قضا نمازوں کا کفارہ یہی ہے کہ نماز قضا کرنے سے توبہ کی جائے، اور گزشتہ عمر کی قضا شدہ نمازوں کو ایک ایک کرکے قضا کیا جائے۔[2] قضا صرف فرض اور وتر کی ہے،[3] سنتوں اور نفلوں کی نہیں۔[4]

جمعۃ الوداع میں قضائے عمری کے لئے چار رکعات نفل پڑھنا صحیح نہیں

سوال:... لوگوں کا خیال ہے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت "قضائے عمری" کی نیت سے پڑھنی چاہئیں، اور اس طرح چار رکعت نماز پڑھنے سے تمام عمر کی قضا نمازیں معاف ہوجاتی ہیں، کیا یہ خیال دُرست ہے؟ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالئے۔

جواب:... یہ خیال بالکل لغو اور مُہمل ہے۔ جو نمازیں قضا ہوچکی ہیں ان کو ایک ایک کرکے ادا کرنا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: "اگر کسی نے رمضان المبارک کا روزہ چھوڑ دیا تو عمر بھر اگر روزے رکھتا رہے، تب بھی اس نقصان کی تلافی نہیں ہوسکتی۔"[5]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ساری عمر کے نوافل بھی ایک فرض کے قائم مقام نہیں ہوسکتے، اور یہاں چار رکعت نفل (قضائے عمری) کے ذریعہ عمر بھر کے فرائض کو ٹرخانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بہرحال یہ چار رکعت "قضائے عمری" کا نظریہ قطعاً غلط اور خلافِ شریعت ہے۔[6]

---

(۱) من قضى صلوة من الفرائض في آخر جمعة من شهر رمضان كان ذالک جابرًا لكل صلوة فائتة في عمره إلى سبعين سنة باطل قطعًا لأنه مناقض للإجماع على أن شيئًا من العبادات لا يقوم مقام فائتة سنوات. (الموضوعات الكبير ص:۱۲۵، طبع نور محمد كراچي).

(۲) من ترک صلوته لزمه قضاءها ...إلخ. (حلبي كبير ص:۵۲۹). أيضًا: ولا نعلم بين المسلمين خلافًا في أن تارک الصلاة يجب عليه قضاؤها. (المغني والشرح الكبير ج:۲ ص:۳۰۱).

(۳) وقد قالوا إنما تقضى الصلوات الخمس والوتر على قول أبي حنيفة .... والقضاء فرض في الفرض، واجب في الواجب، سُنّة في السُّنّة ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۸۶، باب قضاء الفوائت).

(۴) أن السُّنّة إذا فاتت عن وقتها هل تقضى أم لا؟ فنقول وبالله التوفيق: لا خلاف بين أصحابنا في سائر السُّنن سوى ركعتي الفجر انها إذا فاتت عن وقتها لا تقضى سواء فاتت وحدها أو مع الفريضة ...إلخ. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۸۷).

(۵) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أفطر يومًا من رمضان من غير رخصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله وإن صامه. (ترمذي ج:۱ ص:۹۵، باب ما جاء في الإفطار متعمدًا).

(۶) إعلم أنهم قد أحدثوا في آخر جمعة شهر رمضان أمورًا مما لا أصل لها، والتزموا أمورًا لا أصل لها للزومها، فمنها القضاء العمري، حدث ذلک في بلاد الخراسان وأطرافها وبعض بلاد اليمن وأكنافها، ولهم في ذلک طرق مختلفة ومسالک متشتتة فمنهم من يصلي في آخر جمعة رمضان خمس صلوات قضاءً بأذان وإقامة مع الجماعة ويجهرون في الجهرية ويسرون في السرية، وينوون لها بقولهم نويت أن أصلي أربع ركعات مفروضة قضاءً لما فات من الصلوات في تمام العمر مما مضى، ويعتقدون إنها كفارة لجميع الصلوات الفائتة فما مضى. (مجموعه رسائل لكهنوى ج:۲ ص:۳۴۹، طبع إدارة القرآن كراچي، وأيضًا كفايت المفتي ج:۳ ص:۳۸۴، كتاب الصلوة، قضائے عمری کی شرعی حیثیت).

حرمین میں نوافل ادا کرنے سے قضا نمازیں پوری نہیں ہوتیں

سوال:... ایک گناہگار اور تارکِ صلوٰۃ شخص توبہ کرلیتا ہے اور قضا نمازیں پڑھنی شروع کردیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو حجِ بیت اللہ کی سعادت عطا فرماتے ہیں، وہ مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں کثرت سے نوافل ادا کرتا ہے اور فرض نمازیں بھی ادا کرتا ہے، حرمین شریفین میں ایک ایک رکعت کا ہزاروں اور لاکھوں گنا ثواب ہے، کیا اس کی قضا نمازیں ادا ہوگئیں؟ یا اس کو قضا نمازیں جاری رکھنی چاہئیں؟

جواب:... اس حاجی صاحب کو فرض نمازیں بہرحال قضا کرنا ہوں گی، حرمِ مکہ میں جو نماز پڑھی جائے اس پر لاکھ درجے کا ثواب ملتا ہے، مگر وہ ایک ہی نماز ہوگی، یہ نہیں کہ وہ نماز لاکھ نمازوں کے قائم مقام سمجھی جائے۔[1]

قضا نماز کعبہ شریف میں کس طرح پڑھیں؟

سوال:... قضا نماز کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائے، یہاں تو حرمِ پاک میں چوبیس گھنٹے آدمی موجود ہوتے ہیں، تو کہاں پڑھیں؟

جواب:... جہاں نماز پڑھی ہو وہاں سے اُٹھ کر دُوسری جگہ جاکر پڑھ لیں، دیکھنے والوں کو معلوم بھی نہیں ہوگا کہ آپ ادا پڑھ رہے ہیں یا قضا۔

بیت المقدس یا رمضان میں ایک قضا نماز ایک ہی شمار ہوگی

سوال:... حدیث میں آتا ہے کہ رمضان المبارک میں فرض نماز کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے، اور پھر جمعۃ الوداع کی تو فضیلت اور بھی زیادہ ہے، تو کیا وہ شخص جس کی بہت سی نمازیں قضا ہوچکی ہوں وہ رمضان المبارک کے دن ایک نماز قضا کرے تو یہ صرف ایک ہی قضا نماز سمجھی جائے گی یا ستر کے برابر؟ اور ان کے قائم مقام ہوگی؟ ایک مولانا کا کہنا ہے کہ جس کی بہت سی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور وہ بیت المقدس میں جاکر ایک نماز پڑھ لے تو اس کی تمام نمازیں ادا ہوگئیں، کیونکہ مقصد تو نماز سے ثواب حاصل ہے، اور وہ یہاں حاصل ہوجاتا ہے، تو یہی بات رمضان المبارک اور جمعۃ الوداع کے دن بھی ہے۔

جواب:... یہ صحیح ہے کہ رمضان المبارک میں نیک اعمال کا ثواب ستر گنا ملتا ہے، لیکن اس سے یہ قیاس کرلینا کہ رمضان میں قضا کی ہوئی ایک نماز سے قضا شدہ ستر نمازیں ادا ہوجائیں گی، بالکل غلط ہے۔ ایک مالک اعلان کردے کہ جو لوگ فلاں دن کام پر آئیں گے ان کو ستر گنا اُجرت دی جائے گی، تو اس کے یہ معنی کبھی نہیں سمجھے جائیں گے کہ ایک دن کام کرنے کے بعد اب ستر دن کی چھٹی ہوگی۔ یا یہ کہ یہ ایک دن ستر دنوں کے کام کے قائم مقام تصوّر کیا جائے گا، ظاہر ہے کہ ایسا سمجھنے والا احمق ہوگا۔ الغرض کسی عمل پر زائد مزدوری ملنا اور بات ہے، اور اس عمل کے کئی دن کے عمل کے قائم مقام ہوجانا دُوسری بات ہے۔ رمضان المبارک میں ادا کئے گئے

---

(۱) خیر الفتاویٰ ج:۲ ص:۲۰۴، ما یتعلق بقضاء الفوائت۔

نیک اعمال پر ستر گنا اجر و ثواب ملتا ہے، مگر یہ نہیں کہ اس مبارک مہینے میں ایک فرض ادا کرنے سے ستر فرض نمٹ جائیں گے۔ اور جس مولوی صاحب نے بیت المقدس میں ایک نماز پڑھنے کو بہت سی قضا شدہ نمازوں کے قائم مقام بنایا، اس نے بھی بہت غلط بات کہی، مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور بیت المقدس میں نمازوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے، مگر یہ نہیں کہ ایک نماز بہت سی نمازوں کے قائم مقام ہوجائے۔ بیت المقدس میں نماز کا مشورہ مولوی صاحب نے شاید اس لئے دیا کہ وہ آج کل یہودیوں کے قبضے میں ہے، اور وہاں پہنچنا ممکن نہیں، ورنہ بیت المقدس سے حرمِ نبوی اور حرمِ نبوی سے حرمِ کعبہ میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ (۱)

۲۷ رمضان اور قضائے عمری

سوال:... سنا ہے کہ ۲۷ رمضان المبارک کی رات کو ۱۲ نفل نماز قضائے عمری پڑھی جاتی ہے، آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:... شریعتِ مطہرہ میں قرآن و حدیث سے کوئی ایسا قانون ثابت نہیں کہ ۲۷ رمضان المبارک یا اور کسی دن ۱۲ رکعات یا ۴ رکعات پڑھنے سے عمر بھر کی قضا نمازوں کا کفارہ ہوجائے، ایسی سنی سنائی باتوں پر یقین نہ کیا کریں۔ (۲)

اگر قضا نمازیں ذمہ ہوں تو کیا تہجد نہیں پڑھ سکتے؟

سوال:... مجھے کسی سے یہ معلوم ہوا کہ تہجد اس وقت تک نہیں پڑھ سکتے جب تک کہ قضائے عمری ادا نہیں ہوئی ہو، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... غالباً ان صاحب کا مطلب یہ ہوگا کہ نوافل کے بجائے قضا شدہ نمازیں ادا کی جائیں، ورنہ تہجد پڑھنا جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) فعلم ان کلا من صلٰوۃ الرغائب لیلۃ أوّل جمعۃ من رجب وصلٰوۃ البرائۃ لیلۃ النصف من شعبان وصلٰوۃ القدر لیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ .... ولَا ینبغی ان یتکلف لِالتزام ما لم یکن فی الصدر الأوّل کل ھذا التکلف لِاقامۃ أمر مکروہ .... قال أبو محمد عزالدین بن عبدالسلام المقدسی لم یکن ببیت المقدس قط صلٰوۃ الرغائب فی رجب ولا صلٰوۃ نصف شعبان فحدث فی سنۃ ثمان وأربعین وأربعمائۃ أن قدم علینا رجل من نابلس یعرف بأبن الحی وکان حسن التلاوۃ فقام فصلی فی المسجد الأقصٰی لیلۃ النصف من شعبان فاحرم خلفہ رجل ثم انضاف ثالث ورابع فما ختم إلّا وھو جماعۃ کثیرۃ ثم جاء فی العام القابل فصلہ معہ خلق کثیر وانتشرت فی المسجد الأقصٰی وبیوت الناس ومنازلھم ثم استقرت إلی یومنا ھذا ...إلخ۔ (حلبی کبیر ص: ۴۳۳، ۴۳۴، تتمات من النوافل)۔

(۲) فعلم ان کلا من صلاۃ الرغائب .... وصلٰوۃ القدر لیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ ...إلخ۔ (حلبی کبیر ص: ۴۳۲)۔ إعلم أنھم قد أحدثوا فی آخر جمعۃ شھر رمضان أمورًا مما لَا أصل لھا، والتزموا أمورًا لَا أصل للزومھا .... فمنھا القضاء العمری، حدث ذٰلک فی بلاد خراسان وأطرافھا، وبعض بلاد الیمن وأکنافھا، ولھم فی ذٰلک طرق مختلفۃ ومسالک متشبۃ، فمنھم من یصلی فی آخر جمعۃ رمضان خمس صلوات قضاءً بأذان واقامۃ مع الجماعۃ، ویجھرون فی الجھریۃ، ویسرون فی السریۃ، وینوون لھا بقولھم: نویت أن أصلی أربع رکعات مفروضۃ قضاءً لما فات من الصلوات فی تمام العمر مما مضٰی، ویعتقدون أنھا کفارۃ لجمیع الصلوات الفائتۃ فما مضٰی۔ (مجموعہ رسائل لکھنوی، رسالہ: ردع الإخوان عن محدثات آخر جمعۃ رمضان ج:۲ ص:۳۴۹، کفایۃ المفتی ج:۳ ص:۳۸۴)۔

(۳) وفی الحجۃ والإشتغال بالفوائت أولٰی وأھم من النوافل إلّا السُّنن المعروفۃ ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۵)۔ الإشتغال بقضاء الفوائت أولٰی وأھم من النوافل إلّا السنن المفروضۃ۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۷۴، باب قضاء الفوائت، طبع سعید)۔

قضا نمازوں کے ہوتے ہوئے تہجد، اَوّابین وغیرہ پڑھنا

سوال:... میرے ذمے بہت سی قضا نمازیں ہیں، میں ان کو نفل نمازوں کی جگہ ادا کر رہا ہوں، پوچھنا یہ ہے کہ کیا میں قضا نمازوں کو پورا کئے بغیر نماز اَوّابین اور تہجد پڑھ سکتا ہوں؟

جواب:... آپ کے لئے بہتر یہ ہے کہ تہجد اور اَوّابین کے نوافل کی جگہ قضا نمازیں پوری کریں۔ (۱)

کئی قضا نمازوں کی جگہ صلوٰۃ التسبیح پڑھنا

سوال:... اگر کسی شخص پر کئی قضا نمازیں ہوں تو کیا وہ صلوٰۃ التسبیح پڑھ کر ان سب کو ادا کر سکتا ہے؟

جواب:... صلوٰۃ التسبیح نفل نماز ہے، اور نفل نماز فرض کے قائم مقام نہیں ہوگی۔ (۲)

کیا قضائے عمری میں سورۃ کے بجائے تین دفعہ "سبحان اللہ" پڑھ لینا کافی ہے؟

سوال:... میں نے سنا ہے کہ اگر کسی شخص کو عمر بھر کی قضا نمازیں یعنی قضا العمری پڑھنی ہوں تو وہ قیام میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ ملائی جانے والی سورت کی بجائے تین مرتبہ "سبحان اللہ" پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... غلط ہے، نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا اور اس کے ساتھ چھوٹی سورۃ ملانا (یا تین چھوٹی آیتیں) واجب ہے، اس کو چھوڑنے سے نماز نہیں ہوگی۔ (۳)

کیا خانۂ کعبہ میں قضا نماز کا ثواب سو کے برابر ہوگا؟

سوال:... کہا جاتا ہے کہ خانۂ کعبہ میں پڑھی ہوئی ایک رکعت کا ثواب سو رکعتوں کے برابر ملے گا، تو کیا اگر قضا نمازیں خانۂ کعبہ میں پڑھی جائیں تو ایک رکعت سو رکعت کے برابر ہو جائے گی؟

جواب:... ثواب سو نمازوں کا ہوگا، مگر نماز ایک ہی ہوگی، اس لئے ایک قضا نماز سو قضا نمازوں کے قائم مقام نہیں ہوگی۔ (۴)

قضا شدہ کئی نمازیں ایک ساتھ پڑھنا

سوال:... کوئی آدمی اگر پانچ وقت کا نمازی ہو اور اگر جس آدمی سے کبھی کسی مصروفیت کے تحت نماز چھوٹ جاتی ہے، پھر وہ چاہے کہ میں عشاء میں سب نماز ایک ساتھ پڑھ لوں تو وہ شخص ایک ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے؟

---

(۱) والإشتغال بالفوائت أولى وأهم من النوافل ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۵).

(۲) كل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضائها .... سواء كانت كثيرة أو قليلة. (فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۱۲۱، وكذا في حاشية الطحطاوي على المراقي الفلاح ص:۲۳۹)

(۳) يضم إلى الفاتحة سورة أو ثلاث آيات. (عالمگیری ج:۱ ص:۷۲، الباب الرابع في صفة الصلاة).

(۴) والقضاء فرض في الفرض وواجب في الواجب ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۱).

جواب:... مصروفیت کے تحت نماز کا قضا کردینا بڑا ہی سخت گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے، ایک مسلمان کے لئے نماز سے زیادہ اہم مصروفیت کون سی ہوسکتی ہے؟ جس کی وجہ سے وہ نماز کو چھوڑ دیتا ہے۔ بہرحال قضا شدہ نمازوں کو جب بھی موقع ملے ادا کرلینا چاہئے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو، قضا شدہ کئی نمازیں ایک ساتھ بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ [۱]

قضا نمازوں کا فدیہ کب اور کتنا ادا کیا جائے؟

سوال:... اگر ایک نماز قضا ہوجائے تو اس کا فدیہ آج کے مروّجہ سکے کے حساب سے کس مقدار میں ادا ہوگا؟

جواب:... زندگی میں تو نماز کا فدیہ ادا نہیں کیا جاسکتا، بلکہ قضا شدہ نمازوں کو ادا کرنا ہی لازم ہے، البتہ اگر کوئی شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں تو ہر نماز کا فدیہ صدقۂ فطر کی مقدار ادا کیا جائے۔ صدقۂ فطر کی مقدار تقریباً دو سیر غلہ ہے، فدیہ ادا کرنے کے دن کی قیمت کا اعتبار ہے، اس دن غلے کی جو قیمت ہو اس کے حساب سے فدیہ ادا کیا جائے، اور چونکہ وتر ایک مستقل نماز ہے، اس لئے دن رات کی چھ نمازیں ہوتی ہیں، اور قضا ہوجانے کی صورت میں ایک دن رات کی نمازوں پر چھ صدقے لازم ہیں، میت نے اگر اس کی وصیت کی ہو تب تو تہائی مال سے یہ فدیہ ادا کرنا واجب ہے، اور اگر وصیت نہ کی ہو تو وارثوں کے ذمہ واجب نہیں، البتہ تمام وارث عاقل و بالغ ہوں اور وہ اپنی خوشی سے فدیہ ادا کردیں تو توقع ہے کہ میت کا بوجھ اُتر جائے گا۔ [۲]

نماز کا فدیہ کس طرح ادا کیا جائے؟

سوال:... ہماری ایک عزیزہ عرصہ تین مہینے سخت بیمار رہی، جس کی وجہ سے انتقال بھی ہوگیا، اب جو اس عرصے میں ان کی نمازیں قضا ہوگئیں، ان کا کیا فدیہ ادا کیا جائے؟

جواب:... ہر نماز کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار فدیہ ہے، اور وتر مستقل نماز ہے، اس لئے ہر دن کے چھ فدیے ہوئے، یہ فدیہ اگر کوئی شخص اپنے مال سے ادا کرے تو ٹھیک ہے، اور اگر مرحومہ کے ترکے میں سے ادا کرنا ہو تو اس کے لئے یہ شرط ہے کہ سب وارث بالغ اور حاضر ہوں اور وہ خوشی سے اس کی اجازت دے دیں۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ مرحومہ نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت نہ کی ہو، اگر وصیت کی ہو تو اس کے تہائی ترکہ سے تو وارثوں کی رضامندی کے بغیر فدیہ ادا کیا جائے گا، اور تہائی مال سے زائد فدیہ ہو تو

---

(۱) ثم ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقت له إلّا ثلاثة وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب فإنه لَا تجوز الصلٰوة في هٰذه الأوقات. (البحر الرائق ج:۲ ص:۸۶، باب قضاء الفوائت).

(۲) إذا مات الرجل وعليه صلٰوة فائتة فأوصٰى بأن تعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلٰوة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع .... وفي فتاوى الحجة وإن لم يوص لورثته وتبرع بعض الورثة وجوز ... إلخ. (فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۱۲۵). (قوله وعليه صلوات فائتة) أي بأن كان يقدر علٰى أدائها ولو بالإيماء فليزمه الإيصاء .... (قوله: نصف صاع من البر) أو أو من دقيقه أو سويقه أو صاع من تمر أو زبيب أو شعير أو قيمته وهي أفضل عندنا لإسراعها بسد حاجة الفقير .... (قوله وكذا حكم الوتر) لأنه فرض عملي خلافًا لهما (قوله وإنما يعطى من ثلث ماله) فلو زادت الوصية على الثلث لَا يلزم الولي إخراج الزائد إلّا باجازة الورثة رد المحتار ج:۲ ص:۷۲، ۷۳، باب قضاء الفوائت، طبع سعيد).

اس کے لئے وہی شرط ہے جو اُوپر لکھی گئی ہے۔[1]

قضا نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کا طریقہ

سوال:... میّت کے قضا نمازوں، روزوں کا فدیہ ادا کرنے کا کوئی طریقہ ثابت ہے؟

جواب:... شرعی حکم یہ ہے کہ نماز اور روزے کو قضا ہی نہ کیا جائے، اگر خدانخواستہ قضا ہو جائیں تو ان کو فوراً ادا کیا جائے، اور اگر خدانخواستہ ادا بھی نہ کر سکا تو وصیت کر کے جائے کہ میرے ذمے اتنی نمازیں اور اتنے روزے ہیں ان کا فدیہ ادا کیا جائے۔ اس صورت میں وارثوں کے ذمے لازم ہوگا کہ تہائی مال سے اس کا فدیہ ادا کریں۔[2]

پانچ نمازوں سے زیادہ بے ہوش رہ کر فوت ہونے والے کی نمازوں کا فدیہ دینا ہوگا

سوال:... ایک شخص کو دِل کا دورہ پڑا جو کہ بعد میں جان لیوا ثابت ہوا، دِل کے عارضے کے دوران درد و کرب کی کیفیت میں چند نمازیں اس سے فوت ہوئی ہیں، علماء نے کہا ہے کہ ان نمازوں کا مالی فدیہ ادا کردو تا کہ مرحوم آخرت کے اعتبار سے بری الذمہ ہو جائے، کیا ان نمازوں کا مالی فدیہ دینا ضروری ہے جبکہ مرحوم نیم بے ہوش رہا؟

جواب:... اگر ہوش و حواس باقی تھے تو یہ نمازیں ان کے ذمے ہیں، اور ان کا فدیہ ادا کیا جانا چاہئے، مگر چونکہ مرحوم کی طرف سے وصیت نہیں، اس لئے وارثوں کے ذمے واجب نہیں، اور اگر بے ہوش رہے اور یہ بے ہوشی پانچ نمازوں سے زیادہ میں رہی تو یہ نمازیں معاف ہیں۔[3]

کیا قضا نمازوں کا فدیہ زندگی یا موت کے بعد دِیا جا سکتا ہے؟

سوال:... کیا قضا نمازوں کا فدیہ دیا جا سکتا ہے؟ اس شخص کی زندگی میں یا اس کی موت کے بعد؟

جواب:... زندگی میں تو نمازوں کا ادا کرنا فرض ہے، فدیہ دینا صحیح نہیں۔[4] مرنے کے بعد دینا صحیح ہے، پھر اگر وصیت کر کے مرا کہ میرے ذمہ اتنی نمازیں ہیں، ان کا فدیہ دے دیا جائے اور اس کے ترکے کی تہائی میں سے اس فدیہ کی گنجائش بھی ہو، تو فدیہ دینا

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ کیجئے۔

(۲) ومن مات وعليه صلوات فأوصى بمال معين يعطى لكفارة صلواته لزم ويعطى لكل صلاة كالفطرة وللوتر كذلك وكذا الصوم كل يوم وانما يلزم تنفيذها من الثلث وان لم يوص وتبرع به بعض الورثة جاز۔ (حلبی کبیر ج:۱ ص:۵۳۵)۔

(۳) ومن أغمي عليه خمس صلوات قضى ولو أكثر لَا يقضي .... هذا إذا دام الإغماء ولم يفق في المدة ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۳۷)۔ عن عبيدالله بن نافع قال أغمي على عبدالله بن عمر يومًا وليلةً فأفاق فلم يقض ما فاته واستقبل۔ كذا في نصب الراية (ج:۱ ص:۳۰۵، إعلاء السنن ج:۷ ص:۱۹۱، كتاب الصلوٰة، باب المغمى عليه، طبع إدارة القرآن، وأيضًا در مختار ج:۲ ص:۱۰۲، باب صلاة المريض)۔

(۴) وسئل جمير الوبرى وأبو يوسف بن محمد عن الشيخ الفاني هل تجب عليه الفدية عن الصلوات كما تجب عليه عن الصوم وهو حيٌّ؟ فقال: لَا، كذا في التتارخانية۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۵، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر)۔

واجب ہے، ورنہ واجب نہیں، وارث اگر فدیہ ادا کردیں تو اُمید ہے کہ قبول ہوگا۔[1]

والدین کی قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ

سوال:... اگر کوئی شخص اپنی پچاس سالہ عمر میں پہلے کی تیس سالہ عمر میں نماز پابندی سے نہیں پڑھتا ہے، اور آخری عمر میں بیس سال نماز پڑھتا ہے، اور اس شخص کا پچاس سال کی عمر میں انتقال ہوجاتا ہے، تو اس کے بدلے میں اس شخص کی اولاد فوت شدہ شخص کے بدلے میں نماز قضا کرسکتی ہے؟ اور ایک روز میں کتنی نمازیں قضا شدہ ادا کی جاسکتی ہیں؟

جواب:... آدمی کسی دُوسرے کی طرف سے نہ تو نماز قضا کرسکتا ہے، نہ روزہ قضا کرسکتا ہے۔[2] جو شخص کسی مرحوم کی جانب سے اس کے ذمے کی نمازیں اور روزے اُتارنا چاہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نمازوں اور روزے کا فدیہ ادا کردے جو کہ صدقۂ فطر کے برابر ہے، اس لئے ہر سال کے رمضان کے روزے کے تیس فدیے ہوئے، اور ہر نماز کا فدیہ بھی صدقۂ فطر کے برابر ہے، اور ایک دن کی نمازیں وتر سمیت چھ ہیں، تو ایک دن کے چھ فدیے ہوئے، اگر قمری سال کے تین سو چونسٹھ دن لئے جائیں تو ایک سال کے دو ہزار ایک سو چوراسی (۲۱۸۴) فدیے ہوئے، اور اگر ایک فدیہ کی قیمت آٹھ روپے فرض کی جائے تو ایک سال کی نمازوں کے فدیوں کی قیمت ۱۷۴۷۲ روپے ہوئے، اور اگر ایک فدیے کی قیمت سات روپے لی جائے تو سال بھر کے فدیوں کی قیمت پندرہ ہزار دو سو اٹھاسی (۱۵۲۸۸) روپے ہوئی۔

صبح کی نماز چھوڑنے والا کب نماز ادا کرے؟

سوال:... اگر صبح آنکھ دیر سے کھلتی ہے اس لئے قضا نماز فجر میں عشاء کی نماز کے ساتھ ادا کرتا ہوں، کیا میرا یہ عمل دُرست ہے؟

---

(۱) إذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فأوصى بأن تعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلاة نصف صاع من بُرّ وللوتر نصف صاع، ولصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۵)۔

(۲) في الملتقط ولو أمر الأب إبنه أن يقضي عنه صلوات وصيام أيام لا يجوز عندنا كذا في التتارخانية۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۵)۔ ولا يصح أن يصوم الولي ولا غيره عن الميّت ولا يصح أن يصلي أحد عنه لقوله صلى الله عليه وسلم لا يصوم أحد عن أحد ولا يصلي أحد عن أحد ولكن يطعم عنه .... فما يفعله جهلة الناس الآن من إعطاء دراهم للفقير على أن يصوم أو يصلي عن الميت أو يعطيه شيئًا من صلاته أو صومه ليس بشيء وإنما سبحانه وتعالى يتجاوز عن الميت بواسطة الصدقة التي قدرها الشارع كما بيناه۔ (مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي ص:۲۳۸، فصل في إسقاط الصوم والصلوٰة)۔ وإن كان مريضًا وقت الإيجاب ولم يبرأ حتى مات فلا شيء عليه فإذا لم يف به الثلث توقف الزائد على إجازة الوارث فيعطى لصوم كل يوم طعام مسكين لقوله صلى الله عليه وسلم: من مات وعليه صوم شهر فليطعم عنه مكان كل يوم مسكين وكذا يخرج لصلاة كل وقت من فرض اليوم والليلة حتى الوتر۔ (مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي ص:۲۳۸، فصل في إسقاط الصلاة)۔

جواب:... غلط ہے، اوّل تو فجر کی نماز قضا کرنا ہی بہت بڑا وبال ہے۔ حدیث میں ہے کہ: ''فجر اور عشاء کی نماز منافقوں پر سب سے بھاری ہے، اگر ان کو ان کے اجر و ثواب کا علم ہوتا تو ان نمازوں میں ضرور آتے، خواہ ان کو رینگتے ہوئے آنا پڑتا۔''(۱) اس لئے فجر کی نماز کے لئے جاگنے کا پورا اہتمام کرنا چاہئے۔(۲)

اگر کسی دن خدانخواستہ آنکھ نہ کھلے تو بیدار ہونے کے بعد فوراً فجر کی قضا کرلینا چاہئے، اس کو عشاء کی نماز تک مؤخر کرنا بُرا ہے۔

فجر کی نماز قضا کرنے والے کے لئے توجہ طلب تین باتیں

سوال:... ہم رات کو دو بجے تک گپ شپ لگاتے ہیں اور پھر اس کے بعد سوجاتے ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ ہم غلط کرتے ہیں اور پھر صبح فجر کی نماز قضا ہوجاتی ہے، میں خود فجر کی نماز ظہر کے بعد پڑھتا ہوں اور صرف دو رکعت فرض پڑھتا ہوں، آیا میں جو نماز پڑھتا ہوں وہ ٹھیک ہے کہ نہیں؟ اور اگر نہیں تو کیا ہم گناہگار ہوئے؟

جواب:... آپ کے اس طرزِ عمل پر تین باتیں آپ کی توجہ کے لائق ہیں:

اوّل:... یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے بعد گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے،(۳) البتہ تین صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، ایک یہ کہ آدمی مہمان کی دلداری کے لئے اس سے بات چیت کرے، دُوسرے میاں بیوی آپس میں گفتگو کریں، تیسرے یہ کہ کچھ لوگ سفر میں ہوں اور وہ رات کاٹنے کے لئے گفتگو کریں۔(۴) ان تین صورتوں کے علاوہ عشاء کے بعد گفتگو مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ مسلمان کے دن بھر کے اعمال کا خاتمہ نیک عمل پر ہونا چاہئے، اور وہ عشاء کی نماز ہے، اس لئے آپ حضرات کو رات گئے تک گپ شپ، کا معمول چھوڑ دینا چاہئے، چونکہ آپ کی یہ گپ شپ نماز فجر کے قضا ہونے کا سبب ہے، اور حرام کا ذریعہ حرام ہوتا ہے، اس لئے آپ کا یہ فعل حرام ہے۔

دوم:... آپ فجر کی نماز قضا کردیتے ہیں اور یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے دُنیا کا کوئی گناہ زنا، چوری، ڈاکہ، وغیرہ وغیرہ فرض

---

(۱) عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس صلٰوة أثقل على المنافقين من الفجر والعشاء ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبوا. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۶۲، باب فضائل الصلاة، الفصل الأوّل).

(۲) وإذا أخر الصلاة الفائتة عن وقت التذكر مع القدرة على القضاء هل يكره فالمذكور في الأصل أنه يكره، لأن وقت التذكر إنما هو وقت الفائتة وتأخير الصلاة عن وقتها مكروه بلا خلاف كذا في المحيط. (فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۱۲۴).

(۳) قوله وكان يكره .... والحديث بعدها .... والسمير بعدها قد يؤدى إلى النوم عن الصبح أو عن وقتها المختار ...إلخ. (فتح البارى شرح بخارى ج:۲ ص:۷۳).

(۴) (باب السمر مع الأهل والضيف) .... فيلتحق بالسمر الجائز ...إلخ. (فتح البارى شرح بخارى ص:۷۶ قبيل كتاب الأذان).

نماز قضا کرنے کے برابر نہیں، اس سے توبہ کرنی چاہئے۔[1] خصوصاً فجر کی نماز کی تو اور بھی تاکید ہے،[2] اور اس کو قضا کردینا اپنے اُوپر بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

سوم:... پھر اگر خدانخواستہ فجر کی نماز قضا ہی ہوجائے تو ظہر تک اس کو مؤخر نہیں کرنا چاہئے، بلکہ بیدار ہونے کے بعد اسے پہلی فرصت میں ادا کرنا چاہئے۔[3] فجر کی نماز اگر قضا ہوجائے تو زوال سے پہلے سنتوں سمیت قضا کی جاتی ہے، اور زوال کے بعد صرف فرض پڑھے جاتے ہیں۔[4]

فجر کی نماز قضا کرنے کا وبال اور اُس کا تدارک

سوال:... میں صبح اکثر دیر سے جاگتا ہوں اور جب جاگتا ہوں اس وقت نمازِ فجر کا وقت گزر چکا ہوتا ہے، اور میں نمازِ فجر پڑھ نہیں پاتا۔ کیا نمازِ فجر کی قضا اُسی وقت یعنی صبح جب جاگ آجائے پڑھنی چاہئے یا کہ ظہر کی نماز کے ساتھ بھی ادا کی جاسکتی ہے؟ اور اس قضا نماز کی نیت کیسے کی جائے؟

جواب:... نماز کا قضا کرنا خصوصاً نمازِ فجر کا قضا کرنا بہت ہی بڑا وبال ہے، اور جتنے کبیرہ گناہ ہیں، ان میں نماز قضا کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں، اس لئے اس کا اہتمام ہونا چاہئے کہ فجر کی نماز باجماعت قضا نہ ہو۔ رات کو جلدی سویا کریں اور نماز کے وقت جاگنے کا اِنتظام کرکے سویا کریں، مثلاً: ٹائم پیس کا اَلارم لگالیا کریں، یا کسی کے ذمے لگادیا کریں کہ آپ کو وقت پر جگادیا کرے۔ بہرحال یہ عزم ہونا چاہئے کہ اِن شاء اللہ کوئی نماز قضا نہیں ہوگی، اس کے باوجود خدانخواستہ کبھی نماز قضا ہوجائے تو اس کو فوراً پڑھ لینا چاہئے، جب بھی آنکھ کھلے قضا کرلیں۔[5]

---

(۱) وروی أیضًا: أن إمرأة من بنی إسرائیل جاءت إلٰی موسٰی صلی اللہ علٰی نبینا وعلیہ وعلٰی سائر النبیین فقالت: یا نبی اللہ! أذنبت ذنبًا عظیمًا وقد تبت إلی اللہ تعالٰی، فادع اللہ لی أن یغفر ذنبی ویتوب علیّ. فقال لها موسٰی: وما ذنبک؟ قالت: یا نبی اللہ! زنیت وولدت ولدًا وقتلته، فقال لها موسٰی علٰی نبینا وعلیه الصلاة والسلام: أخرجی یا فاجرة! لَا تنزل نار من السماء فتحرقنا بشؤمک. فخرجت من عنده منکسرة القلب، فنزل جبریل علیه السلام وقال: یا موسٰی! الرب تعالٰی یقول لک: لم رددت التائبة؟ یا موسٰی! أما وجدت شرًا منها؟ قال موسٰی: یا جبریل! ومن شر منها؟ قال: من ترک الصلاة عامدًا متعمدًا. (الزواجر عن إقتراف الکبائر ج:۱ ص:۱۲۷، الکبیرة السابعة والسبعون).

(۲) عن جندب القسری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من صلّٰی صلاة الصبح فهو فی ذمة اللہ فلا یطلبنکم اللہ من ذمته بشیء فإنه من یطلبه من ذمته بشیء یدرکه ثم یکبّه علٰی وجهه فی نار جهنم. رواه مسلم. (مشکٰوة ص:۶۲ الفصل الأوّل، باب فضائل الصلاة).

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۲ ملاحظہ کیجئے۔

(۴) إذا فاتتا مع الفرض یقضیهما بعد طلوع الشمس إلٰی وقت الزوال ثم یسقط ... إلخ. (فتاوٰی هندیة ج:۱ ص:۱۱۲).

(۵) وإذا أخر الصلٰوة الفائتة عن وقت التذکر مع القدرة علی القضاء هل یکره فالمذکور فی الأصل أنه یکره. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۴)، من نام عن صلٰوة أو نسیها فلیصلها إذا ذکرها لَا کفارة لها إلَّا ذٰلک. (فتح القدیر مع الهدایة ج:۱ ص:۳۴۷، باب قضاء الفوائت).

قصداً نماز قضا کرنا کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے

سوال:... مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے، وہ یہ کہ میری بہت سی نمازیں قضا ہوئی ہیں، جو میں نے ادا نہیں کی ہیں، لیکن میں یکم جنوری ۱۹۹۰ء سے ترتیب سے نمازیں پڑھ رہا ہوں، اس دن سے میری جو بھی نماز قضا ہوئی، میں نے ادا کردی۔ یعنی موجودہ سال کے کسی بھی دن کی کوئی بھی نماز میرے ذمے واجب نہیں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ اگر میری کوئی نماز مثلاً فجر کی نماز قضا ہوجائے تو میں پہلے قضا ادا کروں یا ظہر کی نماز کے بعد قضا ادا کروں؟ حالانکہ میری اس سے قبل بہت سی نمازیں رہی ہوئی ہیں۔

جواب:... نماز کا قصداً قضا کردینا کفر کے بعد سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے، اس لئے آئندہ نماز قضا کرنے سے پکی توبہ کی جائے، اور اگر خدانخواستہ غیر اختیاری طور پر نماز قضا ہوجائے، مثلاً: سویا رہ جائے یا نماز کا پڑھنا یاد نہ رہے، تو اس کو گزشتہ قضا نمازوں میں شامل نہ کیا جائے، بلکہ اسے فوراً ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ فجر کی نماز کو ظہر تک موٴخر کرنا بھی جائز نہیں۔ [1]

فجر کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھنا

سوال:... میں ظہر اور عصر کی نماز تو باجماعت پڑھتا ہوں، اور فجر کی نماز قضا ظہر کے وقت پڑھتا ہوں۔

جواب:... آپ کوشش کریں کہ ہر نماز وقت پر ادا کریں، کیونکہ نماز قضا کردینا بہت بڑا وبال ہے۔

۲:... اگر نماز قضا ہوجائے تو جتنی جلدی ممکن ہو اس کو پڑھ لیا جائے، دُوسری نماز کا انتظار نہ کیا جائے، کیونکہ جتنی تاخیر ہوتی جائے گی، گناہ بڑھتا جائے گا۔

۳:... اگر فجر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ ظہر کا وقت ہوگیا تو پہلے فجر کی نماز پڑھ کر ظہر بعد میں پڑھنی چاہئے۔ [2]

فجر کے بعد قضا نماز

سوال:... کیا صبح فجر کی نماز کے فرض پڑھنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے کوئی سجدہ جائز ہے کہ نہیں؟ مثلاً: ہم نے فجر کے فرض پڑھ لئے ہیں، اس کے بعد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے سجدہ کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... نمازِ فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک نفل نماز جائز نہیں، قضا نماز اور سجدۂ تلاوت جائز ہے، مگر قضا نماز لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائے، تنہائی میں پڑھی جائے۔ [3]

---

(۱) وإذا أخر الصلٰوة الفائتة عن وقت التذكر مع القدرة على القضاء هل يكره فالمذكور في الأصل أنه يكره۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۴)، والتأخير بلا عذر كبيرة لَا تزول بالقضاء بل بالتوبة۔ (حاشية الطحطاوی ص:۱۳۹)، وعن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: أوصاني خليلي أن لَا تشرك بالله شيئًا وإن قطعت وحرقت، ولَا تترك صلٰوة مكتوبة متعمدًا، فمن تركها متعمدًا فقد برئت منه الذمة۔ (مشکوٰة ج:۱ ص:۵۹، كتاب الصلٰوة، الفصل الثالث)۔

(۲) وإذا أخر الصلاة الفائتة عن وقت التذكر مع القدرة على القضاء هل يكره فالمذكور في الأصل أنه يكره۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۴، كتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت)۔

(۳) تسعة أوقات يكره فيها النوافل وما فی معناها لَا الفرائض فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة .... منها ما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۳، كتاب الصلاة، الباب الأوّل)۔

نماز قضا کرنے کے گناہ پر اِشکال اور اس کا جواب

سوال:... آپ کا کالم "آپ کے مسائل اور اُن کا حل" مورخہ ۱۵رمئی بروز جمعہ میرے سامنے ہے، اس میں چند مسائل ایسے مرقوم ہیں جو میرے خیال میں آپ نے کسی اور سے لکھوا کر اَخبار کو بھجوادیے ہیں، اور یہ کسی مبتدی کا جواب ہے، آپ بھی ایسا جواب جو کہ مبہم اور غیر واضح اور مشکوک ہو، اَخبار میں شائع نہیں کراسکتے۔ ملاحظہ فرمائیے ایک سوال نمازِ فجر سے متعلق کیا گیا اور جواب یوں دیا گیا: "نماز کا قضا کرنا خصوصاً نمازِ فجر کا قضا کرنا بہت ہی بڑا وبال ہے، اور جتنے کبیرہ گناہ ہیں، ان میں نماز قضا کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔"

خط کشیدہ جملہ یہ ثابت کرتا ہے کہ زنا، شرک، سود، شراب خوری یہ سب ہلکے گناہ ہیں، یعنی ان گناہوں پر جو حد جاری کی جاتی ہے، وہ قضا نماز کی بہ نسبت کم ہے، حالانکہ مندرجہ محولہ شخص تارکِ نماز اِستمراری نہیں بلکہ اِضطراری طور پر فجر کی قضا کا مرتکب ہے۔

جواب:... آنجناب کے گرامی نامے سے خوب خوب محظوظ ہوا۔ جن دو جوابوں پر آنجناب نے تنقید فرمائی ہے، وہ کسی اور کے قلم سے نہیں، ایسے غیر ذمہ دارانہ جواب اسی ظلوم وجہول کے ہوسکتے ہیں۔

کھٹکا تو مجھے بھی تھا کہ کوئی اس پر تنقید ضرور کرے گا، لیکن کسی نے کی نہیں، یہ شرف آنجناب کو حاصل ہوا، اب دو وضاحتیں سن لیجئے۔

اوّل:... یہ کہ میری گفتگو اِضطراری طور پر نماز قضا ہوجانے کے بارے میں نہیں، بلکہ بااختیار خود نماز قضا کرنے کے بارے میں ہے۔ سوتے کی آنکھ نہ کھلنا تو غیر اِختیاری چیز ہے، لیکن بارہ ایک بجے تک ٹی وی پر ڈرامے دیکھتے رہنا، پھر دو بجے کے قریب سونا اور نماز کے لئے اُٹھنے کا کوئی اِہتمام نہ کرنا، جس کے نتیجے میں اکثر و بیشتر نمازِ فجر قضا ہوجاتی ہے، یہ غیر اِختیاری چیز نہیں، نہ اِضطراری ہے، بلکہ یہ اِستمراری اور اِختیاری ہے۔

دوم:... یہ کہ جان بوجھ کر نماز قضا کردینا ایسا سنگین گناہ ہے کہ قرآن وحدیث میں اس پر کفر و شرک اور نفاق کا حکم کیا گیا ہے، اور بعض اکابر نے تارکِ صلوٰۃ پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ یہاں شیخ ابنِ حجر مکیؒ کی کتاب "الزواجر عن اقتراف الکبائر" سے ایک اِقتباس نقل کرتا ہوں۔

"اہلِ علم نے صحابہؓ اور ان کے بعد کے حضرات میں سے تارکِ صلوٰۃ کے کفر میں اختلاف کیا ہے، اور بہت سی احادیث پہلے گزر چکی ہیں، جن میں تارکِ صلوٰۃ کے کافر، مشرک اور خارج از ملت ہونے کی تصریح کی گئی ہے، اور یہ کہ اس سے اللہ کا اور اس کے رسول کا ذمہ بَری ہے، اور یہ کہ اس کے عمل اکارت ہوجاتے ہیں، اور یہ کہ اس کا دِین نہیں، اور یہ کہ اس کا ایمان نہیں، (وہ بے دِین اور بے اِیمان ہے) اور اس نوعیت کی بہت سی تغلیظات گزر چکی ہیں۔ صحابہؓ وتابعینؒ اور بعد کے حضراتؒ کی ایک کثیر جماعت نے ان احادیث کے ظاہر کو لیا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو شخص ایک نماز کو جان بوجھ کر ترک کردے، یہاں تک کہ اس کا پورا وقت نکل جائے، وہ کافر ہوگا کہ اس کا خون بہانا حلال ہوگا۔ ان حضرات میں: حضرت عمرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، معاذ بن جبلؓ، ابوہریرہؓ، ابنِ مسعودؓ، ابنِ عباسؓ،

جابر بن عبداللہؓ، ابوالدرداءؓ، اور غیرِ صحابہ میں: احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، حکم بن عیینہؒ، ایوب سختیانیؒ، ابوداوٗد طیالسیؒ، ابوبکر بن ابی شیبہؒ، زُہیر بن حربؒ اور دیگر اکابر شامل ہیں۔ پس یہ تمام ائمہ اس بات کے قائل ہیں کہ تارکِ صلوٰۃ کافر ہے، اور اس کا خون مباح ہے۔"[1]

کبیرہ گناہ تو بہت ہیں، مگر کسی گناہ پر ایسی وعیدیں پے در پے وارد نہیں ہوئیں، جتنی کہ نماز کو جان بوجھ کر قضا کردینے پر، اور کسی گناہ پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا گیا، مگر تارکِ صلوٰۃ پر بہت سے اکابر نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اگر ان تمام اُمور کو پیشِ نظر رکھ کر میرے اس فقرے کو ملاحظہ فرمائیں کہ "جتنے گناہِ کبیرہ ہیں، ان میں نماز قضا کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں" تو چاہے آپ اس سے اتفاق نہ کریں، لیکن اس کا وزن ضرور محسوس کریں گے...!

ظہر اور عصر کی قضا مغرب سے چند منٹ پہلے پڑھنا

سوال:... اگر نمازِ عصر اور ساتھ ہی ظہر کی قضا مغرب سے کچھ منٹ قبل ادا کرلی جائے تو کیا اَدا ہوجائے گی؟

جواب:... اس وقت ظہر کی قضا تو جائز نہیں، لیکن اسی دن کی عصر غروب تک پڑھ سکتا ہے، اگرچہ تاخیر کی وجہ سے گناہ ہوگا۔[2]

فجر اور عصر کے بعد قضا نماز پڑھنا

سوال:... کیا قضا نماز عصر، فجر کے بعد پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب:... عصر اور فجر کے بعد قضا نمازیں پڑھنا جائز ہے، صرف نوافل پڑھنا مکروہ ہے،[3] مگر عصر و فجر کے بعد قضا نمازیں لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائیں، کیونکہ نماز کا قضا کرنا معصیت ہے، اور معصیت کا اظہار جائز نہیں۔[4]

کیا فجر کی قضا ظہر سے قبل پڑھنی ضروری ہے؟

سوال:... میری صبح کی نماز کسی مجبوری کی وجہ سے قضا ہوگئی، ظہر کی اَذان سے قبل اس فرض نماز کو ادا نہ کرسکا، ظہر کی اَذان

---

(۱) ومنها إختلاف العلماء من الصحابة ومن بعدهم في كفر تارك الصلاة، وقد مرّ في الأحاديث الكثيرة السابقة التصريح بكفره وشركه وخروجه من الملّة وبأنه تبرأ منه ذمة الله ورسوله وبأنه يحبط عمله وبأنه لا دين له وبأنه لا إيمان له وبنحو ذالك من التغليظات وأخذ بظاهرها جماعة كثيرة من الصحابة والتابعين ومن بعدهم فقالوا: من ترك صلاة متعمدًا حتّى خرج جميع وقتها كان كافرًا مراق الدم منهم: عمر، وعبدالرحمٰن بن عوف، ومعاذ بن جبل، وأبوهريرة، وابن مسعود، وابن عباس، وجابر بن عبدالله، وأبو الدرداء، ومن غير الصحابة: أحمد بن حنبل، واسحاق بن راهويه، وعبدالله بن المبارك، والنخعي، والحكم بن عيينة، وأيوب السختياني، وأبو داوٗد الطيالسي، وأبوبكر بن أبي شيبة، وزهير بن حرب، وغيرهم، فهؤلاء الأئمة كلهم قائلون بكفر تارك الصلاة وإباحة دمه. (الزواجر عن اقتراف الكبائر ص:۱۳۸، طبع بيروت).

(۲) وعند إحمرارها إلى أن تغيب إلّا عصر يومه ذلك فإنه يجوز أدائه عند الغروب ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۲).

(۳) وعن التنفل بعد صلاة الفجر والعصر لا عن قضاء فائتة وسجدة تلاوة. (تبيين الحقائق ج:۱ ص:۲۳۲، كتاب الصلاة، طبع دار الكتب العلمية، بيروت).

(۴) وفي الدر المختار: وينبغي أن لا يطلع غيره على قضائه، لأن التأخير معصية فلا يظهرها، وقال الشامي: قلت والظاهر أن ينبغي هنا للوجوب وأن الكراهة تحريمية، لأن إظهار المعصية معصية ...إلخ. (درمختار مع الشامي ج:۲ ص:۷۷).

کے ساتھ مسجد میں پہنچا تو کیا اس قضا نماز کو ظہر کی نماز سے پہلے ادا کرسکتا ہوں یا پوری نماز ختم ہونے کے بعد ادا کروں؟

جواب:... جس کے ذمہ پانچ سے زیادہ قضا نمازیں نہ ہوں، یہ شخص صاحبِ ترتیب کہلاتا ہے،[1] اس کے لئے حکم یہ ہے کہ پہلے قضا نماز پڑھے، اس کے بعد وقتی نماز پڑھے، حتیٰ کہ اگر ظہر کی جماعت ہو رہی ہو اور اس کے ذمہ فجر کی نماز باقی ہو تو پہلے فجر کی نماز پڑھے خواہ ظہر کی جماعت فوت ہوجائے،[2] اور اگر صاحبِ ترتیب نہ ہو تو قضا نماز پہلے بھی پڑھ سکتا ہے، اور بعد میں بھی۔[3]

ظہر کی نماز کی سنتوں میں قضا نماز کی نیت کرنا

سوال:... آپ نماز کی عمر قضا کے بارے میں تحریر فرمادیں، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ جب ہم ظہر کی چار سنتیں پڑھیں تو اس کے ساتھ ہی عمر قضا فرض کہہ کر نیت باندھ لیں، اس طرح سنتیں بھی ادا ہوجائیں گی اور عمر قضا بھی ادا ہوجائے گی، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

جواب:... ظہر کی سنتوں میں قضا نماز کی نیت کرلینا صحیح نہیں، مؤکدہ سنتیں الگ ادا کرنا چاہئیں، اور قضا نماز الگ پڑھنی چاہئے، البتہ غیر مؤکدہ سنتوں اور نفلوں کی جگہ قضا نماز پڑھنی چاہئے۔[4]

سالہا سال کی عشاء اور وتر نمازوں کی قضا کس طرح کریں؟

سوال:... اگر گزشتہ کئی سال کی نمازوں کی قضا ادا کرنی ہو تو عشاء کے فرضوں کے علاوہ کیا وتر بھی ادا کرنا ضروری ہیں؟ اگر ضروری ہے تو کیا ہم پہلے عشاء کے تمام دنوں کے فرض پڑھ لیں، اس کے بعد تمام دنوں کے وتر پڑھ لیں، یا ہر فرض کے ساتھ وتر پڑھیں یا صرف فرض پڑھنا ہی کافی ہے؟

جواب:... یہاں دو مسئلے سمجھ لینا ضروری ہیں:

اوّل:... نمازِ پنج گانہ فرض ہے، اور وتر واجب ہے، جس طرح فرض کی قضا ضروری ہے، اسی طرح وتر کی قضا بھی ضروری ہے۔[5]

---

(۱) صاحب الترتيب: من لم تكن عليه الفوائت ستًا غير الوتر من غير ضيق الوقت والنسيان۔ (قواعد الفقه ص:۳۴۵، طبع صدف پبلشرز)۔

(۲) الترتيب بين الفائتة والوقتية مستحق كذا في الكافي حتى لَا يجوز أداء الوقتية قبل قضاء الفائتة كذا في محيط السرخسي۔ (فتاویٰ هندية ج:۱ ص:۱۲۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر في قضاء الفوائت)۔

(۳) وكثرة الفوائت كما تسقط الترتيب في الأداء تسقط في القضاء ...إلخ۔ (هندية ج:۱ ص:۱۲۳)۔

(۴) والإشتغال بالفوائت أولىٰ وأهم من النوافل إلّا السنن المعروفة وصلوٰة الضحى وصلوٰة التسبيح والصلوات التي رويت في الأخبار فيها سور معدودة وأذكار معهودة فتلك بنية النفل وغيرها بنية القضاء۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۵)۔

(۵) وقد قالوا إنما تقضى الصلوات الخمس والوتر ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۸۶)۔ والقضاء فرض في الفرض، وواجب في الواجب ...إلخ۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر)۔

دوم:... اگر وتر کی نماز قضا ہوجائے تو اس کو عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھنا ضروری نہیں، بلکہ الگ بھی جب چاہے پڑھ سکتا ہے، کیونکہ وتر، عشاء کے تابع نہیں۔[1]

عیدین، وتر اور جمعہ کی قضا

سوال:... عشاء کی وتریں اگر رہ جائیں یا قضا ہوجائیں تو بعد میں قضا پڑھی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ اگر قضا نہیں پڑھی جاسکتی ہیں تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ اگر جمعہ کی نماز نکل جائے تو اس کی بھی قضا ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ میری کوئی تین چار مرتبہ جمعہ کی نماز نکل گئی، تو میں نے بعد میں ان کی قضا پڑھی، اور عید کی نماز بھی قضا ادا کی جاسکتی ہے کہ نہیں؟ ویسے عید کی نماز تو کبھی نہیں نکلی، لیکن شاید بہت سے لوگ نہیں پڑھتے ہیں، تو وہ لوگ عیدین کی نمازیں قضا پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟

جواب:... وتر رہ جائیں تو اس کی قضا ہے،[2] جمعہ کی قضا نہیں،[3] اس لئے اگر جمعہ کی نماز نہ ملے تو اس کی جگہ ظہر کی نماز پڑھی جائے،[4] اور عیدین کی نماز کی قضا نہیں، نہ اس کا کوئی بدل ہے۔[5]

مثانے کے آپریشن کی وجہ سے نمازیں قضا کردیں تو کیا صرف فرض اور وتر پڑھیں؟

سوال:... میرے مثانے کا آپریشن ہوا ہے، اسپتال میں تمام دن پیشاب آتا رہتا ہے، نماز نہیں پڑھ سکتا، گھر آکر قضا نمازیں پوری آٹھ یوم کی پڑھی تھیں، کسی نے کہا صرف فرض اور وتروں کی قضا ہے، کیا مجھے فرض اور وتروں کی بھی قضا ادا کرنی چاہئے یا مکمل نمازیں پڑھنی ہوں گی؟

جواب:... صرف فرض اور وتر کی قضا ہے،[6] چاہئے یہ تھا کہ آپ اسی حالت میں نماز پڑھتے رہتے، کیونکہ آپ معذور تھے۔

عشاء کے قضا شدہ فرض ایک نماز کے ساتھ اور دُوسری نماز کے ساتھ پڑھنا

سوال:... بیماری یا کمزوری کی صورت میں اگر عشاء کی قضا نماز کے فرض کسی بھی ادا نماز کے ساتھ پڑھے جائیں اور وتر بعد میں کسی بھی دُوسری اَدا نماز کے ساتھ پڑھے جائیں تو کیا نماز ہوجائے گی؟

---

(۱) كان (الوتر) أصلًا بنفسه في حق الوقت لَا تبعًا للعشاء ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۷۲، فصل في بيان وقته).

(۲) صفحہ ھذا حوالہ نمبر ۲۔

(۳) وقضاء الجمعة في غير وقتها لَا يجوز. (البحر الرائق ج:۲ ص:۱۵۸، باب صلاة الجمعة).

(۴) وحرم لمن لَا عذر له صلاة الظهر قبلها أما بعدها فلا يكره. قوله فلا يكره، بل هو فرض عليه لفوات الجمعة. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۲ ص:۱۵۵).

(۵) وأما بيان وقت أدائها .... فإن تركها في اليوم الأوّل في عيد الفطر بغير عذر حتّٰى زالت الشمس سقطت أصلًا سواء تركها لعذر أو لغير عذر وما في عيد الأضحى فإن تركها في اليوم الأوّل لعذر أو لغير عذر صلى في اليوم الثاني فإن لم يفعل ففي اليوم الثالث ...إلخ. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۷۶، فصل في بيان وقت أدائها).

(۶) وقد قالوا إنما تقضى الصلوات الخمس والوتر ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۸۶، باب قضاء الفوائت).

جواب:... اللہ نہ کرے کہ آدمی کو ایسی معذوری یا بیماری ہو کہ اسے نماز قضا کرنی پڑے، نماز ہر حال میں خواہ آدمی کیسا ہی معذور ہو، اپنے وقت پر اَدا کرنی چاہئے، اور جو نماز قضا ہو جائے، اس کا کوئی وقت نہیں ہوتا، جب بھی موقع ملے اسے ادا کرلیا جائے۔[1]

وتر اور نفل تہجد کے وقت کے لئے چھوڑ دیئے اور پھر نہ پڑھے تو؟

سوال:... اگر عشاء کے تین وتر نماز تہجد کے لئے رکھے جائیں اور آنکھ کھلنے کے باوجود نیند کی وجہ سے نہ پڑھے، تو پھر کیا بعد میں تین وتر ہی قضا کئے جائیں یا پوری نماز؟

جواب:... تین وتر واجب ہے، اور اگر کچھ نفل بھی ساتھ پڑھ لے تو اچھا ہے۔[2]

کن سنتوں کی قضا کی جاتی ہے؟

سوال:... میرے بڑے بھائی ظہر و مغرب وغیرہ کی سنتوں کی قضا پڑھتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ آیا سنتوں کی قضا ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو وہ کونسی نماز کی سنتیں ہیں جس کی بڑی اہمیت آئی ہے، حدیث وغیرہ میں؟

جواب:... قضا صرف فرضوں اور وتروں کی ہوتی ہے۔[3] سنتوں کی قضا نہیں ہوتی۔[4] البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے اور اس کو دوپہر سے پہلے پہلے پڑھ لے تو فرض کے ساتھ سنت کی بھی قضا کی جائے۔

اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو ظہر سے پہلے کتنی، اور ظہر کے بعد کتنی پڑھیں؟

سوال:... اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو زوال سے پہلے اَدا کرنے کی صورت میں دو سنت اور دو فرض قضا پڑھتا ہوں، اور اگر دیر ہو جائے تو زوال کے بعد ظہر سے پہلے صرف دو فرض قضا کرتا ہوں، کیا ایسا دُرست ہے؟ یعنی وہ سنت کی قضا بھی (زوال سے پہلے) لازمی ہے یا نہیں؟ یا اختیار ہے؟

جواب:... اگر نماز قضا ہو جائے تو اس کو اوّلین فرصت میں ادا کرنے کا حکم ہے،[5] یہ خیال کہ ظہر کے وقت پڑھ لیں گے، غلط ہے۔ فرض کیجئے اگر ظہر سے پہلے آدمی کی وفات ہو جائے تو اس کے ذمے اللہ کا فرض باقی رہا، اس لئے اوّل فرصت میں نماز قضا ادا کرنی چاہئے اور ساتھ سنتیں بھی ادا کرلینی چاہئیں۔[6]

---

(۱) لیس للقضاء وقت معین بل جمیع أوقات العمر وقت له ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۱)۔

(۲ و ۳) وقد قالوا إنما تقضی الصلوات الخمس والوتر ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۸۶، باب قضاء الفوائت)۔

(۴) والسنن إذا فاتت عن وقتها لم یقضها إلّا رکعتی الفجر إذا فاتتا مع الفرض یقضیهما بعد طلوع الشمس إلی وقت الزوال ثم یسقط۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۱۲، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل)۔

(۵) وإذا أخر الصلٰوة الفائتة عن وقت التذکر مع القدرة علی القضاء هل یکره فالمذکور فی الأصل أنه یکره، لأن وقت التذکر إنما هو وقت الفائتة، وتأخیر الصلٰوة عن وقتها مکروه بلا خلاف کذا فی المحیط۔ (فتاویٰ هندیة ج:۱ ص:۱۲۴)۔

(۶) ایضاً حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ہذا۔

فجر اور ظہر کی نماز کب قضا ہوتی ہے؟ نیز قضا کب تک پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:... فجر اور ظہر کی نماز کب قضا ہوتی ہے؟ اور قضا کس وقت تک ادا کر سکتے ہیں؟

جواب:... فجر کا وقت طلوعِ آفتاب تک اور ظہر کا وقت عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے، اس وقت تک نماز اَدا سمجھی جائے گی، اس کے بعد قضا ہوگی۔ قضا نمازیں عین طلوع، زوال اور غروب کے وقت ادا نہیں کی جاسکتیں،[1] اس کے علاوہ ہر وقت قضا پڑھی جاسکتی ہے، قضا نماز کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

ظہر، مغرب، عشاء کے نوافل کی جگہ قضا نمازیں پڑھنا

سوال:... میں اکثر یہ کرتا ہوں کہ ظہر، مغرب اور عشاء کی نفل نماز کے بجائے پچھلی قضا نمازیں پڑھتا ہوں، کیا میرا یہ عمل دُرست ہے؟

جواب:... نوافل کے بجائے قضا نمازوں کی ادائیگی کا عمل دُرست اور بہتر ہے۔[2]

قضا نمازوں میں صرف فرض اور وتر اَدا کئے جاتے ہیں

سوال:... اگر کسی شخص کی بچپن سے ہوش سنبھالنے تک سات آٹھ سال کی نمازیں قضا ہوجاتی ہیں اور جب اس کو نماز کی حقیقت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے تو وہ نماز پابندی سے ادا کرنے لگتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ وہ ان سات آٹھ سال کی نمازوں کو کس طرح ادا کرے؟ کیا ان تمام نمازوں کی فرض اور وتر رکعتیں پڑھ لینے سے یہ نمازیں ادا ہوجائیں گی یا سنت اور نفل وغیرہ بھی پڑھنے ہوں گے؟

ان قضا نمازوں میں سے تقریباً ۵۰۰ قضا نمازیں فرض اور وتر پڑھ کر اَدا کر چکا ہے، کیا یہ نمازیں ادا ہوگئیں؟

اگر بخار کی کیفیت میں پانچ، چھ نمازیں قضا ہوجاتی ہیں تو فرض اور وتر پڑھ لینے سے یہ نمازیں ادا ہوجائیں گی یا سنت اور نفل بھی ادا کرنے ہوں گے؟ اور ایسی کچھ نمازیں وہ فرض رکعتیں پڑھ کر اَدا کر چکا ہے جن کی تعداد یاد نہیں، تو کیا اس کی نمازیں ادا ہوگئیں یا نہیں؟

جواب:... قضا نمازوں میں صرف فرض اور وتر اَدا کئے جاتے ہیں، اندازہ کرلیا جائے کہ اتنے سالوں کی نمازیں قضا ہوئی ہوں گی، اور پھر آہستہ آہستہ ان کو اَدا کرتے رہیں، یہاں تک کہ پوری ہوجائیں۔[3]

وتر کی قضا بھی ہوگی

سوال:... اگر عشاء کی نماز قضا ہوجائے تو صرف فرض پڑھیں گے یا وتر بھی ساتھ پڑھیں گے؟

---

(۱) ثلاثة ساعات لَا تجوز فيها المكتوبة ولَا صلاة الجنازة ولَا سجدة التلاوة: إذا طلعت الشمس حتّٰى ترتفع، وعند الْإنتصاف إلٰى أن تزول، وعند إحمرارها إلٰى أن تغيب. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۲، كتاب الصلاة، الباب الأوّل).

(۲) وفي الحجة والْإشتغال بالفوائت أولٰى وأهم من النوافل إلّا السنن المعروفة ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۵).

(۳) وقد قالوا انما تقضى الصلوات الخمس والوتر ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۸۶، قضاء الفوائت).

جواب:... وتر بھی واجب ہیں، اس لئے ان کی قضا بھی واجب ہے۔[۱]

کیا وتر واجب کی قضا کے لئے سجدۂ سہو کافی ہے؟

سوال:... وتر واجب کی قضا کی صورت میں صرف سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا تین رکعتیں پوری ادا کرنی ہوں گی؟

جواب:... پوری تین رکعتیں قضا کی جائیں گی۔[۲]

کیا سنتوں کی بھی قضا ہوتی ہے؟

سوال:... میری بہت ساری نمازیں قضا ہیں، اور جس کا حساب نہیں ہے، اللہ تعالیٰ معاف کرے، مگر آج کل میں نے پانچوں وقت کی نماز شروع کر رکھی ہے، پوچھنا یہ ہے کہ تمام قضا نمازیں کس طرح ادا کی جائیں؟ آیا صرف فرائض ہی ادا کئے جائیں یا مکمل نماز اَدا کی جائے؟ دُوسرے یہ کہ سفر کے دوران نماز پوری ادا کی جائے یعنی قصر نماز صرف فرائض نصف ادا کئے جائیں؟

جواب:... جتنی نمازیں آپ کی فوت ہوگئی ہیں، ان کا حساب کرکے قضا شروع کردیں۔ قضا صرف فرض اور وتر کی ہوتی ہے،[۳] سنتوں کی نہیں۔[۴] سفر کی نمازوں کا چونکہ صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا، اس لئے ان کو بھی پوری پڑھیں۔[۵] البتہ اگر یقین سے معلوم ہو کہ فلاں وقت کی سفر کی نماز ذمہ ہے تو اس کی قصر کریں۔[۶]

اگر صرف عشاء کے قضا شدہ فرض ادا کئے تو وتروں کا کیا کریں؟

سوال:... کچھ عرصہ پہلے میں نے آپ کے صفحے میں پڑھا تھا کہ قضا صرف فرض کی کی جاتی ہے، تو اسی لئے میں نے عشاء کی

---

(۱) والقضاء فرض في الفرض وواجب في الواجب ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۱).

(۲) وعن الحسن البصری انه قال: أجمع المسلمون علىٰ أن الوتر حق واجب وكذا حكى الطحاوی فيه إجماع السلف ومثلهما لَا يكذب ولأنه إذا فات عن وقته يقضي عندهما .... وذا من أمارات الوجوب والفرضية ولأنها مقدرة بالثلاث. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۷۱، فصل وأما الصلاة الواجبة فنوعان: صلاة الوتر وصلاة العيدين).

(۳) وقد قالوا إنما تقضى الصلوات الخمس والوتر علىٰ قول أبي حنيفة ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۸۶، باب قضاء الفوائت). أيضًا: وفي الفتاویٰ رجل قضى الفوائت فإنه يقضه الوتر وان لم يستيقن انه هل يبقى عليه وتر أو لم يبق فإنه يصلي ثلاث ركعات ويقنت ثم يقعد قدر التشهد ثم يصلي ركعة أخرىٰ فإن كان وترًا فقد أدّاه وان لم يكن فقد صلى التطوع أربعًا ولَا يضره القنوت في التطوع. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۵، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر).

(۴) أن السُّنَّة إذا فاتت عن وقتها هل تقضى أم لَا؟ فنقول بالله التوفيق: لَا خلاف بين أصحابنا في سائر السُّنن .... انها إذا فاتت عن وقتها لَا تقضى سواء فاتت وحدها أو مع الفريضة ...إلخ. (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۸۷). أيضًا: والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۱۲، الباب التاسع في النوافل).

(۵) في العتابية عن أبي نصر رحمه الله فيمن يقضي صلوات عمره من غير أن فاته شيء يريد الإحتياط فإن كان لأجل النقصان والكراهة فحسن وان لم يكن لذالك لَا يفعل والصحيح انه يجوز إلّا بعد صلاة الفجر والعصر وقد فعل كثير من السلف لشبهة الفساد كذا في المضمرات. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۲۴، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر).

(۶) فلو فاتته صلاة السفر وقضاها في الحضر يقضيها مقصورة كما لو أداها وكذا فائتة الحضر تقضى في السفر تامة. (ردالمحتار ج:۲ ص:۱۳۵، باب صلاة المسافر).

نماز میں بھی صرف فرض کی قضا پڑھی، لیکن کچھ روز پہلے آپ نے لکھا کہ وتر کی قضا بھی کی جاتی ہے، تو اَب تک میں نے جو عشاء کی نمازیں قضا کی ہیں، ان کو دُہراؤں یا صرف وتر کی قضا ادا کروں؟

جواب:… وتر کی قضا بھی ضروری ہے، جن نمازوں کے وتر آپ نے نہیں پڑھے، ان کے وتروں کو پڑھ لیجئے، پوری نماز کو دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ [۱]

نوافل وسنن موٴکدہ کی جگہ قضا نماز پڑھنا

سوال:… آپ نے مورخہ ۱۷ رفروری کے کالم میں ایک صاحب کے مسئلے کے جواب میں کہا تھا کہ نماز میں نوافل اور غیرموٴکدہ سنتیں اگر نہ پڑھی جائیں تو کوئی گناہ نہیں، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا ان نوافل اور سنتوں کی بجائے اتنی ہی رکعتیں قضائے عمری کی نیت سے پڑھی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ مثلاً: نمازِ عصر میں چار رکعت غیرموٴکدہ سنتیں ہیں، تو ۴ رکعت سنتوں کی بجائے ۴ رکعت نماز فرض قضائے عمری کی نیت سے پڑھی جاسکتی ہیں؟ اور ایسا کرنے سے کیا چار رکعت غیرموٴکدہ سنتوں کا ثواب بھی ملے گا؟

جواب:… غیرموٴکدہ سنتوں کی جگہ قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں، ثواب زیادہ ملے گا۔ [۲]

حالتِ قیام وسفر کی نمازوں کی قضا کس طرح کی جائے؟

سوال:… مسافر کی حالتِ قیام میں قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی کس طرح کی جائے گی؟ اسی طرح سفر کی قضا نمازیں سفر سے واپسی کے بعد اپنے مقام پر پہنچ کر کس طرح ادا کریں؟

جواب:… حالتِ قیام میں قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی اگر سفر میں کی جائے تو ان میں قصر نہیں ہوگی، پوری نماز پڑھی جائے گی، البتہ جو نمازیں سفر میں قضا ہوئی ہوں، ان کو اقامت کی حالت میں بھی قصر کے طور پر پڑھا جائے۔ [۳]

بس میں سفر کی وجہ سے مجبوراً قضا شدہ نمازوں کا کیا کریں؟

سوال:… مسئلہ بس میں نماز کی ادائیگی کا ہے، اکثر چکوال سے لاہور بذریعہ بس سفر کا اِتفاق ہوتا ہے، یہ سفر تقریباً سات گھنٹے کا ہے، اس لئے دو تین نمازوں کے اوقات اس میں گزرتے ہیں، نماز کے لئے بس روکنے کا اِہتمام بھی نہیں ہوتا، اور کہیں تھوڑی دیر کے لئے بس رُکے بھی تو اسٹاپ پر کوئی ایسی جگہ نہیں ہوتی کہ نماز پڑھی جاسکے، مرد حضرات تو کہیں بھی مصلیٰ بچھا کر نماز اَدا کرسکتے ہیں، لیکن خاتون ہونے کی حیثیت سے میرے لئے یہ ممکن نہیں، اور بس میں بھی ظاہر ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کے لئے بھی جگہ نہیں ہوتی، ایسی

---

(۱) كان الوتر أصلًا بنفسه في حق الوقت لَا تبعًا للعشاء ... إلخ. (بدائع ج:۱ ص:۲۷۲). والقضاء فرض فى الفرض وواجب فى الواجب ... إلخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۲۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر).

(۲) والإشتغال بالفوائت أولٰى وأهم من النوافل ... إلخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۲۵).

(۳) فلو فاتته صلٰوة المسافر وقضاها فى الحضر يقضها مقصورة كما لو أداها وكذا فائتة الحضر تقضى فى السفر تامة. (شامى ج:۱ ص:۱۳۵، باب صلاة المسافر).

صورت میں مجھے نماز قضا ہونے پر بہت پریشانی ہوتی ہے، اگرچہ سفر ختم ہونے پر قضا نمازیں ادا کرلیتی ہوں، براہِ کرم اطمینانِ قلب کے لئے اس مسئلے کا حل تجویز فرمائیں۔

جواب:... سفر میں نماز کی صورت تو یہی ہوسکتی ہے کہ بس والوں سے پہلے طے کرلیا جائے کہ وہ اہتمام سے نمازیں پڑھادیں، اگر ان لوگوں کو مجبور کیا جائے تو اکثر وہ مان بھی جاتے ہیں، بہرحال ان پر زور دیا جائے، اب اگر وہ نمازیں پڑھادیں تو ٹھیک، ورنہ قضا کئے بغیر چارہ نہیں۔[۱]

کیا قضائے عمری بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:... میری عمر ۶۵ سال ہے، صحت نہیں اور میں فرض نماز میں زیادہ دیر کھڑی نہیں رہ سکتی، میں فرض نماز تو کھڑی ہوکر پڑھ لیتی ہوں، لیکن سنتوں میں اور نفل میں بیٹھ جاتی ہوں، اگر میں قضائے عمری ادا کروں تو کیا میں بیٹھ کر کرسکتی ہوں؟

جواب:... اگر کھڑے ہونے کی ہمت ہو تو کوشش کی جائے کہ قضا نمازیں کھڑے ہوکر پڑھیں، اور اگر ہمت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لیں۔[۲]

کیا تہجد کی قضا بھی ہوتی ہے؟

سوال:... تہجد کی قضا بھی ہوتی ہے؟ اگر آنکھ نہ کھلے تو پھر قضا پڑھنے کی ضرورت نہیں؟

جواب:... جس دن آنکھ نہ کھلے اس دن اشراق کے وقت (یعنی سورج نکلنے کے بعد) اتنی رکعتیں پڑھ لی جائیں، ان شاء اللہ تہجد کا ثواب مل جائے گا۔[۳]

تہجد میں اُٹھنے کی سستی کیسے دُور ہوگی؟

سوال:... بہت عرصے تک نماز تہجد ادا کرتا تھا، لیکن بعد میں تہجد چھوٹ گئی ہے، دِل کرتا ہے کہ تہجد ادا کرنے کے لئے اُٹھوں، مگر ہمت نہیں ہوتی، کوئی دُعا بتادیں کہ پھر یہ سلسلہ شروع ہوجائے۔

جواب:... آج سے یہ عزم فیصلہ کرلیجئے کہ مجھے بہرحال تہجد کی نماز پڑھنی ہے، سوتے وقت یہ عزم کرکے لیٹئے اور آنکھیں کھلنے کے بعد فوراً اُٹھ بیٹھئے، اس کے باوجود اگر کبھی رہ جائے تو اشراق کے وقت بطور قضا کے پڑھئے۔[۴]

---

(۱) إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" (النساء:۱۰۳).

(۲) ومنها القيام وهو فرض في صلاة الفرض والوتر. (عالمگیری ج:۱ ص:۶۹). أيضًا: إذا تعذر على المريض القيام صلّى قاعدًا يركع ويسجد، إختلفوا في حد المرض الذي يبيح له الصلاة قاعدًا فقيل: أن يكون بحال إذا قام سقط من ضعف أو دوران الرأس والأصح أن يكون بحيث يلحقه بالقيام ضرر وإذا كان قادرًا على بعض القيام دون تمامه أمر بأن يقوم مقدار ما يقدر فإذا عجز قعد ...إلخ. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۷۹، باب صلاة المريض).

(۳ و ۴) وفي رواية سعد بن هشام عن أمّ المؤمنين عائشة رضي الله عنها .... وكان إذا غلبه نوم أو وجع عن قيام الليل صلّى من النهار ثنتي عشرة ركعة ...إلخ. (مسلم ج:۱ ص:۲۵۶، باب صلاة الليل وعدد ركعات ...إلخ).